

# سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل

مترتبہ

ابن ہشام

Aluda Bakhsh O. P. Library  
Patna

Acc No. 14200

Date. 8-3-79

Section.....

نظر ثانی و تصنیب

حصہ اول

ترجمہ

مولانا عبد الجلیل صدیقی

مولانا غلام رسول قمر

ناشرین

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز ادبی مادیٹ لاہور  
چوک انارکلی

پشاور — حیدرآباد — کراچی

شیخ غلام علی اینڈ سنز  
پشاور



297.63

جملہ حقوق محفوظ

طابع \_\_\_\_\_ شیخ نیاز احمد  
مطبع \_\_\_\_\_ علمی پرنٹنگ پریس لاہور  
اشاعت چہارم \_\_\_\_\_ ۱۹۶۵ء  
ہدیہ کامل و دو جلدیں \_\_\_\_\_ روپے



ناشرین

شیخ غلام علی اینڈ سٹرز - پبلسرز

ادبی مارکیٹ، چوک انارکلی، لاہور



# فہرست مندرجات

## حصہ اول

۳۱

### نسب پاک

باب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم تک - نسب - ابن ہشام کا طریق - اسمعیل اور ان کی والدہ کا نسب - اسمعیل کی عمر اور مدفن - وصیت رسول اللہ علیہ وسلم ایک اور روایت - ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اصل عرب - اولاد عدنان - قبیلہ عکہ کا وطن - تشریح غسان - اولاد معد - قضاعہ - قینقار اور نعمان - نسب نجم بن عدی -

۳۲

### ابن عامر کا خروج اور بند ما رب

باب

یمن سے نکلنے کا سبب - بند ما رب کی تباہی - اشعار عشتی - مختلف اشعار

۳۰

### ربیعہ بن نصر حاکم یمن

باب

ہرونک خراب - نسب بجلہ - ربیعہ بن نصر اور شوق - ہجرت بہ جانب عراق

۳۳

### ابو کر ب تہان اسد

باب

حسان بن تہان - مدنیہ میں تہان کی آمد - اہل مدنیہ پر ظلم اور اس کا سبب - نسب عمرو بن طلحہ قتل کا ایک واقعہ - تیغ رگ گیا - خالد بن عبد العزی کے اشعار - قبیلہ انصار کا دعوی - تیغ اور کعبہ مکرمہ کی تعظیم - بیت اللہ کا غلاف - سبیحہ کے اشعار - دعوت حق اور آگ کی تحکیم - قصہ رزام -



### حسان بن تبان

۵۲

باب

قتل کی وجہ - ذورعین کے اشعار - عمرو کی ندامت و ہلاکت

### یمن پر ذونواس کا تسلط

۵۳

باب

حمیری کے اشعار - لخنہ کا کردار اور انجام - ذونواس کی حکومت -

### بخران میں مسیحیت کی ابتدا

۵۶

باب

فیمون اور صالح - دعا و شفا - غلامی اور کرامت -

### اصحاب الاخدود کا واقعہ

۵۹

باب

فیمون اور ابن الثامر، اسم اعظم کی دریافت - بخران میں تبلیغ مسیحیت - اخدود کا واقعہ - اخدود کے معنی - ابن الثامر کا قتل -

### یمن پر اہل حبشہ کی حکومت

۶۳

باب

قیمصرے طلب امداد - ذونواس کی شکست و موت - ذوجدن کے اشعار - مزید اشعار ابن الذئبہ ثقفی کے اشعار - عمرو بن معدی کرب کے اشعار - نسب زبیدہ - شتی کی پیش گوئی -

### ابرہہ اشترم کی بادشاہی

۶۹

باب

اریاط کا قتل - ابرہہ کی تدبیر - بنائے کلیسا - عربوں میں نسی کا بانی - عمرو بن قیس کے اشعار - کعبہ مکرمہ پر اقدام کی قسم -

### حرم پاک پر ابرہہ کی یورش

۷۴

باب

پیشقدمی - ثقیف کا نسب - معبدلات - اسود کی روانگی - حناطہ اور عبد المطلب ذوالنفر - انیس اور عبد المطلب - ابراہہ اور عبد المطلب - عبد المطلب کی دعا - اشعار عکرمہ بن عامر



۸۵

## ابرمہ اور اس کے لشکر کا انجام

باب ۱۲

پزندوں کی یورش - نفیل کے اشعار - مزید اشعار - سورۃ فیل - سورۃ قریش - تفسیر سورۃ فیل - تفسیر سورۃ قریش -

۸۶

## فیل اور اصحاب فیل

باب ۱۳

قریش کی تعظیم - اشعار ابن الزبجری - اشعار ابو قیس بن الاسلط - ابو قیس کا دوسرا قصیدہ - اشعار طالب بن ابی طالب - اشعار امیہ بن ابی صلت - اشعار فرزدق -

۹۲

## سیف بن ذی یزن کا ظہور

باب ۱۴

اہل یمن کی مصیبتیں - سیف کسریٰ کے دربار میں - امداد کا انتظام - دہر ز اور سیف بن ذی یزن - سیف کے اشعار - ابوالسلط یا امیہ کے اشعار - اشعار عدی -

۹۹

## یمن پر ایرانیوں کی حکومت

باب ۱۵

یمن کے حبشی - ایرانیوں کی حکومت - کسریٰ کے قتل کی پیش گوئی - بادان کا قبول اسلام - پتھر پر لکھی ہوئی پیش گوئی - شاہ حضر کا قصہ - حضر پر شاپور کا حملہ - ساطروں کی بیٹی کا حشر - اشعار اعشی - اشعار علی بن زید -

۱۰۵

## نزار بن معد اور اس کی اولاد

باب ۱۶

نزار کے بیٹے - اولاد انار - اولاد مضر -

۱۰۶

## عربوں میں بُت پرستی

باب ۱۷

عمرو بن لُحی - بتوں کو شام سے لانا - عربوں میں جبر پرستی کی ابتداء - عربوں کی گمراہی - سواع اور دد - یعوث اور یعوق - نصر اور عم انس - بنی ملک کان کا بت (سعد) - قریش کا بت (بہل) - اسات و نائلہ - طریق بت پرستی - طاغوت کے مختلف معبد - عزیٰ اور اس کے دربان - ثقیف کا بت لات - ادس و غزرج کا بت (منات) - ذد الخلد - بنی طے



کابت (فلس) بنی ربیعہ کا معبد (رمضا) - بکر و تغلب کا معبد - ذوالکعبات -

۱۱۸

بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام

باب ۱۸

بحیرہ اور سائبہ - وصیلہ - حام - قرآن مجید کے ارشادات - ادب سے مثالیں

۱۲۲

بیان نسب کا مکملہ

باب ۱۹

خزاعہ - عون بن ایوب کے اشعار - ابو مطہر کے اشعار - اولاد مدرکہ و خزیمہ - قریش کی ابتدا - اولاد نضر - اولاد قہر - اولاد غالب - اولاد لؤمی - سعد بن لؤمی - سامہ بن لؤمی - سامہ کے اشعار - عوف بن لؤمی - نسب مرہ - اشعار حارث بن ظالم - ہاشم بن حرمہ کے متعلق اشعار - عامر کے اشعار - تعریف بسل - اولاد کعب و مرہ - نسب بارق اولاد کلاب - نسب جعثمہ - بقیہ اولاد وکلاب -

۱۳۵

قصی، ہاشم اور عبدالمطلب کی اولاد

باب ۲۰

اولاد قصی - اولاد عبد مناف - اولاد ہاشم - اولاد عبدالمطلب - عبد اللہ بن عبدالمطلب - زمزم کی کھدائی -

۱۳۸

بیت اللہ سے جرہم کا اخراج

باب ۲۱

بیت اللہ کی تولیت - جرہم و قطورہ - مناض بن عمرو - اولاد اسماعیل و جرہم - بنی کنانہ اور بنی خزیمہ - مکہ اور اس کے معنی - عمرو بن حارث کے اشعار - مزید اشعار - تولیت کعبہ پر خزاعہ کا قبضہ -

۱۴۲

قصی اور تولیت کعبہ

باب ۲۲

تولیت کے لیے وصیت - کعبہ پر قصی کی تولیت - غوث بن مراد و اجازت حج - رمی جمار میں تقدم عزرات سے نکلنے کی اجازت - مزدلفہ سے روانگی کی روانگی - ابویسارہ کے متعلق اشعار - عامر بن طرب -



## قریش کا اتحاد اور مکہ پر غلبہ

باب ۲۳

شکست بنی صوفہ - بنی خزاعہ اور بنی بکر سے جنگ قصتی اور امارت کعبہ قصتی  
کی رفعت شان - اشعار رزاح - اشعار ثعلبہ بن عبد اللہ - اشعار قصتی - قصتی  
کی ضعیفی -

## بنی عبد الدار اور بنی عبد مناف میں کشمکش

باب ۲۴

قصتی کی تقسیم - فریقین کے سردار اور طرف دار - معاہدہ مطہبین - معاہدہ احلام  
مصلح اور اس کی شرطیں - حلف الفضول - نزاع حسین و ولید - حلف الفضول  
کی تفسیح -

## ہاشم اور مطلب

باب ۲۵

رفادہ و سقایہ - عہد مطلب - ہاشم کا نکاح - ولادت عبد المطلب - مطلب  
کا انتقال اور مرثیے - مزید ماتمی اشعار -

## عبد المطلب کا زمانہ

باب ۲۶

انتظامات - زمزم کی کھدائی - اصل مقام کا نشان - عبد المطلب اور قریش میں جھگڑا  
ثالث کی تلاش - دوسری روایت - زمزم کا اجراء - تیروں پر فیصلہ - طوی اور بذر  
سجلہ اور دوسری باؤلیاں - فضیلت زمزم -

## عبد المطلب کی نذر

باب ۲۷

ذبح فرزند کا عہد - عرب میں تیروں کا دستور - عبد اللہ کا نام نکلتا - عرافہ سے سوال -  
عبد اللہ کا قدیم - ایک عورت کا پیش کش - آمنہ سے عبد اللہ کی شادی - رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم -

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و رضاعت

باب ۲۸

تاریخ ولادت - کعبہ میں دعا - حلیمہ سعدیہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی



بجائی بہن - حلیمہ کا بیان - وجود مبارک کی برکات - شوقِ بطن - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لانا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان مبارک - واپسی اور گم شدگی واپسی کا ایک اور سبب -

## والدہ ماجدہ اور جدِ امجد کی وفات

باب ۲۹

والدہ ماجدہ - عبد المطلب - بیٹیوں کا ماتم - اشعارِ صفیہ - اشعارِ برہ - اشعارِ عائشہ - اشعارِ امّ حکیم - اشعارِ امیمہ - اشعارِ اردوی - اشعارِ حذیفہ - اشعارِ مطرود -

## ابوطالب کی سرپرستی

باب ۳۰

ابوطالب - قلعہ بحیرا - قافلہ قریش کی دعوت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد - مہرِ نبوت - اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت - سفر سے واپسی - جنگِ فجار - البراء بن مالک کے اشعار - جنگ کی کیفیت -

## حضرت خدیجہؓ سے نکاح

باب ۳۱

تجارت کے لیے سفرِ شام - حضرت خدیجہؓ کا نسب - حضرت خدیجہؓ سے نکاح - اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم - اشعارِ ورقہ -

## کعبہ مکرمہ کی تعمیر

باب ۳۲

سبب تعمیرِ کعبہ - ابو وہب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت - حدیثِ اشعار - تعمیر میں تقسیمِ کار - مختلف روایات - حجرِ اسود پر تکرار - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ - اشعارِ زبیر بن عبد المطلب - قریش میں رسمِ خمس -

## بیانِ خمس

باب ۳۳

قریش میں رسمِ خمس - بعض شعائرِ ابراہیمی کا ترک - جنگِ جبلہ - جنگِ ذی نجب -



دوسری رسمیں۔ اسلامی احکام۔

۲۲۸

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں

باب ۳۱

اجارہ درمہبان اور کاہن۔ ارشاد باری تعالیٰ۔ ٹوٹنے والے تارے اور عمرو بن امیہ۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔ قبیلہ بنی سہم کی کاہنہ۔ قبیلہ جنب کا کاہن۔  
حضرت عمرؓ اور ایک کاہن۔ ایک بچہ پڑے کی پکار۔

۲۳۵

## یہودیوں کی روایات

باب ۳۲

یہودیوں کا اعتقاد و عمل۔ ارشاد باری تعالیٰ۔ حدیث سلمہ بن سلامہ۔ اسلام ثعلبہ و  
اسید واسد۔

۲۳۸

## حضرت سلمانؓ کا اسلام

باب ۳۳

سلمانؓ کی ابتدائی زندگی۔ مسیحیوں سے رغبت۔ سفر شام۔ سلمانؓ اور اسقف۔  
سلمانؓ موصل میں نصیبین میں قیام۔ سفر عموریہ۔ وادی القریٰ اور مدینہ منورہ۔  
نسب قبیلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری۔ غلامی سے آزادی  
عمرو بن عبد العزیز کی روایت۔

۲۴۶

## راہِ حق تلاش کرنے والے چار اصحاب

باب ۳۴

بت پرستی سے بیزاری۔ درق بن نوفل اور عبید اللہ بن جحش۔ ام حبیبہؓ سے  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح۔ عثمان بن الحویرث اور زید بن عمرو۔ سعید بن زید  
اشعار زید بن عمرو۔ مزید اشعار۔

۲۵۳

## زید بن عمرو کی مصیبتیں

باب ۳۵

اشعار زید۔ کعبے کا احترام۔ نیکی کی طلب۔ زید پر خطاب کے ظلم تلاش حق میں تگ و دو  
مظلومی کی موت۔ ورقہ کے ماتمی اشعار۔



باب ۳۹  
انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف  
۲۵۸ اہل انجیل کا عمدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت -

باب ۴۰  
نبوت کا آغاز  
۲۶۰ سچے خواب - شجر و حجر کا سلام - تخت و تختہ - ماہ رمضان کی عبادتیں جبریل کی آمد - ورق بن نوفل کا بیان - نزول قرآن کی ابتداء -

باب ۴۱  
دعوت اسلام  
۲۶۶ حضرت خدیجہؓ - سورہ ضحیٰ کا نزول - فرض نماز کی ابتدا - نماز کی تعلیم حضرت علیؓ - ابوطالب کی کثیر العیال - جعفر اور علیؓ کی کفالت - دین حق کی پیروی - ابوطالب کا فیصلہ -

باب ۴۲  
دعوت اسلام  
۲۶۲ زید بن سائرہ - نسب زید - والد زید کی بے قراری - زید کا فیصلہ - حضرت ابو بکر صدیق - ابو بکر کی تبلیغ - ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان صدیقی - ساقیوں اولیوں - عمیر - عبد اللہ اور مسعود - سلیم - حاطب وغیرہ - ابن جحش - جعفر اور دھار - نعیم بن عبد اللہ - اور عامر بن فہیرہ - خالد - حاطب - ابو حذیفہ اور واقعہ - بنی بکر اور عمار - صہیب بن سنان -

باب ۴۳  
علائیہ تبلیغ کا آغاز  
۲۶۸

علائیہ تبلیغ کا حکم - چھپ کر اداائے نماز - قریش کی مخالفت - ابوطالب کے پاس وفد - دوسری مرتبہ شکایت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب عمارہ بن ولید

باب ۴۴  
پیروان دین حق کے مصائب  
۲۸۴ کاپیشکش - اشعار ابوطالب - ولید بن مغیرہ کی حیرانی - ولید بن مغیرہ کے مسلمانوں کو ایذا - اشعار ابوطالب -



متعلق آیات -

۲۸۸

## ابوطالب کا مشہور قصیدہ

باب ۴۵

قریش کی دلجوئی - اشعار - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا - ابوطالب کے مذکورہ اشعار

۳۰۲

## نبوت کی عام شہرت

باب ۴۶

ادیس و خزرج - ابو قیس بن الاسط - ابو قیس کے اشعار جنگ داحس جنگ حاب  
اشعار حکیم بن امیہ -

۳۱۱

## قریش کی ایذا رسانیاں

باب ۴۷

تہمت طرازی - ابن عمرو بن العاص کی روایت - دوسرے روز کا واقعہ - شدید ترین ادیت - ابو جہل کی بدزبانی - حضرت حمزہ کی آمد - ابو جہل سے بدلا اور اعلان اسلام - عقبہ بن ربیعہ سے گفتگو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت تلاوت قرآن پاک - قریش کو عقبہ کا مشورہ - قریش کا ایک اور وفد - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد - دوسرا مطالبہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد - تیسرا مطالبہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد - قریش کی یادہ گوئی - ابو جہل کی شقاوت -

۳۲۳

## اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے بار میں سوالات

باب ۴۸

نفس بن الحارث - علماء یہود سے مشورہ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات سورہ کہف کا نزول - واقعہ اصحاب کہف - تشریح الفاظ کیفیت و تعداد اصحاب کہف - ذوالقرنین - حقیقت روح -

۳۲۶

## قریش کی بیباکی اور خدا نافرستی

باب ۴۹

کلمات اللہ نے نہایتی - حکمرانی صرف اللہ کے لیے ہے - کفار کے بے معنی



مطالبے۔ سنتِ انبیاء۔ ایمان کی بے محل شرطیں۔ نبیوں۔ کسف اور قبیل۔ زخرف۔  
رحمان سے سرتابی۔ ابوہل سے مواخذہ۔ تشریح الفاظ۔ معنی ناومی۔ شرح زیانہ  
مشرکوں کی بے نصیبی۔ ابوہل کی بیباکی۔ تلاوت قرآن۔ قرآن کی پہلی جہری تلاوت  
قرآن کا اثر۔ اخنث کا واقعہ۔ کفار کا تجاہل۔ کفار کے اعتراضات۔

۳۵۰

### مسکینوں پر خوفناک ظلم و ستم

باب ۵

مشرکوں کی سنگ دلی۔ حضرت بلالؓ۔ حضرت ابو بکرؓ نے آزادی دلائی۔ چھ غلام  
اور لونڈیاں۔ حضرت ابو بکرؓ کی شانِ لقیہیت۔ آلِ یاسر کے لیے بشارت۔ ابوہل  
کی صلابت کفر۔ عبداللہ بن عباس کا بیان۔ ہشام بن ولید کا واقعہ۔

۳۵۵

### حبشہ کی جانب پہلی ہجرت

باب ۵

ہجرت کا مشورہ۔ اکابر مہاجرین۔ جعفر بن ابی طالب۔ بنی اُمیہ۔ بنی عبد مناف۔  
بنی قصی۔ بنی عبد الدار۔ بنی زہرہ۔ بنی مذیل۔ بنی ہبرا۔ بنی تیم۔ بنی مخزوم  
بنی جمح۔ بنی سہم۔ بنی عدی بن کعب۔ بنی عامر۔ بنی لؤئی۔ بنی حارث  
بن فہر۔ مہاجرین کی تعداد۔ اشعار عبداللہ بن حارث۔ دوسرا قصیدہ۔ تیسرا قصیدہ  
اشعار عثمان بن مظعون۔

۳۶۶

### مہاجرین کے خلاف قریش کی کوشش

باب ۵

قریش کی اسلام دشمنی۔ اشعار ابی طالب۔ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی روایت۔  
قریشی سفیروں کا ساز باز۔ نجاشی کے پاس شکایت۔ نجاشی کا جواب۔ صحابہؓ  
کا مشورہ۔ جعفر بن ابی طالب کی تقریر۔ حبشہ میں پناہ لینے کا سبب۔ سورہٴ مہم  
کی تلاوت۔ قریشی سفیروں کی ایک اور تدبیر۔ درباریوں کی ناراضی۔ حبشہ میں  
بغاوت۔ نجاشی کی ابتدائی زندگی۔ والد کا قتل اور نجاشی کی غلامی۔ چچا کی ہلاکت  
ایک اور بغاوت۔ نجاشی کا اسلام۔



## حضرت عمرؓ کا اسلام

۳۶۶

باب ۳۵

اسلام کا غلبہ - کعبۃ اللہ کے پاس نماز - اسلام کی مخالفت میں شدت - بہن اور بہنوئی کے متعلق اطلاع - بہن زخمی ہو گئی - قرآن کی تاثیر - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا - حضرت عمرؓ بارگاہِ نبویؐ میں - قبولِ اسلام - ایک اور روایت عبد اللہ بن عمرؓ کا بیان - اعلانِ اسلام -

## شعب ابی طالب میں محصوری ؟

۳۸۴

باب ۳۶

قریش کا عہدِ مقاطعہ - بنی ہاشم اور بنی مطلب - ابوہب کی علیحدگی - سورۃ لہب - کانزدول - اشعار ابی طالب - حکیم بن حزام اور ابوالبختری بن ہشام -

## کفارِ قریش اور قرآن مجید

۳۸۸

باب ۳۷

قریش کی ایذا رسانی - ابوہب - اور اس کی بیوی - تشریح الفاظ - حالۃ الخطب کا واقعہ - امیہ بن خلف - عاص بن وائل - ابو جہل - نصر بن الحارث - عابد و معبود - انحنث بن شریق - ولید بن مغیرہ - ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی المہیط - سورۃ کافرون - شجرۃ الزقوم - تشریح مہل - شجرۃ ملعونہ - عبس و تولى -

## حدیث سے مسلمانوں کی مراجعت

۴۰۲

باب ۳۸

مختلف گروہ - بنی عبد الشمس و بنی نوفل - اولادِ قصی اور بنی زہرہ - بنی مخزوم - بنی جحج اور بنی سہم - بنی حارث - پناہ گیر - عثمان بن مظعون نے پناہ لڑنا دی - ابو سلمہ بن عبد الاسد - اشعار ابی طالب - ابو بکرؓ - ابن دغنے کی پناہ - تلاوتِ قرآن میں رقت - پناہ لڑنا دی -

## معابدہ قریش کی شکست

۴۱۰

باب ۳۹

پانچ حق شناس - ہشام بن عمرو کا کارنامہ - زبیر بن ابی امیہ - مطعم بن عدی - ابوالبختری بن ہشام - زمعہ بن الاسود - نوشتہ توڑنے کا عہد - زبیر کا اعلان - (نقض الصمیمیہ)



معاہدہ دیکھ چاٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔ اشعار ابی طالب  
مطمئن بن عدی کا مرثیہ۔

## باب ۵۸ طائف سے واپسی اور اشاعت اسلام

۴۱۹

طائف سے واپسی۔ اشعار حسان بن ثابت۔ طفیل دوسی کا واقعہ۔ طفیل کا قبول  
اسلام۔ خدا کی طرف سے نشانی۔ باپ اور بیوی کا اسلام۔ بنی دوس کو دعوت  
خیبر اور مدینہ منورہ۔ بت کا جلایا جانا۔ طفیل اور فتنہ ارتداد۔ خواب اور شہادت  
اعشی بن قیس کے اشعار۔ اعشی کی کم نصیبی۔ ابو جہل کی بد معاملگی۔ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امداد۔ ابو جہل پر دہشت۔ ناظر کا بیان۔ ابو جہل  
کا بیان۔

## باب ۵۹ کفار کی مخالفت اور اسلام کی اشاعت

۴۳۰

رکانہ سے کشتی۔ عجیب تر واقعہ۔ حبشہ کے نصرانی۔ آیات قرآنی۔ امام زہری کی  
روایت۔ مساکین اسلام کا استہزاء۔ کفار قریش کا افتراء۔ نزول سورہ کوثر۔  
کوثر کے اوصاف و خصائص۔ کفار کا لغو مطالبہ۔ استہزاء کا انجام۔

## باب ۶۰ اسریٰ اور معراج

۴۴۸

واقعہ اسرای کے راوی۔ شراب۔ دودھ اور پانی۔ جبریلؑ کی آمد اور براق۔ براق  
پر سواری۔ انبیاء کی امامت۔ قریش کا انکار۔ ابو بکرؓ کی تصدیق۔ صدیق کا  
لقب۔ لوگوں کے لیے آزمائش۔ حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ۔ سعید بن المسیب  
کی روایت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ۔ ام ہانی کی روایت۔ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان۔ اہل قافلہ کی تصدیق۔

## باب ۶۱ معراج اور سیرِ سماوات

۴۴۷

واقعہ معراج۔ اہل علم کا بیان۔ ابو سعید کی روایت۔ سات آسمان اور بہشت۔



نمازوں میں تخفیف -

۴۵۵

## ہنسی اڑانے والوں کا عبرتناک انجام

باب ۶۱

پانچ شخص - ارشاد باری تعالیٰ - ایک ایک کو سزا - ابو ذر بیہ الدوسی - عبد اللہ بن امیہ کے اشعار - جہنم ابن ابی جہنم کے اشعار - مزید اشعار - ابوسفیان کا اہتمام - حسان بن ثابت کے اشعار - ترک ربا کا حکم - ضرار بن الخطاب کی حفاظت - ضرار کے اشعار - اُمّ جمیل -

۴۶۴

## ابوطالب اور حضرت خدیجہ کی وفات

باب ۶۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا - ابوطالب اور خدیجہؓ - ابوطالب کا آخری وقت - دعوت اسلام - ابوطالب کی کیفیت - ص والقرآن -

۴۶۸

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر طائف

باب ۶۳

طائف میں ورود - دعوت اسلام - منکروں کی منکامہ آرائی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا - عداس نصرانی کا واقعہ - ینبوا اور یونس - جنوں کا قرآن سننا -

۴۷۲

## قبائل کو دعوت اسلام

باب ۶۴

قبائل کو دعوت - دعوت کے اہم نکات - ابولہب کی مخالفت - بنی کندہ اور بنی عبد اللہ - بنی حنیقہ - بنی عامر - ایک بوڑھے کا ساف - سوید بن صامت اشعار سوید - بنی سلیم کے ایک شخص سے جھگڑا - سوید کی حق رسی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات - ایاس بن معاذ -

۴۷۹

## انصار اور عقبہ اولیٰ

باب ۶۵

انصار میں اسلام کی ابتداء - دعوت اسلام - پہلے خوش نصیب - عقبہ اولیٰ - پہلی بیعت - منسب بن عمیر - مدینہ میں پہلی نماز جمعہ - اسید بن حننیر قبول اسلام



سعد بن معاذ - بنی عبدالاشہل کا اسلام - اشعار صیفی -

۴۸۸

### بیعت عقبہ ثانیہ

باب ۶

انصار کا سفر حج - برابر بن معرور - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات - بیعت عقبہ - گراں بہا ذمہ داری - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک - نقیبوں کا تقرر - نقیبوں کے نام و نسب - اشعار کعب بن مالک - انصار کا عزم محکم - بیعت میں ہدفت کا مسئلہ - شیطان کی فتنہ انگیزی -

۴۹۸

### قریش کا جوش انتقام

باب ۷

انصار کا تعاقب - سعد بن عبادہ پر ظلم - جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب - اشعار حسان بن ثابت - عمرو بن الجموح کا بیت - عمرو کے اشعار -

۵۰۴

### عقبہ ثانیہ کی شرطیں اور حاضرین بیعت

باب ۸

بیعت کی شرطیں - اوس بن حارثہ اور بنی عبدالاشہل - بنی حارثہ بن الحارث - بنی عمرو بن عوف - خزرج بن الحارثہ - بنی عمرو بن مہذول - بنی عمرو بن مالک - بنی مازن بن التجار - بلحارث بن خزرج - بنی بیاضہ بن عامر - بنی عامر بن زریق - بنی سلمہ بن سعد - بنی سواد اور بنی غنم - بنی نابی - بنی حرام بن کعب - بنی عوف - بنی خزرج - بنی سلیم بن غنم - بنی ساعدہ بن کعب - دو عورتیں -

۱۱۳

### ادن قتال اور آغاز ہجرت

باب ۹

ادن قتال - ہجرت کا حکم - ابو سلمہ بن عبدالاسد - ام سلمہؓ کی روایت - عثمان بن طلحہ کی شرافت - بنی جحش - مہاجرین و مہاجرات - اشعار ابی احمد بن جحش - مزید اشعار -

۲۲

### مہاجرین کی ہجرت اور قیام گاہیں

باب ۱۰

عمروؓ کی روایت - ابو جہل اور حارث کا قریب - عمروؓ کی احتیاطی تدابیر - عیاش کی گرفتاری



رحمت باری تعالیٰ - ہشام کا مدنیہ پہنچنا - ایک اور روایت - مہاجرین کی فرودگاہ  
صہیب کا اشارہ - مختلف مہاجرین

۵۲۸

## رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

باب ۲

اجازت کا انتظار - قریش کا مشورہ - یوم الزحہ - شرکاء کا مشورہ - اخراج کی  
تجویز - ابو جہل کی رائے - علیؓ کو حکم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی - ایک  
شخص کی اطلاع - قرآن مجید کے ارشادات - ابو بکرؓ کی تیاری -

۵۳۲

## سفر ہجرت

باب ۳

ہجرت کی اجازت - ابو بکرؓ کے انتظامات - غار ثور میں قیام - خورد و نوش - سواری  
اور توشہ - پہلی صحیح خبر - ابو بکرؓ کے والد ماجد - سراقہ کا قصد - تعاقب - اختیار و  
ترک میں کشمکش - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر - منازل سفر - قبائیس  
درود - قیام کی تفصیل - سہل بن حنیف کی نکو کاری -

۵۴۲

## مدنیہ میں ورود اور تعمیر مسجد

باب ۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا جمعہ - اہل مدینہ کی شانِ فداکاری - ابو ایوب کی خوش  
نصیبی - تعمیر مسجد النبی - عمار کے متعلق پیش گوئی - علیؓ کا رجز - ابو ایوبؓ کا اہتمام  
میزبانی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طعام - مہاجرین - فتح مکہ اور  
مسئلہ اہلک -

۵۵۱

## خطبات نبویہ

باب ۵

مدنیہ میں اسلام - پہلا خطبہ - دوسرا خطبہ -

۵۵۲

## مہاجرین و انصار اور یہود کا تاریخی معاہدہ

باب ۶

معاہدے کا متن - مزید شرطیں -



## باب ۵۶۲ مواخات اور دوسرے واقعات

مواخات - تفصیل مواخات - وظائف اور مواخات - اسعد بن زراره  
کی وفات - امارت کا فیصلہ - نماز کے لیے اذان - عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
کا خواب - نزول وحی -

## باب ۵۶۶ ابوقیس بن ابی انس

رب ابراہیم کی عبادت - ابوقیس کے اشعار - مزید اشعار - اسلام اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات -

## باب ۵۶۳ یہودی کی کیفیت

عام روش - بنی نصیر - بنی ثعلبہ - بنی قینقاع - بنی قرظہ - دوسرے قبائل  
عبداللہ بن سلام کا اسلام - مخزوم کا اسلام - ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا  
کی گواہی -

## باب ۵۶۸ یہود سے میل جول رکھنے والے منافق !

منافقین کے نام - قرآن مجید کی شہادت - سید بن صامت کا قتل - کفر و ایمان  
مسجد ضرار کا بانی - مجمع کا معاملہ - اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء  
دل اور آنکھ کا اندھا - حاطب بن اُمیہ - قزمان - بنی عبدالاشمل - طاغوت  
کو ثالت بنانے والے - بنی نجار اور بنی سلمہ - عبداللہ بن ابی - بنی نصیر کو  
جھوٹے مشورے -

## باب ۵۸۸ منافقین سے سلوک

منافق یہودی علماء - رافع بن حرملہ - مسجد سے اخراج - منافقین کے متعلق آیات  
دلوں اور کانوں پر مہریں - دین سے استہزاء - ہدایت کے عوض گمراہی - منافقوں



کی ایک مثال - دوسری مثال -

۵۹۶

## قرآن مجید کی مزید شہادتیں

باب ۸۲

اللہ کی فرمانبرداری - برہان قرآن - بنی اسرائیل کا ذکر - بنی اسرائیل کی حسادت  
حکم حق سے سرتابی - اعلیٰ کے بدلے ادنیٰ کی طلب - پتھر سے بھی برہنہ کر  
سنگ دل - کلام الہی میں تحریف - منافقت کی انتہا - تورات کی بشارتوں  
کا اخفاء - معنی امانی -

۶۰۴

## یہودی بد عہدیاں اور نافرمانیاں

باب ۸۳

خونریزی اور اخراج - یہودیہ دینہ کی روش - رسولوں کی مخالفت - مستوجب لعنت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک - دنیوی زندگی سے محبت - رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات - پہلا سوال - دوسرا سوال - تیسرا سوال چوتھا  
سوال - سلیمان کی شان -

۶۱۳

## یہود و نصاریٰ کے باہم جھگڑے

باب ۸۴

یہودی خیبر کے نام نامہ مبارک - اسلام کے شدید دشمن - محکات و تشابہات -  
پہلی اور بعد کی حالت - ایمان کے بدلے کفر - حسد اور کفرانِ نعمت - اہل بخران  
اور یہودی علماء - یہود کا زعم باطل - نصاریٰ کا زعم باطل -

۶۲۰

## تحویل قبلہ اور یہودی سفارتیں

باب ۸۵

یہودی حیلہ گری - نفسانی خواہشات کی پیروی - سچی باتوں کا اخفاء - دعوت حق کا  
جواب - انکار پر اصرار - کتاب اللہ سے اعراض - ابراہیمؑ نہ یہودی تھے  
نہ نصرائی - تبلیغ الحق باطل -



## باب ۸۶

## فتنہ انگیزیوں اور تفرقہ پر دازیوں

۶۲۷

شیطان و سو سے - تشریح الفاظ - تصدیق کا عہد - انصار میں تفرقے کی کوشش  
اوس و خزرج میں ہنگامہ - قرآن مجید کی شہادت - مسلمانوں کو ہدایت - اہل حق کی  
تحقیر - یہود سے راز داری کی ممانعت - فتنہ خاص یہودی کی جسارت - رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت - فتنہ خاص کی تردید - مسلمانوں کو تلقین صبر یہودیوں  
کے خصائص -

## باب ۸۷

## حق و صداقت کے دشمن

۶۳۶

بخل کی تلقین - اخفاء کلام الہی - بد زبانی اور کفر - کفر پر اصرار - تشریح الفاظ -  
مخالف ٹولیاں - تنزیل سے انکار - پتھر گرانے کی سازش - اللہ کے پیارے  
ہونے کا دعویٰ - حکم رجم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع - علماء  
یہود سے دریافت - سزا کا نفاذ - عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان  
خونہما میں ظلم -

## باب ۸۸

## فتنہ انگیزی پر فتنہ انگیزی

۶۴۶

فتنہ انگیزی کا قصد - نبوت مسیح سے انکار - اہل حق ہونے کا ادعا - شرک باللہ  
یہود سے مؤدت کی ممانعت - قیامت کے متعلق سوال - تشریح الفاظ -  
یہود و نصاریٰ کے غلط دعوے، آسمان سے کتاب کا مطالبہ - ذوالقرنین  
کے متعلق سوال - اللہ تعالیٰ پر تعریضات - مسلمانوں کو ہدایت -

## باب ۸۹

## دفنہ خیران

۶۵۴

دفنہ کے اکابر - ابو حارثہ کے احساسات - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق  
بشارت - دفنہ نصاریٰ کی نماز - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو - آل عمران  
کا دل - قرآن اور تورات - انجیل اور فرمان - ذات باری تعالیٰ کی تزیینہ اور



یکتائی - محکمت و تشابہات - اللہ کے نزدیک مقبول دین - یہود و نصاریٰ کے افعال - اللہ تعالیٰ کی قدرت - اللہ کی محبت کا طریقہ -

باب ۹

### دفن نجران؟

(۲)

۶۶۳

مریمؑ کے پیدا ہونے کا حال - نجرانی کا فیصلہ - بشارت عیسیٰ - نبوت عیسیٰ - من النصاریٰ الی اللہ - یہود کا ارادہ قتل - عیسیٰؑ اور آدمؑ کی مثال - دعوت مباہلہ - توحید پر اتفاق کی دعوت - دفن نجران کی صلح - ابو عبیدہ کا تقرر -

باب ۹

### منافقین اور آپؐ ہوا مدنیہ

۶۶۳

عبداللہ بن ابی - ابو عامر عبد عمرو - منافقانہ اسلام - کفر اور خروج - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو - اپنے جھوٹ پر گواہی - عبد عمرو کا انجام - ابن ابی کی حالت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات - منافق کا جواب سعد بن معاذ کی گزارش - مدینہ میں دبائی بخار - ام المؤمنین کی روایت - بلالؓ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا - نماز قاعد

باب ۹۲

### غزوات کا آغاز

۶۸۰

تاریخ ہجرت - غزوہ ودان - سریہ عبیدہ بن الحارث - ابو بکر سے منسوب اشعار - ابن زبیری کے جوابی اشعار - سعد و قاص سے منسوب اشعار - سریہ حمزہ - حمزہ سے منسوب اشعار - ابو جہل سے منسوب اشعار -

باب ۹۳

### غزوہ بدر کے مقامات

۶۹۱

غزوہ بواط - غزوہ عشرہ - علیؑ اور لقب البو تراب - دوسری روایت - سریہ سعد بن ابی وقاص - غزوہ بدر الاولی - سریہ عبداللہ بن جحش - نخل جانے کا حکم - قافلہ قریش سے بھرپ - مدینہ منورہ میں ورود - قریش اور یہود کی چہ میگوئیاں - دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش - اللہ کی رحمت - مال غنیمت کی تقسیم - عبداللہ



بن حبش کے اشعار۔

## قافلہ قریش اور لشکر قریش

باب ۹۲

۶۰۰

قافلہ قریش - عاتکہ کا خواب - عباس اور ابوہل - مضمم غفاری کی آمد - قریش کی تیاری - بنی بکر اور قریش کا اختلاف - مکرز بن حفص کے اشعار - سراقہ کی ذمہ داری - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر - قریش کے متعلق خبر - انصار کی طرف روئے سخن - سعد بن معاذ کی تقریر - بدر میں درود - بوڑھے سے استگو - قریش کی تعداد - قریش کے سردار - ابو سفیان کا بیچ نکلتا - جہیم کا خواب - ابوہل کی ضد - انیس کی واپسی۔

۶۱۴

## غزوہ بدر (۱)

باب ۹۵

قریش کا پڑاؤ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان - قریش کی آمد - قریش کا غرور - رحمۃ للعالمین کی شانِ رحمت - قریش کو نیک مشورہ - ابوہل کی شرانگیزی - عامر حضرمی کی فریاد - اسود مخزومی کا قتل - عقبہ - شیبہ اور ربیعہ کا قتل - عام مقابلہ - اسلامی صفوں کی درستی - سواد کی عجیب حرکت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں - بشارت فتح - دعوتِ جہاد - صحابہ کی شانِ فداکاری - دشمن کی طرف کنکریاں پھینکنا - مجبوروں کے متعلق ارشاد - ابوہذلیہ کی پشیمانی - ابوالبختری کا قتل - رجز یہ اشعار - المجذّر کے اشعار۔

۶۲۶

## غزوہ بدر (۲)

باب ۹۶

امیہ بن خلف - بلال رضی اللہ عنہ کا ہنگامہ - فرشتوں کی حاضری - ابوہل کا موقف - معاذ بن عمرو کی جواہر - معوذین حضراء - عبد اللہ بن مسعود - ابوہل کا سر - عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار - طلحہ کے اشعار - بشارتِ جنت - مشرکین کی لاشیں - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب - حسان بن ثابت کے اشعار - ابوہذلیہ کی



شان ایان - ظالمی انفسہم -

۴۳۹

اسیران بدر

باب ۹

مال غنیمت - فتح کے قاصد - بدر سے مراجعت - فتح کی مبارک باد - نصر اور  
عقبہ کا قتل - اُم المؤمنین سوڈہ کا بیان - قیدیوں سے حسن سلوک کی ہدایت -  
مکہ میں گھر گھر ماتم - شکست کی خبریں - ابولہب کا انجام - نوحہ و ماتم کی مہلت  
اسود بن المطلب کا فوجہ - ابوداعہ - سہیل بن عمرو - مکرز کے اشعار - عمرو بن ابی  
سفیان - ابوسفیان کے اشعار - ابوالعاص بن الربیع - قریش کا پیشکش -  
عقبہ بن ابولہب - زنیب کا ہار -

۴۵۲

زنیب کا سفر مدینہ اور ابوالعاص کا اسلام لانا

باب ۹

سفر کی تیاری - روانگی اور رکاوٹ ، اعترافِ ذلت - ابو عثیمہ کے اشعار  
کنانہ کے اشعار - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان - ابوالعاص کا تجارتی  
مال - زنیب کی پناہ - ماں کی واپسی - اعلان اسلام - فدیہ لیے بغیر آزاد -  
ابوہریرہ کے اشعار - عمیر بن وہب کا ارادہ - سفر مدینہ - رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے ارشادات - راز کا افشاء - اعلان اسلام - عمیر کی اسلامی خدمت  
ابلیس شکل سراقہ - حسان کے اشعار - حاجیوں کو کھانا کھلانے والے قریش -

۴۶۸

سورۃ انفال کا نزول

باب ۹

آیہ انفال کا نزول - روانگی کے وقت کی کیفیت - وعدہ نصرت الہی - فرشتوں  
کا وظیفہ - مسلمانوں کو ثابت قدمی کا حکم - کنکریاں پھینکنا - ابو جہل کے قول  
کا جواب - اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت - حیات بخش دعو  
تقو سے کی برکات - قریش کی نادانی - عذاب کا استعناق - تشریح الفاظ -  
عذاب قتل - اُم المؤمنین عائشہ کی روایت - مسلمانوں سے جنگ کے ارادے  
کافروں کے لیے مہلت -



## سورہ انفال کا نزول

(۲)

باب

۷۷۹

جنگ کی غرض و غایت - بہترین محافظ اور حمایتی - مال غنیمت کی تقسیم -  
نقشہ احوال بدر - اتمام حجت - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب -  
ثبات قدم اور ذکر اللہ - نائش و غرور سے احتراز - اہل کفر کا ذکر - تیاری کا حکم -  
صلح کا میلان - تشریح الفاظ - فریب کا اندیشہ - مسلمانوں کی شان شجاعت  
کم سے کم درجہ شجاعت - پانچ خاص عطیے - دنیا نہیں، آخرت مسلمانوں  
میں اتحاد و اتفاق - مسئلہ میراث -

۷۸۹

### شتر کاٹے بدر — مہاجرین

باب

بنی مطلب - بنی عبد شمس - بنی اسد بن خزیمہ - بنی کبیر کے حلیف اور بنی  
نوفل - بنی اسد بن عبد العزی - بنی عبدالدار بن قصی - بنی زہرہ - بنی تیم بن مرہ  
بنی مخزوم - بنی عدی بن کعب - بنی جحج اور بنی سہم - بنی مالک بن حسل - بنی  
حارث بن قمر -

۷۹۷

### شتر کاٹے بدر — اوّل

باب

بنی عبدالاشمل - بنی سواد اور بنی رزاح - بنی حارثہ اور بنی ضبیعہ - بنی عبیدہ -  
بنی زید بن مالک - بنی ثعلبہ بن عمرو - بنی جحجلی - بنی غنم بن السلم - بنی معاویہ  
بن مالک -

۸۰۲

### شتر کاٹے بدر — خزرج

باب

بنی امّ القیس - بنی زید اور بنی عدی - بنی احمر - بنی جثم - بنی زید - بنی جدارہ  
اور بنی ابجر - بنی عوف و بنی جزہ - بنی سالم - بنی اصرام - بنی رعد - بنی قروش  
بنی مرثخہ - بنی لؤذان - بنی غصینہ - بنی ساعدہ - بنی بدی - بنی طریف - جہینہ  
بنی جثم - بنی عبیدہ - بنی غناس - بنی نعمان اور بنی سواد - بنی عدی بن نابی -



بنی زریق - بنی خالد اور بنی خلدہ - بنی عجلان اور بنی بياضہ - بنی حبیب -  
 بنی ثعلبہ - بنی عسیرہ - بنی عمرو - بنی عبید بن ثعلبہ - بنی عائذ - بنی زید بن ثعلبہ  
 اور بنی سواد - بنی عامر اور بنی عمرو بن مالک - بنی عدی بن عمرو - بنی حرام -  
 بنی مازن - بنی غنسا - بنی ثعلبہ - بنی دینار - بنی قلیس - مزید اصحاب -

۸۱۶

### مسلمان شہداء اور قریش کے مقتول و اسیر

باب ۱۰۴

شہدائے بدر - مقتولین قریش - بنی عبد شمس - بنی نوفل اور بنی اسد - بنی عبد الدار  
 اور بنی تیم - بنی مخزوم - بنی سہم - بنی جمح - بنی عامر - تعداد کا فیصلہ - بقیہ  
 مقتولین - اسیران بنی ہاشم و بنی مطلب - بنی عبد شمس - بنی نوفل و بنی عبد الدار  
 بنی اسد - بنی مخزوم - بنی سہم - بنی جمح - بنی عامر اور بنی حارث - مزید نام

۸۲۹

### جنگ بدر کے متعلق اشعار ؟

باب ۱۰۵

حضرت حمزہؓ - جواب حارث بن ہشام - علی بن ابی طالب - ضرار بن الخطاب

۸۲۳

### جنگ بدر کے متعلق اشعار

باب ۱۰۶

مقتولین بدر کا مرثیہ - حارث بن ہشام کے جوابی اشعار - حسان کی پہلی نظم - دوسری  
 نظم - تیسری نظم - چوتھی نظم - پانچویں نظم - چھٹی نظم - ساتویں نظم - عبیدہ  
 بن الحارث -

۸۵۷

### جنگ بدر کے متعلق اشعار ؟

باب ۱۰۷

ایک اور روایت - عبیدہ بن الحارث کا مرثیہ - کعب کے اشعار بدر پر -  
 کعب کے مزید اشعار - طالب بن ابی طالب - ضرار بن الخطاب - حارث  
 بن ہشام - ابو بکر بن الاسود - امیہ بن ابی السلت - مزید اشعار -



## جنگ بدر کے متعلق اشعار

(۴)

ابو اسامہ - مزید اشعار - ہند نبت عقبہ کامرثیہ - ہند کا دوسرا مرثیہ - صفیہ  
 بنت مسافر کامرثیہ - صفیہ کا دوسرا مرثیہ - ہند نبت اثاثہ کامرثیہ - قتیلہ  
 بنت حارث کے اشعار -

---



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ

سیرت ابن ہشام کا یہ مکمل ترجمہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ابتدائی دور میں سیرت طیبہ کے متعلق جو کتابیں مرتب ہوئیں، ان میں سے دو کتابوں کو خاص شہرت حاصل ہوئی اور عربی کتابوں میں اب تک ان کا درجہ خاصا بلند مانا جاتا ہے۔ ان میں سے پہلی کتاب ابن اسحاق نے مرتب کی تھی، دوسری ابن ہشام نے۔ ابن اسحق کی سیرت اب دراصل ناپید ہے اور ابن ہشام ہی کی سیرت اس کی یادگار رہ گئی ہے کیونکہ اس میں پوری سیرت ابن اسحاق آگئی ہے۔

ابن اسحق کی سیرت اتنی مقبول تھی کہ لوگوں نے اسے نظم کر دیا، مولانا شبلی مرحوم نے نظم کرنے والوں میں سے چار اصحاب کا ذکر کیا ہے جن میں سے آخری فتح الدین محمد بن ابراہیم معروف بہ ابن الشہید المتوفی ۳۹۱ھ (۱۰۰۰ء) تھا۔ اس کی کتاب کا نام "فتح الغریب فی سیرت الحبیب" ہے اور بتایا جاتا ہے کہ اس میں تقریباً دس ہزار شعر ہیں۔

**ابن اسحق** | ابن اسحق کا نام محمد تھا اور وہ اسحق بن یسار کے فرزند تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت ۵۸ھ (۶۷۷ء) بتائی جاتی ہے۔ شباب کا زمانہ مدینہ منورہ ہی میں گزرا، پھر مختلف شہروں کی سیاحت کی، مثلاً اسکندریہ میں مصر کے متعدد اہل علم سے ملاقاتیں ہوئیں۔ بعد ازاں کوفہ گئے، پھر الجزیرہ (شمالی عراق) پہنچے۔ عراق عجم کا مشہور شہر رے بھی دیکھا۔ آخر بغداد میں مقیم ہو گئے، جہاں منصور عباسی نے ان کا خاص احترام ملحوظ رکھا۔ وہیں وفات پائی اور خیزران کے مقبرے میں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات ۶۷ھ (۶۸۷ء) اور ۶۸ھ کے درمیان سمجھنی چاہیے، کیونکہ روایتوں میں اختلاف ہے۔

**ابن ہشام** | ابن ہشام کا پورا نام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری السعافی ہے کیونکہ ان کا تعلق قبیلہ حمیر کی شاخ معافر سے تھا، جو معافر بن یعفر سے منسوب تھی، یہ لوگ مصر میں متوطن ہو گئے تھے، ابن ہشام کا مولد بصرہ ہے، مگر وہ ابتدائی زمانے ہی میں بصرہ سے مصر چلے گئے اور وہیں عمر کا بڑا حصہ گزارا۔ خیال ہے کہ انھوں نے اور شہروں کی بھی سیاحت کی ہوگی، اگرچہ ان کے سیرت نگاروں نے یہ تفصیل نہیں بتائی۔



ولادت کی تاریخ کے متعلق کوئی روایت نہیں ملتی۔ سال وفات بعض کے نزدیک ۲۱۳ھ (۸۲۸ء) اور بعض کے نزدیک ۲۱۸ھ (۸۳۳ء) ہے۔ فسطاط میں دفن ہوئے جو عمر بن العاص فاتح مصر نے آباد کیا تھا اور آج کل قاہرہ کا ایک حصہ ہے۔

**علم و فضل** ابن ہشام کو نحو، لغت اور عربیت میں امامت کا درجہ حاصل تھا، مصر میں امام شافعیؒ سے بھی ملاقات کی تھی، سیرت طیبہ کے علاوہ بھی ان سے بعض کتابیں منسوب ہیں، مثلاً تاریخ سلاطین حمیر اور کتاب التیجان، لیکن ان کی اصل شہرت سیرت ہی کی بنا پر ہے اور اسے وہ پایا حاصل ہوا کہ ابن ہشام نام سیرت کا مترادف بن گیا۔

**سیرت کی حیثیت** ابن ہشام نے ابن اسحاق کی سیرت کو زیادہ منقح کیا، بعض روایات میں تفصیلات بڑھائیں بعض غریب الفاظ کی تشریح کی۔ کہیں کہیں بیان کردہ نسب ناموں کی بھی تصحیح ملتی ہے، اشعار میں اضافے ہیں اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ فلاں فلاں اشعار فلاں روایت میں نہیں ملتے اور فلاں میں ملتے ہیں۔ گویا پڑھنے والوں کو ابن اسحاق کی مرتبہ سیرت میں جو کمی محسوس ہوئی تھی، وہ ایسے انداز میں پوری کر دی کہ لوگ اصل کتاب سے بے نیاز ہو گئے اور ابن ہشام ہی کا بیان باقی رہ گیا۔

**ترجمہ** اس کتاب کے ترجمے مختلف زبانوں میں ہوئے، مثلاً مولانا شبلی مرحوم نے فارسی کے ترجمے کا ایک قلمی نسخہ الدآباد میں دیکھا تھا، جو شیخ سعدی کے زمانے میں ابو بکر سعد زنگی کے حکم سے ہوا تھا۔ اردو میں پہلا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ خاں نے مولوی محمد عبدالحلیم ردو لوی کی مدد سے کیا تھا، جو تین جلدوں میں شائع ہوا۔ یہ کتاب شائع کرنے والوں نے خود تصریح کر دی تھی کہ ”ترجمے میں طوالت کو اختصار سے بدلنے کے ساتھ موقع بہ موقع روایت مفید حواشی و تشریحات و اسباب و واقعات بڑھائے گئے“ دوسرا ترجمہ سید یسین علی حسنی نظامی دہلوی نے کیا جو ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا، تیسرے ترجمے کی ابتداء حیدرآباد دکن میں ہوئی، لیکن وہ پورا شائع نہ ہو سکا۔ ایک ترجمہ حال ہی میں شیخ محمد اسماعیل پانی پتی نے کیا ہے، شیخ ممدوح نے اپنے ترجمے کے مقدمے میں واضح کر دیا ہے کہ عنوانات میں اصل عربی کتاب کا تتبع نہیں کیا، بعض مشکل مختصر اور تشنہ بیانات کے بجائے دوسری کتاب سے آسان اور سہل بیانات لے کر درج کر دیے ہیں۔ آیات کی تفسیر اور اشعار کا بیشتر حصہ ترک کر دیا ہے۔ پہلے دونوں ترجمے بھی براعتا عبارت تصرف سے محفوظ نہ تھے۔

**انگریزی ترجمہ** یورپی زبانوں میں سے جرمن اور غالباً فرانسیسی کے علاوہ ایک ترجمہ انگریزی میں بھی ہوا۔ جلد اول



قابل ذکر امر یہ ہے کہ انگریزی ترجمہ مکمل ہے اور اس میں اشعار بھی پورے کے پورے شامل ہیں۔ مترجم نے سیرت ابن اسحاق کو متن بنایا ہے۔ ابن ہشام نے جتنے اضافے کیے یا ان کی طرف سے جو تصحیحات ہوئیں، ان کی جگہ نمبر لگا کر غمیمے میں پوری عبارتوں کا ترجمہ درج کر دیا ہے۔ گویا سیرت ابن اسحاق اور سیرت ابن ہشام کو ایک کتاب رکھنے کے بجائے دو کتابیں بنا دیا ہے۔

**پیش نظر ترجمے کی ضرورت** یہ دیکھ کر افسوس ہوتا تھا کہ اتنی اہم کتاب کا کوئی مکمل اردو ترجمہ موجود نہیں، حالانکہ مکمل انگریزی ترجمہ موجود ہے۔ اس خیال سے ارادہ کر لیا کہ اردو ترجمہ بھی مکمل طور پر چھاپ دیا جائے۔ بلاشبہ کتاب میں بے شمار اشعار ہیں۔ جس زمانے میں یہ مرتب ہوئی تھی، اُس زمانے میں ایسی چیزوں سے خاص اعتناء کیا جاتا تھا۔ اشعار کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ اصل واقعات کی زیادہ سے زیادہ تشریح ہو جائے۔ نیز اشعار بہ سہولت یاد ہو سکتے تھے اور اس طرح واقعات ذہنوں میں محفوظ رکھے جاسکتے تھے۔ ممکن ہے آج عربیت کا ذوق کم ہو جانے کے باعث انھیں زیادہ اہمیت نہ دی جائے، تاہم گوارا نہ ہوا کہ کتاب کے ترجمے میں کوئی بھی چیز خلاف ہونے پائے۔

آج اردو میں سیرت کی متعدد مستقل کتابیں موجود ہیں، شاید اس بناء پر خیال ہو کہ اب اس قدیم عربی کتاب کا ترجمہ اتنا ضروری نہیں رہا، جتنا پہلے تھا، لیکن یہ خیال صحیح نہ ہوگا، کیونکہ اس کتاب میں سیرت طیبہ کے پس منظر اور اہل عرب کے عادات و رسوم کے متعلق جو گراں بہا معلومات فراہم کر دی گئی ہیں، وہ شاید ہی اردو کی کسی مستقل سیرت میں آئی ہوں۔ یہ کتاب ایک نظر دیکھ لی جائے تو متعدد واقعات کے متعلق نئی روشنی ملے گی اور بعض اہم سوانح جس تفصیل سے اس میں آگئے ہیں وہ کسی دوسری کتاب میں نہیں مل سکتے! اس ترجمے میں جو امور پیش نظر رکھے گئے ہیں، آخر میں ان کا ذکر بھی کر دینا ضروری گزارش

- ۱۔ پوری کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ صاف اور سلیس ہو تاکہ ہر اردو خواں اس سے استفادہ کر سکے۔
- ۲۔ تمام آیات کا متن درج کر کے سامنے ترجمہ لکھا ہے اور احتیاط کا تعاضا یہی تھا۔
- ۳۔ بیشتر احادیث کا متن بھی ساتھ دے دیا ہے۔
- ۴۔ اشعار پورے درج کیے ہیں تاکہ کوئی صاحب ترجمے کے ساتھ اصل اشعار بھی دیکھنا چاہیں تو انھیں عربی نسخے سے مراجعت کی ضرورت نہ رہے۔

۵۔ کتاب میں جن جن مقامات کا ذکر آیا ہے، ان کا صحیح موقع اور محل حاشیے میں درج کر دیا ہے، اس جلد اول



طرح کتاب کی افادی حیثیت بڑھ گئی ہے۔

۶۔ ابواب کے ساتھ فصلوں یعنی ذیلی عنوانوں کی تفصیل بھی فہرست میں دے دی گئی ہے کہ کوئی صاحب جس معجزہ یا واقعے کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہے، وہ فہرست پر ایک نظر ڈال کر بہ سہولت اصل مقام نکال سکتے ہیں۔ گویا فہرست کی ترتیب ایسے انداز میں ہوئی ہے کہ یہ وہی کام دے سکے، جو آج کل انگریزی کتابوں، نیز بعض اردو کتابوں میں اٹھاسیے سے لیا جاتا ہے۔

۷۔ کتاب میں غزوات نبوی کے نقشے دے دیے گئے ہیں تاکہ ان کے حالات ٹھیک ٹھیک ذہن نشین ہو سکیں۔

یہ ترجمہ ایک گراں قدر فرض تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ منزلِ اتمام پر پہنچ گیا۔ امیر ہے کہ یہ ایک اہم ضرورت کو پورا کرے گا۔

---

نیاز احمد عفی عنہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَصَلَوْتُكَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ أَجْمَعِينَ \*

باب

## نسب پاک !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم تک

**نسب** ابو محمد عبد الملک بن ہشام النخعی نے کہا کہ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ میں ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے :

محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بن عبد اللہ، بن عبد المطلب، اصل نام شیبہ، بن ہاشم، اصل نام عمرو، بن عبد مناف، اصل نام المغیرہ، بن قصی، اصل نام زید، بن کلاب، بن مُقرہ، بن کعب، بن لوئی، بن غالب، بن فہر، بن مالک، بن النضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مُدرکہ، اصل نام عامر، بن الیاس، بن مُضر، بن نزار، بن معد، بن عدنان، بن اؤد (عقب کے نزدیک اؤڈ)، بن مُقوّم، بن ناحور، بن تیرح، بن یغرب، بن یثجب، بن نابت، بن اسمعیل، بن ابراہیم، خلیل الرحمن، بن تارح، اصل نام آذر، بن ناحور، بن ساروخ، بن راعوب، بن فالج، بن عیصر، بن شالخ، بن آذر، فحشد، بن سام، بن نوح، بن ملک، بن متوشلح، بن اشدوخ (بعض انہی کو ہی ادیس بنی سمجھتے ہیں) واللہ اعلم، اور یہی ادیس اولاد آدم میں پہلے شخص ہیں جنہیں نبوت عطا ہوئی اور جنہوں نے قلم سے لکھنا ایجا دیکھا، بن یزید بن منیل، بن قینن، بن یانش، بن شیت، بن آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔

مہر بن اسحاق المطاہی کی روایت سے زیاد بن عبد اللہ نجاشی نے مندرجہ بالا شجرہ نسب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام تک، نیز ادیس وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے لیکن غلام بن قرۃ بن خالد السدوسی نے شیبان بن زہیر بن شقیق بن ثور سے ادراخوں نے قتادہ و عامر کی روایت سے شجرہ

۱۔ اصل نام قریش تھا جس سے قریش قبیلہ چلا، جن کے نزدیک فہرام تھا اور لقب قریش ۲۔ اصل نام قیس تھا، تازہ ردی کی وجہ سے قنصر مشہور ہوئے ۳۔ یہ ابن اسحاق کا قول ہے، مہر کے نزدیک اصل نام عمرو تھا۔

۴۔ عدنان سے اوپر شجرہ نسب کے متعلق کوئی چیز قطعی نہیں ۵۔ تاریخ یعنی رخ کے ساتھ بھی ذکر ہے۔

۶۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آذر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔



نسب اس طرح بیان کیا ہے: اسمعیل بن ابراہیم خلیل الرحمن بن تارح (آذر)، بن ناحور بن اسرغ بن اذغوب بن قارح بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام، بن نوح، بن ملک، بن متوشلخ، بن اخنوخ بن یروا، بن ہملائیل، بن قاین، بن انوش، بن شیش، بن آدم (علیہ السلام)

**ابن ہشام کا طریق** | انشاء اللہ میں اس کتاب کی ابتداء اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے ذکر سے کروں گا۔ اور آپ کی اولاد میں سے ان لوگوں کا حال لکھوں گا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ نسب میں آئے ہیں۔ اسمعیل علیہ السلام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنی پشتیں گزریں، ان کی صلیبی اولاد اور انہیں جو کچھ واقعات پیش آئے، ان کا ترتیب وار ذکر کروں گا۔ البتہ اختصار کے پیش نظر اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ان لوگوں کا ذکر کروں گا، جو احیاء نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل نہیں اور بعض وہ حالات بھی چھوڑ دوں گا، جنہیں ابن اسحق نے لکھا ہے لیکن ان میں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے، نہ اس بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی۔ نہ وہ اس کے سلسلے میں کسی واقعے کا سبب بنے، نہ تفسیر سے انہیں کوئی تعلق ہے اور نہ اس کے شاہد ہیں اور ان اشعار کا ذکر بھی چھوڑ دوں گا، جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ علمائے شعر میں سے کوئی انہیں نہیں جانتا اور بعض ایسے امور بھی ترک کر دوں گا، جن کا زبان پر لانا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بعض ایسی روایتیں بھی بیان نہ ہوں گی، جن کا اقرار بکائی نے ہم سے اپنی روایت میں نہیں کیا۔ ان امور کے علاوہ ناجز روایت و علم انشاء اللہ پورے واقعات بیان کروں گا۔

**اولاد اسمعیل اور ان کی والدہ کا نسب** | زیاد بن عبد اللہ بکائی نے محمد بن اسحق طہلبی کی روایت سے بیان کیا کہ اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے بارہ لڑکے تھے۔ نہایت ان سب میں بڑا تھا۔ باقی کے نام قنڈز، اذیل، بشا، مسنعا، ماشی، دتا، اذر، طنیا، یطور، نبش، قنڈا تھے۔ ان کی ماں رملہ، مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھی۔ بعض مضاض کہتے ہیں اور جرہم قحطان کا بیٹا تھا۔ قحطان تمام بنی والوں کا جدِ اعلیٰ ہے۔ سب کا نسب اسی سے جا ملتا ہے اور وہ عامر بن شالخ، بن ارفخشذ، بن سام، بن نوح کا بیٹا تھا۔

**اسمعیل کی عمر اور مدفن** | ابن اسحق نے جرہم کو قنطن بن عیبر بن شالخ کا بیٹا بتایا ہے۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق اسمعیل علیہ السلام کی عمر حسب روایت عام —

۱۔ ان کے ناموں میں اختلاف یہ ہے: مثلاً قنڈز، قنڈار یا قنڈار، اذیل، ادیل اور ادبال، بشار، منشا اور مشا، دیم۔

دار، طیم، تیم، قیدم، قیدمان۔



ایک سو تیس سال تھی۔ اس کے بعد آپ کا انتقال ہوا (خدا آپ پر رحمت و برکات نازل فرمائے) اور آپ تمام حجرِ حطیم میں اپنی والدہ ہاجرہ کے پاس دفن کیے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرب ہاجر اور آجر دونوں طرح کہتے ہیں، کیونکہ وہ (ھ) کو (الف) سے بدل دینے کے عادی ہیں، جس طرح ”ہراق الملو“ ”اراق الملو“ وغیرہ کہتے ہیں اور ہاجرہ مصر کی رہنے والی تھیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمیں عبداللہ بن دہب سے، اسے عبداللہ بن لہیع سے اور اسے غفرہ کے مولیٰ عمر سے روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللَّهُ اللَّهُ فِي أَهْلِ الذِّمَّةِ أَهْلِ  
الْمَدَارَةِ السُّودَاءِ السُّحْمِ الْجَعَادِ  
فَاتَ لَهُمْ نَسَبًا وَصِهْرًا

”مدرہ کے کالے کوڑے گھونگر یا لے بال والے ذیروں  
(حبشیوں) کے باگیں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان سے  
(میرا) نسب کا رشتہ بھی ہے اور صہبیا نام بھی“

غفرہ کے مولیٰ عمر نے کہا، ان سے نسب اس طرح ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی والدہ انھیں (حبشیوں) کے خاندان سے تھیں اور سمہ صہبانہ اس طرح کہ ان

میں کی ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف میں آئی۔ ابن لہیع نے کہا کہ اسمعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ اُمّ العرب نام ایک بستی کی رہنے والی تھیں، جو مصر میں الفرما کے سامنے واقع تھی اور ابراہیم کی والدہ ماریہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیز تھیں، جنھیں مقوقس نے آپ کے لیے ضلع انصبار کے مقام حفن سے بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری نے عبدالرحمن بن عبد اللہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم | بن کعب بن مالک انصاری سلمیٰ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا افْتَحْتُمْ مِصْرَنَا سَرَّوْا بِأَهْلِهَا  
خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحْمَةً

”جب تم مصر فتح کر دو تو اس کے رہنے والوں سے نیکی  
کا برتاؤ کرنے کی وصیت یا ورکھنا کیونکہ ان کے متعلق  
ایک قسم کی ذمہ داری ہے اور ان سے قربت ہے“

لے ”الفرما“ یا قل ”الفرما“ زمانہ قدیم میں مصر کا مشہور شہر تھا اور ساحل بحر سے صرف دو میل تھا۔ یہ پورٹ سعید کے مشرق میں تھوڑے فاصلے پر ہے اور پہلے اسے پیلوسیم (PELUSIUM) کہتے تھے حضرت عمرو بن العاص نے مصر پر پیش قدمی کی تھی تو سب سے پہلے اسی پر قبضہ کیا تھا۔ اس وجہ سے بھی بہت معروف ہے کہ ایک روایت کے مطابق یونانی طبیب جالینوس کی قبر یہاں کہ جس بستی کو اُمّ العرب کہا گیا ہے اس کا یہ نام ہاجرہ کے زمانے میں نہ ہوگا بعد میں عرب حضرت ہاجرہ کی دہ سے اُمّ العرب کہنے لگے معنی وہ بستی جہاں اسمعیل عربوں کی والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ پیدا ہوئیں۔







اسی نام سے موسوم ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ غسانِ مُشْتَل میں ایک پنگھٹ ہے جو حُجُفۃ سے قریب ہے جو لوگ اس پنگھٹ سے پانی پیتے رہے وہ مازن بن اَسَد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کلمان بن سبا بن لُحْیَب بن یَعْرُب بن قحطان کی اولاد کے چند قبیلے تھے، جو اس نام سے موسوم ہو گئے۔ حسان بن ثابت انصاری (اوس وغزرج کی اس اولاد کو انصار کہا جاتا ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کی) نے، جو حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امرؤ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الاسد بن الغوث کی اولاد سے تھے، یہ شعر کہا ہے :

إِمَّا سَأَلْتِ قَاتَا مَعْشَرَ مُجَبِّ  
الْأَسَدُ لِسَبْتِنَا وَالْمَاءُ غَسَّانُ

کیا تو نے کسی سے پوچھا نہیں؟ یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اشرف لوگ ہیں؟ بنی اسد

ہمارا قبیلہ اور غسان ہمارا پنگھٹ ہے۔

اہلِ یمن اور قبیلہ عک میں کے بعض ایسے لوگوں نے بھی جو غزاسان کے رہنے والے تھے، کہا ہے کہ عک بن عدنان بن عبد اللہ بن الاسد بن الغوث انہیں کے خاندان میں سے ہے اور بعض سلسلہ یوں بیان کرتے ہیں کہ عدنان بن الذیب بن عبد اللہ بن الاسد بن الغوث۔

ابن اسحق نے کہا کہ مَعَد بن عدنان کے چار بیٹے تھے۔ نَزَار، قُضَاعہ، قُنُص اور اِیَاد اور قُضَاعۃ، مَعَد کا بڑا ارد کا تھا، جس کے نام سے اس کی کنیت مشہور تھی۔ قُضَاعۃ حمیر بن سبا کے پاس یمن میں جا بسا اور سبا کا نام عبد شمس تھا۔ اس کا نام سبا اس لیے پڑ گیا کہ وہ عرب میں پہلا شخص تھا، جس نے گرفتاریاں کیں۔ یہ یَعْرُب بن لُحْیَب بن قحطان کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: یمن والوں اور بنی قُضَاعہ نے کہا کہ قُضَاعۃ مالک بن حمیر کا بیٹا ہے چنانچہ قُضَاعۃ عمرو بن مُرہ حمیری نے یہ شعر کہے ہیں (اور حُبَیہ زید بن لیث بن سود بن اُسَلم بن الحاف بن قُضَاعہ کا بیٹا ہے):

تَحْنُ بَنُو الشَّيْخِ الْهَجَانِ الْأَذْهَرِ  
قُضَاعَةُ بْنُ مَالِكٍ بْنِ حَمِيرٍ  
النَّسَبِ الْمَعْرُوفِ غَيْرِ الْمُنْكَرِ  
فِي الْحَجَرِ الْمَنْقُوشِ تَحْتَ الْمُنَابِرِ

ہم عالی خاندان روشن چہرے والے یا مشہور بزرگ قُضَاعہ بن مالک بن حمیر کی اولاد ہیں

یہ وہ نسب ہے، جو مشہور ہے، گناہ نہیں، بلکہ زیرِ منبرِ تہجد میں منقوش ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی مَعَد کے علماء نسب کا خیال ہے قُنُص بن مَعَد میں سے جو لوگ باقی تھے، وہ سب کے سب برباد ہو گئے۔ انہیں میں نعمان بن منذر بھی



تھا، جو حیرہ کا حکمران تھا۔ مجھ سے محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری نے کہا کہ نعمان بن منذر، قنص بن معذ کی اولاد میں سے تھا اور بعض نے اسے قنص کے بجائے قنص لکھا ہے۔

یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس نے کہا کہ انصار کے قبیلہ بنی زریق کے ایک شیخ سے مجھے روایت پہنچی کہ نعمان بن منذر کی تلوار حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی تو آپ نے جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی کو بلوایا (جبیر علماء قریش میں سب سے زیادہ نسب جاننے والے تھے۔ قریش کے علاوہ سارے عرب کا نسب جانتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سے علم نسب حاصل کیا اور وہ عرب میں نسب کے بہترین عالم تھے)، پھر آپ یعنی حضرت عمرؓ نے وہ تلوار جبیر کو دے کر دریافت فرمایا کہ نعمان بن منذر کس قبیلے میں سے تھا؟ انھوں نے کہا قنص بن معذ کے پس ماندوں میں سے ہے۔ البتہ عرب یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ بنی لخم میں سے تھا جو ربیعہ بن نصر کی اولاد میں ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ لخم کا سلسلہ نسب اس طرح ہے، لخم بن عدی ابن الحارث بن مرثدہ بن اودین زید بن یمن بن عمرو بن عریب بن شجوب بن زید بن کلان بن سبا بعض نے لخم بن عدی بن عمرو بن سبا کہا ہے اور بعض ربیعہ بن نصر بن ابی حارثہ بن عمرو بن عامر کہتے ہیں ابو حارثہ، عمرو بن عامر کے یمن سے نکل جانے کے بعد وہیں رہ گیا تھا۔



## ابن عامر کا خروج اور بند ماؤرب

**مین سے نکلنے کا سبب** عمرو بن عامر کے مین سے نکلنے کا سبب ابو زید انصاری نے مجھ سے اس طرح بیان کیا۔ اس نے ایک جنگلی چڑیا دیکھا جو ماؤرب کے اس بند میں سوراخ کر رہا تھا جس میں ان کے لیے پانی جمع رہتا تھا اور اسی سے وہ پانی لے کر صرف میں لاتے، اور جس زمین کو چاہتے اسے سیراب کرتے۔ عمرو نے سمجھ لیا کہ اس صورت میں بند کا سلامت رہنا مشکل ہے اس لیے ارادہ کر لیا کہ مین چھوڑ کر کہیں دوسری طرف نکل جائے۔ قوم اس ارادے میں مانع ہوئی تو اس نے اپنے چھوٹے بیٹے کو حکم دیا کہ جب میں تم پر سختی کروں اور طمانچہ ماروں تو مجھ پر حملہ کر دینا اور جواب میں طمانچہ مارنا، بیٹے نے ویسا ہی کیا جیسا کہ باپ نے اسے حکم دیا تھا، اس پر عمرو نے کہا میں ایسے شہر میں ہرگز نہ رہوں گا جس میں میرے سبک چھوٹے بیٹے نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور اپنا سارا سامان بیچنے کے لیے بازار میں لا ڈالا۔ پھر مین کے سر پر آدردہ لوگوں نے کہا کہ عمرو کے غصے کو غنیمت سمجھو۔ لوگوں نے اس کا سامان خرید لیا اور وہ اپنے بیٹوں اور پوتوں کو لے کر وہاں سے چل نکلا۔ اس وقت بنی آزد نے کہا کہ ہم عمرو بن عامر کے چلے جانے کے بعد یہاں نہ رہیں گے۔ چنانچہ انھوں نے بھی اپنا سامان بیچ ڈالا اور ساتھ ہی نکل گئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ ادھر ادھر پھرتے پھرتے عک کی بستیوں میں جا نکلے۔ عک نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جنگ میں کبھی ایک فریق کو فتح ہوتی تھی اور کبھی دوسرے کو، اسی بار میں عباس بن مرد اس نے وہ شعر کہا ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

**بند ماؤرب کی تباہی** | پھر یہ لوگ وہاں سے بھی نکل کر مختلف بستیوں میں منتشر ہو گئے۔ آل جفنه ابن عمرو بن عامر شام میں، اوس و خزرج یثرب میں، خزاعہ مڑامیں، ازد الشراة سراة میں اور ازد عثمان عمان میں جا بسے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بند پر طغیانی بھیجی جس سے یہ ٹوٹ گیا۔ اسی لہ میں کے جنرل دمشق حصے میں ماؤرب ایک قدیم زمانے کا ایک مشہور شہر تھا۔ یہیں ایک زبردست بند بنا کر دودھ دور تک کھیتی باڑی اور باغات کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ نزول قرآن سے غالباً چار سو سال پیشتر یہ بند ٹوٹا اور سارا علاقہ تباہ ہو گیا۔



واقعے کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی :

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْجِدِهِمْ آيَةٌ  
جَنَّاتٍ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُّوا مِنْ  
رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلَدًا  
طَيِّبَةً وَرَبُّ غَفُورٌ فَاعْبُدُوا  
فَادُسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَبِيلَ الْعَرَمِ

بے شبہ قوم سبا کے لیے خود ان کی بستیوں میں ایک  
نشانی تھی اور باغوں کا سلسلہ، دائیں اور بائیں اپنے  
پروردگار کی دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ اور اس  
کا شکر بجالاؤ کہ ستمرا شمر ہے اور معاف کرنے والا  
پروردگار۔ انھوں نے سرتابی کی توہم نے ان پر بند توڑ

کر سیلاب بھیجا۔

(۳۴: ۱۵-۱۶)

اشعارِ اعشیٰ ابو عبیدہ نے مجھ سے (ابن ہشام) کہا کہ عرم کے معنی سد یعنی بند کے ہیں اور اس کا واحد  
عمرت ہے۔ اعشیٰ نے اشعارِ ذیل کہے ہیں اور اعشیٰ کا شجرہ نسب یہ ہے : اعشیٰ  
قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن ہنب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ  
بن نزار بن مَعَد کی اولاد میں سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اقصیٰ دُعمی بن جدیلہ کا بیٹا تھا اور اعشیٰ کا نام  
میمون (بن قیس بن جندل بن شراحیل بن عوف بن سعد بن ضبیعہ بن قیس بن ثعلبہ) تھا۔  
وَ فِي ذَٰلِكَ لَلْمَوْتٰی اُسُوًا وَمَا رَبُّ عَفٰی عَلٰیهَا الْعَرَمِ  
بند مارب کی بربادی کا واقعہ نمونے کے طالب کے لیے ایک (عبرت ناک) نمونہ ہے اور  
سیلاب نے مارب جیسے مقام کی صورت بدل دی۔

رُخَامٌ بَنَتْهُ لَهُمْ حَمِيرٌ اِذَا جَاءَ مَوَاسِرُهَا لَمْ يَرْمِ

وہ سراپا سنگ رخام کا بند، جسے حمیر نے بنایا تھا، جب کبھی اس میں موجیں آتیں،

یعنی پانی طغیانی کی شکل اختیار کرتا، اسے ذرا بھی جنبش نہ ہوتی۔

فَادُوسِ الذُّرُوعِ وَاعْنَابِهَا عَلَى سَعَةِ مَا وَكُّهُمْ اِذْ قَسِمَ

اس بند کے پانی نے کھیتوں کو سیراب کیا اور اس بستی کے انگوڑی بیلوں کو سنبھالا

اور جب پانی تقسیم ہوتا تو اس کی ریل پیل ہوتی۔

فَصَارُوا اَيَادِيَ مَا يَصْدُرُوْنَ مِنْهُ عَلَى شَرْبِ طِفْلِ قَطْمٍ

پھر وہ ایسے تھی دست ہوئے کہ ایک دودھ چھڑائے ہوئے بچے تک کو اس سے

ایک چلو پلانے کی قدرت نہ رکھتے تھے، یعنی ذرا سا پانی بھی اس میں باقی نہ رہا۔

یہ اعشیٰ کے ایک قصیدے کے اشعار ہیں اور اُمیہ بن ابی الصلت الشققی (اور ثقیف کا نام قسّی

جلد اول



تھا بن مہدی بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خضفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان،  
کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے۔

مِنْ سَبَا الْحَاضِرِينَ مَارِبَ إِذْ يَبْتُونَ مِنْ دُونِ سَيْلِهِ الْعَرَمَا

ہم قبیلہ سبا میں سے ہیں جو مارب کے پاس اس وقت موجود تھے جب اس کے

پانی کے بہاؤ کے اس پار لوگ بند باندھ رہے تھے۔

اور نالغہ جعدی سے بھی اس کے متعلق کچھ اشعار کی روایات کی جاتی ہیں۔ وہ نالغہ جس کا نام قیس بن  
عبد اللہ تھا، جو بنی جعدہ بن کعب ربیعہ بن عامر مضعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص  
تھا اور یہ ایک طویل قصہ ہے جسے بیان کرنے سے اختصار مائع ہے۔



## ربیعہ بن نصر حاکم یمن

**ہولناک خواب** | ابن اسحق نے کہا کہ شاہان تبع میں سے یمن کا ایک حکمران ربیعہ بن نصر بھی تھا۔ وہ ایک ہولناک خواب دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اس نے اپنی مملکت کے کسی کاہن (پیشین گو)، جادوگر، فال گو اور نجومی کو نہ چھوڑا تھا، جسے اپنے پاس نہ بلایا ہو اور ان سے نہ کہا ہو کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے، جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ میں بہت ڈر گیا ہوں۔ تم لوگ مجھے وہ خواب بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر سے بھی آگاہ کرو۔ انھوں نے کہا، وہ خواب ہم سے بیان کیجیے۔ تو ہم تعبیر بتائیں اس نے کہا، اگر میں نے اس کا حال تمہیں بتا دیا تو اس کے متعلق تمہاری تعبیر پر مجھے اطمینان نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی تعبیر اس کے سوا کوئی نہیں جان سکتا، جو پہلے اصل خواب جان نہ لے۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا، اگر بادشاہ کی خواہش یہی ہے تو کسی کو سطح اور شق کے پاس روانہ کرے۔ کیونکہ اس تعبیر خواب کے معاملے میں ان دونوں سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں۔ بادشاہ جس چیز کے متعلق ان سے سوال کرے گا، وہ بتا دیں گے۔

**شجرہ نسب سطح و شق** | سطح کا نام ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن مازن غسان تھا اور شق، صعب بن یثغر بن رُہم بن افرک بن قسریا قیس بن عبقر بن امار بن نزار کا بیٹا تھا۔ اور امار ابو بجیلہ اور خثعم کے خاندان والے ہیں۔

**نسب بجیلہ** | ابن ہشام نے کہا: یمن اور قبیلہ بجیلہ والوں نے کہا ہے کہ امار اراش بن لحيان ابن عمرو بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کلان بن سبا کا بیٹا ہے، بعض نے اراش کو عمرو بن لحيان بن الغوث کا بیٹا کہا ہے اور بجیلہ اور خثعم کا خاندان یمنی ہے۔

**ربیعہ بن نصر اور سطح** | ابن ہشام نے کہا: ربیعہ بن نصر شاہ یمن نے انھیں بلا بھیجا تو شق سے پہلے سطح اس کے پاس آیا۔ بادشاہ نے کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے ڈر گیا ہوں۔ تو مجھے وہ خواب بتا۔ اگر تو نے اُسے صحیح بتایا تو میں سمجھوں گا کہ تم اس کی تعبیر بھی صحیح بتا دے گا۔ اس نے کہا: تو نے ایک شرارہ دیکھا



ہے۔ جو اندھیرے سے نکلا، پھر نشیبی زمین میں گرا۔ اور اس میں کی ہر دماغ والی چیز (جاندار) کو کھا گیا۔ بادشاہ نے کہا، اے سطح تو نے اس میں ذرا بھی غلطی نہیں کی۔ اب بتا کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ اس نے کہا۔ دونوں سیاہ پتھر ٹی زمینوں کے درمیان جتنے حشرات الارض ہیں، ان کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری سرزمین پر حبشی نازل ہوں گے اور مقامات آبن و جرش کے درمیان کے سارے علاقے کے مالک ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا، اے سطح، تیرے باپ کی قسم، یہ تو ہمارے لیے موجب غیظ و غضب اور باعث درد و الم ہے، آخر یہ کب ہونے والا ہے؟ کیا میرے اسی زمانہ میں یا اس کے بعد؟ اس نے کہا، نہیں (تیرے زمانے میں نہیں) بلکہ اس کے بعد ساٹھ یا ستر سال گزرنے پر۔ پوچھا تو کیا ان کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟ کہا نہیں، ہمیشہ نہیں رہے گی، ساٹھ ستر سال کے بعد ختم ہو جائے گی۔ وہ مارے جائیں گے اور اس سرزمین سے نکل جائیں گے، پوچھا، آخر ان کا قتل و اخراج کس کے ہاتھوں انجام پائے گا؟ کہا، ارم ذی یزن عدن سے ان پر چڑھائی کرے گا۔ اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔ پوچھا، کیا اس کی یہ سلطنت ہمیشہ رہے گی، یا ختم ہو جائے گی؟ کہا نہیں، ہمیشہ نہیں رہے گی۔ بلکہ ختم ہو جائے گی۔ پوچھا، اے کون ختم کرے گا؟ کہا۔ ایک پاک نبی جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی۔ پوچھا، یہ نبی کس کی اولاد میں ہوگا؟ کہا غالب بن فہر بن مالک بن نصر کی اولاد میں ایک شخص ہوگا کہ اس کی قوم میں زمانے کے اختتام تک حکومت رہے گی، پوچھا، کیا زمانے کے لیے اختتام بھی ہے۔؟ کہا ہاں، جس روز پہلے اور پچھلے (سب) جمع ہوں گے، نیک لوگ اس روز خوش قسمت ہوں گے۔ اور بُرے اس روز بد نصیب ہوں گے۔ پوچھا، کیا یہ صحیح بات ہے جس کی تم مجھے خبر دے رہے ہو؟ کہا ہاں، قسم ہے شفق کی اور رات کے اندھیرے کی اور صبح صادق کی، جو اہم خبریں تجھے سنا رہا ہوں، وہ بالکل سچ ہے۔

اس کے بعد اس کے پاس شق آیا، اس سے بھی اس نے ویسا ہی کہا، جیسا سطح  
بربعہ بن نصر اور شق سے کہا تھا۔ لیکن سطح نے جو کچھ کہا تھا، اس نے اس پر ظاہر نہ کیا تاکہ یہ معلوم ہو،  
 دونوں اس معاملے میں اتفاق کرتے ہیں یا اختلاف۔ شق نے کہا، آپ نے شرارہ دیکھا ہے، جو اندھیرے  
 میں سے نکلا۔ پھر نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آگرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا، راوی نے  
 کہا۔ جب شق نے بادشاہ سے یہ کہا تو اس نے جان لیا کہ دونوں متفق ہیں اور دونوں کی بات گویا ایک ہی  
 ہے۔ مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ سطح نے کہا تھا نشیبی زمین میں آگرا۔ پھر اس میں کے ہر دماغ والے کو  
 کھا گیا اور شق نے کہا، نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آگرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا۔ پھر  
 بادشاہ نے اس سے کہا، اے شق، تو نے خواب کے بیان میں تو ذرا بھی غلطی نہیں کی۔ اب بتا کہ اس کی تعبیر



کیا ہے؟ اس نے کہا، دونوں سیاہ پتھر ملی زمینوں کے درمیان کے لوگوں کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری سرزمین میں جیٹی نازل ہوں گے۔ تمام نرم و نازک سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے۔ اور آئین سے نجران تک تمام مقامات پر حکمران ہو جائیں گے۔

بادشاہ نے اس سے کہا، اے شق، تیرے باپ کی قسم، یہ تو ہمارے لیے موجب غیظ و غضب اور وجہ دردِ الم ہے۔ آخر یہ کب ہونے والا ہے؟ کیا میرے ہی زمانے میں یا اس کے بعد؟ کہا تیرے زمانے میں نہیں، بلکہ اس کے کچھ عرصہ بعد۔ پھر تمہیں ان سے ایک بڑی عظمت و شان والا نجات دلائے گا اور انہیں سخت ذلت کا مزہ چکھائے گا۔ پوچھا، آخر یہ عظمت و شان والا کون ہوگا؟ کہا، ایک نوجوان جو نہ کمزور ہوگا اور نہ کسی معاملے میں کوتاہی کرنے والا ذی یمن کے خاندان میں سے ایک شخص ان کے مقابلے کے لیے اٹھے گا اور وہ ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا، پوچھا کیا اس کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا وہ بھی چند روز میں ختم ہو جائے گی؟ کہا نہیں وہ بھی ہمیشہ نہ رہے گی، بلکہ خدا کے ایک بھیجے ہوئے کی وجہ سے ختم ہو جائے گی۔ جو دین داروں اور فضیلت والوں میں حق و انصاف کے ساتھ آئے گا۔ اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی، پوچھا، فیصلے کا دن کیا؟ کہا وہ دن جس میں حکام کو ان کے کاموں کا بدلہ دیا جائے گا، اس روز آسمان سے پکار ہوگی جو زندہ اور مردہ سب سنیں گے، اس روز لوگ ایک وقت معین پر جمع کیے جائیں گے۔ پرہیزگاروں کو کامیابی اور نیکیاں نصیب ہوں گی، پوچھا، کیا جو کچھ تو کہہ رہا ہے، یہ صحیح ہے؟ کہا ہاں، آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان رفعت و پستی ہے، ان کی قسم، جو اہم خبریں نے تجھے دی ہے وہ بے شبہ سچی ہے۔ اس میں کسی قسم کے شک یا غلطی کا امکان نہیں ہے۔

ان دونوں نے جو کچھ کہا وہ ربیعہ بن نصر کے دن میں جم گیا، اس نے اپنے گھروالوں اور بچوں کے لیے ضروری سامان تیار کیا، انہیں عراق کی جانب روانہ کر دیا اور شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کے نام، جس کا نام شاپور بن خرداد تھا، ان کے لیے ایک خط لکھ دیا۔ شاپور نے انہیں حیرہ میں بسالیا، اسی ربیعہ بن نصر کی پس ماندہ اولاد میں سے نعمان بن منذر ہے اور وہ یمنی نسب اور یمن والوں کے علم کے لحاظ سے نعمان بن منذر بن عمرو ابن عدی بن ربیعہ بن نصر کا بیٹا ہے، جو یمن کا بادشاہ تھا یہی خبر مجھے خلف الامیر نے دی ۛ

ۛ شق نے "امنا" استعمال کیا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ حیرتی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی شک کے ہیں، ابو عمرو کے نزدیک اس کے معنی باطل کے ہیں ۛ



## ابو کرب تبنان اسعد

**حسان بن تبنان** | ابن اسحاق نے کہا: جب ربیعہ بن نصر مرگیا تو سارے یمن کی حکومت حسان بن تبنان اسعد ابو کرب کو مل گئی۔ یہ تبنان اسعد شیع ثانی کہلاتا ہے، جو کلی کرب بن زید کا بیٹا تھا اور زید تبع اول کہلاتا ہے، جو عمرو ذوالاقرع بن ابرہہ ذی المنار بن الریش کا فرزند تھا۔ ابن ہشام کے نزدیک بعض نے الریش کو الترائش کہا ہے اور اسحاق نے کہا ہے، وہ بیٹا ہے عدی بن صیفی بن سبا الاصفہر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن حثم بن عبد شمس بن وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن امین بن النمیم بن العرنجج حمیر بن سبا الاکبر بن یعرب بن یثجب بن قحطان کا۔ لیکن ابن ہشام کے نزدیک صحیح سلسلہ نسب یثجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

**مدینہ میں تبنان کی آمد** | ابن اسحاق نے کہا، یہ تبنان اسعد ابو کرب وہی ہے جو مدینہ (منورہ) آیا اور وہاں کے دو یہودی عاملوں کو یمن لے گیا، بیت الحرام کی تعمیر کی اور اس پر غلاف چڑھایا۔ اس کی حکومت ربیعہ بن نصر کی حکومت سے پہلے تھی اور یہ وہی ابو کرب ہے جس کے متعلق یہ شعر زبان زد عام ہے:-

کَیْتُ حَظًی مِنْ اَبِی کَرَبٍ      اَنْ یُسَدَّ خَیْرَةً خَبَلَه

کاش مجھے ابو کرب کی جانب سے (صرف اسی قدر) نفع ہوتا کہ اس کی نیکی اس کے فساد کو روک دیتی۔

**اہل مدینہ پر ظلم اور اس کا سبب** | ابن اسحاق نے کہا کہ جب وہ مشرق سے آیا تو مدینہ (منورہ) کو اپنا راستہ بنایا تھا، ابتدا میں جب وہاں سے گزرا تھا تو باشندوں کو اس نے برا فروختہ نہیں کیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ان میں چھوڑ گیا تھا، جو ایک اچانک حملے میں قتل کر دیا گیا۔ اس لیے وہ اس عزم کے ساتھ آیا کہ مدینہ منورہ کو برباد کر دے، رہنے والوں کو نیست و نابود کر ڈالے اور کھجور کے پیڑ کاٹ ڈالے، اس کے مقابلے کے لیے انصار کا وہ قبیلہ متحد ہو گیا، جن کا سردار بنی نجار کی برادری میں سے عمرو بن طلحہ تھا۔ نیز بنی عمرو بن مہذول کا نام عامر (بن مالک بن نجار) اور



بنجار کا نام یم اللہ (بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) ہے۔

**نسب عمرو بن طلحہ** | ابن ہشام نے کہا: عمرو بن طلحہ کا نسب یہ ہے: بن معادیہ بن عمرو بن عامر بن مالک بن النجار۔ طلحہ اس کی ماں کا نام تھا اور وہ عامر بن زید بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

**قتل کا ایک واقعہ** | ابن اسحق نے کہا: بنی عدی بن النجار میں کے ایک شخص نے جس کا نام احمر تھا، تبع والوں میں کے ایک شخص پر اس وقت حملہ کر دیا۔ جب وہ ان کے پاس آئے ہوئے تھے۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

احمر نے اس شخص کو اپنے کھجوروں کے خوشے کاٹتے ہوئے پایا، تو درانتی سے مارا اور قتل کر ڈالا۔ کہا۔ کھجوریں تو اسی کی ہیں، جس نے اس کی تابلیہ کی ہو، اس واقعے نے ان سے تبع کا کینہ اور بڑھا دیا اور جنگ شروع ہو گئی، انصار کا دعوئے ہے کہ وہ ان سے دن میں جنگ کرتے تھے اور رات میں ان کی ضیافت کرتے تو تبع کو ان کا برتاؤ بہت ہی عجیب معلوم ہوتا، اور کتا، خدا کی قسم، ہماری قوم بڑی شریف ہے۔ تبع ان کے ساتھ جنگ ہی میں تھا کہ اس کے پاس بنی قریظہ کے دو یہودی عالم آئے اور قریظہ، نصیر، بنجام اور عمرو، جس کا نام بدل تھا، سب کے سب بنو الخزرج بن الصریح بن التوسان بن السبط بن الیمع بن سعد بن لادی بن خیر بن النجام بن تنخوم بن عازر بن عزمی بن ہارون بن عمران بن یصھر بن قابر بن بن لادی بن یعقوب اسرائیل بن اسحق بن ابراہیم خلیل الرحمن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد ہیں۔

**تبع روک گیا** | یہ دونوں عالم علم میں بڑا پایہ رکھتے تھے۔ جب انھوں نے سنا کہ تبع مدینہ اور اہل مدینہ کے برباد کرنے کا قصد رکھتا ہے تو دونوں نے اس سے کہا، اے بادشاہ، تو ایسا نہ کر اور اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا تو اس کے اور تیرے درمیان کسی نہ کسی قسم کی روک پیدا ہو جائے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ تجھے مدینہ کی بربادی سے روک دے گا، ہم تجھے کسی نہ کسی فوری سزا پانے سے بھی محفوظ خیال نہیں کرتے، اس نے پوچھا۔ یہ کس لیے؟ انھوں نے کہا، اس لیے کہ وہ مقام ہجرت نبی ہے۔ جو قریش کے قبیلے میں سے آخر زمانے میں نکلے گا۔ مدینہ منورہ اس نبی کا گھر اور مستقر ہو گا۔

لہ چل آنے کے لیے نہ درخت کا پھول مادہ درخت کے پھول میں ڈالنے کو تاہیر کرتے ہیں۔

لہ یہاں بنجام سے، باقی سب اسے نعام باجلے حطی بتاتے ہیں۔

لہ اسے قاتل بھی کہتے ہیں۔

لہ اسرائیل کے معنی عبد اللہ، اسیر کے معنی قیدی، بندہ، اور ایل کے معنی اللہ کے ہیں۔



آخر وہ اس خیال سے باز آگیا، اس نے سمجھ لیا کہ ان دونوں کو آنے والے واقعات کا علم ہے، جو باتیں ان سے سنیں، انہیں پسند کیا۔ چنانچہ وہ مدینہ سے لوٹ گیا اور انہیں کے مذہب کی پیروی شروع کر دی۔

خالد بن عبد العزیز بن عزیة بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار، عمرو بن طلحة پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:-

أَصْحَا أَمْ قَدْ نَهَى ذُكْرَهُ      أَمْ قَضَى مِنْ لَذَّةٍ وَطْرَهُ

کیا تب بھلا ہوا تھا اور اب ہوش میں آیا ہے، یا اس نے عمداً اس بات کو یاد آنے سے روک دیا تھا۔ یادہ زندگی کی لذت سے فارغ ہو چکا ہے۔

أَمْ قَدْ كَرَّتِ الشَّبَابُ، وَمَا      ذِكْرُكَ الشَّبَابِ أَوْ عَصْرَهُ

یا اے تیج! کیا تجھے اپنی جوانی یاد آگئی، اور اس کے گھنٹہ میں نتائج سے بے پروائی کر رہا ہے؟ لیکن تیرا جوانی کے زمانے یا اس کی یاد سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے؟

إِنَّهَا حَرْبٌ رَبَاعِيَّةٌ      مِثْلُهَا أَتَى الْفَتَى عِبْرَةً

یہ کوئی معمولی جنگ نہیں۔ یہ تو وہ چار کچلیوں والی شیرازہ جنگ ہے کہ اس جیسی جنگیں ایک نو عمر جوان کے لیے موجب عبرت اور تجربہ آموز ہیں۔

فَا سَالَا عِمْرَانَ أَوْ أَسَدًا      إِذْ أَتَتْ عَدُوًّا مَعَ الزُّهْرَةِ

اے میرے ساتھیو! فراموش نہ کرو دو نوں بنی عمران یا بنی اسد سے اس وقت کی حالت تو دریافت کرو، جب زہرہ کے طلوع کے ساتھ ساتھ صبح سویرے ایک بڑا لشکر تیزی سے آدھمکا۔

فِيَلَقُ فِيهَا أَبُوكَ رِبِّ      سُبْعًا أَبْدَانُهَا ذِفْرَهُ

بڑا لشکر جس میں ابو کرب سپہ سالار تھا۔ ان لشکر والوں کی زریں بڑی بڑی اور فولاد کی بو سے سچی تھیں۔

ثُمَّ قَالُوا، مَنْ نَزَمَ بِهَآءِ      أَبْنَى عَوْفٍ أَمْ التَّجَرُّهُ

پھر انہوں نے کہا، یہ لکھ کر کس کا قصیدہ کیا جائے؟ کیا بنی عوف کا یا بنی النجار کا؟

بَلْ بَنَى التَّجَارَ إِنْ لَنَا      فِيهِمْ قَتْلَى وَإِنْ يَتَرَهُ

ہاں بنی النجار ہی سے مقابلہ کریں گے۔ کیونکہ ہمارے آدمیوں کو انہیں نے قتل کیا اور بے شک

میں انہیں سے بدلہ لینا ہے۔

فَتَلَقْتَهُمْ مَّا يَفْتَهُ      مَدَّهَا كَالْغَبِيَّةِ النَّثْرَهُ



پس انہوں نے ان سے شمشیر زنی شروع کی۔ ان کا سیلاب، بارش کے اس سیلاب کی طرح تھا، جو  
نشیب کی جانب زور سے رواں ہو۔

فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ طَلْتَةَ مَلَى إِلَيْهِ قَوْمَهُ عُمَرُ  
انہیں میں عمرو بن طلّہ بھی تھا۔ اللہ اس کی قوم کو اس کی عمر سے متمتع کرے، یعنی اللہ اسے  
بہت دنوں زندہ رکھے۔

سَيِّدًا مَّامَ الْمُلُوكِ وَمَنْ رَأَاهُ عَمْرًا لَا يَكُنْ قَدَرُهُ  
وہ ایسا سردار ہے، جس نے بہت سے بادشاہوں پر برتری حاصل کر لی ہے، جو شخص بھی عمرو  
کے مقابلے یا اسے نذر پہنچانے کا ارادہ کرے، وہ اس پر قدرت نہ پائے۔

انصار کے قبیلے والے دعوے کرتے ہیں کہ تبع ان یہود قبائل سے، جو  
ان سے پہلے تھے، کینہ ہی رکھتا تھا۔ وہ تو انہیں برباد ہی کر دینا چاہتا  
تھا۔ لیکن انہوں نے اُسے ان سے روکا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پاس سے لوٹ گیا، اور اسی  
لیے کسی شاعر نے کہا:-

حَقًّا عَلَيَّ سَبْطَيْنِ حَلًّا يَثْرِبًا أَدُلِّي لَهُمُ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُّفْسِدٍ

ان دو یہودی قبیلوں سے کینہ داری کے سبب، جو یثرب میں وطن پذیر ہو گئے ہیں گویا رات بھر  
جاگتا ہی رہتا ہے۔ اور یثرب پر حملہ کرنے کی فکر میں لگا ہے۔ جنگ و جدل کی سزا کے لیے ایسے ہی  
لوگ زیادہ سزا دار ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، جس قصیدے میں یہ شعر ہے، وہ مصنوعی ہے۔ اس وجہ سے ہم اس کے  
لکھنے سے باز رہے۔

تبع اور کعبہ مکرمہ کی تعظیم | ابن اسحاق نے کہا: تبع اور اس کی قوم بت پرست تھی۔ جب اس نے مکہ کا  
رخ کیا، جو یمن کو جاتے وقت اس کے راستے میں پڑتا تھا، اور عُثْفَانُ  
وَأَجْجَ کے درمیان کسی مقام پر پہنچا تو اس کے پاس بُذَيْلُ بْنُ مُدْرِكَةَ بْنِ الْيَاسِ بْنِ مَضْرِبِ بْنِ زَارِ بْنِ مَعَدٍ میں  
بے کچھ لوگ آئے اور کہا: "اے بادشاہ! کیا ہم آپ کو ایک چھپا ہوا خزانہ نہ بتا دیں، جس میں موتی،  
لہ مسافان، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے راستے کی ایک مشہور منزل ہے، جب یہ سفراء انہوں پر طے کیا جاتا تھا تو مکہ معظمہ نے نکل کر پہلی منزل  
دادی فاطمہ میں ہوتی تھی اور دوسری منزل مسافان میں۔ مکہ معظمہ سے اس کا فاصلہ تیس چالیس میل ہوگا۔

لہ آج، مدینہ منورہ کی جانب ایک مقام ہے اور ایک دلدی کا نام بھی ہے، جو حرق بنی سلیم سے نکلتی ہے اور سمندر میں گرتی ہے۔



نمرد، یا قوت اور سونا چاندی بہ کثرت موجود ہیں؟ جو بادشاہ آپ سے پہلے گزرے ہیں، وہ اس سے نافلہ رہے۔“ اس نے کہا: ”کیوں نہیں؟ ضرور بتا دو۔“ انھوں نے کہا: ”مکہ میں ایک گھر (حرم پاک) ہے۔ اہل شہر اس کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے پاس نمازیں پڑھتے یا دعائیں مانگتے ہیں۔“ قبیلہ بنی ہذیل نے تو صرف یہ چاہا تھا کہ تبع کو اس ذریعے سے برباد کر دیں۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ بادشاہوں میں سے جس نے حرم پاک سے ہدی کا ارادہ کیا یا دہاں سرکشی کرنی چاہی، وہ برباد ہو گیا۔ لیکن جب تبع نے ان کے کہنے کے مطابق عمل کا عزم کر لیا تو ان دونوں یہودی عالموں کو بلایا اور حرم پاک کے متعلق دریافت کیا۔ دونوں نے کہا: ”ان لوگوں نے تجھے اور تیری قوم کو برباد کر دینا چاہا ہے۔ ہم اس گھر کے سوا کوئی اور گھر ایسا نہیں جانتے، جو اللہ نے زمین میں اپنے لیے بنایا ہو۔ اگر تو نے ویسا ہی کیا۔ جس پر تجھے ان لوگوں نے ابھارا ہے، تو تو اور تیرے ساتھ جو جو ہوں گے، سب تباہ ہو جائیں گے۔“ اس نے کہا تو پھر تم دونوں کا کیا مشورہ ہے؟ میں وہاں جاؤں تو کیا کروں؟ انھوں نے کہا، وہاں کے لوگ اس گھر کے پاس جو کچھ کرتے ہیں تو بھی وہی کر، اس کا طواف کر، اس کی تعظیم و تکریم کر اور اس کے پاس سرمنڈوا، اور جبکہ وہاں رہے، عجز و انکسار اختیار کیے رکھ۔ اس نے کہا۔ تم اس طرح کیوں نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا۔ سُن۔ واللہ! بے شبہ وہ ہمارے باپ ابراہیمؑ کا گھر ہے اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ واقعہ ٹھیک ٹھیک ویسا ہی ہے، جیسا ہم نے تجھ سے کہا ہے، لیکن وہاں کے رہنے والوں نے اس گھر کے اطراف میں بُت نصب کیے اور ان بتوں کے آگے قربانیاں کرنے لگے، یوں انھوں نے ہمارے اور اس گھر کے درمیان دیوار حائل کر دی، وہ نجس اور مشرک بھی ہیں، یہی یا اسی طرح کے الفاظ انھوں نے کہے، غرض تبع ان کی بات کی سچائی اور خلوص و خیر خواہی کا معترف ہو گیا۔ ہذیل کے مذکورہ لوگوں کو بلوایا، ان کے ہاتھ کاٹ دیے اور خود آگے چلا۔ یہاں تک کہ مکہ میں آیا۔ اور بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے پاس اونٹ ذبح کیے اور سرمنڈوایا، اس عام روایت کے مطابق جو لوگوں میں مشہور ہے۔ وہ مکہ میں چھ روز رہا۔ ان دنوں میں لوگوں کے لیے جانور ذبح کیا کرتا۔ وہاں کے رہنے والوں کو کھانا کھلاتا۔ اور شہد پلاتا رہا۔

اسے خواب میں بتایا گیا، بیت اللہ پر غلاف چڑھائے۔ چنانچہ  
**بیت اللہ کے لیے غلاف** | اس نے بیت اللہ پر ٹاٹ کا غلاف چڑھایا۔ پھر اسے بتایا گیا کہ

۱۔ اصل میں لفظ خضف ہے، جس کا مطلب ہے ایسی چیز جو کچھور کے پتوں اور ریشوں سے تیار ہوتی ہو۔ موٹے کپڑے کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔



اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر معاف کر غلاف چڑھایا، پھر اسے بتایا گیا کہ اس سے بہتر غلاف چڑھائے۔ چنانچہ اس نے ملاؤ اور وسائل کا غلاف چڑھایا۔ عرب کے خیال کے مطابق تبع پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا اور اس کے منتظمین کو، جو بنی جبرہم سے تھے (ہمیشہ غلاف چڑھاتے رہنے کی وصیت کی۔ نیز حکم دیا کہ حرم کو پاک صاف رکھیں اور خون مردار، نجس، پھینچڑے اس کے نزدیک نہ آنے دیں، اس کے لیے دروازہ بھی بنوایا اور قفل و کلید کا انتظام بھی کیا۔

**سُبَّیْعَةُ بَنَاتِ الْأَحَبِّ** (بن زبینہ بن جزمیہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن سُبَّیْعَةُ کے اشعار) ہوازن بن منصور بن خصفہ بن قیس بن عیلان) نے، جو عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ کی زوجیت میں تھی اشعار ذیل کہے، ان میں اپنے بیٹے کو، جن کا نام خالد تھا۔ اور جو عبد مناف ہی سے تھا، مخاطب کر کے حرمت مکہ کی عظمت جتاتی ہے، اسے حرم میں بغاوت کرنے سے منع کیا ہے اور تبع اور اس کا بھزد انکار اور کعبہ اللہ کے لیے جو جو کام اس نے کیے تھے، ان کا ذکر کیا ہے۔

أَبْنَى لَا تَظْلِمُ بِمَكَّةَ، لَا الصَّغِيرَ وَلَا الْكَبِيرَ

اے میرے پیارے بیٹے! مکہ میں ظلم و ستم نہ کر۔ نہ چھوٹوں پر اور نہ بڑوں پر۔

وَاحْفِظْ مَحَارِمَهَا، بُنَى وَلَا يَغْرُنْكَ الْغُرُورُ!

بیٹے! اس کی قابل عظمت چیزوں کی حفاظت کر۔ دیکھ، کہیں تجھے غلط باتیں دھوکے میں نہ ڈال دیں

أَبْنَى، مَنْ يَظْلِمُ بِمَكَّةَ يَلْقَ أَطْرَافَ الشُّرُورِ

بیٹے! جو شخص مکہ میں ظلم کرتا ہے۔ اسے انتہائی برے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

أَبْنَى، يُضْرَبُ دَجْهُهُ وَيَلْحَقُ بِخَدَّيْهِ السَّعِيرُ

بیٹے! ایسے شخص کے منہ پر مار پڑے گی اور جڑبختی آگ اس کے نرم و نازک رخساروں

کی شکل بگاڑ دے گی۔

أَبْنَى قَدْ جَرَّ بُتْهَهَا فَوَجَدَتْ ظَالِمَهَا يَبُورُ

بیٹے! میں نے اسے بہت آزمایا ہے۔ اس میں ظلم کرنے والے کو ہلاک ہوتے ہی پایا ہے۔

۱۔ معافین کے ایک شہر کا نام ہے۔ اس کی طرف ایک خاص قسم کا کپڑا منسوب تھا۔

۲۔ ملاؤ اس چادر کو کہتے ہیں جس میں رد پاٹ ملا کر سیسے گئے ہوں۔

۳۔ رسائل میں ایک عمدہ قسم کا کپڑا ہے (مینی، جوین سے آتا ہے۔



اللَّهُ أَمَنَّا وَمَا بَنَيْنَا بِغَرَضَاتِهَا قُصُورَ

اے اور اس کے صحن میں جتنے محل بنائے گئے ہیں۔ اللہ نے انہیں امن و امان عنایت

فرمایا ہے۔

وَاللَّهُ أَمَنَ طَيْرَهَا وَالْعَصَمُ تَأْمَنُ فِي ثَبِيرِ

اللہ نے اس کے پرندوں کو بھی امن و امان عطا فرمایا ہے۔ اور کوہِ ثبیر میں ہرنیاں بھی امن و

امان سے رہتی ہیں۔

وَلَقَدْ غَزَاهَا تُبَّعٌ فَكَسَا بَنِيَّتُهَا الْخَبِيرَ

اور بے شک تبع نے اس عظمت والے گھر کا قصد کیا ہے۔ (اس کی زیارت کے لیے آیا ہے)

اور اس کی عمارت پر نیا، نرم اور منقش غلاف چڑھایا ہے۔

وَأَذَلَّ سَرَّيْتَهُ مُلْكُهُ فِيهَا فَأَذُوهُ بِالسُّدُورِ

اور میرے پس پردہ گارنے ملک کو اس کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا تو اس نے اس میں نذریں گزرائیں۔

يَمْنِيهِ إِلَيْهَا حَافِيَا بِفَنَائِهَا أَلْفَا بَعِيرَ

(دیکھا گیا کہ) وہ اس گھر کی جانب نگے پاؤں جارہا ہے اور اس گھر کے صحن میں دو ہزار اونٹ

(قربانی اور مہمانوں کی ضیافت کے لیے) موجود ہیں۔

وَيَقْلُ يُطْعِمُ أَهْلَهَا لَحْمَ التَّهَارِي وَالْجُزُورِ

اور وہ وہاں رہنے والوں کو اعلیٰ درجے کے اونٹوں اور دوسرے ذبح کرنے کے قابل

جانوروں کا گوشت کھلائے جارہا ہے۔

يُسْقِيهِمُ الْعَلَّ الْمُصَنِّي وَالزَّحِيضَ مِنَ الشَّعِيرِ

وہ انہیں چھنا ہوا خمد اور دھوئی ہوئی پاک صاف آتش جو پلائے جارہا ہے۔

وَالْفَيْلُ أَهْلَكَ جَيْشَهُ يُذْمَوْنَ فِيهَا بِالصُّخُورِ

اور ہفتی والا لشکر برباد کر دیا گیا اور دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ ان پر اس سعی

میں چٹانیں برس رہی ہیں۔

وَالْمُلْكُ فِي أَقْصَى الْبَلَاءِ وَفِي الْأَعَاجِمِ وَالْجَزِيرِ

اور اس کے بادشاہ کو مکہ سے دور دراز شہروں اور بیرونِ عرب ملکوں اور جزیروں میں

ہلاک کر دیا گیا۔



فَاسْمَعُ إِذَا حُذِّثْتَ وَافْقُهُمْ كَيْفَ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ

جو کچھ تم سے بیان کیا گیا، اسے سُن، اور انجام کار کیا ہوگا، اسے سمجھ لے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار مقید ہیں اور مقید ان اشعار کو کہتے ہیں، جنہیں رفع، نصب، جر کوئی اعراب نہیں دیا جاتا (یعنی ان پر وقت کیا جاتا ہے) پھر (تبع نے) جولاؤ لٹکرتھا، اسے اور ان دونوں عالموں کو لے کر یمن کا رخ کیا اور مکہ سے چلا گیا۔ جب یمن میں داخل ہوا تو اپنی قوم کو اس مذہب کی طرف دعوت دی، جس میں وہ خود داخل ہو چکا تھا، انھوں نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اور اس سے کہا کہ فیصلہ ثالثی کے لیے اس آگ کی طرف رجوع کیا جائے، جو یمن میں تھی۔

**دعوت حق اور آگ کی تکمیل** | ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے ابومالک بن ثعلبہ بن ابومالک القرظی نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کی روایت سے بیان کیا کہ تبع جب یمن میں داخل ہونے کے قریب ہوا تو بنی حمیر نے اسے داخلے سے روکا۔ انھوں نے کہا جب تک ہم میں، تو اس بستی میں داخل نہ ہو سکے گا۔ یعنی ہم تجھے اس بستی میں داخل نہ ہونے دیں گے کیونکہ تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس نے انھیں اپنے دین کی دعوت دی اور کہا، یہ دین تمہارے دین سے بہتر ہے، انھوں نے کہا اچھا تو پھر آگ کے فیصلہ ثالثی کو تسلیم کر، اس نے کہا، بہت اچھا۔

ابن اسحاق نے کہا: اہل یمن کے خیال کے مطابق ان کے ملک میں ایک آگ تھی، جو مختلف امور میں ان کے مابین ثالثی فیصلہ صادر کیا کرتی تھی۔ ظالم کو کھا جاتی اور مظلوم کو کچھ ضرر نہ پہنچاتی، آخر اس کی قوم اپنے بتوں اور ان چیزوں کے ساتھ نکلی، جن کے ذریعے سے وہ لوگ اپنے دین میں تقرب خداوندی حاصل کرنے کا دعوے رکھتے تھے۔ اور دونوں یہودی عالم بھی اپنی گردنوں میں کتابیں حائل کیے ہوئے نکلے، حتیٰ کہ سب کے سب اس مقام پر جا بیٹھے، جہاں سے وہ آگ نکلا کرتی تھی۔ پس وہ آگ نکلی، جب ان کی طرف بڑھی تو وہ اس سے کترانے لگے اور خوفزدہ ہو گئے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے، انھوں نے انھیں ابھارا، اور صبر کی ترغیب دی، وہ جھے رہے، یہاں تک کہ آگ ان پر چھا گئی۔ بتوں کو نیز سارے سامان تقرب کو جو ان کے ساتھ تھا، اور ان حمیری لوگوں کو جو سامان کے حامل تھے، کھا گئی۔ دونوں یہودی عالم گردنوں میں کتابیں حائل کیے پیشانی سے پسینہ پٹکاتے ہوئے باہر نکل آئے اور آگ نے انھیں کچھ ضرر نہ پہنچایا پھر کیا تھا، سب کے سب حمیری تبع کے مذہب پر متفق ہو گئے، اسی وقت سے اور اسی واقعے کے سبب یمن میں یہودیت کی بنیاد پڑ گئی۔



ابن اسحق نے کہا، مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا کہ دونوں یہودی عالم اور حمیریوں میں سے جو لوگ نکلے تھے، انھوں نے اس آگ کا اس لیے پیچھا کیا تھا کہ اسے لوٹا دیں، انھوں نے کہا تھا، جس نے اسے لوٹا دیا، وہی حق سے زیادہ قریب ہے، پس چند حمیری حجت سامنے لے کر اسے لوٹانے کے لیے اس کے پاس گئے۔ وہ آگ بھی ان سے قریب ہوئی کہ انھیں کھا جائے، لیکن وہ اس سے کتر کر نکل گئے اور اسے لوٹا نہ سکے۔ اس کے بعد وہ دونوں عالم اس کے پاس گئے اور تورات پڑھنے لگے۔ وہ آگ ان کے پاس سے پیچھے ہٹنے لگی، یہاں تک کہ ان دونوں نے اسے اس مقام تک ہٹا دیا جہاں سے وہ نکلی تھی۔ آخر حمیریوں نے بالاتفاق ان دونوں کے مذہب پر بیعت کر لی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں کونسی بات صحیح تھی؟

ابن اسحق نے کہا: اہل یمن ایک معبد کی، جس کا نام رِئام تھا، بہت عزت کرتے تھے اس قصہ رِئام کے پاس قربانیاں بھی کی جاتی تھیں اور وہاں استخارہ بھی کرتے تھے۔ کیونکہ وہ مشرک تھے یہودی عالموں نے تب سے کہا کہ یہ تو شیطان ہے، جو لوگوں کو اس ذریعے سے فتنے میں ڈال رہا ہے تو ہمارے اور اس کے درمیان نہ آ۔ اس نے کہا، اس کے ساتھ تم جو چاہو، کرو۔ یمن والوں کے دُشمن کے مطابق ان دونوں نے اس میں سے ایک کا لاکتا نکال کر اسے ذبح کر ڈالا اور معبد کو ڈھادیا مجھے بتایا گیا ہے کہ وہاں جو خون سایا جاتا تھا، یعنی جو قربانیاں کی جاتی تھیں، ان کے نشان آج تک موجود ہیں۔

۱۔ عام طریقہ یہ تھا کہ معبد میں جلتے تو پوچھتے، فلاں کام کرنا چاہیے یا نہیں؟ مبہم اور ذومعنی جواب ملتا، اس سے اپنی مرضی کے مطابق بات نکال لیتے، نہ صرف عرب، بلکہ یونان اور تقریباً ہر جگہ یہ طریقہ رائج تھا۔ انگریزی میں اسے آرکیل Oracle کہتے ہیں۔



## حسان بن تیان

### قتل کی وجہ

پھر جب اس کا بیٹا حسان بن تیان اسعد ابو کرب حاکم ہوا تو سرزمین عرب و عجم کی پامالی کے ارادے سے یمن والوں کو لے کر نکلا۔ یہاں تک کہ جب وہ عراق میں ایک مقام پر پہنچا۔ ابن ہشام نے کہا: بحرین میں پہنچا تو حمیریوں اور یمن کے چند قبیلوں نے اس کے ساتھ جانا پسند نہ کیا۔ بلکہ اپنے شہروں اور گھروالوں کی طرف لوٹ جانا چاہا۔ اور اس کے بھائی عمرو سے جو لشکر میں تھا، سازش کی، کہا، تو اپنے بھائی حسان کو مار ڈال تو ہم تجھے اپنا حاکم بنالیں گے۔ اور ہمارے ساتھ ہمارے شہروں کی جانب لوٹ چل۔ عمرو نے ان کی یہ بات قبول کر لی اور ذورعین حمیری کے سوا سب کے سب اس پر متفق ہو گئے۔ ذورعین نے اس بات سے روکا۔ مگر عمرو نے ذورعین کی ایک نہ مانی۔

### ذورعین کے اشعار

أَلَا مَنْ يَشْتَرِي سَهْمًا ابْنَوْمُ سَحِيذٌ مَنْ يَبِيْتُ قَرِيْدَ عَيْنِ

کیا تو نے غور نہیں کیا کہ جو شخص چین کی نیند کے بجائے بے چینی اور بیداری خرید رہا ہے،

نیک بخت ہے یا جو شکھ چین سے رات بسر کر رہا ہے؟ یعنی دیکھو، اپنے بھائی کو قتل کر کے تم چین سے نہ رہو گے۔

فَمَا جَمِيْرٌ عَنَدَرْتُ وَ خَاَلْتُ فَمَعِيَارَةٌ إِلَيْهِ إِلَيْهِ مَرَّ عَيْنِ

اگر حمیریوں نے خیانت اور بے وفائی کی تو ذورعین کے لیے تو اللہ تعالیٰ کے پاس معقول عند ہے۔

پھر اس نے یہ دونوں شعر ایک چھٹی میں لکھے اور اسے سر بھر کر کے عمرو کے پاس لایا، اس نے کہا۔ میری یہ تحریر آپ اپنے پاس رکھ لیجیے، چنانچہ اس نے رکھ لی، اس کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کر ڈالا۔ اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے، انھیں لے کر یمن کی طرف چلا گیا۔ حمیریوں میں سے ایک شخص نے کہا ہے:

لَا وَ عَيْنَا الْكَذِي رَأَى مِثْلَ حَسَا نَ قَتِيلًا فِي سَالِفِ الْأَحْقَابِ

ایسے شخص کی آنکھیں کیا خوش نصیب ہیں، جس نے گذشتہ ہزاروں صدیوں میں مقتول حسان

جیسے کسی شخص کو دیکھا ہو۔



قَتَلْتُ مَقَاوِلَ خَشِيَةِ الْحَبْسِ غَدَاةً قَالُوا لَبَّابِ لَبَّابِ

رؤسائے سلطنت نے اسے مار ڈالا۔ جس روز وہ جوش میں آکر کچھ خوف نہیں، کچھ خوف نہیں،

کہہ رہے تھے۔

مَيِّتُكُمْ خَيْرٌ نَّا وَحَيُّكُمْ رَبِّ عَلَيْنَا وَكُلُّكُمْ أَرْبَابِي

تم میں کا، مرا ہوا (حسان)، تو ہم میں کا بہترین تھا۔ اور تم میں کا زندہ (عمرو) بھی ہماری پرورش و

سرپرستی کرنے والا ہے۔ تم سب کے سب میرے اُن داتا ہو۔

ابن اسماعیل نے کہا: جب عمرو بن تہان یمن میں آیا تو اس کی نیند اڑ گئی، اور وہ بے خوابی میں مبتلا ہو گیا، جب وہ اس سے تنگ آ گیا تو طبیبیوں، ماہر

**عمرو کی ندامت و ہلاکت**

کا ہنوں اور بخومیوں سے دریافت کیا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا۔ خدا کی قسم! جس کسی نے کبھی اپنے بھائی یا اپنے کسی رشتہ دار کو تیری طرح ناحق قتل کیا ہے، اس کی نیند بھی اسی طرح اڑ گئی ہے۔ اور بے خوابی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ جب اس سے یہ بات کہی گئی تو اس نے یمن کے رؤسا میں سے ہر اس شخص کو قتل کرنا شروع کیا۔ جس نے اس کے بھائی حسان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ یہاں تک کہ ذورعین کے پاس بھی پہنچا۔ اس نے کہا۔ تیرے پاس ایک ایسی چیز ہے، جو میرے لیے براءت کا سبب ہے۔ پوچھا وہ کیا؟ جواب ملا۔ وہ تحریر، جو میں نے تجھے (سربراہ) دی ہے۔ وہ تحریر نکالی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں وہ دو شعر لکھے ہیں (جو اوپر نقل ہو چکے ہیں) چنانچہ اسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا کہ اس نے پہلے ہی نصیحت کر دی تھی۔ (اس کے بعد جب) عمرو مر گیا تو حمیری حکومت زیر و زبر ہو گئی۔ اور آپس میں بھوٹ پڑ گئی۔



## یمن پر ذونواس کا تسلط

**حمیری کے اشعار** | لخنیتہ ذوشتر اس وقت حمیریوں میں کا ایک شخص، جو خاندان شاہی سے نہ تھا۔ اور اسے ”لخنیتہ نیوت ذوشتر“ کہا جاتا تھا، یمن پر مسلط ہو گیا۔ اس نے بہترین لوگوں کو قتل کیا اور شاہی گھرانے کے لوگوں کو بے حقیقت بنادیا۔ حمیریوں میں کئے ایک کئے والے نے لخنیتہ سے کہا:

تَقْتَلُ أَبْنَاهَا وَتَنْفِي سَرَاتَهَا وَتَبْنِي بِأَيْدِيهَا لَهَا الذَّلَّ حَمِيرُ  
بنی حمیر کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنے قبیلے کے بچوں کو قتل اور اپنے اعلیٰ افراد کو بے وطن کر رہے ہیں اور اپنے لیے اپنے ہاتھوں دولت کی بنا ڈال رہے ہیں۔

تَدَامِرُ دُنْيَاهَا بِطَيْشِ حُلُومِهَا وَمَا ضَيَّعَتْ مِنْ دِينِهَا فَهُوَ أَكْثَرُ  
وہ اپنی کم عقلی سے اپنی دنیا بھی تباہ کر رہے ہیں اور دین بھی، اور انھوں نے اپنے دین کی جو بربادی کی ہے، وہ تو بہت ہی زیادہ ہے۔

كَذَلِكَ الْقُرُونُ قَبْلَ ذَاكَ بِظُلْمِهَا وَرَأْسُهَا تَأْتِي الشُّرُورَ فَتُخَسِرُ  
اس سے پہلے گذشتہ زمانے والوں کی بھی یہی حالت رہی ہے کہ وہ اپنے ظلم اور زیادتی سے بدکاریاں کرتے اور نقصان اٹھاتے رہے۔

**لخنیتہ کا کردار اور انجام** | لخنیتہ ایک بدکار شخص تھا، عمل قوم لوط میں مبتلا تھا، شاہی خاندان کے لڑکوں میں سے کسی نہ کسی کو بلواتا اور اپنے ایک بالاخانے میں، جو اس نے اسی لیے بنوایا تھا، اس سے بد فعلی کرتا۔ تاکہ اس کے بعد پھر وہ حکومت نہ کر سکے۔ پھر اس بالاخانے سے اپنے نگہبانوں اور اس لشکر کو، جو وہاں موجود ہوتا، مسواک منہ میں رکھ کر جھانکتا تاکہ انھیں اس امر سے مطلع کر دے، وہ کام سے فارغ ہو چکا ہے۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ حسان کے بھائی تبان اس کے بیٹے زرعہ ذونواس کو بلوایا جو حسان کے قتل کے وقت کم سن تھا۔ پھر جب وہ جوان ہوا تو بہت ہی حسین و جمیل اور شکیل و عقیل نکلا۔ جب لخنیتہ کا پیامبر ذونواس کے پاس آیا۔ وہ اصل ارادے کو



بھانپ گیا، جو اس کے متعلق لٹنیٹہ کے پیش نظر تھا۔ اس نے ایک نئی پتلی چھری لی، اسے اپنے جوتے اور پاؤں کے درمیان چھپا لیا۔ اور لٹنیٹہ کے پاس پہنچ گیا۔ پھر جب خلوت میں لٹنیٹہ، ذونواس کی جانب تیزی سے بڑھا تو ذونواس نے اس پر سبقت کی۔ اور چھری بھونک کر مار ڈالا۔ پھر اس کا سر کاٹا اور اس روشندان میں رکھ دیا جس میں سے جھانکا کرتا تھا۔ سواک بھی اس کے منہ میں رکھ دی۔ اور باہر نکل آیا، لوگوں نے اس سے کہا، اے ذونواس! تر ہے یا خشک؟ اس نے کہا، عنقریب محافظ جان لیں گے کہ یہ بھلیس تر ہے یا خشک؟

پھر ان لوگوں نے روشن دان کی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ لٹنیٹہ کا سر کٹا ہوا رکھا ہے۔ انھوں نے ذونواس کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ وہ اس سے جا ملے۔ اور کہا۔ چونکہ تو نے ہمیں اس پلید سے نجات دلائی ہے، اس لیے ہم پر تیرے سوا کسی اور کی حکومت مناسب نہیں۔

پھر انھوں نے اسے اپنا بادشاہ بنالیا۔ تمام حمیری اور یمن کے سب قبائل اس کی حکومت پر متفق ہو گئے۔ یہی شانان حمیر کا آخری بادشاہ اور یہی خندقوں والا ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں اصحاب الاخذود کے الفاظ سے فرمایا گیا ہے۔ اور یوسف کے نام سے مشہور تھا۔

اسی یوسف کے زمانہ حکومت میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے دین کے باقی لوگوں کو ان کے دین کے بعض نیک اور پختہ عقیدہ لوگوں نے، جن کا سردار عبداللہ بن ثامر نامی ایک شخص تھا۔ انجیل پر قائم رکھا اور بخران میں بھی یہی حال رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس دین کی اصل و بنیاد بخران ہی میں پڑی تھی۔ جو اس زمانے میں سرزمین عرب کا بہترین خطہ تھا۔ یہاں کے تمام رہنے والے بلکہ سارے کا سارا عرب بت پرست ہی تھا۔ اور بتوں کی پرستش ہی ان کا کام تھا۔ یہ تغیر مذہب ان میں اس طرح ہوا کہ دین عیسوی کے پرانے دیندار لوگوں میں سے ایک شخص جس کا نام فیٹیون تھا، ان میں آیا اور انھیں دین عیسوی کی طرف رغبت دلائی تو انھوں نے یہ دین اختیار کر لیا۔



## نجران میں مسیحیت کی ابتدا

فیمینون اور صالح | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے الافنس کے مولیٰ المغیرہ بن ابی لبید نے بروایت وہب بن منبہ یمانی نجران میں عیسوی دین کی ابتدا کا قصہ یوں بیان کیا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے پرانے دین داروں میں سے ایک شخص تھا، جسے فیمینون کہا جاتا تھا، یہ شخص نیک، محنتی، دنیا سے کنارہ کش، مقبول الدعا اور سیاح تھا۔ یہ دیہات میں رہا کرتا، لیکن جب کسی بستی میں اس کی شہرت ہو جاتی تو وہاں سے کسی ایسی بستی کی جانب چلا جاتا، جہاں وہ پہچانا نہ جاتا۔ وہ اپنی محنت کی کمائی کے سوا کچھ نہ کھاتا۔ معمار تھا۔ گارے کا کام کرتا۔ اتوار کی بہت تعظیم کرتا۔ اس روز وہ کسی کام میں مشغول نہ ہوتا، بلکہ کسی ویران جنگل کی طرف نکل جاتا اور شام تک عبادت کرتا رہتا، راوی نے کہا، ایک دفعہ وہ شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں چھپے ہوئے عبادت کر رہا تھا کہ اس کی یہ حالت وہاں کے ایک شخص صالح نام نے دیکھ لی اور اس سے ایسی محبت کی کہ پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ وہ جہاں جاتا، صالح اس کے پیچھے جاتا۔ مگر فیمینون اس کی محبت کو سمجھتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ اتوار کو ایک بے آب و گیاہ سرزمین کی طرف حسب عادت نکل چلا۔ صالح بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ حالانکہ فیمینون اس امر سے واقف بھی نہ تھا۔ صالح چھپ کر ایسے مقام پر بیٹھ گیا کہ وہ نظر آتا رہے۔ چھپ کر بیٹھنے کی وجہ یہ تھی کہ نہیں چاہتا تھا، فیمینون کو اس کے متعلق پتا چلے۔ جب فیمینون عبادت کرنے لگا، تو یکایک اس نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ، سات سروالا، اس کی طرف بڑھا۔ فیمینون نے اسے دیکھتے ہی بددعا کی اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ صالح نے بھی سانپ دیکھا، لیکن نہ سمجھ سکا کہ وہ مردہ ہے۔ ڈر کر ایک بیخ ماری۔ چلا کر کہا۔ فیمینون! سانپ! سانپ! فیمینون نے اس طرف کوئی التفات نہ کیا اور عبادت ہی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ جب فارغ ہوا، شام ہو گئی۔ وہاں سے لوٹا تو سمجھ گیا کہ اب یہاں شہرت ہو گئی ہے اور صالح کو بھی معلوم ہو گیا کہ اس کی وہاں موجودگی کا فیمینون کو علم ہو گیا ہے۔ اس نے کہا، اے فیمینون! خدا کی قسم! تجھے معلوم ہے کہ میں تجھ سے جتنی محبت کرتا ہوں۔ اتنی کبھی کسی سے نہیں کی۔ میری آرزو ہے کہ تو جہاں رہے۔ میں بھی تیری مصاحبت میں رہوں۔ فیمینون نے کہا، جیسی تمہاری مرضی۔ مگر



میری حالت سے تو توقف ہے۔ پھر اگر اپنے خیال میں تو اسے برداشت کر سکتا ہے تو (بسم اللہ) بہت اچھا ہے۔ پس صالح اس کے ساتھ ہو لیا۔ اب بستی والے بھی اس کی حالت کو جاننے لگے تھے۔

### دُعَا و شِفَا

اس کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی خدا کا بندہ اس کے پاس آ جاتا اور اس پر کوئی آفت ہوتی، تو وہ اس کے لیے دعا کرتا اور اسے فوراً شفا ہو جاتی۔ اور جب کوئی اپنے گھر بلواتا تو وہ اس کے پاس کبھی نہ جاتا۔ بستی والوں میں سے ایک شخص کے ایک معذور لڑکا تھا۔ اس نے فیمیون کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے اس سے کہا، وہ کبھی کسی بلانے والے کے پاس نہیں جاتا اور اجرت پر لوگوں کے پاس معھاری کیا کرتا ہے۔ آخر وہ شخص اپنے اس اندھے لڑکے کے پاس گیا اور اسے اپنے حجرے میں لٹا کر ایک کپڑا اڑھا دیا۔ پھر فیمیون کے پاس آیا اور اس سے کہا، اے فیمیون! میں اپنے گھر میں کچھ بنوانا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ وہاں چل تاکہ تو اس گھر کو دیکھ لے۔ اس کی تعمیر کے شرائط کا تصفیہ کر دوں گا۔ وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے حجرے میں داخل ہو گیا اور پوچھا، اس گھر کی کونسی چیز بنوانا چاہتے ہو؟ کہا فلاں فلاں چیزیں۔ پھر اس شخص نے اثنائے گفتگو میں اس بچے پر سے کپڑا کھینچ لیا۔ اور اس سے کہا۔ فیمیون! یہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے، اس پر جو آفت ہے، وہ تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، اس کے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ فیمیون نے اس کے لیے دعا کی تو وہ لڑکا تندرست ہو کر اس طرح اٹھ کھڑا ہوا، گویا کوئی تکلیف تھی ہی نہیں اور فیمیون کو معلوم ہو گیا کہ اب وہ مشہور ہو چکا ہے۔ آخر وہ اس بستی سے بھی چلا گیا۔ صالح بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ اپنے اس سفر میں شام کے ایک مقام پر ایک بڑے درخت کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس میں سے ایک شخص نے آواز دی، کہا فیمیون! اس نے کہا ہاں! پھر آواز آئی: میں تیرا انتظار ہی کر رہا تھا اور ابھی دل میں کہہ رہا تھا کہ وہ کب آئے گا کہ میں نے تیری آواز سن لی اور جان لیا کہ تو وہی ہے۔ اب تو مجھ سے جدا نہ ہو، جب تک میرا انتظام نہ کرے، کیونکہ میں اب مرنے والا ہوں۔ راوی نے کہا کہ وہ آخر مر گیا اور اسی نے اس کا سب کچھ انتظام کر دیا۔ یہاں تک کہ اسے دفن بھی کر دیا۔ پھر وہاں سے چلا اور صالح نے بھی اس کی پیروی کی، حتیٰ کہ دونوں سرزمین عرب میں پہنچے۔

### غلامی اور کرامت

دہاں ان پر لوگوں نے ظلم اور زیادتی کی۔ عربوں کے ایک قافلے نے انھیں پکڑ لیا اور غلام بنا کر نجران میں بیچ ڈالا۔ نجران والے ان دنوں عرب کے ہم مذہب تھے۔ اور ہر اس درخت کی پوجا کرنے لگتے جو ان کے پاس بہت لمبا ہوتا۔ سالانہ میلا کیا کرتے اور اس میلے میں قسم قسم کے خوشنما کپڑے، جو انھیں میسر ہوتے اور عورتوں کے زیور اس کھجور کے پیڑ کو پہناتے، سب کے سب اس کے پاس جمع ہوتے اور سالانہ اسی میں لگے رہتے۔ فیمیون کو ان کے ایک معزز شخص نے خریدا،



اور صالح کو دوسرے نے فیمیون جب اس گھر میں جس میں اس کے مالک نے اسے رکھا تھا، رات کو عبادت کرتا تو بغیر کسی چراغ کے اس کی خاطر وہ گھر روشن ہو جاتا۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ جب یہ حال اس کے مالک نے دیکھا تو یہ کیفیت اسے اچھی معلوم ہوئی، آخر مالک نے فیمیون سے اس کے مذہب کے بارے میں پوچھا تو اس نے پورے حالات سنا دیے۔ پھر مالک سے کہا، تم لوگ سخت غلطی میں پڑے ہو، یہ کھجور کا پیڑ نہ کوئی نقصان دیتا ہے، نہ نفع، اور اگر میں اپنے اس معبود کی بارگاہ میں، جس کی پرستش کرتا ہوں، اس پیڑ کے لیے بددعا کروں تو وہ ابھی اسے برباد کر ڈالے اور جس کی میں پرستش کرتا ہوں، وہ اللہ ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ راوی نے کہا کہ مالک نے کہا، اچھا تو بددعا کر، اگر تو نے اسے برباد کر دیا تو ہم تیرے مذہب میں داخل ہو جائیں گے۔ اور جس مذہب پر ہم چل رہے ہیں اسے تھوڑ دیں گے۔ راوی نے کہا۔ پھر تو فیمیون اٹھا۔ طہارت کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اللہ سے درخت پر آفت آنے کی التجا کی۔ اللہ عزوجل نے ایک آندھی بھیجی۔ جس نے پیڑ کو جڑ سے اکھاڑ کر زمین پر گرادیا۔ پھر تو بخران والوں نے اسی کے مذہب کا اتباع شروع کر دیا۔ اس کے بعد بخران والوں میں بھی دہی بدھتیں پیدا ہو گئیں، جو ان کے ہم مذہبوں کے درمیان ہر سرزمین کے اندر پیدا ہوتی رہی ہیں۔ غرض سرزمین عرب کے ضلع بخران میں نصرانیت اسی زمانے سے شروع ہوئی۔

ابن اسحاق نے کہا: یہ روایت مذہب بن منبہ نے بخران والوں سے سُن کر بیان کی۔



## اصحابُ الاُخذود کا واقعہ

ابن اسحق نے کہا: یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت سے فیمیون اور ابن الشامر بیان کیا۔ اور بعض اہل بخران نے اپنے ہم وطنوں ہی سے روایت کی ہے۔ کہ بخران والے مشرک تھے۔ اور بت پرستی کیا کرتے تھے۔ اطراف کی بستیوں میں جو بخران سے قریب ہی بھتیں، ایک جادوگر رہا کرتا تھا۔ جو بخران والوں کے لڑکوں کو سحر کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ بخران سے مراد وہ بڑی بستی ہے، جو وہاں کے لوگوں کا مرکز تھی۔ جب فیمیون وہاں آیا (بخران والوں نے اس کا نام بیان نہیں کیا بلکہ انھوں نے صرف اسی قدر کہا کہ وہاں ایک شخص آیا، البتہ وہب بن منبہ نے اس کا نام فیمیون بتایا ہے) تو اس نے بخران اور اس بستی کے درمیان، جس میں جادوگر رہا کرتا تھا، خیمہ ڈالا۔ بخران والے اپنے لڑکوں کو اس جادوگر کے پاس بھیجا کرتے تھے۔ ثامر نے بھی اپنے بیٹے عبد اللہ بن ثامر کو بخران والوں کے لڑکوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا۔ جب وہ خیمے کے پاس سے گزرتا تو خیمے والے کی عبادت اور نماز، جسے وہ آتے جاتے دیکھا کرتا تھا، بہت پسند کرتا تھا۔ بعض اوقات اس کے پاس بیٹھ جاتا اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا، اسے سنتا رہتا۔ یہاں تک کہ اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اللہ کو ایک ماننے اور اس کی عبادت کرنے اور اس سے قوانین اسلام دریافت کرنے لگا۔ آخر جب اس نے خوب مہارت حاصل کر لی تو اسم اعظم کے متعلق اس سے دریافت کیا۔ کیونکہ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ لیکن اس سے اسے پوشیدہ رکھا تھا۔ اس نے کہا: بچہ! تو اسے برداشت نہ کر سکے گا۔ تیری کمزوری کے سبب اس کی برداشت میں تیرے لیے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ عبد اللہ کا باپ ثامر صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کا بیٹا جادوگر کے پاس اسی طرح جاتا آتا ہے، جس طرح دوسرے لڑکے جاتے آتے ہیں۔

اسم اعظم کی دریافت | جب عبد اللہ نے دیکھا کہ دوست نے اسم اعظم کے متعلق کنجوسی کی۔ اور

لے دافع رہے کہ یہاں "اسلام" سے مراد "دین حق" ہے، جو ہمیشہ ایک رہا۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دین کو کامل کیا۔ اور اب اسلام صرف وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا اور جس کی تعلیم پاک کا صحیفہ قرآن مجید ہے۔



میری کمزوری کی وجہ سے اس کے بتانے میں اندیشے کا اظہار کیا ہے، تو اس نے چند تیر لیے اور اللہ تعالیٰ کے جتنے نام اسے معلوم تھے، ایک ایک تیر پر لکھتا گیا اور کوئی نام باقی نہ چھوڑا۔ ہر نام کے لیے ایک ایک تیر مخصوص کیا، یہاں تک کہ جب اس نے تمام نام مکمل کر لیے تو آگ سلگائی اور انہیں ایک ایک کر کے اس آگ میں ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ جب اسم اعظم کی نوبت آئی اور اسے بھی تیر کے ساتھ آگ میں ڈالا۔ تو تیر اچھل گیا اور آگ سے نکل پڑا۔ آگ اسے نقصان نہ پہنچا سکی، اس نے وہ تیر لے لیا پھر اپنے دوست کے پاس جا کر اسے خبر دی کہ میں نے اسم اعظم معلوم کر لیا ہے جسے آپ نے چھپایا تھا۔ فیمیون نے اس سے پوچھا۔ وہ کیسا ہے؟ اس نے کہا، فلاں اسم ہے، پوچھا تو نے اسے کیونکر معلوم کیا؟ اس نے جو کچھ کیا تھا، اس کی پوری تفصیل سنائی۔ فیمیون نے کہا۔ بچہ! تو نے ٹھیک نشانے پر تیر لگایا یہ بات دل ہی میں رکھ، لیکن مجھے امید نہیں کہ تو دل میں رکھے گا۔

**نجران میں تبلیغ مسیحیت** | اب عبد اللہ بن ثامر کی حالت یہ ہو گئی۔ کہ جب نجران میں جاتا تو جس کسی ہزر رسیدہ شخص سے ملتا، کہتا، اے اللہ کے بندے! کیا تو اللہ کو ایک مانے گا۔ اور میرے دین میں داخل ہو جائے گا۔؟ میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس بلا سے جس میں تو مبتلا ہے، نجات دے۔ وہ کہتا، بہت اچھا۔ پھر وہ اللہ کو ایک ماننے لگتا اور اسلام اختیار کر لیتا، یہ اس کے لیے دعا کرتا اور اسے شفا ہو جاتی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نجران میں کوئی ہزر رسیدہ نہ رہا۔ جس کے پاس وہ نہ آیا ہو۔ اور اسے اپنے مذہب کا پیرو نہ بنالیا ہو۔ اس نے جس کسی کے لیے دعا کی، اسے شفا ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس کی اس کیفیت کی اطلاع شاہ نجران کو بھی ہو گئی۔ اس نے اسے بلایا، اور کہا۔ تو نے میری بستی والوں کو میرے خلاف کر دیا اور بگاڑ دیا۔ میرے مذہب اور میرے باپ دادوں کے مذہب کی مخالفت کی۔ میں تجھے عبرتناک سزا دوں گا۔ اس نے کہا۔ تو جس بات کا دعویٰ کر رہا ہے وہ نہیں کر سکتا۔ راوی نے کہا، اس نے اسے مختلف سزائیں دینی شروع کیں۔ کبھی تو اسے اونچے پہاڑ پر بھیج دیتا اور وہاں سے سر کے بل گرا دیا جاتا۔ وہ زمین پر جا پڑتا اور اسے کچھ ہزر نہ ہوتا، کبھی نجران کے بعض گہرے پانیوں کی طرف روانہ کرتا، وہ ایسے تھے کہ ان میں جو چیز جا پڑتی، وہ تباہ و برباد ہو جاتی۔ اسے ان پانیوں میں ڈال دیا جاتا۔ پھر بھی وہ ان سے نکل آتا۔ اور اسے کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر جب بادشاہ عبد اللہ کو بہت ستانے لگا تو اس نے کہا۔ اللہ کی قسم! تو میرے قتل پر ہرگز قابو نہ پاسکے گا جب تک اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو مان نہ لے اور میں جس پر ایمان لایا ہوں۔ تو بھی اس پر ایمان نہ لائے۔ ہاں! اگر تو نے توحید و ایمان اختیار کر لیا تو تجھے مجھ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اور مجھے قتل بھی کر سکے گا۔ راوی نے کہا۔



پھر تو اس بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کر لی اور عبداللہ بن ثامر کی طرح ایمان لے آیا، ایک لاشی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ اسے مارا۔ اس کا سر زخمی کر دیا۔ وہ زخم اگرچہ کچھ بڑا نہ تھا، لیکن اسی سے ابن ثامر ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ بھی اسی وقت اسی جگہ مر گیا اور نجران والے عبداللہ بن ثامر کے مذہب پر متفق ہو گئے۔ عبداللہ اس مذہب پر تھا جسے عیسیٰ (علیہ السلام) نے احکام انجیل کے ذریعے سے پیش فرمایا تھا۔ پھر ان میں بھی وہی بدعتیں آگئیں۔ جو ان کے ہم مذہبوں میں آئی تھی۔ نصرانیت کی ابتدا نجران میں اسی وقت سے ہوئی۔

ابن اسحاق نے کہا: یہ محمد بن کعب القرظی اور بعض نجران والوں کی روایت ہے جو عبداللہ بن ثامر کے متعلق ہے۔ واللہ اعلم ان میں کاکون سا بیان صحیح ہے؟

**اُخْدُوہ کا واقعہ** | پھر ذونواس اپنے لشکر کے ساتھ نجران والوں کی طرف گیا اور انہیں یہودیت کی دعوت دی۔ ان سے کہا۔ یا تو یہودیت اختیار کرو یا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ انہوں نے موت پسند کی۔ ذونواس نے ان کے لیے خندقیں کھودیں۔ بہتوں کو آگ میں جلا ڈالا۔ بہتوں کو تلوار سے قتل کر ڈالا اور ان مقتولوں کی ناک کان کاٹے گئے۔ یہاں تک کہ ان میں سے تقریباً بیس ہزار شخص مار ڈالے گئے۔ اسی ذونواس اور اس کے لشکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل فرمائی:-

قَتَلَ أَصْحَابُ الْاُخْدُودِ النَّارِذَاتِ  
الْوَقُودِ اِذْهُمْ عَلَيْهَا قَعُودٌ وَهُمْ عَلَى  
مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ وَ  
مَا نَقَمُوا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ  
الْعَنَىٰ نَبِیُّ الْحَمِیدِ (۸۵: ۸۴ تا ۸۵)

خندق والے.... (بہت سے) ایندھن والی آگ والے، ہلاک ہو گئے  
جب وہ ان (خندقوں) پر بیٹھے ہوئے (تھے) اور اس (بدسلوکی) کو  
دیکھ رہے تھے جو ایمان داروں کے ساتھ وہ کر رہے تھے، انہوں  
نے ان سے (صرف) اس بات کا بدلہ لیا کہ وہ عزت و غلبہ والے  
قابل مدح و ستائش اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔

**اُخْدُوہ کے معنی** | ابن ہشام نے کہا: اُخْدُوہ زمین میں لمبے لمبے گڑھوں کو کہتے ہیں، جیسے خندق، نہر وغیرہ اور اس کی جمع اُخْدُوہ ہے۔ ذوالرُمّة نے (جس کا نام غیلان بن عقبہ تھا اور جو بنی عدی بن عبدمناف بن اُؤ بن طابختر بن الیاس ابن مضر میں کا ایک شخص تھا) کہا ہے:-

مِنَ الْعَرَاقِیَّةِ اللَّذِیْ یُحِیْلُ لَهَا بَیْنَ الْعَلَاةِ وَبَیْنَ النَّخْلِ اُخْدُوْدٌ

(ممدوح) ان عراقی عورتوں میں سے ہے۔ جن کی خاطر جنگل اور نخلستان کے درمیان نہریں بہا دی

جاتی ہیں۔



اس شعر میں اخدود سے اس نے نہ مراد لی ہے اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ تلوار، چھری اور کوڑے وغیرہ کا جو آخر جلد میں رہ جاتا ہے، اسے بھی اخدود کہا جاتا ہے اور اس کی جمع بھی اخادید ہی ہے۔

**ابن ثامر کا قتل** | ابن اسحق نے کہا: ذوالنواس نے جن لوگوں کو قتل کیا، ان میں ان کا سردار اور امام عبداللہ بن ثامر بھی تھا۔ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ اہل بخران میں سے ایک شخص کو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ضرورت پیش آئی اور اس نے بخران کے کسی کھنڈر کو کھودا تو (تمام لوگوں نے) عبداللہ بن ثامر کو اس میں کے ایک پنہاں مقام کے نیچے بیٹھا اور ہاتھ سر کے ایک زخم پر رکھے پایا۔ کیفیت یہ تھی کہ اگر اس کا ہاتھ زخم پر سے ہٹایا جاتا تو خون پھوٹ نکلتا اور جب اس کا ہاتھ چھوڑ دیا جاتا تو وہ پھر اسی زخم پر رکھ لیتا اور خون رک جاتا۔ اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی، جس میں لکھا تھا ”رَبِّیَ اللہ“ میرا پروردگار اللہ ہے۔ اس آدمی نے عمر بن الخطابؓ کو اس کی اطلاع تحریر دی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے انھیں لکھا کہ وہ جس حال میں ہے، اسے اسی حال پر رہنے دو اور جس طرح دفن تھا۔ اسی طرح پھر دفن کر دو۔ انھوں نے ویسا ہی کیا۔



## یمن پر اہل حبشہ کی حکومت

**قیصر سے طلب امداد** | ابن اسحق نے کہا: ایک شخص جو خاندان سبأ سے تھا اور دوس ڈو ثعلبان کہلاتا تھا۔ اپنی ایک گھوڑی پر ذونواس کے لوگوں سے چھوٹ کر نکل بھاگا۔ اور ریگستان کا راستہ لیا۔ انھیں اپنی گرفتاری سے عاجز کر دیا۔ اور سامنے جو راستہ ملا، اسی پر چلتا گیا۔ یہاں تک کہ شاہ روم قیصر کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے ذونواس اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لیے اس سے امداد طلب کی۔ اور ان لوگوں سے جو جو آفتیں پہنچی تھیں، ان سب کی خبر قیصر کو دی۔ اس نے کہا: تیرا ملک ہم سے بہت دور ہے، لیکن میں شاہ حبشہ کو تیرے لیے خط لکھ دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ بھی اسی عیسائی مذہب کا ہے۔ اور وہ تیرے ملک سے قریب بھی ہے۔ چنانچہ قیصر نے شاہ حبشہ کے نام ایک فرمان لکھا۔ جس میں اسے حکم تھا کہ وہ دوس کی مدد کرے۔ اور اس کا انتقام لے۔

**ذونواس کی شکست و موت** | پھر دوس قیصر کا خط لے کر نجاشی کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ ستر ہزار حبشی بھیجے۔ اور انھیں میں سے ایک شخص کو ان پر افسر بنا دیا۔ جسے اُریاط کہا جاتا تھا۔ ابرہہ الاشرم بھی اسی لشکر میں اس کے ساتھ تھا۔ آخر اریاط سمندر کے ذریعے سے ساحل یمن پر آنازل ہوا۔ اور دوس اس کے ساتھ تھا۔ ذونواس بھی حمیریوں اور یمن کے ان قبائل کے ساتھ، جنہوں نے اس کی اطاعت کر لی تھی، مقابلے کے لیے اریاط کی طرف چلا۔ جب دونوں کی مڈ بھڑ ہوئی تو ذونواس اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ ذونواس نے جب یہ آفت دیکھی، جو اس پر اور اس کی قوم پر نازل ہوئی۔ تو اس نے گھوڑے کا رخ سمندر کی طرف کیا اور اسے پیٹتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر سمندر میں داخل ہو گیا۔ پایاب پانی میں چلتا رہا۔ اسی طرح گھرے پانی میں پہنچ گیا۔ اسے اس کے اندر تھم تک پہنچا دیا۔ اور وہ سمندر میں ڈوب کر مر گیا۔ ادھر اریاط یمن میں داخل ہوا اور اس کا مالک بن گیا۔ اسی موقع پر یمن والوں میں سے ایک شخص نے اس آفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ جو

لے اس سے مراد مشرقی رومی سلطنت کا قیصر ہے، جس کا مرکز قسطنطنیہ تھا۔



دوس نے یمن والوں پر اہل حبشہ کے ذریعے سے لاڈالی تھی اور یہ (مصرع) آج تک یمن والوں میں بطور ضرب المثل زبان زد ہے۔

لَا كَدَّ دُوسٍ وَلَا كَاغْلَاقَ رَحْلِهِ

یہ معاملہ دوس اور اس کے سفر کی مشکلوں کی طرح کا نہیں (جس کا حل نہ ہو)

**ذو جَدَن کے اشعار** | اور ذو جَدَن جمیری نے کہا ہے :

هُوَ نَكَ لَيْسَ يَرُدُّ الدَّمَ مَافَاتَا لَا تَهْلِكِي أَسْفَا فِي إِشْرَمَنْ مَاتَا

مطمئن اور چین سے وہ جو چلا گیا آنسو اسے واپس نہیں لائیں گے۔ مرے ہوئے

پر افسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر۔

أَبْعَدَ بَيْنُونٍ لَا عَيْنٌ وَلَا أَثَرُ وَبَعْدَ سَلْحَيْنَ يَبْنِي النَّاسُ أَبْيَاتَا

کیا قلعہ بینون و سلحین اور ان کی بنیادوں اور نشانوں کی بربادی کے بعد

بھی لوگ گھر بناتے رہیں گے ؟

بَيْنُونٍ، سَلْحَيْنَ اور غُمْدَانِ، یمن کے ان قلعوں میں سے ہیں جنہیں اُریاط نے منہدم کرایا تھا۔ ان کا

مثل کہیں نہیں تھا۔

**مزید اشعار** | ذو جَدَن نے یہ بھی کہا ہے :

دَعَيْتَنِي لَا أَبَاكَ لَنْ تُطِيقِي لَحَاكِ اللَّهُ قَدْ أَتَزَدْتِ رَيْقِي

(اے طامت کرنے والی) تیرا باپ مرجائے، ہرگز تجھ سے یہ نہ ہو سکے گا کہ

میری حالت بدل دے۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے! تو نے تو (ڈرا ڈرا کر) میرا عاب ہوں

خشک کر دیا۔

لَدَيْ عَرَفِ الْقِيَانِ إِذْ أَنْتَشَيْنَا وَإِذْ نُسْقِي مِنَ الْخَمْرِ الرَّحِيقِ

جب ہم گانے بجانے والیوں کے گانے بجانے میں اور نشے میں (مست) ہوں اور

بہترین یا خالص شراب پی رہے ہوں۔

فَإِنَّ الْمَوْتَ لَا يَنْهَاهَا نَأَى وَلَوْ شَرِبَ الشِّفَاءَ مَعَ النَّشْوَقِ

کیونکہ موت کو تو کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا، اگرچہ شفا بھی گھول کر پی لی جائے

جلد اول



اور تمام سرنگھنے والی دوائیں استعمال کی جائیں۔

وَلَا مَسْرَهَبٌ فِي أُسْطُوَانٍ مِيْطَاحُ حُذْرَهُ بِيضُ الْأَنْوَقِ

نہ وہ راہب موت کو روک سکتا ہے جو سرحد روم کے پاس اسطوان میں رہتا،

ہے جس کی دیواریں عقاب کے انڈوں سے ٹکراتی ہیں (بہت بلند ہیں)

وَعُنْدَانُ الَّذِي حَيَّاشَتْ عَنْهُ بَنُو لَا مُسَمَّكَ فِي رَأْسِ فَيْقِ

اور نہ قلعہ عندان مرت کو روک سکتا ہے، جس کا تذکرہ تجھ سے کیا گیا ہے کہ لوگوں نے اسے

بلند پہاڑ کی چوٹی پر اسے بنایا ہے۔

بِعَنْهَمَةِ وَاسْقَلُهُ جُرُونٌ وَحَدُّ الْمَوْحِلِ اللَّثَقِ الزَّلِيقِ

(وہ قلعہ جو) مقام منہم میں ہے اور اس کے نیچے پتھر ملی زمین اور بالکل رقیق (پاؤں)

پھسا دینے والی دلدل ہے۔

بِسَرْمَرَةٍ وَأَعْلَى سَخَامٍ تَحَامَ لَا يَغِيبُ فِي الشَّقْوَقِ

وہ قلعہ سب مرمر کا بنا ہوا ہے اور اس کا اوپر کا حصہ سب رخام کا ہے اس کی

متعدّد خندقوں کی وجہ سے وہ دھاریوں والا معلوم ہوتا ہے، جس کا پانی شگافوں میں

غائب نہیں ہوتا۔

مَصَابِيحُ السَّلِيْطِ تَلُوْحُ فِيهِ إِذَا يُسِي كَتَوَ مَاضِ الْبُرُوقِ

جب شام ہوتی ہے تو اس میں تیل کے چراغ جگمگانے لگتے ہیں، گویا بجلیاں کوند

رہی ہیں۔

وَنَخْلَتُهُ الَّتِي عُرِسَتْ إِلَيْهِ يَكَادُ الْبُسْرُ يَهْصِرُ بِأَلْعَدُوِّ

اور جو کھجور کے پیڑ وہاں برائے گئے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ، گدرائی ہوئی کھجوروں

کے وزن سے خمٹے جھکے جا رہے ہیں۔

فَأَصْبَحَ بَعْدَ جِدَّتِهِ رَمَادًا وَغَيْرَ حُسْنِهِ لَهَبُ الْحَرِيقِ

پھر وہ قلعہ اس شان و شوکت و اہتمام کے بعد راکھ ہو گیا اور اس کے حسن کو آگ

کے شعلوں نے بدل ڈالا۔

وَأَسْلَمَ ذُو نُوَّاسٍ مُسْتَكِينًا وَحَذَرَ قَوْمَهُ صَنْكَ الْمَصْنِقِ

اور ذونواس نے عاجز و انکسار سے اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا اور اپنی قوم کو

جلد اول



تنگ مقام کی سختی سے ڈرایا۔

ابن الذُبَيْرِ ثَقَفِي کے اشعار | اور ابن الذُبَيْرِ ثَقَفِي نے اس بارے میں کہا ہے (اور الذُبَيْرِ اس کی ماں کا نام تھا۔ خود اس کا نام رُبَيْعَةُ بن عبدِ یٰلِیل بن سام بن مالک بن حُطَيْط بن حِثْم بن قَسِی ہے) :

لَعَمْرُكَ مَا لِفَتَى مِنْ مَفَرٍ مَعَ الْمَوْتِ يُلْحَقُهُ وَالْكِبَرُ

تیری عمر کی قسم، ایک جوان مرد کے لیے کہیں اطمینان و قرار نہیں، جس کے پیچھے

بڑھاپا بھی لگا ہوا ہے اور موت بھی۔

لَعَمْرُكَ مَا لِفَتَى صُحْرَةٌ لَعَمْرُكَ مَا إِنْ لَهُ مِنْ وَزَرٍ

تیری عمر کی قسم، ایک جوان مرد کو گنجائش بھی نہیں۔ تیری عمر کی قسم اس کے لیے

کوئی پناہ گاہ نہیں۔

أَبْعَدَ قَبَائِلَ مِنْ حَمِيرٍ أَيْدُوا صَبَاحًا بِذَاتِ الْعَبَرِ

کیا عبرتوں والے مقام میں صبح کے وقت حمیر کے قبیلے والوں کے ہلاک و برباد

ہونے کے بعد (بھی کوئی شخص آرام کا امیدوار ہو سکتا ہے) :

بِأَلْفِ الْوَفِّ وَحُرَّابَةٍ كَمِثْلِ السَّمَاءِ قُبَيْلَ الْمُطَرِّ

(جن کی تباہی ان، لاکھوں (افراد) اور جنگ جُراہادروں کے ذریعے سے (ہوئی)

جو بارش سے کچھ پہلے (چھا جانے) والے ابر کی طرح (دھج گئے) تھے۔

يُصِمُّ صِيَا حُهُمُ الْمُقْرَبَاتِ وَيَنْفُونَ مَنْ قَاتَلُوا بِالدَّفَرِ

جن کی چیخ پکار تھان پر نید سے ہوئے گھوڑوں کو بہرا بنا رہی تھی اور جن سے وہ

مقابلہ کر رہے تھے، انھیں وہ مکروہ بُوسے جلا وطن کر رہے تھے یا زہر بکتر کی زیادتی

اور کثرتِ اسلحہ سے مرعوب ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔

سَعَالِي مِثْلُ عَدِيدِ التُّرَابِ تَيَبَسُ مِنْهُمْ رِطَابُ الشَّجَرِ

(یہ) غول بیا بانی شمار میں گرد کے ذرات، کی طرح تھا جس (کی کثرت کے

سبب، سے درختوں کی پھال خشک ہو گئی۔

عمر بن معدی کرب کے اشعار | عمرو بن معدی کرب الزبیدی اور قیس بن مکشوح المزادی کے درمیان کچھ (جھگڑا) تھا اور اسے معلوم ہوا تھا کہ قیس نے

جلد اول



دھمکی دی ہے تو اس نے حمیر یوں کے حالات، ان کی عزت، اور ان کی حکومت کے زوال کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

اَتُوْعِدُّنِي كَأَنَّكَ ذُو سُرْعَيْنِ بِأَفْضَلِ عَيْشَةٍ أَوْ ذُو نَوَاسٍ  
کیا تو مجھے اس طرح ڈراتا ہے گویا تو اپنی اعلیٰ زندگی کے لحاظ سے ذورعین یا ذونواس ہے۔

وَكَانَ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ نَعِيمٍ وَمُثْلُ ثَابِتٍ فِي النَّاسِ رَاسِي  
اور گویا تجھ سے پہلے بھی (تیرے اجداد کو) فارغ البالی اور لوگوں پر مضبوط اور پائدار حکومت حاصل تھی۔

قَدِ يَنْحِ عَهْدُهُ مِنْ عَهْدِ عَادٍ عَظِيمٍ قَاهِرِ الْجَبَرُوتِ قَاسِي  
اگر یا ایسی حکومت تھی جس کا زمانہ زمانہ عادی سے بھی قدیم ہو، جو عظیم الشان زبردست شوکت والی اطاعت نہ کرنے والی ہو۔

فَأَمْسَى أَهْلُهُ بَادُوًا وَامْنَسَى يُحَوَّلُ مِنْ أُنَاسٍ فِي أُنَاسٍ  
پھر وہ حکومت کرنے والے تباہ ہو گئے ہوں اور وہ ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی رہی۔

ابن ہشام نے کہا: زبید، سلمۃ بن مازن بن ملبہ بن صعوب بن سعد العشیرہ کا اور بن مذحج کا بیٹا ہے بعض نے اسے منبہ بن صعوب بن سعد العشیرہ کا اور بعض نے صعوب بن مراد یحایہ بن مذحج کا بیٹا بتایا ہے۔ مجھ سے ابو عبیدہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو جب وہ ارمینیہ میں تھے (خط) لکھا — اور باہلہ بن یحضر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا — اور (خط میں) انھیں حکم دیا کہ خالص عربی گھوڑے والوں کو دو غلے گھوڑوں والوں پر عطیوں میں ترجیح دی جائے۔ جب سلمان کے سامنے گھوڑے پیش ہوئے اور ان کے سامنے سے عمرو بن مغدیکرب کا گھوڑا بھی گزرا تو سلمان نے اس سے کہا، تمہارا یہ گھوڑا تو دو غلا ہے۔ عمرو کو غصہ آگیا۔ اس نے کہا، دو غلے نے اپنے بیسے دو غلے کو سچاں لیا۔ قیس اس کی طرف بڑھا اور اسے دھمکی دی، تو عمرو نے مذکورہ بالا اشعار کہے۔

یسطیح و شق کی پیش گوئی | ابن ہشام نے کہا: یہی وہ واقعہ ہے جو یسطیح کا بن نے اپنے ان جلد اول



الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمھاری سرزمین میں حبشی نازل ہوں گے اور مقامات اُبنین سے جُرش تک تمام شہروں کے مالک ہو جائیں گے اور شق نے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمھاری سرزمین میں حبشی اتر آئیں گے، تمام تروتازہ سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور اُبنین سے نجران تک حکمران ہو جائیں گے۔

---



## ابرہہ اشترم کی بادشاہی

**اریاط کا قتل** | ابن اسحق نے کہا کہ اریاط برسوں یمن پر حکمران رہا۔ پھر ابرہہ حبشی نے یمن میں حبشیوں کے بعض معاملات کی نسبت اس سے جھگڑا نکالا۔ تو وہ متفرق ہو گئے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گروہ ہو گیا۔ اور ان میں کا ایک گروہ دوسرے کی طرف حملے کے خیال سے چلا۔ پھر جب یہ لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ابرہہ نے اریاط سے کہلا بھیجا کہ اہل حبشہ کو باہم لڑا کر فنا کر۔ تو میرے مقابل میدان میں آ۔ میں تیرے مقابل میدان میں آتا ہوں۔ پھر ہم میں سے جو شخص اپنے مقابل کو مارے گا۔ لشکر خود بخود اس کی طرف ہو جائے گا۔ اریاط نے جواباً کہلا بھیجا کہ تو نے انصاف کی بات کہی۔ پھر ابرہہ اس کے مقابلے کے لیے نکلا۔ وہ ایک پست قامت موٹا اور دین دار نصرانی تھا۔ اریاط بھی اس کے مقابل نکلا۔ وہ خوبصورت، زبردست، بلند قامت تھا۔ اس کے ہاتھ میں اس کا ایک خاص حربہ تھا۔ ابرہہ کے پیچھے اس کا ایک غلام تھا۔ جس کا نام عتودہ تھا۔ جو پشت کی جانب سے حفاظت کر رہا تھا۔ اریاط نے حربہ اٹھا کر ابرہہ پر وار کیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی چندیا پر مارے۔ حربہ ابرہہ کی پیشانی پر پڑا۔ جس سے اس کی بھوں، آنکھ، ناک کی پھنگی، اور ہونٹ پھٹ گئے۔ اسی وجہ سے اس کا نام ابرہہ الاشترم مشہور ہو گیا (اشترم کے معنی شق کرنے پھاڑنے کے ہیں) عتودہ نے ابرہہ کے پیچھے سے اریاط پر حملہ کیا۔ اور اسے مار ڈالا۔ آخر اریاط کا لشکر ابرہہ کی طرف ہو گیا۔ یمن کے تمام حبشی ابرہہ کی سرداری پر متفق ہو گئے۔ اور ابرہہ نے اریاط کے اقربا کو اس کی دیت دی۔

**ابرہہ کی تدبیر** | جب یہ خبر نجاشی کو پہنچی تو وہ سخت غضب ناک ہوا۔ اور کہا۔ میرے مقرر کیے ہوئے افسر پاس نے دست درازی کی اور اسے میرے حکم کے بغیر قتل کر ڈالا۔ پھر اس نے قسم کھانی کہ ابرہہ کو نہ چھوڑے گا۔ جب تک اس کے ممالک کو پامال نہ کر ڈالے اور اس کے سر کے بال پکڑ کر نہ گھسیٹے، ابرہہ نے اپنا سر مونڈ ڈالا۔ یمن کی مٹی ایک برتن میں بھر کر نجاشی کے پاس ارسال کی اور لکھا، بادشاہ جہاں پناہ! اریاط تو صرف آپ کا ایک غلام تھا اور میں بھی آپ کا ایک غلام



ہوں۔ آپ ہی کے احکام کی تعمیل کے متعلق ہم میں اختلاف ہوا۔ قابل اطاعت تو آپ ہی کا حکم ہے۔ مگر بات صرف یہ تھی کہ میں حبشیوں کے معاملات میں اس کی نسبت زیادہ قوی، زیادہ منتظم، اور معاملات سیاست میں زیادہ ماہر تھا۔ مجھے بادشاہ، جہاں پناہ کی قسم کی خبر پہنچی تو میں نے اپنا سر مونڈ ڈالا اور اپنی سرزمین کی مٹی سے بھرا ہوا برتن حضور کے پاس ارسال کیا ہے۔ کہ حضور اسے اپنے قدم کے نیچے رکھ کر پامال کریں اور میرے متعلق حضور نے جو قسم کھائی ہے، اسے پوری کر لیں۔ جب یہ خط نجاشی کو پہنچا تو وہ راضی ہو گیا اور اس نے ابرہہ کو لکھا کہ تو سرزمین یمن ہی میں رہ۔ جب تک میرا دوسرا حکم تیرے پاس نہ آئے۔ چنانچہ ابرہہ یمن ہی میں رہا۔

**بنام کلیسا** پھر ابرہہ نے (مقام) صُنْعَاء میں قَلِیس <sup>یعنی</sup> کلیسا بنایا اور وہ ایسا تھا کہ اس زمانے میں اس جیسا کوئی کلیسا روئے زمین پر نظر نہ آتا تھا۔ پھر اس نے نجاشی کو لکھا کہ بادشاہ سلامت! میں نے آپ کے لیے ایک کلیسا بنایا ہے کہ اس جیسا کسی سابقہ بادشاہ کے لیے کبھی نہیں بنا اور میں صرف اس کے بنانے ہی پر اکتفا نہ کروں گا۔ بلکہ عربوں کے عزائم حج کو بھی اسی طرف پھیر دوں گا۔ جب ابرہہ کے اس خط کی شہرت عربوں میں ہوئی۔ جو نجاشی کو لکھا گیا تھا تو بنی فقیہ بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کے ایک شخص کو، جو نِسَاء میں سے تھا، غصہ آگیا (نِسَاء ان لوگوں کو کہا جاتا تھا، جو زمانہ جاہلیت میں عرب کے لیے حرمت کے مہینوں پر تاخیر کا حکم نافذ کرتے تھے۔ حرمت کے مہینوں کو حلال کر دیتے اور اس کے بجائے حلال مہینوں میں سے

۱۰ اسے قلیس ہندی کی وجہ سے کہتے تھے۔ قَلِیسوہ (ٹوپی) کا مادہ بھی یہی ہے اور ٹوپی سر پہ ہوتی ہے۔ یعنی جسم کے استہائی بالائی حصے پر۔ اس وجہ سے قلیس کے معنی تاج کے ہوئے۔ اہل یورپ اسے اسی یونانی لفظ کی ایک شکل قرار دیتے ہیں۔ جس سے کلیسا نکلا۔

۱۱ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب، ان چار مہینوں کی عظمت و حرمت عرب قدیم بھی کرتے تھے۔ یہ عظمت و حرمت ان کے ہاں بابا عن جد ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کے وقت سے چلی آرہی تھی۔ ان مہینوں میں جنگ و قتال کو وہ حرام خیال کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر ان مہینوں میں کسی کو اپنے باپ کے قاتل پر بھی دسترس ہوتی تو وہ اس ارادے سے باز آجاتا۔ اور سمجھتا کہ حرمت دالے مہینوں میں تو انتقام لینا جائز نہیں۔ لیکن تمام لوگ ایمان و دیانت میں ایک درجے کے نہیں ہوتے، ان میں ایسے بھی تھے کہ انہوں نے اپنے مذہب کو اپنے اغراض کے پورا کرنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ ایسے لوگ جب کسی دوسرے قبیلے سے جنگ کرتے رہتے، انہیں اس میں فتوحات بھی حاصل ہوتی رہتیں اور اسی اثناء میں کوئی حرمت والا مہینہ آجاتا تو جنگ کا ختم کر دینا ان پر نہایت بار ہوتا۔ جنگ جاری رکھنے کے لیے جیلے بہانے کرتے، اپنے ہی لوگوں سے کسی ایک کو حکم بناتے۔ اس سے کہتے کہ ہمارے لیے اس مہینے کو (بقیہ ص ۷۱ پر)



کسی ماہ کو حرام کر دیتے۔ کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد میں موافقت کر لیں۔ اس طرح اس خاص حرمت والے مہینے کو مؤخر کر دیتے، اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے :-

إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطَبُوا مَا عَدَّتْ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ -

(۹ : ۳۷)

نسیء (قری مہینوں کی تاخیر، تو دہس، ناشکری میں زیادتی ہی ہے۔ کہ اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں، جنہوں نے (نعمت خداوندی کی) قدر نہیں کی۔ کہ ایک سال اس (ماہ) کو حلال بنا لیتے ہیں اور ایک (دوسرے) سال اس (ماہ) کو حرام بنا دیتے ہیں کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے (مہینوں) کی صرف تعداد میں موافقت کر لیں۔ (اور نتیجہ و مقصد یہ ہوتا ہے، کہ جن چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، اسے حلال کر لیں۔

**عربوں میں نسی کا بانی** ابن اسحاق نے کہا: پہلا شخص، جس نے عربوں میں مہینوں کی تاخیر کا رواج ڈالا، قلمس تھا۔ اس نے ان مہینوں میں سے جنہیں حلال ٹھہرا دیا، انہوں نے انہیں حلال ٹھہرا لیا اور جنہیں حرام ٹھہرا دیا، انہوں نے انہیں حرام ٹھہرا لیا۔ قلمس کا نام حذیفہ بن قسیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عباد بن حذیفہ اس کام کے لیے اس کا قائم مقام ہوا۔ پھر اس کے بیٹے عباد کے بعد قلع بن عباد قائم مقام ہوا۔ قلع کے بعد امیہ بن قلع، امینہ کے بعد عوف بن امیہ عوف کے بعد ابو ثامہ جنادہ بن عوف۔ یہ ان سب میں آخر تھا اور اسلام نے اس (بقیہ حاشیہ) حرمت والا قرار دے کر ہمیں اس ماہ میں رٹنے کی اجازت مل جائے۔ اگر اس وقت مثلاً رجب کا مہینہ ہوتا تو حکم اس ماہ کو شعبان کہہ کر حلال قرار دیتے ہوئے اس کے بعد کے مہینے یعنی شعبان کو رجب اور حرمت والا مہینہ ٹھہرا دیتا اور اس ماہ میں انہیں جنگ کی اجازت دے دیتا۔ اگر اس کے بعد کے مہینے میں بھی جنگ جاری رکھنے کی ضرورت ہوتی تو اس رجب کو رمضان میں ڈال دیا جاتا۔ غرض سال بھر میں کوئی چار ماہ اپنی مرضی کے مطابق حرمت والے قرار دے دیے جاتے، بعض اوقات جنگ میں اس قدر طولانت ہوتی کہ بارہ مہینے مسلسل جنگ میں گزارنے کی ضرورت پیش آتی تو سال میں سولہ مہینے قرار دے کر آخر کے چار ماہ کو حرمت والے ماہ سمجھ لیتے۔ اس طرح مذہب ان لوگوں کے لیے کاربہاری کا آلہ بن گیا تھا۔ ایسی حالت میں دوسرا قبیلہ، جس کے مقابل یہ لوگ صفت آتا ہوتے، بعض اوقات غلطی میں مبتلا ہو جاتا کہ اب تو حرمت والا مہینہ آ رہا ہے، اس میں جنگ نہ ہو گی اور یہ اپنا تک ان پر حملہ کر دیتے۔ اگر دوسرا بھی انہیں جیسا عقلمند ہوتا۔ تو وہ بھی ان سے انہیں کی طرح پھاپھلتا۔ اور بے ایمانیوں کا ایک تاخیر بندھ جاتا۔



کے اعمال کی مخالفت کی۔ عرب کی حالت یہ تھی کہ جب وہ حج سے فارغ ہوتے توجنابہ بن عوف کے پاس جمع ہوتے اور وہ چاروں حرمت والے مہینوں رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم کو حرمت والے قرار دیتا۔ اور جب چاہتا کہ ان میں سے کسی مہینے کو حلال قرار دے تو کسی مہینے مثلاً محرم کو حلال قرار دیتا۔ اور اس کا اعلان کرتا تو وہ سب کے سب اسی کو حلال قرار دیتے۔ اگر اس کے بجائے کسی اور مہینے مثلاً صفر کو حرام قرار دیتا تو وہ سب اسی کو حرام ٹھہرا لیتے کہ حرمت والے مہینوں کے شمار میں مطابقت ہو جائے۔ پھر جب وہ کسی مصلحت کے تحت، اس رائے سے پلٹ جانا چاہتے تو وہ ان میں خطبہ دینے کھڑا ہو جاتا اور کہتا: یا اللہ! میں نے دو صفروں میں سے ایک صفر کو (پہلے صفر یعنی محرم کو) ان کے لیے حلال کر دیا۔ اور دوسرے مہینے کو آنے والے سال کے لیے پیچھے کر دیا۔

اسی بارے میں عمیر بن قیس جندل الطعان، جو بنی فراس بن غنم بن ثعلبہ بن عمر بن قیس کے اشعار | مالک بن کنانہ میں کا ایک شخص ہے۔ مہینوں کو سارے عرب کے لیے پیچھے ہٹا دینے پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:-

لَقَدْ عَلِمْتُ مَعَدُّ اَنَّ قَوْمِي كَلَامُ النَّاسِ اَنَّ لَهُمْ كَلَامًا

اس بات کو قبیلہ معد یقیناً جانتا ہے کہ میری قوم لوگوں میں بڑی عزت والی ہے۔

اور اس کے اخلاف بھی عزت والے ہی ہیں۔

نَاسِي اِنَّمَا فَا تُونَا بِوَقْتِ دَايِ النَّاسِ لَمْ نُعَلِّفْ لِحَامًا

جن سے ہمیں انتقام لینا ہے، وہ کون لوگ ہیں؟ ہمارے سامنے تو آئیں۔ اور

کون لوگ ہیں جنہیں ہم نے لگام دی ہو۔

اَلَا نَمَّا التَّاسِيْبِيْنَ عَلٰی مَعَدِّ شُهُودَ الْحِلِّ نَحْمَلُهَا حَرَامًا

کما ہم وہی نہیں جو (قبیلہ) معد کے لیے (مہینوں کو) مقدم، مؤخر کرتے رہتے

ہیں (اور) حلال مہینوں کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: حرمت والے مہینوں میں پہلا مہینا محرم ہے۔

ابن اسحاق نے کہا (جب ابرہہ کے خط کا ذکر عربوں میں مشہور ہوا تو کعبہ مکرمہ پر اقدام کی قسم | بنی فقیہ میں کا ایک) کنانی شخص اپنی جگہ سے نکل کر اس کلیسا میں پہنچا۔

اور اس میں بیٹھا۔ ابن ہشام نے کہا: اس نے دہاں رفع حاجت کی۔

ابن اسحاق نے کہا اور چل نکلا۔ اسی طرح اپنی سرزمین میں پہنچ گیا۔ ابرہہ کو اس کی خبر ہوئی، تو اس



نے دریافت کیا۔ یہ کام کس نے کیا ہے؟ اسے خبر دی گئی کہ یہ کام عربوں میں سے ایک شخص کا ہے، جو اس گھر کے پاس رہنے والے ہیں۔ جس کے حج کے لیے عرب مکہ جاتے ہیں۔ کیونکہ جب اس نے تیری یہ بات سنی کہ "میں عربوں کے عزائم حج کو اس کی جانب پھیر دوں گا" تو وہ غصے میں آگیا اور اسی غصے کی حالت میں اس کے اندر قضاے حاجت کے لیے بیٹھ گیا۔ یعنی اس کا مطلب یہ بتانا تھا کہ وہ کلیسا اس حج کا منرادار نہیں (بلکہ اس قابل ہے کہ اس میں قضاے حاجت کی جائے، پھر تو ابرہہ کو غصہ آگیا اور اس نے قسم کھالی کہ وہ ضرور اس گھر، یعنی بیت اللہ کی جانب جائے گا اور اسے گرا دے گا۔

---



## حرم پاک پر ابرہہ کی یورش

**پیش قدمی** | اس کے بعد اس نے حبشیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ وہ بہت کچھ ساز و سامان فراہم کر کے تیار ہو گئے، اس نے اپنے ساتھ وہ مشہور ہاتھی بھی لے لیا، جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اور مکہ کی طرف چلا۔ جب عربوں نے یہ خبر سنی تو اسے بہت اہم معاملہ خیال کیا۔ اور وہ بے چین ہو گئے۔ جب انہوں نے سنا کہ وہ خدا کے گھر کے گرا دینا چاہتا ہے تو اس سے جہاد کرنا فرض خیال کیا، آخر اس کے مقابلے کے لیے ذونفرا نامی ایک شخص تیار ہوا۔ جو یمن کے سربراہ اور وہ لوگوں اور سابق حکمران خاندان میں سے تھا۔ اس نے اپنی قوم کو اور عرب کے ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اس کی بات مانی، بلوایا تاکہ ابرہہ سے لڑیں اور بیت اللہ الحرام اور اس کے گرنے اور اس کے برباد کرنے کے اس ارادے کے خلاف جہاد کریں۔ اس دعوت کے قبول کرنے کو جو تیار تھے، انہوں نے قبول کی اور اس کے ساتھ ہو گئے پھر ذونفرا ابرہہ کے مقابل صف آرا ہوا اور جنگ کی۔ لیکن شکست کھائی اور گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ اسے قیدی بنا کر ابرہہ کے پاس پہنچایا گیا۔ جب اس نے اسے قتل کرنا چاہا تو ذونفرا نے اس سے کہا: "اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجیے۔ ممکن ہے میرا آپ کے ساتھ رہنا مجھے قتل کرنے سے بہتر ہو!" اس لیے اسے قتل نہ کیا۔ بلکہ اپنے پاس سخت قید میں رکھا۔ کیونکہ ابرہہ ایک حلیم شخص تھا۔ پھر وہ (ابرہہ) جس ارادے سے نکلا تھا، اس کی تکمیل کے لیے بڑھتا چلا۔ جب وہ سرزمین خثعم میں آیا۔ تو نفیل بن حبیب خثعمی، خثعم کے دونوں قبیلوں شہران و ناہس، نیز عرب کے قبیلوں میں سے جو لوگ اس کے ساتھ ہوئے، ان سب کو لے کر ابرہہ کی راہ روکتے ہوئے جنگ کی۔ ابرہہ نے اسے بھی شکست دی۔ نفیل بھی قید ہو گیا۔ جب ابرہہ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو نفیل نے کہا: "اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجیے۔ کہ میں سرزمین عرب میں آپ کا رہنما بن سکتا ہوں۔ اور یہ میرے دونوں ہاتھ یعنی خثعم کے دونوں قبیلے شہران اور ناہس آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کے کام آئیں گے۔" آخر اسے چھوڑ دیا گیا اور یہ رہنما بن کر رہا ہوا چلا۔ یہاں تک کہ جب ابرہہ طائف سے گزرا تو مسعود بن معتت بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف، بنی ثقیف کے چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آیا۔



**ثقیف کا نسب** | ثقیف کا نسب یہ ہے: ثقیف بن قستی بن النبیت بن منبہ بن منصور بن  
 یقدم بن اقصی بن دُعی بن یاد بن نزار بن معد بن عدنان۔ امیہ بن ابی الصلت  
 ثقفی نے کہا ہے:-

قَوْمِي إِيَادٌ كَوَاثَهُمْ أَمَمٌ      أَذْكَوْا قَامُوا فَتَهْزَلُ النَّعَمُ

قبیلہ بنی ایاد سب کا سب میری ہی قوم ہے۔ کاش! وہ ایک دوسرے کے پاس  
 پاس سکونت پذیر رہتے۔ (اور ترک وطن کر کے حجاز سے عراق کی جانب اس لیے نہ چلے گئے  
 ہوتے کہ ان کے جانوروں کے لیے حجاز کے میدان کافی نہ تھے، کاش! وہ اپنے وطن ہی میں رہتے  
 خواہ ان کے جانور (چارے کی قلت کے سبب) لاغر اور کمزور ہی ہو جاتے۔

قَوْمٌ لَهُمْ سَاحَةُ الْعِرَاقِ إِذَا      سَارُوا جَمِيعًا وَالْقَطْ وَالْقَلَمُ

وہ ایسی قوم تھی کہ اگر وہ سب کے سب مل کر جاتے تو عراق کا میدان اور کاغذ و قلم  
 انھیں کا ہوتا۔ وہاں حاکمانہ حیثیت سے رہتے۔

فَأَمَّا كَسَالِي عَتَى بُيُنِي      وَعَنْ نَسَبِي أَخْبَرَكِ الْيَقِينُ

اے بسنی! اگر تو مجھ سے میرے نسب کے متعلق دریافت کرے تو میں تجھے (ایک ایسی)  
 یقینی خبر سناؤں گا جس میں کچھ شک و شبہ نہ ہو۔

فَأَنَا لِلنَّبِيتِ أَبٌ قَسْبِي      لِمَنْصُورِ بْنِ يَقْدَمَ الْأَقْدَمِيتَا

ہم قستی بن نبیت اور منصور بن یقدم جیسے قدیم مشہور لوگوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: ثقیف کا نسب یہ ہے۔ ثقیف بن قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور  
 ابن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان اور پہلی دو بیتیں اور آخری دو  
 بیتیں امیہ ہی کے دو قصیدوں میں کی ہیں۔

**معبدات** | ابن اسحق نے کہا: بنی ثقیف کے لوگوں نے ابرہہ سے کہا: "اے بادشاہ! ہم آپ  
 کے غلام، فرمانبردار اور مطیع ہیں، ہمیں آپ سے کوئی اختلاف نہیں۔ یہ ہمارا معبد اللات  
 وہ معبد نہیں، جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ کا مقصد تو اس معبد کا ہے جو مکہ میں ہے، ہم آپ کے  
 ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں گے جو اس کی جانب آپ کی رہنمائی کرے گا۔" اللات طائف میں ان  
 لوگوں کا ایک معبد تھا۔ جس کی وہ لوگ ویسی ہی عظمت کیا کرتے تھے، جس طرح کعبہ کی تعظیم کی  
 جاتی ہے۔



ابن ہشام نے کہا: مجھے ابو عبیدہ بن جری نے مزار بن الخطاب الفہری کا ایک شعر سنایا:-  
وَقَدَّتْ ثَقِيفٌ اِلٰی لَا تَهَا بِمُنْقَلِبِ الْخَائِبِ الْخَاسِرِ

اور بن ثقیف اپنے لات نامی بت خانے کی جانب محروم اور نقصان رسیدہ

حالت میں بھاگے۔

آخر ابرہہ بنو ثقیف کو چھوڑ کر آگے بڑھا۔

بنو ثقیف نے اس کے ساتھ ابورغال کو بھیجا کہ مکہ تک رہنمائی کی خدمت انجام دے، ابرہہ ابورغال کو ساتھ لیے ہوئے نکلا۔ منہس پہنچ کر ابورغال نے وفات پائی، اس کے مرنے کے بعد عربوں نے اس کی قبر پر پتھر برسائے اور لوگ مقام منہس میں جس قبر کو پتھر مارا کرتے ہیں، وہ اسی کی قبر ہے۔

جب ابرہہ منہس میں اترا تو اس نے حبشیوں میں سے ایک شخص کو، جس کا نام اسود  
**اسود کی روانگی** بن مقصود تھا۔ اپنے سواروں کے ایک دستے کا سردار بنا کر روانہ کر دیا۔ وہ مکہ تک جا

پہنچا۔ اور تمامہ میں جو قریش کے دوسرے لوگ رہتے تھے، ان کے اونٹ ہانک لے گیا، انھیں میں عبدالمطلب بن ہاشم کے دو سواونٹ بھی تھے۔ جو اس وقت قریش میں بڑے اور سردار مانے جاتے تھے پس قریش، کنانہ، ہذیل اور جو جو حرم محترم میں رہتے تھے، سب نے ابرہہ سے جنگ کا ارادہ کیا۔ لیکن بعد مشورہ انھیں یقین ہو گیا کہ ان میں مقابلے کی طاقت نہیں۔ آخر انھوں نے مقابلے کا خیال چھوڑ دیا۔

ابرہہ نے حناطہ الحمیری کو مکہ کی جانب روانہ کیا اور اس سے کہا: ”شہر کے  
**حناطہ اور عبدالمطلب** سردار اور بلند رتبہ شخص کا پتہ لے کر اس سے کہنا، کہ بادشاہ کہتا ہے، میں

تم سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ صرف اس معبود کو گرانے آیا ہوں۔ اور اگر تم لوگوں نے اس کی مداخلت میں کسی قسم کا تعارض نہ کیا تو تمہارا خون بہانے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں، اگر سردار مجھ سے جنگ کرنا نہ چاہے تو اسے میرے پاس لانا۔“

جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو دریافت کیا کہ قریش کا سردار اور ان میں کا بلند رتبہ شخص کون ہے؟ اس سے کہا گیا۔ وہ عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ وہ آپ کے پاس آیا اور ابرہہ نے جو کچھ کہا تھا، دہرایا عبدالمطلب نے جواب دیا۔ ”خدا کی قسم! ہم بادشاہ سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے، اور نہ ہم میں مقابلے کی طاقت ہے یہ اللہ کا اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا عظمت والا گھر ہے (یا اسی طرح کے الفاظ فرمائے) اگر اللہ

راہ مکہ معظمہ اور طائف کے راستے کا ایک مقام ہے اور مکہ معظمہ سے تقریباً تین فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ یعنی نو دس میل۔

یہ سنگ باری اب تک ہوتی ہے۔



تعالے اس گھر کی (ابرہہ) سے حفاظت کرے تو وہ اس کا گھر ہے اور اس میں اس کی عظمت ہے۔ اگر اس نے اس گھر اور ابرہہ کے درمیان راستہ صاف کر دیا (بیچ میں کوئی مزاحمت نہ ڈالی) تو خدا کی قسم! ہمارے پاس بیت اللہ کو بچانے کی کوئی تدبیر نہیں۔ پس حناطہ نے کہا تو آؤ میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے، تمہیں ساتھ لیتا آؤں۔ چنانچہ عبدالمطلب حناطہ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض بیٹے بھی تھے۔ حتیٰ کہ ابرہہ کی لشکرگاہ میں پہنچے۔

وہاں پہنچنے کے بعد عبدالمطلب نے ذونفر کو دیانت فرمایا، جو آپ کا دوست تھا اور قید تھا۔ آپ نے اس سے کہا: اے ذونفر! ہم پر

**ذُونْفَرُ وَاُنَيْسُ اور عبدالمطلب**

جو آفت نازل ہوئی ہے، اس سے چھوٹنے کی کوئی تدبیر تیرے خیال میں ہے؟ ذونفر نے کہا، ایک ایسے شخص کے پاس کیا تدبیر ہو سکتی ہے جو کسی بادشاہ کے ہاتھوں میں گرفتار اور اس امر کا منتظر ہو کہ اسے صبح قتل کیا جانا ہے یا شام۔ میرے پاس اس آفت کے متعلق جو آپ پر آپڑی ہے کوئی تدبیر نہیں۔ مگر ہاں، اتنا ضرور ہے کہ انیس نامی فیل بان میرا دوست ہے۔ میں اس کے پاس کھلا بھیجوں گا اور آپ کے متعلق اس سے سفارش کروں گا، آپ کی عظمت اسے بتاؤں گا اور اسے دعا کروں گا کہ آپ کے لیے بادشاہ کے پاس باریابی کی اجازت حاصل کرے۔ پھر آپ خود جو مناسب سمجھیں، اس سے گفتگو کر لیں۔ اور اگر اسے موقع مل گیا تو وہ اس سے آپ کے لیے مناسب سفارش بھی کرے گا۔ عبدالمطلب نے فرمایا: بس میرے لیے اسی قدر کافی ہے۔ پھر ذونفر نے انیس سے کھلا بھیجا کہ عبدالمطلب قریش کے سردار ہیں۔ اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ وہ شہر میں شہریوں کو کھانا کھلاتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ ان کے دو سواڑٹ گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے ہیں، ان کے لیے باریابی کی اجازت حاصل کرو۔ اور آپ کو جو نفع پہنچایا جاسکتا ہو، پہنچاؤ۔ انیس نے کہا: جو کچھ ہو سکے گا، میں ضرور کروں گا۔ پھر انیس نے ابرہہ سے گفتگو کی تو کہا: بادشاہ سلامت! یہ قریش کے سردار اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ شہر میں شہریوں کی ضیافت کرتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ انہیں آپ باریابی کی اجازت دیں۔ کہ وہ اپنی کسی حاجت کے متعلق آپ سے گفتگو کر لیں۔

راوی نے کہا کہ ابرہہ نے عبدالمطلب کو باریابی کی اجازت دی۔ اور آپ ابرہہ اور عبدالمطلب تمام لوگوں میں بہت وجیہ، خوب رُوا اور عظمت والے تھے، ابرہہ نے آپ کو دیکھا تو آپ کے جلال و عظمت سے متاثر ہوا اور خود تخت پر بیٹھا کہ آپ کو نیچے بٹھانا بھی

**ابرہہ اور عبدالمطلب**



مناسب نہ سمجھا، یہ بات بھی پسند نہ کی کہ حبشی آپ کو برابر تخت پر بیٹھا ہوا دیکھیں، چنانچہ ابرہہ خود تخت سے اتر کر فرش پر آ بیٹھا اور آپ کو اسی فرش پر اپنے بازو میں بٹھالیا۔ پھر اس نے ترجمان سے کہا۔ ان سے کہہ دے کہ آپ اپنی حاجت بیان کریں۔ ترجمان نے آپ سے وہی کہا تو عبدالمطلب نے کہا۔ میری حاجت صرف یہ ہے کہ بادشاہ میرے دو سواونٹ مجھے واپس کر دے۔ جو اس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ یہ جواب سن کر ابرہہ نے ترجمان سے کہا، وہ آپ سے کہے کہ جب میں نے آپ کو دیکھا تو مرعوب ہو گیا تھا۔ لیکن جب گفتگو سنی تو افسوس! آپ میری نظروں سے گر گئے۔ کیا آپ مجھ سے اپنے دو سواونٹوں کے لیے کہتے ہیں، جو میرے پاس پڑے آئے۔ اس گھر کا خیال بالکل چھوڑ دیا، جو آپ کا اور آپ کے باپ دادا کا دینی مرکز ہے۔ جسے گرانے کے لیے میں آیا ہوں، آپ اس کے لیے کچھ نہیں کہتے؟ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے، وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ ابرہہ نے کہا کہ وہ مجھ سے کیا بچائے گا؟ عبدالمطلب نے جواب دیا۔ آپ جانیں اور وہ جانے، بعض اہل علم کا خیال یہ بھی رہا ہے کہ جب ابرہہ نے حناطہ کو مکہ معظمہ بھیجا تھا تو عبدالمطلب کے ساتھ دو آدمی بھی ابرہہ کے پاس گئے تھے۔ ایک یحییٰ بن نفاثہ بن عدی بن الدیل یا الدئل بن بکر بن عبدمناة بن کنانہ، جو اس وقت بنی بکر کا سردار تھا۔ دوسرا خویلد بن وائلہ ہذلی جو بنی ہذیل کا سردار تھا۔ انھوں نے ابرہہ سے کہا کہ اگر بیت اللہ کو نہ گرایا جائے تو تہامہ کی ایک تہائی آمدنی دی جائے گی۔ لیکن اس نے شرط ماننے سے انکار کر دیا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ ایسا ہوا تھا یا نہیں۔ بہر حال ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیے۔ جن پر وہ قابض ہو گیا تھا۔ اونٹ واپس مل گئے تو عبدالمطلب بھی قریش کی طرف لوٹ آئے، انھیں اس واقعے کی خبر دی اور لشکر کی غارت گری کے خوف سے انھیں مکہ سے نکل جانے اور پہاڑوں کی بلندیوں اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہونے کا حکم دیا۔

پھر عبدالمطلب اٹھے اور کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی دعا | دعا کی۔ نیز ابرہہ اور اس کے لشکر کے مقابل اللہ تعالیٰ کی امداد کے طلبگار ہوئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی موجود تھی، پھر کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑے ہوئے عبدالمطلب نے کہا:

لَا هُمْ إِلَّا الْعَبْدُ يَمْنَعُ نَحْ رَحْلٍ فَأَمْنَعُ جِلْدًا لَكَ

یا اللہ! بندہ اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے، تو بھی اپنے حرم پاک کے مال و متاع



کی حفاظت فرما۔

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيبُهُمْ . وَمَحَالُهُمْ عَدُوًّا مَحَا لَكَ

ان کی صلیب اور ان کی قوتیں کل صبح تیری قوتوں پر غالب نہ ہو جائیں۔

واقعی نے ان میں ایک شعر کا اضافہ کیا ہے۔ یعنی :-

إِنْ كُنْتَ تَأْرِكُهُمْ وَقَبْ — لَتَنَّا فَأَمْرٌ مَا بَدَا لَكَ

اگر تو ہمارے قبلے کو اس کی حالت پر اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دے۔

اور بیچ بچاؤ نہ کرے تو تجھے اختیار ہے، جو تجھے مناسب معلوم ہو، کر۔

ابن ہشام نے کہا: یہ وہ اشعار ہیں، جو ابن اسحق کے پاس صحیح  
اشعار عکرمہ بن عامر | ثابت ہوئے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا کہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی نے یہ شعر کہے :-

لَا هُمْ أَخِرُ الْأَسْوَدَ بْنِ مَقْصُودٍ      أَخَذَ الرَّهْجَةَ فِيهَا التَّقْلِيدُ

یا اللہ! اسود بن مقصود کو ذلیل و نوار کر۔ جس نے ایسے سواونٹ پکڑ لیے

ہیں۔ جن میں تیری قربانی کے قلابہ بنداونٹ بھی تھے۔

بَيْنَ حِرَاءٍ وَ ثَمَلٍ فَأَلْبَيْدُ      يَحْسُهَا وَهِيَ أَوْلَاتُ التَّطْرِيدِ

جو کوہ حراء اور ثمیر کے درمیان وادیوں اور جنگلوں میں آزادی سے پھرنے والے

اونٹوں کو باندھ رکھتا ہے۔

فَضَّمَهَا إِلَى طَمَاطِيمِ سُودٍ      أَخْفَرُهُ يَا رَبِّ دَأْنَتْ لِحُمُودِ

پھر اس نے ان اونٹوں کو بے دین کالے چہرے والے غمی لشکر میں پکڑ رکھا۔

پروردگار! تو قابلِ حمد و ستائش ہے، تو اسے تباہ و برباد کر دے۔

۱۵ حراء اور ثمیر مکہ معظمہ کے دو پہاڑ ہیں۔ حراء کا مفصل ذکر آگے آئے گا۔



## ابرہہ اور اس کے لشکر کا انجام

پرنندوں کی یورش | پھر عبدالمطلب نے حلقہ دیکھ بھڑ دیا۔ وہ اور ان کے ساتھی قریش پہاڑوں کی بلندی کی جانب چلے گئے۔ وہاں پناہ گزین ہو کر انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں ابرہہ مکہ میں داخل ہو کر اس شہر اور حرم سے کیا برتاؤ کرتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ابرہہ مکہ میں داخل ہونے کے لیے خود بھی تیار ہوا اسی اپنے ہاتھی اور لشکر کو بھی تیار کیا۔ ہاتھی کا نام محمود تھا۔

ابرہہ بیت (اللہ) کے گرانے اور یمن واپس ہوجانے کا پکا ارادہ کرچکا تھا۔ لیکن جب ان لوگوں نے ہاتھی کا رخ مکہ کی جانب کیا تو نفیل بن حبیب (خشعی) آکر اس ہاتھی کے قریب کھڑا ہو گیا اور اس کا کان پکڑ کر کہا، محمود بیٹھ جا۔ یا جدھر سے تو آیا ہے، ادھر سیدھا واپس ہوجا۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت و حرمت والے شہر میں ہے۔ پھر اس نے اس کا کان چھوڑ دیا۔ ہاتھی بیٹھ گیا اور نفیل بن حبیب تیزی کے ساتھ وہاں سے نکل کر پہاڑ پر چلا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ہاتھی کو بہت مارا کہ اٹھے۔ مگر وہ نہ اٹھا۔ سر پر تیر مارے، نہ اٹھا۔ پیٹ کے چمڑے میں آنکس گھسا کر خون آلود کر دیا۔ مگر ہاتھی کو نہ اٹھنا تھا اور نہ اٹھا۔ پھر اس کا رخ یمن کی جانب پھیرا تو اٹھ کر دوڑنے لگا۔ جب رخ شام کی سمت (سمت شمال) کر دیا پھر بھی وہ دوڑتا رہا۔ مشرق کی طرف چلایا گیا تو اس طرف بھی تیز چلتا رہا۔ لیکن جب مکہ کی جانب بڑھایا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے پرندے بھیجے، جو ابابیلوں اور بگلوں سے مشابہ تھے۔ ہر پرندے کے ساتھ تین تین کنکر تھے۔ ایک کنکر چوچ میں اور دو دونوں پاؤں کے پنجوں میں۔ یہ کنکر چنے اور مسور کے برابر تھے۔ کنکر جس کسی پر گرتا، اسے ہلاک کر ڈالتا۔ لیکن سب پر یہ آفت نہ آئی۔ ان میں سے جو بھاگ نکلے وہ اس راستے پر تیزی سے چلے جا رہے تھے۔ جدھر سے آئے تھے اور نفیل بن حبیب کو دریافت کرتے جا رہے تھے۔ تاکہ یمن کی جانب رہنمائی کا انتظام ہو جائے۔

۱۔ ممکن ہے ابرہہ کے ہاتھی کا نام یہی ہو۔ لیکن اب عام خیال یہ ہے کہ وہ ہاتھی اس قسم میں تھا جسے عواماً میمٹھ (Mammoth) کہتے ہیں۔ یہ نسل اب مفقود ہو گئی۔ خدا جانے میمٹھ کس زبان کا لفظ ہے مگر میمٹھ اور محمود میں چنداں بُعد نہیں۔



نفیل کے اشعار | جب نفیل نے خدائے تعالیٰ کا اتارا ہوا عذاب دیکھا تو کہا:-

أَيْنَ الْمَفْرُودِ إِلَهُ السَّالِبِ وَالْأَشْرَمُ الْمَغْلُوبِ لَيْسَ الْغَالِبُ

بھاگ نکلنے کی جگہ کہاں؟ تو خدا تلاش میں ہے اور اشرم یعنی ابرہہ مغلوب ہو چکا۔ ہرگز غلبہ نہ پاسکے گا۔

مزید اشعار | ابن اسحق نے کہا کہ نفیل نے یہ شعر بھی کہے تھے۔

أَلَا حَيَّيْتُ عَنَّا يَا رُدَّيْنَا . نَعْنُنَا كُم مَعَ الْإِصْبَاحِ عَيْنًا

ہاں! اے روینا! ہماری جانب سے تجھے سلام پہنچے، اور تم لوگوں کی سلامتی سے

ہماری آنکھیں صبح سویرے ٹھنڈی ہوں۔ یعنی خوشی نصیب ہو۔

رُدَيْنَةُ كَوْرَأَيْتِ وَلَا تَدِيهِ لَدَى جُنْبِ الْمُحْصَبِ مَا رَأَيْنَا

روینا! کاش تو وہ منظر دیکھتی۔ خدا کرے کہ تو وہ منظر کبھی نہ دیکھے، جو ہم نے وادی محصب کے پاس ہی دیکھا۔

إِذَا لَعَذَرْتَنِي وَحَدَّثْتَ أَمْرِي وَلَمْ تَأْسَى عَلَى مَا فَاتَ بَيْنَنَا

اگر وہ منظر دیکھتی تو تو مجھے معذور سمجھتی۔ میرے کام کی تعریف کرتی۔ اور ہماری آپس کی جدائی پر غم نہ کھاتی۔

حَدَّثْتُ اللَّهَ إِذَا أَبْصَرْتُ طَيْرًا وَخَفْتُ حَجَارَةً تُلْقَى عَلَيْنَا

جب میں نے پرندے دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ڈر بھی رہا تھا کہ پتھر ہم پر نہ آگريں۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ يَسْأَلُ عَنْ نَفِيلٍ كَانَ عَلَى الدُّبُشَانِ دَيْنًا

قوم کا ہر فرد نفیل ہی کو دریافت کر رہا تھا کہ اس سے واپسی کا راستہ پرچھے، گویا حبشیوں کا مجھ پر کوئی قرض تھا۔

جو وہاں سے بھاگ نکلے، ان میں سے کوئی راستے پر گرتا پڑتا۔ کوئی کسی پنگھٹ پر ہلاک ہو جاتا۔

ابرہہ کے جسم کو بھی گزند پہنچا۔ اس کی انگلیاں ایک ایک کر کے گر پڑیں۔ جب کوئی انگلی گرتی، تو اس

کے مقام سے دیر تک لہو اور پیپ رستے رہتے۔ جب وہ صفا پہنچا تو اس کی حالت ایک چوڑے

سے رُذَيْنَةُ کی ترجمانی سے روینا بنا۔ اور یہ کسی عورت کا نام ہے۔

سے مکہ معظمہ اور منی کے درمیان ایک وادی ہے۔ جو منی سے قریب ہے۔



کی مہنتی۔ راضیاء جھڑ گئے تھے اور وہ گوشت کا ایک لوتھڑا رہ گیا تھا، کہا جاتا ہے کہ مرنے سے پیشتر اس کا سینہ پھٹ گیا تھا اور دل باہر آ گیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا، مجھ سے یعقوب بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا، سرزمین **سورہ فیل** عرب میں کھسرا اور چمپک اسی سال پہلی بار نظر آئی اور اسی سال پہلے عرب میں بدھ مذہب ناگوار پورے اسپند، اندرائن اور آکس کی قسم کے دیکھے گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو واقعہ اصحاب فیل بھی ان متعدد واقعات میں سے ایک تھا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنے فضل و نعمت میں شمار فرمایا۔ حبشیوں کی حکومت کو ان پر سے دفع فرما دیا تاکہ قریش کے زمانہ اقبال اور ان کی حکومت کو بقائے دراز حاصل ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:-

آلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ  
بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ۚ  
أَلَمْ يَجْعَلْ  
كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۚ  
وَأَرْسَلَ  
عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۚ  
فَتَرْمِيهِمْ  
رِجَاجًا مِّنْ سَحَابٍ ۚ  
فَجَعَلَهُمْ  
كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۚ (۱۰۵: ۱۰۷)

کیا تو نے نہ دیکھا کیا کیا تیرے رب نے  
لاحتی والوں کے ساتھ کیا نہیں کر دیا ان کا داؤ  
غلط اور بھیجے ان پر اڑتے جانور کوطیاں، کھڑیاں۔  
پھینکتے تھے ان پر پتھریاں ککڑ کی پھر کر ڈالا انہیں  
جیسا بھس کھایا ہوا۔

**سورہ قریش** | نیز فرمایا:-

إِلَّا يُلَاقِيَنَّكَ يَوْمَ الْقِيَامِ  
الْمُتَكَبِّرُونَ ۚ  
لَئِن لَّمْ يَنتَهِ  
عَنِ الْقِيَامِ  
الْمُتَكَبِّرُونَ ۚ  
لَئِن لَّمْ يَنتَهِ  
عَنِ الْقِيَامِ  
الْمُتَكَبِّرُونَ ۚ

اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو، مانوس  
رکھنا۔ انہیں سفر سے جاڑے کے اور گرمی  
کے۔ تو چاہیے کہ بندگی کریں۔ اس گھر کے رب  
کی جس نے انہیں کھانا دیا بھوک میں اور امن  
دیا، ڈریں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حالت کو جس پر وہ اب ہیں، بدل نہ دے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق جو نیک ارادہ رکھا ہے اس میں تغیر نہ آجائے۔ کاش وہ پیغام حق قبول کر لیں۔  
ابن ہشام نے کہا کہ ابابیل کے معنی جماعتوں کے ہیں اور عرب نے اس کا واحد ہمارے **تفسیر سورہ فیل** علم کے مطابق کبھی استعمال نہیں کیا اور سبیل کے متعلق یونس نخوی اور ابو عبیدہ نے



مجھے خبر دی کہ اس کے معنی سخت کے ہیں، رُوْبْتہ بن العجاج نے کہا:-

وَمَسَّحَهُمَا مَسَّ أَصْحَابِ الْفِيلِ : تَرْمِيهِمْ جِبَارَةٌ مِنْ سَيْجِلٍ  
وَلَعِبَتْ طَيْرٌ بِهِمْ أَبَائِلِ

ان لوگوں پر وہ آفتیں آئیں، جو ماسحی والوں پر آئی تھیں (کہ پرندے)  
انھیں پتھر اور گارے کے روڑوں سے مارے جا رہے تھے۔ اور پرندوں کی  
ٹکڑیوں نے انھیں بازیچہ بنالیا تھا۔

یہ اشعار اس کے بحر جز کے ایک قصیدے کے ہیں اور بعض مفسروں نے ذکر کیا ہے  
کہ وہ فارسی کے دو کلمے ہیں۔ ان دونوں کو عربوں نے ایک کلمہ بنالیا ہے، یعنی ایک سنج  
(سنگ، دوسرا جل (گل)، سنج (سنگ) کے معنی پتھر اور جل (گل) کے معنی کیچڑ گارا، یعنی وہ  
روڑے انھیں دو جنسوں پتھر اور گارے سے بنے ہوئے تھے۔ اور عَصْف کے معنی زراعت کے  
ان پتوں کے ہیں جن میں ڈنٹھل نہ ہو اور اس کا واحد عَصْفَةٌ ہے۔ مجھے ابو عبیدہ نخوی نے خبر دی کہ  
اسے عَصَافَتہ اور عَصِيفَتہ بھی کہتے ہیں اور علقمہ بن عبیدہ کا ایک شعر سنایا، جو بنی ربیعہ بن مالک بن  
زید بن مناة بن تمیم میں کا ایک شخص ہے۔

تَسْقِي مَذَائِبَ قَدْ مَالَتْ عَصِيفَتُهَا حُدُودُهَا مِنْ آتِي الْمَاءِ مَطْمُورٌ

نہریں (ایسے کھیت کو) سینپتی ہیں، جس کے ڈنٹھل یا پتے جبک گئے ہیں اور

اس کی منڈیریں پانی کی تیز رفتاری کے سبب کٹ گئی ہیں۔

یہ شعر ایک قصیدے کا ہے۔ راجز نے کہا:-

قَصِيْرُنَا مِثْلَ كَعَصْفِ مَاكُوْلٍ

انھیں اُن بے ڈنٹھل پتوں کی طرح کر دیا گیا کہ (ان میں کے بھٹے

اور دانے) کھا لیے گئے ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس بیت کی نحو (کے بارے) میں ایک (خاص)  
تفسیر سورۃ قریش

تفسیر ہے۔ اور ایلاف قریش کے معنی ان کی اس الفت کے ہیں  
جو انھیں شام کی جانب تجارت کے لیے نکلنے سے رکھتی۔ ان کے دو سفر ہوا کرتے تھے۔  
ایک سفر سرا میں اور ایک گرام میں۔

البزید انصاری نے کہا کہ عرب الفت الشیء الفا اور آلفۃ ایلافا ایک ہی معنی میں استعمال کرتے



یہیں۔ ذوالرّمہ کا شعر کسی نے مجھے سنایا ہے:-

مِنَ الْمُؤَلِّفَاتِ الرَّمْلُ أَذْمَاءُ حُرَّةٌ شُعَاعُ الظَّهْنِ فِي لَوْنِهَا يَتَوَضَّعُ

(وہ عورت ان) شریف گندمی رنگ بے شوہر عورتوں میں سے ہے جن

سے عشق (و محبت) کی جاتی ہے۔ وہ ایسی خوبصورت ہے کہ اس کے رنگ میں

چاشت کے وقت کی روشنی چمکتی ہے۔

مطرہ و بن کعب الخزاعی نے کہا ہے:-

الْمُنْعِمِينَ إِذَا السُّجُومُ تَغَيَّرَتْ وَالظَّالِعِينَ لِرِحْلَةِ الْإِيلَافِ

وہ ناز و نعمت میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر ہونے

تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے (جو وطن) شوقیہ

سفر کیا کرتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ان ابیات میں سے ہے، جنہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔ "ایلاف" اس الفت کو بھی کہتے ہیں جو انسان کو (پالتو جانوروں) ادنٹ، بلی، بکری وغیرہ سے ہوتی ہے۔ "آلف ایلاف" کہا جاتا ہے۔ کمیت بن زید نے جو بنی اسد خزیمہ بن مدرکثر بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد میں کا ایک شخص ہے۔ کہا ہے:-

بَعَامٍ يَقُولُ لَهُ الْمُؤَلِّفُ — هَذَا الْمُبْعِمُ لَنَا الْمُرْجِلُ

ایسی قحط سال میں جس کے متعلق ادنٹوں سے محبت رکھنے والے بھی کہتے

تھے کہ یہ نادیدہ بنا دینے والا سال ہمیں پیادہ پا بھی کر چھوڑے گا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور ایلاف کے معنی افراد قوم کے آپس میں متحد ہو جانے کے بھی ہیں۔ "الفا القوم ایلاف" بھی کہا جاتا ہے۔ کمیت بن زید نے یہ بھی کہا ہے:-

وَالْمُزِيْقِيَاءُ غَدَاةٌ لَا قَوْأَ بَنِي سَعْدِ بْنِ ضَبَّةَ مُؤَلِّفِينَ

اور کیا تم نے مزیقیا والوں کو نہیں دیکھا کہ ان کی کیا حالت ہو گئی تھی۔ جس

روز متحد ہو کر بنی سعد بن ضبہ کے مقابلے میں آئے تھے؟

یہ بیت بھی اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور ایلاف کے معنی ایک چیز کا دوسری چیز

سے ایسا ملا دیا جانا بھی ہیں کہ وہ اس سے چسپاں ہو جائے اور چھوٹ نہ سکے۔ ایسے موقع پر

"الفتہ ایاف ایلاف" کہا جاتا ہے۔ ایلاف کے معنی ایسی محبت کے بھی ہیں جو (اصل و حقیقی) محبت



کے درجے سے گھٹی ہوئی ہو۔ ایسے موقع پر بھی ”الفتۃ ایلاف“ کہا جاتا ہے۔ یعنی مجھے اس سے یوں  
 سی دل بستگی ہو گئی۔

ابن اسحاق نے کہا۔ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ کی بیٹی عمرو سے،  
 وراحتوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اس ہاتھی کے متعلق  
 فسر اور اس کے مہادت دونوں کو اندھا، اپاہج (معذور حالت میں) مکہ میں لوگوں سے کھانا  
 مانگتے دیکھا ہے۔



## فیل اور اصحاب فیل

**قریش کی تعظیم** | ابن اسحاق نے کہا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کو مکہ سے لٹا دیا اور انہیں اس کے سبب بطور سزا بڑی بڑی مصیبت پہنچیں تو عرب قریش کی عظمت کرنے لگے اور انہوں نے کہا، یہ لوگ اللہ والے ہیں، اللہ نے ان کی جانب سے جنگ کی اور دشمن کے سر و سامان کے مقابلے میں صرف اللہ کی امداد ان کے لیے کافی ہوئی۔ انہوں نے اس کے متعلق بہت سے اشعار کہے، جن میں وہ اس بڑاؤ کا ذکر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حبشیوں سے کیا اور قریش سے ان کی مخالفت کا رد و ایسا دُور کہیں۔

**اشعار بن الزبیر** | عبد اللہ بن الزبیر بن عدی بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن مہصیہ بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر نے کہا :  
 تَنَكَّلُوا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ إِنَّهَا  
 كَانَتْ قَدِيمًا لَا يُدْرَأُ حَرِيمُهَا  
 دشمنان بیت اللہ وادی مکہ سے عبرتناک سزا کے ساتھ بھگا دیے گئے، اور بے شبہہ قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ بڑی نیت سے اس کے حرم کا ارادہ کوئی نہیں کر سکتا۔

لَمْ تَخْلُقِ الشَّعْرَى لِيَا لِي حُرْمَتَ إِذْ لَا عَزِيزٌ مِنَ الْأَنَامِ يَرُودُهَا  
 جن دنوں اسے حرم محترم بنایا گیا، اس وقت شعریٰ پیدا نہ ہوا تھا جب مخلوق میں سے کوئی قوی سے قوی بھی اس کی طرف مخالفت سے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔

سَائِلُ أَمِيرِ الْجَيْشِ عَنْهَا مَا رَأَى وَلَسَوْتَ يُبْنِي الْجَاهِلِينَ عَلَيْهَا  
 فوج کے سردار (ابراہم) سے اس کے متعلق دریافت کر کے اس نے کیا دیکھا، نادان قفل کو واقف کار بنادے گا۔

اس شعر میں ایک تار سے کا نام ہے جو برج جو نا کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور تمام تاروں میں اس سے بڑا نظر آتا ہے عرب میں ایک گروہ اس کی پرستش کرتا تھا۔



سَيَتُونَ الْفَالِحَ يَوْمَ يُؤْتُوا أَرْضَهُمْ بَيْنَ لَحْدٍ يَعْيشُ بَعْدَ الْأَيَّامِ سَقِيمَهَا

کہ ساتھ ہزار افراد جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے نکلے تھے، اپنے وطن کی سرزمین زمین کو واپس نہ ہو سکے، بلکہ ان میں کا بیمار بھی تو لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا۔

كَانَتْ بِهَا عَاذٌ وَجُرْهُمُ قَبْلَهُمْ وَاللَّهُ مِنْ فَوْقِ الْعِبَادِ يُقِيمُهَا

وہاں ان سے عاذ جبرہم بھی تو را کر تے تھے، انہیں بھی تو جرات نہ ہوئی کہ کعبۃ اللہ کو نظر بد سے دیکھتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے اوپر سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہا۔

ابن اسحق نے کہا کہ ابن الزبیری نے جس بیمار کا ذکر کیا ہے کہ لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا، اس سے اس کی مراد ابرہہ ہے کہ جب اسے اس آفت کے بعد جو اس پر آئی تھی، اٹھالے گئے تو وہ صغاریہ میں مر گیا۔

اشعار البوقیس بن الاسلت | اور البوقیس بن الاسلت الانصاری الحطمی نے جس کا نام صیفی تھا، یہ اشعار کہے ہیں:

ابن ہشام نے کہا: ابوقیس صیفی بن الاسلت بن حشیم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک بن الادس:

رَمِنَ صُنْعِهِ يَوْمَ فَيْلٍ الْحُبُ — شِ إِذْ كَلَّمَا بَعَثُوا كُ سَرَ مَ

اس کی کار سازیوں میں سے ایک کار سازی کا نمونہ حبشیوں کے ہاتھی سے حملہ آور

کے روز نمایاں ہوا کہ جتنا باقی کو قسم قسم کی تدبیر سے اٹھاتے، وہ جم جم کر بٹھکتا جاتا تھا۔

مُعَاجِزُهُمْ تَحْتَ أَشْرَائِهِ وَقَدْ شَرَّمُوا الْفَهْ فَأَنْخَرُمُ

ان حبشیوں کی عیسیٰ ٹکڑیاں اس ہاتھی کے پیٹ کے نیچے لگا دی گئی تھیں اور

انہوں نے اس کی ناک یعنی سونڈ کو پیر چیر ڈالا حتیٰ کہ وہ نکٹا ہو گیا۔

وَقَدْ جَعَلُوا سَوَاطِلَهُ مِغُولًا إِذَا يَمُوكُ قَفَاةً عَلِيمًا

اور اس کا آنکس نوکدار بنایا گیا اور جب انہوں نے اس کی گڈی کا قصد کیا تو

زخمی کر ڈالا۔



قَوْلِي وَادْبَرَ اَدْرَا جَهْ وَقَدْ بَاءَ بِالْقُلْمِ مَنْ كَانَ ثُمَّ

آخر اس ہاتھی نے پیٹھ پھیر دی اور جس راستے آیا تھا، پلٹ کر اسی طرف چلا اور  
جو شخص وہاں رہ گیا، وہ قبل از وقت بتا ہی کا سزاوار ہو گیا۔

فَاَدْسَلْ مِنْ فَوْقِهِمْ حَاصِبًا فَلَقَهُمْ مِثْلَ لَمْتَ الْقُدْرُ

پھر اس خدائے قادر نے اس پر پتھر کی بارش کی تو اس بارش نے انہیں اس طرح  
پسیٹ لیا، جس طرح ذیل حقیر بے قدر چیزوں کو سمیٹ کر پسیٹ لیا جاتا ہے۔

تَحْصُ عَلَى الصَّبْرِ اَخْبَادُهُمْ وَقَدْ تَأْجُوا كَثْرَاجِ الْغَنَمِ

نصاری کے علماء انہیں سبر کے لیے ابھار رہے ہیں اور وہ ہیں کہ بکریوں کی طرح

میا رہے ہیں۔

ابو قیس کا دوسرا قصیدہ | ابن ہشام نے کہا یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں، لیکن اسی  
قصیدے کی نسبت (بعض روایات میں) اُمیۃ بن ابی الصلت کی طرف  
بھی کی گئی ہے۔ ابو قیس ابن الصلت نے یہ بھی کہا ہے:

فَقَوْمُوا فَصَلُّوا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوا بِأَذْكَانِ هَذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْخَاشِبِ

پس اٹھو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور سخت پہاڑوں کے درمیان والے

اس گھر کے کونوں پر برکات حاصل کرنے کے لیے ہاتھ پھیرو۔

فَعِنْدَكُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ مُصَدَّقٌ عِنْدَآءِ ابْنِ يَكْسُومَ هَادِي الْكَنَائِبِ

کیونکہ بڑے بڑے دستوں کے سردار ابی یکسوم یعنی ابرہہ کے حملے کے روز

اس (بیت اللہ) کی وجہ سے تمہیں وہ بڑی نعمت (دشمن پر فتح مندی) نصیب ہوئی جو

تمہارے پاس مسلم ہے۔

كَتَيْبَتُهُ بِالسَّهْلِ تُنْسِي وَرَجُلُهُ عَلَى الْقَادِ فَاتٍ فِي دُعُوسِ الْمَنَاقِبِ

اس کا سوار دستہ میدانی نرم زمین میں چلا جا رہا ہے اور اس کی پیادہ فرج پہاڑی

راستوں کے سروں پر پتھر پھینکنے والے آلات لیے (کام کر رہی) ہے۔

فَلَمَّا آتَاكُمْ نَصْرِي الْعَرْشِ دَدَّهُمْ جُنُودُ الْمَلِكِ بَيْنَ سَاقٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی امداد پہنچ گئی تو اس حکومت والے کے لشکر

(خاص قسم کے پرندوں) نے انہیں مٹی اور پتھروں سے مار مار کر پسپا کر دیا۔



فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِينَ وَلَمَّا يُؤْتَبِ إِلَى أَهْلِهِ مِلْحَبَشٍ غَيْرُ عَصَائِبٍ

اور وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں کے لشکر کا کوئی دستہ اپنے اہل د

عیال کی جانب تتر بتر ہوئے بغیر نہ لوٹا۔

ابن ہشام نے کہا "علی القاذفات فی رؤس المناقب" ابو زید انصاری نے مجھے سنایا ہے اور یہ اشعار ابو قیس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہم موقع پر اس قصیدے کا ذکر کریں گے اور اس کے الفاظ "غذاة ابی یکسوم" سے مراد ابرہہ ہے جس کی کنیت ابی یکسوم تھی۔

ابن اسحاق نے کہا: کہ طالب بن ابی طالب بن عبد المطلب نے اشعار طالب بن ابی طالب

کہا ہے:

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبٍ دَاحِسٍ وَجَنِيشَ ابْنِي يَكْسُومَ إِذْ مَلَأُوا الشَّعْبَا

کیا تمہیں خبر نہیں کہ جنگ داحس اور لشکر ابی یکسوم یعنی ابرہہ کا کیا نتیجہ ہوا،

جب انھوں نے تمام گھاٹیاں بے شمار سپاہ سے بھری تھیں۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللَّهِ لَا شَيْءٌ غَيْرُهُ لَا صَبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُونَ لَكُمْ سِرْبًا

پس اگر اللہ (تعالیٰ) کی حمایت نہ ہوتی اور حقیقت تریہ ہے اس کے سوا کوئی چیز ہے

ہی نہیں۔ تو تم لوگ اپنے مویشی کے گلوں یا اپنی عورتوں کی کچھ حفاظت نہ کر سکتے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ ابو الصلت بن ابی ربیعۃ الثقفی نے ہاتھی

اشعار اُمیہ بن ابی الصلت

اور دین حنیفہ ابراہیمیہ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ

ابن ہشام کے نزدیک بعض روایت میں اس کی نسبت اُمیہ بن ابی الصلت بن ربیعۃ الثقفی کی طرف کی گئی ہے:

إِنَّ آيَاتِ رَبِّنَا ثَاقِبَاتٌ لَا يُمَادِي فِيهِنَّ إِلَّا الْكَفُورُ

بے شبہ ہمارے پروردگار کی نشانیاں پک رہی ہیں، جن کے بارے میں کفرت

شکر کے سوا کسی کو اعتراض اور اختلاف کی مجال نہیں۔

خُلِقَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ فَكُلٌّ مُسْتَبِينٌ حِسَابُهُ مَفْتُدٌ

اس نے رات اور دن پیدا کیے، پس ان میں سے ہر ایک دن اور ہر ایک رات کا

حساب مقرر و معین ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔



ثُمَّ يَجْلُو اللَّهَاد رَبِّ رَحِيمٌ بِمَهَاةٍ شَعَا عَنْهَا مَنْشُورٌ

پھر وہ مہبان پروردگار روزانہ شفات و منور آفتاب کے ذریعے سے جس کی کرنیں پھیل ہوئی ہیں، دن کو جلوہ گاہِ ظہور پر لاتا ہے۔

حَبَسَ الْفَيْلَ بِالْمُعَمَّسِ حَتَّى ظِلٌّ يَحْبُو كَأَنَّهُ مَعْقُورٌ

اسی نے مُعَمَّس میں ہاتھی کو روک دیا، حتیٰ کہ وہ رینگنے لگا۔ اس کی حالت یہ ہو گئی گویا اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

لَا زِمًا خَلَقَ الْجِرَانِ كَمَا قُطَّ — وَ مِنْ مَخْرِ كَبْكَبٍ مَحْضُورٌ

گردن کا حلقہ زمین سے اس طرح لگا دیا، گویا اسے کوہِ عرفات کی دھلان چٹان گبکب پر سے گرا دیا گیا ہے۔

حَوْلَهُ مِنْ مُلُوكٍ كُنْدًا أَبْطَا — لُ مَلَا وَيْثُ فِي الْحُرُوبِ صَقُورٌ

اس کے اطراف شاہانِ کندہ میں کے بڑے بڑے بہادر جنہیں جنگ کے شہباز کہنا سزاوار ہے، موجود تھے، لیکن

خَلْفُوهُ ثُمَّ أَبْدَعُوا أَجْمَعًا كُلُّهُمْ عَظُمُ سَارِقٍ مَكْسُورٌ

انہوں نے اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دیا اور سب کے سب ڈر کر بھاگے کہ ان میں سے ہر ایک کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔

كُلُّ دِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدُ — اللَّهِ إِلَّا دِينَ الْحَنِيفَةِ بُورٌ

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے پاس دینِ حنیفہ (ابراہیم) تو حید خالص کے سوا ہر دین ناکارہ ہو گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرزوق نے جس کا نام ہمام بن غالب تھا اور جو بنی مجاشع بن دارم بن مالک بن زید ستاقہ بن تمیم میں کا ایک شخص تھا، سلیمان ابن عبد الملک بن مردان کی ستائش، حجاج بن یوسف کی ہجو اور حبشیوں اور ہاتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

فَلَمَّا طَغَى الْحِجَابُ حِينَ طَغَى بِهِ غِنَى قَالَ إِنِّي مُؤْتَقٍ فِي السَّلَامِ

پھر جب حجاج نے سرکشی کی، جب اس نے اس عرمِ محترم میں مال و دولت کی وجہ سے سرکشی کی اور کہا کہ میں زمینوں پر بلند ہوتا چلا جاؤں گا۔



رَفَى اللَّهُ فِي جُثَمَانِهِ مِثْلَ قَادِي عَنِ الْقِبْلَةِ الْبَيْضَاءِ ذَاتِ الْمَحَارِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر اسی طرح آفت ڈالی جس طرح بزرگیوں والے روشن قبلے سے دشمنوں کو مہانے کے لیے اس کے دشمنوں پر آفت ڈالی تھی۔

جَنُودًا تَسُوقُ الْفَيْلَ حَتَّىٰ أَعَادَهُمْ هَبَاءً وَكَانُوا مُطَوِّعِينَ الطَّحَاخِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو تباہ و برباد کر ڈالا، جو ہاتھی لیے آ رہا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ

نے انہیں گرد کے ذروں کی طرح پریشان کر ڈالا اور وہ غرور و غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔

نُصِرَتْ كَتَصْرِ الْبَيْتِ إِذْ سَاقَ فَيْلَهُ إِلَيْهِ عَظِيمُ الْمُشْرِكِينَ الْأَعَاجِمِ

اے سلمان بن عبدالمک، تجھے امداد دی گئی جس طرح بیت اللہ کو امداد دی گئی تھی جب

عجمی مشرکوں کا بڑا افسرانہ ہاتھی لیے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں:

اشعار ابن الرقیات | ابن ہشام نے کہا: عبد اللہ بن قیس الرقیات نے، جو بنی عامر بن لؤی بن غالب میں سے ایک شخص تھا، ابراہیم الاشرم اور ہاتھی کا ذکر کرتے

ہوئے کہا ہے۔

كَادَهُ أَنْ شَرِمَ النَّحْيَ بِأَلْفَيْلٍ قَوًى وَجَيْشُهُ مَهْزُومٌ

اشرم نے جو ہاتھی کے ساتھ آیا تھا، اس بیت اللہ کے خلاف چال چلی تو وہ اس

مرح لوٹا کہ اس کا لشکر شکست خوردہ تھا۔

وَأَسْتَهْلَتْ عَلَيْهِمُ الطَّيْرُ بِالْجُنْدِ لِحَتَّىٰ كَانَتْ مَرْجُومٌ

اور پرند ان پر مقام ہندل میں بڑی سختی اور شور و غوغا سے برس پڑے، یہاں

تک کہ وہ لشکر ایسا ہو گیا، گویا کسی نے اسے سنگسار کر ڈالا ہے۔

ذَلِكَ مَنْ يَغْزُو مِنَ النَّاسِ يَوْجِعُ وَهُوَ قُلٌّ مِنَ الْجَبِوشِ ذَمِيمٌ

وہ لوگوں میں سے جو اس کی جانب مخالفانہ ارادے سے جاتا ہے وہ شکست

کھا کر اور بدنام و ذلیل و خوار ہو کر لوٹتا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: کہ جب ابراہیم ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابراہیم حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔ ابراہیم

اپنے اسی بیٹے کے نام سے اپنی یکسوم مشہور تھا۔ پھر یکسوم بن ابراہیم بھی ہلاک ہوا تو اس کا بھائی مسروق بن ابراہیم

میں بن حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔



## سَیْفِ بْنِ ذِی یَزَن کا ظہور

**اہلِ یمن کی مصیبتیں** | پھر جب یمن والوں پر مصیبتوں کا زمانہ طویل ہو گیا، یعنی ظالم حاکموں کے ہاتھوں وہ ہر وقت تکلیفوں میں مبتلا رہنے لگے تو سیف بن ذی یزن حمیری، جس کی کنیت ابو مرہ تھی، یمن سے باہر چلا گیا اور قیصرِ روم کے پاس پہنچ کر قوم کی حالتِ زار اسے سنائی، ساتھ ہی استدعا کی کہ ان مصیبتوں سے نجات دلائی جائے اور یمن کو اپنی حکومت کے لیے رومیوں میں سے جسے چاہے حاکم بنا کر بھیجے۔ اسی کو شاہِ یمن مان لیا جائے گا۔ . . .

... قیصرِ روم کے ہاں سیف کو امید کے مطابق کوئی بات نظر نہ آئی تو وہ وہاں سے نکلا اور نعمان بن منذر کے پاس پہنچا، جو حیرہ اور اس کی متصلہ اراضی عراق پر کسریٰ کے دربار میں میری سالانہ باریابی

**سیف کسریٰ کے دربار میں** | پھر جب <sup>سالانہ</sup> باریابی کا زمانہ آیا تو نعمان، سیف بن یزن کو لے کر کسریٰ کے پاس گیا۔ کسریٰ اپنے اس ایوان میں بیٹھا کرتا تھا، جس

میں اس کا تاج تھا۔ تاج لوگوں کے خیال کے مطابق ایک بڑے پہاڑ کی مانند تھا، جس میں یا قوت زمرہ اور موتی سونے چاندی میں جڑے ہوئے تھے اور وہ ایک سونے کی زنجیر سے اس محراب کی چھت میں لٹکا رہتا تھا، جہاں کسریٰ کی نشست گاہ تھی اور اس کی گردن یہ تاج اٹھانہ سکتی تھی۔ اس مقام پر پردے ڈال دیے جاتے اور جب وہ بیٹھ جاتا اور سرتاج میں رکھ کر جنوبی مطمئن ہو جاتا تو پردے اٹھالیے جاتے، ہر وہ شخص جس نے اس سے پہلے اسے نہ دیکھا ہوتا اس حالت میں دیکھتا تو ہیبت کے مارے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا، سیف بن یزن بھی جب اس کے پاس آیا تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

۱۔ اصل میں "تقل" ہے، جو بڑے پیمانے کو کہتے ہیں۔ بڑے تاج کو ٹاٹا لٹکایا جائے تو یقیناً وہ ایک پیمانے کی شکل اختیار کرے گا۔ ۲۔ مطلب یہ ہے کہ تاج اتنا وزنی تھا کہ اسے سر پر رکھنا ممکن نہ تھا۔ لہذا سونے کی زنجیر چھت میں لٹکا دیا گیا تھا اور زنجیر اتنی لمبی رکھی تھی کہ کسریٰ نشست گاہ پر بیٹھتا تو تاج ٹھیک سر پر آ جاتا گو یا تاج سر پر رکھا جاتا تو اس کا وزن سر پر نہ رکھتا۔ یہ تاج بھی فتحِ ایران کے بعد مسلمانوں کے قبضے میں آیا اور حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا۔



ابن ہشام نے کہا، مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جب سیف اس کے پاس آیا تو سر جھکا دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ احمق میرے پاس اس (بلند لمبے دروازے سے آ رہا ہے پھر ابھی) سر جھکا ئے ہوئے آتا ہے اور جب یہ بات اس سے کہی گئی تو اس نے کہا میں نے صرف اپنے غم و الم کی وجہ سے ایسا کیا اور میرا یہ غم اتنا زیادہ ہے کہ اس کی سمائی کے لیے ہر چیز تنگ ہے۔

**امداد کا انتظام** | ابن اسحق نے کہا، پھر سیف نے اس سے کہا، اے بادشاہ! غیر ملکیوں نے ہم پر اور ہمارے ممالک پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ کسریٰ نے اس سے پوچھا، کون غیر ملکی؟ حبشی یا سندھی؟ جواب ملا حبشی، اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ملک پر آپ ہی کی حکومت ہو۔ کسریٰ نے کہا، تیرے ملک میں فائدہ بھی کم ہے اور وہ دور بھی ہے میں ایسا شخص نہیں کہ فارس سے سرزمین عرب پر لشکر کو ہلاکت میں ڈالوں، جس کی مجھے کچھ ضرورت بھی نہیں۔ پھر اس نے اسے پورے دس ہزار درم انعام دے اور بہترین خلعت پہنایا۔ جب سیف نے اس سے وہ خلعت اور درم حاصل کر لیے اور وہاں سے نکلا تو وہ سکتے لوگوں کی طرف پھینکتا ہوا نکلا۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے کہا، یہ تو بڑی شان و شوکت والا معلوم ہوتا ہے چنانچہ اسے پھر بلوا بھیجا اور کہا، کیا تو نے بادشاہ کا عطیہ اسی مقصد سے لیا تھا کہ اسے لوگوں کو بانٹ دے؟ سیف نے جواب دیا کہ اسے لے کر میں اور کیا کرتا کیونکہ میں جس سرزمین سے آ رہا ہوں، وہاں کے پہاڑ خود سونا چاندی ہیں، وہاں اس کی جانب کوئی رغبت بھی کرتا ہے؟ آخر کسریٰ نے ارکان سلطنت کو جمع کیا اور ان سے کہا، اس شخص اور جس غرض سے وہ آیا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس میں سے کسی نے کہا، بادشاہ سلامت! آپ کے قید خانے میں بہت سے لوگ ہیں جو قتل کرنے کے لیے قید کر رکھے ہیں، اگر آپ انہیں اس کے ساتھ روانہ کر دیں تو بہت ہی بہتر ہو، کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو وہی ہوگا جو آپ نے ان کے باب میں ارادہ کیا ہے اور اگر وہ فتح یاب ہو گئے تو وہ حکومت جسے آپ لینا چاہ رہے ہیں حاصل ہو جائے گی۔ آخر کسریٰ نے ان لوگوں کو، جو اس کے پاس قید تھے، سیف کے ساتھ بھیج دیا اور وہ آٹھ سو آدمی تھے۔

**وہرز اور سیف بن ذری یزن** | انہیں میں کے ایک شخص کو جس کا نام وہرز تھا، ان پر حاکم بنا دیا۔ وہ ان سب میں زیادہ عمر رسیدہ اور شرافت و خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر تھا۔ اس کے بعد وہ لشکر آٹھ کشتیوں میں روانہ ہوا۔ ان میں سے دو کشتیاں تو ڈوب گئیں، باقی چھ کشتیاں ساحل عدن پر پہنچیں۔ سیف نے اپنی قوم میں سے بھی عتبنوں کو مہر سکا، وہرز کی فوج کے ساتھ



شامل کر دیا اور اس نے کہا، میرے اور تیرے آدمی ایک ساتھ رہیں گے حتیٰ کہ یا تو ہم سب کے سب مر جائیں یا فتحیاب ہو جائیں دہر نے اس سے کہا، یہ تو تو نے انصاف کی بات کی، آخر اس کے مقابلے کے لیے سرتی بنابرہ شاہ مین نکلا۔ دہر نے اپنے بیٹے کو مقابلے کے لیے بھیجا۔ غرض یہ تھی کہ جنگ ہو تو دہر خود حبشیوں کا طریق جنگ دیکھے۔ دہر کا بیٹا جنگ میں مارا گیا، اس وجہ سے اس کا جوش انتقام اور بڑھ گیا۔ جب لوگ ایک دوسرے کے مقابل جنگ کی صفوں میں کھڑے ہوئے تو دہر نے کہا، مجھے بتاؤ بادشاہ کون ہے، لوگوں نے کہا، کیا تمہیں وہ شخص وہاں نظر آرہا ہے، جو ہاتھی پر سوار، تاج سر پر رکھے ہوئے ہے۔ اور اس کی آنکھوں کے درمیان یا قوت سرخ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ لوگوں نے کہا، وہی بادشاہ ہے۔ دہر نے کہا (اچھا) تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ وہ بہت دیر تک ٹھہرے رہے پھر دہر نے پوچھا، اب وہ کس سواری پر ہے؟ لوگوں نے کہا اب اس نے سواری بدل دی ہے اور گھوڑے پر بیٹھ گیا ہے۔ دہر نے کہا تھوڑی دیر اور ٹھہر جاؤ۔ پھر وہ بہت دیر تک ٹھہرے رہے بعد ازاں دہر نے پوچھا اب بادشاہ کس سواری پر ہے؟ انہوں نے کہا، اب اس نے پھر سواری بدل دی اور وہ ایک مادہ نچر پر بیٹھ گیا ہے۔ دہر نے کہا، گدھی کی بیٹی پر؟ اب وہ ذیل ہو گیا اور اس کا ملک بھی ذیل ہو گیا۔ اب میں اسے تیر سے ماروں گا۔ اگر تم نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے کوئی حرکت نہیں کی تو تم بھی اپنی جگہ ٹھہر رہنا تاکہ میں خود تمہیں کوئی حکم دوں، ایک بات خراب سمجھ لو، اگر بادشاہ کے اس پاس کے لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور انہوں نے کوئی جنبش نہ کی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے تیر اندازی میں غلطی کی اور میرا تیر خطا گیا۔ اگر اس پاس کے لوگوں نے حلقہ بنا لیا اور بادشاہ کے اطراف میں جمع ہو گئے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میرا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا۔ اس وقت تم بھی دھاوا بول دینا۔

پھر دہر نے کمان پر چلے چڑھایا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ کمان بڑی سخت ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا چلہ نہ چڑھا سکتا تھا۔ پھر اس نے اپنی بھوڑوں پر بیٹھی باندھنے کا حکم دیا۔ بیٹی باندھ دی گئی تو اس نے تیر مارا اور وہ ٹھیک اس یا قوت پر بیٹھا جو مسروق کی دونوں آنکھوں کے درمیان تھا۔ تیر کا پھل اس کے سر میں دھنس کر گئی میں سے نکل گیا اور سواری سے اُلٹ کر گر پڑا۔ حبشیوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔ ادھر سے فارسیوں نے ان پر دھاوا بول دیا۔ آخر حبشی شکست کھا گئے اور منتشر ہو کر ہر طرف بھاگے۔ دہر بڑھا کہ صنعا میں داخل ہو، یہاں تک کہ جب شہر کے دروازے پر آیا تو کہا، میرا جھنڈا ہرگز اوندھا ہو کر داخل نہ ہوگا۔ دروازہ گرا دو۔ چنانچہ دروازہ گرا دیا گیا اور دہر جھنڈا اسیدھا رکھے ہوئے اس میں داخل ہوا۔



سیف کے اشعار | سیف بن ذی یزن نے کہا ہے:

يَنْظُرُ النَّاسُ بِالْمَدَائِنِ أَنَّهُمَا قَدْ شَاءَ مَا

لوگ دونوں بادشاہوں (سیف بن ذی یزن اور کسریٰ) کے متعلق خیال

کرتے ہیں کہ وہ متفق ہو گئے ہیں۔

وَمَنْ يَسْمَعُ بِلَا مِسْمَا فَإِنَّ الْخَطْبَ قَدْ فَتَمَا

اور جس نے ان کے اتحاد و اتفاق کی خبر سن لی ہے، اس کے پاس معاملہ

بہت اہم ہو گیا ہے:

قَتَلْنَا الْقَيْلَ مَسْرُودًا وَ سَأَوْنَا الْكَثِيبَ دَمَا

ہم نے سردار قوم مسروق کو قتل کر ڈالا اور ٹیلوں کو خون سے سیراب کر دیا۔

وَ إِنْ الْقَيْلَ قَيْلَ الثَّاءِ — سِ وَ هِرْ ذِ مَقْسِمُ قَسَمَا

اور یہ تو یہ ہے کہ تمام لوگوں کا سردار و ہرزہ ہے، جو قسمیں کھانے والا ہے۔

يَذُوقُ مُشْعَشَعًا حَتَّى يُفْنِيَ السَّبْيَ وَ التَّعَمَا

کہ وہ شراب پیتا رہے گا، یہاں تک کہ نوٹھی غلام اور جانوروں کو گرفتار کر لے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ شعرا اسی کے اشعار میں کے ہیں۔ مجھے خلاد بن قزرة السدوسی نے اس کے آخر میں ایک شعر سنایا، جو اعشی بن قیس بن ثعلبہ کا اور اس کے ایک قصیدے میں کا ہے۔ خلاد کے سوا دوسرے علماء شعر نے کہا ہے کہ یہ شعر سیف بن ذی یزن کے نہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل اشعار ابوالصلت بن ابی ابوالصلت یا امیہ کے اشعار | ربیعہ الثقفی کے ہیں اور ابن ہشام کہتے ہیں کہ ان کی نسب

امیہ بن ابی الصلت کی جانب کی گئی ہے:

يَطْلُبُ الْوُتْرَ امثالُ ابْنِ ذِي يَزْنَ رَاحَ فِي الْبَحْرِ لَدَا عَدَاِ اَحْوَالَا

سیف بن ذی یزن جیسے لوگوں ہی کو نہ بیا ہے کہ وہ انتقام کے طالب ہوں

دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے برسوں سمندر پار غائب رہیں۔

يَمَمَ قَيْصَرٌ لَمَّا حَانَ رِخْلَتُهُ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ بَعْضِ الذِّئِي سَأَلَا

سفر کا وقت آیا تو سیف قیصر کے پاس پہنچا، لیکن اس نے قیصر کے پاس اپنی

مطلبہ چیز کا ذرا حصہ بھی نہ پایا۔



ثُمَّ إِنِّي نَحْوَكُسرَى بَعْدَ عَاشِرَةِ مِنَ السَّنِينَ مُهَيِّنُ النَّفْسِ وَالْمَالِ

پھر اس نے دس سال کے بعد کسریٰ کی جانب قصد کیا اور وہ اپنے نفس و مال کو ذلیل کر رہا تھا (خود بھی آفتیں اور ذلتیں برداشت کر رہا تھا اور مال بھی بے دریغ خرچ کر رہا تھا)۔

حَتَّى آتَى بِبَنِي الْأَحْدَادِ يَحْمِلُهُمُ إِنَّكَ عَمْرِي لَقَدْ أَسْرَعْتَ قَلْقَلًا

یہاں تک کہ وہ شریفوں کی اولاد کے پاس آیا کہ انہیں دشمن سے انتقام لینے کے لیے ابھارے۔ میری جان کی قسم! تُو نے بڑی تیز حرکت کی۔

يَلِلْ دَرَاهِمُ مِنْ عَصَبَةٍ خَرَجُوا مَا إِنْ أَدَى لَهُمْ فِي النَّاسِ أَمْثَلًا

اللہ! اس جماعت پر برکتیں نازل فرمائے جو انتقام کے لیے نکلی ہیں تو ان کی نظیر لوگوں میں کسی کو نہیں پاتا۔

بَيْضًا مَرَاذِبُهُ غَلَبًا سَادِدَةً أَسْدًا تَرَبَّبُ فِي الْغِيَصَاتِ أَشْبَالًا

گورے گورے سردار، موٹی موٹی گردنوں والے، قوی، امیر لشکر ایسے شیر ہیں جو اپنے بچوں کو جنگ کی جھاڑیوں میں پرورش کرتے ہیں۔

يَرْمُونَ عَن شُدِّي كَأَنَّهَُا غُبُطٌ بِزَمْجِرٍ يُغْجَلُ الْمَرْمَى إِعْجَابًا

کجاوے کی لکڑیوں کی طرح (اوپنی ادبھی، فارس کی کمانوں سے وہ ایسے پتے پتلے لے لے تیر چلا رہے تھے جو فوراً نشانے پر جا گئے۔

أَرْسَلْتُ أَسْدًا عَلَى سُودِ الْكِلَابِ فَقَدْ أَصْنَعِي شَرِيدُهُمْ فِي الْأَرْضِ قُلًّا لَا

(اے سیف بن ذی یزن!) تُو نے کالے کتوں (حبشیوں) پر شیروں کو پھوڑ دیا ہے ان سے جو بھاگ نکلا، وہ زمین میں ہر جگہ شکستہ حال ہو گیا۔

فَأَشْرَبَ هَنِيئًا عَلَيْكَ التَّاجَ مُرْتَفِعًا فِي رَأْسِ عُمْدَانَ دَادًا مِنْكَ مَحَلًّا لَا

راسِ عُمْدَانِ میں جو تیرا گھر ہے اور جو مہمانوں کے اترنے کا مقام ہے اس میں آرام سے خوش خوش رہ اور کھا اور پی کر تیرے سر پر تاج ہے۔

وَأَشْرَبَ هَنِيئًا فَقَدْ سَأَلْتَ نَعَامَتَهُمْ وَأَسِيلَ الْيَوْمَ فِي بُرْدَيْكَ إِسْبَالًا

اور خوش خوش کھاپی کہ ان دشمنوں کا جنازہ تو اٹھ چکا، وہ ہلاک ہو چکے اور آج اپنی چادروں کی درازی میں زیادتی کر۔



تِلْكَ الْمَكَارِمُ لَا قَعْبَانُ مِنْ لَبَنِ شَيْبًا بِمَاءٍ قَعَادًا بَعْدَ أَبْوَالٍ

یہ قابلِ فخر صفتیں ہیں۔ یہ دودھ کے پانی سے ہوئے دو پیالے نہیں کہ (گھڑی بھر کر

لطف اور اس کے) بعد پیشاب بن گئے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں، مگر ان میں کی آخری بیت جو ”تِلْكَ الْمَكَارِمُ لَا قَعْبَانُ مِنْ لَبَنِ“ ہے کہ وہ نَابَغَةَ جَعْدَى کی ہے، جس کا نام عبد اللہ بن قیس تھا اور جو بنی جعدہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا اور یہ بیت اسی قصیدے کا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: کہ عدی بن زید الحیري نے جو بنی تمیم میں کا ایک شخص تھا، یہ شعر اشعار عدی کے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں، بنی تمیم میں سے بھی اس شاخ کا تھا، جو بنی امراء القیس بن زید حنّاة بن تمیم کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عدی جو عبادی سے تھا اور وہ حیرہ والے تھے۔

مَا بَعْدَ صَنْعَاءَ كَانَ يَحْمُرُهَا وَلَا مَلَاثَ حَبْلٍ مَوَاهِبُهَا

مقام صنعا تعمیر کے بعد کیا ہوا جسے ملک کے وہ حکام تعمیر کر رہے تھے، جن کے

عطیے گراں قدر تھے؟

رَفَعَهَا مَنْ بَنَى لَكَ قَزَعُ الْمَرْزُوقِ وَتَنَدَى مِسْكَ فَحَارِبُهَا

اے جس نے تعمیر کیا اس کے قلعے اور محل اس قدر بنائے کہ وہ بارش کے ابر

پاروں کے پاس پہنچ گئے تھے اور اس کی محرابیں مشک برساتی تھیں:

فَحُفُوفُهُ بِالْجِبَالِ دُونَ عُرَى الْكَأْسِ مَا تَوَقَّعَتْ عَوَارِبُهَا

وہ قلعے چالباڑوں کی گرفت سے دے ایسے پہاڑوں سے گھرے ہوئے تھے

کہ ان کی بلندیوں پر چڑھنا جاسکتا تھا:

يَا نَسَ فِيهَا صَوْتُ الْتَهَامِ إِذَا جَادَ بِهَا بِالْعَشِيِّ قَا صِبْهَا

جن میں اُن کی آواز (اس آواز سے) مناسبت رکھتی ہے، جب شام کے وقت

ان (پہاڑوں) میں بانسری بجانے والا اس کی آواز کا جواب دے رہا ہو۔

مَا قَتَّ إِلَيْهِ إِلَّا سَبَابُ جُنْدِ بَنِي الْـ أَحْوَا سِ قُرُوسًا نَهَا مَوَاصِيَهَا

شریفوں کی اولاد کے لشکر کو اسباب زمانہ نے اس قلعے کی جانب پہنچا دیا ہے کہ ان کے



سوار اس کے لیے زینت ہو گئے ہیں۔

وَقُوذَتْ بِالْبَغَالِ تُوَسَّقُ بِالْ — حَتْفٍ وَتَسْعَى بِهَا تَوَالِبُهَا

اور وہ میدان فخروں پر طے کر کے آپہنچے (اور ایسا نظر آ رہا تھا کہ ان پر امیں

لدی ہیں اور یہ گدھے کے بچے انہیں اٹھائے ہوئے دوڑے چلے آ رہے ہیں۔

حَتَّى رَأَاهَا الْأَقْوَالُ مِنْ طَوِّ الْ — مَنَقَلٍ مُخْضَرَّةٍ كَتَايِبُهَا

یہاں تک کہ رُسیان حمیر نے اس لشکر کی سرسبز اور تروتازہ سوار فوج کو تلخے

کے اوپر سے دیکھ لیا۔

يَوْمَ مَيَّتَادُونَ آلَ بَرْبَزَوَالٍ — يَكْسُومُ لَا يُفْلِحَنَّ هَارِبُهَا

جس دن آل بربز اور آل کیسوم کو لٹکا راجا رہا تھا کہ ان میں کا بھاگنے والا بچ کر نہ

نکل جائے۔

وَكَانَ يَوْمَ بَاقِي الْحَدِيثِ وَذَا — لَتِ أُمَّةٌ ثَابِتٌ مَرَاتِبُهَا

اور وہ ایسا روز تھا، جو نئے آنے والوں (سیف اور اہل فارس) کو باقی رکھنے

والا تھا اور اس روز جس قوم کے مراتب ثابت تھے (آل بربز و کیسوم) وہ اپنی جگہ

سے ہٹ گئی۔

وَبَدَلِ الْفَيْحِ بِالسَّوَادَةِ وَالْآيَةِ — أَمْ جُؤُنُ جَحْمٍ عَجَائِبُهَا

اور دسمتیں جماعتوں سے بدل دی گئیں اور زمانے کی رنگا رنگی کے عجائبات

تو بہت کچھ ہیں۔

بَعْدَ بَنِي تَبَعٍ مُنْخَاوَسَةٍ — قَدْ اِطْمَأَنَّتْ بِهَا مَرَاتِبُهَا

شریف بنی تبع کے بعد اس قلعے میں فارس کے سردار باطمینان (سکونت پزیر)

ہو گئے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ ابو زید انصاری نے مجھے سنا ہے

ہیں اور اس نے مُفَضَّلُ الصَّبِيِّ سے اس کے قول "يَوْمَ مَيَّتَادُونَ آلَ بَرْبَزَوَالٍ يَكْسُومُ" کی روداد

بھی مجھے سنا ہے اور وہ یہی واقعہ ہے جس سے سبط نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ "ارم ذی

بیزن، عدن سے ان پر غزوہ کرے گا اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا" یہی وہ واقعہ ہے

جس سے شوق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ "ذی یزن" کے خاندان کا ایک نوجوان اُن کے مقابلے کو اُٹھے

گا، جو نہ کمزور ہوگا اور نہ کوتاہی کرنے والا ہوگا۔



## یمن پر ایرانیوں کی حکومت

**یمن کے حبشی حکمران** | ابن اسحاق نے کہا: پھر وہ ہرز اور فارس والے یمن میں مقیم ہو گئے اور فارس والوں کی وہ اولاد جو آج یمن میں ہے، اسی لشکر کے بچے ہوئے لوگ ہیں۔ یمن میں حبشیوں کی حکومت اریاط سے مسروق بن ابرہہ تک رہی۔ اس طرح حبشیوں نے بہتر سال گزارے۔ ان میں چار حکمران ہوئے۔ پہلا اریاط، دوسرا ابرہہ، تیسرا یکسوم بن ابرہہ، چوتھا مسروق بن ابرہہ ہوا۔

**ایرانیوں کی حکومت** | ابن ہشام نے کہا، جب وہ ہرز مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے مرزبان بن وہرز کو حکومت دی، پھر جب مرزبان بن وہرز کو حکومت دی۔ پھر جب مرزبان بھی مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے تینجان بن مرزبان کو حکومت دی۔ جب تینجان بھی مر گیا تو کسریٰ نے تینجان کے بیٹے کوہین پر حاکم بنایا۔ پھر اُسے معزول کر دیا اور باذان کو حکومت سونپ دی۔ باذان ہی اس پر حاکم رہا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

زہری سے مجھے روایت پہنچی ہے، انھوں نے کہا، کسریٰ نے باذان کو لکھا، میرے پاس خبر پہنچی ہے کہ قریش میں کے کسی شخص نے مکہ میں خروج کیا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ نبی ہے۔ تو اس کے پاس جا اور اُسے توبہ کی ہدایت کر۔ اگر اس نے توبہ کر لی، تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کا سر میرے پاس بھیج دے۔

۱۔ یہاں یہ واضح کر دینا چاہیے کہ سیف بن ذی یزن کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں ایک فروگزاشت ہوئی روایت ہے کہ وہ ہرز نے فتح کے بعد مال غنیمت کسریٰ کے پاس بھیج کر پوچھا تھا کہ مالک کا انتظام کیونکر کیا جائے؟ حکم آیا کہ سیف بن ذی یزن کو حکمران بنا دیا جائے اور وہ ہرز مال غنیمت کا حصہ لے کر آیا تھا ایک موقع پر حبشیوں نے جمع ہو کر اسے قتل کر دیا اور حکومت اپنے قبضے میں لے لی چاہی۔ کسریٰ نے وہ ہرز کو چار ہزار فوج دے کر بھیجا اس نے دوبارہ یمن میں امن قائم کیا اور کسریٰ کے حاکم کے مطابق تمام حبشیوں اور ان کے بچوں کو خواہ وہ حبشی عورتوں کے بطن سے تھے یا عرب عورتوں کے بطن سے ہوئے کے گھاٹ اتار دیا۔ پھر وہ مسلسل جاری تھا جس کا ذکر متن میں ہے یعنی پہلے وہ ہرز پھر اس کا بیٹا مرزبان پھر مرزبان کا بیٹا تینجان پھر تینجان کا بیٹا جسے معزول کر کے باذان کو مقرر کیا گیا۔



**کسریٰ کے قتل کی پیشگوئی** | باذان نے کسریٰ کا خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ارسال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لکھ بھیجا۔

إِنَّ اللَّهَ قَدْ وَعَدَنِي أَنْ يُقْتَلَ كِسْرَىٰ  
فِي يَوْمٍ كَذَا أَوْ كَذَا مِنْ شَهْرٍ  
كَذَا -

✽

جب یہ خط باذان کے پاس پہنچا تو اس نے کچھ تو قف کیا کہ نتیجہ دیکھ لے اور کہا، اگر وہ درحقیقت نبی ہوگا تو عنقریب وہی ہوگا، جو اس نے کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی روز مار ڈالا، جس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے مارے جانے کی نسبت فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ کسریٰ (خسر پرویز) اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں مارا گیا — خالد بن حنیثی نے اسی کے متعلق کہا ہے:

وَكِسْرَى إِذْ تَقَسَّمَهُ بَنُو هُرَ  
تَمَخَّصَتْ الْمُنُونُ لَهُ بِيَوْمٍ  
بِأَسْيَافٍ كَمَا أُقْتَسِمَ اللَّحَامُ  
أَنِّي وَلِكُلِّ حَامِلَةٍ تِمَامُ

(اس وقت کہ یاد کرو جب کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے ٹکڑے

ٹکڑے کر ڈالا، جس طرح گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ موتیں اس کے لیے ایک ایسا

دن پیدا کرنے کے لیے دروزہ کی حرکت میں مبتلا تھیں، جس کا وقت آپ کا تھا اور ہر حاملہ کے

لیے محل کے دن پورے ہوتے ہیں (جب پورے ہو گئے تو پیدائش کا دن بھی آگیا)۔

**باذان کا قبول اسلام** | زہری نے کہا، جب باذان کو یہ خبر پہنچی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے اور ایرانی ساتھیوں کے اسلام کی اطلاع بھیجی۔ ایلچیوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! ہم کس کی طرف منسوب ہوں گے؟“ تو آپ نے فرمایا:

”أَنْتُمْ مَنَا وَإِلَيْنَا أَهْلُ الْبَيْتِ“

تم ہم میں سے ہو اور ہماری طرف یعنی ہمارے

خاندان کی طرف منسوب ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے زہری سے یہ روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”سَلَامٌ مَنَا أَهْلُ الْبَيْتِ“

کہ سلمان ہم میں سے ہیں یعنی ہمارے خاندان میں سے ہے

بعد اول



ابن ہشام نے کہا: خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ وہی ذات مبارک ہے جس سے سلیم نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی ”ایک پاک نبی، جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی“ اور یہی وہ ذات مبارک ہے جس سے شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی، ”ذی یزن کے خاندان میں حکومت ہمیشہ نہیں رہے گی، بلکہ خدا کی طرف سے ایک بھیجے ہوئے کی وجہ سے منقطع ہو جائے گی، جو صداقت و انصاف دین والی اور فضیلت والوں کے درمیان پیش کرے گا۔ اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی“

ابن اسحاق نے کہا: ان واقعات میں سے، جن کا عرب لوگ دعوے کرتے ہیں، یہ بھی ہے کہ میں میں ایک پتھر پر یہ تحریر تھی، جو پہلے زمانے

**پتھر پر لکیر ہوئی پیش گوئی**

کی منقوش چلی آتی تھی:

ملک ذمار کس کے لیے ہے؟  
 نیک حمیریوں کے لیے!  
 ملک ذمار کس کے لیے ہے؟  
 بد معاش حبشیوں کے لیے!  
 ملک ذمار کس کے لیے ہے؟  
 آزاد اہل فارس کے لیے!  
 ملک ذمار کس کے لیے ہے؟

قریش کے لیے، جو تاجر ہیں، اور ذمار سے مراد یمن ہے یا صنعاء۔  
 ابن ہشام نے کہا، ذمار (ذال کے) زیر سے ہے جیسا کہ مجھے یونس نے خبر دی ہے۔  
 ابن اسحاق نے کہا، اعشی (بنی قیس بن ثعلبہ والے اعشی) سلیم اور اس کے ساتھی یعنی شق کی پیشگوئیوں کے سچے ہونے کے متعلق کہتا ہے:

مَا نَظَرْتُ ذَاتُ أَشْفَارٍ كَنَظَرَتِهَا حَقًّا كَمَا صَدَقَ الدَّيْبِيُّ إِذْ سَجَعَا

یامہ والی زرقا کی طرح کسی پلوں والی نے صحیح طور پر نہیں دیکھا، جس طرح (سلیم) ذیبی نے سچا سچ کہا تھا۔

سلیم کو عرب ذیبی اس لیے کہا کرتے تھے کہ سلیم ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذیب کا بیٹا تھا یعنی

یامہ کی ایک نامود عودت، جبرئیل میل کے فاصلے سے ہر ایک کو دیکھ کر پہچان لیا کرتی تھی۔ شاعر اپنے شعر میں اسی کی تعریف کر رہا ہے اور اسی کے ضمن میں ذیبی کا ذکر بھی آگیا۔



جدی نسبت کے لحاظ سے اسے ذبی کہا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے اور اعشیٰ کا نام مہمون بن قیس تھا۔

**شاہِ حضر کا قصہ** | ابن ہشام نے کہا، مجھ سے علاء بن قرۃ بن خالد سدوسی نے جنّاد کی روایت یا کوفہ کے بعض علمائے نسب کی روایت بیان کی ہے کہ نعمان بن منذر شاہِ حضر ساطرون کی اولاد سے تھا اور حضر ایک شہر جیسا بڑا قلعہ فرات کے کنارے تھا۔ یہ وہی قلعہ ہے جس کا ذکر عدی بن زید نے اپنے اس قول میں کیا ہے :

وَ اَخْوَالِ حَضْرٍ اِذْ بَنَاهُ وَاِذْ دَجَّ — لَنْ تَجْبِنِي اِلَيْهِ وَاَلْحَابُورُ

اور حضروا نے جب اس کی تعمیر کی تھی تو کسی شاندار تعمیر کی تھی کہ دریا

دجلہ اور دریائے خابور اس کے پاس پانی لا کر جمع کر دیتے تھے :

شَادَهُ مَرْمَرًا وَّجَلَلَهُ حِدًّا — سَا فَلَطَّيْرٍ فِي ذِمَّتِ الْاُذْكُورُ

اس نے مرمر کے پتھر سے اسے بلند بنایا تھا اور اس پر چرنے کی استرکاری کی تھی لیکن

اب پرندوں کے اشیانے اس کی بندیوں میں بنے ہوئے ہیں۔

لَمْ يَهْبَهُ رَيْبُ الْمُنُونِ قَبَانِ الْ — مُلْكُ عَنْهُ قَبَابُهُ مَهْجُورُ

حادثاتِ زمانہ نے بنانے والے کو اس میں رہنے کا موقع نہ دیا اور بادشاہ اس

سے جدا ہو گیا اور اس کے دروازے پر اب کوئی نہیں جاتا کہ اس کا دروازہ تمام لوگوں

سے چھوٹا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ یہ وہی حضر ہے جس کا ذکر

ابوداؤد ایادی نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

وَاَدَى الْمَوْتَ قَدْ تَدَاثَى مِنَ الْحَضَةِ — رِ عَلَى دَبِّ اَهْلِيهِ السَّاطِرُونَ

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس حضر کے رہنے والوں کے سر پرست، شاہِ ساطرون کے سر پر

حضر ہی کی حکومت یا سکونت کے سبب اسے موت منڈلا رہی ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ غلغلاہ کا ہے اور بعض کے نزدیک

جنّاد راویہ کا ہے۔

**حضر پر شاپور کا حملہ** | کسریٰ ساہور (شاہِ پور) ذوالاکتاف نے ساطرون شاہِ حضر سے جنگ کی اور دو سال اسے محاصرے میں رکھا۔ ایک روز ساطرون کی بیٹی نے قلعے پر سے جھانکا



— تو اس نے ساہو کو روک دیا اور وہ اس حال میں تھا کہ جسم پر ریشمی لباس اور سر پر زرد، یا قوت اور موتیوں سے جگمگاتا ہوا طلائی تاج تھا۔ وہ خوبصورت بھی تھا۔ چنانچہ اس کے پاس خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر میں تیرے لیے حضرت کا دروازہ کھول دوں تو کیا تو مجھ سے شادی کر لے گا؟ شاہ پور نے کہا، بے شک، جب شام ہوئی تو ساطرون نے شراب پی اور مست ہو گیا، وہ ہمیشہ مستی ہی میں رات گزارا کرتا تھا۔ بیٹی نے اس کے سر کے نیچے سے حضرت کے دروازے کی کنجیاں لے لیں۔ پھر انہیں اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ بھیج دیا۔ اس نے دروازہ کھول دیا، شاہ پور گھس آیا اور ساطرون کو قتل کر ڈالا۔ حضرت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور برباد کر ڈالا۔ ساطرون کی بیٹی کو ساتھ لے کر چلا گیا اور اس سے شادی کر لی۔

**ساطرون کی بیٹی کا حشر** | ایک رات وہ بستر پر سو رہی تھی کہ یکا یک بے قرار ہو گئی اور اس کی نیند اچٹ گئی، شاہ پور نے چراغ منگوا لیا اور بیوی کے بستر کی تلاشی لی تو اس پر ناز بڈ کی ایک پتی ملی۔ شاہ پور نے اس سے کہا، یہی وہ چیز ہے جسے تجھ کو بے خواب کر دیا تھا! اس نے کہا ہاں! شاہ پور نے کہا پھر تیرا باپ تیرے لیے کیا کرتا تھا؟ اس نے کہا، وہ میرے لیے دیبا کا بستر بچھاتا، حریر پہنتا، گودا (مغز استخوان) کھلاتا اور شراب پلا یا کرتا تھا۔ اس نے کہا، کیا تو نے جو کچھ اپنے باپ سے کیا، وہ تیرے باپ کے ان اسانات کا بدلہ لے گا؟ تو مجھ سے بھی بہت جلد ایسا کرے گی۔ آخر اس نے حکم دیا تو اس کے سر کی چوٹیاں گھوڑے کے دم سے باندھی گئیں اور گھوڑے کو تیز بھگایا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گئی۔

**اشعارِ عشقی** | اسی بارے میں عشق بن قیس بن ثعلبہ کہتا ہے:

اَلَمْ تَرَ لِيْ حَضْرًا اِذَا هَلَلَتْهُ بِنُعْمَى وَهَلْ خَالِدٌ مِّنْ نَّعْمَ

اے مخاطب! کیا تو نے حضرت کی حالت پر بھی کبھی غور کیا ہے، جب اس کے

رہنے والے عیش و عشرت کی حالت میں تھے اور کیا کسی عیش و عشرت کو دوام

بھی ہے؟

اَقَامَ بِهٖ شَاهِبُوْرُ الْجَنُوْ دَحُوْلَيْنَ تَضْرِبُ فِيْهِ الْقُدُوْمُ

شاہ پور نے اس میں دو سال تک اپنے لشکر کو رکھا۔ حالت یہ تھی کہ وہ اس میں

کھانا لے رہا تھا۔

فَلَمَّا دَعَا رَبُّهٗ دَعْوَةً اَنَابَ اِلَيْهٖ فَلَمْ يَنْتَقِمْ

پھر جب اسے اس کے پروردگار نے بلایا تو وہ اس کی طرف لوٹ گیا اور دشمن سے بدلہ بھی نہ لیا۔



اشعار علی بن زید | علی بن زید نے اس بارے میں کہا ہے :

وَالْحَصْرُ صَابَتْ عَلَيْهِ دَاهِيَةٌ      مِنْ قَوْقِهِ أَيْدٌ مَنَاصِبُهَا

اور حضر کا حال یہ ہوا کہ اس پر ایسی آفت آپڑی جس کے بازو بہت قوی تھے۔

رَبِيبَةٌ لَحْدَتُوقٍ وَالِإِدِيهَا      لَعِينُهَا إِذْ أَضَاعَ رَاقِبُهَا

(ناز و نعم) سے ہلکا ہوئی بیٹی نے باپ کو اس کی موت کے وقت نہ بچایا، کیا تعجب

ہے کہ محافظ نے خود محفوظ چیز کو برباد کر دیا۔

إِذْ غَبَقَتْهُ صَهْبَاءٌ صَافِيَةٌ      وَالْخَمْرُ وَهْلٌ يَهْلِيهِمْ شَارِبُهَا

جب اس نے اے مہسنی ہوئی شراب رات میں پلائی اور شراب غلط خیال پیدا کرنے

والی چیز ہے، اس کا پینے والا از خود رفتہ ہو جاتا ہے۔

فَاسْلَمْتُ أَهْلَهَا بِلَيْلَتِهَا      تَنْظُنُّ أَنَّ الرَّعِيْسَ خَاطِبُهَا

آخر اس نے اپنے گھر والوں کو ان کی بلا کے حوالے کر دیا، یہ خیال کر کے کہ بادشاہ اس

کا خراباں ہے :

فَكَانَ حَظُّ الْعُرُوسِ إِذْ جَشُرَالِ —      صُبْنُهُ دِمَاءً تَجْرِي سَبَابِئُهَا

جب صبح طلوع ہوئی تو دلہن کو یہ خط ملا کہ اس کے سر کے بال خون کے تار کے برابر ہیں۔

وَحَرْبَ الْحَصْرِ وَاسْتَبِيحَ وَقَدْ      أَحْرَقَ فِي خِذْرِهَا مَشَاجِبُهَا

اور حضر کو برباد و مباح کر دیا گیا اور اس کے پردوں میں پردہ داروں کو جلا دیا گیا۔

اور یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔



## نزار بن معد اور اس کی اولاد

نزار کے بیٹے

ابن اسحاق نے کہا، نزار بن معد کے تین بیٹے ہوئے، مُضَر، رَبِیعہ اور انار۔ لیکن ابن ہشام کے بیان کے مطابق ایک اور (چوتھا) ایاد بھی تھا۔ حارث بن دوس ایادی نے یہ شعر کہا ہے۔ بعض کی روایت میں یہ ابوداؤد ایادی کی طرف منسوب ہے، جس کا نام جاریہ بن حجاج تھا:

وَفُتُوْا حَسَنُ اَوْ جُھَهُمُ      مِنْ اِیَادِ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدٍ

اور کتنے خوب صورت جوان ایسے بھی ہیں جو ایاد بن نزار بن معد کی اولاد میں سے

ہیں۔

اور یہ شعر اس کے اشعار میں کا ہے۔ مُضَر اور ایاد کی ماں سودہ بنت عتک بن عدنان اور ربیعہ دانار کی ماں شقیقہ بنت عتک بن عدنان اور بعض نے اس کا نام جمعۃ بنت عتک بن عدنان بتایا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا۔ قبائل خثعم و بجلہ کا جد اعلیٰ انار ہے۔ جریر بن عبداللہ بکلی، قبیلہ بجلہ کا سردار تھا، اس کے متعلق کسی نے یہ شعر کہا ہے:

اولادِ انار

لَوْلَا جَرِيْرٌ هَلَكَتْ بِجِيلِهِ      نِعْمَ الْفَتَى وَبِثَّتِ الْقَبِيلَةُ

اگر جریر نہ ہوتا تو (قبیلہ) بجلہ برباد ہو گیا ہوتا۔ یہ جو افراد تو خوب ہے، البتہ قبیلہ

بڑا ہے۔

(یہ جریر) فرافصۃ الکلبی کو اقراع بن حابس التیمی (عقال بن مجاشع بن دارم بن مالک بن خنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تیم) کے پاس محاکمے کے لیے طلب کرتے ہوئے کہتا ہے:

يَا اقْرَعُ بْنَ حَابِسٍ يَا اقْرَعُ      اِنَّكَ اِنْ يُصْرَعُ اخُوْكَ تُصْرَعُ

اے اقراع بن حابس! اے اقراع بے شبہ اگر تیرا بھائی پھاڑا جائے گا تو

تو خود بھی پھڑے گا۔

اور یہ بھی کہا ہے:

اے یہاں جاریہ لکھا ہے لیکن اس کا نام "عارثہ" بتایا جاتا ہے

جلد اول



إِنِّي نِزَارٌ، الْكُصْدَا أَخَاكُمَا      إِنَّ أَيْ وَجَدْتُه أَبَا كُمَا  
لَنْ يُغْلَبَ الْيَوْمَ أَخَوَاكُمَا

اے نزار کے دونوں بیٹو! اپنے بھائی کی مدد کرو، میں نے اپنے باپ (عمر  
اعلیٰ) اور تم دونوں کے باپ کو ایک ہی پایا ہے۔ جس بھائی نے تم دونوں (بھائیوں)  
سے محبت رکھی ہے وہ آج ہرگز مغرب نہ ہوگا۔

اور وہ قبائل (انصار) میں جا بسے اور وہیں کے لوگوں میں مل گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل یمن اور قبیلہ بَجَلِیَّة نے نسب اس طرح بیان کیا ہے: انصار بن اِراش بن  
لحیان بن عمرو بن غوث بن ثبست بن مالک بن زید بن کھلان بن سبا اور بعض نے کہا ہے اِراش بن عمرو بن  
لحیان بن غوث بَجَلِیَّة اور خثعم کا خاندان مہنی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مضر بن نزار سے دو شخص پیدا ہوئے، الیاس بن مضر اور عیلام بن  
مضر۔ ان دونوں کی ماں بنی جرہم میں سے تھی۔

اولاد مضر

الیاس بن مضر کے تین بیٹے تھے، بدرکہ، طابخہ اور قمعہ۔ ان کی ماں خندف یمن کی عورت تھی جو  
بقول ابن ہشام عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔

ابن اسحاق نے کہا، بدرکہ کا نام عامر تھا اور طابخہ کا عمرو۔ لوگوں نے ان کے متعلق ادعا کیا ہے کہ یہ دونوں  
اونٹوں میں رہا کرتے تھے کہ ان کے اونٹ کوئی چرا لے گیا۔ عامر نے کہا:

اتدادك الابل امر تطبخ هذا الصبي؟ کیا تم اونٹوں کو ڈھونڈ لادو گے یا یہ شکار پکاؤ گے؟

عمرو نے کہا (میں) نہیں میں ڈھونڈنے نہیں جاتا، بلکہ پکاتا ہوں۔ عامر نے اونٹوں کی جستجو کی، انھیں ڈھونڈ  
نکالا اور واپس لایا۔ پھر جب عامر اور عمرو اپنے باپ کے پاس گئے، تو سرگزشت بیان کی۔ باپ نے عامر  
سے کہا، تو بدرکہ یعنی ڈھونڈ نکالنے والا ہے اور عمرو سے کہا، تو طابخہ یعنی پکانے والا ہے۔ جب ان کی  
ماں کہ یہ خبر ملی تو تیزی سے نکلی۔ اسے کہا گیا "تخندفین" (کیا تو پاؤں کھول کھول کر ڈالتی ہے؟) وہ "خندف"  
کے نام سے مشہور ہوئی، قمعہ کے متعلق بنی مضر کے نسب دان خیال کرتے ہیں کہ (بنی) خزاعہ، عمرو بن لُحی  
بن قمعہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں۔



## عربوں میں بُست پرستی

عمر بن لُحیؓ | ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو بن عزم) نے اپنے والد سے روایت بیان کی، انھوں نے کہا، مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحِيٍّ يَجْرُ قُصْبَهُ  
فِي الْمَاءِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ بَنِي  
وَبَيْتِهِ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ  
هَلَكُوا۔

میں نے عمرو بن لُحیؓ کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں  
گھسیٹے جا رہا ہے۔ میں نے اس سے ان لوگوں  
کے متعلق سوال کیا، جو میرے اور اس کے درمیان  
گزرے ہیں، تو اس نے کہا وہ ہلاک ہو گئے۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حرث تمیمی نے، ان سے ابو صالح السَّمان نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا۔ ابن ہشام نے کہا (ابو ہریرہؓ کا نام عبد اللہ بن عامر تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نام عبد الرحمن بن صخر تھا) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثم بن جُؤن غزاعی سے کہتے سنا:

يَا أَكْثَمُ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحِيٍّ بِنِ  
قَمْعَةٍ بِنِ خَيْدَفٍ يَجْرُ قُصْبَهُ  
فِي النَّارِ قَمَارَ أَيْتِ رَجُلًا أَشْبَهُ  
بِرَجُلٍ مِنْكَ بِهِ وَلَا يَلِكُ مِنْهُ

اے اکثم! میں نے عمرو بن لُحیؓ بن قمعہ بن خندف کو دیکھا  
کہ وہ اپنی آنتیں آگ میں کھینچے لیے جا رہا ہے  
اور میں نے تم سے زیادہ کسی شخص کو اس سے  
مشابہ نہیں دیکھا اور نہ ایسے کسی شخص کو میں نے دیکھا  
کہ اس سے زیادہ تم سے مشابہ ہو۔ اکثم نے کہا، یا رسول  
اللہ! اس کی مشابہت شاید تجھے نقصان پہنچا دے۔

فرمایا:

۱۔ قصب کا لفظ آنت کے لیے بھی کہا جاتا ہے۔ ہر کھوکھلی بیسی ٹہری کو بھی کہتے ہیں اور بالوں کی لٹوں کو بھی  
۲۔ بخاری نے کہا کہ اس کا نام عبد شمس بن عبد نعم تھا اور بعض نے کہا ہے کہ عبد غنم تھا۔ ممکن ہے یہ نام جاہلیت میں ہوں  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بدل دیا ہو، جس طرح آپ نے بہت سے نام بدل دیے۔

بعد اقول



لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ إِنَّهُ  
كَانَ أَوَّلَ مَنْ غَيَّرَ دِينَ إِسْمَاعِيلَ  
فَنَصَبَ الْأَوْثَانَ وَجَعَلَ الْبَحِيرَةَ  
وَسَيِّبَ السَّائِبَةَ وَوَصَلَ  
الْوَصِيلَةَ وَحَيَّ الْحَارِمِيَّ

نہیں، تم ایماندار ہو اور وہ کافر تھا۔ وہ پہلا  
شخص تھا جس نے اسمعیل دین کو بدل دیا اور  
مورتیاں نصب کیں۔ پھر بحیرہ، سائبہ، وصیلہ  
اور حارمی کے طریقے رائج کیے۔

**بتوں کو شام سے لانا** | ابن ہشام نے کہا، بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن لُحی اپنے کسی  
کاروبار کے ضمن میں مکہ سے شام کی طرف گیا۔ چنانچہ وہ سرزمین بَلْعَازَکَ کے  
مقام مَابِی میں پہنچا۔ وہاں ان دنوں عمالِیق رہا کرتے تھے، جو عملاق اور بعض نے کہا، عَمَلِیق بن لاوذن  
سام بن نوح کی اولاد سے تھے۔ انھیں دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو اس نے کہا، یہ بُت کیا ہیں؟  
جن کی پوجا کرتے ہیں تمہیں دیکھ رہا ہوں؟ انھوں نے جواب دیا، ہم ان بتوں کی اس لیے پوجا کرتے ہیں  
کہ جب ہم ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہمیں بارش سے مستفید کرتے ہیں اور جب ہم امداد مانگتے  
ہیں تو یہ ہماری امداد کرتے ہیں۔ عمرو بن لُحی نے ان سے کہا، کیا تم ان میں سے کوئی بُت مجھے نہ دو گے؟  
میں اسے سرزمین عرب کی طرف لے جاؤں گا، تاکہ وہاں کے لوگ بھی اس کی پوجا کریں۔ انھوں نے  
اسے ایک بُت دیا، جسے ہیل کہا جاتا تھا، عمرو اسے لے کر مکہ آیا۔ پھر اسے ایک جگہ نصب کیا،  
اور اس نے لوگوں کو اس کی عبادت و تعظیم کا حکم دیا۔

**عربوں میں حجر پرستی کی ابتداء** | ابن اسحاق نے کہا، عرب خیال کرتے ہیں، پتھر کی پہلی پوجا جو بنی  
اسمعیل میں ہوئی، وہ اس طرح تھی کہ جب مکہ والوں پر تنگ دستی  
آئی اور وہ فراخی کی تلاش میں دیگر ممالک کی جانب نکل چلے تو ان میں ہر سفر کرنے والا مکہ سے سفر پر جانے  
وقت حرم کے پتھروں میں سے کوئی ایک پتھر حرم کی عظمت کے لحاظ سے ساتھ اٹھا لے جاتا اور یہ  
مسافر جہاں کہیں اترتے، وہ پتھر رکھتے اور اس کا طواف کرتے، جس طرح وہ کعبے کا طواف کرتے تھے  
۱۔ کسی زمانے میں شام کا ایک علاقہ تھا، جب پورا فلسطین اور پورا اردن شام میں شامل تھے۔ یہ اس علاقے کا پرانا نام  
ہے جس کا مرکز عمان (دار الحکومت اردن) ہے یعنی وہ علاقہ جو بحیرہ لوط کے جنوب مشرق میں ہے۔

۲۔ اسے بائبل میں موآب کہا گیا ہے عربی کتابوں میں "آب" لکھا ہے مثلاً ملاحظہ ہو معجم البلدان) یہ علاقہ بحیرہ لوط کے جنوب مشرق میں  
تھا موآب یا مآب کے دو قلعے تھے ایک کو بائبل میں عار موآب کہا گیا ہے دوسرے کو قیر موآب جو بعد میں قیر عارث کے نام سے مشہور ہوا  
پھر اسے کرک کہنے لگے، عار موآب اس سے ذرا شمال میں تھا نقشے میں بحیرہ لوط کا جنوبی و مشرقی حصہ دیکھنا چاہیے۔



نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جس پتھر کو اچھا دیکھتے اور وہ انہیں پسند آتا، اسی کی عبادت کرنے لگتے۔

**عربوں کی گمراہی** | اسی طرح پشتیں گزر گئیں، جس توحید پر وہ تھے اُسے بھلا دیا، دین ابراہیم واسمعیل (علیہما السلام) کو بدل کر دوسرا دین اختیار کر لیا اور بتوں کی پوجا شروع کر دی۔ ان سے پہلے کی امتیں جن گمراہیوں میں مبتلا تھیں، انہیں میں وہ بھی مبتلا ہو گئے۔ تاہم ان میں ابراہیم (علیہ السلام) کے زمانے کے بقیہ (رسم و رواج) کی پابندی بھی تھی، جن میں تعظیم ہیبت اللہ اور اس کا طواف، حج و عمرہ کی بجا آوری، عرفات و مزدلفہ کا قیام، جانوروں کی قربانی اور حج و عمرہ میں لبیک کہنا بھی رائج تھا۔ باوجودیکہ اس میں انہوں نے ایسی چیزیں بھی داخل کر دیں، جو اس میں کی نہ تھیں۔ پس کنانہ میں سے قریش کے قبیلہ والے جب لبیک کہتے، یوں کہتے:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ  
لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكَ هُوَ  
لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ  
ہم تیرے سامنے حاضر ہیں، اے اللہ! ہم تیرے سامنے  
حاضر ہیں ہم تیرے سامنے حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک  
نہیں۔ بجز ایک شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے تو اس  
کا مالک ہے اور وہ تیرا مالک نہیں۔

غرض وہ لبیک کہتے تو خداوندِ عالم کی یکتائی کا اظہار بھی کرتے پھر اس کے ساتھ بتوں کو بھی شریک کر لیتے اور یہ اقرار بھی کرتے کہ بُت اللہ ہی کی ملکیت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ  
إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ  
اور ان میں سے اکثر کا حال یہ ہے کہ اللہ پر ایمان  
لاتے ہیں تو اس حال میں لاتے ہیں کہ اس کے ساتھ  
شریک بھی ٹھہرائے جاتے ہیں۔

یعنی جان کر میری یکتائی (کا اقرار) بھی کرتے ہیں اور مخلوق میں سے کسی نہ کسی کو میرا شریک بھی ٹھہراتے ہیں۔

**قوم نوح کے بُت** | نوح علیہ السلام کی قوم کے (پاس بھی) بہت سے بُت تھے، جن کی پرستش میں وہ لگے ہوئے تھے، جس کی خبر اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ہے۔ اس نے فرمایا:

وَقَالُوا لَا تَزِدُّنَا إِلَهَآكُمْ  
وَلَا تَزِدُّنَا وَدًّا وَلَا سَوَاعَا  
انہوں نے (اکابر قوم نوح نے) اپنے ساتھیوں  
سے کہا، ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو



يَعُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًاۙ وَقَدْ  
اَصْلَوْا كَثِيْرًاۙ (۱۱ : ۲۳ - ۲۴)

وَدَّ کہ اور سواع کہ اور نہ یعوث و یعوق اور نسر کہ اور  
بہکا دیا سبتوں کو۔

**سواع اور وَدَّ** پس اولاد اسمعیل اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی جنہوں نے بُت گھڑ لیے  
تھے، جب دین اسمعیل چھوڑا تو بتوں کے نام بھی اولاد اسمعیل ہی کے ناموں پر رکھ  
یے کیفیت ذیل میں درج ہے: مَدَّیْل بن مَدْرکہ بن الیاس بن مُضَر نے سَوَاع (نامی بُت) بنالیا، اور  
اسے رِبَاط میں رکھا۔ کَلْب بن دُبْرہ نے، جو قضاۃ کا ایک قبیلہ ہے، مقام دُوْمَہ الجَنْدَل میں وَدَّ  
نامی ایک بُت بنایا:

ابن اسحق نے کہا: کعب بن مالک انصاری نے اس کے متعلق یہ شعر کہا ہے:  
وَنَسِيَ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَوَدًّا      وَنَسَبَهَا الْقَلْبَ عِدَّ وَالشُّنُوقَا  
ہم لات و عزنی اور وَدَّ نامی بتوں کو بھول جائیں گے اور ان سے بار، بالے  
وغیرہ کھسٹ لیں گے۔

**یعوث اور یعوق** ابن ہشام نے کہا (کلب) دُبْرہ (کلب بن حلوان بن عُمَران بن الحاث بن قضاۃ)  
کا بیٹا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا، بنی طی میں سے اَنَعْم نے اور بنی مَذْحِج میں سے جُرْش بن دالول نے مقام  
جُرْش میں یعوث نامی بُت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: بیان کیا جاتا ہے کہ اَنَعْم اور اہل اود بن مالک اور مالک، مَذْحِج بن اود۔ یہ  
بھی کہا جاتا ہے۔ طئی بن اود بن زید بن کھلان بن سبا۔

ابن اسحاق نے کہا، قبیلہ سہدان کی خیراں نامی ایک شاخ نے سرزمین یمن کے مقام سہدان میں  
یعوق نامی بت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، سہدان کا نام اَوْسَلَة بن مالک بن زید بن ربیعہ بن اَوْسَلَة بن النخیار بن مالک  
بن زید بن کھلان بن سبا ہے بعض نے کہا، اَوْسَلَة بن زید بن اَوْسَلَة بن النخیار کا بیٹا ہے ایک روایت

اسے رِبَاط علاقہ یثرب میں تھا اسے مدینہ منورہ کے اضلاع میں سے تھا اور اس کا نام دومر بن اسمعیل کے نام پر  
رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرک سے خالہ کو دومر بھیجا تھا۔ چنانچہ وہاں کے حاکم نے اطاعت قبول کر لی غالباً  
اسی مقام کو آج کل جوف کہتے ہیں اسے یمن کا ایک علاقہ ہے۔

یہ یمن کا ایک مقام بھی ہے صفا کے شمال میں اس راستے پر واقع ہے جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا ہے۔



یوں بھی آئی ہے: اوسلہ بن ربیعہ بن مالک بن النخیار بن مالک بن زید بن کھلان بن سبا مالک بن فسطہ ہمدانی نے یہ شعر کہا:

يَبْرُئِشُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَيَبْرُئِي وَلَا يَبْرُئِي وَلَا يَبْرُئِي

اللہ تعالیٰ ہی دنیا میں نفع بھی پہنچاتا ہے اور ضرر بھی اور یعوق نہ کسی کو ضرر

پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔

اور یہ شعر اسی کے قصیدے کا ہے۔

**نسر اور عم انس** | ابن اسحق نے کہا، بنی حمیر میں سے ذوالکلاع کے قبیلے نے سرزمین حمیر میں نسر نامی ایک بُت بنا رکھا تھا اور بنی خولان کا سرزمین خولان میں ایک تھا، جسے عم انس کہا جاتا تھا، وہ لوگ اپنے جانور، کھیتیاں اس بُت کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔ پھر اگر کوئی چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کی نذر میں سے جو خود انھوں نے اس کے لیے نامزد کر دی ہو عم انس کی نذر میں داخل ہو جاتی تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتے اور اگر کوئی چیز عم انس کی نذر میں سے اللہ تعالیٰ کے نذرانے میں داخل ہو جاتی تو اسے اس کی نذر میں واپس کر دیتے۔ یہ لوگ خولان کے ایک چھوٹے سے قبیلے کے تھے، جو اُدیم کہلاتا تھا جس طرح (مفسرین نے) ذکر کیا ہے، انھیں کے بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَجَعَلُوا لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا لِلَّهِ بِرَّعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا جَ قَسًا كَانُ لِلشُّرَكَائِهِمْ فَلَا يَصِلُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

جو کچھ خدا نے کھیتی اور مویشی میں سے پیدا کیا ہے اس میں سے ایک حصہ یہ اپنے زعمِ باطل کے مطابق خدا کے لیے ٹھہرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لیے ہے اور ایک حصہ تو ان کے لیے ٹھہرا کر کہتے ہیں یہ ان کے لیے ہے جنہیں ہم نے خدا کا شریک ٹھہرایا ہے۔ پس جو کچھ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کے لیے ہے، وہ تو خدا کی طرف پہنچتا ہے لیکن جو کچھ خدا کے لیے ہے، وہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے کیا ہی برا فیصلہ ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

(۶ : ۱۳۶)

ابن ہشام نے کہا، خولان عمرو بن الحاف بن قضا عہ کا بیٹا ہے، بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو بن مرہ بن اُفد بن زید بن مسفع بن عمرو بن عرب بن زید بن کھلان بن سبا کا بیٹا ہے اور بعض کا بیان ہے کہ

اس کا نام کتاب میں "عمانس" ہے بعض "عم انس" اور بعض عم انس کہتے ہیں۔



خولان عمرو بن سعد العشیرہ بن مذحج کا بیٹا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی ملک بن کنانہ بن مدرکہ کا ایک بُت جس کا نام **بنی ملک بن کنانہ کا بُت "سعد"** سعد تھا، جنگل میں ایک لمبی چٹان کی شکل کا تھا، اس کے پاس بنی ملک کا ایک شخص اپنی تجارت کے بہت سے اونٹ لے کر آیا تاکہ اس بُت کے پاس ٹھہرائے۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح اونٹوں کو برکت حاصل ہوگی۔ اونٹ چراگاہ میں چرنے آئے تھے اور ان پر سواری نہیں کی گئی تھی۔ انھوں نے بُت کو دیکھا، بدگئے اور ادھر ادھر بھاگ نکلے۔ اس پر قربانیوں کا خون بہتے بہتے شکل بہت خوفناک ہو گئی تھی۔ اُن کا مالک غصے میں آگیا اور ایک پتھر لے کر اس بُت پر پھینک مارا۔ بولا، اللہ تجھے برکت نہ دے تو نے میرے اونٹ بدکا دیے پھر وہ ان اونٹوں کی تلاش میں نکل چلا، یہاں تک کہ انھیں جمع کیا۔ حیب دہ اکٹھے ہوئے تو کہا،

اَتَيْنَا اِلَى سَعْدٍ لِيَجْمَعَ شَمَلَنَا      فَشَتَّتْنَا سَعْدٌ فَلَا نَحْنُ مِنْ سَعْدٍ  
وَهَلْ سَعْدٌ اِلَّا صَخْرَةٌ لَا يَتَنَوَّفَى      مِنَ الْاَرْضِ لَا تَدْعُو الْغَيَّ وَلَا تَدْسِدُ

ہم سعد کے پاس آئے کہ وہ ہماری پریشان قوتوں کو مجتمع کر دے سعد نے ہمیں اور بھی پریشان کر دیا۔ پس ہمیں سعد سے کوئی سروکار نہیں اور سعد اس کے سوا ہے ہی کیا کہ میدان میں ایک چٹان ہے وہ نہ کسی کو گمراہ کر سکتا ہے اور نہ سیدھے راستے پر لگا سکتا ہے۔

صنم دوس | مقام دوس میں عمرو بن حمزہ الدوسی کا ایک بُت تھا۔ ابن ہشام نے کہا میں اس کا ذکر انشاء اللہ موقع پر کروں گا۔

دوس، عثمان بن عبد اللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث کا بیٹا تھا۔ بعض نسب یوں بتاتے ہیں: دوس بن عبد اللہ بن زہران بن الاسد بن الغوث۔ ابن اسحاق نے کہا، کعب کے اندر ایک کنوئیں پر قریش نے ایک بُت **قریش کا بُت "مُہِل"** بنا رکھا تھا، جو مُہِل کہلاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: میں اس کا قصہ انشاء اللہ اس کے مقام پر بیان کروں گا۔

ابن اسحاق نے کہا: اساف و نائلہ دو بُت مقام زمزم پر بنا رکھے تھے جن کے پاس وہ لوگ قربانیاں کرتے تھے اور اساف و نائلہ قبیلہ جرہم میں سے ایک مرد ایک عورت تھے، اساف بخی کا بیٹا اور نائلہ ویک کی بیٹی تھی۔ اساف نائلہ پر کعبہ شریف میں جہاد ل



چڑھ بیٹھا یعنی مرکب فحش ہوا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پتھر بنا دیا۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو بن عزم) نے عمرہ بنت عبد الرحمن (بن سعد بن زرارہ) سے روایت کی انھوں نے کہا، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ وہ فرمایا کرتی تھیں، ہم تو یہی سنتے رہے ہیں کہ اسات و نائلہ بنی جرم میں سے ایک مرد اور ایک عورت تھے جنھوں نے کعبے میں ایک نئی بات یعنی حرام کاری کی جو کعبے میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں پتھروں کی شکل میں تبدیل کر دیا، واللہ اعلم

ابن اسحاق نے کہا، کہ ابوطالب نے یہ شعر کہا ہے:

وَحَيْثُ يَسِيحُ الْأَشْعَرُونَ رِكَابَهُمْ بِمُفْضَى السَّيُولِ مِنْ إِسَافٍ وَنَائِلِ

جہاں اشعری لوگ اپنے ادنٹ بٹھاتے ہیں اور اسات و نائلہ نامی بتوں کے

پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا، ہر گھر والے نے اپنے گھر میں ایک بُت بنا رکھا تھا، جس کی وہ پوجا کرتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی شخص کسی سفر کا ارادہ کرتا اور وہ سوار ہونے کا ارادہ کرتا تو اس بُت پر ہاتھ پھیرتا اور یہ وہ آخری چیز ہوتی، جو اس کے سفر کو نکلنے کے وقت ہوتی۔ جب وہ سفر سے آتا تو پھر بُت پر ہاتھ پھیرتا اور یہ سب پہلی چیز ہوتی جو گھر والوں کے پاس جانے سے پیشتر کی جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید دے کر مبعوث فرمایا تو قریش نے کہا:

أَجْعَلِ الْإِلَهَةَ الْهَاءَ وَاحِدًا كَمَا جَعَلْنَا الشَّيْءَ مُجْتَابًا

کیا اس شخص نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا وہ بے شبہ یہ تو بڑی ہی عجیب چیز ہے۔

عربوں نے کعبۃ اللہ کے ساتھ ساتھ چند طاغوت بھی بنا رکھے تھے اور وہ چند معبود تھے جن کا احترام اسی طرح کیا کرتے تھے، جس طرح کعبۃ اللہ کا۔ ان معبودوں کے بھی خدام و محافظین ہوتے تھے اور ان کے پاس بھی نذرانے گزرانے جاتے، جس طرح کعبۃ اللہ کے لیے گزرانے جاتے تھے۔ عرب ان کا بھی اسی طرح طواف کرتے جس طرح کعبۃ اللہ کا طواف ہوتا تھا اور اسی طرح ان معبودوں کے پاس بھی جانور ذبح کیے جاتے تھے۔ ساتھ ہی وہ کعبۃ اللہ کی فضیلت کے بھی مقرر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے، وہ ابراہیم (علیہ السلام) کا بنایا ہوا معبود اور مسجد ہے۔



قریش اور بنی کنانہ کے لیے مقام نخلہ میں (ایک مورتی) عزیٰ تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ہاشم کے حلیف بنی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔ ابن ہشام نے کہا، خاص کر ابوطالب کے حلیف تھے۔ یہ سلیم منصور ابن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان کا بیٹا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا، اسی کے بارے میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے:

لَقَدْ اُنْكِحْتَ اَسْمَاءَ وَّاسَ بَقِيَّةٍ مِّنَ الْاُدُمِ اَهْدَاَهَا اُمْرُوهُمِنْ بَنِي غَنَمٍ

اسماء کے جہیز میں ایک کمزور گائے کی بھری دی گئی جو سرسرخ رنگ کی تھی اور بنی غنم کے ایک شخص نے اسے قربان کیا تھا۔

رَأَى قَدَّ عَاثِي عَيْنَهَا اِذْ لَيْسَتْ فِيهَا اِلَى غَبِيبِ الْعُذْيِ فَوَسَّعَ فِي الْقَسَمِ

وہ گائے کو عزیٰ نام کے ایک بٹ کی قربان گاہ کی طرف ہانکے لیے جا رہا تھا جب اس کی بینائی میں کمزوری دیکھی تو تقسیم کے گروہ میں توسیع کے لیے اسے بھی قربانی میں شریک کر دیا۔

ان کا طریقہ یہی تھا کہ جب وہ کسی نذر کی قربانی کرتے تو اسے ان لوگوں میں بانٹ دیتے، جو ان کے پاس موجود ہوتے۔ غنغب کے معنی ذبح کرنے کے مقام اور خون بہانے کی جگہ کے ہیں۔ ابن ہشام نے کہا: دونوں شعرا بوجہ خراش ہڈی کے ہیں۔ اس کا نام خولید بن مرہ تھا "سردہ" وہ لوگ تھے جو کاروبار کعبۃ اللہ کے منتظم تھے، رُوْبَةُ الْعِجَاجِ نے کہا ہے،

فَلَا وَدَبَّ الْاَمْنَاتِ الْقَطَنَ بِمَحْبِسِ الْهَدْيِ وَبَيْتِ الْمَسْدَنِ

خدام بیت اللہ کے گھروں میں اور قربانی کے جانور رہنے کے مقام میں بے خوف رہنے والے جانوروں کے پروردگار کی قسم، ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

ابن اسحاق نے کہا مقام طائف میں قبیلہ ثقیف کی ایک مورتی لات تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ثقیف میں سے بنی مُعْتَب تھے۔

ثَقِيفُ كَابُتٍ - لَات

ابن اسحاق نے کہا، اوس و غزرج اویشرب والوں میں سے ان کے ہم مذہب لوگوں کی ایک مورتی مَنَات تھی۔

اوس و غزرج کابُتٍ - منات

کی طرف قَدَیْذِہ میں ساحل سحر پر تھی۔

قَدَیْذِہ (بروزن زُبیر) مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ یہ رابغ سے قریب بادسط میں مدینہ منورہ کی جانب ہے یہاں پانی بہت ہے مثل اس کے پاس ایک پہاڑ کا نام ہے۔



ابن ہشام نے کہا کہ گئیٹ بن زید نے جو بنی اسد بن خزیمہ بن مدرکہ میں سے ایک شخص ہے۔ یہ شعر کہا ہے :

وَقَدْ أَلَتْ قَبَائِلُ لَا تُؤَلِّي مَنَاةَ ظُهُورِهَا مُتَحَرِّفِينَ

حالانکہ چند قبیلوں نے قسمیں کھا کھا کر اقرار کیا کہ مروکہ بھی اپنی پیٹھیں مناة کی جانب نہ کریں گے۔

ابن ہشام نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مناة کی جانب ابی سفیان بن حرب کو روانہ فرمایا تو انھوں نے اسے ڈھا دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق نے کہا، ذوالنخلصۃ ایک بُت قبائل دوس و خثعم و بجلیہ اور ان عربوں کا تھا جو ان کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور یہ بُت مقام تبالہ میں تھا۔

ذوالنخلصۃ

ابن ہشام نے کہا، کہ بعض نے ذوالنخلصۃ کہا ہے، عرب کے ایک شخص نے کہا ہے۔

لَوْ كُنْتُ يَا ذَا الْخُلَصِ الْمَوْتُورَا مِثْلِي وَكَانَ شَيْخُكَ الْمَقْبُورَا  
لَمْ تَنْهَ عَنْ قَتْلِ الْعَدَاةِ ذُوْرَا

اے ذوالنخلص! اگر تو بھی میری طرح مظلوم ہوتا اور تیرا بھی کوئی بزرگ خاندان

دفن کر دیا کیا ہوتا تو دشمنوں کے قتل کرنے سے مصنوعی طور پر بھی تو منع نہ کرتا۔

اس شخص کا باپ مار ڈالا گیا تھا۔ اس نے اس کا بدلہ لینا چاہا تو ذوالنخلصۃ کے پاس آیا اور تیروں کے ذریعے سے قسمت دریافت کی بدلے کی ممانعت کا تیر نکلا اس نے مذکورہ اشعار کہے بعض لوگ ان اشعار کو امرأ القیس بن حجر الکندی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب جریر بن عبد اللہ البجلی کو روانہ فرمایا اور انھوں نے اسے منہدم کیا۔

ابن اسحاق نے کہا کہ فلس نامی ایک بُت بنی طیّی اور ان لوگوں کا تھا جو بنی طیّی کے دونوں پہاڑوں کے پاس رہتے تھے۔ یہ بُت

بنی طیّی کا بت — فلس

سُکُنی اور اُجاردو پہاڑوں کے درمیان تھا۔

ابن ہشام نے کہا، بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا۔ آپ (علی رضی اللہ عنہ) نے اسے ڈھایا تو اس میں دو تلواریں



پائیں۔ ان میں سے ایک کو رُسُوب اور دوسری کو مُجَذَّم کہا جاتا تھا۔ آپ ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حضرت علیؑ ہی کو عنایت فرمادیں۔ یہی حضرت علیؑ کی تلواریں تھیں۔

ابن اسحاق نے کہا، حمیر اور یمن والوں کا ایک معبد مقام صنعا میں تھا، جو رُناہم کہلاتا تھا اس کا ذکر پیشتر آچکا ہے۔

ابن ہشام نے کہا، بنی ربیعہ بن کعب (بن سعد بن زید مناة بن تمیم) کا ایک معبد تھا۔ جس کا نام رضا تھا۔ زمانہ اسلام میں اسے ڈھایا گیا تو اسی کے متعلق مُسْتَوِغْرِب بن ربیعہ بن کعب بن سعد نے یہ شعر کہا تھا۔

وَلَقَدْ شَدَدْتُ عَلَى رُضَاءِ شَدَاةً      فَتَرَكْتُهَا قَفْرًا بِقَاعِ اسْحَمَا

میں نے رضا نامی معبد کے ڈھانے میں ایسی قوی ضریریں لگائیں کہ اُسے

دیران، سیاہ زمین بنا ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا فترکتھا قفرا بقاع اسحما بنی سعد کے ایک اور شخص سے بھی مروی ہے یعنی اس شعر کی نسبت ایک اور شخص کی طرف بھی کی جاتی ہے بعض لوگوں نے مُسْتَوِغْرِب کے متعلق کہا ہے کہ وہ تین سو تیس سال زندہ رہا اور اس نے بنی مُضَر میں سب سے زیادہ عمر پائی یہی وہ شاعر ہے جو کہتا ہے:

وَلَقَدْ سَمِيتُ مِنَ الْحَيَاةِ وَطُولِهَا      وَعَمَرْتُ مِنْ عَدَدِ السِّنِينَ مِئَتًا

زندگی اور اس کی درازی سے میں اکتا گیا ہوں اور سینکڑوں سال زندہ رہ چکا ہوں۔

مِائَتَةٌ حَدُّهَا بَعْدَ مِائَتَاتٍ لِي      وَازْدَدْتُ مِنْ عَدَدِ الشُّهُورِ سِتِّينًا

دو سو سال اپنے بعد میرے لیے اور ایک سو سال لائے اور چند سال اس

سے بھی بڑھ چکا ہوں جو مہینوں کے دنوں کی تعداد میں ہیں (۲۰۰ + ۱۰۰ + ۳۰ =

۳۳۰ سال میری عمر ہو چکی ہے)۔

هَلْ مَاتَ بَقِيَ إِلَّا كَمَا قَاتَنَا      يَوْمَ يَمُرُّ وَلَيْلَتُهُ تَحْدُونا

کیا جو کچھ عمر کا زمانہ باقی رہ گیا ہے، وہ ایسا ہی نہیں، جیسا کہ ابھی ابھی ہمارے

پاس سے گزر چکا ہے یعنی دن گزر رہا ہے اور رات ہمیں (موت کی جانب) ہانکے لیے

جارہی ہے۔



بعض لوگ ان اشعار کو زہیر بن جناب کلبی سے روایت کرتے ہیں۔

بَکْرٌ وَتَغْلَبُ کَا مَعْبِدٍ ذَوِ الْکَعْبَاتِ | ابن اسحاق نے کہا، بَکْرٌ وَتَغْلَبُ وَ اُئِلْ دایا د کے  
دو دنوں بیٹوں کا ایک معبد ذوالکعبات نامی سنداد

میں تھا اسی معبد کے متعلق اغشی بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شخص کہتا ہے:

بَيْنَ الْخَوْرَتِ وَالسَّيْرِ وَبَارِقِ وَالْبَيْتِ ذِي الْكُعْبَاتِ مِنْ سِنْدَادِ

اس کعب گھر کی قسم، جو مقام سنداد میں خورنق و سیر و بارق نامی مقامات

کے درمیان ہے۔

ابن ہشام نے کہا: یہ شعر اسود بن یحیٰ بن نیشلی کا ہے، نیشلی دارم ابن مالک (بن حنظلہ بن مالک  
بن زید مناہ بن تمیم) کا بیٹا تھا۔ یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے اور مجھے یہ ابو محرز خلف الاحمر  
نے اس تغیر سے سنایا:

أَهْلُ الْخَوْرَتِ وَالسَّيْرِ وَبَارِقِ وَالْبَيْتِ ذِي الشَّرَفَاتِ مِنْ سِنْدَادِ

وہ لوگ خورنق و سیر و بارق والے ہیں اور اس گھر والے ہیں جو عظمتوں والا

ہے اور سنداد میں ہے۔

۱۔ سنداد کو فر کی طرف کچھ معتبہ سے سات رات کی مسافت پر تھا۔ ایک بیان ہے سنداد حیرہ اور ابلہ کے  
درمیان ایک نر تھی۔ اس پر ایک قصر تھا جس کا چوب کچا کرتے تھے۔

بعد اقول



## بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام

**بحیرہ اور سائبہ** | ابن اسحاق نے کہا، بحیرہ، سائبہ کی مادہ اولاد کو کہتے ہیں۔ سائبہ وہ اونٹنی جو مسلسل دس مادائیں جنتی اور ان کے درمیان کوئی نرنہ پیدا ہوتا۔ ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی۔ اس پر نہ سواری کی جاتی، نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا۔ اگر اس کے بعد بھی وہ مادہ جنتی تو اس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اسے بھی ماں کے ساتھ چھوڑ دیا جاتا۔ اس پر بھی سواری نہ کی جاتی، نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا۔ سائبہ کی یہی مادہ اولاد بحیرہ کہلاتی تھی۔

**وصیلہ** | جو بکری پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنتی اور اس کے درمیان کوئی نرنہ ہوتا تو اسے ”وصیلہ“ بنا دیا جاتا کہ ”قد وصلت“، یعنی وہ متواتر مادائیں جن چکی۔ پھر اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی، وہ ان کے مردوں کا حصہ ہوتا، عورتوں کو کچھ حصہ نہ ملتا، مگر ایسی صورت میں کہ ان میں سے کوئی بکری مر جاتی تو اس میں کھانے کے لیے عورتیں اور مرد دونوں شریک ہوتے۔

ابن ہشام نے کہا، یہ بھی روایت آئی ہے کہ اس کے بعد جو کچھ جنتی، وہ بیٹیوں کے لیے نہیں صرف بیٹوں کے لیے ہوتا۔

**حام** | ابن اسحاق نے کہا: حام اس نر اونٹ کو کہتے تھے جس کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں اور ان کے درمیان کوئی نرنہ ہوتا۔ ایسی صورت میں اس کی پشت محفوظ ہو جاتی اور اس پر نہ سواری کی جاتی، نہ اس کے بال کاٹے جاتے، اُسے گلے میں چھوڑ دیا جاتا کہ اس کے جفت ہوا کرتے اس کے سوا اس سے اور کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔

ابن ہشام نے کہا، عرب کے مختلف گروہوں کا طریقہ ان کے بارے میں جدا بھی تھا، مگر ”حام“ کے متعلق عمل وہی تھا، جس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے۔

**دوسری روایت** | بحیرہ ان کے پاس وہ اونٹنی کہلاتی جس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس پر سواری نہ کی جاتی، نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور نہ اس کا دودھ پیا جاتا مگر مہمان اس کا



دوسری (سکتا تھا) یا اسے بھروسہ دے دیا جاتا اور وہ ان کے بتوں کے لیے چھوڑ دی جاتی۔  
اور سائبہؓ وہ اونٹنی ہوتی جس کے متعلق کوئی شخص نذر کرتا کہ اگر اس نے بیماری سے صحت حاصل  
کر لی یا مقصد پالیا تو وہ اسے (بتوں کے لیے) چھوڑ دے گا۔ پھر جب ایسا ہوتا، یعنی صحت یا مقصد  
حاصل ہو جاتا تو وہ اونٹوں میں سے کوئی اونٹ یا اونٹنی، بعض بتوں کے لیے چھوڑ دیتا۔ وہ پھرتی اور  
چرتی رہتی، اس سے اور کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

وصیلہؓ وہ اونٹنی جس کی ماں ہرمل میں دوڑو بچے جنتی مالک ان میں سے ماداؤں کو بتوں کے  
لیے چھوڑ دیتا اور نروں کو خود اپنے لیے رکھ لیتا (اور وصیلہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ) اس کی ماں اسے  
اس طرح جنتی کہ ایک ہی حمل میں اس کے ساتھ زبھی ہوتا تو وہ کہتے ہیں وصلت اخاھا، وہ اپنے  
بھائی سے مل گئی۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس سے بھی کسی طرح کا فائدہ  
حاصل نہ کیا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس تفصیل کو یونس بن حبیب نخوی اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی بیان  
کیا ہے، لیکن بعض باتیں ایک کی روایت میں ہیں تو دوسرے کی روایت میں نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ جب اللہ عزوجل نے اپنے رسول محمد صلی اللہ  
قرآن مجید کے ارشادات

علیہ وسلم کو بھیجا تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَذِهِ  
الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذَٰكُمُورِنَا  
وَمُحَرَّمٌ عَلَیْ أَزْوَاجِنَا ۚ وَإِنْ  
يَكُنْ مَّيِّتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ  
سَيَجْزِيهِمْ وَصْفُهُمْ ۚ إِنَّهُ  
حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ (۶ : ۱۳۹)

انھوں نے (کافروں) نے کہا کہ ان چرواہوں کے پیٹ  
میں جو کچھ ہے، وہ خاص ہمارے مردوں کے لیے  
ہے اور ہماری بیبیوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار  
مہربانے تو وہ سب اس میں شریک (ہوتے) ہیں قریب  
ہے کہ خدا انھیں ان کی بے اصل تقسیموں کی سزا دے  
بے شبہ کہ بڑی حکمت والا، بڑے علم والا ہے۔

آپ پر یہ بھی نازل فرمایا:

قُلْ أَرَأَيْتُمْ مِمَّا آتَزَلِ اللّٰهُ لَكُمْ  
مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا  
وَّحَلٰلًا ۚ قُلْ آتَزَلِ اللّٰهُ أَذِنَ لَكُمْ  
أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ ۝

(اے پیغمبر!) تو ان سے (کہہ، اللہ نے جو رزق تمہارے  
لیے اتارا ہے، کیا تم نے (ممنوع) اپنے اہرام و حلالوں  
کی بنا پر اس میں سے کچھ تو حرام ٹھہرا دیا اور کچھ حلال  
سمجھ لیا ہے! کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے؟

یہ مجموعہ ہے کہ ان کی تعبیر کے بارے میں بہت اختلافات ہیں۔ غالباً مختلف قبیلوں میں مختلف طریقے رائج تھے اسلئے مفسرین ان طریقوں  
کا اتنا نہیں بلکہ مفسر دیکھ رہے ہیں کہ بے وجہ دلیل اس قسم کی باتیں پیدا کر لی گئیں۔ تمام قوموں اور گروہوں کے اکثر مرام کا یہی حال ہے۔



(۱۰ : ۵۹)

مِنَ الصَّانِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْرِ  
 اثْنَيْنِ وَقُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ  
 أَمِ الْاُنْثَيَيْنِ أَمْ اَشْتَمَلْتُ  
 عَلَيْهِ اَدْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِيُّوْنِي  
 يَعْلَمُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ  
 وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ  
 اثْنَيْنِ وَقُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ  
 أَمِ الْاُنْثَيَيْنِ أَمْ اَشْتَمَلْتُ عَلَيْهِ  
 اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ  
 شُهَدَاءَ اِذْ وَصَّيْكُمُ اللّٰهُ  
 بِهٰذَا اَمْ قَوْمٌ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰى  
 عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ  
 بِغَيْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي  
 الْقَوْمَ الْاَظْلَمِيْنَ

(۶ : ۱۲۳-۱۲۴)

یا تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو؟

بھیرٹ میں سے دو اور بکری میں سے دو (نر اور مادہ)  
 اثنین پیدا کیے۔ اے پیغمبر! ان سے پوچھو،  
 کیا (خدا نے) دونوں قسم کے نروں کو حرام کیلئے یا  
 مادوں کو یا اس بچے کو جس کو دونوں قسم کی مادائیں  
 اپنے پیٹ میں لیے ہوئے ہیں؟

اگر تم سچے ہو تو مجھے علم سے اس کا جواب دو  
 اور اونٹوں میں سے دو اور (گائے) بیل میں سے  
 دو نر اور مادہ پیدا کیے ان سے پوچھو کیا۔ دونوں  
 نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا وہ بچے جو دونوں  
 قسم کی مادائیں اپنے پیٹ میں لیے ہوئے  
 ہیں یا تم اس وقت خدا کے پاس حاضر تھے جب  
 اس بارے میں اس نے حکم دیا تھا۔

پھر بتاؤ اس آدمی سے زیادہ ظلم کرنے والا کون  
 ہو جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے خدا پر بہتان باندھ  
 اور اس کے پاس کوئی علم نہ ہو؟ بلاشبہ خدا ان لوگوں  
 پر کامیابی کی راہ نہیں کھوتا جو ظلم کرنے والے ہیں۔

ادب سے مثالیں | ابن ہشام نے کہا، تمیم بن اُبی بن مقبل نے جو بنی عامر بن صعصعہ کا ایک  
 شخص تھا، کہا ہے:

فِيهِ مِنَ الْاُخْرَجِ الْمَرْبَاعِ قَرَّةٌ هَذَا الدَّيَّانِي وَسُطُّ الْجُمَّةِ الْبَحْرَةِ

اس مقام پر چنگبرے مست گورخر کی آواز اس طرح آتی ہے جس طرح ان

دیانی اونٹوں کے بغبنانے کی آواز، جن میں تقریباً ایک سو ذبح کیے جانے سے محفوظ

بھیدے پھرنے والے اونٹ ہوں۔

۱۔ ریات شام کا ایک مقام ہے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ البحرزیرہ یعنی دوا بر دجلہ و فرات  
 کے بالائی حصے کی ایک بستی ہے۔



حَوْلَ الْوَصَائِلِ فِي شَرْيْفِ حَقَّةٌ وَالْحَامِيَّاتُ ظُهُورَهَا وَالسُّبِّيَّاتُ

مقام شریف میں متواتر مادائیں جننے والی اونٹنیوں یا بکریوں کے اطراف  
میں چار سالہ اونٹنیاں اور ایسے اونٹ ہیں جن کی پیٹھیں سواری کرنے سے محفوظ ہیں  
اور ایسی اونٹنیاں بھی ہیں جنہیں دس دس مادائیں جننے کے سبب بے مہار چھوڑ دیا  
گیا ہے۔

وصیلہ کی جمع وصائل اور وصل ہے بحیرہ کی جمع بحائر اور بحر ہے، سائبہ کی جمع زیادہ تر سوائب  
آتی ہے کم تر سُبَّیْب بھی اور عام کی جمع اکثر حوام آتی ہے۔

۱۰ نجد کا ایک مقام ہے۔

جد ادل



## بیان نسب کا تاملہ

**سلسلہ نسب** | ابن اسحاق نے کہا: بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور ہمیں والوں میں سے ہیں۔

**خزاعہ** | ابن ہشام کہتے ہیں، مجھ سے ابو عبیدہ اور دوسرے اہل علم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ خزاعہ کا بیان ہے، ہم عمرو بن ربیعہ ابن حارثہ بن عمرو بن امر القیس بن ثعلبہ ابن مازن بن الاسد بن الغوث کی اولاد ہیں اور ہماری خندف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خزاعہ حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد ہیں سے علمدہ ہو کر مرثد الظہران میں اتر پڑے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

**عمون بن ایوب کے اشعار** | عمون بن ایوب انصاری نے جو بنی عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن الخزرج کا ایک شخص ہے۔ زمانہ اسلام میں کہا ہے:

قَلَمًا هَبْطَنَا بَطْنٌ مَرٍّ تَخَزَعَتْ      خَزَاعَةٌ مَنَّا فِي خِيُولٍ كَرَّا كِبَرِ  
جب ہم وادی میں اترے تو بنی خزاعہ کے متعدد دستے بہت گھروں  
میں ہم سے علمدہ ہو گئے۔

حَمَتْ كُلُّ وَادٍ مِّنْ تِهَامَةٍ دَاخَمَتْ      بِصُغْمِ الْقَنَاءِ وَالْمُرْهَفَاتِ الْبَوَاتِرِ  
اور انھوں نے تہامہ کی ہر وادی کی حفاظت کی اور خود بھی مضبوط نیزوں  
اور تیز تلواروں کے ذریعے محفوظ رہے۔

**ابو مطہر کے اشعار** | ابو مطہر اسمعیل بن رافع الانصاری نے، جو بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الادس کا ایک شخص ہے، کہا ہے:

لَنْ مَرَّ الظَّهْرَانُ مَكَّةَ مَعْنَمَةٍ سِوَاكَ      وَهْ لَوْ كَانَتْ مَنَّا فِي خِيُولٍ كَرَّا كِبَرِ  
بند تھا۔ اصل میں لفظ "تخزعو" استعمال کیا گیا یعنی پیچھے رہ گئے اور الگ ہو گئے، اس لیے خزاعہ نام پڑ گیا۔  
جلد اول



فَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَكَّةَ أَحْمَدَتْ خِزَاعُهُ دَارَ الْكُلِّ الْمُتَحَامِينَ

پھر جب ہم وادی مکہ میں اترے تو خِزاعہ نے مہمان کا بار اٹھانے والے گھر سے قابل تعریف برتاؤ کیا، یعنی مہمان نوازی کی۔

فَحَلَّتْ أَكَا رِيسًا وَ شَتَّتْ قَنَابِلًا عَلَى كُلِّ حَيٍّ بَيْنَ نَجْدٍ وَ سَاحِلِ

وہ جتھے جتھے بن کر اترے اور پہاڑ اور ساحل کے درمیان تمام قبیلوں یا جانداروں پر ایک ایک دستے نے ہر طرف سے حملہ کر دیا۔

لَفَوْا جُرْهُمًا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ وَ اخْتَبُوا بِعِزِّ خِزَاعِ عِيٍّ شَدِيدِ الْكَوَاهِلِ

جرم کہ وادی مکہ سے باہر کر دیا اور قوت والے بنی خِزاعہ کے لیے عزت حاصل کر کے آرام کیا۔

**اولادِ مدرکہ و خزیمہ** | ابن اسحاق نے کہا، مدرکہ بن الیاس کے دو بیٹے ہوئے، خزیمہ اور ہذیل۔ ان دونوں کی ماں بنی قضاہ کی ایک عورت تھی۔ خزیمہ کے چار بیٹے ہوئے، کنانہ، اسد، اسدہ اور مہون۔ کنانہ کی ماں عوانہ، سعد بن قیس بن عیلان بن مضر کی بیٹی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کے نزدیک خزیمہ کے چوتھے بیٹے کا نام مہون نہیں بلکہ مہون ہے۔

**اولادِ کنانہ** | ابن اسحاق نے کہا، کنانہ بن خزیمہ کے بھی چار بیٹے ہوئے۔ نصر، مالک، عبدمنہ اور ملکان۔ نصر کی ماں تو برہ بنت مر بن اذ بن لہبختہ بن الیاس بن مضر تھی اور اس کے باقی بچے دوسری عورت سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا، نصر اور مالک اور ملکان کی ماں برہ بنت مر تھی اور عبدمنہ کی ماں مالہ بنت سُوید بن الغطریف ازوشنؤۃ کے خاندان سے تھی اور شنؤۃ کا نام عبد اللہ بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن اسد بن الغوث تھا اور شنؤۃ اس وجہ سے مشہور ہوئی کہ آپس میں بہت دشمنی تھی، نشان کے معنی دشمنی کے ہیں۔

**قریش کی ابتداء** | ابن ہشام نے کہا کہ نصر ہی کا نام قریش ہے۔ جو شخص نصر کی اولاد میں ہوگا وہی قریشی کہلائے گا اور جو نصر کی اولاد میں سے نہ ہوگا قریشی بھی نہ ہوگا۔ جریر بن عطیہ، جو بنی کلیب بن یزید بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم کا ایک شخص ہے



ہشام بن عبد الملک بن مروان کی ستائش میں کہتا ہے۔

فَمَا الْأُمُّ الَّتِي وَلَدَتْ قُرَيْشًا بِمُقَرَّقَةِ التَّجَارِ وَلَا عَتِيبَةٍ

جس ماں نے قریش کو جنا ہے، نہ وہ نسب کے لحاظ سے عیب دار ہے

اور نہ بانبھ ہے۔

وَمَا قَرْمٌ بِأَنْجَبَ مِنْ أَبِيكَ وَمَا خَالٌ بِأَكْرَمَ مِنْ تَيْمٍ

اے قبیلہ قریش! نہ کوئی بزرگ خاندان تمہارے باپ سے زیادہ شریف ہے

نہ کسی کا ماموں تیم سے زیادہ عزت والا ہے۔

شاعر برہ بنت مر کی طرت اشارہ کر رہا ہے جو تیم بن مرہ کی بہن اور نضر کی ماں تھی۔

بعض نے فہر بن مالک کا نام قریش بتایا ہے یعنی جو شخص فہر کی اولاد میں ہوگا وہ قرشی کہلائے

گا اور جو فہر کی اولاد میں نہ ہوگا، وہ قرشی نہ سمجھا جائے گا۔ قریش کا نام قریش اس لیے مشہور ہو گیا کہ

تقرش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں، رُؤبہ بن العجاج کہتا ہے۔

قَدْ كَانَ يُغْنِيهِمُ عَنِ الشُّغُوشِ وَالْخَشَلِ مِنْ تَسَاطُطِ الْقُرُوشِ

شَحْمٌ وَ مَحْضٌ لَيْسَ بِالْمَغْشُوشِ

چکنا گوشت اور تازہ خالص دودھ جو مسلسل تجارت اور کمائی کے سبب انہیں

حاصل تھا، گیہوں اور پازیب، کنگن سے بے نیاز کرنے کے لیے کافی تھا۔ گوشت

دودھ وغیرہ کھانے سے ان کے چہرے سُرخ و سفید اور خوبصورت ہو گئے تھے، اس لیے

وہ زیرات کی زینت و آرائش سے بے نیاز تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک قسم کے گیہوں کو شغوش کہتے ہیں، پازیب، کنگن وغیرہ کے سردوں کو خشل

کہا جاتا ہے اور قدوش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ چربی اور خالص تازہ

دودھ نے انہیں ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

ابو جلدہ یشکر می نے جو یشکر بن یکر بن دامل کا بیٹا تھا، کہا ہے :

إِخْوَةُ قَرَشُوا الدُّنُوبَ عَلَيْنَا فِي حَدِيثٍ مِّنْ عُمَرَا وَ قَدِيمٍ

وہ ہیں تو بھائی، لیکن انہوں نے ادھر ادھر سے جمع کر کے ہم پر ایسے الزام قائم

کئے ہیں جو ہماری کم عمری کے زمانے کے بھی ہیں اور اس سے پہلے کے بھی۔

ابن اسحاق نے کہا، کہ قریش کو قریش اس لیے کہا جاتا ہے کہ متفرق ہونے کے بعد پھر ایک جگہ



جمع ہوئے اور جمع ہونے کو تفرش کہتے ہیں۔

**اولاد نصر** | نصر بن کنانہ کے دو بیٹے تھے، مالک اور یخلد۔ مالک کی ماں عاتکہ بنت عدوان (بن عمرو بن قیس بن عیلان) تھی اور یخلد کی ماں بھی یہی تھی یا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایات کے لحاظ سے صلت بن عمرو بن ابو عمرو مدنی ہے۔ ان سب کی ماں بنت سعد بن طرب العدونی تھی اور عدوان عمرو بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا کثیر بن عبد الرحمن جس کا نام کثیر عرذہ تھا اور بنی خزاعہ کی شاخ بنی ملح بن عمرو میں سے تھا کہتا ہے:

أَلَيْسَ أَبِي بِالصَّلْتِ؟ أُمُّ لَيْسَ إِخْوَتِي لِكُلِّ هِجَاكِ مِنْ بَنِي النَّصْرِ أَذْهَرَا

کیا میرا باپ صلت نہیں یا میرے بھائی بنی نصر کے شرف کی اولاد میں

سے مشہور نہیں؟

رَأَيْتُ ثِيَابَ الْعَصَبِ مُخْتَلِطَ السَّدَى بِنَا وَبِهِمْ وَالْحَضْرَمِيُّ الْمُخَصَّرَا  
فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا مِنْ بَنِي النَّصْرِ فَاتْرَكُوا أَرَاكَ بِأَذْنَابِ الْفَوَاحِجِ أَخَصَّرَا

اے مخاطب! تو ہماری اور ان کی مہنی چادروں اور حضرمی پتلی کمر والے

جوتوں کی اصل وابتداء کو بھی ایک دوسری سے ملتی جلتی پائے گا اور اگر تم بنی نصر

میں سے نہیں تو سرسبز پیلوں کے جنگل کو ندیوں کی انتہاؤں تک چھوڑ دو۔

بنی خزاعہ کے جو لوگ خود کو صلت بن النصر کے خاندان سے منسوب کرتے ہیں، وہ کثیر عرذہ کی ایک جماعت بنی ملح بن عمرو ہے۔

**اولاد فہر** | ابن اسحاق نے کہا: مالک بن نصر کا بیٹا فہر بن مالک تھا جس کی ماں جندلہ بن الحارث بن مضاض جرمی تھی۔ ابن ہشام نے کہا، یہ ابن مضاض ابن مضاض اکبر نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: فہر بن مالک کے چار بیٹے تھے۔ غالب، محارب، حارث اور أسد۔ ان کی ماں لیلیٰ بنت سعد بن بدیل بن مدرکہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا، جندلہ فہر کی بیٹی تھی اور یہی جندلہ یزید بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم کی ماں تھی۔ جندلہ کی ماں لیلیٰ بنت سعد تھی، جریر بن عطیہ بن الخطمی نے کہا ہے اور خطمی کا نام حذیفہ بن بدر بن سلمہ بن عوف بن کلیب بن یزید بن حنظلہ تھا:

وَإِذَا غَضِبْتُ رَهَى وَسَائِي بِالْحَمَى أَبْنَاءُ جَنْدَلَةَ كَخَيْرِ الْجَنْدَلِ

جب میں غصے میں آتا ہوں تو جندلہ کے بچے، جو بہترین چٹان کی طرح قوی ہیں

جلد اول



میرے سامنے رہتے اور دشمن پر پتھر برساتے ہیں۔

**اولاد غالب** | ابن اسحاق نے کہا کہ غالب کے دو بیٹے ہوئے لؤی اور تیم۔ ان کی ماں سلمیٰ بنت عمرو الخزاعی تھی۔ بنی تیم ہی وہ لوگ ہیں، جو بنی الاذرم کہلاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک اور لوط کا قیس بن غالب بھی تھا، جس کی ماں سلمیٰ بنت کعب بن عمرو الخزاعی تھی۔ لؤی اور تیم غالب کے دونوں بیٹوں کی ماں بھی یہی سلمیٰ تھی۔

**اولاد لؤی** | ابن اسحاق نے کہا کہ لؤی بن غالب کے چار بیٹے ہوئے کعب، عامر، سامر اور عوف۔ کعب دعامر اور سامر کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر بنی قضاہ سے تھی۔

ابن ہشام نے کہا، ایک اور بیٹا حارث بن لؤی بھی تھا۔ اس کی اولاد بنی جشم بن الحارث کہلاتی ہے جو بنی ربیعہ کی شاخ ہزان میں سے ہے۔ جریر کہتا ہے:

بَنِي جُشْمٍ، لَسْتُمْ لِهَازَانَ قَانُتُمُوْا — لَا عَلَى الدَّوَابِّ مِنْ لُؤْيٍ بْنِ غَالِبٍ  
وَلَا تُنْكِحُوا فِي آلِ صَوْرٍ نِسَاءَكُمْ وَلَا فِي شُكَيْسٍ بَنِي مَثْوَى الْغَدَائِبِ

اے بنی جشم! تم بنی ہزان میں سے نہیں، اس لیے اپنے خاندان کا انتساب

ان نایاں ہستیوں کی طرف کرو، جو لؤی بن غالب سے اوپر ہوں اور اپنی بیٹیوں کی شادی

بنی صؤر اور بنی شکیس میں سے کسی کے ساتھ کرو کہ اجنبیوں کا ٹھکانا اچھا نہیں۔

**سعد بن لؤی** | سعد بن لؤی بھی لؤی کا ایک بیٹا تھا۔ یہ سب بنانہ سے نسبت رکھتے ہیں۔ جو قبیلہ ربیعہ میں کے شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعوب بن علی بن بکر بن دؤل

کی ایک شاخ ہے۔ بنانہ اس قبیلے کی مربیہ تھی، جو بنی القین بن جسر بن شیع اللہ اور بعض کہتے ہیں، شیع اللہ بن الاسد ابن وبرہ بن ثعلبہ بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کی

ہیں النمر بن قاسط کی بیٹی تھی اور بعض کہتے ہیں جرم بن ربان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کی۔ خزیمہ بن لؤی بھی اس کا ایک لوط کا تھا اور یہ لوگ عائدہ سے منسوب ہیں، جو شیبان بن

ثعلبہ کی شاخ ہے۔ عائدہ ایک عورت کا نام تھا، جو یمن کی تھی اور بنی عبید بن خزیمہ بن لؤی کی ماں تھی۔ عامر بن لؤی کے سوا تمام بنی لؤی کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر اور عامر بن

لؤی کی ماں مجنشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی، بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی۔



ابن اسحاق نے کہا: سامہ بن لؤی عثمان کی طرف چلا گیا اور وہیں رہا۔ عرب کا خیال سامہ بن لؤی ہے کہ عامر بن لؤی نے اسے نکالا، کیونکہ دونوں میں کچھ رنجش تھی۔ سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ دی تو عامر نے اسے اتنا ڈرایا کہ وہ عثمان کی طرف چلا گیا، کہتے ہیں جب سامہ بن لؤی اونٹنی پر جا رہا تھا اور راستے میں اونٹنی چرنے لگی تو ایک سانپ نے اونٹنی کا ہونٹ پکڑ کر کھینچا اور وہ پہلو کے بل گر پڑی۔ سانپ نے سامہ کو ڈس لیا اور وہ مر گیا۔ اس نے موت آتی دیکھی تو بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شعر کہے:

سامہ کے اشعار

عَيْنُ قَابُكِي سَامَةَ بِنِ لُؤَيٍّ عَلِفْتُ سَاقَ سَامَةَ الْعَلَاةِ

اے آنکھ! سامہ بن لؤی کے لیے رو کہ اسے ایک بڑی لپٹنے والی چیز لپٹ گئی۔

لَا أَرَى مِثْلَ سَامَةَ بِنِ لُؤَيٍّ يَوْمَ حَلَّوْا بِهِ قَتِيلًا لِنَاةِ

جس روز لوگ اس مقام پر اترے تو اونٹنی پر مرنے والے سامہ بن لؤی جیسا کوئی دوسرا نظر آیا۔

بَلَعَا عَامِرًا وَكَعْبًا وَسُوْلًا اَنَّ نَفْسِي اِلَيْهِمَا مُشْتَاةٌ

عامر اور کعب کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ میری روح ان دونوں کی مشتاق ہے۔

اِنْ تَكُنْ فِي عُثْمَانَ دَارِي فَاِنِّي غَالِبِي خَرَجْتُ مِنْ غَيْرِ فَاةِ

اگر عثمان میں میرا گھر ہو، جب بھی میں بنی غالب میں سے ہوں اور روزی کمانے

کی ضرورت مجھے گھر سے باہر نہیں لائی۔

رُبَّ كَأْسٍ هَرَقْتُ يَا بَنَ لُؤَيٍّ حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاةِ

اے لؤی کے بیٹے! موت کے ڈر سے تو نے بعض ایسے پیالے لٹکادے

جو لڑکھانے کے قابل نہ تھے۔

دُمْتُ دَفْعَ الْحُتُوفِ يَا بَنَ لُؤَيٍّ مَا لِمَنْ رَامَ ذَلِكَ بِالْعَتَفِ طَائِفَةُ

اے لؤی کے بیٹے! تو نے موت کو دفع کرنا چاہا تھا، لیکن جس نے یہ

ارادہ کیا وہ موت سے بچ نہ سکا۔

وَحَرُوسُ الشَّرَى تَرَكْتُ رَذِيًّا بَعْدَ جِدِّ وَحِدَةٍ وَرَشَاةِ



کوشش، سخت کوشش اور تیر زنی کے بعد چپ چاپ چلی چلنے والی (ادمنٹی) کو

تُرنے بتلائے مصیبت چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ سامہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سامہ بن لؤی سے اپنا نسب ظاہر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”الشاعر“؟ کیا وہی سامہ جو شاعر تھا؟ آپ کے بعض اصحاب نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا آپ کی مراد اس کا یہ شعر ہے؟“

رَبِّ كَأْسٍ هَرَقْتَ يَا بَنَ لُؤَيٍّ حَدَرَ الْمَوْتِ لَحْدًا تَكُنْ مُمْسِكًا

فرمایا: ”ہاں!“

**عوف بن لؤی** | ابن اسحاق نے کہا، عربوں کے ادعا کے مطابق عوف بن لؤی قریش کے ایک قافلے کے ساتھ نکلا جب غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان کی سر زمین میں پہنچا تو وہ قافلے سے پیچھے رہ گیا اور اس کی قوم کے جو لوگ ساتھ تھے، چلے گئے۔ پھر ثعلبہ بن سعد جو نسب کے لحاظ سے عوف بن لؤی کا بھائی تھا، اس کے پاس آیا کیونکہ ثعلبہ سعد بن (ذُبْيَان بن بَغِيض بن رَيْث بن غطفان) کا بیٹا ہے اور عوف سعد بن ذبیان بن بَغِيض بن رَيْث بن غطفان کا غرض ثعلبہ آیا تو عوف نے اسے روک لیا۔ بہت اصرار کر کے اس سے بھائی چارا قائم کیا اور وہ اس کی شادی کر دی۔ اس واقعے کے بعد سے اس کے نسب کی شہرت بنی ذبیان میں خوب ہو گئی۔ جب عوف پیچھے رہ گیا اور اسے قوم نے چھوڑ دیا تو لوگوں کے خیال کے مطابق ثعلبہ ہی نے عوف سے مخاطب ہو کر یہ شعر کہا تھا:

أَخْبَسَ عَلَى ابْنِ لُؤَيٍّ جَمَلُكَ تَرَكَتُ الْقَوْمَ وَلَا مَنَزَلَ لَكَ

اے ابن لؤی! اپنا اونٹ میرے پاس رد کر تجھے تیری قوم نے چھوڑ

دیا، لیکن تو چھوٹ کہاں سکتا ہے؟

بن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر یا محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حصین نے بیان کیا۔ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر میں عرب کے کسی قبیلے سے متعلق ہونے یا اسے اپنے میں ملا لینے کا دعویدار ہوتا تو بنی مرہ بن عوف کے متعلق دعویٰ کرتا، کیونکہ ہم ان میں بہت کچھ مماثلت پاتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص کہاں اور کس حیثیت سے جا پڑا ہے۔

**نسب مرہ** | وہ نسباً غطفانی ہے، کیونکہ مرہ عوف بن سعد بن ذبیان بن بَغِيض بن رَيْث بن

جلد اول



غطفان کا بیٹا ہے اور جب ان لوگوں سے اس نسب کا ذکر ہوتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اس نسب سے انکار نہیں، یہ تو ہمیں بہت محبوب ہے۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق وہ بنی مرہ بن عوف میں کا ایک شخص تھا۔ (جب نعمان بن منذر سے ڈر کر بھاگا اور قریش میں جا ملا) تو یہ شعر کہے:

اشعار حارث بن ظالم | حارث بن ظالم بن جذیمہ بن یربوع نے یہ شعر کہے ہیں:

فَمَا قَوْمِي بِثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْدٍ وَلَا بِفَزَارَةَ الشَّعْرِ الرَّقَابَا

میری قوم نہ تو بنی ثعلبہ بن سعد میں سے ہے اور نہ بنی فزارہ میں سے ہے جن کی

گردنوں پر بہت بال ہیں (یا جو شیر بر کی طرح سخت و قوی ہیں)۔

وَقَوْمِي إِنْ سَأَلْتُ، بَنُو لُؤَيٍّ بِمَكَّةَ عَلِمُوا مُصْرًا لَصْرَابَا

اگر تو دریافت کرے (تو میں بتاؤں گا کہ) میری قوم بنی لوی ہے جنہوں نے

مکہ میں بنی معز کو شمشیر زنی کی تعلیم دی ہے۔

سَفَهْنَا بِاتِّبَاعِ بَنِي بَغِيضٍ وَتَرَكِ الْأَقْرَبِينَ لَنَا أَنْتِسَابَا

ہم نے بنی بغیض کی پیروی کرنے اور اپنے قرابت داروں سے اپنے انساب

کو ترک کرنے میں بے وقوفی کی۔

سَفَاهَةٌ مُخْلِيفٌ لَمَّا تَرَدَدَى هَرَّاقُ الْمَاءِ وَاتَّبَعَ السَّرَابَا

یہ ایسی ہی بے وقوفی تھی، جیسے پانی کا طلب گار اپنے پاس کا پانی بہا دے

اور سراب کے پیچھے لگ جائے۔

فَلَوْ طَوَّعْتُ، عَمَرِكَ كُنْتُ فِيهِمْ وَمَا الْفَيْتُ أَنْتَجِعُ السَّحَابَا

تیری عمر کی قسم! اگر میں اپنے آپ کو ان کا مطیع و منتقاد بنائے رکھوں

تو ہمیشہ انہیں میں رہ سکتا ہوں اور اپنے آپ کو چارے پانی کی تلاش میں کسی اور سرزمین

کی طرف جانے کا محتاج نہ پاؤں گا۔

وَدَخَشَ رَوَاحَةَ الْقُرَشِيِّ دَحْلِي بِنَاجِيَةٍ وَلَمْ يَطْلُبْ ثَوَابَا

میری سواری کے لیے رواحہ قریشی نے اپنی تیز اوٹمنی آراستہ کردی اور اس

کا کچھ معاوضہ بھی طلب نہ کیا۔



ابن اسحاق نے کہا، کہ الحصین بن المحام المری نے جو نبی سم بن مرہ میں سے تھا اور بنی غطفان میں سے ہونے کا مدعی، عارث بن ظالم کی تردید کرتے ہوئے کہا:

أَلَا لَسْتُمْ مِثَّا وَلَسْنَا إِلَيْكُمْ بِرِئْسَا إِلَيْكُمْ مِنْ لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ

مُن لو کہ تم ہم میں سے نہیں اور نہ ہمیں تم سے کوئی تعلق ہے۔ لؤی بن غالب کے ساتھ نسبت رکھنے سے ہم بالکل بری ہیں۔

أَقْمُنَا عَلَى عِدِّ الْجَاذِ وَأَنْتُمْ بِمُعْتَلِجِ الْبَطْحَاءِ بَيْنَ الْأَخَاشِيبِ

ہم جھانڈی بندی پر ٹھہرے رہے ہیں اور تم لوگ پہاڑوں کے درمیان ریتلی دلدلی کی محنتوں پر پڑے ہوئے ہو۔

**قریش سے انتساب** | مندرجہ بالا اشعار سے شاعر کی مراد قریش ہے۔ اس کے بعد حصین ان اشعار کے کہنے پر پچھتا یا اور عارث بن ظالم نے جو بات کہی تھی، اس کی سمجھ میں آگئی۔ اس نے قریش سے انتساب کا اظہار کیا اور خود اپنی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا:

نَدِمْتُ عَلَى قَوْلٍ مَضَى كُنْتُ قُلْتُهُ تَبَيَّنْتُ فِيهِ أَنَّهُ قَوْلُ كَاذِبٍ

میں نے جو ایک بات زمانہ گزشتہ میں کہہ دی تھی، اس پر مجھے ندامت ہے اور اب مجھے بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ بات جھوٹی تھی۔

فَلَيْتَ لِسَانِي كَانَ نِصْفَيْنِ مِنْهُمَا بَكِيمٌ وَنِصْفٌ عِنْدَ مُجَرِّ الْكَوَاكِبِ

کاش! میری زبان کے دو حصے ہر جاتے، ایک حصہ گونگا ہوتا اور قریش کی مذمت نہ کر سکتا، اور ایک حصہ قریش کی مدح و ستائش میں اس قدر بلند ہوتا کہ ستاروں کے گھر منے کے مقام پر پہنچ جاتا۔

أَبُونَا حِافِيٌّ بِسَكَّةَ وَتَبْرُكُا بِمُعْتَلِجِ الْبَطْحَاءِ بَيْنَ الْأَخَاشِيبِ

ہمارا باپ بنی کنانہ ہی سے تھا، جس کی قبر مکہ میں دونوں پہاڑوں کے درمیان ریتلی وادی کے محنت طلب مقام ہی میں ہے۔

لَنَا الرُّبْعُ مِنَ بَيْتِ الْحَرَامِ وَرِاثَةٌ وَرُبْعُ الْبَطْحَاءِ عِنْدَ دَارِ بْنِ حَاطِبٍ

ہمیت الحرام کا چوتھائی حصہ وراثتاً ہمیں ملا ہے، نیز ریتلی وادی کا چوتھائی حصہ ابن حاطب کے گھر کے پاس ہے آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ لؤی کے چار بیٹے تھے:

عبد اقل



کعب، عامر، سامہ اور عوف ر یوں لڑی کی ملکیت کے چار حصے ہوئے اور چاروں بیٹوں کی اولاد کو ملے۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ ایسے شخص نے مجھے بتایا، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بنی مرہ کے چند لوگوں سے فرمایا: اگر تم اپنے نسب کی طرف لوٹنا چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔  
**ہاشم بن حرملہ کے متعلق اشعار** | ابن اسحاق نے کہا، یہ لوگ بنی غطفان کے اشراف اور سرداران قوم تھے انھیں میں ہرم بن سنان بن ابی عارضہ ابن مرہ بن ہاشم بن حارث بن عوف، حصین بن الحکم اور ہاشم بن حرملہ بھی تھے۔

أَحْيَا أَبَا هَاشِمٍ بَنُ حَرْمَلَةَ      يَوْمَ الْهَبَاءِ وَ يَوْمَ الْيَعْمَلَةِ

جنگ ہبائہ اور جنگ یعلہ کے روز ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام زندہ کر دیا۔

تَرَى الْمُلُوكَ عِنْدَهُ مُعْرِ بَلَّةً      يَقْتُلُ الذَّانِبَ وَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ

بادشاہوں کو اس کے آگے ذلیل دیکھو گے۔ وہ ان میں گناہ گار اور بے گناہ

دونوں کو قتل کر دیتا ہے۔ یعنی کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ اسے بدلے کا خوف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عامر خضعی (خضفہ قیس بن عیلان کا بیٹا تھا) کے یہ شعر ابو عبیدہ نے مجھے اس طرح سنائے۔

(اس روایت کے مطابق پہلے دو شعر وہی تھے جو اوپر نقل ہوئے اور ان میں صرف ایک مصرع غلاف تھا، یعنی "وَسَامُحُهُ لِلْوَالِدَاتِ مُشْكَلَةٌ" اور اس کا نیزہ ماؤں کو بچوں پر رلاتا تھا۔)

**مر کے اشعار** | اس نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا کہ ہاشم نے عامر سے کہا، میری تعریف میں کوئی بہترین شعر کہہ تو میں تجھے اس کا صلہ دوں گا۔ عامر نے پہلا شعر کہا، لیکن ہاشم نے

پسند نہ کیا۔ پھر اس نے دوسرا شعر کہا وہ بھی اسے پسند نہ آیا، تیسرا کہا تو اسے بھی اس نے پسند نہ کیا

ہبائہ اور یعلہ دو مقاموں کے نام ہیں جہاں زمانہ قبل اسلام میں لڑائیاں ہوئی تھیں۔ عرب ایسے مشہور واقعات "ہرم" سے تعبیر کرتے تھے۔



جب اس نے چوتھا شعر کہا ”یقْتُلْ ذَا الذَّنْبِ وَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ“ تو بہت خوش ہوا اور انعام دیا۔ کمیت بن زید نے اپنے اس شعر میں اسی کی جانب اشارہ کیا ہے:

وَهَا شِمُّ مُرَّةٍ الْمُفْنِي مُلُوكًا      بِلَا ذَنْبٍ إِلَيْهِ وَمِنْ نَبِيَّتَا

بنی مرہ کا شتم وہ شخص ہے، جو بے گناہ اور گناہ گار بادشاہوں کو فنا کر دیتا ہے

ابن اسحق نے کہا، یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیک نامی اور شہرت تمام بنی غطفان اور بنی قیس میں تھی یہ لوگ اپنے طریقوں پر قائم رہے اور بسل بھی انہیں میں سے ایک شخص تھا۔

”بسل“ سے مراد ہے حرمت کے اٹھ مہینے۔ عرب انہیں مقدس سمجھتے تھے نہ کسی

**تعریف بسل**

کو ان سے انکار تھا اور نہ کوئی ان کی مخالفت کرتا تھا۔ ان مہینوں میں وہ جن عربی شہروں اور علاقوں کی طرف چاہتے، چلے جاتے اور انہیں کسی قسم کا ڈرنہ ہوتا۔ زبیر بن ابی سلمیٰ نے بنی مرہ کے متعلق کہا ہے:

رکتے ہیں کہ زبیر بن مزنیہ بن ادبن طابخہ بن الیاس بن مضر میں سے ہے۔ بعض نے زبیر بن ابی سلمیٰ کو بنی غطفان میں سے بتایا ہے، بعض کہتے ہیں وہ بنی غطفان کا حلیف تھا۔

تَأْمَلْ فَإِنْ تَقْوِ الْمَرْوَرَةَ مِنْهُمْ      وَدَارَ تَهَا لَا تَقْوِ مِنْهُمْ إِذَا نَخَلْ

(اے مخاطب!) غور سے دیکھ کہ مقام مرورات ہے اور اس کے مملات ان سے

کبھی خالی نہیں رہتے۔ اگر وہ ان سے خالی بھی ہوں تو مقامات نخل سے خالی

نہ ہوں گے

بِلَا دُبْهَا نَادِمَتُهُمْ وَأَلْفَتْهُمْ      وَإِنْ تَقْوِيَا مِنْهُمْ فَإِنَّهُمْ بَسْلُ

میں ان لوگوں کے ساتھ ان شہروں میں رہا ہوں اور ان سے دوستی کی ہے۔ اگر وہ

مقامات ان لوگوں سے خالی بھی ہوں تو کچھ خوف نہیں، کیونکہ وہ خود قابل احترام ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ بنی قیس ثعلبہ کے اعشی نے یہ شعر کہا ہے:

أَجَارَتْكُمْ بَسْلٌ عَلَيَّتَا مُحَرَّمٌ      وَجَارَتْكُمْ حِلٌّ لَكُمْ وَحَلِيلُهَا

تمہیں بسل نے پناہ دی، جو ہمارے لیے قابل احترام ہے اور ہم نے جسے پناہ

دی ہے وہ تمہارے لیے حلال اور ناقابل احترام ہے۔

لے مرورات ایک مقام ہے، جہاں جنگ ہوئی تھی لے نخل دو مقام ہیں، ایک نجد میں بہ علاقہ غطفان، دوسرا

مقام مدینہ منورہ سے دورات کی مسافت پر ہے۔



**اولاد کعب و مرہ** | ابن اسحاق نے کہا: کعب بن لؤئی کے تین بیٹے ہوئے: مرہ، عدی اور حصیص۔ ان کی ماں و خشیہ بنت شیبان (بن محارب بن فہر بن مالک بن نصر تھی۔

مرہ بن کعب کے تین بیٹے تھے: کلاب، تیم اور قیظہ۔ کلاب کی ماں تو ہند بنت سُریر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ تھی اور قیظہ کی ماں بارقیہ، یمن والے بنی اسد کی شاخ بنی بارق سے تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ تیم کی ماں تھی، بعض کے نزدیک تیم، ہند بنت سُریر کا بیٹا تھا، جو کلاب کی بھی ماں تھی۔

**نسب بارق** | ابن ہشام نے کہا کہ بارق، بتی عدی (بن حارث بن عمرو بن عامر بن حارثہ ابن امرأ القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الاسد بن الغوث) میں سے تھا جو بنی شنوۃ کی شاخ ہے الکسیت بن زید نے کہا:

وَأَزْدُ شَنْوَةَ أُنْدَارُ وَعَلَيْنَا بِحُجْمٍ يَحْسِبُونَ لَهَا قُرُونًا

اُزد شنوۃ اپنے بے سنگ سروں سے ہم پر ٹوٹ پڑے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کے سنگ ہیں۔

فَلَمَّا قُلْنَا لِبَارِقٍ قَدْ آسَأْتُمْ وَمَا قُلْنَا لِبَارِقٍ اَعْتَبُونَا

ہم نے بنی بارق سے کبھی نہیں کہا کہ تم نے بڑا کیا اور نہ ہم نے ان سے کبھی یہ کہا کہ ہم پر غضبناک نہ ہوں اور معاف کر دیں۔

ان کا نام بارق اس لیے پڑا کہ انھوں نے برق کی تلاش کی۔

**اولاد کلاب** | ابن اسحاق نے کہا، کہ کلاب بن مرہ کے دو بیٹے ہوئے: قصتی اور زہرہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل تھی۔ سیل بنی جعثمہ کے بنی جدزہ میں سے ایک شخص تھا اور جعثمہ یمن والے بنی اُزد میں سے تھا، جو بنی الدیل (بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ) کے حلیف تھے۔

**نسب جعثمہ** | ابن ہشام کا بیان ہے کہ بعض لوگ جعثمہ کو جعثمہ الاسد اور بعض جعثمہ الازد کہتے ہیں اور یہ جعثمہ لشکر (بن مُبشر بن صعیب بن دُہمان بن نصر بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث) کا بیٹا تھا۔ بعض نے سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے جعثمہ بن مُبشر بن صعیب بن نصر بن زہران بن الاسد بن الغوث۔ یہ لوگ جدزہ



کے نام سے اس لیے مشہور ہوئے کہ عامر بن عمرو بن خزیمہ بن جعثمہ نے حارث بن مضاض جرہی کی بیٹی سے شادی کر لی تھی اور نبی جُرہم مجاہد بن کعبہ اللہ تھے پس جعثمہ نے کعبہ اللہ کی دیوار کی تعمیر کی۔ اس وجہ سے عامر کو جادور (دیوار بنانے والا) کہنے لگے اور اس کی اولاد کو جَدْرہ۔

ابن اسحق نے کہا کہ سعد بن سَیْل کی مدح و ستائش میں کسی شاعر نے کہا:

مَا نَرَى فِي النَّاسِ شَخْصًا وَاحِدًا مِّنْ عَلِمْنَا كَسَعْدِ بْنِ سَيْلٍ

ہیں جن لوگوں کے حالات معلوم ہیں، ان میں کسی شخص کو سعد بن سَیْل جیسا نہ پایا۔

فَارِسًا أَضْبَطَ فِيهِ عُسْرَةٌ وَإِذَا مَا وَقَتَ الْقُرْنِ نَزَلَ

وہ ایسا شاہ سوار ہے کہ دونوں ہاتھوں سے یکساں ہتھیار چلاتا ہے

(دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی) اور جب اپنے کسی ہمسر کو مقابلے کے لیے

ٹھہراتا ہے تو گھوڑے سے اتر پڑتا ہے۔

فَارِسًا يَسْتَدْرِجُ الْخَيْلَ كَمَا أُسْدٌ — تَدَارِجُ الْحَرَّ الْقَطَا مَعَ الْحَجَلِ

تو اسے شاہ سوار پائے گا جو خراں خراں (دشمن کے) رسالے کے قریب

ہو جاتا ہے، جس طرح گوشت کے بھوکے شکرے کو گرم رفتار پر چکوری سے نزدیک

کر دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا، کلاب کی ایک بیٹی نعم نامی بھی تھی اور یہ سہم (بن عمرو بن بقیہ اولاد کلاب | حُصَيْصُ بْنُ كَعْبِ بْنِ لُؤْيٍ کے دونوں بیٹوں) اسعد اور سعید کی ماں تھی۔ اس نعم کی ماں کا نام فاطمہ بنت سعد بن سَیْل تھا۔



## قصی، ہاشم اور عبد المطلب کی اولاد

**اولاد قصی** | ابن اسحق کہتے ہیں کہ قصی بن کلاب کے چار بیٹے تھے۔ عبد مناف، عبد اللہ بن عبد العزیٰ اور عبد۔ اور دو بیٹیاں۔ شجر اور برہ۔ ان کی ماں حبشی بنت حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی تھی۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ بعض حبشیہ کو حبشیہ کہتے ہیں۔

**اولاد عبد مناف** | ابن ہشام کا بیان ہے کہ عبد مناف بن قصی کے، جس کا نام المغیرہ تھا، چار بیٹے تھے۔ ہاشم، عبد شمس، المطلب اور ان کی ماں عاتکہ بنت مرہ (بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہشہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ) تھی۔ چوتھا بیٹا نوفل تھا۔ جس کی ماں واقعہ بنت عمرو مازنیہ تھی۔ مازن منصور بن عکرمہ کا بیٹا تھا۔

اسی نسب کی وجہ سے عتبہ بن غزوہ بن جابر بن وہب بن لسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ نے ان کی مخالفت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عمرو شاعر، قلابہ، حیہ، ریطہ، ام الاثمن، اور ام سفیان سب کی سب عبد مناف ہی کی اولاد ہے۔ ابو عمرو کی ماں توریطہ تھی، جو بنی ثقیف سے تھی۔ مذکورہ تمام بیٹوں کی ماں عاتکہ بنت مرہ بن ہلال تھی جو ہاشم کی ماں تھی، عاتکہ کی ماں صفیہ بنت حوزہ (بن عمرو بن سلول بن صغصغہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن) تھی۔ صفیہ کی ماں عائذہ بنت سعد العشیرہ بن مذحج کی بیٹی تھی۔

**اولاد ہاشم** | ہاشم بن عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ عبد المطلب، اسد، اباصیفی اور نضلة اور پانچ بیٹیاں، شفاء، خالدة، ضعیفہ، رقیہ، حیہ۔ عبد المطلب اور رقیہ کی ماں سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لبید بن خدّاش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی۔

اور نجار کا نام تیمم اللہ بن ثعلبہ (بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) تھا۔ سلمیٰ کی ماں عمیرہ بنت ضحّہ (بن الحارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار) تھی۔ عمیرہ کی ماں سلمیٰ بنت عبد الاشہل نجاریہ تھی۔ اسد کی ماں کا نام قیلہ بنت عامر بن مالک الخزاعی تھا اور ابوصیفی اور حیہ کی ماں مہذبہ بنت عمرو (بن ثعلبہ الخزرجیہ) تھی۔ نضلة اور شفاء کی ماں بنی قضاۃ کی ایک عورت تھی۔



خالہ اور ضعیفہ کی ماں کا نام واقدة بنت ابی عدی المازنیہ تھا۔

### اولاد عبد المطلب

ابن ہشام نے کہا: عبد المطلب بن ہاشم کے دس بیٹے تھے۔ عباس، حمزہ، عبد اللہ، ابو طالب (اصل نام عبد مناف) زبیر، الحارث، حبل، المقوم، ضرار، ابولہب (اصل نام عبد العزیٰ)، اور سات بیٹیاں، صفیہ، ام حکیم، البیضہ، عاتکہ، امیمہ، اردی اور برہ۔

عباس اور ضرار کی ماں نثیلہ بنت جناب (بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید مناة بن عامر جس کا لقب ضحیان تھا، بن سعد بن الحزرج بن تیم اللات بن النمر بن قاسط بن مہنب بن اقصی بن حدلیہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار) بعض کہتے ہیں کہ اقصی بن دغنی بن جدلیہ۔ حمزہ، مقوم، حبل اور صفیہ کی ماں کا نام ہالہ تھا اور نیکیوں کی کثرت، مال کی وسعت اور برگزیدگی کے باعث اس کا لقب "غیداق" (کریمہ یعنی صاحبہ کرم) پڑ گیا تھا۔ اس کا نسب یوں تھا: ہالہ بنت اہیب (بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ، بن کعب بن لؤی)

عبد اللہ، ابو طالب، زبیر (اور صفیہ کے سوا) تمام بیٹوں کی ماں، فاطمہ بنت عمرو (بن عامر بن عمران بن مخزوم بن یفطہ بن مرہ بن کعب بن لؤی، بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر) تھی۔ فاطمہ کی ماں صخرہ کا نسب یوں تھا۔ صخرہ بنت عبد ربن عمران بن مخزوم بن یفطہ بن مرہ، بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر اور صخرہ کی ماں شجر بنت عبد ربن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر تھی۔

حارث بن عبد المطلب کی ماں کا نام سمراء بنت جندب بن (حجیر بن رہاب بن حبیب بن سوادۃ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ تھا اور ابولہب کی ماں لبنی بنت ہاجر (بن عبد مناف بن ضاطر بن حبشیہ بن سکول بن کعب بن عمرو الخزاعی) تھی۔

### عبد اللہ بن عبد المطلب

عبد اللہ بن عبد المطلب سے اولاد آدم کے سردار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب تولد ہوئے، صلوات اللہ وسلامہ ورحمۃ وبرکاتہ علیہ وعلیٰ آلہ۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب (بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر) تھا۔ آمنہ کی والدہ کا نام برہ

لے ابن قتیبہ نے وہب بن عبد مناف لکھا ہے، لیکن ابیب بن عبد مناف بھی لکھتے ہیں، وہب ان کے بجائی تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نانا یعنی آمنہ کے والد تھے۔



نبت عبد العزیزی (بن عثمان بن عبد الدار بن قصی بن مرقہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر اور بڑھ کی ماں کا نام ام حبیب بنت اسد بن عبد العزیزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھا) ام حبیب کی نانی کا نام بڑھ بنت عوف (بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ اعتبار حسب و نسب والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی تمام اولادِ آدم میں افضل و اشرف تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

**زمزم کی کھدائی** محمد بن اسحق مطلبی نے کہا: عبد المطلب بن ہاشم ایک مرتبہ حجر میں سو رہے تھے خراب میں کوئی آیا اور انہیں زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔ وہ قریش کے دو بتوں

اساف و نائلہ کے درمیان قریش کی قربان گاہ کے پاس پٹا ہوا تھا اور اسے بنو جبر، عم تے مکہ سے روانہ ہوتے وقت پاٹ دیا تھا۔ یہ اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی بادی تھی، جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وقت سیراب کیا جب وہ صغیر سن میں پیاسے ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ نے بہت کچھ پانی کی تلاش کی، مگر نہ پایا اور کوہ صفا پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسمعیل کے لیے مینہ برسا دے پھر کوہ مروا پر آئیں اور اسی طرح دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے اڑتی زمین پر ماری تو وہاں پانی ظاہر ہو گیا۔ حضرت اسمعیل کی والدہ نے درندوں کی آواز سنی اور بچے کے لیے خطرہ محسوس کر کے دوڑتی ہوئی اس کی طرف آئیں تو دیکھا کہ بچے کے رخسار کے نیچے پانی بہہ رہا تھا اور وہ ہاتھ سے ٹٹول کر پی رہا تھا۔ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی والدہ نے اسے چشمہ بنا دیا۔

۱۔ حرم پاک کا وہ حصہ بزرگ و عظیم کہلاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لبت سے پانچ سال پیشتر قریش نے کعبے کی عمارت از سر نو بنائی تھی تو مصارت کم مہربانے کے باعث شمالی جانب ایک صفحہ چھوڑ دیا تھا۔ آج کل اس جگہ کے گرد نشان کے لیے چھوٹی سی دیوار بنادی گئی ہے۔



## بیت اللہ سے جرم کا اخراج

**بیت اللہ کی تولیت** | ابن ہشام نے زیاد بن عبد اللہ بکائی اور انھوں نے محمد بن اسحاق <sup>الطلبی</sup> سے جو روایت بیان کی ہے اس میں جرم کے حالات بھی ہیں۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ زمزم کو پاٹ کر مکہ سے نکلے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ عبد المطلب کے ہاتھوں جرم کے از سر نو جاری ہونے تک کون کون مکہ پر حکمران رہے۔ وہ کہتے ہیں جب اسمعیل بن ابراہیم علیہا السلام کی وفات ہوئی تو بیت اللہ کی تولیت آپ کے فرزند نابت بن اسمعیل سے اس وقت تک متعلق رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ ان کے بعد بیت اللہ کا متولی مضاہ بن عمرو جرمی ہوا۔ بعض لوگ مضاہ کو مضاہ کہتے ہیں۔

**جرم و قطور** | اس زمانے میں بنی اسمعیل، بنی نابت، ان کا نانا مضاہ بن عمرو ان کے ماموں اور بنی جرم و بنی قطور ابھی مکہ میں رہتے تھے بنی جرم اور بنی قطور اور آپس میں غم زاد بھائی تھے اور یہ دونوں ایک قافلے کی شکل میں مین سے سفر کر کے آئے تھے۔ بنی جرم پر مضاہ بن عمرو اور بنی قطور پر الشمیمذع، جو انھیں میں کا ایک شخص تھا، حاکم تھے۔ یہ لوگ جب کبھی مین سے نکلتے، ان پر ایک بادشاہ ہوتا، جو ہر طرح نگران رہتا۔ جب یہ دونوں مکہ میں اترے اُسے سرسبز و شاداب پایا تو انھیں پسند آگیا اور دونوں یہیں رہ پڑے۔ مضاہ بن عمرو اور اس کے جرمی بھائی مکہ کے بلند مقام قعیقعان اور اس کے حوالی میں، الشمیمذع اور بنی قطور مکہ کے نشیبی حصے اجیاد اور اس کے حوالی میں رہنے لگے۔

جو لوگ مکہ کی بلند جانب سے اُس میں داخل ہوتے، ان سے مضاہ محصول عشر لیتا اور جو نشیبی جانب سے آتے ان سے الشمیمذع عشر لیتا۔ ہر ایک اپنی اپنی قوم میں رہتا اور کوئی ایک دوسرے کے پاس نہ جاتا۔ پھر بنی جرم اور بنی قطور نے بغاوت کی اور ہوس حکومت میں مقابلہ کرنے لگے۔ اس وقت مضاہ کے ساتھ بنی اسمعیل اور بنی نابت بھی تھے۔ بنی نابت ہی کے ہاتھ بیت اللہ کی تولیت تھی اور الشمیمذع کو اس میں کوئی دخل نہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کی طرف حملہ آور نہ ہو سکے۔



## مضاض بن عمرو

مضاض بن عمرو قُضِيعَان سے لشکر لیے السُّمَيْدِغ کی طرف اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ جنگ کا پورا سامان، نیزے، ڈھالیں، تلواریں، ترکش وغیرہ ایک دوسرے سے ٹکراتے اور کھڑکھڑاتے تھے کہا جاتا ہے کہ قُضِيعَان کو قُضِيعَان اس لیے کہا جاتا ہے کہ تقعیق کے معنی کھڑکھڑانا ہیں۔ السُّمَيْدِغ اجیاد سے اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ سوار اور پیادہ لشکر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُجْیاد کو اُجْیاد اس لیے کہا جاتا ہے کہ السُّمَيْدِغ کے ساتھ بہترین گھوڑے تھے دونوں کا مقابلہ فاضل میں ہوا۔ نہایت سخت جنگ ہوئی۔ السُّمَيْدِغ قتل اور بنی قطورا، ذیل درسا ہوئے۔ کہتے ہیں، اسی سبب کے مقام کا نام فاضل (ذیل درسا کرنے والا) پڑا پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے سے صلح کی خواہش ظاہر کی اور مقام مطابخ میں جو مکہ کے بلند حصے میں واقع ہے، قبیلوں کی تمام شاخیں جمع ہوئیں۔ وہیں صلح کر لی اور حکومت مضاض کے حوالے ہوئی۔ جب مکہ کی حکومت بالاتفاق مضاض کے ہاتھ آئی اور وہاں وہ بادشاہ ہو گیا تو اس نے لوگوں کے لیے جانور ذبح کیے اور ان کی ضیافت کی۔ لوگوں نے پکایا اور کھایا، اس لیے مطابخ کا نام مطابخ (پکانے کی جگہ) مشہور ہوا۔ بعض اہل علم کہتے ہیں، اس مقام کا نام مطابخ پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں جمع ہونے والے جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھانا کھلایا تھا اور اسی مقام پر وہ اُترا تھا۔ کہتے ہیں کہ مضاض اور السُّمَيْدِغ کے درمیان جو لڑائی ہوئی، پہلا ہیکڑا تھا، جو مکہ میں ہوا۔

## اولاد اسمعیل و جبرہم

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسمعیل علیہ السلام کی اولاد کو خوب پھیلا دیا، لیکن بیت اللہ کے متولی اور حکام مکہ بنی جبرہم ہی رہے، جو اسمعیل کے ماموں ہوتے تھے اور اولاد اسمعیل (علیہ السلام) نے بنی جبرہم سے حکومت کے متعلق کبھی بھی نزاع نہ کی، کیونکہ ایک تو وہ قرابت میں ان کے ماموں ہوتے تھے، دوسرے مکہ منظمہ کی عظمت و حرمت اس بات سے مانع تھی کہ اس میں جنگ و جدال ہو۔ جب مکہ میں اولاد اسمعیل کو تنگی ہونے لگی تو وہ دوسرے شہروں میں منتشر ہو گئے۔ جس قوم سے بنی اسمعیل کو جنگ پیش آئی، اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی، کیونکہ وہ دیندار تھے اور مخالفوں کو انہوں نے پامال کر دیا۔

## بنی کنانہ اور بنی خزیمہ

اس کے بعد مکہ میں بنی جبرہم نے سرکشی اختیار کر لی اور اس مقدس مقام کی عظمت و حرمت کا لحاظ رکھا۔ مقامی باشندوں کے سوا دوسرے

لے جیاد کے معنی بہترین گھوڑے کے ہیں مگر یہ بیان محل نظر ہے "اجیاد" "جید" کی جمع ہے۔ معنی گردن کہا جاتا ہے کہ مضاض نے وہاں عاملین سے ایک سوا آدمیوں کی گردن ماری تھی، اس وجہ سے مقام کا نام جیاد پڑ گیا۔



جو لوگ دہاں جاتے، ان پر ظلم کرتے اور کعبۃ اللہ کے لیے جو نذرانے گزرانے جاتے، انہیں کھانے لگے۔ ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ جب بنی بکر بن عبد مناتہ بن کنانہ اور غبشان نے جو بنی خزاعہ میں سے تھے یہ حالات دیکھے تو وہ بنی جرہم سے جنگ کرنے اور انہیں مکہ سے نکال دینے پر متفق ہو گئے چنانچہ جنگ ہوئی، جس میں بنی بکر اور غبشان نے غلبہ پایا اور بنو جرہم کو جلا وطن کر دیا۔ زمانہ مجاہدیت میں مکہ کی یہ حالت تھی کہ جو ظلم اور زیادتی کرتا اس میں نہ رہ سکتا۔ جو شخص اس میں خود سری کرتا، مکہ اسے اپنے اندر سے نکال دیتا۔ اسی لیے اس کا نام بکتہ مشہور تھا۔

بکتہ اور اس کے معنی | کوئی بادشاہ مکہ کی بے حرمتی کرتا تو فوراً برباد ہو جاتا کہتے ہیں کہ اس کا نام بکتہ اس لیے مشہور ہوا کہ وہ ان سرکشوں کی گردنیں توڑ دیتا تھا جو اس میں کسی برائی کی داغ بیل ڈالتے۔

ابن ہشام نے کہا، مجھے ابو عبیدہ نے بتایا ہے کہ بکتہ مکہ کے اندر کی ایک دادی کا نام ہے اور چونکہ لوگوں کا وہاں بہت ہجوم ہوتا تھا، اس لیے اسے بکتہ کہنے لگے۔ ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:

إِذَا الشَّرِيبُ أَخَذَتْهُ أَكَّةُ فَخَلَّهَ حَتَّى يَبْلُغَ بَكَّةَ،

جب کوئی ہم مشرب سختی پر اتر آئے تو اسے چھوڑ دے، حتیٰ کہ سختی اس سے مزاحمت کرے۔

یعنی اُسے چھوڑ دو کہ اس کے اونٹ پانی کی طرف جائیں اور وہاں ہجوم کریں۔

بکتہ بالخصوص کعبۃ اللہ کی جگہ اور مسجد ہی کو کہا جاتا ہے۔ یہ شعر (مصرعے) عامان بن کعب بن عمر بن سعد بن زید مناتہ بن تمیم کا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ عمرو بن حارث بن مضاض جرہمی نے کعبے کے دونوں ہرن اور حجر اسود کو نکال کر زمزم میں دفن کر دیا اور بنی جرہم کو ساتھ لے کر یمن کی طرف چلا گیا۔ تولیت مکہ اور وہاں کی حکومت کے چھوٹنے کے سبب انہیں بہت غم ہوا۔

چنانچہ عمرو بن حارث بن مضاض نے اس بارے میں کہا ہے

عمرو بن حارث کے اشعار | اور یہ مضاض وہ مضاض نہیں، جسے مضاض اکبر کہتے ہیں:

۱۔ نسی کے معنی ہانکا اور ڈانسا ہے۔

۲۔ بکت کے معنی گردن توڑ دینا اور اس کے ایک معنی ہجوم کے بھی ہیں جیسا کہ اگلے فقرے سے واضح ہوگا۔

۳۔ کعبۃ اللہ کے لیے نذر گزرائی ہوئی چیزوں میں سے دوسونے کے ہرن بھی تھے جن کا ذکر آگے آئے گا۔



وَقَائِلَةٍ وَالذَّمُّ مَعُ سَكْبٍ مُبَادِدٌ وَقَدْ شَرِقتُ بِالدَّمِّ مَعُ مِنْهَا الْمَحَاجِرُ

بعض کہنے والوں کی یہ حالت ہے کہ آنسو تیزی سے بہ رہے ہیں اور آنکھوں

کے حلقے آنسوؤں سے چمک رہے ہیں۔ وہ یہ کہتی ہیں:

كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ النَّجْوَى إِلَى الصَّفَا أَيْنِسٌ وَلَمْ يَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرُ

گو یا مقام حجون سے کوہ صفا تک نہ کوئی مونس تھا اور نہ مکہ میں کوئی رات کو

بیٹھ کر چین سے بات کرنے والا۔

فَقُلْتُ لَهَا وَالْقَلْبُ مِثْرَى كَأَنَّمَا يُجْلِجُهُ بَيْنَ الْجَنَاحَيْنِ طَائِرُ

میں نے اپنی رفیقہ سے کہا اور میرے دل کا عالم یہ تھا، گو یا اسے کوئی پرند اپنے

دونوں بازوؤں کے درمیان حرکت دے رہا ہے۔

بَلَى نَحْنُ كُنَّا أَهْلَهَا فَآزَا لَنَا صُورُفُ اللَّيَالِي وَالْجُدُودُ الْعَوَاشِرُ

ہاں، ہمیں تو وہاں کے رہنے والے تھے، زمانے کی گردشوں اور ناکام ماسعی

نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔

وَكُنَّا وَلاَةَ الْبَيْتِ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ نَطُوفُ بِذَلِكَ الْبَيْتِ وَالْخَيْرُ ظَاهِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کے متواتر ہیں تو تھے جو اس گھر کے گرد گھومتے رہتے

تھے (ہماری بھلائی تو ظاہر ہے۔

وَنَحْنُ وَ لَيْنَا الْبَيْتِ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ بَعْدَ فَمَا يَخْطَى لَدَيْنَا الْمَكَاشِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کی تولیت عزت و جلالت سے ہیں نے تو کی ہے۔ ہماری

نظروں میں کثرت مال پر فخر کرنے والوں کی کیا قدر و منزلت ہو سکتی ہے۔

مَلَكْنَا فَعَزَّزْنَا فَا غَطَمَ بِمُلْكِنَا فَلَيْسَ لِحِي عَابِرِنَا ثَمَرًا فَاحِرُ

ہم نے وہاں حکومت کی تو کس عزت و شان سے کی ہمارے سوا کسی اور قبیلے کو

وہاں فخر کی گنجائش ہی نہیں۔

أَلَمْ تُنْكِحُوا مِنْ خَيْرِ شَخْصٍ عَلِمْتُهُ فَأَبْنَاؤُهُ مِنَّا وَنَحْنُ الْأَصَاهِرُ

کیا تم نے اپنی بیٹی اس شخص کے نکاح میں نہیں دی۔ جو ان تمام لوگوں میں بہترین تھا

جنہیں میں جانتا ہوں، یعنی اسمعیل علیہ السلام؟ اس کی اولاد ہمیں سے تو ہے اور ہمارا ہی قبیلہ

لے مکہ کے بالائی حصے کا ایک پہاڑ ہے جو عرم کعبہ کے پاس ہے اور جہاں سے مردہ تک سعی کی جاتی ہے۔



تو اس کا سرال ہے۔

فَإِنْ تَنَتَّنِي الدُّنْيَا عَلَيْنَا بِحَالِهَا فَإِنَّ لَهَا حَالًا وَفِيهَا التَّشَا جُرُّ

اگر دنیا اپنے حالات کے ساتھ ہمارے خلاف ہو گئی تو تعجب کیوں ہو؟ اس میں  
تغیرات ہوتے ہی رہتے ہیں اور کشمکش جاری ہی رہتی ہے۔

فَأَخْرَجْنَا مِنْهَا الْمَلِئِكُ بِقُدْرَةٍ كَذَلِكَ يَا لَلنَّاسِ تَجْرِي الْمَقَادِرُ

ہمیں وہاں سے ملک مقتدر یعنی خدا نے نکال دیا لوگو! تقدیر اسی طرح اپنا سفر  
جاری رکھتی ہے۔

أَقُولُ إِذَا نَامَ الْخَلْقُ وَلَكَ أَنْتَ إِذَا الْعَرْشُ لَا يَبْعُدُ سَهِيلٌ وَعَامِرٌ

فارغ اہمال لوگ سو گئے، میں نہ سویا اور یہ دعا کرتا رہا کہ اے عرشِ عظیم کے  
مالک! سہیل و عامر دور نہ کر دیے جائیں۔

وَبَدَلْتُ مِنْهَا أَوْجُهَا لَا أُجْبِهَا قَبَائِلُ مِنْهَا حَنِيرٌ وَ يُحَايِرُ

ان لوگوں کا قائم مقام تونے ایسے لوگوں کو کر دیا ہے، جو مجھے محبوب نہیں۔ ان  
میں کچھ تو میری قبیلے کے ہیں اور کچھ مجاہد۔

وَصِرْنَا أَحَادِيثًا وَكُنَّا بِغَيْبَةٍ بِذَلِكَ عَضَّتْنَا السَّنُونُ الْقَوَائِرُ

کبھی ہم بھی قابلِ رشک تھے، لیکن اب تو ہم گزری ہوئی کہانیاں بن کر رہ  
گئے ہیں۔ ہماری اس قابلِ رشک حالت ہی کی وجہ سے گزشتہ زمانے نے ہمیں  
کاٹ کھایا ہے۔

فَسَمَحَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ تَبْكِي بِلَدَا بِهَا حَرَمٌ آمَنٌ وَفِيهَا الْمَشَاعِدُ

اس بلدہ محترم کے لیے، جس میں امن و امان اور مقدس یادگاریں ہیں آنکھیں  
ردق اور آنسو بہاتی ہیں۔

وَتَبْكِي لِبَيْتٍ لَيْسَ يُؤْذَى حَمَامُهُ يَطْلُبُ بِهِ أَمْتًا وَفِيهِ الْعَصَا فِرُ

آنکھیں اس گھر کے لیے روتی ہیں، جہاں کے کبوتر کو بھی تکلیف نہیں دی جاسکتی۔  
وہ اور چھوٹے چھوٹے پرندے ہمیشہ اس میں بے خوف رہا کرتے ہیں۔

وَفِيهِ وَحُوشٌ لَا تُرَامُ أَنْيَسَةُ إِذَا أَخْرَجَتْ مِنْهُ فَلَيْسَتْ تُفَادِرُ

اور اس میں جنگلی جانور بھی ہیں جن کے شکار کا کوئی قصد نہیں کرتا، اس لیے وہ (ادریلا



سے، مانوس ہیں۔ جب وہ اس ہی سے نکل کر چلے بھی جاتے ہیں (تو واپس آتے ہیں) بے وفائی نہیں کرتے۔

زید اشعار | ابن اسحاق نے کہا: عمرو بن الحارث ہی نے عمرو بن عبشان اور ان مکہ والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ شعر کہے ہیں، جو نبی جبریم کے چلے جانے کے بعد وہاں باقی رہ گئے تھے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ سِيرُوا إِنَّ قَصْرَكُمْ  
أَنْ تُصْبِحُوا ذَاتَ يَوْمٍ لَا تَسِيرُونَ  
لوگ چلے جاؤ تمہارے محل کا قریہ حال ہے کہ اگر کسی روز صبح سویرے حملہ ہو جائے  
تو تم نکل بھی نہ سکو گے۔

حَتَّى الْمَطْيَ وَأَدْخُوا مِنْ أَدْمَتِهَا  
قَبْلَ الْمَمَاتِ وَقَضُوا مَا تَقْضُونَ  
سب سے پہلے سوار یوں کی باگیں ڈھیل چھوڑ کر انہیں تیز دوڑاؤ اور جو کچھ کرنا  
چاہتے ہو، کرو۔

كُنَّا أَنْاسًا كَمَا كُنْتُمْ فَغَيَّرْنَا  
دَهْرًا فَأَنْتُمْ كَمَا كُنَّا تَكُونُونَ  
ہم لوگ بھی تمہاری ہی طرح تھے۔ پھر زمانے نے ہماری حالت بدل دی پس تمہاری  
بھی وہی حالت ہو گئی جو ہماری ہوئی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علماء شعر نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ شعر وہ ہیں، جو عرب میں سب سے پہلے کہے گئے۔ یہ یمن میں ایک پتھر پر کندہ ملے تھے، لیکن اس کے راوی کا نام مجھے بتایا نہ گیا۔

بیت کعبہ پر خزاہ کا قبضہ | ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد نبی خزاہ میں عبشان بیت اللہ کے متولی ہوئے اور بنی بکر بن عبد مناة نہ ہو سکے۔ ان میں کے  
آئی کا نام عمرو بن الحارث الغبشانی تھا۔

قریش ان دنوں اپنے ہم قوموں یعنی بنی کنانہ کے درمیان، متفرق جماعتوں، گروہوں اور خاندانوں  
را کرتے تھے۔ بیت اللہ کی تولیت بنی خزاہ میں دراثہ کیے بعد دیگرے چلی آتی تھی، یہاں تک  
ان کا آخری متولی خلیل بن عبشہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن خزاہ اعلیٰ ہوا جسے بعض عبشہ بن سلول  
کہتے ہیں۔



## قصی اور تولیت کعبہ

**تولیت کے لیے وصیت** | ابن اسحق کہتے ہیں کہ قصی بن کلاب نے حُلَیْل بن حبشیہ کے پاس اس کی بیٹی حبشی کے متعلق اپنا پیغام بھیجا تو اس نے یہ پیغام نجوشی منظور کر لیا اور اپنی بیٹی کا عقد قصی سے کر دیا۔ اس جوڑے سے چار بیٹے ہوئے عبد الدار، عبد مناف، عبد العزیٰ اور عبد۔ جب قصی کی اولاد بھیلی، عزت و مال میں ترقی ہوئی اور حُلَیْل مر گیا تو کعبۃ اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت کے لیے قصی نے اپنے آپ کو بنی خزاعہ اور بنی بکر سے زیادہ مستحق پایا کیونکہ قریش خاص اسمعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) کی اولاد اور ان سب میں منتخب تھے۔

**کعبہ پر قصی کی تولیت** | قصی نے قریش اور بنی کنانہ سے اس امر میں مشورہ کیا اور انھیں بنی خزاعہ اور بنی بکر کے نکالنے کی ترغیب دی۔ انھوں نے یہ بات قبول

کی۔ اس سے پہلے کے حالات یہ تھے کہ ربیعہ بن حرام نے، جو بنی عذرہ بن سعد بن زید میں سے تھا کلاب کی وفات کے بعد مکہ آکر فاطمہ بنت سعد بن سُل سے نکاح کیا تھا۔ اس نکاح کے وقت فاطمہ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا زہرہ توجوان تھا اور ایک لڑکا قصی دودھ پیتا۔ ربیعہ فاطمہ اور اس کے شیر خوار بچے قصی کو ساتھ لے کر وطن چلا گیا اور زہرہ مکہ ہی میں رہا۔ فاطمہ کو نئے شوہر ربیعہ سے ایک اور بیٹا رزاح نامی تولد ہوا۔ جب قصی جوان ہوا اور سن تیز کو پہنچا تو مکہ آیا اور وہیں رہنے لگا۔ جب قصی کی قوم نے یہ مشورہ اور ترغیب قبول کی، تو قصی نے اپنے ماں جائے بھائی رزاح بن ربیعہ کو لکھ بھیجا کہ یہاں آکر رہو اور میری امداد کرو۔ رزاح بن ربیعہ، حُج، محمود اور جُلمتہ کو بھی ساتھ لے کر آیا، جو اس کے غلاتی بھائی یعنی فاطمہ کے علاوہ دوسری ماں سے تھے۔ علاوہ بریں بنی قضاۃ کے ان لڑگوں کو بھی ساتھ لایا، جو حج کے ارادے سے نکلے تھے۔ یہ سب کے سب قصی کی امداد کے لیے متفق و متحد تھے، لیکن بنی خزاعہ کا دعویٰ یہ ہے کہ حُلَیْل بن حبشیہ کی بیٹی سے قصی کو جب بہت اولاد ہوئی تو حُلَیْل نے قصی کے لیے تولیت کعبہ کی وصیت کی اور کہا، بنی خزاعہ کی نسبت تولیت انتظام کعبہ اور حکومت مکہ کے لیے تم زیادہ موزوں و مستحق ہو۔ قصی نے اسی لیے طلب تولیت کی



جرات کی، لیکن یہ روایت بنی خزامہ کے سوا دوسرے کسی سے ہم نے نہیں سنی۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے ان دونوں میں کونسی بات سچی ہے۔

**غوث بن مُرّ اور اجازت حج** | الغوث بن مُرّ بن اُقر بن طابخہ بن الیاس بن مضر اور اس کی اولاد عرفہ کے بعد لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے پر مامور و متولی تھی۔ اسے اور اس کی اولاد کو صوفہ کہا جاتا تھا اور یہ تولیت اسے اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اس کی ماں جرہم میں کی ایک عورت تھی اور اسے اولاد نہ ہوتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ کی نذرمانی اگر اسے بیٹا ہو تو وہ اسے کعبۃ اللہ کے لیے وقف کر دے گی کہ وہ اس کی عبادت، خدمت اور انتظام میں مصروف رہے۔ اسے بیٹا پیدا ہوا، جس کا نام غوث رکھا گیا۔ یہ ابتداء میں اپنے ماموؤں بنی جرہم کے ساتھ انتظام کعبۃ اللہ میں نگارہتا تھا، اس لیے عرفہ کے بعد لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے کا کام اس کے سپرد ہو گیا، کیونکہ اُسے کعبۃ اللہ کی قربت کے سبب سے خاص قدر و منزلت حاصل ہو گئی تھی۔ اس کی اولاد کی بھی یہی حالت رہی، یہاں تک کہ وہ بھی چل بسی۔ غوث بن مُرّ بن اُقر اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے متعلق کہتا ہے:

إِنِّي جَعَلْتُ رَبِّ مَنْ بَنِيَّهِ دَبِيطَةً بِسَكَّةَ الْعَلِيَّةِ

اے پروردگار! میں نے اپنے بچے کو مکہ مشرقہ کے لیے وقف کر دیا ہے۔

فَبَارِكْ لِي بِهَا إِلَهِي وَاجْعَلْهُ لِي مِنْ صَالِحِ الْبَرِيَّةِ

پروردگار! میرے لیے اسے وہاں برکت دے اور اسے تمام مخلوقات میں

سے بہتر بنا۔

لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب غوث بن مُرّ لوگوں کے ساتھ وہاں سے نکلتا تو کہا کرتا تھا:

لَا هَمَّ إِنِّي تَابِعُ تَبَاعَهُ إِنْ كَانَ إِثْمُ فَعَلَى قُضَاعِهِ

یا اللہ! میں تو بس پیروی طرح پیروی کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی گناہ ہے تو اس کا

وہاں نبی قُضاعہ پر ہے۔

**رمی جمار میں تقدّم** | ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے روایت کی اور کہا، صوفہ کی حالت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مقام

عرفہ سے لے کر نکلتے تھے۔ جب لوگ منیٰ سے مکہ کی طرف جاتے کا قصد کرتے تو انھیں اجازت دیتے، حتیٰ کہ جب منیٰ سے مکہ کو جانے کا روز ہوتا اور لوگ جمروں کو پھرانے کے لیے آتے تو



قبیلہ صوفیہ ہی میں سے کوئی ایک شخص (پہلے) پتھر مارتا۔ دوسرے لوگ پتھر نہ مارتے، جب تک وہ پہلے نہ مارتا۔ ضرورت مند لوگ جنہیں جلد جانا ہوتا اس کے پاس آتے اور کہتے چلیے، آپ پہلے پتھر مار لیے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ پتھر مار لیں۔ وہ کہتا خدا کی قسم، میں ابھی پتھر نہ ماروں گا، حتیٰ کہ سورج نہ ڈھل جائے۔ ضرورت مند عجلت کے خواہاں لوگوں کی یہ حالت ہوتی کہ خود اسی کو پتھر مارتے اور جلدی کرتے ہوئے کہتے کہ کم بخت، چل پتھر مار، لیکن وہ انکار ہی کرتا رہتا، یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھلتا تو اٹھتا اور پتھر مارتا، اس کے بعد دوسرے لوگ بھی پتھر مارتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں، جب لوگ جمروں کو پتھر مارنے سے فارغ ہوتے اور منیٰ سے نکل کر مکہ جانے کا ارادہ کرتے تو قبیلہ صوفہ کے لوگ گھائی کی دونوں جانب کھڑے ہو کر لوگوں کو جانے سے روک دیتے اور کہتے، اے گروہ صوفہ، گزر جاؤ، پھر دوسرے لوگ نہ گزرتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتے اور جب قبیلہ صوفہ کے لوگ منیٰ سے مکہ کی جانب جانے کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور چلے جاتے تو دوسرے لوگوں کے لیے راستہ صاف ہو جاتا۔ غرض یہی حال رہا، یہاں تک کہ وہ لوگ چل بیسے اور جدی رشتے کی قربت کے سبب ان کے وارث بنی سعد بن زید مناة بن تمیم ہوئے۔ پھر آل صفوان بن الحارث بن شجہہ، جو بنی سعد ہی کی ایک شاخ تھے۔ ابن ہشام نے کہا، صفوان جناب بن شجہہ بن عطار بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناة بن تمیم کا بیٹا تھا۔

عرفات سے نکلنے کی اجازت | ابن اسحاق نے کہا: صفوان ہی لوگوں کو حج کے وقت عرفہ سے نکلنے کی اجازت دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اجازت کا منصب اس کی اولاد سے متعلق ہو گیا، یہاں تک کہ ان میں کا آخر شخص، جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا، کعب بن صفوان تھا۔ اس بن تمیم بن معمر السعدی کہتا ہے۔

لَا يَبْرَحُ النَّاسُ مَا حَجُّوا مُعَرَّفَهُمْ حَتَّى يُقَالَ أَجِزُوا آلَ صَفْوَانَا

جب تک لوگ حج کرتے رہیں گے، مقام عرفہ سے نہیں ہٹیں گے، یہاں تک

کہ کہا نہ جائے، اے بنی صفوان ہمیں اجازت دو۔

مزدلفہ سے عدوان کی روانگی | ذوالصبح العدوانی نے جس کا نام حشر بن عمرو تھا، اور ذوالصبح اس کا نام اس لیے مشہور ہو گیا کہ اس نے اپنی

ایک انگلی کاٹ لی تھی، یہ شعر کہے ہیں:



عَدَايَةُ الْحَيِّ مِنْ عَدَاوَا — نَ كَانُوا حَيَّةَ الْأَرْضِ

بنی عدوان کے اس قبیلے کی جانب سے کون عذر کر سکتا ہے وہ تو

زمینی اژدہوں کے مانند ذی سبب و ذی شان ہیں۔

بَعْضُهُمْ ظَلَمَ فَلَمْ يُرْعَ عَلَى بَعْضٍ

وہ آپس میں بھی ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرتے ہیں، کوئی ایک

دوسرے کی رعایت نہیں کرتا۔

وَمِنْهُمْ كَانَتِ السَّادَاتُ وَالْمُؤَفَّقُونَ بِالْقَرْضِ

لیکن ان میں ایسے سردار صفت لوگ بھی ہیں جو کبھی قرض لیتے ہیں تو پورا

پورا ادا کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يُجِزُّ النَّاسَ بِالسُّنَّةِ وَالْفَرَضِ

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو سنت اور فرض یعنی احکام حج کی اجازت

دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ حَكَمٌ يَقْضِي فَلَا يُنْقَضُ مَا يَقْضِي

ان میں ایسے بھی ہیں جو حکم بنا کرتے ہیں اور جو فیصلہ کر دیتے ہیں، ٹوٹتا نہیں۔

ذو ابصع کے ان اشعار اور ادس کے مذکورہ بالا شعر میں ظاہر و خالف

ابو سیارہ کے متعلق اشعار

معلوم ہوتا ہے کہ ادس بنی صفوان کو اجازت دینے والا بتاتا

ہے اور یہ بنی عدوان کو، لیکن دراصل ان میں مخالف نہیں۔ ذو ابصع نے جس اجازت کا ذکر اپنے شعر

میں کیا ہے، وہ مزدلفہ سے نکلنے کے باب میں ہے جو بنی عدوان سے متعلق تھی، جس طرح زیاد بن

عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بنی عدوان کی وراثت میں یہ اجازت

ان کے باپ دادا سے برابر چلی آئی ہے۔ ان کا آخری شخص جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا

ابو سیارہ عمیل بن الانوزل تھا۔ اسی کے بارے میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

نَحْنُ دَقَعْنَا عَنْ أَبِي سَيَّادَةَ

وَعَنْ مَوَالِيهِ بَنِي فَزَارَةَ

ہم نے ابو سیارہ اور اس کے عم زاد بھائیوں بنی فزارہ سے لوگوں کو ہٹایا



حَتَّىٰ أَجَاذَ سَالِمًا حِمَارَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُو جَارَهُ

یہاں تک کہ ابو سیارہ گدھی کو شرارت کرنے سے روک کر رو قبلہ ہوا اور

اللہ تعالیٰ کی پناہ کے لیے دعا کر کے لوگوں کو اجازت دی۔

ابو سیارہ اپنی ایک گدھی پر بیٹھے لوگوں کو ہٹا رہا تھا، اسی لیے شاعر نے سالما حمارہ کہا۔

ابن اسحاق نے کہا "یقضی حکما" جو مذکورہ بالا شعر میں آیا، اس سے مراد عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاد بن لیشکر بن عدوان العدوانی ہے۔ عرب میں کوئی

عامر بن ظرب

فساد یا کسی فیصلے میں کوئی دشواری پیش آتی تو اسی کی طرف رجوع کرتے اور وہ جو فیصلہ کر دیتا، اس سے سب راضی ہوتے۔ ایک مقدمہ اس کے پاس پیش ہوا، جو ان میں مختلف فیہ تھا۔ ایک

خنتی تھا جس میں مردوں کی علامت بھی تھی اور عورتوں کی بھی۔ لوگوں نے عامر سے اس کے متعلق سوال کیا کہ اسے تم مرد شمار کر دو گے یا عورت؟ اس مسئلے سے زیادہ دشوار اس کے پاس کوئی مسئلہ

نہیں آیا تھا۔ اس لیے اس نے کہا کہ میں تمہارے اس معاملے میں غور کرنے کے بعد جواب دوں گا اے گروہ عرب! خدا کی قسم، تمہارے اس معاملے جیسا میرے پاس اور کوئی معاملہ نہیں آیا۔ لوگوں

نے اسے مہلت دی اور اس نے رات بیداری میں گزار دی۔ پیش نظر معاملے کے متعلق سوچتا اور اس میں غور کرتا رہا، لیکن کوئی بات سمجھ میں نہ آئی سنجیلہ نامی اس کی ایک لونڈی تھی، جو بکریاں چرایا

کرتی تھی۔ عامر اس پر ہمیشہ عتاب کیا کرتا۔ جب صبح بکریاں چرنے کے لیے چھوڑتی تو کہتا اے سنجیلہ! خدا کی قسم، تو نے بہت دن چڑھا دیا اور جب چراگاہ سے بکریاں واپس لاتی تو کہتا، اے سنجیلہ!

خدا کی قسم تو نے بہت رات کر دی۔ یہ عتاب اس لیے تھا کہ سنجیلہ بکریوں کو چراگاہ کی جانب چھوڑنے میں ہمیشہ دیر کیا کرتی تھی، یہاں تک کہ بعض لوگ اس سے پہلے ہی چراگاہ کی جانب چلے جاتے

واپس لانے میں بھی ہمیشہ دیر کیا کرتی، بعض لوگ اس سے پہلے ہی واپس ہو جاتے۔ جب اس لونڈی نے بستر پر عامر کی بیداری اور بے قراری دیکھی، کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ آج رات کو کسی مشکل پیش آئی

ہے۔ عامر نے کہا اری بد بخت! جس معاملے سے تجھے کوئی سروکار نہیں، اس میں مجھے اپنے حال پر چھوڑ دے۔ سنجیلہ نے دوبارہ اس سے ویسا ہی سوال کیا تو عامر نے دل میں کہا ممکن ہے میں

جس معاملے میں حیران ہوں اس کا کوئی حل یہ پیش کر دے اور کہا، کمبخت! میرے پاس خنتی کی میراث کا معاملہ پیش ہوا ہے، میں اسے مرد قرار دوں یا عورت؟ خدا کی قسم، میری سمجھ میں نہیں آ رہا

کیس کیا کروں؟ کوئی معقول وجہ اس میں مجھے نظر نہیں آتی سنجیلہ نے کہا، سبحان اللہ! یہ کوئی دشوار



بات ہے؛ فیصلے کا مدار پیشاب کے مقام سے کیجئے۔ غنشی کو پیشاب کرائیے۔ اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا، جس سے عورتیں کرتی ہیں تو وہ عورت ہے اور اگر اس راستے سے پیشاب کیا جس سے مرد کرتے ہیں تو وہ مرد ہے۔ عامر نے کہا، اے سُخَّیلہ! اس فیصلے کے بعد اب تو کبریٰ کو چاہیے دیر سے لایا کر یا دیر سے لے جایا کر، تجھے معاف ہے۔ خدا کی قسم تو نے معاملے کو حل کر دیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو عامر لوگوں کے پاس گیا اور وہی فیصلہ کیا، جس کا مشورہ اسے سُخَّیلہ نے دیا تھا۔



## قریش کا اتحاد اور مکہ پر غلبہ

**شکست بنی صوفہ** | ابن اسحاق نے کہا، جب مذکورہ بالا سال آیا تو بنی صوفہ نے حسب عادت وہی کام کیے، جو وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے، اس حال میں کہ تمام عرب ان کی تولیت اور ان کے حقوق سے واقف تھے اور سب کے دلوں میں وہ کام بنی جرہم اور بنی خزاعہ کے وقت سے بطور مذہب جاگزیں تھے۔ قصی بن کلاب اپنی قوم قریش اور بنی کنانہ اور بنی قضاہ کو ساتھ لیے عقبہ کے پاس آیا۔ کہا، اس کام کی تولیت کا ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ بنی صوفہ نے قصی سے جنگ شروع کی اور خوب جنگ ہوئی۔ لیکن شکست کھائی اور جو جو چیزیں رسوم حج سے متعلق ان کے ہاتھوں میں تھیں وہ سب قصی کے قبضے میں آگئیں۔

**بنی خزاعہ و بنی بکر سے جنگ** | جب یہ حالت دیکھی تو بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی قصی سے کترانے لگے اور انھوں نے جان لیا کہ عنقریب کعبۃ اللہ اور امور مکہ میں وہ انھیں بھی مانع ہوگا، جس طرح بنی صوفہ کو اس نے منع کر دیا۔ وہ کترانے لگے تو قصی نے ان سے جنگ کی تیاری کی بلکہ خود ابتدا کر دی۔ بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی اس سے مقابلے کے لیے نکلے۔ دونوں لشکر ملے اور خوب گھمسان کی جنگ ہوئی فریقین میں سے اکثر لوگ مارے گئے۔

**یعر بن عوف کا حکم بننا** | پھر انھوں نے ایک دوسرے کو صلح کی دعوت دی اور عرب ہی میں سے کسی ایک شخص کو حکم بنانے کی ٹھہری۔ یعر بن عوف (بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناتہ بن کنانہ) کو یہ کام سونپا گیا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کعبۃ اللہ اور امور مکہ کے متعلق بنی خزاعہ کی نسبت قصی زیادہ حق دار ہے اور بنی خزاعہ بنی بکر کے جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ان کا خون بہا ساقط و پامال۔ قریش و بنی کنانہ اور بنی قضاہ کے جن لوگوں کا خون بنی خزاعہ اور بنی بکر نے کیا، ان کی دیت دینا لازم ہوگا۔ کعبۃ اللہ اور مکہ کے معاملات میں قصی آزاد ہوگا۔ اسی ردز سے یعر بن عوف کا نام شد اخ ہو گیا، کیونکہ اس نے بہت سے خون اس ردز ساقط اور پامال کر دیے شدخ کے معنی پیٹ میں بچہ مکمل ہونے سے پہلے گرنے کے ہیں۔



ابن ہشام نے کہا، بعض لوگوں نے شذراخ کے بجائے شذراخ کہا ہے۔

**قصی اور امارت مکہ** | ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد سے بیت اللہ، امور مکہ اور اپنی قوم کے گھروں نیز مکہ کے تمام انتظامی امور کا سرپرست قصی ہی بن گیا، گویا اپنی قوم اور مکہ والوں کا بادشاہ ہو گیا۔ قصی نے عرب کو ان کی اسی حالت پر برقرار رکھا، جس حالت میں وہ تھے اور یہ اس لیے کیا کہ وہ خود بھی ان تمام باتوں کو دل میں ایسا ہی مذہبی سمجھتا تھا، جن میں کسی قسم کا رد و بدل نہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ اس نے آل صفوان، آل عدوان، نساء اور مرہ بن عوف کو انہیں حالات پر قائم رکھا، جن پر وہ تھے، یہاں تک اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے تمام عمارتیں ڈھادیں۔ بنی کعب بن لؤی میں قصی پہلا شخص تھا، جس نے ایسی حکومت حاصل کی کہ قوم نے اس کی اطاعت کی اور عہدہ ہائے حجاجہ و رقادہ و ندوہ و لواء سب کے سب قصی ہی سے متعلق تھے۔ وہ مکہ میں ہر طرح کی رفعت و منزلت کا جامع تھا (حجاجہ خدمت پردہ کعبۃ اللہ (سقیہ) حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کی خدمت (رقادہ) حاجیوں کی ضیافت (ندوہ) مجلس شوری (لواء) پرچم باندھنے کی خدمت۔ اس نے مکہ کے چار حصے کیے اور اپنی قوم میں بانٹ دیے۔ قریش کے ہر قبیلے کو اس نے وہ منزلت دی، جس پر وہ پہلے سے تھا۔ قریش نے حرم کے ان درختوں کے کاٹنے سے خوف کیا، جو ان کے گھروں میں تھے تو قصی اور اس کے مددگاروں نے اپنے ہاتھوں سے انہیں کاٹا۔

**قصی کی رفعت شان** | قریش نے اس کا نام مجمع رکھ دیا، کیونکہ وہ مکہ کی ہر رفعت و منزلت کا جامع تھا۔ لوگوں نے اس کی حکومت کو مبارک پایا، اس لیے قریش کی کسی عورت کا نکاح اور کسی مرد کی شادی نہ ہوتی نہ وہ کسی نازل شدہ دشوار معاملے میں مشورہ کرتے اور نہ کسی قوم سے جنگ کے لیے پرچم باندھتے، مگر قصی کے گھریں۔ ان کے پرچم قصی کا کوئی بیٹا باندھ دیا کرتا۔ قریش کی کوئی لڑکی چولی پہننے کی عمر کو پہنچ کر چولی نہ پہنتی، مگر اسی کے گھریں۔ اسی کے گھریں اس لڑکی کے جسم پر چولی بیونتی جاتی اور پہنائی جاتی۔ اس کے بعد وہ اپنے لوگوں کے پاس جاتی۔ قریش میں اس کے احکام اس کی زندگی میں واجب الاتباع تھے اور اس کے مرنے کے بعد بھی مذہبی احکام کی طرح سمجھے جاتے رہے، ان کے خلاف ہرگز نہ کیا جاتا۔ اس نے مشورے کے لیے ایک گھر بنایا، جس کا دروازہ کعبۃ اللہ کی مسجد کی طرف رکھا۔ اسی میں قریش اپنے معاملات کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔



ابن ہشام نے کہا ایک شاعر کہتا ہے:

قُصِيَّ لِعَمْرِى كَانَ يُدْعَى مُجْتَمَعًا      بِهِ جَمَعَ اللَّهُ الْقَبَائِلَ مِنْ قَهْرٍ

میری عمر کی قسم قصی، جو مجمع کے نام سے مشہور تھا، اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ

نے بنی فہر کے تمام قبیلوں کو متحد کر دیا۔

ابن اسحاق نے کہا، عبد الملک بن راشد نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے

بیان کیا، ان کے باپ نے سائب بن جباب حجرے والے کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زمانہ خلافت میں ایک شخص قصی بن کلاب کے حالات بیان کر رہا تھا، جس میں اس کے اپنی قوم کو متحد کرنے، بنی خزاعہ و بنی بکر کو مکہ سے نکال دینے، بیت اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت حاصل کرنے کا ذکر تھا۔ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کی تردید اور انکار نہ کیا۔

ابن اسحق نے کہا: جب قصی جنگ سے فارغ ہوا تو اس کا بھائی رزاح بن ربيعہ

**اشعار رزاح**

اپنی قوم کے وہ لوگ لے کر، جو اس کے ساتھ تھے، اپنے وطن کی طرف لوٹ گیا۔ رزاح نے قصی کی استدعا کو قبول کرنے کے متعلق کہا ہے:

لَمَّا أَتَى مِنْ قُصِيِّ رَسُولُ      فَقَالَ الرَّسُولُ أَجِيبُوا الْخَلِيلَا

جب قصی کے پاس سے قاصد آیا اور اس نے کہا کہ ایک دوست کی استدعا

قبول کرو۔

نَهَضْنَا إِلَيْهِ نَقُودَ الْجِيَادِ      وَنَطْرَحُ عَدَا الْمَلُولِ الثَّقِيلَا

تو ہم اس کی طرف جانے کے لیے گھوڑے کھینچ لائے اور سستی پھینک کر اٹھ

کھڑے ہوئے۔

نَسِيرُ بِهَا اللَّيْلَ حَتَّى الصَّبَاحِ      وَنَكْبِي النَّهَارَ لَيْلًا شَرُّو لَّا

ہم ان گھوڑوں پر ساری رات چلتے، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور دن میں چھپ

رہتے تاکہ ہمارے ہوجائیں۔

فَهَمَّتْ سِرَاعُ كَوْسٍ كَالْقَطَا      يَحِينُ بِنَا مِنْ قُصِيِّ رَسُولَا

وہ گھوڑے، جو قحقی کے پاس سے ہمارے پاس قاصد کو لائے، ایسے تیز تھے

جیسے پانی پینے جاتے وقت مرغ سنگ خوار۔

جَمَعْنَا مِنَ السَّرَّامِ أَشْمَدَيْنِ      وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ جَمَعْنَا قَبِيلَا

جلد اول



ہم نے اشمذین سے اور ہر بڑے قبیلے میں سے بہترین افراد کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں  
جمع کیں۔

فَيَا لَيْتَ حَلْبَةَ مَا لَيْلَةٍ تَزِيدُ عَلَى أَلْفِ سَيِّئَارٍ سَيْلًا  
اے گھڑ دوڑ کے گھوڑو! تمہیں کیا ہو گیا کہ دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں تیز  
چھوڑنے کے باوجود تم نے ایک رات میں ایک ہزار (۱۰۰۰) میل سے زیادہ مسافت  
طے نہ کی؟

فَلَمَّا مَرَرْنَا عَلَى عَسْجَرٍ وَأَسْهَلْنَا مِنْ مُسْتَنَاحِ سَبِيلَا  
پھر جب وہ گھوڑے مقام عسجر پر گزرے اور مستناخ سے آسان راستہ  
اختیار کر لیا۔

وَجَاوَزْنَا بِالسُّكَنِ مِنْ دَرَقَانٍ وَجَاوَزْنَا بِالْعَرَجِ حَيًّا حُلُولًا  
اور مقام درقان کے ایک حصے پر سے گزر کر دادی عرج پر گزرے جہاں  
ایک قبیلہ اتر رہا تھا۔

مَرَدْنَا عَلَى الْحِلْيِ مَا ذُقْنَاهُ وَعَالَجْنَا مِنْ مَرَّ لَيْلٍ طَوِيلًا  
تو وہ گھوڑے خاردار جھاڑیوں پر سے گزرے، لیکن اسے چکھا تک نہیں اسے اور  
مرا نظر ان سے یہ منزل بہ کوشش رات کے ایک بڑے حصے میں طے کی۔

نَدَانِي مِنَ الْعُودِ أَفْلاَءِهَا إِذَا دَاةً أَنْ يَسْتَرْقِنَ الصَّيْلُ  
ہم جنی موٹی ادھنیوں کے قریب ان کے بچوں کو رکھنا چاہتے تھے کہ وہ ان کی  
آواز سیکھ جائیں۔

فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى مَكَّةَ أَبْجَحْنَا الرِّجَالَ قَبِيلًا قَبِيلًا  
پھر جب ہم مکہ پہنچے تو بہادر ددوں کے بہت قبیلوں کا خون ہم نے  
مباح کر دیا۔

۱۔ دو قبیلے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان دو پہاڑ ہیں۔

۲۔ عسجر مکہ معظمہ کے قریب ایک مقام ہے۔ کہ ایک مقام ہے

۳۔ عرج اور اورشہ کے درمیان ایک پہاڑ

۴۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے راستے کا ایک مقام جس کا فاصلہ مدینہ منورہ سے ۸ میل بتایا جاتا ہے۔



نَعَاوِرُهُمْ ثُمَّ حَدَّ السُّيُوفِ وَفِي كُلِّ آدَبٍ خَلَسْنَا الْعُقُولَ

وہاں ہم نے ان کے مقابلے میں تلواروں کی باڑھ سے مدد لے کر ہر پتھرے اور دار میں ان کی عقلیں چھین لیں۔

نُخَبِرُهُمْ بِصَلَابِ النَّسُو — رِخْبَزِ الْقَوَى الْعَزِيزِ الذَّلِيلِ

ہم انھیں سخت گدھوں (جیسے گھوڑوں) کے ذریعے سے اس طرح ہانک رہے تھے جس طرح ایک قوت و عزت والا ذلیلوں کو ہانکتا ہے۔

قَتَلْنَا حُرَّاعَةً فِي دَارِهَا وَبَكْرًا قَتَلْنَا وَجِيدًا فَجِيدًا

ہم نے بنی خزاعہ کو ان کے گھریں قتل کیا اور بنی بکر اور ایک قبیلے کے بعد دوسرے قبیلے کو قتل کیا۔

نَفَيْنَاهُمْ مِنْ بِلَادِ الْمَلِكِ كَمَا لَا يَحْلُونَ أَرْضًا سَهُولًا

شاہی شہروں سے ہم نے انھیں اس طرح جدا وطن کر دیا گویا وہ رہاں کی کسی نرم زمین میں (کبھی) اترے ہی نہ تھے۔

فَأَصْبَحَ سَبِيَهُمْ فِي الْحَدِيدِ وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ شَفِينًا الْغَلِيلَ

نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں کے قیدی صبح صبح لوہے میں جکڑے گئے اور ہر قبیلے کے کینہ دوروں کو کینہ و بغض کی بیماری سے ہم نے اچھا کر دیا۔

اس باب میں ثعلبہ بن عبد اللہ بن ذبیان بن الحارث بن سعد بن  
اشعار ثعلبہ بن عبد اللہ  
 ہذیم القضاعی نے کہا ہے کہ قصی نے جب انھیں دعوت دی تو انھوں نے قبول کر لی۔

جَدَبْنَا الْخَيْلَ مَضْمَرَةً تَغَالَى مِنْ الْأَعْرَافِ أَغْرَافِ الْجَنَابِ

ہم مقام جناب کی سطح مرتفع کے قیمتی دبلے پتلے گھوڑے لے کر

إِلَى عَوْدِي تِهَامَةً فَالْتَقَيْنَا مِنَ الْفَيْفَاءِ فِي قَاعِ يَبَابِ

تھامہ کی نشیبی سرزمین کی طرف چلے اور ایک بے آب و گیاہ بخر میدان

میں پہنچے۔

فَأَمَّا صُوفَةُ الْخُنْثَى فَخَلُّوا مَنَازِلَهُمْ مُحَاذَرَةً الصَّرَافِ

اور نامراد بنی صوفہ نے تہ جنگ کے خوف سے اپنے گھر خالی کر دیے۔



وَقَامَ بَنُو عَلِيٍّ إِذْ دَاوْنَا إِلَى الْأَسْيَابِ كَالِإِبِلِ الطَّرَابِ

اور بنی علی نے جب ہمیں دیکھا تو اپنی تلواروں کی طرف اس طرح لپکے، جس طرح گھر کی طرف اونٹ تیزی سے جاتے ہیں۔

**اشعار قصی** | قصی بن کلاب نے کہا ہے:

أَنَا ابْنُ الْعَاصِمِينَ بَنِي لُؤَيٍّ بِمَكَّةَ مَنُزِلِي وَبِهَارِ بَيْتِي

میں بنی لؤئی میں سے ہوں جو لوگوں کے محافظ ہیں مکہ میں میرا گھر ہے اور یہیں میری نشو و نما ہوئی۔

إِلَى الْبَطْحَاءِ قَدْ عَلِمْتُ مَعَدُّ وَمَرَوْ تَهَارَضِيَتْ بِهَارِضِيَتْ

وادی بطحا تک بنی معذ نے مجھے خوب جان لیا ہے اور کوہ مرؤہ سے میں بہت راضی ہوں۔

فَلَسْتُ لِعَالِبٍ إِنْ لَمْ تَأْتِلْ بِهَا أَوْلَادُ قَيْدَرٍ وَ النَّبِيْتُ

اگر قید را در نبیست کی اولاد یہاں مقیم نہ ہوتی تو مجھے غلبہ کیوں کر حاصل ہوتا۔

رِسْنِ أَحْ نَاصِرِي وَبِهِ أَسَامِي فَلَسْتُ أَخَافُ صَيِّمًا مَا حَيُّتُ

میری امداد کرنے والا رزاح ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں۔ جب تک میں زندہ ہوں کسی بے انصافی سے نہیں ڈرتا۔

پھر رزاح بن ربیعہ یہاں سے جا کر اپنی بستیوں میں رہنے لگا۔ اللہ نے اس کی اور محنت کی اولاد کو خوب پھیلایا اور آج جو بنی غذرہ کے دو قبیلے ہیں، انھیں دونوں کی اولاد ہیں۔ رزاح جب اپنے وطن کو آیا تو اس کے اور بنی نہد بن زید اور بنی حو تک بن اسلم کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا رزاح نے انھیں ڈرایا، وہ یمن چلے گئے اور بنی قضاعہ کی بستیوں سے جلا وطن ہو گئے آج بھی وہ یمن ہی میں ہیں۔

قصی بن کلاب کو جو بنی قضاعہ سے محبت تھی، چاہتا تھا کہ وہ بڑھیں پھولیں اور اپنی بستیوں میں متحد رہیں۔ لہذا رزاح نے ان سے جو سلوک کیا تھا، اسے مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ ساتھ ہی قصی اور رزاح میں رشتہ داری تھی قصی نے رزاح وغیرہ کو اپنی امداد کے لیے بلوایا تو انھوں نے امدادی تھی اور اس کے لیے انھوں نے آفتیں اٹھائی تھیں۔ چنانچہ قصی نے یہ اشعار کہے:



الْأَمْسُ مَبْلَغُ عَتَّى رِذَاحًا      فَإِنِّي قَدْ لَحَيْتُكَ فِي اثْنَتَيْنِ

کیا کوئی ایسا شخص نہیں، جو میری جانب سے رزاح کو یہ پیغام پہنچا دے کہ میں  
تجھے دو باتوں سے ملامت کرتا ہوں۔

لَحَيْتُكَ فِي بَنِي نَهْدٍ بَنِ زَيْدٍ      كَمَا قَرَّرْتَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنِي

ایک تو بنی نہد بن زید کے معاملے میں تجھے ملامت کرتا ہوں، جس طرح تو نے  
ان میں اور مجھ میں جدائی ڈال دی۔

وَحَوْلَتُكَ بَنُ اسْلَمَ إِنَّ قَوْمًا      عَنَوْهُمْ بِالْمَسَاءَةِ قَدْ عَنَوْنِي

دوسرے حوٹکہ بن اسلم کے بارے میں جن لوگوں نے بنی حوٹکہ سے بُرائی کا ارادہ  
کیا، انھوں نے مجھ سے بُرائی کا ارادہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ ان اشعار کی نسبت زہیر بن جناب الکلبی کی جانب کرتے ہیں۔  
**قصی کی ضعیفی** ابن اسحاق نے کہا، قصی بوڑھا ہو گیا اور اس کی ہڈیاں تپلی ہو گئیں۔ عبدالدار اس کا  
پہلو ٹا بیٹھا تھا، لیکن عبد مناف اپنے باپ ہی کے زمانے میں صاحب عزت و  
رفعت ہو گیا تھا اور ہر طرح کے تجربات حاصل کر لیے تھے۔ قصی کے دواور لڑکے بھی تھے، جن کا نام  
عبد العزیٰ اور عبد تھا۔ قصی نے عبدالدار سے کہا، پیاسے بیٹے! سن لے، خدا کی قسم، میں تجھے ان لوگوں  
سے پیچھے نہ رہنے دوں گا، اگرچہ انھوں نے تجھ پر برتری حاصل کر لی ہے ان میں کا کوئی شخص کعبہ اللہ  
میں داخل نہ ہو سکے گا، جب تک تو خود اس کے لیے دروازہ نہ کھولے قریش کی کسی جنگ کا پرچم  
نہ باندھا جائے گا، جب تک تو اپنے ہاتھ سے نہ باندھے۔ مگر میں تیرے کٹورے کے بغیر کوئی رزم زم  
کا پانی نہ پیئے گا اور نہ حاجیوں میں سے کوئی شخص تیرے کھانے کے سوا دوسروں کا کھانا کھائے گا۔  
قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کریں گے مگر تیرے ہی گھر میں چنانچہ  
قصی نے اپنا گھر، جس کا نام دار الندوہ تھا، عبدالدار کو دے دیا، کسی دوسرے گھر میں قریش اپنے  
معاملات میں سے کسی کا فیصلہ نہیں کرتے تھے۔ حُجَابَہُ وَلِوَاءُ دِمِثْقَاہِہُ وَرِثَاہُہُ سَبَّحَہُ اَی کے حوالے  
کر دیا۔ رِثَاہُہُ ایک طرح کا خراج تھا، جو موسم حج میں قریش قصی بن کلاب کے حوالے کیا کرتے تھے اور  
وہ اس رقم سے ان حاجیوں کے لیے کھانا تیار کرتا تھا، جن کے پاس زادِ راہ نہ ہوتا، جو غریب ہوتے۔  
اس خراج کو قصی نے قریش پر لازم گردانا تھا۔ جب خراج کا حکم دیا تو کہا تھا: ”اے گروہ قریش! تم اللہ  
کے پڑوسی، اللہ کے گھر اور اُس کے حرم کے پاس رہتے ہو حجاج اللہ کے مہمان ہیں، اس کے گھر کی زیارت



کے لیے آتے ہیں اور تمام مہمانوں میں سب سے زیادہ عزت و اکرام کے حق دار وہ ہیں۔ اس لیے حج کے زمانے میں ان کے لیے کھانا پانی تیار رکھو، جب تک وہ تمہارے پاس سے واپس نہ چلے جائیں۔ قریش نے بات مان لی۔ چنانچہ ہر سال اپنے مال میں سے اس غرض کے لیے مال نکالتے اور قصی کے حوالے کر دیتے۔ وہ منیٰ کے اندر حاجیوں کے زمانہ قیام میں کھانا تیار کرتا اس کا یہ حکم زمانہ جاہلیت میں بھی قوم پر برابر جاری رہا، یہاں تک کہ اسلام آیا زمانہ اسلام میں بھی آج تک وہی طریقہ جاری ہے سلطان ہر سال منیٰ میں لوگوں کے لیے جو کھانا تیار کرتا ہے، یہاں تک کہ حج کا زمانہ پورا ہو جاتا ہے۔ یہ وہی کھانا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: قصی بن کلاب کے یہ معاملات اور اپنے اختیارات عبدالدار کو دیتے وقت جو کچھ اس نے کہا تھا اس کے متعلق روایت میرے والد اسحق بن یسار نے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے سُن کر مجھ سے بیان کی اور بتایا، میں نے حسنؒ سے یہ واقعات اس وقت سُنے جب وہ بنی عبدالدار کے ایک شخص سے کہہ رہے تھے جس کا نام ثبئیہ بن وہب (بن عامر بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی) تھا۔ حسن نے فرمایا، قصی کو قوم پر جتنے اختیارات تھے، وہ سب عبدالدار کے حوالے کر دیے اور قصی کا یہ حال تھا کہ عبدالدار کی کسی بات سے نہ اختلاف کرتا تھا اور نہ کوئی بات ٹھکراتا تھا۔



## بنی عبدالدار اور بنی عبدمناف میں کشمکش

**قصی کی تقسیم** | ابن اسحاق نے کہا کہ جب قصی بن کلاب کا انتقال ہو گیا تو اس کی قوم نیز دوسرے لوگوں کے انتظامات فرزند ان قصی نے سنبھال لیے۔ انھوں نے مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر لیا، جس طرح قصی نے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا تھا۔ یہ لوگ اپنے اپنے حصوں میں سے قوم اور اس کے خلیفوں کے علاوہ دوسروں کو بھی دیتے تھے اور فروخت بھی کرتے تھے۔ قریش نے اس حالت میں ان کے ساتھ کچھ مدت گزار دی اور ان میں کوئی جھگڑا یا اختلاف نہ ہوا۔ پھر بنی عبدمناف بن قصی یعنی عبدشمس، ہاشم، مطلب اور نوفل نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ بنی عبدالدار بن قصی کے ہاتھوں میں حجابہ، لوار، سقابیہ اور رقادہ، کے جو عہدے ہیں اور جو قصی نے حوالے کیے تھے وہ لے لیے جائیں۔ بنی عبدمناف دیکھ رہے تھے کہ وہ بنی عبدالدار کے مقابلے میں یہ کام انجام دینے کے زیادہ اہل ہیں۔ یقیناً انھیں بنی عبدالدار پر برتری حاصل تھی اور قوم میں بھی انھیں افضل مانا جاتا تھا۔ قریش اس وقت دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ بنی عبدمناف کا طرفدار تھا اور بنی عبدالدار سے زیادہ مستحق مانتا تھا۔ دوسرا گروہ بنی عبدالدار کا ہم رائے تھا اور کہتا تھا کہ قصی جو اختیارات بنی عبدالدار کے حوالے کر چکا ہے، وہ چھینے نہ جائیں۔

**فریقین کے سردار اور طرف دار** | بنی عبدمناف میں صاحب امر عبدشمس تھا، جو ان میں سب سے بڑا تھا اور بنی عبدالدار میں صاحب امر عامر بن ہاشم (بن عبدمناف بن عبدالدار) تھا۔ بنی اسد (بن عبد العزیٰ بن قصی)، بن زہرہ بن کلاب بن تیم (بن مرہ بن کعب)، اور بنی الحارث بن (فہر بن مالک بن نصر) بنی عبدمناف کے معاون تھے۔ بنی مخزوم (بن یقطہ بن مرہ بن سم)، (بن عمرو بن مصیص بن کعب)، بنی جمح (بن عمرو بن حبیب بن کعب) اور بنی عدی (بن کعب) بنی عبدالدار کے ساتھ تھے۔ عامر بن لؤی اور محارب بن فرمان دونوں سے خارج تھے اور فریقین میں سے کسی کے طرف دار نہ تھے۔

**معاہدہ مطیبین** | ہر فریق کے قبائل نے تاکیدیں قیں کھائیں کہ جب تک سمندر کے پانی میں



صدف البحر سمندری گھاس) کو ترک کرنے کی خاصیت موجود ہے، ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑیں گے اور جتنے سے علحدگی اختیار نہ کریں گے۔ بنی عبد مناف نے عطر سے بھرا ہوا ایک کنوڑا نکالا۔ بعض کہتے ہیں کہ بنی عبد مناف کی ایک عورت ان کے لیے وہ کنوڑا لائی تھی اور انھوں نے کعبۃ اللہ کے پاس قسمیں دینے کے لیے رکھا، بنی عبد مناف اور ان کے طرفداروں نے اپنے ہاتھ اس میں ڈبوئے اور معاہدہ کیا۔ اس کے بعد کعبۃ اللہ کو سب نے چھو اتا کہ قسمیں نچتے ہو جائیں یہ معاہدین ”مطیبین“ خوشبودار کے لقب سے مشہور ہوئے۔

**معاہدہ احلاف** بنی عبد الدار اور ان کے طرفداروں نے بھی کعبۃ اللہ کے پاس تاکید قسمیں کھائیں اور عہد کیا کہ ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑیں گے۔ ان معاہدین کا نام ”احلاف“ پر ط گیا۔ پھر ان قبائل میں طرفداریاں پیدا ہو گئیں اور وہ ایک دوسرے سے پیوست ہوتے گئے بنی عبد مناف بنی سہم کے خلاف، بنی اسد، بنی عبد الدار کے خلاف بنی زہرہ، بنی جحج کے خلاف، بنی تیم، بنی مخزوم کے خلاف، بنی حارث بن قمر، بنی عدی بن کعب کے خلاف صفت آرا ہو گئے اور سب نے مخالفوں کے استیصال کا فیصلہ کر لیا۔

**صلح اور اس کی شرطیں** یوں جنگ کی تیاریاں ہو گئیں تو یکا یک دونوں جانب سے صلح کا مطالبہ شروع ہوا۔ شرط یہ ٹھہری کہ بنی عبد مناف کے ذمے سقاء و رقادہ کر دیا جائے اور حجابہ، نواء اور ندوہ بہ دستور بنی عبد الدار کے پاس رہیں۔ یہ انتظام فریقین نے قبول کر لیا۔ اسی کے مطابق عمل ہوا، اور جنگ رک گئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ  
فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَحَزِيذُهُ إِلَّا شِدَّةً  
بجاہلیت میں جو معاہدہ تھا، اسلام نے اس کے  
استحکام ہی کو بڑھایا ہے۔

**حلف الفضول** ابن ہشام نے کہا، حلف الفضول کے متعلق زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحاق سے روایت یوں بیان کی: قریش کے بعض قبائل نے ایک دوسرے کو ایک حلف کے لیے طلب کیا اور سب کے سب عبد اللہ بن جُدعان (بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی) کے گھر جمع ہوئے کیونکہ وہ صاحب عزت تھا اور عمر میں بڑا تھا۔ ان کے پاس بنی ہاشم بنی مطلب اور اسد بن عبد العزیٰ اور زہرہ بن کلاب نے قسمیں کھائیں اور اس بات پر معاہدہ منعقد ہوا کہ مکہ میں وہ کسی کو مظلوم پائیں گے تو اس کی امداد کے لیے



کھڑے ہو جائیں گے، خواہ وہ مظلوم مکہ کا باشندہ ہو یا باہر سے آیا ہو۔ جس نے بھی ظلم کیا، اس کا مقابلہ کریں گے، یہاں تک کہ وہ مظلوم کا حق لوٹا دے۔ قریش نے اس معاہدے کا ”حلف الفضل“ رکھا۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن زید بن المہاجر بن قنفذ تیمی نے بیان کیا اُس نے طلحہ بن عبد اللہ بن عوف زہری سے سنا۔ وہ کہتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ شَهِدْتُ فِي دَارِ عَبْدِ اللَّهِ  
بِإِجْدَاعِ حِلْفٍ مَا أَحْبَبْتُ أَنْ يَنْ  
بِهِ حُرْمَةُ النَّعَمِ وَلَوْ أَدْعَى بِهِ فِي  
الْإِسْلَامِ لَاحْتِثُ

عبد اللہ بن جُدعان کے گھر معاہدے کے وقت میں  
موجود تھا اس کے معاہدے میں بہت سے سرخ اونٹوں  
کے منے کو بھی میں پسند نہ کروں گا اگر اس معاہدے کی رو  
سے اسلام میں بھی کوئی مجھے بلائے تو میں ضرور اسے  
قبول کروں گا۔

**نزاع حسینؓ و ولید** | ابن اسحاق سے یزید بن عبد اللہ بن اسامہ بن الہادی اللبتی نے بیان کیا۔ انھوں نے محمد بن ابراہیم بن الحارث تیمی سے روایت سنی کہ حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان کسی جائداد کے متعلق جھگڑا تھا، جو ذی المرقہ میں تھی ولید ان دنوں مدینہ پر حاکم تھا اور یہ عہدہ اس کے چچا معاویہ بن ابوسفیان نے دیا تھا۔ ولید نے اپنے اقتدار کے باعث حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف زیادتی کی تھی۔ حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے میرے حق میں انصاف کرنا ہوگا، ورنہ میں اپنی تلوار لوں گا اور مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کھڑا ہو کر حلف الفضل کے رو سے امداد طلب کروں گا۔“ راوی کہتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو کے وقت عبد اللہ بن زبیرؓ ولید کے پاس ہی تھے۔ انھوں نے کہا، میں بھی خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انھوں نے حلف الفضل کے رو سے امداد طلب کی تو تلوار لے کر ان کے ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔ یہاں تک کہ ان کے حق میں انصاف کیا جائے یا ہم سب کے سب مرجائیں۔ راوی کہتا ہے کہ یہ خبر جب مسعود بن مخزوم بن نوفل الزہری کو پہنچی تو اس نے بھی وہی کہا اور عبد الرحمن بن عثمان بن عبید اللہ تیمی کو یہ معلوم ہوا تو اُس نے بھی وہی کیا۔ یہ بات جب ولید بن عتبہ تک پہنچی تو اُس نے حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں انصاف کیا یہاں تک کہ اس معاملے پر راضی ہو گئے۔

۱۔ ذوالمرہ، دادی قرنی کی ایک سستی ہے۔



**حلف الفضول کی تاریخ** | ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے یزید بن عبد اللہ بن اُسامہ بن الہادی التیمی نے محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی کی روایت سے بیان کیا کہ ابن زبیرؓ کے قتل کے وقت جب لوگ عبد الملک کے پاس جمع ہوئے تو محمد بن جبیرؓ بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد منافؓ بھی، جو قریش میں سب سے زیادہ عالم تھے آئے اور جب عبد الملک کے پاس گئے تو اُس نے کہا، اے ابوسعید! کیا ہم اور تم یعنی نبی عبد شمس بن عبد مناف اور نبی نوفل بن عبد مناف حلف الفضول میں نہ تھے انھوں نے کہا، اس حقیقت کا آپ کو بخوبی علم ہے عبد الملک نے کہا، اے ابوسعید! تمہیں چاہیے کہ اس میں جو سچ ہو، وہ مجھے بتا دو۔ انھوں نے جواب دیا، نہیں، خدا کی قسم، ہم اور آپ دونوں کے دونوں اس عہد سے خارج ہو چکے۔ عبد الملک نے کہا، آپ کی بات درست ہے۔



## ہاشم اور مطلب

**رِفَادَہ و سِقَایَہ** | اس کے بعد رِفَادَہ اور سِقَایَہ کی دیکھ بھال ہاشم بن عبد مناف سے متعلق ہو گئی کیونکہ غید شمس بڑا سیاح تھا، مکہ میں کبھی نہیں ٹھہرتا تھا۔ اس کی آمدنی کم اور اخراجات کی کثرت تھی۔ ہاشم مالدار تھا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب حج کا زمانہ آتا تو ہاشم قریش کے مجمع میں کھڑا ہو جاتا اور کہتا، اے قریش! تم اللہ تعالیٰ کے ہمسائے ہو اور اس کے گھر والے ہو زمانہ حج میں تمہارے پاس بیت اللہ کے زائر اور حجاج آئے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تمام مہمانوں میں تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں، لہذا چند جمع کرو، جس سے ان کے لیے تم اتنے دنوں کا کھانا تو تیار کر سکو، جتنے دن ان کا یہاں رہنا ضروری ہے، خدا کی قسم اگر میری آمدنی اس کے لیے کافی ہوتی تو میں اس کا بار تم پر نہ ڈالتا۔ پس قریش کا ہر شخص استطاعت کے مطابق اپنی آمدنی میں سے نکالتا اور اس سے حاجیوں کے لیے کھانا تیار کر لیتا، یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ کہتے ہیں، ہاشم ہی پہلا شخص تھا، جس نے حج کو مکہ میں وہ کھانا کھلایا جو خرید کھلتا ہے۔ اس کا نام تو عمرو تھا لیکن اپنی قوم کو مکہ میں روٹیاں چور کر کھلانے کے سبب سے اس کا نام ہاشم مشہور مشہور ہو گیا۔

قریش کے یاعرب کے کسی شاعر نے کہا ہے:

عَمْرُو الَّذِي هَشَّمَ الثَّرِيدَ لِقَوْمِهِ قَوْمٍ بِمَكَّةَ مُسْنِتَيْنِ عَجَازٍ !

عمرو (ہاشم!) وہی ہے جس نے روٹی چور کر کر شریدا اپنی اس قوم کو کھلایا جو مکہ

میں قحط زدہ اور دبلی پتلی ہو گئی تھی۔

**عبد مطلب** | ابن اسحاق نے کہا، تاجرانہ کاروبار کے سلسلے میں ہاشم شام کی طرف گیا اور غزوہ نامی

۱۔ شوربے میں روٹی کے ٹکڑے توڑ کر بھگو کے کھائے جائیں تو اسے خرید کہتے ہیں ۲۔ ہاشم روٹی کو توڑنے اور چور کرنے کو کہتے ہیں ہاشم روٹیاں توڑ کر چور کر کے شوربے میں ڈال کر کھلائے ۳۔ جب فلسطین شام میں شامل تھا تو غزوہ شام کی مشہور ریندرگاہ تھی فلسطین شام سے الگ ہوا تو غزوہ فلسطین میں آگیا پھر فلسطین اسرائیلیوں کی خاطر ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا تو غزوہ کا مختصر علاقہ مصر کے حوالے ہوا اور یہ دنیا کے پرانے شہروں میں سے ہے



بستی میں جو سرزمین شام میں ہے، اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سقایہ ورنادہ کی نگرانی مطلب بن عبد مناف سے متعلق ہو گئی، جو عبد شمس کا چھوٹا بھائی تھا۔ قوم میں اسے عزت و شرف بھی حاصل تھا۔ قریش نے اس کی سخاوت کے سبب سے اس کا نام ”فیض“ رکھ دیا تھا۔

**ہاشم کا نکاح** | ہاشم بن عبد مناف مدینہ بھی آیا تھا اور عدی بن نجار کی ایک عورت سلمیٰ بنت عمرو سے شادی کی، جو پہلے اُحینہ بن الجلاح بن الحریش کی زوجیت میں تھی۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعض لوگ اس کا نام الحریش بتاتے ہیں اور نسب یوں ہے: الحریش بن جحجی (بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الادس) اس سے ایک لڑکا ہوا جس کا نام عمرو بن اُحینہ تھا۔ اس خاتون کو قوم میں اتنا ادب و رتبہ حاصل تھا کہ نکاح پر اس وقت تک آمادہ نہ ہوئی، جب تک ہونے والے شوہر سے عہد نہ لیا کہ ناپسندیدگی کی صورت میں علحدگی کا اختیار اسے حاصل ہوگا۔

**ولادت عبد المطلب** | اس خاتون کے بطن سے ہاشم کے ہاں عبد المطلب پیدا ہوئے سلمیٰ نے عبد المطلب کا نام شیبہ رکھا ہاشم نے اس لڑکے کو سلمیٰ ہی کے پاس چھوڑ دیا، یہاں تک کہ اس نے ہوش سنبھالا، بلکہ بالغ ہو گیا۔ ہاشم کی وفات کے بعد لڑکے کا چچا المطلب اسے لینے اور اپنے شہر و قوم میں لانے کے لیے مدینہ گیا سلمیٰ نے کہا میں اسے تیرے ساتھ نہیں بھیجتی مطلب نے کہا، میں جب تک اسے ساتھ نہ لے لوں گا، واپس ہی نہ جاؤں گا۔ وہ میرا بھتیجا ہے بالغ ہو چکا ہے وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر دوسروں میں اجنبی بنا ہوا ہے۔ ہم اپنی قوم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں۔ قوم کے بہت سے معاملات کی سرپرستی ہمیں حاصل ہے۔ اس لڑکے کے لیے یہی بہتر ہے کہ غیروں میں رہنے کے بجائے اپنی قوم، اپنے شہر اور اپنے خاندان میں رہے۔ یہی یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ شیبہ نے اپنے چچا المطلب سے کہا کہ جب تک میری ماں مجھے اجازت نہ دے میں اُسے نہ چھوڑوں گا۔ سلمیٰ نے اجازت دے دی اور شیبہ کو المطلب کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ وہ شیبہ کو لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوا تو شیبہ اس کے اونٹ پر اس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا (یہ دیکھتے ہی قریش نے کہا یہ المطلب کا غلام ہے، جسے وہ خرید لایا ہے۔ اسی واقعے کے باعث شیبہ کا نام عبد المطلب مشہور ہو گیا۔ المطلب نے کہا بھی کہ کم بختو! یہ تو میرے بھائی ہاشم کا بیٹا ہے جسے میں مدینہ سے لایا ہوں۔

**مطلب کا انتقال اور مرثیہ** | اس کے بعد المطلب کا انتقال رومان نامی بستی میں ہو گیا، جو سرزمین



یمن میں واقع ہے۔ کسی عرب نے ان کے مرثیے میں کہا ہے:

فَدَ طَلَعِي الْحَجِيمُ بَعْدَ الْمُطْلَبِ      بَعْدَ الْجَفَانِ وَالشَّرَابِ الْمُنْتَعِبِ  
كَيْتَ قُرَيْشًا بَعْدَ لَا عَلَى نَصَبِ

جملج پھلکتے اور لبریز پیالوں کے پینے کے بعد المطلب کے مر جانے سے پیاسے  
ہو گئے۔ کاش قریش اس کے بعد کسی ایک جھنڈے پر متفق ہوتے۔

مطروود بن کعب الخزاعی نے المطلب اور بنی عبد مناف دونوں کا مرثیہ کہا ہے، یہ مرثیہ اس وقت  
کہا گیا، جب نوفل بن عبد مناف کی موت کی خبر پہنچی اور نوفل آخری شخص تھا جو بنی عبد مناف میں سے  
مرا۔

يَا لَيْلَةً هَيَّجَتْ لَيْلَاتِ      أَحْدَى لَيَالِي الْقَسِيَّاتِ

اے سخت راتوں کی ایک رات! تو نے بہت سی راتوں کو ہیجان اور  
پریشانی میں گزارنے پر مجبور کیا۔

وَمَا أَقْسَى مِنْ هُمُومٍ وَمَا      عَالَجْتُ مِنْ دُرُوعِ الْمَنِيَّاتِ

اور اے وہ غم و اندوہ! جو میں سر رہا ہوں اور اے وہ موتو! جن کی تکلیف  
میں برداشت کر رہا ہوں۔

إِذَا تَذَكَّرْتُ أَخِي تَوْفَلًا      ذَكَرَنِي بِأَلْوَالِيَّاتِ

جب میں اپنے بھائی نوفل کو یاد کرتا ہوں، تو اس کی یاد مجھے بہت  
سے پہلوں کی یاد دلاتی ہے۔

ذَكَرَنِي بِأَلْوَالِيَّاتِ الْحُمُرِ وَالْأَدْرِيقَةِ الصُّفْرِ الْقَشِيَّاتِ

اس کی یاد مجھے سرخ تہمدوں اور زرد پاک صاف چادرؤں کی یاد  
دلاتی ہے۔

أَدْبَعَهُ كُلُّهُمْ سَيِّدُ      أَبْنَاءِ سَادَاتِ لِسَادَاتِ

چار شخص ایسے تھے جو سب کے سب سردار تھے، سرداروں کی اولاد

تھے

مَيِّتٌ بِرِذْمَانٍ وَمَيِّتٌ بِسَدَ      مَانَ وَمَيِّتٌ بَيْنَ عَزَّاتِ

وہ نعش، جو مقام رذمان میں گاڑی گئی اور وہ نعش، جو مقام سلمان میں دفن

بلداؤل



کی گئی اور وہ نعش، جو مقام غزوات کے درمیان سوئی گئی۔

وَمَيِّتٌ أَسْكِنُ لَحْدًا لَدَىٰ الْـ مَحْجُوبِ شَرْقِ الْبَنِيَّاتِ

اور وہ نعش جو اس لحد میں ہے، جو کعبۃ اللہ کے مشرقی مقام میں چھپی ہوئی ہے۔

أَخْلَصَهُمْ عَبْدُ مَنَاةٍ فَهُمْ مِنْ لَوْمٍ مَنْ لَا مِ بَمَنْحَاتِ

ان سب کا خلاصہ اور ان سب میں ممتاز بہت سی تر عبد منات کی ہے لیکن وہ

سب کے سب طاعت گردوں کی طاعتوں سے بالکل الگ تھلک ہیں۔

إِنَّ الْمَغِيرَاتِ وَابْنَاءَهَا مِنْ خَيْرِ أَحْيَاءٍ وَأَمْوَاتِ

بنی مغیرہ اور اس قبیلے کے لڑکے زندوں اور مردوں میں بہترین ہیں۔

عبد منات کا نام مغیرہ تھا۔ اس کے بیٹوں میں سب سے پہلے ہاشم کا انتقال سرزمین شام میں بمقام غزہ ہوا۔ پھر سرزمین مین کے ایک مقام رومان میں المطلب کا، پھر نواحی عراق کے سلمان نامی مقام میں نوفل کا۔

مزید ماتی اشعار | لوگ کہتے ہیں کہ مطرود کے مذکورہ بالا اشعار کے متعلق کسی نے کہا، تم نے شعر تو اچھے کہے، لیکن ان سے بہتر شعر ہوتے تو اور بھی اچھا ہوتا۔ اس نے کہا اچھا مجھے چند راتوں کی مہلت دو۔ پھر چند روز کے بعد یہ شعر کہے :-

يَا عَيْنُ جُودِي وَأَذِي الدَّمْعِ وَأَتْمِهِ يَ وَأَنْبِي عَلَى السِّرِّ مَنْ كَعْبِ الْمَغِيرَاتِ

اے آنکھ! سخاوت کر، آنسو بہا، اور بنی مغیرہ کے لیے چھپ چھپ کر رو

جو کعب اشرف کی اولاد تھے۔

يَا عَيْنُ وَاسْتَحْضِرِي بِالدَّمْعِ وَأَحْضِلِي وَأَنْبِي خَبِيثَةَ نَفْسِي فِي الْمَلَمَاتِ

اے آنکھ! خوب تیزی سے آنسوؤں کا تار باندھ دے اور آفات میں بر

لوگ میرے دل کے اندر رہتے ہیں، ان پر رو۔

وَأَنْبِي عَلَى كُلِّ يَتَاكُنٍ أَخِي ثِقَةً ضَحِيمِ الدَّاسِيعَةِ فَهَابِ الْجَزِيلَاتِ

حاشیہ ص ۱۶۴ ۱۔ رومان میں مطلب کا انتقال ہوا تھا۔ یہ مقام مین میں ہے۔

۲۔ "سلمان" تمامہ و عراق کے راستے پر تھا یہاں نوفل نے وفات پائی۔

حاشیہ ص ۱۶۵ ۱۔ غزہ میں ہاشم فوت ہوئے۔

۲۔ شاربین کے قول کے مطابق یہ اشارہ عبد شمس کی طرف ہے، جس کی قبر مجون کے قریب تھی یعنی مکہ معظمہ بہ سمت مشرقی ثمر

بعد اقل



روایے شخص پر جرقیاض اور بھروسے کے قابل بڑی بڑی عطاؤں، اور

بڑے بڑے انعامات دینے والا ہے۔

مَخْصِنُ الضَّرِيبَةِ عَالِي الْهَمِّ مُحْتَلِقُ جَلَدِ الْخَيْرَةِ نَائٍ بِالْعَظِيمَاتِ

پاک فطرت والا، عالی بہت، قوی مزاج، بڑی بڑی آفتوں میں بھی

ثابت قدم۔

صَعِبُ الْبَدِيْهِةِ لَا نِكْسٍ وَلَا وَكْلٍ مَّا فِي الْعَزِيْزَةِ مِثْلَافِ الْكَرِيْمَاتِ

پہلی نظر میں نہایت سخت معلوم ہونے والا۔ نہ کمزور، نہ اپنے کام دوسروں کے

حوالے کرنے والا۔ مضبوط ارادے والا، اچھی اچھی قیمتی چیزوں کو سیرجشی سے ٹٹا ہوا۔

صَقْرٌ تَوَسَّطَ مِنْ كَعْبٍ اِذَا نَسَبُوا بِحُحَّةِ الْمَجْدِ وَالشَّمِّ الرَّفِيعَاتِ

نسب پر چھا جائے تو بنی کعب کا شہباز، غاندان، شرانت اور بلند و اعلیٰ

بستیوں میں منتخب۔

ثَمَّ اَشْدُّ فِي الْفَيْضِ وَالْفَيْضُ مُطْلَبٌ وَاسْتَحْطَى بَعْدَ فَيْضَاتٍ بِجَمَّاتٍ

پھر فیاض مطلب اور سرتاپا فیض پر ماتم کر اور فیوض کثیرہ کے جاتے رہنے

کے بعد خوب رو۔

اَمْسَى بِرُذْمَانَ عَمَّا الْيَوْمَ مُغْتَرِبًا يَا لَهْفَ نَفْسِيْ عَلَيْهِ بَيْنَ اَمْوَاتٍ

آج وہ ہم سے دور غریب التیار رُذْمَان میں پڑا ہے۔ تجھے دلی افسوس ہے

کہ وہ مُردوں کے درمیان پڑا ہے۔

وَاَبْكِيْ لَكَ الْوَيْلُ اِمَّا كُنْتَ بِاَكِيَّةٍ لِّعَبْدِ شَمْسٍ بِشَرْقِيٍّ الْبَيِّنَاتِ

اے کم بخت! اگر تجھے رونا ہے تو عبد شمس کے لیے رو جو کعبہ اللہ کے

مشرق میں ہے۔

وَهَاشِمٌ فِي مَسْرِحٍ وَسَطَ بَلْقَعَةٍ تَسْفِي الرِّياحُ عَلَيْهِ بَيْنَ غَزَّاتٍ

اور ہاشم کے لیے رو، جو صحراء کے درمیان ایک قبر میں ہے عزت کی ہوائیں

اس پر ریت اڑاتی رہتی ہیں۔

وَنَوْقِلٍ كَانَ دُونَ الْقَوْمِ خَالِصَتِيْ اَمْسَى بِسَلْمَانَ فِي رَمْسٍ بِمَوْمَاتٍ

اور نونل کے لیے رو، جو میرے خالص دوستوں میں تھا اور مقام سلمان کے

جلد اول



پیش میدان میں زمین دوز قبریں چلا گیا۔

لَحْدَ الْقَتْلِ مِثْلَهُمْ عَجْمًا وَلَا عَرَبِيًّا إِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِمْ أَدْمُ الْمَطِيَّاتِ

جب گندمی رنگ کی اونٹنیوں نے انہیں اٹھایا تو ان لوگوں کا سانہ عجم میں

مجھے کوئی بلا نہ عرب میں۔

أَمْسَتْ دِيَارُهُمْ مِنْهُمْ مُعْطَلَةً وَقَدْ يَكُونُونَ دَيْنًا فِي السَّرِيَّاتِ

اب تو ان کی بستیاں ان سے خالی ہو گئی ہیں، لیکن ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ وہ

مغرب لشکر کی زینت ہوا کرتے تھے۔

أَفْنَاهُمُ الدَّهْرُ أَمْ كَلَّتْ سَيُوفُهُمْ أَمْ كُلُّ مَنْ عَاشَ أَذْوَادُ الْمَنِيَّاتِ

زمانے نے انہیں فنا کر دیا یا ان کی تلواریں کند ہو گئیں یا ہر زندگی والے کے لیے

ایک روز موت کا زاویرا ہوتا ہے۔

أَصْبَحْتُ أَرْضِي مِنَ الْأَقْوَامِ بَعْدَهُمْ بَسَطَ الْوُجُوهَ وَالْقَاءَ لَتَحِيَّاتِ

ان کے بعد میں نے صرت لوگوں سے خندہ پیشانی اور علیک سلیک پر

اکتفا کر لی ہے۔

يَا عَيْنُ يَا بُكِي أَبَا الشُّعْثِ الشَّجِيَّاتِ يَنْكِينُهُ حُسْرًا مِثْلَ الْبَلِيَّاتِ

اے آنکھ! ابو الشعث الشجیات پر رو کہ عورتیں بے چادر یا کھلے منہ قبر پر

بندھی ہوئی اونٹنیوں کی طرح اس پر رو رہی ہیں۔

يَنْكِينَ الْكَوْمَ مَنْ يَبْشَى عَلَى قَدَمٍ يُعْوِلُنَهُ بِدُمُوعٍ بَعْدَ عِبْرَاتِ

عورتیں روتی ہیں اس شخص پر جو روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے

زیادہ عزت والا تھا، وہ اس کے غم میں آنسو بہاتی اور پیچھے لگتی ہیں۔

يُبْعِيْنَ شَخْصًا لِهَوِيلِ الْبَاعِ ذَا فَحْسٍ أَبِي الْهَضِيمَةِ قَرَّاجَ الْجَلِيلَاتِ

وہ عورتیں ایسے شخص پر روتی ہیں، جو کشادہ دست اور صاحبِ جود و جفا تھا علم

بداشت کرنے والا، بڑی بڑی مہتوں کا سر کرنے والا تھا۔

۱۷ بکھرے ہوئے بالوں والی عورتوں کا باپ یعنی ہاشم بن عبد مناف ۱۸ عرب میں رواج تھا کہ مالک مرجاتا تو اس کی اونٹنی قبر پر باندھ دی جاتی تاکہ وہ بھی مرجائے سمجھا جاتا تھا کہ حشر میں وہ اسی اونٹنی پر سوار ہوگا۔



يُنْكِيْنَ عَمْرَوَالْعَلَا اِذْ حَانَ مَصْرَعُهُ سَمِعَ السَّجِيَّةَ بَسَامَ الْعَشِيَّاتِ

بلند مرتبہ عمرو پر روتی ہیں، جب اس کی موت کا وقت آگیا۔ وہ نہایت وسیع

اخلاق والا اور مہمان نواز تھا۔

يُنْكِيْنَهُ مُسْتَكِيْنَاتٍ عَلَى حَزْنٍ يَا طُوْلَ ذَالِكَ مِنْ حُزْنٍ وَعَوَّلَاتٍ

اس کے غم میں وہ ڈاڑھیں مار مار کر روتی ہیں۔ اے یہ غم اور یہ چینیں کس قدر

دراز ہیں !

يُنْكِيْنَ كَمَا جَلَاهُنَّ الزَّمَانُ لَهُ خُصْرَ الْخُدُوْدِ كَأَمْثَالِ الْحَيَاتِ

جب زمانے نے ان عورتوں کو اس پر دام تم کرنے کے لیے گھر سے نکالا تو وہ اس حالت

میں روتی ہیں کہ ان کے گال نیلے اور سیاہ مشکوں کی طرح پھول گئے تھے۔

مُحْتَزِمَاتٍ عَلَى اَوْسَاطِهِنَّ لِمَا جَزَا الزَّمَانُ مِنْ اَحْدَاثِ الْمُصِيبَاتِ

جب زمانے نے نئی نئی مصیبتیں ڈالیں تو وہ بھی کمریں باندھ کر تیار

ہو گئیں۔

اَبَيْتُ لِيَلِيْ اَرَا عِيَالِيْ الْجَمِّ مِنْ اَلِمِ اَبْكِيْ وَتَبْكِيْ مَعِيَ شَجَرِيْ بَنِيَّا قِي

ریخ دالم میں تارے گن کر رات گزارتا ہوں خود بھی روتا ہوں اور میرے غم میں شریک

ہو کر میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی روتی ہیں۔

مَا فِي الْقُدُوْمِ لَهُمْ عِدْلٌ وَلَا خَطَرٌ وَلَا يَمْنُ تَوَكُّوْا شَرَّ وَايَ بَقِيَّاتِ

سرداران قوم میں ان لوگوں کا برابر والا اور ویسی شان و شوکت والا کوئی نہیں اور

انھوں نے جو باقی چھوڑے، ان میں سے کوئی ان جیسا نہیں۔

اَبْنَاؤُهُمْ خَيْرُ اَبْنَاءٍ وَاَنْفُسُهُمْ خَيْرُ النَّفُوْسِ لَدَى جَهْدِ الْاَلْيَاتِ

کودششوں کی کوتاہیوں کے وقت ان کے بچے تمام بچوں سے بہتر ہیں اور وہ

خود تمام اشخاص سے بہتر ہیں، یعنی کوشش کرنے سے جب دوسرے تھک جائیں

تو یہ نہیں تھکتے۔

كَمْ وَهَبُوْا مِنْ طِيْرٍ سَابَحَ اِدْرِيْنَ وَمِنْ طِيْرٍ قَتَلَتْ فِيْ طِيْرَاتِ

انھوں نے کتنے بہترین چست چالاک تیز دوڑنے والے گھوڑے لوٹ مار میں

کام آنے والی تیز گھوڑیاں اور عالی شان محل خیرات کر دیے۔

جلد اول



وَمِنْ سَيِّئَاتِ مِنَ الْهِنْدِيِّ مُخْلِصَةٍ وَمِنْ رِمَاحِ كَا شُطَّانِ الرِّكِيَّاتِ  
اور کتنی ٹھیک ہندی تلواریں اور بادل یوں کی رسیوں کے سے رلے لیے

سیدھے انیزے۔

وَمِنْ تَوَاجِعَ مِمَّا يُفْضِلُونَ بِهَآ عِنْدَ الْمَسَائِلِ مِنْ بَدَلِ الْعَطِيَّاتِ  
اور لونڈی غلام، جن پر لوگ فخر کرتے ہیں..... سوال کے وقت  
دے دیتے تھے۔

فَلَوْ حَسَبْتُ وَأَحْصَى الْعَاسِبُونَ مَعِيَ لَحْدَ اقْضِ أَعْمَالَهُمْ تِلْكَ الْهِنْدِيَّاتِ  
اگر میں اور میرے ساتھ دوسرے محاسب مل کر ان کے پسندیدہ افعال کا  
شمار کرنا چاہیں تو پورا شمار نہ کر سکیں گے۔

هُمْ الْمُدِلُّونَ إِمَّا مَحْشَرٌ فَخَرُّوا عِنْدَ الْفَجَارِ بِأَنْسَابِ نَقِيَّاتِ  
اگر لوگ فخر کریں تو ایسے فخر کے وقت یہ لوگ ایسے نسبوں پر ناز کریں گے جو

بالکل پاک صاف ہیں

زَيْنُ الْبُيُوتِ الَّتِي خَلُّوْا مَسَاكِنَهَا فَاصْبَحَتْ مِنْهُمْ وَحْشًا خَلِيَّاتِ  
جن گھروں کو انھوں نے چھوڑ دیا، وہ لوگ ان کی زینت تھے اب وہ مقامات  
ان لوگوں سے خالی ہو کر ڈراؤنے ہو گئے۔

أَقُولُ وَالْعَيْنُ لَا تَرَقَا مَدَامُ مَعَهَا لَا يُبْعِدُ اللَّهُ أَصْحَابَ الرَّذِيَّاتِ  
یہ باتیں میں اس حالت میں کہہ رہا ہوں کہ آنکھوں کے آنسو خشک نہیں ہوئے

اللہ تعالیٰ ان آفت رسیدہ لوگوں کو اپنی رحمت سے دُور نہ فرمائے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابوالشعث الثعنیات ہاشم بن عبد مناف ہی کا نام ہے۔



## عبد المطلب کا زمانہ

### انتظامات

پھر سقایہ اور رقادہ کی تولیت عبد المطلب بن ہاشم کے سپرد ہوئی، جو ان کے چچا مطلب سے متعلق تھے۔ عبد المطلب لوگوں کے لیے سقایہ و رقادہ اور ان تمام معاملات قوم کا انتظام کرتے رہے جو ان کے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی قوم میں اس قدر بلند رتبہ حاصل کر لیا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی اس رتبے پر نہ پہنچا تھا۔ قوم ان سے بہت محبت کیا کرتی تھی اور قوم میں ان کی عزت بہت بڑھ گئی تھی۔

### زمزم کی کھدائی

ایک دفعہ عبد المطلب مقام حجر میں سو رہے تھے کہ خواب میں کسی نے زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔

ابن اسحاق نے کہا، اس کے کھودنے کی جوابتدا عبد المطلب نے کی، اس کے متعلق یزید بن ابی حبیب مصری نے مرثد بن عبد اللہ یزنی سے اور انھوں نے عبد اللہ بن زبیر الغافقی سے روایت بیان کی کہ انھوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو حدیث زمزم بیان کرتے سنا جس میں عبد المطلب کو اس کے کھودنے کا اشارہ کیے جانے کا ذکر ہے۔

علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، عبد المطلب نے کہا میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا، طیبہ کو کھودو، میں نے پوچھا، طیبہ کیا چیز ہے؟ یہ سنتے ہی، وہ میرے پاس سے چلا گیا دوسرا دن ہوا تو میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا، پھر خواب میں اشارہ ہوا، کہا برہ کو کھودو، میں نے پوچھا، برہ کیا چیز ہے؟ یہ سنتے ہی اشارہ کرنے والا میرے پاس سے چلا گیا تیسرا دن ہوا میں اپنی آرام گاہ میں آیا اور سو گیا۔ پھر اشارہ کرنے والا خواب میں آیا اور کہا، مفسنۃ کو کھودو، میں نے پوچھا مفسنۃ کیا ہے؟ پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب چوتھا روز ہوا، میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا تو وہ پھر میرے پاس خواب میں آیا اور کہا، زمزم کھودو، میں نے پوچھا زمزم کیا چیز ہے؟ اس نے کہا، جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا۔ وہ حج کرنے والے بڑے بڑے گروہوں کو میرا کرے گا۔ وہ اس وقت لید اور خون کے درمیان غراب اعظم کے گھونسلے کے پاس چبوتلیوں کی بستی



کے قریب ہے یہ

## اصل مقام کا نشان

ابن اسحاق نے کہا، کہ جب انھیں اس کے حالات بتا دیے گئے، اہل مقام کی رہنمائی کر دی گئی اور انھوں نے جان لیا کہ وہ بالکل سچ ہے تو صبح کڈال لی۔ ساتھ ان کا لڑکا حارث تھا، جس کے سوا اس وقت تک ان کے اور کوئی لڑکا نہ تھا اور کھودنا شروع کیا۔ جب عبد المطلب پر وہ چیزیں ظاہر ہوئیں جو اس میں تھیں تو انھوں نے تکبر کسی اور قریش نے جان لیا کہ انھوں نے مقصد پایا۔ چنانچہ وہ پاس آکر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اے عبد المطلب! یہ باولی تو ہمارے باپ اسمعیل کی ہے، ہمارا بھی اس میں ضرور کچھ نہ کچھ حق ہے ہمیں بھی اس میں شریک کر لو، انھوں نے کہا: ایسا تو میں نہ کروں گا، یہ چیز تو ایسی ہے کہ اس سے مجھے ممتاز کیا گیا ہے نہ کہ تمہیں۔

قریش نے عبد المطلب سے کہا: ہمارے ساتھ انصاف سے عبد المطلب اور قریش میں جھگڑا

کام لو۔ ہم تو اس معاملے میں جھگڑا کیے بغیر تمہیں نہ چھوڑیں گے عبد المطلب نے جواب دیا: اچھا اپنے اور میرے درمیان کسی ایسے شخص کو جسے تم چاہو حکم (ثالث) مقرر کر لو۔ قریش نے بنی سعد بنزیم کی کاہنہ کا نام پیش کیا اور عبد المطلب نے اسے منظور کر لیا۔

راوی نے کہا، وہ کاہنہ شام کے بلند حصوں میں رہتی تھی، اس لیے عبد المطلب اور ان کے ہم جد یعنی بن عبد مناف نیز قریش کے ہر قبیلے سے ایک ایک شخص،

یہ سب سوار ہو کر کاہنہ کی طرف چلے۔ راوی نے کہا: اس وقت راستے میں بے آب و گیاہ میدان تھے

غرض یہ لوگ نکلے۔ جب حجاز و شام کے درمیانی میدانوں میں سے کسی میدان میں تھے تو عبد المطلب اور

ان کے ساتھیوں میں سے ہر ایک کے پاس پانی ختم ہو گیا اور سب کو اتنی پیاس لگی کہ ہلاکت کا یقین ہو گیا

قریش کے بعض قبیلوں میں سے کسی کے پاس پانی تھا بھی تو انھوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا۔

اور کہا، ہم خود بھی تو بے آب و گیاہ بیابان میں ہیں اور ہمیں بھی اسی آفت کا خوف لگا ہوا ہے، جو تم پر

اس وقت پڑی ہے۔ جب عبد المطلب نے قوم کا یہ برتاؤ اور اپنی نیز ساتھیوں کی جانوں کے لیے

خوف و خطر دیکھا تو کہا اب تم لوگوں کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا، جو آپ مناسب خیال فرمائیں

ہم اس کی پیروی کریں گے، آپ جو مناسب سمجھیں، حکم دیں۔ عبد المطلب نے کہا میری رائے تو یہ ہے

کہ ہر شخص اپنے لیے اس قوت سے جو اس میں اس وقت ہے ایک ایک گڑھا کھودے کہ جب کوئی

مرے تو ساتھی اسے اس کے کھودے ہوئے گڑھے میں ڈال کر چھپا دیں، یہاں تک آخر میں ایک



شخص رہ جائے گا۔ بہ نسبت سارے قافلے کی بربادی کے ایک شخص کا بے گور و کفن رہنا مضائقہ نہیں غرض ان میں سے ہر شخص اٹھا اور اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھود لیا۔ پھر سب کے سب پیاسے موت کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ عبدالمطلب نے ہمراہیوں سے کہا خدا کی قسم! اس طرح اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا، کچھ دوڑ دھوپ نہ کرنا اور سعی و کوشش عمل میں نہ لانا بڑی کمزوری ہے۔ چلو، کسی طرف چلو، شاید اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی بستی میں پانی دلا دے۔ آخر وہ سب وہاں سے نکلے ان کے ساتھ قریش کے جو لوگ تھے، وہ انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں۔ عبدالمطلب سواری کی طرف بڑھے۔ جب سوار ہو چکے اور اونٹنی انہیں لے کر اٹھتی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ بہ نکلا۔ عبدالمطلب اور اس کے ساتھیوں نے پانی پیا اور سفر کے لیے بھر بھی لیا۔ پھر قریش کو بلایا اور کہا لو ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی عنایت فرمایا ہے پیو اور بھرو۔ اب وہ بھی آئے، پانی پیا اور بھریا اس کے بعد قریش نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمارے خلاف اور تمہارے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ اے عبدالمطلب! اب ہم آپ سے زمزم کے بارے میں کبھی نہ جھگڑیں گے۔ جس ذات نے اس بے آب و گیاہ صحرا میں پانی سے سیراب کیا، بے شبہ اسی نے تمہیں زمزم عنایت فرمایا ہے۔ پس سیدھے اپنے پٹنے کی طرف لوٹ چلو۔ چنانچہ عبدالمطلب بھی لوٹے اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ سب لوٹ آئے قریش عبدالمطلب اور زمزم کے درمیان حائل ہونے سے باز آ گئے۔

دوسری روایت | ابن اسحاق نے کہا، یہ وہ روایت تھی، جو مجھے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے ذریعے سے زمزم کے بارے میں پہنچی۔ بعض لوگوں کو عبدالمطلب سے اس طرح روایت کرتے بھی سنا ہے کہ جب زمزم کو کھودنے کا حکم دیا گیا تو ان سے یوں کہا گیا۔

ثُمَّ ادْعُ بِالْمَاءِ الرَّوِيِّ غَيْرِ الْكَدِّ يَسْقِي حَجِجَةَ اللَّهِ فِي كُلِّ مَبَرٍّ  
لَيْسَ يُخَافُ مِنْهُ شَيْءٌ مَّا عَمُرَ

— پھر پانی کے بہت ہونے اور گدلا نہ ہونے کی دعا کر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے

محتاج کو مناسک حج میں سیراب کرتا رہے گا اور اس کے سبب سے عمر بھر کسی چیز کا خوف نہ رہے گا۔

زمزم کا اجرا | جب عبدالمطلب سے مذکورہ بالا کلام کہا گیا تو وہ قریش کی طرف نکلے اور کہا تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ مجھے تمہارے لیے زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے انہوں نے دریافت کیا، کیا تمہیں بتایا گیا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ عبدالمطلب نے کہا، نہیں انہوں نے کہا تو



آپ اپنی اس آرام گاہ کی جانب پھر جائے، جہاں آپ کو اس کے متعلق بتایا گیا۔ جو کچھ بتایا گیا ہے اگر وہ صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کی اور بھی وساحت کی جائے گی اور اگر وہ شیطان کی جانب سے ہے تو وہ دوبارہ لوٹ کر نہ آئے گا۔ عبد المطلب اپنی آرام گاہ کی جانب گئے اور سو گئے۔ پھر اشارہ کرنے والا آیا اور اس نے کہا: زمزم کھود، اگر تو نے اسے کھودیا تو نادم نہ ہوگا۔ یہ تیرے جدِ اعلیٰ کی میراث ہے۔ وہ نہ کبھی سوکھے گا اور نہ اس کا پانی کبھی کم ہوگا۔ وہ بڑے بڑے ایسے بچاچ کو سیراب کرے گا، جو لوگوں سے الگ رہنے والے شتر مرغ کے سے ہوں گے، جو تقسیم نہیں کیا جاتا۔ اس کے پاس نذر کرنے والے، فقراء کے لیے اپنی نذریں گزرائیں گے۔ وہ تیری اولاد کے لیے میراث ہوگا جس سے (تجھے) مضبوط تعلق ہوگا۔ یہ ان دوسری چیزوں کا سامان نہیں جنہیں تو جانتا ہے اور وہ لید اور خون کے درمیان ہے۔

ابن اسحاق نے کہا، لوگوں کا کہنا ہے، جب عبد المطلب سے زمزم کھودنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے پوچھا، وہ کہاں ہے؟ ان سے کہا گیا، چیونٹیسوں کی بستی کے پاس ہے، جہاں کو اکل چوہ مارے گا اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات حقیقت میں ہوئی تھی۔ عبد المطلب صبح اٹھے ساتھ ان کا بیٹا حارث بھی تھا اس وقت حارث کے سوا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ چیونٹیسوں کی بستی انہوں نے پائی۔ اس کے پاس ہی کوئے کو چوہ مار تے دیکھا۔ یہ مقام اساتذہ و ناکہ دونوں بتوں کے درمیان تھا، جہاں قریش جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا اور اٹھ کھڑے ہوئے کہ جہاں کھودنے کا حکم ملا ہے، وہاں کھودیں، جب ان کا یہ اہتمام دیکھا تو قریش بھی وہاں آکھڑے ہوئے اور کہا اللہ کی قسم میں تو اس حکم کی تعمیل کروں گا، جو مجھے دیا گیا ہے۔ جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ ٹلنے والے نہیں تو انہیں کھودنے کے لیے چھوڑ دیا اور ان سے دست کش ہو گئے زیادہ نہ کھودا تھا کہ اندر کی چیزیں ان پر ظاہر ہو گئیں اور عبد المطلب نے تکبیر کہی۔ سب نے جان لیا کہ انہوں نے سچ کہا تھا۔ جب وہاں زیادہ کھدائی ہوئی تو اس میں سونے کے دوہرن پائے۔ یہ دونوں ہرن وہ تھے جنہیں جبرم نے مکہ سے نکلتے وقت دفن کر دیا تھا۔ انہوں نے اس میں نہایت سفید تلواریں اور زریں بھی پائیں تو قریش نے کہا:

اے عبد المطلب! ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک اور حق دار ہیں۔ انہوں نے کہا: ایسا نہیں بلکہ تم مجھ سے منصفانہ معاملے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس میں تیرے والدین کے قریش نے کہا، یہ تم کس طرح کر دو گے؟ عبد المطلب نے جواب دیا کہ کعبۃ اللہ کے لیے دو تیر

نے کعبۃ اللہ کے پاس تیروں کے ذریعے سے قرعہ اندازی کرنا عام دستور تھا۔



مقرر کروں گا، اپنے لیے دو تیر اور تمہارے لیے دو تیر۔ پھر جس کے دو تیر جس کسی چیز پر نکلیں، وہ چیز اس کی ہوگی اور جس کے لیے دو تیر نہ نکلیں، اسے کچھ نہ ملے گا۔

قریش نے کہا، آپ نے انصاف کی بات کہی۔ پھر ان سب نے دو زرد تیر کعبۃ اللہ کے لیے، دو گالے تیر عبد المطلب کے لیے اور دو سفید تیر قریش کے لیے مقرر کر دیے (یہ تیر اس شخص کو دیے) جو ہبل کے پاس تیر ڈالنے کے لیے تھا۔ ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک بُت تھا، جو ان بتوں میں سب سے بڑا تھا۔ ابوسفیان بن حرب نے جنگ احد کے روز اسی بُت کو پکارا تھا اور کہا تھا (اعل ہبل) یعنی اے ہبل! اپنے دین کو غالب کر۔ عبد المطلب اللہ عزوجل سے دعا کرنے کھڑے ہو گئے اور تیر والے نے تیر ڈالے تو دونوں زرد تیر دونوں ہرنوں پر کعبۃ اللہ کے لیے نکلے۔ عبد المطلب کے دونوں سیاہ تیر تلواروں اور زرد ہوں پر نکلے، اور قریش کے دونوں تیر کسی چیز پر نہ نکلے۔ عبد المطلب نے تلواروں کو تو کعبۃ اللہ میں دروازے کے طور پر لگا دیا اور دروازے میں سونے کے دونوں ہرن نصب کر دیے کہتے ہیں یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا۔ پھر عبد المطلب نے زمزم سے حجاج کو پانی پلانے کا انتظام اپنے ذمے لے لیا۔

**طوسی و بذّر** | ابن ہشام نے کہا، زمزم کے کھودے جانے سے پہلے قریش نے مکہ میں بہت سی باؤلیاں کھودی تھیں، جیسا کہ زیاد بن عبد اللہ ابکائی نے محمد بن اسحاق کی روایت ہم سے بیان کی ہے، عبد شمس بن عبد مناف نے الطوسی نامی باؤلی کھودی جو مکہ کے بلند حصے میں محمد بن یوسف الشقی کے گھر "البیضاء" کے پاس ہے۔ ہاشم بن عبد مناف نے بذّر نامی باؤلی مقام المستنذر کے پاس کوہِ نذر کے نکتہ اور شعب ابی طالب کے دہانے پر کھودی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب یہ باؤلی کھودی گئی تو ہاشم نے کہا تھا، میں یہ باؤلی ایسی بناؤں گا کہ اس کا پانی ہر شخص کو پہنچ سکے۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق کسی شاعر نے کہا ہے:

سَقَى اللّٰهُ اَمْوَاہَا عَرَفْتُ مَكَانَهَا جُؤَابَا وَمَلْکُومًا وَبَذَّرًا وَالْعَمْرَا

اللہ تعالیٰ ان باولیوں سے سیراب کرے، جن کے مقامات تم جانتے ہو ان کے نام

جُؤَاب، مَلْکُوم، بَذّر اور عَمْرَا ہیں۔

**سجلہ اور دوسری باؤلیاں** | ایک باؤلی سَجْلہ نامی بھی کھودی گئی یہ المطمع بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کی تھی جس کا پانی آج بھی لوگ پیتے ہیں۔ بنی نوفل کا بیان ہے کہ

۱۔ مکہ معظمہ کا ایک مشہور پہاڑ

۲۔ بذّر کا ذکر آچکا۔ جُؤَاب، مَلْکُوم اور عَمْرَا کے پرانے کنوئیں تھے آخری کا ذکر آگے آتا ہے۔



مطعم نے اسے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا۔ بنی ہاشم کہتے ہیں کہ جب زمزم نکل آیا تو یہ باولی مطعم کو بطور تحفہ دے دی تھی۔ بنی ہاشم زمزم کی بدولت ان تمام باولیوں سے بے نیاز ہو گئے۔

امیہ بن عبد شمس نے اپنے لیے الحضر نامی ایک کنواں کھود لیا تھا۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ نے شنیہ نامی باولی کھدوائی، جو بنی اسد کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی عبدالدار نے اُمّ احراء نامی کنواں کھدوایا۔ بنی حُجّج نے الشبہ نامی باولی کھدوائی، جو حلف بن وہب کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی سہم نے الغمر نامی کنواں کھودا، جو سہم کا کنواں مشہور ہے۔ چند ایسی باولیاں بھی تھیں جو مکہ کے باہر کھدی ہوئی تھیں۔ یہ قریش کے بڑے بوڑھوں مرہ بن کعب اور کلاب بن مرہ کے زمانے سے بھی پہلے کی ہیں۔ ان میں ایک باولی کا نام مُزَمّ ہے، جو مرہ بن کعب بن لؤی کی باولی کہلاتی ہے۔ ختم نامی ایک باولی بنی کلاب بن مرہ کی طرف منسوب ہے۔ الحضر نامی بھی ایک باولی ہے۔ حذلیہ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لؤی کے ایک شخص نے (جس کا نام ابن ہشام ابو ابی جهم بن حذلیہ بتایا) یہ شعر کہا ہے:

وَتَدْمًا غَنِينًا قَبْلَ ذَلِكَ حَقْبَةً وَلَا نَسْتَقِي إِلَّا بِحُجِّمٍ أَوْ الْحَضَرِ

ہم یا تو ختم نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حضر نامی باولی سے۔ اس سے سینکڑوں

سال پہلے سے ہیں دوسری باولیوں کی احتیاج نہیں رہی۔

ابن اسحق نے کہا: پھر زمزم پیشتر کے تمام کنوؤں سے بڑھ گیا۔ حجاج اسی سے پانی پیتے لگے۔ لوگ اسی کی طرف رجوع ہو گئے، کیونکہ وہ مسجد حرام میں تھا اور اسے تمام پانیوں میں برتری حاصل تھی۔ یہ اسماعیل بن ابراہیم علیہا السلام کا کنواں تھا۔ بنی عبد مناف اسی کے سبب سے قریش اور سارے عرب پر فخر کرتے تھے۔

چونکہ بنی عبد مناف ایک ہی خاندان، ایک ہی گھرانے کے لوگ تھے، ان میں کی کسی شاخ کی برتری دوسری شاخوں کے لیے بھی برتری تھی اور ان کی کسی شاخ کی فضیلت دوسری شاخوں کے لیے بھی وجہ فضیلت تھی، اسی لیے مسافر بن ابی عمرو (بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف) نے قریش پر اور سقایہ و رقادہ کی تولیت و انتظام اور ان کے ہاتھوں زمزم کے ظہور پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَسَيُّمًا الْمَجْدَ مِنْ آبَا نَسَا فَتَمَّى بِنَا صُعْدًا

ہم نے اپنے بزرگوں سے بزرگی ورثے میں پائی ہے اور ہمارے پاس آکر

بزرگی کی بندی اور زیادہ ہو گئی ہے۔

۱۷۵ غایب وہی الحضر ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے اور جسے عبد شمس کی ملکیت بتایا گیا ہے۔



أَلَمْ تَسْقِ الْحَجِيمَ وَ تَنَزَّ - حَرُّ الدَّلَاقَةِ الدُّفْدَا

کیا ہم حجاج کو پانی نہیں پلاتے رہے؟ کیا ہم موٹی تازی بہت دودھ دینے والی اونٹنیاں ذبح نہیں کرتے رہے؟

وَفُلُفِي عِنْدَ تَصْرِيفِ الْمَنَآيَا شُدَّ دَا رُفْدَا

موت کی حکومت کے مقام پر تو ہم سخت اور دوسروں کو سہارا دینے والے پائے جائیں گے۔

فَإِنْ تَهْلِكُ فَلَهُ نُمْلِكُ وَمَنْ ذَا خَالِدٌ أَبَدًا

اگر ہم ہلاک بھی ہو جائیں (تو کوئی حرج نہیں) کیونکہ ہم (اپنی جان کے) مالک تو ہیں نہیں اور کون ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

وَزَمْزَمُ فِي أَرْوَمَيْنَا وَنَفَقَاءُ عَيْنٍ مِّنْ حَسَدَا

اور زم زم کی تولیت ہمارے ہی بزرگوں میں رہی ہے، جو شخص ہم سے حسد کرے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں گے۔

وَسَاقِي الْحَجِيمِ ثُمَّ لِلْخَبْرِ هَاشِمٌ وَعَبْدُ مَنَافٍ ذَلِكَ السَّيِّدُ الْفَهْرِيُّ

عبد مناف بنی نمر کا سردار حجاج کو پانی پلانے والا اور ردی کو چورتے والا ہے۔

طَوَى زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَاصْبَحَتْ سِقَايَتُهُ فَخَرَّ عَلَى كُلِّ ذِي فَخْرٍ

اس نے زم زم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا: ان اشعار میں حذیفہ بن غانم نے عبد المطلب بن ہاشم کی مدح کی ہے اور یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں، جیسے انشاء اللہ ہم مناسب مقام پر ذکر کریں گے۔

۱۔ ابن اسحاق نے کہا، حذیفہ بن غانم، جو بنی عدی بن کعب بن لؤی میں کا ایک شخص ہے اس نے یہ دونوں شعر کہے ہیں۔

عبد اقل



## عبدالمطلب کی نذر

**ذبح فرزند کا عہد** | ابن اسحاق نے کہا، خدا جانتے یہ کہاں تک صحیح ہے، لیکن لوگ کہتے ہیں کہ ہزار عبدالمطلب بن ہاشم نے زمزم کھودنے کے وقت جب قریش کی جانب سے رکاوٹیں دیکھیں تو نذر مانی کہ اس کے دس بیٹے ہوں گے اور وہ سن بلوغ کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں اس کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک بیٹے کو کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ذبح کر دے گا۔ جب پورے دس بیٹے ہوئے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ حفاظت کر سکتے ہیں تو ان سب کو جمع کیا اور اپنی نذر کی خبر دے کر اسے پورا کرنے کی دعوت دی۔ بیٹوں نے ان کی بات مانی اور دریافت کیا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟ عبدالمطلب نے کہا، تم میں کا ہر شخص ایک ایک تیر لے اور اس پر اپنا نام لکھ کر میرے پاس لائے۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور والد کے پاس آئے۔ والد انھیں لے کر کعبۃ اللہ کے اندر پہل کے پاس آیا رہیل کعبۃ اللہ کے اندر ایک باؤلی پر تھا۔ یہ باؤلی وہ تھی جس پر کعبۃ اللہ کی نذر نیا نہیں جو جو چیریں آتیں، وہاں جمع رہتی تھیں، رہیل کے پاس سات تیر رکھے تھے اور ہر تیر پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک تیر پر خو نہما مرقوم تھا۔ جب کسی خوں بہا کی ادائی میں اختلاف ہوتا، تو ان ساتوں تیروں کو حرکت دی جاتی اور جس کا نام نکلتا، اس پر خو نہما کا بار ڈالا جاتا، ایک تیر پر ”ہاں“ کسی کام کے کرنے کے لیے لکھا ہوا تھا۔ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ ہوتا تو اس تیر کو دوسرے تیروں پر ملا کر حرکت دی جاتی۔ اگر ”ہاں“ لکھا ہوا تیر نکلتا تو اس کے مطابق عمل کرتے ایک تیر پر ”نہیں“ لکھا تھا۔ جب کوئی کام کرنا چاہتے تو اسے بھی دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر جنبش دی جاتی۔ اگر یہی تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتے۔

**عربوں میں تیروں کا دستور** | ایک تیر پر ”تم میں سے“ ایک تیر پر ”تم میں ملا ہوا“ (ملصق) ایک تیر پر ”تم میں سے نہیں“ اور ایک تیر پر ”پانی“ لکھا تھا۔ جب وہ پانی کے لیے کوئی کنواں کھودنا چاہتے تو وہ ان تیروں کو اور پانی سے متعلقہ تیر کو بھی رکھ دیتے پھر جس طرح کا تیر نکلتا، اس کے مطابق عمل کرتے۔ جب وہ کسی لڑکے کا فتنہ یا کوئی نکاح کرنا چاہتے یا کسی



میت کو دفن کرنا۔ یا کسی شخص کے نسب میں انھیں کچھ شک ہوتا تو اسے اور اس کے ساتھ سودرم اور ذبح کرنے کے کچھ جانور بھی ہبل کے پاس لے جاتے۔ یہ سب کچھ اس شخص کے حوالے کر دیتے، جو تیروں کو ہلا کر نکالتا تھا۔ اس شخص کو بھی اس کے پاس لے جاتے جس کے متعلق کوئی کام کرنا چاہتے۔ پھر کہتے: اے ہمارے معبود! فلاں بن فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو بات حق ہو، وہ ہمارے لیے ظاہر کر۔ پھر تیروں والے سے کہتے کہ تیروں کو حرکت دے اگر اس شخص کے لیے ان تیروں میں سے وہ تیز نکلتا، جس پر ”تمہیں میں سے“ لکھا ہوتا تو وہ ان میں نہایت شریف سمجھا جاتا۔ اگر اس کے لیے وہ تیز نکلتا جس پر ”تم میں ملا ہوا“ لکھا ہوتا تو اس شخص کا جو درجہ ان میں سے پہلے تھا، وہ اسی مرتبے پر رہتا، لیکن وہ شخص نہ کسی کے نسب میں شامل ہو سکتا تھا، نہ کسی کا حلیف شمار ہوتا۔ اگر قرعہ اندازی میں اس کے سوا کوئی اور معاملہ ہوتا، جیسے وہ کرنا چاہتے اور اس میں ہاں نکلتا تو ویسا ہی کرتے۔ اگر ”نہیں“ نکلتا تو وہ معاملہ اس سال ملتوی کر دیتے، یہاں تک کہ اسے دوبارہ لاتے اور اس وقت تک اپنے معاملات روکے رکھتے، جب تک اس پر تیز نکلے۔ عبدالمطلب نے بھی تیروں والے کے پاس آکر کہا، میرے ان بچوں کے یہ تیر ہلا کر نکالو اور جو نذرمانی تھی، اس کی کیفیت بھی اسے سنادی۔ ان میں سے ہر لڑکے نے اپنا تیرا سے دیا، جس پر اس کا نام لکھا تھا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے والد کے تمام بیٹوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ وہ، زبیر اور ابوطالب، فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یفطہ بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے بطن سے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: لوگوں کے خیال کے مطابق عبداللہ عبدالمطلب کے بہت چھوٹے فرزند تھے اور عبدالمطلب دیکھ رہے تھے کہ اگر تیران پر سے نکل گیا تو وہ بچ جائیں گے (اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونے والے والد تھے) جب تیر والے نے تیر لیے کہ انھیں حرکت دے تو عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے تیز نکالے تو عبد اللہ کا نام نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے حاکم بند کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھری تھام کر ساتھ لیے اساف و ناند کے پاس آئے تاکہ اسے ذبح کریں۔ قریش اپنی مجلسوں سے اٹھ کر ان کے پاس آئے اور کہا، عبدالمطلب! تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ انھوں نے کہا: میں اسے ذبح کر دینا چاہتا ہوں۔ قریش اور ان کے دوسرے بیٹوں نے کہا: خدا کی قسم! اسے ہرگز ذبح نہ کیجئے، جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہر شخص اپنا بچہ لایا کرے گا کہ اسے ذبح کرے۔ اس طرح انسانی نسل باقی نہ رہیگی۔



مغیر بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم ثقیف نے کہا خدا کی قسم! ایسا ہرگز نہ کیجئے، جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر اس کا فدیہ ہمارے مال سے ہو سکے تو ہم دے دیں گے (اور عبد اللہ کی ماں مغیرہ ہی کی ہم قوم تھی) قریش اور عبد المطلب کے دوسرے بیٹوں نے بھی کہا، انھیں ذبح نہ کیجئے، بلکہ حجاز لے چلیے وہاں ایک عرافہ (غیب کی باتیں بتانے والی) ہے جس کا کوئی رمنوکل یا شیطان یا کوئی روح تابع ہے اس سے آپ دریافت کیجئے، اگر اس نے بھی انھیں ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو پورا اختیار ہوگا اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور اس رط کے کے لیے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی مشکل ہو تو آپ اسے قبول کر لیں۔

### عرافہ سے سوال

چنانچہ سب کے سب وہاں سے چلے اور مدینہ پہنچے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں سے انھیں معلوم ہوا کہ عرافہ خیبر میں ہے تو وہاں سے سوار ہو کر خیبر میں پہنچے اور اس عورت سے دریافت کیا۔ عبد المطلب نے اپنے اور اپنے بیٹے کے حالات اسے سنائے اور ان کے متعلق نذر اور ارادے کا اظہار کیا۔ اس عورت نے کہا: آج تو میرے پاس سے تم لوگ واپس جاؤ۔ یہاں تک کہ میرا تابع میرے پاس آئے اور میں اس سے دریافت کر لوں۔ پس سب کے سب اس کے پاس سے لوٹ آئے۔ عبد المطلب واپس جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کھڑے رہے۔ دوسرے روز سویرے سب پھر عرافہ کے پاس گئے۔ اس عورت نے کہا: ہاں! تمہارے متعلق مجھے کچھ معلومات ہوئے ہیں۔ تم لوگوں میں دیت کی مقدار کیا ہے؟ سب نے کہا دس اونٹ اور واقعہ یہی مقدار تھی۔ اس عورت نے کہا: تم لوگ اپنی بستیوں کی جانب لوٹ جاؤ۔ اور اپنے اس بیٹے کو اور دس اونٹوں کو پاس پاس رکھو۔ پھر ان دونوں پر تیروں کے ذریعے سے قرعہ ڈالو۔ اگر تیر تمہارے اس بیٹے پر نکلے تو اونٹوں کو اور بڑھاتے جاؤ، یہاں تک کہ تمہارا پردرد گرا راضی ہو جائے (اور) اونٹوں پر تیر نکل آئے تو اس کے بجائے اونٹ ذبح کر دینا کہ تمہارا رب بھی تم سے راضی ہو جائے گا اور تمہارا بیٹا بھی بچ جائے گا۔ یہ سن کر وہ نکلے اور مکہ پہنچے۔

### عبد اللہ کا فدیہ

جب سب اس رائے پر متفق ہو گئے تو عبد المطلب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور عبد اللہ کو اور دس اونٹوں کو وہاں لے آئے۔ اس حالت میں کہ عبد المطلب ہبل کے پاس کھڑے اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا گیا تو عبد اللہ پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ

لے حجاز سے مراد وہ خطہ ہے جس کا مرکز مدینہ منورہ تھا۔ عرافہ کا نام قطیر یا سراج بتایا جاتا ہے۔



عزوجل سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا گیا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد تیس ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد چالیس ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ اور زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد پچاس ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ اور زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد ساٹھ ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ اور زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد ستر ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ یعنی اونٹوں کی تعداد اسی ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کیے یعنی اونٹوں کی تعداد نوے ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبد اللہ ہی پر نکلا۔ دس اونٹ اور زیادہ کیے، یعنی اونٹوں کی تعداد سو ہو گئی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو اب کے بار اونٹوں پر نکلا۔

قریش اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے، سمجھی نے کہا: اے عبد المطلب! اب تم اپنے رب کی رضا مندی کو پہنچ گئے، لوگوں کا بیان ہے کہ عبد المطلب نے کہا: اللہ کی قسم ایسا نہیں یہاں تک کہ تین مرتبہ اونٹوں ہی پر تیر نکالے۔ پھر عبد اللہ اور اونٹوں کے لیے تیر نکالے۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے کہ تیر اونٹوں ہی پر نکلا، مگر یہ عمل کیا اور عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا تو اونٹوں پر نکلا۔ پھر تیسری بار اس عمل کی تکرار کی۔ عبد المطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے، پھر تیر نکالا تو اونٹوں ہی پر نکلا، چنانچہ اونٹ ذبح کیے گئے اور انہیں چھوڑ دیا گیا۔ کسی شخص کو ان کے گوشت سے نہ محروم کیا اور نہ رد کا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے تو یہ کہا ہے کہ نہ کسی انسان کو رد کا اور نہ کسی درندے کو اس واقعے کی بہت سی روایتوں میں سے بعض روایتوں میں رجز یہ اشعار بھی ہیں جن کی روایت علماء شریعہ میں کسی سے ہم تک صحت کے ساتھ نہیں پہنچی۔

ایک عورت کی مشککش | ابن اسحاق نے کہا: عبد المطلب عبد اللہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لوٹے، لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انہیں ساتھ لیے بنی اسد بن عبد العزیٰ



ربن قصتی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ورقہ بن نوفل بن اسد بن العزیٰ کی بہن تھیں اور کعبۃ اللہ کے قریب ہی تھیں۔ اس عورت نے عبداللہ کا چہرہ دیکھا تو کہا: اے عبداللہ! کہاں جاتے ہو؟ کہا، اپنے والد کے ساتھ عورت نے کہا: تمہیں اتنے ہی اونٹ دنگی جتنے تمہارے ندیے میں ذبح کیے گئے ہیں، شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ اختلاط کے لیے راضی ہو جاؤ۔ عبداللہ نے کہا: میں اپنے والد کے ساتھ ہوں نہ ان کے خلاف جاسکتا ہوں اور نہ انہیں چھوڑ سکتا ہوں۔

**آمنہ سے عبداللہ کی شادی** | عبدالطلب عبداللہ کو لے کر چلے اور دہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرة بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر کے پاس لائے دہب ان دنوں بنی زہرہ میں عزت و نسب دونوں کے لحاظ سے سردار تھے، انہوں نے اپنی بیٹی آمنہ کو عبداللہ کے نکاح میں دے دیا۔ وہ ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب اور رتبے کے لحاظ سے افضل تھیں۔ آمنہ کی والدہ برہ بنت عبدالمعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصتی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر ام حبیب بنت اسد بن عبدالمعزیٰ بن قصتی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر ام حبیب کی والدہ برہ بنت عوف بن عبدعزیٰ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر تھیں۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب** | غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم میں نسب کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر اور عزت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر تھے، والد کی جانب سے بھی اور والدہ کی جانب سے بھی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر برکات و سلام نازل فرمائے۔

عبداللہ بن عبدالمطلب زیادہ دیر زندہ نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی ولادت و رضاعت

### تاریخ ولادت

محمد بن اسحاق المطلبی نے کہا: رسول اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت پر کورنبرج الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد ذی قیل میں ہوئی۔ المطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخزوم نے اپنے والد اور دادا قیس بن مخزوم سے روایت کی کہا: میری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ستر ذی قیل میں ہوئی۔ ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے یحییٰ ابن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارۃ الانصاری کی روایت سے حدیث بیان کی کہا: حسان بن ثابت کی روایت مجھ سے میری قوم کے ان لوگوں نے بیان کی، جن کا بیان مجھے مطلوب تھا۔ حسان نے کہا: خدا کی قسم! میں سات یا آٹھ سال کا قریب البلوغ لڑکا تھا۔ جو بات سنتا تھا، اسے سمجھتا تھا کہ اچانک میں نے ایک یہودی کو شرب کے ایک بلند مقام پر بلند آواز سے "اے گروہ یہود! چنچتے سنا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور پوچھا: کم بخت! تجھے ہوا کیا ہے۔ اس نے کہا: آج رات الحمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، جس میں وہ پیدا ہو گا۔

محمد بن اسحاق نے کہا: میں نے عبد الرحمن بن حسان بن ثابت سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت حسان کی عمر کتنی تھی؟ جواب ملا: ۶۰ سال اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تشریف آوری کے وقت تیرہ سال کی تھی، اس لیے حسان نے جو کچھ سنا، وہ سات سال کی عمر میں سنا۔

### کعبے میں دعا

ابن اسحاق نے کہا: آپ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا عبد المطلب کی اطلاع کی گئی، آئیے اور اسے دیکھنے عبد المطلب نے آپ کو اٹھایا اور لے کر کعبۃ اللہ میں گئے وہ اللہ تعالیٰ

۱۔ تمام روایتیں پیش نظر رکھ کر باب تحقیق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول سر عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۰ء بعد از صبح صادق اور قبل از طلوع نیر عالم تاب ہوئی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: رحمتہ للعالمین جلد اول ص ۴۲ اور



سے دعا کرتے اور اس کی عطا پر شکر ادا کرتے کھڑے رہے۔ پھر واپس لے گئے اور آپ کی والدہ کے حوالے کر کے دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں لگ گئے۔

آپ کو دودھ پلانے کے لیے نبی سعد بن بکر کی ایک عورت کو جس کا نام حلیمہ بنت ابی حلیمہ سعدیہ | ذویب تھا، مقرر کیا۔ ابو ذویب کا نام عبداللہ بن الحارث (بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرة بن قصیۃ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان) تھا اور آپ کے رضاعی والد کا نام جن کی بی بی کا دودھ آپ نے پیا، الحارث بن عبدالعزیٰ (بن رفاعۃ بن ملان بن ناصرة بن قصیۃ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن) تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں ناصرة کا بیٹا ملان نہیں بلال تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: آپ کے رضاعی بھائی بہنوں کے نام رسول اللہ کے رضاعی بھائی بہن | یہ ہیں: عبداللہ، انیسۃ اور خذامتہ، جن کا اصلی نام انیشما تھا لیکن خذامتہ کے نام کا غلبہ ان کے اصلی نام پر ہو گیا اور وہ اپنے خاندان میں اسی نام سے مشہور ہو گئی تھیں۔ یہ سب حلیمہ بنت ابی ذویب ہی کے بچے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب آپ ان کے پاس رہتے تو انیشماء والدہ کے ساتھ مل کر آپ کی پرورش اور دیکھ بھال کرتیں۔

جہم بن ابی جہم مولیٰ الحارث بن حاطب الجمحی نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب حلیمہ کا بیان | یا کسی اور شخص کی روایت سے حدیث سنائی: حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ رسول اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ بیان کرتی ہیں، میں اپنی بستی سے اپنے شوہر اور ایک شیر خوار بچے کو لیکر نبی سعد بن بکر کی چند عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلی۔ وہ زمانہ قحط کا تھا۔ ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ میں ایک بھورے یا خاکی رنگ کی گدھی پر نکلی اور ہمارے ساتھ ایک بوڑھی اونٹنی بھی تھی جس سے خدا کی قسم، ایک قطرہ دودھ بھی نہ مل سکتا تھا۔ ہمارا حال یہ تھا کہ ہمارے اس بچے کے جو ہمارے ساتھ تھا، بھوک کے رونے کے سبب ساری رات نہ سو سکتے تھے۔ میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا کہ اسے کافی ہو اور نہ ہماری بوڑھی اونٹنی کے پاس کچھ تھا، جو اس کے ناشتے کے کام آئے۔

ابن ہشام نے کہا، ”ناشتے کے کام آئے“ کے بعد یہ الفاظ تھے: ہمیں بارش اور خوشحالی کی توقع تھی۔

غرض میں اپنی اس گدھی پر نکلی تو وہ تھک گئی۔ اس کی کمزوری اور دُبیلے پن کے باعث ساتھیوں



کو زحمت اٹھانی پڑی، یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچ گئے۔ ہم میں کوئی عورت ایسی نہ تھی۔ جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نہ کیا گیا ہو، لیکن جب اس سے کہا جاتا تھا کہ آپ یتیم ہیں تو وہ آپ کو لینے سے انکار کرتی چونکہ ہم لوگ بچے کے باپ کی طرف سے نیک سلوک کی امید رکھتے اور کہتے تھے کہ وہ یتیم ہے تو اس کی ماں اور دادا سے حسن سلوک کی کیا امید ہے؟ اس لیے ہم آپ کا لینا پسند نہ کرتے تھے۔ میرے ساتھ آئی ہوئی عورتوں میں سے بجز میرے کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے کوئی شیرخوار نہ لے لیا ہو۔ جب ہم واپس جانے کے لیے تیار ہو گئے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا: بخدا میں یہ بات ناپسند کرتی ہوں کہ کسی شیرخوار کو لیے بغیر اپنی ساتھ والیوں میں لوٹوں۔ میں تو اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور اسے ضرور لے لوں گی۔ انھوں نے کہا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اسی میں برکت دے دے۔ پس میں آپ کے پاس گئی اور آپ کو لے لیا۔ میرے اس فعل کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مجھے آپ کے سوا کوئی اور نہ ملا۔

**وجود مبارک کی برکات** | انھوں نے کہا، پھر میں آپ کو لے کر اپنی سواری کی طرف لوٹی۔ جب میں نے آپ کو اپنی گود میں بٹھالیا تو آپ کے لیے میری چھاتیوں میں حسبِ خواہش دودھ اُتر آیا۔ آپ نے پیا اور سیر ہو گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے بھائی نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر دونوں سو گئے، حالانکہ اس سے پہلے اس کے ساتھ ہم سوتے بھی نہ تھے، میرا شوہر اپنی بوڑھی اذنی کی طرف گیا تو گیا دیکھتا ہے کہ وہ دودھ سے بھری ہوئی ہے اس سے اتنا دودھ دے گا کہ میرے شوہر نے بھی پیا اور میں نے بھی، یہاں تک کہ ہماری سیری اور سیرابی انتہا کو پہنچ گئی اور اور آرام سے رات گزاری۔ صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا، اے حلیمہ! خدا کی قسم، خوب سمجھ لو کہ تم نے ایک ذاتِ مبارک کو پایا ہے میں نے جواب دیا، خدا کی قسم، مجھے یہی امید تھی۔ پھر ہم نکلے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو گئی اور آپ کو بھی اپنے ساتھ سوار کرایا، خدا کی قسم، پھر تو وہ گدھی قافلے سے آگے ہو گئی۔ قافلے والوں کی گدھیوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتی تھی، یہاں تک کہ میرے ساتھ والیاں مجھ سے کہنے لگیں، اے ابو ذؤب کی بیٹی! تجھ پر افسوس ہے، ہماری خاطر فوراً درمیانی چال چل۔ کیا یہ تیری ذہ گدھی نہیں، جس پر تو گھر سے نکلی تھی؟ میں ان سے کہتی: کیوں نہیں، یہ وہی تو ہے۔ وہ کہتیں: خدا کی قسم، اس کی تو حالت ہی کچھ اور ہے۔ پھر ہم اپنے گھر آئے، جو نبو سعد کی بستیوں میں تھا اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں کسی کو میں نہیں جانتی، جو اس سے زیادہ قحط زدہ ہو، مگر جب ہم آپ کو اپنے ساتھ لائے تو میری بکریاں چراگاہ سے شام کو لوٹیں اور خوب دودھ سے بھری ہوئی ہوئیں۔ ہم دودھ دیتے، پیتے اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص اپنی



بکریوں سے دودھ کا قطرہ تک نہ ددہتا اور نہ تھنوں میں ایک قطرہ پاتا۔ ہماری قوم کے جو لوگ ہمارے قریب ہی رہا کرتے، اپنے چرواہوں سے کہتے: ارے کم بختو! ابو ذریب کی بیٹی کا چرواہا جہاں بکریاں چرنے چھوڑتا ہے، تم بھی دیں چھوڑو، وہ ایسا ہی کرتے، پھر بھی ان کی بکریاں بھد کی ہی واپس آتیں۔ ایک قطرہ دودھ نہ دیتیں اور میری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی اور سیر نہ ہوتیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و برکت ہی دیکھتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے دو سال گزر گئے اور دودھ بڑھائی ہو گئی۔ آپ کی نشو و نما ایسی ہوئی کہ دوسرے بچوں میں سے کوئی اس کا نمونہ پیش نہ کر سکتا تھا۔ آپ کی عمر دو سال کی بھی نہ ہوئی تھی کہ خوب توانا ہو گئے۔ پھر ہم آپ کو لے کر آپ کے خاندان میں آپ کی والدہ کے پاس آئے۔ چونکہ آپ کی برکات دیکھتے رہے تھے، اس لیے آپ کو اپنے پاس رکھنے کے بہت آرزو مند تھے، ہم نے آپ کی والدہ سے بات چیت کی میں نے ان سے کہا: اگر آپ میرے بچے رسول اللہ سلم کو میرے پاس کچھ دنوں اور چھوڑ دیں کہ خوب توانا ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی دبا سے اس کے لیے ڈر لگتا ہے۔ ہم نے یہاں تک اصرار کیا کہ والدہ نے آپ کو بارے ساتھ لٹا دیا۔ پھر تو ہم آپ کو لے کر لوٹے۔

**شق بطن** | خدا کی قسم، آپ کو ساتھ لے کر آنے سے چند ماہ بعد کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہماری بکریوں کے بچوں میں گھر کے پیچھے ہی تھے کہ آپ کا بھائی ہانتا کا پتا ہمارے پاس آیا، کہا: میرا جو قریشی بھائی ہے، اسے دو شخصوں نے، جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں، پکڑ دیا۔ لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر ڈالا اور اسے مار رہے ہیں یہ سنتے ہی میں اور آپ کے والد (علیمہ کے شوہر) آپ کی طرف دوڑے تو ہم نے آپ کو اس حال میں کھڑا پایا کہ چہرے کا رنگ سیاہ تھا۔ میں نے اور آپ کے والد نے آپ کو گلے سے لگالیا اور کہا: پیارے بیٹے! کیا ہوا، فرمایا میرے پاس دو شخص، جو سفید کپڑے پہنے تھے، آئے اور مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا۔ انھوں نے اس میں کوئی چیز تلاش کی، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھی۔ علیمہ نے کہا: پھر ہم آپ کو لے کر اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لانا** | آپ کے والد نے مجھ سے کہا: اے علیمہ! مجھے

اس کے ظاہر ہونے سے پہلے اس کے گھروالوں کے پاس پہنچا دو۔ کہا: پھر تو ہم نے آپ کو اٹھا لیا اور لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے۔ انھوں نے کہا: اتنا تم اسے (ابھی) کیوں لائیں حالانکہ تم تو اسے اپنے پاس رکھنے کی بہت آرزو مند تھیں۔ میں نے کہا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے اب اسے



سن تیز کر پہنچا دیا ہے اور مجھ پر جو فرائض تھے، وہ میں نے ادا کر دیے۔ مجھے اس پر حوادث کا خوف ہوا اس لیے میں نے آپ کی مرضی کے مطابق اسے آپ تک پہنچا دیا (حضرت آمنہ نے) کہا، نہیں تمہاری حالت ایسی تو نہیں، اپنا حال مجھ سے سچ سچ کہو (علیہ نے) کہا: جب تک میں نے نہ بتایا، انھوں نے مجھے نہ چھوڑا۔ پوچھا: کیا تمہیں اس پر شیطان کا اثر دکھائی دیا جس سے خوف ہوا؟ میں نے کہا جی ہاں! انھوں نے کہا: ایسا برگزین نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم، اس پر شیطان کا کچھ بس نہ چلے گا میرے بچے کی عجیب شان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم | ابن اسحاق نے کہا: ثور بن یزید نے بعض اہل علم سے روایت بیان کی اور میں سمجھتا ہوں، یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے آپ سے کہا: اے اللہ کے رسول! اپنے کچھ حالات بیان فرمائیے۔ فرمایا:

اچھا (سنو) میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں جب میں اپنی ماں کے بطن میں آیا تو انھوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا، جس سے سرزمین شام کے محل ان پر روشن ہو گئے۔ بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر میں نے پرورش پائی میں اپنے گھروں کے پیچھے اپنے ایک بھائی کے ساتھ تھا اور ہم اپنی بکریوں کے بچے چرا رہے تھے کہ درختوں سے سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس برف سے بھرا ہوا سونے کا ایک ٹشت لے کر آئے انھوں نے مجھے پکڑا اور میرا پیٹ چاک کیا۔ میرا دل نکالا اور اسے بھی چاک کیا اس میں سے ایک کالا گوشت کا ٹکڑا نکالا اور پھینک دیا۔ پھر انھوں نے میرا دل اور پیٹ اس برف سے یہاں تک دھویا کہ اسے پاک کر دیا۔

نَعَمْ، أَنَا دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ  
وَبُشْرَى أَخِي عِيسَى، وَذَاتُ  
أُمِّي حِينَ حَمَلْتُ فِي أَنفِ خَرَجَ  
مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا قُصُورَ الشَّامِ  
وَأَسْتَرَضَعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرِ  
فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَخِي لِي خَلْفَ  
بُيُوتِنَا نَدْعِي بِهِمَا لَنَا إِذْ  
آتَانِي رَجُلَانِ عَلَيْهِمَا ثِيَابُ  
بَيْضَ بَطَسَتْ مِنْ ذَهَبٍ  
مَمْلُوءَةٍ ثَلْجًا ثُمَّ أَخَذَانِي  
فَشَقَّ بَطْنِي، وَاسْتَخْرَجَا قَلْبِي  
فَشَقَّاهُ، فَاسْتَخْرَجَا مِنْهُ  
عَلَقَةً سَوْدَاءَ فَطَرَحَاهَا،  
ثُمَّ غَسَلَا قَلْبِي وَبَطْنِي بِذَلِكَ  
الْثَلْجِ حَتَّى انْقَيَّاهُ



قال: ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا  
يَصَاحِبُهُ ذَنْهُ بِعَشْرَةِ مِثْرٍ  
أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ  
ثُمَّ قَالَ: ذَنْهُ بِمِائَةِ مِثْرٍ  
أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ  
ثُمَّ قَالَ: ذَنْهُ بِأَلْفِ مِثْرٍ  
أُمَّتِهِ فَوَزَنَنِي بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ  
فَقَالَ: دَعْنِي عَنْكَ فَوَاللَّهِ  
لَوْ زَنَنْتَهُ بِأُمَّتِهِ لَوَزَنْتُهَا -

فرمایا پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا  
انہیں ان کی امت کے دس شخصوں کے مقابل تولو  
اس نے مجھے ان کے ساتھ تولاتو میں ان دزن میں  
بڑھ گیا پھر اس نے کہا ان کی امت کے سو شخصوں کے  
ساتھ تولو جب اس نے مجھے ان کے ساتھ تو میں ان کے  
بھی دزن میں بڑھ گیا پھر اس نے کہا ان کی امت کے  
ہزار افراد کے ساتھ تولو - اس نے مجھے ہزار کے ساتھ  
دزن کیا تو جب بھی میں دزن میں بڑھ گیا (یہ دیکھ کر)  
اس نے کہا: انہیں چھوڑ دو - اللہ کی قسم، اگر تم انہیں  
ان کی (پوری) امت کے مقابل بھی تولو گے تو یہ بڑھ  
جائیں گے -

ابن اسحاق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:  
مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَفَتْدَرَعَى الْغَنَمَ  
قِيلَ: وَ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟  
قَالَ: وَأَنَا؛

کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں  
کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے بھی؟  
فرمایا (ہاں) میں نے بھی -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے:  
أَنَا أَعْدَبُكُمْ أَنَا فُتْدَرَعَى شَيْئًا  
وَأَسْتَرْضِعْتُ فِي بَنِي سَعْدِ  
ابْنِ بَكْرِ -

میں تم میں سب سے زیادہ خالص عرب ہوں -  
میں قرشی ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر کے قبیلے  
میں دودھ پی کر پرورش پائی ہے -

ابن اسحاق نے کہا: بعض لوگوں نے بیان کیا (واللہ اعلم) کہ آپ کی رضاعی  
والدہ سعدیہ آپ کو لے کر مکہ آئیں تو آپ ان سے پھرت کر لوگوں کی بھیڑ  
میں گم ہو گئے - سعدیہ نے اپنے بیٹے آپ کو بہت ڈھونڈھا، لیکن نہ پایا - عبد المطلب کے پاس آئیں  
اور ان سے کہا میں آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے کر آئی اور جب مکہ کے بلند حصے میں تھی تو مجھ سے  
الگ ہو کر کھو گیا خدا کی قسم، مجھے خبر نہیں کہ کہاں ہے عبد المطلب آپ کے کوٹ آنے کے لیے اللہ تعالیٰ  
سے دعا کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے ہوئے لوگوں کا بیان ہے کہ وَرَقَةُ بْنُ نُفْلٍ بن اسد اور کسی ایک  
جلد اول



اور شخص کو آپ مل گئے۔ وہ دونوں آپ کو لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور ان سے کہا، یہ آپ بچہ مکہ کے بلند حصے میں نہیں ملا۔ عبدالمطلب نے آپ کو لے کر گردن پر بٹھایا۔ اسی طرح کعبۃ اللہ کے گھومتے جاتے، آپ کے لیے دعا کرتے اور پناہ مانگتے جاتے تھے۔ پھر آپ کی والدہ آمنہ کے پاس بھیجوا دیا۔

**واپسی کا ایک اور سبب** | ابن اسحاق نے کہا، بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کی والدہ سعدیہ کو جن وجوہ سے ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ کو والد پاس پہنچادیں، ان میں سے ایک تو وہ وجہ تھی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے، ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حبشہ کے چند نصرانیوں نے آپ کو میرے ساتھ اس وقت دیکھا، جب دودھ بردھائی کے بعد آپ کو لے کر آئی۔ انھوں نے آپ کو غور سے دیکھا، خوب جانچا اور مجھ سے سوالات کیے۔ پھر آپس میں کہا، آ اس لڑکے کو لے لیں اور اپنے بادشاہ کے پاس اپنے وطن لے جائیں، کیونکہ یہ ایسا لڑکا ہے جس بڑی شان ہوگی۔ ہم اس کے حالات خوب جانتے ہیں۔ جس نے یہ روایت مجھ سے بیان کی، اس کا کہنا تھا کہ حلیمہ کا آپ کو لے کر ان سے الگ ہونا مشاہد ہو گیا تھا۔



## والدہ ماجدہ اور جد امجد کی وفات

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ آمنہ بنت وہب اور اپنے دادا عبد المطلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نگرانی و حفاظت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ جس ست دہرے تک آپ کو پہنچانا چاہتا تھا، اس کے لیے آپ کی بہترین پرورش فرما رہا تھا۔ جب آپ کی عمر (شریف) چھ سال کو پہنچی تو آپ کی والدہ انتقال کر گئیں۔

مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن خرم نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال تھے کہ آپ کی والدہ آمنہ آپ کو لے کر نبی عدی بن النجار کے قبیلے میں آئیں۔ غرض یہ تھی کہ آپ کی ت آپ کے ماموں سے کرائیں تو وہاں سے واپسی کے وقت مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء انتقال کر گئیں۔ ابن ہشام نے کہا: عبد المطلب بن ہاشم کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو بنجار یہ تھیں۔ ابن اسحاق بنی نجار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہونے کا جو رشتہ بتایا ہے، وہ یہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا عبد المطلب بن ہاشم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ عبد المطلب کے لیے کعبہ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا تھا اور ان کے بیٹے اس کے اطراف میں بیٹھے رہتے، یہاں تک کہ وہ خود اس کی طرف آتے۔ بیٹوں میں سے کوئی بھی والد کی عظمت کے لحاظ سے فرش پر نہ بیٹھتا تھا۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں بن شعور کو پہنچ چکے تھے، آپ جب تشریف لاتے، فرش پر بیٹھ جاتے۔ آپ کو وہاں سے ہٹا دینے کے لیے چچا پکڑ لیتے تو عبد المطلب کہتے، میرے بچے کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم! اس کی تو بہت بڑی شان ہے۔ آپ کو ساتھ اس فرش پر بیٹھا لیتے اور آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے رہتے۔ آپ کو جو کام کرتے دیکھتے، انہیں خوشی ہوتی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں سال میں قدم رکھا

مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کی نہال تھی۔ یہ ظاہر شہر عبد اللہ بن عبد المطلب کی قبر پر جانا منظور ہے۔ مدینہ منورہ ہی میں دفن تھے اور پرانی رشتہ داری کو بھی تازہ کرنا مقصود تھا۔ ایک روایت کے مطابق اس سفر میں عبد المطلب بھی ساتھ تھے۔



تو عبد المطلب بن ہاشم رحلت کر گئے۔ یہ حادثہ واقعہ قبل سے آٹھ سال بعد پیش آیا۔

عباس بن عبد اللہ (بن معبد بن عباس) نے اپنے بعض گھر والوں سے روایت کی کہ جب عبد المطلب کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ سال کے

**بیٹیوں کا ماتم**

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ جب عبد المطلب کی رحلت وقت آیا اور انھیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اپنی بیٹیوں کو جو چھ تھیں، جمع کیا ان کے نام یہ تھے: صبرہ، عاتکہ، ام حکیم البیضاء، امیمۃ اور اردی۔ ان سے کہا: تم سب مجھ پر گریہ و زاری کرو تا کہ میں مرنے سے پہلے سُن لوں، تم کیا کہو گی۔

ابن ہشام نے کہا: علماء شعریں سے کوئی نہیں ملا جو ان اشعار سے واقف ہو، البتہ محمد بن سعید المسیب نے ان کی روایت کی ہے اور انھیں اسی طرح لکھ دیا گیا۔

**اشعار صغیہ** | صغیہ بنت عبد المطلب نے باپ کا ماتم کرتے ہوئے کہا:

أَرَقْتُ لَصَوْتِ نَائِمَةٍ يَلِيلٍ عَلَى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيدِ

رات میں ایک روتی والی کی آواز سے میری نیند اچٹ گئی، جو ایک بالکل رات

پر کھڑے ہوئے شخص پر روز ہی تھی۔

فَقَاصَتْ عِنْدَ ذِكْرِ دُمُوعِي عَلَى خَدَّيْ كَمُنْحَدٍ الْفَرِيدِ

اسی وقت میرے آنسو میرے رخسار پر ڈھلکے والے موتیوں کی طرح

بہنے لگے۔

عَلَى رَجُلٍ كَرِيمٍ غَيْرِ وَغَلٍ لَهُ الْفَضْلُ الْمُبِينُ عَلَى الْعَبِيدِ

اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعویٰ نہ تھا۔

جسے بندگان خدا پر نمایاں فضیلت حاصل تھی۔

عَلَى الْفَيَاضِ شَيْبَةِ ذِي الْمَعَالِي أَيْلُكِ الْخَيْرِ وَارِثِ كُلِّ جُودٍ

شبیہ پر جو بڑا فیاض اور بلند مرتبہ والا تھا، اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم

کی سخاوت والا تھا۔

صَدُوقٍ فِي الْمَوَاطِنِ غَيْرِ نَكْسٍ وَلَا شَحْتِ الْمَقَامِ ذَلَّاسِنِيدِ

اس پر، جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا، اپنے ہمروں سے کسی بات میں

جلد اقل



پیچھے نہ رہنے والا، نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔

طَوِيلُ الْبَاعِ اَدْوَعُ شَيْطَمِي مَطَاعٌ فِي عَشِيرَتِهِ حَمِيْمٌ

اس پر، جو بہت ہی کشادہ دست، عجیب حسن و شجاعت والا، بھاری بھر کم

گمرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔

رَفِيعُ الْبَيْتِ اَبْلَجُ ذِي فَضْلٍ وَغَيْثُ النَّاسِ فِي الزَّمَنِ الْحُرِّ

اس پر، جو عالی خاندان، روشن چہرہ، قسم قسم کے فضائل والا، اور قحط سالی

میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔

كَرِيْمٌ الْجَدُّ لَيْسَ بِذِي وُضُوْمٍ يَرْدُقُ عَلَى الْمَسُوْدِ وَالْمَسُوْدُ

اس پر جو اعلیٰ شان والا، تنگ دھارے بری، سرداروں اور خادموں پر فضل

انعام کرنے والا تھا۔

عَظِيْمُ الْجِلْمِ مِنْ نَفَرٍ كِرَامٍ خُصَارِمَةٌ مَلَاوِثَةٌ اُسُوْدُ

اس پر، جو بڑے علم والا اور سخی لوگوں میں کا ایک فرد، دوسروں کے بوجھ اٹھانے

والا، سردار شیروں کے لیے پشت پناہ تھا۔

فَلَوْ خَلَدَا اَمْرًا لَقَدِ يَمُجِدُ وَلَكِنْ لَا سَبِيلَ اِلَى الْخُلُوْدِ

اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت و شان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا

لَكَانَ مُخَلَّدًا اُخْرَى اَلْيَا لِي يَفْضُلُ الْمَجْدُ وَالْحَسَبُ التَّلِيْدُ

تو ضرور وہ اپنی فضیلت و شان اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے

کی انتہا تک رہتا لیکن بقاء کی طر ت کوئی راستہ ہی نہیں۔

اشعار پرہ | برہ بنت عبد المطلب۔

اَعْيَنِي جُودًا بَدَمٌ مَعَ دُرٍّ عَلَى طَيْبِ الْغِيَمِ وَالْمُقْتَصِرُ

اے میری آنکھو! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں جیسے آنسوؤں سے

سخاوت کرو۔

عَلَى مَا حَبَدَ الْجَدُّ وَاَدَى الزَّنَادِ جَمِيْلٌ الْمُحْيَا عَظِيْمُ الْخَطَرُ

اعلیٰ شان والے پر، لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے پر، حسین چہرے اور

مبدأ اول



بڑے رتبے والے پر

عَلَى شَيْبَةِ الْحَمْدِ ذِي الْمَكْرَمَاتِ وَذِي الْمَجْدِ وَالْعِزِّ وَالْمَقْتَدَرِ

بزرگیوں والے قابل ستائش شیبہ پر، عزت و شان والے اور افتخار

والے پر۔

وَذِي الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ فِي الثَّابِتَاتِ كَثِيرِ الْمَكَارِمِ جَمَّ الْفَجْدُ

آفتاب میں فضل و عطا و علم کرنے والے پر، بہت خوبیوں والے

بڑے سخی مالدار پر۔

لَهُ فَضْلٌ مَجْدٌ عَلَى قَوْمِهِ مِنْيَرُّ يَلُوحُ كَضَوْءِ الْقَمَرِ

اپنی قوم پر اسے بڑی فضیلت حاصل تھی۔ وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی

طرح چمکتا رہتا تھا۔

أَتَتْهُ الْمَنَآيَا فَلَمْ تُشَوِّهِ بِصُورِ الْيَلَالِي وَدَيْبِ الْقَدَرِ

زمانے کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو یہی ہوئے موتیں ان کے پاس آئیں

اور اس پر اچھٹی ہوئی ضرب نہیں بلکہ اکارتی وار کیا۔

اشعار عاتکہ | عاتکہ بنت عبد المطلب:

أَعْيَنِي جُودًا وَلَا تَبْخَسْ أَيْدِيَّ مَعَكُمْ بَعْدَ نَوْمِ اللَّيَامِ

اے میری آنکھو! سونے والوں کے سو جانے کے بعد اپنے آنسو کی سخاوت

کرو اور بخل نہ کرو۔

أَعْيَنِي وَاسْتَحْفِرًا وَاسْتَكْبًا وَشَوْبًا بُكَاءَ كُمَا بِالنِّدَامِ

اے میری آنکھو! خوب تیزی سے بھر پی گناہ و درہ جادو اور رونے کے

ساتھ رخساروں پر طمانچہ بھی مارو۔

أَعْيَنِي وَاسْتَحْزَنًا وَاسْتَحْجَمًا عَلَى رَجُلٍ غَيْرِ نَكْسٍ كَهَامِ

اے میری آنکھو! خوب جم کر رولو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ، جو نہ پیچھے

رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

عَلَى الْجَحْفَلِ الْغَمْرِ فِي الثَّابِتَاتِ كَرِيْمِ الْمَسَاعِي وَفِي الدَّامَامِ

مداہل



بزرگ سردار پر، آفات میں اپنے احسانات میں ڈبر لینے والے پر، بزرگانہ کوششوں

والے پر، ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر۔

عَلَى شَيْبَةَ الْحَمْدِ وَآرِي النَّزَادِ وَذِي مَصْدَقٍ بَعْدَ ثَبَتِ الْمَقَامِ

مہمان نواز قابل ستائش شیبہ پر اور (اپنے) مقام پر مجھے رہ کر سخت حملہ کرنے

والے پر۔

وَسَيِّفٍ لَدَى الْحَرْبِ صُمُصَامَةٍ وَمُرْدِي الْخَاصِصِ عِنْدَ الْخِصَامِ

اس پر جو جنگ کے وقت غم نہ مہرنے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن

کو ہلاک کرنے والا تھا۔

وَسَهْلِ الْخَلِيقَةِ طَلَقِ الْيَدَيْنِ وَفِي عُدْمِي صَمِيمٍ لَهَامٍ

نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے دنادر سخت پختہ ارادے والے

کثیر الخیر شخص پر۔

تَبَنَّاكَ فِي بَادِيٍّ بَنِيَّتُهُ رَفِيعِ الذُّؤَابَةِ صَعْبِ الْمَرَامِ

اس پر جس کے گھر کی اساس علو شان پر مستحکم تھی، بلند مرتبے والے، اعلیٰ مقاصد

والے پر۔

اشعار ام حکیم | ام حکیم البیضا ربنت عبدالمطلب:

أَلَا يَا عَيْنُ جُودِي وَاسْتَهْلِي وَبَكِي ذَا الشَّدَى وَالْمَكُونَاتِ

ہاں! اے آنکھ! سخاوت اور آہ و فغاں کر اور بزرگیوں والے اور سخاوت

والے پر رو۔

أَلَا يَا عَيْنُ وَيَحَاكَ أَسْعِفِيْنِي بِدَامِعٍ مِنْ دُمُوعِهَا طَلَاتِ

ہاں! اے کم نجت آنکھ! لگاتار برسنے والے آنسوؤں سے میری امداد کر

وَبَكِي خَيْرَ مَنْ رَكِبِ الْمَطَايَا أَبَاكَ الْخَيْرَ تَيَّارَ الْفُرَاتِ

سوار ہیں پر سوار مہرنے والوں میں، جو سب سے اچھا تھا، اس پر آہ و فغاں کر

اپنے اچھے باپ پر، جو میٹھے پانی کا موجزن دریا تھا۔

هُوَ نِيلُ الْبَاعِ شَيْبَةُ ذَا الْمَعَالِي كَرِيمِ الْخَيْمِ مَحْمُودِ الْهَبَاتِ

جلد اول



شعبہ پر، جو بڑا سخی اور بلند رتبوں والا، نیک سیرت، سخاوت میں قابلِ مدح  
ساتش تھا۔

وَصُولًا لِّلْقَرَابَةِ هَبْرَیًّا وَغِثًا فِی السَّيِّئِ الْمُحِلَّاتِ  
صلہ رحمی کرنے والے پر، اس پر جس کے چہرے سے شرانت و جمال ظاہر ہوتا  
ہوتا تھا، جو قحطِ سالیوں میں برتا ہوا بادل تھا۔

وَلِیثًا حِیْنَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِیَ تَرُدُّ لَہٗ عُیُونَ النَّاطِرَاتِ  
جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت  
کا شیر تھا۔ جس کے لیے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہ جاتی ہیں۔

عَقِیْلُ بَنِیْ كِنَانَةَ وَالْمُرْجِیَّ إِذَا مَا الدَّهْرُ أَقْبَلَ بِالْهَنَاتِ  
جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں سر پر پڑنے کے وقت  
امیدوں کا آسرا تھا۔

وَمَفْزَعُهَا إِذَا مَا هَاجَ هَبِیْجٌ بِدَاہِیَّةٍ وَخَصْمُ الْمُغْضَلَاتِ  
جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کا خوف وہ دور کر دینے والا اور مشکلات  
کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

فَبَلَّیْہِ وَلَا تَسْمِیْ بِحُزْنٍ وَبَکِیٍّ مَا بَقِیْتَ الْبَکِیَّاتِ  
پس ایسے شخص پر آہ و فغاں کر، غم کرنے میں سستی نہ کر اور دوسری رونے  
والیوں کو اس وقت تک رلاتی رہ، جب تک تو باقی رہے۔

### اشعار امیمہ | امیمہ بنت عبدالمطلب

الْأَهْلَکَ الرَّاعِیَ الْعَشِیْرَةَ ذُو الْفَقْدِ وَسَاقِیَ النَّجِیجِ وَالْمُحَارِمِ عَنِ الْمَجْدِ  
سُن لڑکھاندان کا محافظ، خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالتے والا حاجیوں کا  
ساقی، عزت و شان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔

وَمِنْ یُوْلِفُ الضَّیْفَ الْغَرِیْبَ بَیْوتَہٗ إِذَا مَا سَمَاءُ النَّاسِ تَبَخَّلَ بِالرَّعْدِ  
جس کا گھر مسافر مہانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا، جب لوگوں کا آسمان گرج  
کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔



كَسَبْتَ وَلِيْدًا خَيْرَ مَا يَكْسِبُ الْفَتَى فَلَمْ تَنْفَكْ تَزْدَادُ يَا شَيْبَةَ الْعَمْدِ

جو خوبیاں ایک جوان مرد حاصل کیا کرتا ہے، اے قابل ستائش شیبہ! تو نے ان

خوبیوں کی بہترین صفتیں کم سنی ہی میں حاصل کر لی تھیں اور ان میں تو ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

أَبُو الْحَارِثِ الْفَيَّاضُ حَتَّى مَكَانَهُ فَلَا تَبْعَدَنَّ فُكْلٌ حَتَّى إِلَى بُعْدِ

ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی، پس تو اسے اپنے دل سے (دور نہ کر کہ ہر

زندہ دور ہونے والا ہے۔

فَاتَى لَبَّالٍ مَا بَقِيَتْ، وَمُوجِعٌ وَكَانَ لَهُ أَهْلًا لَهَا كَانَ مِنْ وَجْدِي

میں تو جب تک رہوں گی، ابدیدہ و غمگین ہی رہوں گی اور میری محبت کے لحاظ

سے وہ اسی کا سزاوار تھا۔

سَقَاكَ وَلِيُّ النَّاسِ فِي الْقَبْرِ مُسْطَرًّا فَسَوْفَ أُبْكِيهِ وَإِنْ كَانَ فِي اللَّحْدِ

قبر میں تمام لوگوں کی سر پرستی کرنے والا (خدا) تجھے (اپنی رحمت کی) بارش سے

سیراب رکھے۔ میں تو اس پر روتی ہی رہوں گی، اگرچہ وہ قبر ہی میں رہے۔

فَقَدْ كَانَ زَيْنًا لِلْعَشِيرَةِ كُلِّهَا وَكَانَ حَبِيْدًا أَحْيَمًا كَانَ مِنْ حَمْدِ

وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو، وہ اس

تعریف کا سزاوار تھا۔

اشعارِ ارومی | ارومی بنت عبد الملک۔

بَكَتْ عَيْنِي وَحَقُّ لَهَا الْبُكَاءُ عَلَى سَمِيحٍ سَجَّيْتُهُ الْجِيَاءُ

میری آنکھ ایک سرتا پا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لیے

رونا ہی سزاوار ہے۔

عَلَى سَهْلِ الْخَلِيقَةِ أَبْطَحِي كَرِيمَ الْغِيُوْنِ يَتُّهُ الْعَلَاءُ

نرم خروادی بطحا کے رہنے والے بزرگانہ سیرت والے پر جس کی نیت عروج

حاصل کرنے کی تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِي الْمَعَالِي أَيْبُكَ الْخَيْرِ لَيْسَ لَهُ عَفَاءُ

بلند ترین والے فیاض شیبہ پر، جو تیرا بہترین باپ تھا، جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

بعد اول



كُھُوِيلِ الْبَاعِ اَمْلَسَ شَيْطَانِيْ اَعَزَّكَ اَنْ غُرَّتَهُ ضِيَاءُ

کشاہ اور نرم لہو والے بھاری بھر کم سفید پیشانی والے پر، جس کی سفیدی ایسی  
تھی، گویا ایک روشنی ہے۔

اَقْبَّ الْكُشَيْحِ اَرْوَعَ ذِي فَضْلٍ لَهُ الْمَجْدُ الْمُقَدَّمُ وَالْتِنَاءُ

پتلی کروالے، عجیب، حسن و شجاعت والے، بہت سی فضیلتوں والے پر  
جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح و ثنا کا مالک ہے۔

اَبْنَى الصَّيِّمِ اَبْلَجَ هَبْرِيٍّ قَدِيْمُ الْمَجْدِ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ

ظلم کی برداشت نہ کرنے والے، روشن چہرے والے پر، جس کے چہرے  
سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا، جس کی بزرگی اور شریف قدیم ہے جس میں کسی  
قسم کی پوشیدہ بات نہیں۔

وَمَعْقِلِ مَالِكٍ وَرَبِيعِ فَهْرٍ وَقَاصِلَهَا اِذَا التَّمَسَ الْقَضَاءُ

جو بنی مالک کے لیے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لیے بہار کی بارش تھا۔ جب جھگڑوں  
کے فیصلے کے لیے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

وَكَانَ هُوَ الْفَتَى كَرَمًا وَجُودًا وَبَأْسًا حِينَ تَنْسَكِبُ الدَّمَاءُ

جو درد سخا میں وہ ایک جوان مرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی کیتا تھا جب خون  
ہبتے تھے۔

اِذَا هَابَ الْكُمَاةَ الْمَوْتَ حَتَّى كَانَتْ قُلُوبُ اَكْثَرِهِمْ هَوَاءُ

اور جب زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں سے اکثروں  
کے دلوں کا یہ حال ہوتا گویا وہ ہوا ہیں۔

مَضَى قَدْ مَابَدَى رُبِّ حَشِيْبٍ عَلَيْهِ، حِينَ تَبْصُرُ لَا اِلَهَ اِلاَّ

قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے جو ہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار)  
کے ساتھ دیکھتا تو اس پر رونق نظر آتی تھی۔

ابن اسحق نے کہا: محمد بن سعید بن مسیب نے بیان کیا ہے کہ جب زبان بند ہو گئی تو عبد المطلب

نے سر سے اشارہ کر کے کہا: ہاں، مجھ پر ایسے ہی یقین کرو۔

ابن ہشام نے کہا: مسیب، حزن ابن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔  
جلد اول



اشعار حذیفۃ | ابن اسحاق نے کہا، حذیفہ بن غانم (بن عدی بن کعب بن کوی) عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف پر دتا، اس کی اور قصی کی فضیلت قریش پر نیز عبد مناف کے فرزندوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

(یہ مدح اس نے اس لیے کی کہ وہ چار ہزار درم کے بدلے مکہ میں روکا گیا تھا۔ ابو لہب عبد العزیٰ بن عبد المطلب پاس سے گزرا تو اس نے یہ رقم ادا کی)

أَعْيَنِي جُودًا بِالدُّمُوعِ عَلَى الصَّدْرِ وَلَا تَسَامًا أُسْقِيْتُ مَسْبِلَ الْفَطْرِ

اے میری آنکھ! آنسوؤں سے میرے سینے پر سخاوت کرو اور سستی نہ کرو خدا تمہیں

بارش کے ان قطروں سے سیراب کرے جو زمین پر نہ گریں۔

وَجُودًا بِالدَّمْعِ وَأَسْفَا كُلَّ شَارِقٍ بُكَاءٍ إِفْرِيٍّ لَحْدَ لَيْشُوْلَا تَائِبُ الدَّهْرِ

آنسوؤں سے سخاوت کرو۔ ہر صبح، ایسے شخص کی سی فریاد کرو جسے زمانے

نے کاری نہ بگاڑ سکا۔

وَسَمَاءٌ رَجَمَتْ وَأَسْجَمَاتٌ بَقِيَّتَا عَلَى ذِي حَيَاءٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَذِي سِتْرٍ

اے آنکھ! قریشی شرم و حجاب والے پر آنسو بہاؤ اور جب تک تم رہو اپنے

پیانے بھر بھر کر اندھلی رہو۔

عَلَى رَجُلٍ جَلَدِ الْقَوَى ذِي حَفِيظَةٍ جَمِيلِ الْمُحَيَّا غَيْرِ نَكْسٍ وَلَا هَذَرٍ

ایسے شخص پر جو مضبوط قوی والا، لوگوں کا ہر قسم کا حساب رکھنے والا اور خوبصورت

ہے ناقص و ناکارہ نہیں۔

عَلَى الْمَاجِدِ الْبُهُولِ ذِي الْبَاعِ وَالنِّدَى رَبِيعٌ لَوْ تِي فِي الْقُحُوطِ وَفِي الْعُسْرِ

ایسے شخص پر جو عظمت اور شان والا ہے، ہر قسم کی بھلائیوں کا جامع ہے کشادہ

دست اور انعام و اکرام والا ہے۔ تنگ دستی اور قحط کے زمانے میں بنی ثوی کے لیے ابرہہ ہے۔

عَلَى خَيْرِ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَنَاعِلٍ كَرِيحٍ الْمَسَاعِي طَيْبٍ الْخَيْمِ وَالْجَنِّ

ایسے شخص پر جو بنی معد کے ننگے پاؤں چلنے والے اور جو تاہن کر چلنے والے دونوں

میں بہترین ہیں۔ شریفانہ کوششوں والا، نیک سیرت، نیک فطرت ہے۔

وَأَخْطَاهُمْ بِالْمَكْرِمَاتِ وَبِالدِّكْرِ وَخَيْرُهُمْ أَصْلًا وَفَرْعًا وَمَعْدِنًا

اصل و فرع اور معدن کے لحاظ سے ان میں سب سے بہتر ہے بزرگوں اور شہرت کے



لحاظ سے بھی ان سب میں اسی کا بڑا حصہ ہے۔

وَأُولَاهُمْ بِالْمَجْدِ وَالْجَلْمِ وَالنُّهَى وَبِالْفَضْلِ عِنْدَ الْمُحْجَفَاتِ مِنَ الْغُبَرِ

عظمت و شان اور علم و عقل کے لحاظ سے بھی ان سب سے بڑھ کر ہے اور کہنے جو

مصیبتوں میں فضل و کرم کے لحاظ سے بھی وہی سب میں بلند ہے۔

عَلَى شَيْبَةِ الْحَمْدِ الَّذِي كَانَ وَجْهُهُ يُضِيءُ سَوَادَ اللَّيْلِ كَالْقَمَرِ الْبَاسِدِ

قابل ستائش شیبہ پر جس کا چہرہ رات کی تاریکی کو چہرہ صوبی رات کے چاند کی

طرح جگمگا دیتا ہے۔

وَسَاقِي النُّجُجِ ثُمَّ لِلْخَيْرِ هَاشِمٌ

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو زمرم پانے اور ردی کو چور کرنے (ثرید

بنا کر کھلانے والا ہے۔

هَوَى زَمْرَمًا عِنْدَ الْمُقَامِ فَاصْبَحَتْ سِقَايَتُهُ فَخْرًا عَلَى كُلِّ ذِي فَخْرٍ

اس نے زمرم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر

کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

لِيَبْلُغَ عَلَيْهِ كُلُّ عَانٍ بِكُرْبَةٍ ذَا لُتْصِيٍّ مِنْ مُقِلٍّ وَذِي وَفَرٍ

ہر آفت میں پہنچے ہوئے کو چاہیے کہ اس پر ردئے اور بنی قصی کے تو محتاجوں

اور مالداروں، سب کو اس پر رونا چاہیے۔

بَنُو لَا سَرَاةٍ كَهْلِهِمْ وَشَبَابُهُمْ تَفَلَّقَ عَنْهُمْ بَيْضَةُ الطَّائِرِ الصَّقِرِ

اس کے بڑے خواہ وہ نو عمر ہوں یا عمر رسیدہ، سب کے سب جبرائیل ہیں۔ گویا

شہباز کا انڈا بچٹ کر وہ سب کے سب نکل آئے ہیں۔

قُصِيَ الَّذِي عُدَى كِنَانَهُ كُلَّهَا وَرَاطِبَ بَيْتِ اللَّهِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ

قصی وہ شخص ہے جس نے تمام بنی کنانہ سے دشمنی کر لی اور تنگدستی و دشواری

میں بیت اللہ سے دائمی تعلق رکھا۔

فَإِنْ تَدُ غَالَتُهُ الْمَنَايَا وَصَرَفَهَا فَقَدْ عَاشَ مَيِّمُونَ النَّفِيبَ وَالْأَفْرَ

اگر موتوں کی گردش نے اسے مار ڈالا تو کوئی مرج نہیں کیونکہ اس نے اطمینان

نفس سے کامیاب زندگی بسر کی ہے۔



وَأَبْقَى رِجَالًا سَادَةً غَيْرَ عَزَلٍ مَصَالِيَتْ أَمْثَالَ الرُّدَيْنِيَّةِ السُّرِ

اور ایسے جوانوں سرداروں کو باقی چھوڑ گیا ہے جو مرکز دریا نہتے نہیں رہے بلکہ ہر معاملے

میں گندمی رنگ کے روئی نیزوں کی طرح گھس جانے والے ہیں۔

أَبُو عُثْبَةَ الْمُنَقِي إِلَى حَبَاءَةٍ أَغْدُ هِجَانُ اللَّوْنِ مِنْ نَفَرِ غُرِّ

ابو عتبہ، جس سے مجھے فیض پہنچا ہے، نرانی پیشانی والا سرخ و سفید رنگ

والا، نیک لوگوں میں سے۔

وَحَمْزَةٌ مُثَلُّ الْبَدْرِ يَهْتَزُّ لِلتَّدَايِ نَقَى الثِّيَابِ وَالذَّمَامِ مِنَ الْغَدْرِ

اور حمزہ بدر کی طرح روشن جہیں ہے۔ سخاوت کر کے سرور میں بھونٹے لگتا ہے۔

اس کا لباس اور ذمہ داریاں بے دغاؤں کے دھبوں سے پاک و صاف ہیں۔

وَعَبْدٌ مَنَافٍ مَا جِدُّ ذُو حَفِيفَةٍ وَصُولٌ لِيَذِي الْقُرْبَى رَحِيمٌ بِذِي الْقُرْبَى

اور عبد مناف بزرگوں والا اور لوگوں کے اعمال کا نگران ہے۔ نبی رشتے کو مضبوط

کرنے والا اور مددھیا نے کے تعلقات میں مہربانی سے پیش آنے والا۔

كَهُولُهُمْ خَيْرٌ الْكُهُولِ وَنَسْلُهُمْ كَنْسَلِ الْمُلُوكِ لَا تَبُودُ وَلَا تَحْرِي

ان کے بڑے بڑے تمام بڑے بوڑھوں میں بہترین اور ان کی اولاد بادشاہوں کی

اولاد کی طرح نہ ہلاک ہوتی ہے۔ نہ گھٹتی ہے۔

مَتَى مَا تَلَا قِيَمَتُهُمُ الدَّهْرَ نَاشِئًا تَجِدُهُ بِأَجْرِيَا أَوْ أَيْلِهِ يَجِدِي

زمانہ بھر میں جب کبھی تو ان کے کسی نو عمر جوان سے ملے گا تو اسے اس کے اسلاف

ہی کی عادتوں پر پائے گا۔

هُمْ مَلَأُوا الْبَيْطَحَ مَجْدًا أَوْ عِدَّةً إِذَا سُبِقَ الْخَيْرَاتُ فِي سَالِفِ الْعَصْرِ

انھوں نے زمانے میں جب لوگوں نے نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبق کی تو یہی نکلے

جنھوں نے بطحا کو عزت و شان سے بھر دیا۔

وَفِيهِمْ بُنَاةُ الْعَلَا وَ عِمَارَةٌ وَعَبْدٌ مَنَافٍ جَدُّهُمْ جَابِرُ الْكَسْرِ

اور انھیں میں عزت و شرف کے بانی بھی ہیں، بستیوں کے بانی بھی اور عبد مناف، جرآن کا دادا تھا۔

۱۔ روئیہ جو خطہ بحر (بحرین) کی ایک مدت تھی۔ وہ اور اس کا شوہر نیزوں کو درست کیا کرتے تھے یوں

اچھے نیزے اس کی جانب منسوب ہوتے رہے۔



بِأَنْكَاحِ عَوْفٍ بِنْتَهُ لِيُحْيِيَنَا مِنْ أَعْدَائِنَا إِذْ أَسْلَمْتَنَا بَنُو فَهْرِ

اپنی بیٹی کو عوف کے نکاح میں دے کر ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑ دینے والا تھا تاکہ وہ ہمارے دشمنوں کے مقابل میں ہمیں پناہ دے۔ جب بنو فہر نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔

فَسَرْنَا تِهَامًا مَجَى الْبَلَادِ وَنَجَدَهَا بِأَمْنِهِ حَتَّى خَاصَّتِ الْعِيرُ فِي الْبَحْرِ

تو ہم تھامہ اور نجد کے شہروں میں اس کے امن و امان میں سفر کرنے لگے یہاں تک کہ قافلے سمندر میں رواں ہو گئے۔

وَهُمْ حَضَرُوا أَوَّلَ النَّاسِ بِأَدْفَرِيقِهِمْ وَلَيْسَ بِهَا إِلَّا شَيْوُخُ بَنِي عَمْرِو

انہوں نے تمدن اختیار کیا اور ان میں ایک گروہ بدوی زندگی ہی میں تھا اور وہاں بنی عمرو کے چند شیوخ کے سوا کوئی نہ تھا۔

بَنُوهَا دِيَارٌ أَجْمَةٌ وَطَوَّيْهَا بِمَادًا تَسْمَحُ الْمَاءَ مِنْ تَبْحِ الْبَحْرِ

شہروں کو بڑی آبادی والے بنا دیا ان میں پختہ باڑیاں بنائیں جن سے پانی اس طرح آتا ہے گویا بڑا سمندر ان کا سرچشمہ ہے۔

بَلَى يَشْرَبُ الْحَجَّاجُ مِنْهَا وَغَيْرُهُمْ إِذَا ابْتَدَرُوهَا صُبْحَ تَابِعَةِ النَّحْرِ

تاکہ حجاج اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ سیراب ہوں، جب وہ قرابائی کے دوسرے روز صبح سویرے وہاں آئیں۔

ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تَطْلُ رِكَابُهُمْ مُخْبِئَةً بَيْنَ الْأَخَاشِبِ وَالْحَجَرِ

تاکہ ان کے سارے ہوئے اونٹ تین روز تک پہاڑوں اور الجھ کے درمیان گزریں۔

وَقَدْ مَا غَنَيْنَا قَبْلَ ذَلِكَ حِقْبَةً وَلَا تَسْتَقِي إِلَّا يَخْمًا أَوْ الْحَصِ

زمانہ قدیم میں ہم یا تو غم نامی باؤل سے پانی پیتے ہیں یا خمر نامی باؤل سے، دوسری باؤلیدوں کی بھی کچھ پروا نہ رہی۔

وَهُمْ يَغْفِرُونَ الذَّنْبَ يُنْقِمُونَ دُونَهُ وَيَعْفُونَ عَنْ قَوْلِ السَّفَاهَةِ وَالْهَجْرِ

اور یہ لوگ ایسے ایسے گناہ معاف کر دیتے ہیں جن سے کٹر گناہوں کا دوسرے

لوگ انتقام لیا کرتے ہیں اور بیہودگی و بے وقوفی کی باتوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

۱۔ بنی عمرو سے مراد ہے بنو ہاشم کیونکہ ہاشم کا اصل نام عمرو ہی تھا۔



وَهُمْ جَمَعُوا حِلْفَ الْأَحَابِيثِ كُلِّهَا وَهُمْ تَكَلَّوْا عَنَّا عَوَاةَ بَنِي مَكْرٍ

انہوں نے تمام حلیفوں کو معاہدے کے لیے جمع کیا اور بنی مکر کے گمراہوں کو

ہم سے دفع کیا۔

فَخَارَجَ إِمَّا أَهْلِكَ فَلَا تَزَلِ لَهُمْ شَاكِرًا حَتَّى تُغَيَّبَ فِي الْقَبْرِ

پس اے خارجہ! اگر میں مر بھی جاؤں تو تو ان لوگوں کا ہمیشہ شکر گزار رہ یہاں

تک کہ تو قبر میں غائب ہو جائے۔

وَلَا تَنْسَ مَا أَسَدَى ابْنُ لُبَيْبٍ فَإِنَّهُ قَدْ أَسَدَى يَدًا مُحَقَّقَةً مِنْكَ بِالشُّكْرِ

ابن لبیب نے جو احسان کیا ہے، اُسے بھول نہ جانا، کیونکہ یہ ایسا احسان ہے،

جو تیری شکرگزاری کا طالب ہے، یعنی تجھ پر اس کی شکرگزاری لازم ہے۔

وَأَمْتُ ابْنِ لُبَيْبٍ مِنْ قُصَيٍّ إِذَا انْتَمَوْا بِحَيْثُ انْتَهَى قَصْدُ الْفُؤَادِ مِنَ الصَّدْرِ

اے ابن لبیب! جب لوگ اپنے بزرگوں کی جانب منسوب ہوں تو تو بنی قُصَی میں شمار

ہوگا، جہاں سینوں میں رہنے والے دلوں کے مقاصد منتہی ہوتے ہیں۔

وَأَنْتَ تَنَازَلْتَ الْعُلَا فَجَمَعْتَهَا إِلَى فَحْتٍ لِلْمَجْدِ ذِي شَبَحٍ جَسَرِ

تُو نے برتری حاصل کر لی اور اس برتری کو ایک ایسی اصل خالص تک ملا دیا ہے، جو بزرگی

کے لیے عظمت و جرأت والی ہے۔

سَبَقَتْ وَقُتَّ الْقَوْمَ بَذْلًا وَنَائِلًا وَسُدَّتْ وَلِيدًا أَكْلَ ذِي سُودٍ دَعْمِ

تُو جو دو سخا میں تمام لوگوں سے اتنا آگے بڑھ گیا کہ سب کی نظروں سے غائب ہو گیا

اور تو کم سنی ہی میں بڑے بڑے سرداروں کا سردار بن گیا۔

وَأَمَّاكَ سِرٌّ مِنْ خَزَاةِ جَوْهَرٍ إِذَا حَصَلَ إِلَّا نُسَابَ يَوْمًا ذُو دُؤَالٍ مُخْبِرٍ

علم انساب کے ماہروں نے جب نسب دیکھے تو معلوم ہوا کہ تیری ماں فزاعہ کا

ایک بہترین جوہر تھی۔

إِلَى سَبَا الْأَبْطَالِ تُنْمِي وَتَنْتَمِي فَكِرْمٍ بِهَا مَسُوبَةٌ فِي ذُرِّ الزَّهْرِ

اُسے سبیا کے مشابیر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور وہ حقیقتہً یہ نسب

رکھتی بھی ہے، تو وہ بھی کیسی کچھ عظمت والی بہوئی جو ردق کی انتہائی چرٹی سے نسب

رکھنے والی ہے

بلد اول

اور وہ سب کا نام لبیب تھا اور وہ باہر غزائی کی بیٹی تھی۔



أَبُو شَمْرٍ قَتْلُهُمْ وَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ وَذُو جَدَانٍ مِنْ قَوْمِهَا وَابْنُ الْعَبْرِ

ابو شمر اور عمرو بن مالک بھی انہیں میں سے ہیں اور ذو جدان اور ابوالعبر بھی

اسی کی قوم کے افراد ہیں۔

وَأَسْعَدُ قَادَ النَّاسِ عِشْرِينَ حِجَّةً يُؤَيِّدُ فِي ثَلَاثِ الْمَوَاطِنِ بِالتَّصِيرِ

اور اسعد، جس نے بیس حجوں میں تمام لوگوں کی قیادت کی، ان مقامات میں اس

کی امداد اور حمایت کی جاتی رہی ہے۔

اشعار مطرود | ابن اسحاق نے کہا، مطرود بن کعب الخزاعی نے عبد المطلب اور بنی عبد مناف کا مرثیہ لکھا:

يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ الْمُحَوَّلُ رَحْلَهُ هَلَّا سَأَلْتُ عَنْ آلِ عَبْدِ مَنْفَاتٍ

اے سفر کرنے والے شخص! تو نے عبد مناف کے خاندان والوں کا پتا

کیوں نہ پوچھا؟

هَبْلَكَ أُمَّكَ لَوْ حَلَلْتَ بِدَارِهِمْ ضَمِنُوكَ مِنْ جُرْمٍ وَمِنْ إِتْرَافٍ

تیری ماں تجھ پر آہ و زاری کرے۔ اگر تو ان کے محلے میں اترتا تو تیرے جرموں

کی ضمانت کرتے اور دو غلے پن سے وہ بچاتے (یعنی تیری بیٹیوں کو ذلیل خاندانوں میں

بیاہے جانے سے روکتے اور تیری نسل دو غلے نہ ہوتی)

الْمُنْعِمِينَ إِذَا النُّجُومُ تَغَيَّرَتْ وَالنَّطَاعِينُ لِرِحْلَةٍ الْإِيلَافِ

زمانہ بڑا آجائے تو وہ سخاوت کرتے ہیں اور قریش کے قافلوں کے ساتھ سفر

میں جاتے ہیں۔

وَالْمُطْعِمِينَ إِذَا الرِّيحُ تَنَافَحَتْ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ فِي الرَّجَافِ

جب ہوائیں طوفانی ہو جائیں، یہاں تک کہ آفتاب بھی بحر طوفان خیز میں غائب

ہر جائے، وہ کھانا کھلانے والے ہیں۔ یعنی یہ لوگ سخت قحط کی اندھیری راتوں میں

بھی مسافروں کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔

الْغَالِطِينَ غَنِيَّاهُمْ يَفْقِيرُهُمْ حَتَّى يَعُودَ فَيَقِيرُهُمْ كَالْكَافِ فِي

اور ان کے مالداران کے تنگ دستوں سے میل جول کرنے والے ہیں تاکہ ان کا

تنگ دست بھی دولت مندوں کی طرح ہو جائے۔

جد اول



إِنَّمَا هَدَيْتَ أَبَا الْفِعَالِ فَمَا جَرَى مِنْ فَوْقِ مِثْلِكَ عَقْدًا ذَاتِ نِطَافٍ

اے نیک کردار شخص! تجھے موت آگئی، تجھ پر پھر پیدائش ہو سکا۔

إِلَّا أَبْنِيكَ أَخِي الْمَكَارِمِ وَحَدَاةً وَالْقَيْضِ مُطَلِبِ ابْنِ الْأَضْيَافِ

بجز تیرے باپ مطلب کے، جو کریا نہ صفات میں کیٹا، سرتاپا سخاوت تھا ایسا

مہمان نواز گویا مہمانوں کا باپ ہے۔

زمرم کا اختیار عباس کو ملنا | ابن اسحاق نے کہا، جب عبدالمطلب بن ہاشم کا انتقال ہو گیا تو زمرم

اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت پر ان کے فرزند العباس متولی

ہوئے، حالانکہ وہ اس وقت اپنے تمام بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ یہ تولیت اسلام کے ظہور اور قوت

حاصل کرنے تک بھی انھیں سے وابستہ اور انہی کے ہاتھ میں رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بھی ان کی دیرینہ تولیت برقرار رکھی اور آج تک بھی عباس کے سبب سے وہ تولیت آل عباس

ہی میں ہے۔



## ابوطالب کی سرپرستی

**ابوطالب** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد المطلب کے بعد اپنے چچا ابوطالب ہی کے ساتھ رہتے تھے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ ابوطالب کو عبد المطلب اس بات کی وصیت بھی کرتے رہے تھے۔ سبب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ اور ابوطالب دونوں ماں باپ کی طرف سے ایک تھے یعنی حقیقی بھائی بھائی تھے۔ ان کی نانی فاطمہ، عمرو بن رعانہ، بن عبد بن عمران بن مخزوم کی بیٹی تھی۔

ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے بعد آپ کی سرپرستی ابوطالب ہی کیا کرتے تھے، آپ انہیں کے پاس رہا کرتے تھے۔

مجھ سے یحییٰ بن عباد (بن عبد اللہ بن زبیر) نے اپنے والد سے روایت بیان کی کہ بنی لمب کا ایک شخص (ابن ہشام نے کہا لمب ازد شنواری کی اولاد میں سے تھا) پیش گوئی کیا کرتا تھا، جب مکہ آتا تو لوگ اس کے پاس اپنے لڑکوں کو لاتے۔ وہ انہیں دیکھتا اور ان کے متعلق پیش گوئیاں کرتا۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کم عمر تھے تو ابوطالب آپ کو بھی لائے۔ اس نے آپ کو دیکھا۔ پھر بعض مصروفیتوں نے اسے آپ کی جانب سے دوسری جانب مصروف کر دیا جب وہ فارغ ہوا تو کہا، اس لڑکے کو تو میرے پاس لاؤ۔ ابوطالب نے اسے آپ کی جانب متوجہ دیکھا تو آپ کو اس کے پاس سے الگ کر دیا۔ وہ بولا اے تم لوگوں پر افسوس ہے! اس لڑکے کو جس کو میں نے ابھی دیکھا تھا، میرے پاس لوٹا دو۔ خدا کی قسم، اس کی تو بڑی شان ہوگی۔ راوی نے کہا، ابوطالب آپ کو لے کر چلے گئے۔

**قصہ ہجرت** ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد ابوطالب تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ جب سفر کے لیے تیار ہوئے اور سامان سفر باندھا گیا تو لوگوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا۔ ابوطالب کا دل بھرا آیا اور کہا، خدا کی قسم، ضرور انہیں اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ وہ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہوں گے اور نہ میں ان سے کبھی جدا ہوں گا۔ یہی یا اس کے مثل الفاظ انہوں نے کہے۔ غرض ابوطالب نے آپ کو ساتھ لے لیا۔



قافلہ سرزمین شام کے مقام بُغزری میں اُترا، جہاں بحیرانامی ایک راہب کلیسا میں رہتا تھا اور وہ نصرتیوں کے علم کا مرجع تھا۔ جب سے اس نے رُمیانیت اختیار کی، اسی کلیسا میں اس کی سکونت رہی، وہاں ایک کتاب تھی جس کا علم اس راہب کو تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کتاب اس کے اسلاف سے ورثے میں چلی آ رہی تھی۔ اس سال یہ لوگ بحیرا کے پاس اُترے۔ حالانکہ بارہا اس سے پہلے بھی اس کے پاس سے ان لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ ان سے نہ کسی قسم کا تعارض کرتا تھا نہ کوئی بات، یہاں تک کہ یہ سال آیا، اور یہ لوگ اس کے کلیسا کے قریب اُترے تو ان کے لیے اس نے بہت سا کھانا تیار کیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ جب وہ کلیسا میں تھا اور یہ لوگ آ رہے تھے تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلے میں یوں دیکھا کہ آپ لوگوں کے درمیان ہیں اور آپ پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ لگن ہے اور یہی بات اس کی دعوت کی اصل وجہ تھی۔ راوی نے کہا، یہ لوگ آکر اس کے قریب ہی ایک درخت کے سایے میں اُترے تو اس نے ابر کا ٹکڑا اس وقت دیکھا جب وہ درخت پر سایہ لگن تھا۔ درخت کی ڈالیاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئی تھیں کہ آپ اس کے نیچے سایے میں تشریف فرما ہوں۔

جب بحیرا نے یہ دیکھا تو کلیسا سے اُترا اور کھانے کی تیاری کا حکم دے کر آیا۔ کھانا تیار ہوا اور اس نے ان لوگوں کے پاس آدمی کے ذریعے

### قافلہ قریش کی دعوت

سے کہلا بھیجا کہ اے گروہ قریش! اس نے تمہارے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، غلام مہربا آزاد۔ ان میں سے ایک شخص نے اس سے کہا، آج تو تمہاری حالت ہی کچھ اُرد ہے۔ ہم تو تمہارے پاس سے بارہا گزرے ہیں۔ تم ایسا برتاؤ تو ہمارے ساتھ نہ کرتے تھے۔ آج کون سی غیر معمولی بات ہے، بحیرا نے کہا، تُو نے سچ کہا جو کچھ تو کہہ رہا ہے، حالت تو ویسی ہی تھی، لیکن تم لوگ مہمان ہو، میری خواہش ہے کہ تمہاری عزت کروں اور تمہارے لیے کھانا تیار کروں کہ تم سب کھاؤ۔ پھر سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کم عمری کے سبب ان لوگوں کے کجاووں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ جب بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا اور وہ صفت جو اس کے خیال میں تھی اور جسے وہ جانتا تھا، نہ دیکھی تو کہا: اے گروہ قریش! تم میں کا کوئی شخص میرے پاس کے کھانے سے رہ نہ جائے۔ انھوں نے کہا اے بزرگ! تیرے پاس آنے سے بجز ایک لڑکے کے کوئی ایسا شخص نہیں چھوٹا، جسے تیرے پاس آنا چاہیے تھا، وہ لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا ہے۔ اس لیے وہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے۔ بحیرا نے کہا ایسا نہ کرو، اسے بھی بلواؤ کہ وہ اس کھانے میں تم سب کے



ساتھ رہے۔ قریش کے ایک شخص نے جو انہیں کے ساتھ تھا، کہالات و عزی قسم، ہمارے لیے باعثِ ذلت ہے کہ ہم میں سے عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا کھانے سے چھوٹ رہے۔ پھر وہ آپ کے پاس جا کر آپ کو گرو میں اٹھالایا اور ان لوگوں کے ساتھ بٹھا دیا۔ بحیرا آپ کو نہایت غور سے دیکھنے لگا اور جسم مبارک کے ان خاص خاص حصّوں کا معائنہ کرنے لگا، جن کے صفات آپ کی شناخت میں اپنے پاس پاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور ادھر ادھر چلے گئے تو بحیرا اٹھ کر آپ کے پاس آیا، اور کہا، اے لڑکے! لات و عزی کی قسم دے کر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جو حو بات میں تجھ سے پوچھوں بتاتے جانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد | بحیرا نے ایسا آپ سے اس لیے کہا کہ اس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا۔ لوگوں کا

خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسْأَلْنِي بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى  
شَيْئًا، فَوَاللَّهِ مَا أَبْغَضْتُ شَيْئًا  
قَطُّ أَبْغَضَهُمَا۔  
”لات و عزی کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ  
مذا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اُور کسی چیز  
سے کبھی نہیں رہا۔“

بحیرا نے آپ سے کہا، اللہ کی قسم! آپ مجھے وہ بتائیے جو میں آپ سے پوچھتا جاؤں، آپ نے فرمایا:  
سَلْنِي عَمَّا بَدَا لَكَ  
جو تمہیں مناسب معلوم ہو، وہ مجھ سے دریافت کرو۔

پھر وہ آپ سے حالت خواب، ہمیئت اور معاملات کے متعلق سوالات کرنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے اپنے حالات کی نسبت خبر دینے لگے۔ وہ تمام باتیں آپ کے ان صفات کے مطابق ہوتی گئیں، جو اس کے پاس تھیں۔

پھر اس نے آپ کی پشت مبارک دیکھی، دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت (نشان) اسی مقام پر موجود تھا، جہاں آپ کی صفت میں اس کے پاس مرقوم تھا۔

ابن ہشام نے کہا وہ سینگیوں کے نشان کا ساتھ۔ ابن اسحاق نے کہا، جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ کے چچا ابوطالب کی جانب توجہ کی اور ان سے کہا، اس لڑکے کا تم سے کیا رشتہ ہے؟ تو انہوں نے کہا، میرا بیٹا ہے؛ بحیرا نے ان سے کہا، یہ تمہارا بیٹا نہیں، اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا، میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ بحیرا نے ان سے کہا: پھر اس کے باپ نے کیا کیا یعنی وہ کہاں ہے؟ جواب دیا اس کا انتقال ہو گیا۔ کہا: تم نے سچ کہا، تم اپنے بھتیجے کو لے کر اس کے شہر



کو واپس جاؤ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو۔ خدا کی قسم، اگر انھوں نے دیکھ لیا اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا، انھوں نے بھی جان لیا تو ضرور اسے ضرر پہنچانا چاہیں گے، کیونکہ تمہارے اس بھتیجے کی ایک بڑی شان ہونے والی ہے۔ پس اسے لیے ہوئے اس کے شہر جلد چلے جاؤ۔

**سفر سے واپسی** | جب آپ کے چچا ابوطالب شام کی تجارت سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے جلد نکلے اور آپ کو لے کر مکہ چلے آئے۔ لوگوں نے روایتوں میں یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ زُریر، تمام اور ذریر نے بھی، جو اہل کتاب ہی میں سے تھے، اسی سفر میں جس میں آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ تھے، اسی نظر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا، جس نظر سے مجبرانے دیکھا تھا۔ انھوں نے آپ کو ضرر پہنچانا بھی چاہا لیکن مجبرانے انھیں باز رکھا، اللہ کی یاد دلائی اور وہ سب باتیں یاد دلائیں جنہیں وہ اپنی کتاب میں آپ کے اوصاف و تذکرہ میں پاتے ہیں یہ بات بھی بتائی کہ اگر وہ سب کے سب اس ارادے پر جو وہ آپ کے متعلق کرنا چاہتے ہیں، متفق بھی ہو گئے تو آپ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ اس نے انھیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ اس بات کو سمجھ گئے جو وہ ان سے کہہ رہا تھا۔ آخر اس نے جو کچھ کہا، اس کی تصدیق انھوں نے بھی کی اور آپ کو چھوڑ کر آپ کے پاس سے لوٹ گئے۔

**اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت** | پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوانی کے میدان میں اس طرح قدم رکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نگرانی اور حفاظت فرما رہا تھا۔ آپ کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا کہ کہیں جاہلیت کی گندگی آپ کو نہ چھو جائے، اس لیے کہ وہ آپ کا اعزاز اور آپ کی رسالت چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ سن بلوغ کو پہنچے تو اپنی قوم میں مروت کے لحاظ سے بہترین اخلاق میں ان سب سے اچھے، حسب نسب میں ان سب سے زیادہ شریف پڑوس کے اعتبار سے ان سب میں، فضل و علم میں ان سب سے اعلیٰ، بات چیت میں ان سب سے زیادہ سچے، امانت داری میں ان سب سے بڑے ہوئے، پاک دامنی اور عزت نفس کے لحاظ سے سب سے بلند، فحش اور ان اخلاق سے جو مشہور لوگوں کے دامن کو ناپاک کر دیتے ہیں، منزلوں و درتھے، یہاں تک کہ آپ میں تمام بھلائیوں کو یک جا کر کے قوم میں آپ کا لقب ہی امین مشہور کر دیا۔ مجتہد تک جو روایتیں پہنچی ہیں، ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم سنی اور ناواقفیت کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ جن چیزوں سے آپ کو بچاتا رہا، اس کے متعلق آپ ذکر فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً،



میں نے اپنے آپ کو قریش کے لوگوں میں پایا، جو  
 روکپن کے بعض کھیلوں کے لیے پتھر اٹھاتے تھے  
 ہم میں سے ہر ایک برہنہ ہو گیا اور اپنا تہ لے کر  
 اسے گردن پر رکھ لیا۔ تاکہ اس پر پتھر اٹھائے  
 میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ  
 یکا یک کسی نے مجھے ایک سکا مارا، جو میرے خیال  
 میں تکلیف دہ نہ تھا اور کہا: اپنا تہ باندھ لے

✽

لَقَدْ رَأَيْتَنِي فِي غُلْمَانٍ قُرَيْشٍ  
 نَقُلُ حِجَابَهُ لِبَعْضٍ مَا يَلْعَبُ بِهِ  
 الْغُلْمَانُ، كُلُّنَا قَدْ تَعَرَّى وَآخِذٌ  
 إِزَارُهُ فَجَعَلَهُ عَلَى رَقَبَتِهِ يَحْمِلُ  
 عَلَيْهِ الْحِجَابَةَ، فَإِنِّي لَأُقْبِلُ مَعَهُمْ  
 كَذَلِكَ وَأُذِيرُ إِذْ لَكُمْ نِي لَوْ كِمْ  
 مَا أَرَاهُ لَكُمْ وَجِيعَةً، ثُمَّ  
 قَالَ: شَدَّ عَلَيْكَ إِذَا دَكَ.

نہ مایا:

میں نے اسے لے کر باندھ لیا۔ پھر پتھر گردن پر  
 اٹھانے لگا اور میرے تمام ساتھیوں میں صرف  
 میرا ہی تہ بندھا ہوا تھا۔

فَآخِذْتُهُ وَشَدَدْتُهُ، عَلَى  
 ثُمَّ جَعَلْتُ أَحْمِلُ الْحِجَابَةَ عَلَى رَقَبَتِي  
 وَإِذَا دَرِي عَلَى مَنِّ بَيْنِ أَصْحَابِي.

## جنگ فجار

ابن ہشام نے کہا کہ ان روایتوں میں، جو مجھ سے ابو عبیدہ نخعی نے ابو عمرو بن العلاء  
 کی روایت سے بیان کیں، ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چودہ یا  
 پندرہ سال کی ہوئی تو قریش اور بنی قیس عیلان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ بنی کنانہ میں سے لوگ قریش  
 کے ساتھ تھے، سبب یہ تھا کہ عروۃ الرحال بن عبیدہ ابن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن  
 معاویہ بن بکر بن ہوازن نے نعمان بن المنذر کے اونٹوں کو پناہ دی تھی جن پر تجارتی سامان لدا ہوا  
 تھا۔ البراض بن قیس جو بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ میں سے تھا۔ کہنے لگا کیا تو بنی کنانہ کے  
 مقابلے میں ان اونٹوں کو پناہ دیتا ہے۔ جواب ملا ہاں، بلکہ تمام لوگوں کے مقابلے میں غرض عروۃ الرحال  
 قافلے کے ساتھ نکلا اور البراض بھی اس کی غفایت کا موقع تلاش کرتا ہوا میدانِ عمل میں آیا۔ یہاں  
 تک کہ جب وہ ذی ظلال میں مقامِ تینم کے بلند مقام پر تھا تو عروہ غافل ہو گیا اور البراض نے حملہ  
 کر کے اسے حرمت والے مہینوں میں قتل کر ڈالا، اسی لیے اس جنگ کا نام جنگ فجار  
 رکھا گیا۔

البراض نے اسی کے متعلق یہ اشعار کہے ہیں:

البراض کے اشعار



وَدَا هِيَةً تَهُمُّ النَّاسَ قَبْلِي شَدَّذْتُ لَهَا بَنِي بَكْرِ صَلَوَعِي

اے بنی بکر! میں نے ایسی آنت کے لیے، جو مجھ سے پہلے دالے نہایت

اہم سمجھتے تھے، کمرہمت باندھ لی۔

هَدَمْتُ بِهَا بُيُوتَ بَنِي كَلَابٍ وَارْضَعْتُ الْمَوَالِيَ بِالْمُتْرَدِعِ

میں نے اس سمیت سے کام لے کر بنی کلاب کے گھر ڈھا دیے اور ان کے

وابستگان دامن کو مناسب جگہوں پر پہنچا دیا۔

رَفَعْتُ لَهُ بِنْدِي طَلَالٍ كَفَيْتُ فَخَرَّ يَمِيدُ كَالْجُدِّ عِ الصَّرِيعِ

میں نے مقام ذی طلال میں اپنے ہاتھ اس پر اٹھائے تو وہ گھوم کر شہر کی طرح

زمین پر اوندھا گرا۔

لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب نے کہا:

أَبْلَغُ إِنْ عَرَضْتُ بَنِي كَلَابٍ وَعَامِرُ وَالْخُطُوبُ لَهَا مَوَالِي

اے شخص! اگر تو بنی کلاب سے ملے تو یہ پیام پہنچا دے، بنی عامر اور بنی الخطوب

تو ان کے وابستگان دامن ہی ہیں۔

وَبَلِغْ إِنْ عَرَضْتَ بَنِي نُمَيْرٍ وَأَخْوَالُ الْقَتِيلِ بَنِي هِلَالٍ

اور بنی نمیر سے تو ملے تو انہیں بھی یہی پیام پہنچا دینا اور مقتول کے ماموں

یعنی بنی ہلال سے ملاقات ہو تو ان سے بھی کہہ دینا۔

بِأَنَّ الْوَاقِدَ الرَّحَالَ أَمْسَى مُقِيمًا عِنْدَ تَيْمَنَ ذِي طَلَالٍ

کہ واقد الرحال ذی طلال کے مقام تئمن میں سرشام آکر ٹھہر گیا ہے (تمہارے

مقابلے کے لیے تیار ہے)۔

## جنگ کی کیفیت

پھر ایک شخص نے قریش کے پاس آکر کہا، البرأض نے عردہ کو قتل کر دیا ہے اور حرست والے مہینوں میں مقام غکاظ میں، قریش نے ایسی حالت میں کوپچ کیا کہ ہوازن کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر انہیں خبر ملی تو ان کا پیچھا کیا اور حدود حرم میں داخل ہوئے سے پہلے ہی جا لیا، جنگ ہوئی، یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ قریش حرم میں داخل ہو گئے تو ہوازن نے ان سے ہاتھ روک لیا اس جنگ کے بعد کئی بار آپس میں جھڑپیں ہوئیں لڑنے والوں کا کوئی سردار نہ تھا۔ قریش اور کنانہ کے ہر قبیلے کا سردار انہیں میں کا ایک ایک اور قبیلے کے جدا دل



ہر قبیلے کا سردار انہیں میں کا ایک شخص ہو گیا۔ لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت کی، چچاؤں نے آپ کو ساتھ لے لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَسْبُكَ أَنْتَ بِلُ عَلَى أَعْمَارِہِی میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر تیا جاتا تھا جو دشمنوں

کی جانب سے آتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا، جنگِ فجار چھڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیس سال کے تھے۔ اس جنگ کا نام جنگِ فجار اس وجہ سے پڑا کہ اس میں ان دونوں قبیلوں کنانہ اور قیس عیلان نے اپنے درمیانی تعلقات میں بعض حرام کاموں کو بھی حلال قرار دے لیا تھا۔ قریش و کنانہ کا قائمِ حرب بن امیہ ابن عبد شمس تھا۔ اس روزوں کے پہلے حصے میں تو بنی قیس، بنی کنانہ پر فتیاب رہے جب دن کا درمیانی حصہ شروع ہوا تو بنی کنانہ کو بنی قیس پر فتح حاصل ہو گئی۔

ابن ہشام نے کہا، میں نے جنگِ فجار کا جتنا حال بیان کیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ طویل ہے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کا انقطاع مجھے اس کے مکمل بیان کرنے سے مانع ہے۔



## حضرت خدیجہؓ سے نکاح

**تجارت کے لیے سفر شام** | ابن ہشام نے کہا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو آپ نے خدیجہ بنت خویلد (بن اسد بن عبد العزیٰ

بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب) سے عقد فرمایا اور یہ ان واقعات میں سے ہے جس کی روایت ابو عمر والمدنی کے حوالے سے متعدد اہل علم نے مجھ سے کی۔ ابن اسحق نے کہا، خدیجہ بنت خویلد ایک شریف مالدار اور تاجر عورت تھیں۔ اپنا مال دے کر لوگوں کو تجارت میں لگا دیتیں تجارت میں شرکت بھی کر لیتیں اور شرکاء کے لیے ایک حصہ مقرر کر دیتیں۔ خود قریش کے لوگ بھی تاجر ہی تھے۔ جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی، اعلیٰ امانتداری اور شرافت اخلاق کے واقعات کی خبر پہنچی تو آپ کو بلوا بھیجا اور درخواست کی کہ مال لے کر میرے ایک غلام کے ساتھ جس کا نام میسرہ تھا، تجارت کے لیے تشریف لے جائیں۔ آپ کو معاوضہ اس سے زیادہ دوں گی جو دوسرے تاجروں کو دیتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست قبول فرمائی اور ان کا مال لے کر نکلے۔ آپ کے ساتھ خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی تھا۔ شام پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رامب کے کلیسا کے نزدیک ایک درخت کے سایے میں نزول فرمایا، رامب نے اوپر سے دیکھ کر میسرہ کو کہا: یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اتر رہا ہے؟ میسرہ نے جواب دیا یہ شخص حرم والے قریشیوں میں سے ہے۔ رامب نے کہا: اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کبھی کوئی شخص نہیں اُترا۔ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سامان فروخت کیا جسے لے کر آپ نکلے تھے اور جو سامان خریدا چاہا، خرید فرمایا۔ پھر واپس مکہ تشریف لائے اور میسرہ آپ کے ساتھ ہی رہا۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی سخت ہو جاتی تو میسرہ دیکھا کرتا کہ دھوپ سے بچاؤ کے لیے دو فرشتے آپ پر سایہ انگن رہتے اور آپ اونٹ پر بیٹھے چلے جاتے۔ آپ جو مال (شام سے) لائے تھے، خدیجہ نے اسے فروخت کیا تو دگنایا اس کے قریب ہو گیا۔ میسرہ نے رامب کی باتیں اور آپ پر فرشتوں کا سایہ انگن ہونا حضرت خدیجہؓ سے بیان کیا۔ جناب خدیجہؓ عقل مند، شریف عزم والی عاتقون تھیں۔ اس کے علاوہ



اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کے طفیل ان کے لیے بھی سرفرازیاں چاہتا تھا۔ جب میرہ نے وہ عظیم الشان خبریں سنائیں تو خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھلا بھیجا کہ اے میرے چچا کے بیٹے! آپ سے رشتہ داری، قوم میں آپ کے شرف، امانت داری، حسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی جانب میرا میلان خاطر ہے۔ پھر نکاح کی استدعا کی۔ جناب خدیجہ ان دنوں قریشی عورتوں میں نسبِ شرف لے لحاظ سے افضل و اعلیٰ اور دولت کے اعتبار سے تمام عورتوں میں بڑی مال دار تھیں۔ قوم میں سے ہر ایک آرزو مند تھا کہ کاش اسے اس امر پر قدرت ہوتی۔

**حضرت خدیجہؓ کا نسب** | آپ کا نسب یوں ہے: خدیجہ بنت خویلد (بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر) آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہؓ (بن الاعصم بن رباح بن جحر بن عبد بن معیص بن عامر بن لؤئی بن غالب بن فہر) فاطمہ کی ماں کا نام ہالتہ بنت عبدمنات (بن الحارث بن عمرو بن منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لؤئی بن غالب بن فہر) ہالتہ کی ماں کا نام قلابہ بنت سعید (بن سعد بن سم بن عمرو بن معیص بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر) تھا۔

**حضرت خدیجہؓ سے نکاح** | جب خدیجہؓ نے مذکورہ بالا پیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا تو آپ نے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ آپ کے چچا حمزہؓ بن عبدالمطلب آپ کے ساتھ گئے۔ خویلد بن اسد کے پاس جا کر خدیجہؓ سے آپ کی نسبت کرادی اور آپ کا عقد ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مہر میں بیس جو ان اونٹنیاں دیں۔ یہ پہلی بی بی تھیں، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد فرمایا۔ ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہ کیا، یہاں تک کہ وہ انتقال فرما گئیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی رہے۔

**اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** | ابن اسحاق نے کہا، آپ کے فرزند ابراہیمؓ کے سوا تمام اولاد حضرت خدیجہؓ ہی سے ہوئی یعنی القاسم، جن کے نام سے آپ کنیت فرمایا کرتے تھے۔ طاہر، طہیب، زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ علیہم السلام حضرت خدیجہؓ ہی سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: آپ کے فرزندوں میں سب سے بڑے قاسم تھے، ان کے بعد طہیب، ان کے بعد



طاہر اور صاحبزادیوں میں سب سے بڑی رقیۃؓ، ان کے بعد زینبؓ، ان کے بعد ام کلثومؓ، ان کے بعد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ابن اسحاق نے کہا، قاسم، طیب اور طاہر کی وفات تو اسلام سے پہلے ہی واقع ہو گئی۔ صاحبزادیاں سب کی سب زمانہ اسلام تک رہیں، اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔

ابن ہشام نے کہا، ابراہیمؓ کی والدہ ماریہ تھیں۔ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے ابن ہشیم کی حدیث بیان کی، کہا: ابراہیمؓ کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خداس ماریہ تھیں، جو مقوقس نے آپ کے پاس بطور ہدیہ روانہ کی تھیں۔

ابن اسحق نے کہا: جناب خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل (بن اسد بن عبد العزیٰ) سے اس کا ذکر کیا تھا۔ یہ ان کے چچا بھائی تھے اور نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا انھوں نے کتب بینی میں ایک زمانہ گزارا تھا اور لوگوں کے معلومات میں سے ان واقعات کو بھی جانتے تھے، جو جناب خدیجہؓ کے غلام میسرہ نے راہب کی باتیں اور اپنے چشم دید حالات کا ان سے ذکر کیا تھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ انگن رہا کرتے تھے۔ ورقہ نے کہا: اے خدیجہؓ! اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس امت کے نبی میں اور میں جانتا ہوں کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے۔ اس امت کے لیے ایک نبی ہونے والا ہے، جس کا انتظار ہے اور یہی اس کا زمانہ ہے یا جیسا کچھ انھوں نے کہا۔ رادی نے کہا: ورقہ اس معاملے کی نسبت خیال کرتے تھے کہ اس کے وقوع میں تاخیر ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ آخر کب تک انتظار کیا جائے؟

**اشعار ورقہ** | اس بارے میں ورقہ نے اشعار بھی کہے:

لَجَجْتُ وَكُنْتُ فِي الذِّكْرِى الْجَوْجَا لِيَهْمَ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيْجَا  
میں نے ایک ایسے اہم معاملے کا بہت کچھ انتظار کیا، جس نے رد و رکھو گزرتے ہو کر بیٹھ جانے والے کو بھی اکثر مستعد بنا دیا ہے۔

پسح تو یہ ہے کہ میں پند و نصیحت کا ہمیشہ سے منتظر ہی رہا ہوں۔

وَوَصِفَ مِنْ خَدِيْجَةٍ بَعْدَ وَصْفِ فَقَدْ كَالِ اَنْتَظَارِىْ يَا خَدِيْجَا  
خدیجہؓ سے میں نے ایک کے بعد ایک وصف سنا۔ اے خدیجہؓ میرا انتظار بہت

دراز ہو گیا ہے۔



يَبْطُلُ الْمَلَكَتَيْنِ عَلَى رَجَائِي حَدِيثُكَ أَنْ أَرَى مِنْهُ خُرُوجًا

اے خدیجہ! میں سمجھتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ تمہاری بات کا ظہور تم کے

دونوں بطنوں کے درمیان ہوگا

يَا خَبَرْتِنَا مِنْ قَوْلِ قَسٍ مِنَ الرُّهْبَانِ أَكْرَاهُ أَنْ يُجُوجَا

میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ بات جس کی تم نے ہیں خبر دی، بُیرِ مِی یا غلط

ہو جائے۔

يَا نَّ مُحَمَّدًا سَيَسُودُ فِينَا وَيَخْصِمُ مَنْ يَكُونُ لَهُ جُجَا

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں غنقریب سروار ہو جائیں گے اور ان کی جانب سے

جو شخص کسی سے بحث کرے گا، وہی غالب رہے گا۔

وَيُطَهِّرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُورٍ يُقِيمُ بِهِ الْبَرِّيَّةَ أَنْ تَمُوجَا

اور تمام شہروں میں اس نور کی روشنی پھیل جائے گی، جو خلق خدا کو سیدھا پلائے گی

اور منتشر ہونے سے بچائے گی۔

فَيَلْقَى مِنْ يُحَارِبُهُ خَسَارًا وَيَلْقَى مِنْ يُسَالِمُهُ فُلُوجَا

اس کے بعد جو آپ سے جنگ کرے گا، نقصان اٹھائے گا اور جو آپ سے

مصالحت کرے گا، فہتمند رہے گا۔

فَيَا لَيْتِي إِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ شَهْدَتْ وَكُنْتُ أَكْثَرَهُمْ وَلُوجَا

کاش! میں بھی اس وقت رہوں، جب تمہارے سامنے ان واقعات کا ظہور ہو

اللہ کاش اس میں داخل ہونے والوں میں سب سے زیادہ حقیقت دار ہوں۔

وَلُوجَا فِي الَّذِي كَرِهَتْ قُرَيْشٌ وَلَوْ عَجَّتْ بِمَكَّتَيْهَا عَجِيبَا

اس دین میں داخل ہو جاؤں، جس سے قریش کو کراہت رہے گی اگرچہ وہ

اپنے مکہ میں بہت کچھ چیخ پکار کریں۔

أُرْجَى بِالَّذِي كَرِهَهُ أَجْمَعًا إِلَى ذِي الْعَرْشِ إِنْ سَقَطُوا أُمُوجَا

جس چیز سے قریش کو یقیناً کراہت ہوگی، اس چیز سے ہی میں مالکِ عرش کئے

پاس سے سرفرازی کا امید دار ہوں، جب انہیں ذلت ہوگی۔

لے بظاہر اس سے مراد شہر کا حصہ اعلیٰ اور حصہ اسفل ہے۔

جلداول



وَهَلْ أَمْرُ السَّعَالَةِ غَيْرُ كُفْرٍ بِمَنْ يَخْتَارُ مَنْ سَمَكَ الْبُرُوجَا

جس نے بندی کر برجوں کے لیے منتخب فرایا ہے، اس سے انکار و کفر کے

سوا کیا کرئی اور ذلت بھی ہے؟

فَإِنْ يَبْقُوا وَآبَقَ تَكُنْ أُمُورٌ يَغْمِرُ الْكَافِرُونَ لَهَا فَجِيحًا

اگر وہ بھی رہیں اور میں بھی رہوں تو وہ دیکھ لیں گے، ایسے ایسے واقعات رونما

ہوں گے کہ کافران پر سخت آہ و تزاری کریں گے۔

وَإِنْ أَهْلِكَ فَكُلُّ فَتًى سَيَلِقُ مِنَ الْأَفْئَادِ مَثْلَفَةً خُرُوجًا

اور اگر میں مر جاؤں تو ہر جوان مرد قضا و قدر کے فیصلے کے بموجب ہلاک ہونے

اور اس دنیا سے نکل جانے والا ہے۔



## کعبہ مکرمہ کی تعمیر

### سبب تعمیر کعبہ

ابن اسحق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پینتیس سال کے ہوئے تو قریش نے تعمیر کعبہ پر اتفاق کیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ اس پر چھت ڈالیں اور کعبے کو ڈھانے سے ڈرتے بھی تھے۔ وہ آدمی کے قد سے کچھ اونچا سنگ بستہ تھا۔ قریش کی خواہش تھی کہ اسے اونچا بھی کر دیں اور اوپر پاٹ بھی دیں۔ یہ خیال اس وجہ سے پیدا ہوا کہ بعض لوگوں نے وہ خزانہ چرایا تھا جو کعبے کے اندر ایک چہ بچہ میں رہا کرتا تھا۔ جس شخص کے پاس چوری کیا ہوا مال پایا گیا۔ اس کا نام دو یک تھا۔ جو بنی مطلق بن عمرو خزاعی کا آزاد کردہ غلام تھا۔

ابن ہشام نے کہا: قریش نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ حالانکہ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ جن لوگوں نے اسے چرایا تھا، انھوں نے دو یک کے پاس رکھا تھا۔

رومی تاجروں میں سے ایک کی کشتی سمندر کی لہروں نے ساحل جدہ پر لا ڈالی تھی اور وہ ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ قریش نے اس کی لکڑی خرید لی اور کعبے کی چھت بنانے کے لیے اسے تیار کیا۔ مکہ میں ایک قبیلہ بڑھئی رہتا تھا۔ گویا قریش کی ضرورت کی تمام چیزیں مہیا ہو گئیں۔ ایک سانپ تھا، جو ایک چہ بچے سے نکلا کرتا تھا، جہاں وہ تمام چیزیں رکھی جاتی تھیں، جو کعبے کے لیے روزانہ بطور نذر آتی تھیں۔ یہ سانپ دھوپ کھانے کے لیے کعبے کی دیواروں پر آ بیٹھتا اور لوگ اس سے ڈرتے، کیونکہ جب کوئی اس کے نزدیک جاتا تو وہ سراٹھاتا، منہ کھولتا اور پھینک دیتا۔ لوگ اس سے خوفزدہ ہو جاتے، ایک روز جب وہ اپنی عادت کے مطابق کعبے کی دیواروں پر دھوپ کھانے کے لیے بیٹھا تھا، اللہ تعالیٰ نے ایک پرندہ اس کی طرف بھیجا۔ اور وہ اسے اڑا لے گیا۔ قریش نے کہا: اب ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی ہو گیا ہے جس کا ہم ارادہ رکھتے ہیں، ہمارے پاس کام کرنے والا ساتھی اور کھڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سانپ کے شر سے بھی بچا دیا۔ پھر تو اسے ڈھا کر نئی تعمیر کے لیے سب کے سب متفق ہو گئے اور ابو وہب بن عمرو (بن عائد بن عبد بن عمران بن مخزوم) اٹھا۔

لے گویا چرانے والا دو یک نہ تھا۔ البتہ مال اسی کے پاس سے ملا۔



(ابن ہشام نے کہا:۔ عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا، اور کعبے میں سے ایک پتھر نکالا۔ تو وہ اس کے ہاتھ میں سے اچھل کر پھر اپنی جگہ جا بیٹھا۔ اس نے کہا: اے گروہ قریش! اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگے۔ سو وہ کی کمائی نہ شریک ہو۔ لوگوں میں کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی شے نہ داخل کی جائے۔ لوگ اس بات کو ولید بن مغیرہ (بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) سے منسوب کرتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن یحییٰ مکی نے ابو وہب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت بیان کیا۔ انھوں نے عبد اللہ بن صفوان (بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن مہض بن کعب بن لؤی) سے روایت کی کہ انھوں نے جعدہ بن ہبیرہ (بن ابی وہب بن عمرو) کے لڑکے کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو اس کے متعلق دریافت کیا۔ کہا گیا کہ وہ جعدہ بن ہبیرہ کا بیٹا ہے۔ اس وقت عبد اللہ بن صفوان نے کہا: اس شخص کا دادا یعنی ابو وہب ہی وہ شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ کا ایک پتھر اس وقت نکالا تھا۔ جب قریش اس کے ڈھانے پر متفق ہو گئے تھے۔ پتھر اس کے ہاتھ سے اچھل کر اپنی جگہ جا بیٹھا تھا تو اس نے اس وقت کہا تھا: اے گروہ قریش! اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگاؤ۔ سو وہ کی کمائی نہ شریک کرو۔ کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی چیز داخل نہ کی جائے۔

ابو وہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے کاموں اور شریف آدمی تھے۔

مدحیہ اشعار | انھیں کی مدح میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے:-

وَلَوْ بَآئِي وَهْبٍ أَتَخْتُ مَطِيَّتِي غَدْتُ مِنْ نَدَاهُ رَحْلَمَا غَيْرُ خَائِبٍ

اگر وہب کے پاس میں اپنی اونٹنی بٹھاؤں تو اگلے دن کے سفر کے لیے میری سواری کی خرچیاں خالی نہ رہیں گی۔

يَا بَيْضَ مِنْ فَرْعَى لَوْحَى بْنِ غَالِبٍ إِذَا حَصَلْتُ أُنْسَابَهَا فِي الدَّائِبِ

جب خرافت نسب کا حساب کیا جائے تو لؤی بن غالب کی دونوں شاخوں

میں وہ سب سے زیادہ شریف ثابت ہوں۔

أَبَى لَوْحِ الصَّيِّمِ يَتَنَاحُ لِلشَّادَى تَوَسَّطَ جَدَّاهُ فُرُوعُ الْأَطَايِبِ

وہ بدلہ لینے سے نفرت کرنے والا، اور سخاوت سے راحت حاصل



کرنے والا ہے۔ اس کے دونوں دلوں محاسن کی تمام شاخوں میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

عَظِيمٌ رَمَادُ الْقِدَارِ يَمْلَأُ جَفَانَهُ مِنْ الْخُبْرِ يَعْلُوهُنَّ مِثْلُ السَّبَائِبِ

اس کی دگیوں کے نیچے کی راکھ ڈھیروں ہوتی ہے۔ وہ اپنے بڑے کا سے روٹی

سے بھرتا ہے اور اس پر لذیذ گوشت ہوتا ہے۔

**تعمیر میں تقسیم کار** | پھر قریش نے کعبے کے ٹکڑے ٹکڑے ٹھہرایے۔ دروازے کا حصہ بنی عبدمناف اور بنی زہرہ کا۔ رکن اسود درکن یمانی کے درمیان کا حصہ بنی مخزوم اور قریش کے ان قبیلوں کا، جو ان سے مل گئے تھے۔ کعبے کا پچھلا حصہ بنی جحج اور بنی سہم کا، جو عمرو بن مہشیق بن کعب بن لؤئی کے دو بیٹے تھے۔ حجر کا جسے حطیم بھی کہتے ہیں، حصہ بنی عبدالدار بن قصی، بنی اسد بن العزیٰ بن قصی اور بنی عدی بن کعب بن لؤئی کا۔

لوگوں کو کعبہ ڈھانے میں ڈر لگا اور اس سے گھبرانے لگے تو ولید بن مغیرہ نے کہا: اس کے ڈھانے میں میں تم سے پہل کرتا ہوں۔ پھر اس نے کدال لی اور اس پر جا کھڑا ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا: اَللّٰهُمَّ لَكَ تُدْعٰۤی۔ یا اللہ! تو ڈرایا نہ جائے یا تجھے کوئی خوف نہیں، بعض کہتے ہیں کہ اس نے کہا: لَكَ نِزْغٌ۔ ہم نے ٹیڑھی راہ اختیار نہیں کی۔ یا اللہ! ہم تو بھلائی ہی کے طالب ہیں۔ پھر اس نے رکن کی جانب سے کچھ حصہ ڈھایا۔ لوگ رات بھر منتظر رہے اور کہا: ہم انتظار کریں گے، اگر ولید پر کوئی آفت آئی تو کعبے کا کوئی حصہ ہم نہ ڈھائیں گے اور جیسا تھا۔ ویسا ہی چھوڑ دیں گے۔ اگر کوئی آفت نہ آئی، تو ہم سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام سے راضی ہو گیا ہے۔ پھر ہم اسے ڈھائیں گے۔ دوسرے روز رات کا کچھ حصہ باقی ہی تھا کہ ولید اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس نے بھی ڈھایا اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی ڈھانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اساس ابراہیم علیہ السلام تک ڈھا چکے تو ایسے پتھروں تک پہنچے، جو سبز رنگ اور اونٹ کے کوہان جیسے اور ایک دوسرے کو گرفت کیے ہوئے تھے۔

**مختلف روایات** | ابن اسحق نے کہا:۔ مجھ سے بعض حدیث کی روایت کرنے والوں نے کہا: قریش کے ایک شخص نے، جو اسے ڈھا رہا تھا، اس کے دو پتھروں کے درمیان سل داخل کیا۔ تاکہ دونوں میں سے ایک کو اکھاڑے، جیسے ہی اس پتھر نے حرکت کی۔ سارے مکہ میں ایک کڑا کا سنائی دیا اور لوگ ابراہیمی اساس کے ڈھانے سے رگ گئے۔

لہ یعنی نانا دادا۔



ابن اسحق نے کہا: مجھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو اس کو سننے میں ایک تحریر ملی (یا کتبہ) جو سریانی میں لکھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے اسے دیکھا تو کچھ نہ سمجھ سکے۔ یہاں تک کہ ایک یہودی نے اسے پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا: ”مکہ کا مالک اٹھ ہوں۔ میں نے اسے اس وقت پیدا کیا، جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور چاند سورج کو صورت بخشی۔ میں نے اس کے اطراف میں سات موجد فرشتے مقرر کر دیے ہیں۔ وہ اس کی اس وقت تک حفاظت کرتے رہیں گے جب تک مکہ کے دونوں پہاڑ باقی ہیں۔ پانی اور دودھ میں باشندوں کے لیے برکت ہے۔“ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے: قریش نے مقام ابراہیم میں ایک تحریر پائی (یا کتبہ) جس میں لکھا تھا: ”یہ اللہ کی حرمت والا گھر ہے۔ رزق اس کے تین راستوں سے آئے گا، اس کے باشندوں کے لیے سزاوار نہیں کہ خود پہلے بے حرمتی کے مرتکب ہوں۔“

لیث بن ابی سلیم نے دعویٰ کیا ہے کہ لوگوں نے کعبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چالیس سال پہلے ایک پتھر پایا، جس میں لکھا تھا، جو شخص نیکی کی کھیتی بوئے گا۔ اس کا پھل قابل رشک مسرت کی شکل میں حاصل کرے گا۔ اور جو بدی کی کاشت کرے گا۔ اس کا پھل ندامت کی شکل میں پائے گا۔ (کیا، تم لوگ بلائیاں کرو گے اور اس کی جزا اچھی پاؤ گے؟ ہاں، ہاں (ایسا نہیں ہو سکتا) بھول کے پڑے انکو نہیں توڑے جاسکتے۔

ابن اسحق نے کہا: پھر اس کی تعمیر کے لیے قریش کے قبیلوں نے ہتھیار جمع کیے حجر اسود پر تکرار ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ ہتھیار جمع کرتا تھا۔ بعد ازاں اس کی تعمیر شروع کی۔ یہاں تک کہ جب تعمیر رکن حجر اسود کے مقام تک پہنچی تو قبائل میں جھگڑا ہوا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ اس کے مقام پر حجر اسود خود رکھے، نہ کہ دوسرا۔ یہاں تک کہ آپس میں اختلاف ہو گیا، جتنے جتنے بن گئے عہد نامے کر لیے گئے اور سب کے سب جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ بنی عبدالدار نے خون بھرا ہوا ایک کٹورا لارکھا۔ انھوں نے اور بنی عدی بن کعب بن لؤئی نے لڑنے تک کا عہد کیا اور اپنے ہاتھ اس کٹورے میں ڈالے۔ ان لوگوں کا نام ”لعنة الدم“ یعنی خون چاٹنے والا رکھا گیا۔ غرض قریش چار پہاڑی روز تک اسی حالت میں رہے۔ پھر وہ سب مسجد میں جمع ہوئے مشورہ کیا اور انصاف پاتا آئے۔

بعض راویوں کا دعویٰ ہے کہ بولامیہ ابن مغیرہ (بنی عبداللہ بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ) عمر ابن مخزوم نے، جو اس وقت قریش میں سب سے زیادہ



من رسیدہ تھا۔ کہا: اے گروہ قریش! اس مسجد کے دروازے سے جو پہلا شخص داخل ہوا اسے اپنے آپس کے اختلافی مسئلے میں فیصلہ کرنے والا بناؤ، انھوں نے رائے مان لی۔ پھر ان کے پاس پہلا آنے والا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جب انھوں نے آپ کو دیکھا تو کہا: یہ تو وہ امین ہے جسے سب جانتے ہیں۔ یہ محمد ہے۔ ہم راضی ہیں۔ جب آپ ان کے پاس پہنچے اور آپ کو معاملے کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ میرے پاس ایک کپڑا لاؤ۔ آپ کے پاس کپڑا لایا گیا۔ آپ نے حجر اسود لیا اور اپنے ہاتھ سے ایک کپڑے میں رکھ کر فرمایا: ہر قبیلہ اس کپڑے کا ایک ایک کونا پکڑ لے۔ اور سب کے سب مل کر اسے اٹھائیں، انھوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اسے لے کر اس کے مقام تک پہنچے۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اسے رکھ دیا۔ اور اس پر تعمیر ہونے لگی۔ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے آپ کو امین پکارا کرتے تھے۔ پھر جب وہ تعمیر سے فارغ ہوئے اور جیسا چاہا، اسے تعمیر کیا، تو:-

اشعار زبیر بن عبد المطلب | زبیر بن عبد المطلب نے سانپ کے واقعے کے متعلق جس کے سبب سے قریش تعمیر کعبہ سے ڈرتے تھے، یہ اشعار کہے:-

عَجِبْتُ لِمَا تَصَوَّبْتَ الْعُقَابُ إِلَى الثُّعْبَانِ وَهِيَ كَهَا اضْطِرَابُ

مجھے تعجب ہوا کہ عقاب سانپ کی جانب کیوں اتر آیا۔ حالانکہ سانپ

تو عقاب کو گھبرا دینے والی چیز ہے۔

وَقَدْ كَانَتْ يَكُونُ كَهَا كَشْيَشُ وَأَخْيَانًا يَكُونُ كَهَا وَثَابُ

اور اس کی جلد سے کبھی تو ایک خاص قسم کی آواز ہوا کرتی تھی، اور کبھی

وہ حملہ بھی کیا کرتا تھا۔

إِذَا قُمْنَا إِلَى التَّاسِيْسِ شَدَّتْ تُصَيِّنَا الْبِنَاءَ وَقَدْ تُصَابُ

جب کعبے کی اڑس نو تعمیر کے لیے ہم اٹھے، تو سانپ ہمیں ڈرانے کے

لیے اس عمارت پر سے حملہ کرتا اور خود بھی ڈرتا تھا۔

فَلَمَّا أَنْ خَشِينَا الرَّجْزَ جَاءَتْ عُقَابٌ تَتَلَيْبُ كَهَا أَنْصَابُ

پھر جب ہم اس تکلیف دہی یا نقصان رسانی سے ڈر گئے تو ایک عقاب

آیا، جس کا نزول ٹھیک اسی کے لیے ہوا تھا۔



فَضَمَّتْهَا إِلَيْهَا ثُمَّ خَلَّتْ      لَنَا الْبُذَيَّانَ لَيْسَ لَهُ حِجَابُ

اس نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اور ہمارے لیے کعبۃ اللہ کو خالی کر دیا کہ  
اس کے پاس جانے کے لیے کوئی روک نہ رہے۔

فَقُمْنَا حَاشِدِينَ إِلَى بِنَاءِ      لَنَا مِنْهُ الْقَوَاعِدُ وَالْثَرَابُ

پس ہم سب کے سب متفق ہو کر جلد تعمیر کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، اس  
کی بنیاد اور مٹی کا کام ہمارے ذمے تھا۔

عَدَاةَ نَزَعُ التَّاسِيَيْنِ مِنْهُ      وَلَيْسَ عَلَى مُسَوِّيْنَا ثِيَابُ

جس روز ہم اس کی بنیاد کی تعمیر کر رہے تھے۔ ہم میں سے درست  
کرنے والوں پر کپڑے نہ تھے۔ (زمانہ جاہلیت میں ننگے ہو کر کام کرنے کا بڑا ثواب  
اور مستعدی و چستی کا کام سمجھا جاتا تھا)

أَعَزَّ بِهِ الْمَلِيكَ بَنِي لُؤَيٍّ      فَلَيْسَ لِأَصْلِهِ مِنْهُمْ ذَهَابُ

خدا نے اس کام کے باعث سے بنی لوی کو اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ پس  
اس عزت کی جڑ ان کے پاس سے جا نہیں سکتی۔

وَقَدْ حَشَدْتُ هُنَاكَ بَنُو عَدِيٍّ      وَمَرَّةٌ قَدْ تَقَدَّ مَهَا كِلَابُ

اس مقام پر بنی عدی بھی جمع تھے۔ جو تیزی سے کام کر رہے تھے۔ اور  
بنی مرہ بھی۔ لیکن بنی کلاب تو ان سب سے آگے تھے۔

فَبَوَّأَنَا الْمَلِيكَ بِذَلِكَ عِزًّا      وَعِنْدَ اللَّهِ يُلْتَمَسُ الثَّوَابُ

اس کام کے سبب سے خدا نے ہمیں عزت کا مزا دار بنا دیا۔ جزا و ثواب  
کی طلب تو اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کعبۃ اللہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ اور اس پر سفید سوئی کپڑا  
ڈالا جاتا تھا۔ پھر دھاریوں والی لمبی چادر میں ڈالی گئیں۔ پہلا شخص جس نے اسے دیا (کپڑا جس کا تانا  
باننا ریشمی ہو) کا غلاف پہنایا، حجاج بن یوسف تھا۔



## بیان حُمس

**قریش میں رسم حُمس** | ابن اسحق نے کہا: قریش نے حُمس کی ایک رسم ایجاد کی۔ جس پر وہ عمل پیرا ہوئے۔ معلوم نہیں، یہ ایجاد واقعہ فیل سے پہلے کی تھی، یا اس کے بعد کی۔ انھوں نے کہا: ہم ابلاہیم (علیہ السلام) کی اولاد، حرم میں رہنے والے بیت اللہ کے متوالی، مکہ کے ساکنین اور متوطنین ہیں۔ سارے عرب میں کسی کو نہ ہمارا ساتھ ہے، نہ مرتبہ و منزلت۔ عرب بھی، جیسی قدر و منزلت ہماری جانتے ہیں۔ اور کسی کی نہیں جانتے۔ پس اسے حرم کے رہنے والو! تم حرم کے باہر کی کسی چیز کی ایسی عزت نہ کرو۔ جیسی حرم کی کتے ہو۔ اگر تم نے (خارج حرم کی چیزوں کا بھی) ایسا ہی احترام کیا تو دوسرے عرب تمہارے پاس کی حرمت والی چیزوں کو سبک سمجھنے لگیں گے۔

**بعض شعائر ابراہیمی کا ترک** | انھوں نے کہا: حرم کے باہر کی چیزوں کی لوگوں نے ایسی عزت کرنی شروع کی ہے..... جیسے حرم کی چیزوں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے عرفات کے میدان میں ٹھہرنا اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنا ترک کر دیا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے اور اس امر کا انھیں اقرار بھی تھا کہ وہ مشاعر حج اور دین ابراہیمی میں سے ہے۔ وہ اپنے سوا دوسرے عربوں کے لیے وہاں ٹھہرنے اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنے کو لازم سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے وہ کہتے تھے کہ ہم حرم والے ہیں۔ ہمیں یہ مناسب نہیں، کہ حرم سے نکلیں۔ اور نہ یہ مناسب ہے کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی ایسی تعظیم کریں۔ جیسی حرم کی کتے ہیں۔ ہم حُمس یعنی حرم والے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ان تمام عربوں کے لیے بھی وہی حقوق قرار دیے، جو حدود حرم کے اندر یا باہر قریش کے درمیان پیدا ہوئے تھے، ان کے لیے بھی وہی بات حلال ہوتی، جو ان کے لیے ہوتی۔ اور ان کے لیے بھی وہی چیز حرام ہوتی، جو اسے حُمس کے معنی (دوسرے معنی کے علاوہ) ہیں، دینی امور کی سخت پابندی کرنے والا۔ قریش، کثانہ، بنی ہمدان اور ان کے تابعین نے اپنے لیے یہ لقب اختیار کیا تھا۔



ان کے لیے حرام ہوئی۔ بنی کنانہ اور بنی خزاعہ بھی مذکورہ امور کے لحاظ سے انھیں میں داخل ہو گئے تھے۔  
ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نخعی نے بیان کیا۔ بنی عامر ابن صعصعہ بن معاویہ بن  
بکر بن ہوازن بھی مذکورہ امور میں انھیں کے ساتھ ہو گئے تھے۔ عمرو بن معدی کرب کا یہ شعر بھی  
مجھے اسی نے سنایا:-

أَعْبَاسٌ كَوْكَانَتْ شِيَارًا جَيًّا دَنَا بِتَثْلِيثٍ مَا نَا صَيْتَ بَعْدِي الْأَحَامِ

اے عباس! جنگ تثلیث کے روز اگر ہمارے گھوڑے موٹے تانے اچھے  
ہوتے، تو تو میرے بعد پھر تمہیں کالقب رکھنے والوں سے جھگڑانا کرتا۔

تثلیث ان کے علاقے میں ایک مقام کا نام ہے۔ شیار کے معنی السمان الحسان میں۔  
لفظ احامس سے شاعر کی مراد بنی عامر ابن صعصعہ اور عباس سے مراد عباس بن مرواس السمسی ہے  
جس نے بنی زید پر مقام تثلیث میں لوٹ مار کی تھی۔ یہ شعر عمرو کے قصیدے کا ہے، اسی نے لقیط  
بن زرارہ الدارمی کا یہ شعر جنگ جبہ کے متعلق سنایا:-

أَجْدِمَ إِلَيْكَ إِنَّمَا بَنُو عَبْسِ الْمُعَشَّرُ الْجَلَّةُ فِي الْقَوْمِ الْحُمَسِ

تو یہ بات اچھی طرح جان لے کہ وہ بنی عبس ہیں۔ حمس کالقب اختیار کرنے  
والے لوگوں میں بڑے گھرانے والے ہیں۔

شاعر نے یہ شعر اس لیے کہا کہ جنگ جبہ کے روز بنی عبس بنی عامر بن صعصعہ میں خلفاء  
تھے۔

جنگ جبہ وہ جنگ تھی، جو بنی حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم اور بنی عامر  
بن صعصعہ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس جنگ میں بنی عامر بن صعصعہ کو بنی حنظلہ  
پر فتح ہوئی تھی۔ اور لقیط ابن زرارہ بن عدس قتل ہوا۔ حاجب بن زرارہ بن عدس قید ہوا، اور  
عمرو بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ شکست کھا کر بھاگا۔ اسی جنگ کے متعلق  
جریر فرزدق سے کہتا ہے:-

كَأَنَّكَ لَمْ تَشْهَدْ لَقِيْطًا وَحَاجِبًا وَعَمْرَوَيْنِ عَمِيٍّ دَاؤْدَعُوْا يَا لِدَارِمِ

گویا تو نے لقیط و حاجب و عمرو بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا ہی نہیں، جب

وہ پکار رہے تھے کہ اے بنی دارم! ہماری امداد کو آؤ۔

جنگ ذی نجب | پھر ان کا مقابلہ ذی نجب میں ہوا۔ تو بنی حنظلہ کو بنی عامر پر فتح ہوئی۔



اس روز حسان بن معاویہ الکندی، جس کی کنیت ابو کبشہ تھی، قتل کیا گیا۔ یزید بن الصق الکلابی قید ہوا۔ اور طفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب ابو عامر بن الطفیل شکست کھا کر بھاگا۔ اسی کے متعلق فرزدق کہتا ہے:-

وَمِنْهُمْ إِذْ نَجَّى طَفِيلُ بْنُ مَالِكٍ عَلَى قُرْزَلٍ رَجُلًا رَكُوزَ الْهَضَائِعِ

جنگوں میں سے ایک وہ بھی جنگ تھی۔ جب طفیل بن مالک اپنے قرزل نامی گھوڑے پر سوار شکست کی اڑ لگاتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔

وَنَحْنُ صَوْنُنَا هَامَةَ بْنَ خُوَيْلِدٍ نَزِيدًا عَلَى أُمِّ الْفِرَاحِ الْجَوَارِثِ

اور ہم نے یزید بن خویلد کی اس کھوپڑی پر ضرب لگائی، جس سے کوئی پرند نہیں اڑا (اس کا انتقام نہیں لیا گیا)۔

(اس کے جواب میں) جریر نے کہا:-

وَنَحْنُ خَضَبْنَا لِرَبِّ بْنِ كَبْشَةَ تَاجَهُ

ہم نے ابن کبشہ کے تاج کو رنگ دیا۔ اور اس نے گھوڑوں کے غول میں ایک بلند آواز فصیح و بلیغ شخص سے ملاقات کی تھی۔ (میرے مقابلے میں آیا تھا)

جنگ جلد اور جنگ ذی نجب کے واقعات میں نے جو کچھ بیان کیے۔ وہ اس سے بہت زیادہ طولانی ہیں۔ ان کے مکمل بیان سے مجھے اسی بات نے روک دیا، جس کا ذکر میں نے جنگ فجار کے بیان میں کر دیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: پھر انھوں نے اس رسم حمس میں ایسی ایسی بہت سی باتیں دوسری رسمیں ایجاد کیں، جو ان کے پاس نہ تھیں۔ انھوں نے کہا: حمس کو اپنی غذا میں پنیر کا استعمال کرنا، مکھن گرم کر کے گھی بنا کر استعمال کرنا ایسی حالت میں نہ چاہیے۔ جب وہ احرام باندھے ہوئے ہوں۔ اور نہ انھیں کمل کے خیموں میں داخل ہونا چاہیے۔ بحالت احرام وہ چمڑے کے خیموں کے سوا کسی اور کے سائے میں نہ داخل ہوں۔ بعد ازاں اس معاملے میں اور ترقی کی، اور کہا:- حرم کے باہر والوں کو نہ چاہیے کہ وہ حج و عمرہ کے لیے حرم میں آئیں تو ساق لایا ہوا باہر کا کھانا حرم میں کھائیں، جب وہ آئیں اور بیت اللہ کا پہلا طواف کریں تو حمس کے کپڑوں کے سوا دوسرے سے عریضہ کا خیال تھا کہ جب کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک پرند نکال کر چلاتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے قتل کا انتقام لیا جائے۔



کپڑوں میں طواف نہ کریں۔ اگر جس کے کپڑوں میں انھیں کوئی کپڑا نہ ملے تو رنگے بیت اللہ کا طواف کریں۔ اگر ان کے کسی ذی عزت مرد یا عورت کو جس کا کوئی کپڑا نہ ملے اور وہ اپنی عزت کا خیال کر کے اپنے انھیں کپڑوں میں طواف کرے، جنھیں وہ حرم کے باہر سے لایا ہو تو اسے چاہیے کہ انھیں طواف کے بعد اتار پھینکے۔ پھر ان کپڑوں سے کوئی بھی شخص استفادہ نہ کرے اور نہ کبھی کوئی شخص چھوئے، نہ خود وہ اور نہ اور کوئی شخص۔ عرب ان کپڑوں کو قتی کہتے تھے اور انھوں نے یہ تمام باتیں عربوں سے منوائیں۔ وہ عرفات میں ٹھہرتے، وہیں سے طواف کے لیے مکہ آتے، اور مرد بیت اللہ کا طواف ننگے کرتے۔ عورتیں چاک والے کُرتوں کے سوا سب کپڑے اتار دیتیں، اور اسی ایک کُرتے میں طواف کرتیں۔ ایک عورت نے اسی حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یہ شعر کہا:-

الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ اَوْ كَلَّهُ وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اِحْلَهُ

آج اس چیز کا کچھ حصہ یا پورا حصہ بے پردہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کا جو

حصہ بھی بے پردہ ہو، میں اسے حلال کسی کے لیے نہیں کروں گی۔

اور اگر حرم کے باہر کا کوئی شخص انھیں کپڑوں میں طواف کر لیتا، جنھیں پہنے ہوئے وہ بیرون حرم سے آیا تھا، تو وہ انھیں اتار پھینکتا، اور ان سے کوئی شخص استفادہ نہ کرتا، نہ وہ خود اور نہ اس کے سوا کوئی اور۔ عرب کا ایک شخص اپنے ان کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا ذکر کرتا ہے جو اس نے اتار پھینکا تھا۔ اور وہ اس کے پاس نہ جاتا تھا۔ حالانکہ اسے وہ کپڑا بے انتہا پسند تھا۔ وہ کہتا ہے:-

كَفَى حَسْرَةً اَكْثَرَى عَلَيْهَا كَانَتْهَا لَقِيَ بَيْنَ اَيْدِي الطَّائِفِينَ حَرَامًا

میرا اس کے پاس سے بار بار گزرنا غم کھانے کے لیے کافی ہے۔ گویا

وہ طواف کے بعد کا پھینکا ہوا کپڑا ہے۔ جو طواف کرنے والوں کے سامنے

پڑا ہے، لیکن لوگوں کے ہاتھ لگنے سے محسوس ہے۔

اسلامی احکام | شاعر نے حریم کا جو لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ چھوٹا نہیں جاتا۔ عرب کا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور جب آپ کے لیے دین مستحکم فرمایا اور سنن حج مشروع کیے تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:-



ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ

أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

پھر وہیں سے تم بھی چلو، جہاں سے تمام لوگ

چلتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ بے شبہ

اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے

یہاں تم سے مراد قریش اور الناس سے تمام عرب کے لوگ ہیں۔ پس آپ حج کے سال سب کو عرفات لے گئے اور وہیں ٹھہرے رہے، وہیں سے طواف کے لیے مکہ تشریف لائے۔ اہل حرم نے لوگوں پر ان کی غذاؤں اور لباس کو بیت اللہ کے پاس استعمال کرنا حرام قرار دیا تھا۔ وہ ننگے طواف کرتے تھے اور حرم کے باہر سے لائے ہوئے کھانے کو ان کے لیے حرام کر دیا تھا، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احکام نازل فرمائے:-

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا

زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَ

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ

الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَ

الطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ

هِيَ لِلذَّيْنِ أَمْثَلُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَذَلِكَ

نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

يَعْلَمُونَ ( )

اے آدم کی اولاد! ہر مسجد میں آنے کے

وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لو (اور حرم

کے باہر سے لائی ہوئی کھانے پینے کی چیزیں)

کھاؤ پیو، اور (ان چیزوں کو بیکار پھینک کر)

اسراف نہ کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ اسراف

کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (اے نبی)

ان سے کہو کہ اللہ کی زینت! جس کو اس نے

اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے اور رزق میں کی

پاک صاف چیزوں کو حرام کس نے کیا؟ کہو، یہ چیزیں

اس دنیوی زندگی میں ان لوگوں کے لیے ہیں، جو

ایمان لائے ہیں اور قیامت کے دن تو خالص انھیں

کے لیے ہیں جو لوگ علم رکھتے ہیں، ہم انھیں ایسی ہی تفصیل سے احکام بتاتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، تو اسلام کے ذریعے سے  
حجس کی رسم کو اور لوگوں کے ساتھ قریش کے اس برتاؤ کو، جو انھوں نے ایجاد کیا تھا، پست اور  
ذلیل کر دیا۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکرؓ (بن محمد بن عمرو بن حزم) نے، انھوں نے عثمان  
بن ابی سلیمان (بن جبیر بن مطعم) سے۔ انھوں نے اپنے چچا نافع بن جبیر سے۔ انھوں نے اپنے



والد جبر بن مطعم سے روایت کی: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ایک اونٹ پر عرفات میں تمام لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے درمیان ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ عز و جل نے آپ کو جو توفیق عطا فرمائی تھی، اس کے سبب آپ وہاں سے انھیں سب کے ساتھ نکلے۔

صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تسلیماً کثیراً۔



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی بشارتیں

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تو احبار و رہبان اور کاہن | یہود کے احبار (علماء)، نصاریٰ کے راہب (پرہیزگار) اور عربوں کے کاہن آپ کے متعلق حالات کی خبر دیا کرتے تھے۔ احبار اور راہبوں کے علم کا ذریعہ تو وہ تھا جو انھوں نے اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور آپ کے زمانے کی صفت کے متعلق پایا تھا۔ اور ان کے انبیاء نے آپ کے متعلق ان سے عہد لیا تھا۔ عرب کے کاہنوں کے علم کا ذریعہ جنوں میں کے شیطان تھے، جو ان کے پاس خبریں پڑا کر لاتے تھے۔ جب ان کی حالت یہ تھی کہ انھیں بخوم سے مار کر ان خبروں سے روکا نہ جاتا تھا۔ کاہن مردوں اور کاہنہ عورتوں کی جانب سے ہمیشہ آپ کے متعلق بعض امور کا ذکر ہوتا رہا ہے، جس کی عرب کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور وہ تمام باتیں جن کا ذکر کیا کرتے تھے، واقعہ بن گئیں۔ پھر انھوں نے اسے جانا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ قریب ہوا۔ اور آپ مبعوث ہو گئے تو شیاطین خبروں کے سننے سے روک دیے گئے۔ ان کے ان مقامات کے درمیان، جہاں وہ بیٹھ کر خبریں سنا کرتے تھے، رکاوٹ پیدا کر دی گئی۔ اور ان پر تارے برسائے گئے۔ جنوں نے بھی جان لیا کہ خدا نے تعالیٰ کے احکام میں سے کسی خاص حکم کے سبب سے یہ واقعات ہو رہے ہیں، جو اس کے بندوں میں جاری ہو رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ | جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ تو جنوں کو خبریں سننے سے روکنے کے متعلق آپ کو بتایا، وہ جانتے تھے۔ جو کچھ جانتے تھے۔ اور جو کچھ انھوں نے دیکھا، اس سے انکار نہ کیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اُدْعِیْ اِلَیَّ اَنْتَ اَسْتَمَعُ	(اے نبی، کہہ دو۔ میری جانب وحی کی گئی ہے)
نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ فَقَالُوا اِنَّا سَمِعْنَا	کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن کو سنا تو کہا، ہم
قَدْ اِنَّا عَجَبًا۔ یَهْدِیْ اِلَی الرَّشْدِ	نے ایک عجیب طرح کا قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی
فَاَمَنَّا بِهِمْ وَلٰكِنْ نُّشْرِكُ بِرَبِّنَا اَحَدًا۔	راہ بتاتا ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے، اور اپنے



وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ  
صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا - وَأَنَّهُ كَانَ  
يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا -  
وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّنْ نَقُولَ الْإِنْسُ  
وَالْجِنَّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا -

انس و جن میں سے کوئی بھی اللہ پر جھوٹے الزامات ہرگز نہ لگائے گا۔

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ  
يَعُودُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ  
فَيَزَادُوهُمْ رَهَقًا... اِلٰی قولہ.....  
وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ  
فَمَن يَسْمِعُ الْإِنَّ يَجِدْ لَهُ شَرًّا بَا  
رَصْدًا - وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ  
بِمَن فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ  
رَبُّهُمْ رَشْدًا -

گیا ہے۔ یا ان کے پروردگار نے ان کی رہنمائی کا ارادہ فرمایا ہے۔

پھر جب جنوں نے قرآن سنا تو جان لیا کہ اس کے نزول سے پہلے اخبارِ سماوی سننے سے بدیں  
سبب روکا گیا تھا کہ کہیں وحی دوسری خبروں سے مُشتَبہ نہ ہو جائے اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب  
سے وحی میں آئیں گی۔ وہ زمین والوں کے پاس مشکوک نہ ہو جائیں۔ تاکہ حُجَّت قائم رہے۔ اور  
شبیہوں کا ایسا خاتمہ ہو کہ لوگ ایمان لائیں اور تصدیق کریں۔ اس وحی الہی کو سننے کے بعد جن اپنی  
قوم کو ڈرانے کے لیے لوٹ گئے۔

انہوں نے کہا، اے ہماری قوم! ہم نے ایک  
کتاب سنی ہے، جو موسیٰ کے بعد اتری ہے اور  
اس سے پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق کرنے  
والی ہے۔ حق اور سیدھے راستے کی جانب رہنمائی  
کرتی ہے۔ (آخر آیت تک)

قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا  
أُنْزِلَ مِنَّا بَعْدَ مُوسَىٰ مَصَدِّقًا  
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يُصَدِّقُنَا إِلَىٰ الْحَقِّ  
وَالْإِلَٰهِاتِ مُسْتَقِيمِينَ -



جن جو یہ کہا کرتے تھے کہ انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے۔ تو انھوں نے انھیں جہالت، سرکشی، اور افترا پر دازی میں بڑھا دیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے لوگ قریش اور ان کے علاوہ دوسرے بھی جب سفر کرتے اور رات گزارنے کے لیے کسی وادی میں اترتے تو کہا کرتے تھے کہ میں آج رات اس وادی میں غلبہ رکھنے والے جن کی پناہ لیتا ہوں۔ اس بُرائی سے جو اس وادی میں ہے۔

ابن اسحق نے کہا: یعقوب بن عتبہ (بن المغیرہ بن الاخنس) ٹوٹنے والے تارے اور عمرو بن امیہ نے کہا: ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جب ٹوٹنے والے تاروں سے (جنوں کو) مارا گیا، تو عرب کا پہلا شخص، جو تاروں کو ٹوٹنا دیکھ کر گھبرایا، وہ بنی ثقیف میں کا تھا۔ اور وہ لوگ انھیں میں کے ایک شخص عمرو بن امیہ نامی کے پاس گئے، جو بنی عجل میں سے تھا۔ راوی نے کہا: رائے کے لحاظ سے وہ سارے عرب میں سب سے زیادہ ہوشیار اور تیز فہم تھا۔ کہا: اے عمرو! کیا تو نے آسمان سے تارے پھینکے جانے کا نیا واقعہ نہیں دیکھا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں؟۔ مگر انتظار کرو اور دیکھو کہ اگر یہ تارے وہی ہیں، جن سے بحر و بر میں رہنمائی حاصل ہوتی، اور موسم گرما و سرما کی شناخت کی جاتی ہے، جس سے لوگ اپنی زندگی کے وسیلوں کی درستی کر لیتے ہیں۔ اگر وہی تارے ہیں جو پھینکے جا رہے ہیں تو خدا کی قسم! بساط دنیا اب لپیٹی جا رہی ہے اور یہ مخلوق کی بربادی کا سامان ہے۔ جو اس دنیا میں رہتی ہے۔ اگر یہ تارے ان تاروں کے علاوہ ہیں، اور دوسرے تارے اپنی جگہ قائم و بحال ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص ارادہ ہے۔ جو اس مخلوق سے ہے خدا ہی جانے وہ کیا؟۔

ابن اسحق نے کہا: محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے علی بن حسین (ابن رسول اللہ صلعم) کا ارشاد | علی بن ابی طالب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) سے اور انھوں نے عبداللہ ابن عباس سے اور انھوں نے چند انصار سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:-

مَاذَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي هَذَا النَّجْمِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ - تم ان تاروں کے متعلق جو پھینکے جاتے ہیں، کیا کہا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا، اے اللہ کے نبی! جب ہم انھیں پھینکے جاتے ہوئے دیکھتے تھے، تو کہتے تھے، کوئی بادشاہ مر گیا۔ کوئی اس کی جگہ برسر حکومت آگیا۔ کوئی لڑکا پیدا ہوا، کوئی لڑکا مر گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-



لَيْسَ ذَلِكَ كَذَلِكَ وَلَكِنَّ  
 اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَانَ إِذَا قَضَىٰ فِي  
 خَلْقِهِ أَمْرًا سَمِعَهُ حَمَلَةُ الْعَرْشِ -  
 فَسَبَّحُوا فَسَبَّحَ مَنْ تَحْتَهُمْ - فَسَبَّحَ  
 لِتَسْبِيهِمْ مَنْ تَحْتَ ذَلِكَ - فَلَا يَزَالُ  
 التَّسْبِيحُ يُصِطُّ حَتَّىٰ يَنْتَهِيَ إِلَى السَّمَاءِ  
 الدُّنْيَا فَيَسْبَحُوا ثُمَّ يَقُولُ بَعْضُهُمْ  
 لِبَعْضٍ مِمَّنْ سَبَّحْتُمْ فَيَقُولُونَ سَبَّحَ مَنْ  
 فَوْقَنَا فَسَبَّحْنَا لِتَسْبِيحِهِمْ فَيَقُولُونَ: أَلَا  
 تَسْأَلُونَ مَنْ فَوْقَكُمْ مِمَّنْ سَبَّحُوا  
 فَيَقُولُونَ وَمِثْلَ ذَلِكَ، حَتَّىٰ يَنْتَهِي إِلَى  
 حَمَلَةِ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ لَهُمْ مِمَّنْ سَبَّحْتُمْ؟  
 فَيَقُولُونَ: قَضَىٰ اللَّهُ فِي خَلْقِهِ كَذَا وَ  
 كَذَا، يُلَاحِظُ الَّذِي كَانَ، فَيَصِطُّ  
 بِهِ الْخَبَرُ مِنْ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ - حَتَّىٰ  
 يَنْتَهِيَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا - فَيَتَّخِذُ ثَوَابَهُ  
 فَتُسَرِّقُهُ الشَّيَاطِينُ بِأَلْسِنِهِمْ عَلَى  
 تَوَهُيمٍ وَاحْتِلَافٍ ثُمَّ يَأْتُوا بِهِ الْكُفَّانُ  
 مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَتَّخِذُ ثَوَهُمَ بِهِ  
 فَيُخْطِئُونَ وَيُصِيبُونَ فَيَتَّخِذُ  
 بِهِ الْكُفَّانُ فَيُصِيبُونَ بَعْضًا وَ  
 يُخْطِئُوا بَعْضًا - ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ  
 جَلَّ حَجَبَ الشَّيَاطِينَ بِهَذِهِ الْجُودِ  
 الَّتِي يُقَدِّفُونَ بِهَا فَالْقَطْعَتِ الْكُفَّانَةُ  
 الْيَوْمَ فَلَا كُفَّانَةَ -

ایسا نہیں، بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق  
 کے متعلق جب کوئی فیصلہ فرماتا تو حاملین عرش اسے  
 سن کر تسبیح کرتے، ان کے نیچے والے بھی تسبیح  
 کرتے اور اس تسبیح کی وجہ سے ان کے تحت والے  
 بھی تسبیح کرتے، اسی طرح تسبیح اترتی چلی آتی، یہاں تک  
 کہ دنیوی آسمان تک پہنچ جاتی، پھر وہ آپس میں ایک  
 دوسرے سے پوچھتے، تم نے کیوں تسبیح کی؟ وہ کہتے  
 ہمارے اوپر والوں نے تسبیح کی تو ہم نے بھی تسبیح کی۔  
 وہ کہتے کہ تم اپنے اوپر والوں سے کیوں نہیں پوچھتے؟  
 کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی؟ پھر وہ بھی اسی طرح کہتے  
 یہاں تک کہ حاملین عرش تک پہنچ جاتے اور ان سے  
 پوچھا جاتا کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی؟ وہ کہتے، کہ  
 اللہ نے اپنی مخلوق کے فلاں معاملے میں ایسا ایسا  
 فیصلہ فرمایا ہے، تو وہ خبر ایک ایک آسمان سے ہوتی  
 ہوئی اترتی۔ یہاں تک کہ دنیوی آسمان تک پہنچتی اور  
 وہ اسے بیان کرتے تو شیاطین اسے چوری سے  
 توہم و اختلاط کے ساتھ سنتے۔ پھر وہ زمین پر  
 رہنے والے کاہنوں کے پاس لاتے، ان سے بیان  
 کرتے، تو کبھی غلطی کر جاتے اور کبھی صحیح بتا دیتے۔  
 پھر کاہن دوسروں سے بیان کرتے، تو بعض خبریں  
 صحیح بتاتے، اور بعض میں غلطی کر جاتے۔ پھر اللہ  
 تعالیٰ نے ان تاروں کے ذریعے سے، جو ان پر  
 پھینکے جاتے تھے۔ شیاطین کو روک دیا۔ کھانت  
 ختم ہو گئی۔ ہمیشہ کے لیے  
 ختم ہو گئی۔



قبیلہ بنی سہم کی کاہنہ | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عمرو بن ابو جعفر نے انھوں نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی بُنیۃ سے اور انھوں نے علی بن حسین بن علی رضوان اللہ علیہم سے اسی مضمون کی حدیث بیان کی۔ جس مضمون کی حدیث ابن شہاب کی ہے۔

بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی سہم میں کی ایک عورت جسے اَلْعِیْطَلۃ کہا جاتا تھا، جاہلیت میں کاہنہ تھی۔ ایک رات اس کا ساتھی (جن) آیا۔ دھڑام سے زمین پر گر پڑا اور اس نے کہا:-

أَذْرَمَا أَذْرَ یَوْمَ عَقْرِ  
 میں ایک عظیم الشان واقعہ جانتا ہوں کہ وہ زخمی کرنے  
 و نحو۔ اور گلے کاٹنے کا دن ہے۔

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے کہا: اس کا مطلب کیا ہے؟ وہ دوسری رات آیا۔ دھڑام سے زمین پر گر گیا اور کہا:-

شُعُوبٌ مَّا شُعُوبٌ تُصْرَعُ  
 ورے ورے درے کیا چیز ہیں، وہ، جن میں کعب  
 فِیْہِ کَعْبٌ لِّجُنُوبٍ۔ پہلوؤں کے بل پچھڑ جائیں گے۔

جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو انھوں نے کہا: اس سے کیا مقصد ہے؟ یہ واقعہ تو ضرور ہونے والا ہے۔ پس غور کر دو کہ آخر وہ ہے کیا؟ لیکن انھوں نے اسے نہ پہچانا۔ یہاں تک کہ جب واقعات بدر واحد کے دروں میں واقع ہوئے تو انھوں نے جانا کہ یہی وہ بات تھی، جس کی خبر اس (جن) نے ساتھ والی عورت کو دی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: اَلْعِیْطَلۃ مدرج بن مرۃ کی برادری میں سے بنی مرۃ بن عبدمنۃ بن کنانہ میں کی تھی۔ اور یہی ام الغیاطل ہے جس کے متعلق ابوطالب نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے:-

لَقَدْ سَفَهَتْ أَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوا  
 بَنِیْ خَلَفٍ قِیْظًا بِنَا وَ الْغِیَا طِلِ  
 ان لوگوں کی عقلیں ماری گئی ہیں، جنھوں نے ہمارے اور بنی غیطلہ کے بجائے  
 بنی خلف کو اختیار کر لیا ہے۔

اس عورت کی اولاد کو غیاطل کہا جاتا تھا اور یہ لوگ بنی سہم بن عمرو بن مصعب میں سے ہیں۔

قبیلہ جنب کا کاہن | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے علی بن نافع الجمرشی نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جنب نامی یمن کے کسی قبیلے کا ایک کاہن تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی حالت کا شہرہ سارے عرب میں ہو گیا۔ تو راوی نے کہا، قبیلہ جنب نے اس کاہن سے کہا:-  
 مہربانی کر کے اس شخص کے متعلق دیکھو، اور جس پہاڑ پر وہ رہتا تھا، سب اس کے دامن میں جمع ہو گئے۔



جب سورج نکلا تو وہ ان کے پاس اتر آیا اور ایک کمان کے سہارے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے دیر تک آسمان کی جانب سراٹھائے رکھا اور اچھلنے کوونے لگا۔ ساتھ ہی کہا۔ لوگو! اللہ نے محمد کو بزرگی عنایت فرمائی آپ کو انتخاب فرمایا ہے۔ آپ کے دل اور باطن کو پاک صاف کر کے نور سے بھر دیا۔ لوگو! ان کا قیام تم میں بھڑی مدت کے لیے ہے۔ بعد ازاں وہ پہاڑ پر جدھر سے آیا تھا، اودھر چلا گیا۔

### حضرت عمرؓ اور ایک کاہن

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے ایک شخص نے، جسے میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ عثمان بن عفان کے غلام عبداللہ بن کعب سے روایت کی۔ انھوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں عمر بن الخطابؓ لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ عرب کا ایک شخص مسجد میں انھیں تلاش کرتا ہوا آیا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو فرمایا: یہ شخص اپنے شرک ہی پر قائم ہے اور اسے نہیں چھوڑا۔ یا یہ فرمایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو نے اسلام اختیار کر لیا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! اے امیر المؤمنین! فرمایا کیا تو زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا؟ کہا: سبحان اللہ! اے امیر المؤمنین! آپ نے میری نسبت ایسا خیال فرمایا اور مجھ سے ایسے معاملے کی نسبت گفتگو کا آغاز کیا کہ جب سے آپ اس عظیم الشان خدمت پر فائز ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے رعایا میں سے کسی سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ مغفرت فرمائے، ہم زمانہ جاہلیت میں اس سے بدتر حالت پر تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے اور مورتیوں سے چٹے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسولؐ اور اسلام کے ذریعے سے عزت بخشی، اس شخص نے کہا: جی ہاں! امیر المؤمنین! اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ فرمایا، اچھا تو مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھی (جن) نے تمہیں خبر دی تھی؟ اس نے کہا: اسلام سے ایک مہینا یا کچھ دنوں پہلے وہ میرے پاس آیا اور کہا:

أَلَمْ تَشْرَ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِبْلَاسِهَا  
وَرَأَيْتَ بِهَا مِنْ دِينِهَا. وَلَحُوقِهَا  
بِالْقِلَاسِ وَأَحْلَاسِهَا.

کیا تو نے جنوں اور ان کے حزن و ملال اور اپنے  
دین سے ان کی ناامیدی اور ان کے اونٹوں اور پالانوں  
کو لازم کر لینے (تیاری سفر، پرغور نہیں کیا؟

ابن ہشام نے کہا کہ کلام سجع ہے، شعر نہیں۔

### ایک بچھڑے کی پکار

ابن اسحق نے کہا: عبداللہ بن کعب نے کہا، اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! میں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت کے پاس قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ تھا کہ عرب کے ایک شخص نے



اس کے لیے ایک بچہ اذبح کیا اور ہم اس کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے۔ یکایک میں نے اس بچہ پڑے کے اندر سے ایک ایسی آواز سنی کہ اس سے زیادہ بلند آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے کچھ ہی دنوں پہلے کا ہے، ایک مہینا یا کچھ دنوں کا ہے۔ وہ آواز کہہ رہی تھی:

يَا ذَرِيَّتِي، أَهْمُ نَجِيَّتِي، رَجُلٌ  
اِسے (خون میں نہائے ہوئے) لال بچہ پڑے! ایک  
کامیابی کا معاملہ ہے، ایک شخص بلند آواز سے پکار  
رہا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔

ابن ہشام نے کہا، بعض روایتوں میں ہے:-

رَجُلٌ يَصِيحُ، يَلِسَانٍ فَصِيحٍ  
ایک شخص بربان فصیح بلند آواز لاہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
کہہ رہا ہے۔

بعض اہل علم نے مجھ سے ان شعروں کی بھی روایت کی ہے:-

عَجِبْتُ لِلْجَنِّ وَابْنِ سِرْهَا  
میں نے جنوں کے حزن و ملال اور ان کے اونٹوں پر زین کسے کے  
متعلق تعجب کیا۔

تَهَيَّؤْا إِلَى مَكَّةَ تَبْغِي الْمُهَذَى  
ہا مُمُؤِنُو الْجَنِّ كَأَنْجَابِهَا

جو کہ کی جانب ہدایت کی تلاش میں چلے جا رہے تھے۔ (کیوں نہ جاتے کہ)

ایماندار جن جنس جنوں کے سے تو ہو نہیں سکتے۔



## یہودیوں کی روایات

**یہودیوں کا اعتقاد و عمل** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے چند لوگوں سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ہدایت کے ساتھ ساتھ جس چیز نے ہمیں اسلام کی جانب متوجہ کیا، وہ باتیں تھیں، جو ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے، ہم تو مُشرک اور بت پرست تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ ان کے پاس ایک قسم کا علم تھا جو ہمارے پاس نہ تھا۔ ان میں ہم میں ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ جب ہم ان سے کوئی چیز لے لیتے، جو وہ ناپسند کرتے تو وہ کہتے، ایک نبی کا زمانہ قریب آگیا ہے، اور اب وہ مبعوث ہوں گے۔ ہم ان کے ساتھ ہو کر تھیں اس طرح قتل کریں گے، جیسے عاد و ارم کو قتل کیا گیا۔ یہ بات ہم ان سے اکثر سنا کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی، تو ہم نے اسے قبول کیا اور جان لیا، جس سے وہ ہمیں ڈرایا کرتے تھے، اس کی جانب ہم نے ان پر سبقت کی۔

**ارشاد باری تعالیٰ** | ہم ایمان لائے۔ اور انھوں نے انکار کیا تو ہمارے اور ان کے بارے میں (سورہ بقرہ) کی یہ آیتیں نازل ہوئیں:-

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا فِيهِمْ لِيَأْمُرَهُمْ كَافُوا مِمَّن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ	جب ایسا ہوا کہ اللہ کی طرف سے ان کی ہدایت کے لیے کتاب نازل ہوئی اور وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی تھی، جو پہلے سے ان کے پاس موجود ہے، تو اگرچہ وہ (تورات کی پیشگوئیوں کی بنا پر اس ظہور کے منتظر تھے اور) کافروں کے مقابلے میں اس کا نام لے کر فحش و نصرت کی دعائیں مانگتے تھے۔ لیکن جب وہی ہانی ہو بھی
--	--

ہوئی بات سامنے آگئی تو صاف انکار کر گئے۔ پس ان لوگوں کے لیے جو جان بوجھ کر کفر کی راہ اختیار کریں، اللہ کی لعنت ہے۔ (ایسے لوگوں پر فلاح و سعادت کی راہ نہیں کھل سکتی۔)



ابن ہشام نے کہا: یستفتحون کے معنی یستنصرون کے ہیں۔ یعنی امداد طلب کرتے، اس کے معنی تیاگ کون کے ہیں یعنی حکم بناتے یا دعویٰ دائر کرتے یا فیصلہ طلب کرتے۔ کتاب اللہ میں ہے:۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ . وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ .  
اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کر دے۔ تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: صالح بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف نے بنی عبد اشہل والے حدیث سلمہ بن سلامہ | محمود بن لبید سے اور انھوں نے سلمہ بن سلامہ بن وقش سے روایت کی اور سلمہ اصحاب بدر میں سے تھے۔ انھوں نے کہا: بنی عبد اشہل کے یہودیوں میں سے ایک شخص ہمارا پڑوسی تھا۔ وہ اپنے گھر سے نکل کر ایک روز ہمارے پاس آیا۔ یہاں تک کہ وہ بنی اشہل کے (محلہ کے) پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ میں ان دنوں ان سب میں جو وہاں تھے، کم عمر تھا۔ اپنے لوگوں کے صحن میں ایک چادر پر لیٹا ہوا تھا۔ قیامت، بعث، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کا ذکر ہوا۔ راوی نے کہا: اس نے یہ باتیں ان لوگوں سے کہیں جو مشرک، بت پرست تھے۔ مرنے کے بعد زندہ کیے جانے کے قائل نہ تھے۔ انھوں نے کہا: اے فلاں! تجھ پر افسوس، کیا تو سمجھتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔ لوگ مرجانے کے بعد ایسے گھر جانے کے لیے زندہ کیے جائیں گے، جس میں جنت و دوزخ ہے اور انھیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ اس نے کہا: اس ذات کی قسم، جس کی قسم کھائی جاتی ہے، ایسا ہی ہوگا اور وہ شخص (اس وقت) تمنا کرے گا کہ اس آگ کے بجائے گھر میں کوئی بڑا تنور ہوتا، اسے گرم کر دیا جاتا اور اس میں ڈال کر اوپر سے مٹی لگا کر بند کر دیا جاتا۔ اور وہ اس آگ سے بچ جاتا، جو کل اُسے نصیب ہونے والی ہے۔ کہا۔ اے فلاں شخص! تجھ پر افسوس ہے۔ اچھا یہ تو بتا کہ اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا، ان بلاد میں ایک نبی مبعوث ہوگا (اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی جانب اشارہ کیا) پوچھا، کب؟ اور اس کے متعلق بتھا را کیا خیال ہے؟ راوی نے کہا کہ اس نے میری جانب دیکھا اور میں ان سب میں کم سن تھا، کہا: اگر اس رٹ کے کی عمر نے وفا کی تو یہ اس نبی کو پالے گا۔ سلمہ نے کہا: تھوڑی ہی مدت گزری کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور وہ (راوی) زندہ ہے۔ پس ہم تو آپ پر ایمان لے آئے اور وہ گھمنڈ اور حسد کے سبب سے آپ کا منکر ہی رہا۔ راوی نے کہا کہ ہم نے اس سے کہا: اے فلاں، تجھ پر افسوس ہے۔ کیا تو وہی نہیں، جس نے آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہی تھیں۔ اس نے کہا: کیوں نہیں، میں تو وہی ہوں۔ لیکن یہ شخص وہ نہیں،



جس کے متعلق میں نے کہا تھا۔

**اسلام ثعلبہ و اسید و اسد**

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنی قریظہ کے ایک بوڑھے شخص سے روایت کی۔ کہا: کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعیدہ اور اسید بن سعیدہ (از بنی ہذیل برادران بن) قریظہ ایک جماعت کے اسلام کا سبب کیا تھا، جو جاہلیت میں ان کے ساتھی تھے اور اسلام میں بھی وہ ان کے سردار ہو گئے؟ میں نے کہا۔ واللہ نہیں جانتا۔ کہا شام کے یہودیوں میں کا ایک شخص، جو ابن الہتیبان کے نام سے پکارا جاتا تھا اسلام سے چند سال پہلے ہمارے پاس آیا۔ اللہ کی قسم! ہم نے پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والوں (غیر مسلموں) میں اس سے بہتر کسی کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ ہمارے پاس ہی ٹھہرا تھا۔ جب مینہ نہ برستا تو ہم اس سے کہتے اے الہتیبان باہر چلو اور ہمارے لیے بارش کی دعا کرو۔ وہ کہتا۔ اللہ کی قسم (اس وقت تک) ایسا نہ کروں گا، جب تک تم باہر نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو۔ ہم کہتے کتنا؟ ایک صاع کھجور یا دو مد جو۔ راوی نے کہا: ہم صدقہ دے دیتے، اس کے بعد وہ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے کھیتوں سے باہر نکلتا اور بارش کی دعا کرتا۔ اللہ کی قسم! وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتا۔ یہاں تک کہ ابر آتا۔ اور ہمیں بارش نصیب ہوتی۔ اس نے ایسا ایک دو تین بار نہیں بلکہ زیادہ مرتبہ کیا۔ راوی نے کہا: پھر ہمارے پاس ہی اس کی موت ہوئی۔ جب اسے اپنے مرنے کا علم ہوا تو کہا۔ اے گروہ یہود! کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے شراب و خمیر والی سرزمین سے تکلیف اور بھوک کی سرزمین کی طرف کونسی چیز نکال لائی ہے؟ ہم نے جواب دیا: تمہیں بہتر جانتے ہو۔ اس نے کہا: میں اس شہر میں صرف اس لیے آیا ہوں کہ ایک نبی کے ظہور کا انتظار کروں۔ جس کا زمانہ قریب آچکا ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے اسی لیے مجھے امید تھی کہ وہ مبعوث ہوا اور میں اس کی پیروی کروں۔ اب تمہارے لیے اس کا زمانہ قریب ہے۔ پس اے گروہ یہود! ایسا نہ ہو کہ اس کی طرف کوئی اور تم سے سبقت کر جائے۔ وہ ذات مبارک خوزیزی کے لیے بھی مجبور ہوگی۔ مخالفوں کی عورتیں اور بچے بھی اس کے پاس قید ہوں گے۔ یہ باتیں تمہیں اس پر ایمان لانے سے نہ روک دیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا تو ان نوجوانوں نے جنہیں ابن الہتیبان نے نبی منتظر کی خبر دی تھی، اور جو شباب و کم عمری کی حالت میں تھے، کہا: اے بنی قریظہ! اللہ کی قسم، یہ وہی نبی ہے جس کے متعلق ابن الہتیبان نے تم سے عد لیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا یہ وہ نہیں، نوجوانوں نے کہا کیوں نہیں، اللہ کی قسم! صفات کے لحاظ سے تو وہی ہے۔ پھر وہ آئے۔ اسلام اختیار کیا اور اپنی جانیں، احوال و املاک اور اہل و عیال محفوظ کر لیے۔

ابن اسحق نے کہا: یہ وہ باتیں تھیں جو یہود سے ہم تک پہنچیں۔



## حضرت سلمانؓ کا اسلام

سلمانؓ کی ابتدائی زندگی

ابن اسحق نے کہا: عامر بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے محمود بن لبید سے، اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی، انھوں نے کہا: مجھ سے سلمان الفارسی نے بیان کیا اور میں نے خود ان کے منہ سے سنا: میں اصفہان کی ایک بستی جتی کا رہنے والا تھا۔ میرے والد بستی کے ایک کسان تھے۔ اور میں انھیں تمام مخلوق خدا سے زیادہ پیارا تھا۔ اور یہ محبت اس حد پر جا پہنچی کہ وہ مجھے گھر میں اس طرح مقید رکھتے، جس طرح ایک لڑکی کو بند رکھا جاتا ہے۔ اور میں نے مجوسیت میں کوشش کی۔ یہاں تک کہ آتش کدے کے ان خادموں میں ہو گیا جو آگ کو ہمیشہ روشن رکھتے اور گھڑی بھر کے لیے بھی بجھنے نہیں دیتے تھے۔ میرے والد کے پاس بڑی زمین تھی۔ وہ ایک روز اپنا ایک مکان بنانے میں لگ گئے تو مجھ سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! آج میں اپنے اس مکان کے بنانے کے سبب سے زمین کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا، تم وہاں جاؤ اور اسے دیکھ آؤ اور انھوں نے کچھ ایسی باتوں کا بھی مجھے حکم دیا، جنہیں پورا کرنے کے وہ خواہاں تھے۔ پھر انھوں نے مجھ سے کہا: تم وہاں رہنا کیونکہ اگر مجھے چھوڑ کر تم وہاں رک گئے تو مجھے زمین سے بھی زیادہ تمھاری فکر ہو جائے گی۔ اور تمام کام چھوٹ جائیں گے۔ جب میں زمین کو جانے کے لیے نکلا تو میرا گزر انصاری کے کلیساؤں میں سے ایک کلیسا سے ہوا۔ میں نے اس میں نماز پڑھنے کی آوازیں سُنیں۔ میں ان لوگوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھا۔ کیونکہ والد مجھے گھر ہی میں بند رکھتے تھے۔

مسیحیوں سے رغبت

جب میں نے انھیں دیکھا تو ان کی نماز مجھے بہت پسند آئی اور ان کے طور طریقوں کی جانب مجھ میں رغبت پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا۔ اللہ کی قسم! اُس دین سے جس میں ہم ہیں، یہ بہتر ہے۔ پھر تو خدا کی قسم۔ میں ان کے ساتھ ہی رہا۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور والد کی زمین تک نہ جاسکا۔ میں نے ان سے پوچھا، اس دین میں بیٹھے کے لیے مجھے کہاں جانا ہوگا؟ انھوں نے کہا: شام کو۔ پھر میں والد کی طرف لوٹ آیا۔ اور وہ میری تلاش میں لوگوں کو ادھر ادھر بھیج چکے تھے۔ میں نے ان سے تمام کام چھڑا دیے۔ میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا: بیٹا



کہاں تھے؟ کیا میں نے تم سے پہلے ہی سب کچھ نہیں کہہ دیا تھا؟ میں نے کہا۔ آبا جان! میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کلیسا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کے دین کی جو باتیں دیکھیں، وہ مجھے بہت پسند آئیں۔ اللہ کی قسم سورج ڈوبنے تک انھیں کے پاس رہا۔ والد نے کہا: اسے میرے پیاسے بیٹے! اس دین میں کوئی بہتری نہیں۔ تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا دین اس سے بہتر ہے۔ میں نے والد سے کہا: ایسا نہیں، اللہ کی قسم! بے شبہ وہ ہمارے دین سے بہتر ہے، پھر تو وہ مجھے دھمکانے لگے۔ میرے پاؤں میں بڑی ڈال دی اور گھر میں مجھے قید کر دیا۔

**سفر شام** | میں نے نصارائے کی طرف کھلا بھیجا کہ جب تمہارے پاس شام سے کوئی قافلہ آئے، تو مجھے اس کی اطلاع دینا۔ اس کے بعد ان کے پاس شام سے نصرانی تاجروں کا ایک قافلہ آیا۔ انھوں نے مجھے اس کی اطلاع دی۔ میں نے ان سے کہا: جب وہ اپنی ضرورتیں پوری کر لیں اور لوٹنا چاہیں تو مجھے مطلع کرنا۔ پھر جب ان لوگوں نے اپنے شہروں کی جانب لوٹنے کا ارادہ کیا تو مجھے اطلاع دی۔ میں نے اپنے پاؤں کی بیڑیاں نکال پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل بھاگا۔ یہاں تک کہ شام پہنچا۔ جب میں وہاں گیا۔ تو پوچھا کہ اس دین والوں میں علم کے لحاظ سے کون بہترین ہے؟ انھوں نے کہا: کلیسا کا اسقف۔

**سلمانؓ اور اسقف** | میں اس کے پاس گیا اور کہا: مجھے اس دین کی جانب رغبت ہے۔ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں، خدمت کروں، تم سے کچھ سیکھ لوں اور تمہارے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا: اندر آؤ۔ میں اس کے ساتھ اندر گیا۔ وہ شخص بُرا آدمی تھا۔ لوگوں کو صدقوں کا حکم دیتا اور انھیں اس کی رغبت دلاتا۔ جب وہ اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ جمع کر کے لاتے تو اسقف اسے اپنی ذات کے لیے جمع کر رکھتا۔ اور مسکینوں کو نہ دیتا، یہاں تک کہ اس نے سات گھڑے سونا چاندی جمع کر رکھا تھا۔ جب میں نے اسے ایسا کرتے دیکھا تو اس سے سخت نفرت کرنے لگا۔ پھر وہ مر گیا۔ اور نصاریٰ اس کے دفن کرنے کے لیے جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو بُرا آدمی تھا۔ تمہیں صدقے کا حکم دیتا۔ اور اس کی رغبت دلاتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقے لاتے تو اسے اپنے لیے خزانے میں رکھ لیتا۔ اور مسکینوں کو کچھ نہ دیتا تھا۔ وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے: تجھے اس کی کیا خبر؟ میں نے جواب دیا: تمہیں اس کا خزانہ بتاتا ہوں۔ انھوں نے کہا۔ اچھا بتاؤ۔ میں نے انھیں اس خزانے کی جگہ بتادی۔ انھوں نے سات گھڑے سونا چاندی سے بھرے ہوئے نکالے۔ کہا: اللہ کی قسم، ہم اسے ہرگز دفن نہ کریں گے۔ پھر انھوں نے اسے سول چڑھا دیا۔ اور اس پر پتھروں کی بارش کی۔ ایک اور شخص کو لائے اور اسے



متوفی کی جگہ مقرر کر دیا۔ (راوی نے کہا) سلمانؓ کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی ایسے شخص کو جو پانچوں وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو، (کسی غیر مسلم کو) نہیں دیکھا، جسے میں نے اس سے زیادہ دنیا سے روکش اور اس سے زیادہ آخرت کی طرف راغب اور اس سے زیادہ رات دن کے اوقات کا پابند سمجھا ہو۔ میں اس کے پاس اس قدر محبت کرنے لگا کہ اس سے پہلے اس کی سی محبت میں نے کسی سے نہیں کی۔ میں اس کے پاس ایک زمانے تک رہا۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں، میں تیرے ساتھ رہا۔ اور تجھ سے ایسی محبت کی کہ اور کسی سے نہیں کی۔ اور اب تیرے لیے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا، جسے تو دیکھ رہا ہے۔ بتا۔ مجھے کس کے پاس رہنے کی وصیت کرتا ہے اور کون سی بات کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم۔ میں آج کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس دین پر ہو، جس پر میں تھا۔ لوگ تو چل بسے اور اب جو رہ گئے ہیں انھوں نے اسے بدل دیا اور حن امور کے وہ پابند تھے۔ ان میں سے اکثر کو چھوڑ دیا۔ بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے اور وہ فلاں ہے۔ وہ دین کی اسی حالت پر ہے، جس پر میں تھا۔ پس تم اس کے پاس جاؤ۔

**سلمان موصل میں** | پھر جب وہ مر گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو میں موصل والے کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کہا: اے فلاں! فلاں شخص نے مرتے وقت مجھے وصیت کی۔ کہ میں تیرے پاس آؤں اور اس نے مجھے بتایا کہ تو بھی اس کا ہم خیال ہے۔ اس نے کہا: میرے پاس رہو۔ میں اس کے پاس رہ گیا۔ تو میں نے اسے سابقہ رفیق کا بہترین ہم خیال پایا۔ وہ بھی کچھ زیادہ مدت زندہ نہ رہا اور مر گیا۔ جب اس کی موت قریب پہنچی، تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! فلاں نے مجھے تیرے پاس آنے اور رہنے کی وصیت کی تھی۔ اور اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا ہے، جسے تو دیکھ رہا ہے۔ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے۔ اور کس بات کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم، میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا، جو اس دین پر ہو، جس پر ہم تھے۔ بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے۔ اور وہ فلاں ہے، اس سے جا کر ملو۔

**نصیبین میں قیام** | پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا۔ تو میں نصیبین والے کے پاس پہنچا۔ اپنے حالات اس سے بیان کیے۔ اور اس کے دوست نے جو حکم مجھے دیا تھا،

لے موصل عراق کا مشہور شہر ہے۔ اسے کسی زمانے میں "جزیرہ" کا مشہور مقام تھا۔ جزیرہ دو آہہ جبل و عراق کے شمالی حصے کو کہتے تھے۔ آج کل جمہوریہ ترکیہ میں شامل ہے اور شامی سرحد سے قریب ہے۔ دریائے فابور اس کے پاس ہی سے نکل کفرات میں شامل ہوتا ہے۔ موصل سے جو ریل شام اور ترکی جاتی ہے۔ اس کا سٹیشن نصیبین بھی ہے۔



اس کی بھی اطلاع دی۔ اس نے کہا: میرے پاس رہو۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا۔ میں نے اسے بھی دونوں ساتھیوں کا ہم خیال پایا۔ پس بہترین شخص کے ساتھ رہنے لگا۔ اللہ کی قسم! کچھ تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اسے بھی موت آگئی۔ جب موت قریب ہوئی تو میں نے کہا: اے فلاں! فلاں شخص نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی۔ پھر فلاں نے تیرے پاس آنے کی وصیت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا اور کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا شخص باقی رہا ہو۔ جو ہمارا ہم خیال ہو اور میں تجھے اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ بجز ایک شخص کے جو روم کی سرزمینِ عموریہ میں رہتا ہے۔ وہ اسی دین پر ہے۔ جس پر ہم تھے۔ پس اگر تم چاہو تو اس کے پاس جاؤ۔ بے شک وہ ہمارا ہم خیال ہے۔

### سفرِ عموریہ

پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے چھپا دیا گیا تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچا، اپنے واقعات کی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا: میرے پاس رہ جا۔ میں اس کے پاس رہ گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی ہدایت پر بہترین شخص اور ان کا ہم خیال تھا۔ پھر میں کمانے لگا۔ یہاں تک کہ میرے پاس بہت سی گائیں اور بکریاں ہو گئیں۔ پھر اس پر بھی حکم خداوندی آیا۔ جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اس سے کہا: اے فلاں! میں فلاں کے ساتھ تھا، اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا اور کس بات کا حکم دیتا ہے؟ اس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں سے آج کسی نے اس دین پر صبح کی ہو۔ جس پر ہم تھے۔ اور میں تجھے اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ پہنچا ہے اور وہ دینِ ابراہیم علیہ السلام پر مبعوث ہونے کو ہے۔ اس کا ظہور سرزمینِ عرب میں ہوگا۔ اور اس کی ہجرت گاہِ دوکالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان ہوگی۔ ان دونوں زمینوں کے درمیان کھجور کے پیڑ ہوں گے اس (نبی) میں ایسی علامتیں ہوں گی، جو چھپ نہ سکیں گی۔ وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔ اگر ان شہروں میں پہنچنے کی تجھ میں طاقت ہو تو وہاں جا۔ پھر وہ شخص بھی مر گیا۔ اور دفن کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ

نے پہلے زمانے کا ایک مشہور شہر تھا۔ اناطولیہ میں قریب کی شمالی جانب اور ایون قرہ حصار سے تھوڑے فاصلے پر مشرق میں تھا۔ اب اس کی پہلی حیثیت باقی نہیں رہی۔ اصل میں "حرمین" کا لفظ استعمال ہوا ہے یعنی دو حصے یا کالے پتھروں کا سلسلہ۔ مدینہ منورہ میں شرقاً و غرباً، دو حصوں کے درمیان ہے۔ ایک حصہ واقع۔ دوسرا حصہ دیرہ۔ یعنی کالے پتھر دونوں طرف دیواروں کی صورت میں موجود ہیں۔



نے جتنی مدت چاہا۔ میں غمور یہ میں رہا۔

**وادی القریٰ اور مدینہ منورہ** | پھر میرے پاس سے بنی کلب کے چند تاجر گزرے۔ میں نے اُن سے کہا: مجھے سرزمین عرب کی طرف سوار کرا کے لے چلو۔ اس کے بدلے میں تمہیں یہ گائیں اور بکریاں دے دیتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اچھا۔ میں نے انہیں وہ سب چیزیں دے دیں اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھالیا۔ یہاں تک کہ وہ وادی القریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ پس میں اسی کے پاس رہتا تھا۔ میں نے غلستان بھی دیکھا تو مجھے امید ہو گئی کہ شاید یہ وہی شہر ہو جس کا بیان میرے دوست نے مجھ سے کیا تھا۔ لیکن اس بستی نے میرے دل میں کچھ اثر نہ کیا۔ یہی حالت تھی۔ جب اس یہودی کا ایک چچیرا بھائی، جو بنی قریظہ میں کا تھا، مدینہ سے اس کے پاس آیا، اس نے مجھے خرید لیا اور مدینہ لایا۔ پس اللہ کی قسم! جیسے ہی میں نے مدینہ کو دیکھا، اپنے دوست کے بیان کیے ہوئے صفات سے فوراً پہچان لیا اور وہیں رہنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ مدت تک مکہ میں رہے۔ میں نے اپنی غلامی کے دھندوں کے سبب سے آپ کا کوئی ذکر نہیں سنا۔ اگرچہ میں وہیں مدینہ میں تھا۔ پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اللہ کی قسم! میں اپنے مالک کے خرما کے درخت پر کچھ کام کر رہا تھا۔ اور مالک نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ یکایک اس کا ایک چچیرا بھائی آکر اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور بولا: اے فلاں! بنی قریظہ کو اللہ برباد کرے۔ اللہ کی قسم! وہ اس وقت قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں۔ جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے۔

**نسب قیلہ** | ابن ہشام نے کہا: قیلہ، اکاہل بن عذرة (بن سعد بن زید بن لیث ابن اسود بن اسلم بن الحاف بن قضاة) کی بیٹی اور ادس و خزرج کی ماں تھی۔ النعمان بن بشیر الانصاری نے ادس و خزرج کی مدح میں کہا ہے:-

بَهَّالِیلُ مِنْ اَوْلَادِ قَیْلَةَ لَمْ یَجِدْ عَلَیْهِمْ خَیْلُطٌ فِی مُخَالَطَةٍ عَثَبًا

وہ لوگ صفات حسنہ کے جامع سردار ہیں۔ قیلہ کی اولاد میں سے۔ ان کا شریک کار

ان کے ساتھ شرکت میں کوئی ناراضی نہیں پاتا۔

مَسَامِیْحُ اَبْطَالٍ یُّرَاحُونَ لِلنَّدَى یَرَوْنَ عَلَیْهِمْ فَعَلَ اَبَاءُہُمْ حُبًّا

کشادہ دل جوانزد ہیں۔ سخاوت سے انہیں راحت ہوتی ہے۔ اپنے بزرگوں کی



خوبوں کو اپنے لیے بھی لازم سمجھتے ہیں۔

یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادة الانصاری نے، انھوں نے محمود بن لبید سے، انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت بیان کی کہ سلمانؓ نے کہا: پھر جب میں نے یہ سنا تو مجھ پر کپکپی طاری ہونے لگی۔

میں نے خیال کیا کہ میں اب اپنے مالک پر گر پڑوں گا۔ پھر میں کھجور کے درخت سے نیچے اُترا۔ اور مالک کے چھیرے بھائی سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ میرا مالک غصے ہوا۔ زور سے ایک مگمارا اور کہا: تجھے کیا کام، اسی لیے تو میں تیری نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ میں نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں نے صرف اس بات کی تصدیق کرنی چاہی کہ وہ کیا کہتا ہے۔

پھر سلمانؓ نے کہا: میرے پاس کچھ سرمایہ تھا۔ جب شام ہوئی تو وہ لے لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ قبا میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پاس اندر گیا اور عرض کی: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک شخص ہیں اور آپ کے ساتھ غریب ساتھی بھی ہیں، جو حاجت مند ہیں۔ میرے پاس صدقے کی یہ ذرا سی چیز موجود تھی۔ میں نے آپ لوگوں کو بہ نسبت دوسروں کے اس کا زیادہ مستحق سمجھا اور وہ چیز آپ کے پاس لے آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: "کلوا" کھاؤ، اور آپ نے اپنا ہاتھ روک رکھا اور اسے نہ کھایا۔ میں نے دل میں کہا: یہ ایک علامت ہے۔ پھر میں آپ کے پاس سے چلا گیا اور کچھ سرمایہ جمع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبدیل مکان فرما کر مدینہ تشریف لا چکے تھے۔ دوبارہ آپ کے پاس گیا اور عرض کی: میں نے دیکھا۔ آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے، اس لیے یہ ہدیہ آپ کے خلیانِ شان حاضر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور صحابہؓ کو حکم دیا تو آپ کے ساتھ انھوں نے بھی کھایا۔ میں نے دل میں کہا: یہ دو علامتیں ہوئیں پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ بقیع الغرقہ میں تھے۔ اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ مجھ پر میری دو چادریں تھیں۔ آپ اپنے صحابیوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت مبارک کو دیکھنے لگا۔ کہ کیا میں اس غائم کو، جس کا وصف میرے دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا، دیکھ سکتا ہوں؟ جب

لے مدینہ منورہ کا قبرستان، جو شہر کی فصیل کے پاس مشرق جانب ہے، عام لوگ اسے بقیع کہتے ہیں۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں تو آپ سمجھ گئے کہ میں کسی ایسی شے کی تحقیق کر رہا ہوں۔ جس کا وصف مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے پشت مبارک سے چادر نیچے گرا دی۔ میں نے مہر نبوت دیکھی، اسے پہچان بھی لیا اور روتے ہوئے اسے بوسہ دینے کے لیے اس پر گرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تخل“ ہٹو، میں ہٹ گیا۔ پھر آپ کے سامنے بیٹھا۔ اسے ابن عباس! میں نے آپ سے اپنے واقعات اسی طرح بیان کیے جس طرح ابھی تم سے بیان کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا کہ یہ واقعات آپ کے اصحاب بھی سنیں پھر سلمانؓ کو غلامی نے مصروف رکھا۔ یہاں تک کہ بدر و احد کی جنگیں بھی ان سے چھوٹ گئیں سلمانؓ نے کہا: پھر مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

”کاتب یا سلمان! مکاتبت کر لو۔ یعنی اپنے مالک کو کچھ دے  
غلامی سے آزادی کر آزاد ہو جاؤ۔ میں نے اپنے مالک سے چالیس اوقیے سونے کے علاوہ  
 کھجور کے تین سو درخت گڑھوں میں نصب کر کے سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی لکھوائی۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا: اپنے بھائی کی امداد کرو۔ انھوں نے کھجور کے  
 درختوں سے امداد کی، کسی شخص نے کھجور کے تیس پودوں سے، کسی نے بیس سے، کسی نے پندرہ  
 سے، کسی نے دس سے، ہر شخص جتنے اس کے پاس تھے، امداد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے لیے  
 کھجور کے تین سو پودے اکٹھے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِذْهَبْ يَا سَلْمَانَ فَقَفِّرْ لَهَا  
 فَاِذَا فَرَغْتَ فَاتِنِي اَكُنْ اَنَا  
 اَصْعَمُهَا بَيِّدِي۔  
 سلمان جاؤ اور ان کے لیے گڑھے کھودو، جب گڑھے  
 کھودنے سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آؤ کہ میں  
 خود اپنے ہاتھوں سے انھیں نصب کروں۔

پھر میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے بھی میری امداد کی۔ یہاں تک کہ جب میں  
 فارغ ہوا تو آپ کے پاس حاضر ہو کر اطلاع دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ اس مقام کی  
 طرف تشریف لے چلے۔ ہم کھجور کے پودے آپ کے پاس لاتے اور آپ دست مبارک سے نصب  
 فرماتے جاتے۔ یہاں تک کہ ہم فارغ ہو گئے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے، ان  
 میں سے ایک بھی پودا نہیں سوکھا۔ میں نے کھجور کے درخت تو اس کے حوالے کر دیے، اب صرف مجھ  
 پر مال باقی رہ گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا

ملہ اوقیہ کا وزن مختلف لغتوں میں ایک تولہ سات ماٹھے سے اڑھائی تولے تک بتایا گیا ہے۔



پیش کیا گیا، تو آپ نے فرمایا۔

فارسی مکاتیب نے کیا کیا (اس نے اپنی مکاتیب کا معاوضہ

مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمَكَاتِيبَ

ادا کر دیا، یا نہیں؟

پھر مجھے آپ کے پاس بلایا گیا۔ آپ نے فرمایا:-

اے سلمان! یہ لو اور جو رقم تم پر ہے، اس کے عوض

خُذْ هَذِهِ فَأَذْهَابًا مِّمَّا عَلَيْكَ يَا

مِسْلَمَانُ۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ! جو رقم مجھ پر واجب ہے، اس کے لحاظ سے یہ کس شمار میں ہوگا؟ رقم

تو بہت زیادہ ہے اور اسے تو اس سے کچھ نسبت ہی نہیں۔ فرمایا:-

یہ لے لو، اللہ اسی کے ذریعے سے تمہاری طرف ادا کرے گا۔

خُذْهَا فَإِنَّ اللَّهَ سَيُؤَدِّي بِهَا عَنْكَ

میں نے اسے لے کر تول دیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمانؓ کی جان ہے۔ وہ پورا چالیس

اوقیہ تھا۔ پس میں نے ان کا حق پورا پورا ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

جنگ خندق میں حاضر ہوا۔ اس کے بعد آپ کی ہمراہی میں کوئی جنگ مجھ سے نہ چھوٹی۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے، انھوں نے عبد القیس کے ایک شخص سے اور

اس نے سلمان سے روایت کی کہ جب میں نے کہا: یا رسول اللہ! جو رقم واجب الادا ہے اس کے لحاظ سے

یہ کس شمار میں ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے لیا اور اپنی زبان پر اسے اٹاپٹا۔ پھر فرمایا:

خُذْهَا فَأُذِيعُهَا مِنْهَا۔ یہ لو اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دو۔

میں نے اسے لے لیا اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دیا جو چالیس اوقیہ تھا۔

مجھ سے (ابن اسحاق سے) عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا۔ انھوں

نے کہا، مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا۔ جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا۔

اس نے عمر بن عبدالعزیز بن مروان سے روایت کی۔ انھوں نے کہا: مجھے سلمانؓ فارسی سے روایت پہنچی۔

کہ انھوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حالات سنائے تو یہ کہا کہ عمر یہ والے شخص نے

ان سے کہا: تم سرزمین شام کے فلاں مقام پر جاؤ۔ وہاں دو جھاڑیوں کے درمیان ایک شخص ہے۔ ہر

سال اس جھاڑی سے نکلتا ہے اور گزرتا ہوا اس جھاڑی کی طرف چلا جاتا ہے۔ بیماریوں والے اس

کے راستے میں آجاتے ہیں۔ اور وہ جس کے لیے دعا کرتا ہے۔ شفا پاتا ہے۔ جس دین کی تمہیں تلاش ہے

اس سے پوچھو، وہ تمہیں اس کے متعلق اطلاع دے گا۔ سلمانؓ نے کہا: پس میں نکلا۔ یہاں تک کہ میں



اس جگہ آیا۔ جس جگہ کا مجھے پتا دیا گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر وہاں جمع ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ اس رات ایک جھاڑی سے نکل کر گزرتے ہوئے دوسری جھاڑی کی طرف چلا۔ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس پر چھا گئے، وہ جس کے لیے دعا کرتا، شفا پاتا۔ لوگوں نے اس کے پاس پہنچنے میں مجھ سے سبقت کی اور میں اس تک نہ پہنچ سکا۔ حتیٰ کہ وہ اس جھاڑی میں چلا گیا۔ جس میں وہ جانا چاہتا تھا۔ صرف اس کا مونڈھا باہر تھا۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ اس نے کہا۔ یہ کون ہے اور میری جانب متوجہ ہوا۔ میں نے کہا: اللہ آپ پر رحمت کرے! مجھے طریقہ صلیبیہ، دین ابراہیمی سے آگاہ کیجیے۔ اس نے کہا: تم ایسی بات پوچھتے ہو جسے آج کوئی نہیں پوچھتا۔ حرم والوں میں سے ایک نبی اس دین پر مبعوث ہوگا جس کا زمانہ تم سے قریب ہو گیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ وہ تمہیں اس پر چلائے گا۔ پھر وہ شخص اندر چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر سلمان سے فرمایا:-

لَئِنْ كُنْتُ صَدَقْتَنِي يَا	اے سلمان! اگر تم نے مجھ سے سچ کہا
سَلْمَانُ لَقَدْ لَقِيتَ عِيسَى	ہے تو تم نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات
ابن قریحہ۔	کی۔



## راہِ حق تلاش کرنے والے چار اصحاب

**بت پرستی سے بیزاری** | ابن اسحاق نے کہا، ایک روز قریش اپنی ایک عید میں ایک بُت کے پاس جمع ہوئے، جس کی وہ تعظیم کرتے، اس کے لیے قربانیاں دیتے، اس کے لیے قربانیاں دیتے، اس کے پاس معتکف رہتے اور اس کے گرد گھومتے تھے ان کی یہ عید ہر سال ایک روز ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں میں سے چار شخصوں نے تنہائی میں گفتگو کی اور ایک نے دوسرے سے کہا، سچائی کا حمد کرو اور اپنے آپس کے معاملوں کو دوسروں سے چھپاؤ۔ سب نے کہا، اچھا، یہ لوگ ورقہ بن نوفل (بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی اور عبید اللہ بن جحش بن رباب بن یعرب بن صبرہ بن کبیر بن غنم بن ودوان بن اسد بن خزیمہ) جس کی ماں امیہ بنت عبد المطلب تھی اور عثمان بن الحویرث (بن اسد بن عبد العزی بن قصی) اور زید بن عمرو بن نفیل بن العزی بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن زراح بن عدی بن کعب بن لؤی) تھے انھوں نے ایک دوسرے سے کہا: علم حاصل کرو، اللہ کی قسم، تمہاری قوم کسی ٹھیک راستے پر نہیں۔ وہ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو بھول چکے ہیں۔ پتھر کیا چیز ہے، جس پر نجاست ڈالی جاتی ہے؟ نہ وہ سنتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ نقصان دیتا ہے، نہ نفع پہنچاتا ہے۔ لوگو! اپنے لیے کوئی دین ڈھونڈو، کیونکہ اللہ کی قسم تم کسی صحیح طریقے پر نہیں۔ ملکوں میں طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم کی تلاش میں پھیل جاؤ۔

**ورقہ بن نوفل اور عبید اللہ بن جحش** | ورقہ بن نوفل نے تو نصرانیت میں استحکام اختیار کیا اور علماء سے علوم کتبہ حاصل کرنے میں مصروف ہو گیا

یہاں تک کہ اہل کتاب کے علوم کا بڑا حصہ حاصل کر لیا۔ عبید اللہ بن جحش شک کی اسی حالت پر، جس پر وہ تھا، قائم رہا، یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا، اور مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ایسی حالت میں ہجرت کی کہ اس کے ساتھ اس کی مسلمہ بیوی ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ بھی تھیں جب وہ وہاں پہنچا تو نصرانیت اختیار کر کے اسلام سے الگ ہو گیا اور وہیں نصرانیت کی حالت میں مر گیا۔



ابن اسحق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا: عبید اللہ بن حبش نصرانی بویا تو حسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب کے پاس سے گزرتا، جو سرزمین حبش میں تھے، تو وہ اس سے کہتے فَفَحْنًا وَصَا صَاتِحًا (ہم نے تو آنکھیں کھول دیں اور تم ابھی چندھیائے ہوئے ہو، یعنی ہم نے تو بینائی حاصل کر لی اور تم بینائی کو ٹٹول رہے ہو اور اب تک تم نے اسے نہیں دیکھا۔ یہ الفاظ اس لیے کہے گئے کہ کتے کا بچہ جب آنکھیں کھولنا چاہتا ہے وہ نیم باز رہتی ہیں۔ اسی حرکت کو صا و صا کہتے ہیں اور فتح کے معنی کھول دینے کے ہیں۔

اس کے بعد اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان ابن حرب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقد میں

### ام حبیبہ سے رسول اللہ کا نکاح

لے لیا۔ ابن اسحق نے کہا: مجھ سے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ ضمیر کی کو روانہ فرمایا تو نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام انھیں دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا عقد کر دیا۔ آپ کی جانب سے نجاشی نے انھیں چار سو دینار مہر کے دیے۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبد الملک بن مردان کا عورتوں کے مہر کی حد بندی کے لیے چار سو دینار مقرر کرنے کا سبب یہی تھا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ کے سلسلے میں وکیل بنایا، وہ خالد بن سعید بن العاص تھے۔

ابن اسحق نے کہا، عثمان بن الحویرث شاہ روم کے پاک چلا گیا اور نصرانیت اختیار کر لی۔ وہاں اس کی بڑی، قدر و منزلت ہوئی۔

### عثمان بن الحویرث اور زید بن عمرو

زید بن عمرو بن نفیل نے توقع کیا۔ نہ یہودیت اختیار کی، نہ نصرانیت۔ انھوں نے اپنی قوم کا دین چھوڑ دیا۔ بتوں، مردار، خون اور ان ذبیحہ جانوروں سے علمدگی اختیار کر لی، جو بتوں کے پاس ذبح کیے جاتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے وہ روکتے اور کہتے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ قوم نے کھلم کھلا ان کی مخالفت اس وجہ سے کی کہ وہ ان حالات کی عیب جوئی کرتے تھے، جن پر ان کی قوم تھی۔

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے ہشام بن عمرو نے، انھوں نے اپنے والد اور انھوں نے اپنی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بہت بڑھا پے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اپنی پیٹھ کو کعبے کا سہارا دیتے ہوئے کہتے تھے: اے گروہ قریش! اس جداول



ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں زید بن عمرو کی جان ہے، آج میرے سوا تم میں کا کوئی شخص دین ابراہیم پر نہیں رہا۔ پھر وہ کہتے: یا اللہ! اگر میں جانتا کہ کونسا طریقہ تجھے زیادہ پسندیدہ ہے تو اسی کے مطابق ہی تیری پرستش کرتا، لیکن مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر اپنی ہتیلیوں پر سجدہ کرتے۔

**سعید بن زید** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کا بیٹا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور عمر بن الخطاب، جو ان کے بھائی تھے، دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: زید بن عمرو کے لیے دعائے مغفرت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: نَعُوْذُ بِكَ يُبْعَثُ أُمَّتٌ وَاحِدَةٌ هُنَّ (اس کے لیے دعا کی جائے گی) کیونکہ وہ واحد اُمرت کی شکل میں زندہ کیا جائے گا یعنی وہ اپنے عقائد کا ایک ہی فرد ہوگا۔

**اشعار زید بن عمرو** | زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے اور اس دین کے ترک کرنے سے جو تکلیفیں ان کے ہاتھوں اٹھائیں، اس کے متعلق کہتا ہے:

أَدْبَا وَاحِدًا أَمْ أَلْفَ رَبِّ      أَدِينُ إِذَا تَقَسَّمَتِ الْأُمُورُ

کیا میں ایک پروردگار کی عبادت کروں، یا ایک ہزار کی، جیسا کہ انھیں

بانٹ رکھا ہے۔

عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ جَمِيعًا      كَذَلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُورُ

میں نے لات اور عزیٰ سب کو چھوڑ دیا۔ قوت والا اور مستقل مزاج شخص

ایسا ہی کرتا ہے۔

فَلَا عُزَّىٰ أَدِينُ وَلَا ابْنَتَيْهَا      وَلَا صَنَىٰ بَنِي عَمْرِو وَآزْدُ

پس میں نہ عزیٰ کی پر جا کرتا ہوں، نہ اس کی دونوں بیٹیوں کی اور نہ بنی

عمرو کے دونوں بیٹوں کی زیارت کرتا ہوں۔

وَلَا غَنَمًا أَدِينُ وَكَأَنَّ رَبًّا      لَنَا فِي الدَّهْرِ إِذْ حَلَمِي بَسِيرُ

اور نہ غنم (نامی بت) کی پر جا کرتا ہوں جو اس زمانے میں ہمارا پروردگار رہ چکا تھا

تھا، جب میری عقل کم تھی۔

عَجِبْتُ وَفِي اللَّيْلِ مُعْجَبَاتٌ      وَفِي الْيَوْمِ يَعْرِفُهَا الْبَصِيرُ

مجھے تعجب ہوا اور دیکھو تو دن رات میں بہت سی حیرت انگیز چیزیں ہیں جنہیں

آنکھوں والا ہی پہچانتا ہے۔



بَآئَ اللّٰهُ قَدْ أَفْنَىٰ رِجَالًا ۚ كَثِيرًا كَانَ شَأْنُهُمُ الْفُجُورُ

اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے لوگوں کو فنا کر ڈالا جن کی حالت سرتاپا

نافرمانی تھی۔

وَأَبْقَىٰ آخِرِينَ بِرِ قَتُومٍ ۚ فَيَرْبِلُ مِنْهُمْ الطِّفْلُ الصَّغِيرُ

اور دوسرے بہتوں کو بعضوں کی نیکی کے سبب سے باقی رکھا کہ ان میں کے

چھوٹے چھوٹے بچے نشرو ناپاتے اور تعداد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وَبَيْنَا الْمَرْءُ يَغْتَرُ ثَابَ يَوْمًا ۚ كَمَا يَتَوَوَّحُ الْعُصْنُ الْمُطِيرُ

اور ایسے حال میں کہ آدمی سست و کاہل ہوتا ہے کسی دن اس کی حالت ایسی

درست ہر جاتی ہے جیسے بارش سے سرسبز و شاداب ٹہنی۔

وَلَكِنْ اَعْبُدُ الرَّحْمٰنَ رَبِّيْ ۚ لِيَغْفِرَ ذَنْبِيْ الرَّبُّ الْعَفُوْرُ

میں تو اپنے پروردگار رحمن کی عبادت کرتا ہوں تاکہ بخش دینے والا پروردگار

میرے گناہ بخش دے۔

فَتَقَوَّمِي اللّٰهُ رَبُّكُمْ اَحْفَظُوْهَا ۚ مَتٰى مَا تَحْفَظُوْهَا لَا تَبُوْرُ

پس اے لوگو! تم اپنے پروردگار کے تقوے کی حفاظت کرو جب تم اس کی

حفاظت کرو گے تو وہ رائیگاں نہ جائے گا۔

تَرٰى الْاَبْرَارَ دَارَهُمْ جَنّٰنٍ ۚ وَلِلْكَافِرِ حَآمِيَةٌ سَّعِيْرٌ

تو دیکھ لے گا کہ نیکوں کا گھر جنت ہے اور کافروں کے لیے گرم بھڑکتی

ہوئی آگ۔

وَخِذْنِيْ فِي الْحَيٰۤآةِ وَاِنْ يَّمُوتُوْا ۚ يَلٰٓءَ قَوْمًا لَّا تَصْنِيْقُ بِهٖ الصُّدُوْرُ

زندگی میں رسوائی اور اگر وہ مر گئے تو ایسی حالت سے دوچار ہوں گے،

جس سے دل تنگ ہو جائیں گے

**مزید اشعار** | زید بن عمرو بن نفیل نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

اِلٰى اللّٰهِ اِهْدِنِيْ مِذْحَاقِيْ وَشَنَائِيْ ۚ وَقَوْلًا رَّضِيًّا لَا يَنْبِي الدَّهْرُ بَايَاتِيْ

اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنی مدح و ثنا اور ایک ایسی محکم بات کا ہدیہ پیش کرتا

ہوں جو باقی زمانہ یعنی ابد تک کمزور نہ ہو۔

جد اول



إِلَى الْمَلِكِ الْأَعْلَى الَّذِي لَيْسَ قُوَّتُهُ إِلَهُ وَلَا رَبُّ يَكُونُ مَدَانِيًّا

اس شہنشاہ اعظم کی جناب میں جس کے اوپر کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی ایسا رب

ہے جو اس کے قرب و قریب یعنی اس کی سی صفتیں رکھنے والا ہے۔

إِلَّا إِلَهُهَا إِلَّا نَسَانُ إِيَّاكَ وَالرَّدَى فَإِنَّكَ لَا تَخْفَى مِنْ اللَّهِ خَائِفًا

خبردار! اے انسان اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا، کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے

کوئی بھی بھیید چھپا نہیں سکتا۔

وَأَيَّاكَ لَا تَجْعَلُ مَعَ اللَّهِ غَيْرُكَ فَإِنَّ سَبِيلَ الرُّشْدِ أَصْبَحَ بَادِيًا

اے انسان، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کرنے سے اپنے کو

بچا کہ سیدھی راہ تو نمایاں مہر چلی ہے۔

حَنَانِيكَ إِنَّ الْجَنَّةَ كَانَتْ رَجَاءَهُمْ وَأَنْتَ إِلَهِي رَبُّنَا وَرَجَائِي

اے میرے معبود! میں تیرے الطاف و کرم کا طالب ہوں دوسرے لوگوں

کے لیے تو جن امید ورجا کے مرجع بنے ہوئے ہیں اور ہم سب کا پالنے والا اور

میری امید ورجا کا مرجع تو تُو ہی ہے۔

رَضِيتُ بِكَ اللَّهُمَّ رَبًّا فَلَنْ أَرَى أَدِينُ إِلَهًا غَيْرَكَ اللَّهُ تَّانِيًا

یا اللہ! میں تیری ربوبیت سے راضی ہوں۔ تیرے سوا کسی دوسرے معبود کو

پرستش کے لائق کبھی نہ سمجھوں گا۔

وَأَنْتَ الَّذِي مِنْ فَضْلِكَ مَنِّي وَرَحْمَةٍ بَعَثْتَ إِلَى مُوسَى رَسُولًا مُنَادِيًا

تُو ہی وہ ذات ہے جس نے بے انتہا احسان و مہربانی سے موسیٰ (علیہ السلام) کی

جانب (رشد و ہدایت کی، منادی کرنے والے پیامبر فرشتے) کو بھیجا۔

فَعَلَّتْ لَهُ يَأْذُ هَبْ وَهَرْدَنَ قَادَعُوا إِلَى اللَّهِ فِرْعَوْنُ الَّذِي كَانَتْ طَائِفًا

اور تُو نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ! تم ہارون کو ساتھ لے کر جاؤ اور اُس فرعون کو

جو سرکش ہے اللہ کی طرف بلاؤ۔

وَقَوْلًا لَهُ أَنْتَ سَوَّيْتَ هَذَا بِلَا وَتِدٍ حَتَّى أَطْمَأَنَّتُ كَمَا هِيَ

اور تم دونوں اس سے دریافت کرو کہ کیا تُو نے اس زمین کو بغیر کسی میخ کے قائم

رکھا کہ وہ اس حالت پر برقرار ہوگئی جیسی کہ وہ (اب تمہیں نظر آرہی) ہے؟



وَقَوْلًا لَهُ اَنْتَ دَقَّعْتَ هٰذَا بِلَا عَمَدٍ اَرْفِقُ اِذَا بَلَكَ بَانِيَا

اور تم دونوں اس سے پوچھو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کو بے کھمبوں کے اونچا کر دیا ہے؟ تو تو بڑا نازک کا ریگر ہے۔

وَقَوْلًا لَهُ اَنْتَ سَوَّيْتَ وَسطَهَا مُنِيرًا اِذَا اَمَاجِنُهُ الْبَيْلَ هَادِيَا

اور اس سے سوال کرو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کے درمیان روشن (چاند) بنایا

ہے کہ جب اس پر رات چھا جاتی ہے تو وہ رہنمائی کرتا ہے؟

وَقَوْلًا لَهُ مَنْ يُرْسِلُ الشَّمْسَ عُدُوًّا فَيُضِيْعُ مَا مَسَّتْ مِنَ الْاَرْضِ ضَاجِيَا

اور اس سے کہو کہ صبح سویرے اس آفتاب کو کون بھیجتا ہے جس سے زمین کے

جس حصے تک روشنی پہنچتی ہے، وہ روشن ہو جاتا ہے؟

وَقَوْلًا لَهُ مَنْ يُنْبِتُ الْحَبَّ فِي التُّرَى فَيُضْبِحُ مِنْهُ الْبَقْلُ يَهْتَزُّ سَاجِيَا

اور اس سے کہو، دانہ گیل مٹی میں کون اگاتا ہے، کہ اس سے ساگ پات لہکتا

ہوا ابھر آتا۔

وَيَخْرُجُ مِنْهُ حَبُّهُ فِي رَعْوٍ سَهٍ وَفِي ذٰلِكَ اٰيَاتٌ لِّمَنْ كَانَ ذٰعِيَا

اور ان ترکاریوں میں سے سروں پر بیج نکل آتے ہیں غور کرنے والے

کے لیے ان چیزوں میں نشانیاں ہیں۔

وَ اَنْتَ بِفَضْلِ قِنَتِكَ نَجَّيْتَ يُوْسٰى وَ قَدْ بَاتَ فِيْ اَضْعَافٍ حُوْتٍ لِّيَاسِيَا

اور تو نے اپنی مہربانی سے یونس کو بچا لیا، حالانکہ انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں

بہت سے پردوں کے اندر کئی راتیں بسر کیں۔

وَ اِنِّيْ لَوَسَّيْتُ بِاسْمِكَ رَبَّنَا لَا كُثْرًا اِلَّا مَا عَفَرْتَ خَطَايَا

اے ہمارے پروردگار! اگرچہ میں نے تیرے نام کی تسبیح کی پھر بھی بہت ہی

خطا کارہوں، مگر یہ کہ تو بخش دے۔

فَدَرَبَ الْعِبَادِ اَلْقَى سَيِّبًا وَ رَحْمَةً عَلٰى وَ بَارَكَ فِيْ بَنِيْ وَ مَالِيَا

اے بندوں کے پالنے والے! مجھ پر رحمت کا مینہ برسا اور میری اولاد اور

میرے مال میں برکت دے۔



زید بن عمرو کی مصیبتیں

الحضرمی کا نسب | زید بن عمرو کی بیوی صفیہ بنت الحضرمی تھی۔ الحضرمی کا نام عبد اللہ بن عبد بن اکبر تھا، جو بنی صدف کا ایک شخص تھا۔ الصدف کا نام عمرو بن مالک تھا، جو بنی السکون بن انشراس بن کندی کا ایک شخص تھا۔ کہا جاتا ہے کہ کِنْدَہ بن ثور بن مرثع بن عقیق بن الحارث بن المرّة بن ادد بن زید بن مسع بن عمرو بن عریب بن زید بن کلمان بن سبا کا بیٹا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مرثع بن مالک بن زید بن کلمان بن سبا۔

ابن اسحاق نے کہا: زید بن عمر نے مکہ سے نکل جانے کا ارادہ اس لیے کیا تھا کہ طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں مسافروں کی طرح گھومتا رہے۔ بصفیہ بنت الحضر میہ کی یہ حالت تھی کہ جب اسے دیکھتی وہ سفر کرنے کا ارادہ کر چکا ہے اور نکلنے کے لیے تیار ہے تو الخطاب بن نفیل کو اس کی اطلاع دیتی۔ الخطاب بن نفیل اس کا چچا تھا اور مادری بھائی بھی۔ اپنی قوم کا دین چھوڑنے پر وہ ہمیشہ تیار کرتا۔ الخطاب نے صفیہ کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جب تو اسے اس کام کا ارادہ کرتے دیکھے تو مجھے اس کی اطلاع کر دیا کر۔

اشعار زبید | اس وقت زبید بن عمرو نے اپنی بیوی پر خفا ہو کر یہ اشعار کہے:

لَا تَخْسِئْنِي فِي الْمَوْتِ — نِ صَفِي مَا دَابِي وَدَابِي  
اے صغیر! مجھے ذات میں نہ روک رکھ، میری حالت کو اس کی حالت سے

کیا نسبت ہے۔

یہ ثابت ہے۔  
 اِنِّیْ اِذَا خِفْتُ الْهُوَا - نَ مُشِیْعٌ ذُلُّ رِکَابُهُ  
 مجھے کسی ذلت کا خوف ہو تو میں (اس کا) پیچھا کرنے والا ہوں اور اس کے

لیے سواریاں (مجھے) آسانی سے مل جانے والی موجود ہیں۔

دُعُومُوصُ أَبْوَابِ الْمَلُوكِ — لِی وَجَائِبُ لِلْخَرْقِ نَابُهُ

جہدِ اول



میں بادشاہوں کے دروازوں پر جانے والا ہوں اور وسیع میدانوں کی مسافت

طے کرنے والی اونٹنیاں موجود ہیں۔

قَطَّاعُ اسْبَابٍ سَذِلُّ بِغَيْرِ اقْتِرَانٍ صِعَابُهُ

میں راستوں کا ایسا قلع کرنے والا ہوں کہ دشوار گزار راہیں بھی بغیر کسی ساتھی

کے (میرے لیے) آسان ہو جاتی ہیں۔

وَإِنَّمَا أَخَذَ اللَّهُ الْهَوَا — نَالْعِيزَ إِذْ يُوهِي إِهَابُهُ

ذلت تو صرف گدھے کو اپنی گرفت میں رکھ سکتی ہے، جب اس کی جلد

بدن کمزور کر دیتی ہے۔

وَيَقُولُ إِيَّيْ لَا — لَ بِصَلِّ حَنْبِيهِ صَلَاتُهُ

اور وہ کہتا ہے کہ میں سخت انداد کے خم ٹھونکنے پر بھی اطاعت

قبول نہیں کرتا۔

وَأَخِي ابْنُ أُمِّي ثُمَّ عَمِّي — لَا يُوَاتِينِي خِطَابُهُ

اس کی بات مجھ سے موافقت نہیں کرتی، حالانکہ وہ میری ماں کا بیٹا

ہے اور میرا چچا بھی۔

وَإِذَا يُعَايِتُبُنِي يَسُوءُ — عِ قُلْتُ أَعْيَانِي جَوَابُهُ

اور جب وہ بُری طرح مجھ پر غصے مہرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کے جواب نے

مجھے عاجز کر دیا ہے، یعنی میں اس کا جواب نہیں دیتا۔

وَلَوْ أَشَاءُ لَقُلْتُ مَا — عِنْدِي مَفَاتِحُهُ وَبَابُهُ

اور اگر میں چاہوں تو ایسی ایسی باتیں کہوں، جن کی کنجیاں اور دروازے میرے

پاس ہیں، یعنی ان باتوں تک کسی کی بھی رسائی نہیں۔

کعبے کا احترام | ابن اسحاق نے کہا، زید بن عمرو بن نفیل کے بعض گھروالوں سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ مسجد کے اندر کعبے کے سامنے جاتا تو کہتا:

لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبْتُ أَوْ قَاعُذْتُ بِمَا عَاذِ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مُسْتَقْبِلَ الْكَفَّةِ

وَهُوَ قَائِمٌ — عِزْدَانِ كَسَارِ سَ حَاضِرِي، غَلَامَةُ ذَاتِ سَ حَاضِرِي، وَاقِعِي تِيرِ سَ سَ دَرْبَارِ كِ حَاضِرِي

ہے ہیں اس ذات کی پناہ کا طالب ہوں، جس کی پناہ کعبے کی طرت منہ کر کے ابراہیم نے طلب کی تھی،

جلد اول



اور وہ کمرے ہو کر کمرہ رہا تھا،

أَنْفَى لَكَ اللَّهُمَّ عَيْنِ رَاغِمٍ مَهْمًا تُجَشِّمَنِي قِيَا فِي جَاشِمٍ

یا اللہ! میری ناک تیرے لیے ذلت سے مٹی کو رگڑ رہی ہے، میں تیرے  
سامنے سر بسجود ہوں، جو جو تکلیفیں تو مجھ پر ڈالے، میں انہیں برداشت کرنے کے  
لیے آمادہ ہوں۔

نیکی کی طلب:

أَلَيْزَ أَنْفَى لَا الْخَالَ لَيْسَ مُهَجَّرٌ كَمَنْ قَالَ

میں نیکی کا طلب گار ہوں، تکبر کا نہیں۔ وطن کا چھوڑنے والا اور پھر  
آرام سے سونے والا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا، بعض نے ان الفاظ میں روایت کی ہے:

أَلَيْزَ أَنْفَى لَا الْخَالَ لَيْسَ مُهَجَّرٌ كَمَنْ قَالَ

میں نیکی کو باقی رکھنے والا ہوں، تکبر کو نہیں۔ .... الخ

ابن اسحق نے کہا، زید بن عمر بن نفیل نے یہ بھی کہا ہے:

وَأَسْلَمْتُ وَجْهِي لِمَنْ أَسْلَمْتُ لَهُ الْأَرْضُ تَحْمِلُ صَخْرًا ثَقِيلًا

میں نے اپنی گردن اس ذات کے آگے جھکا دی، جس کے آگے مجھاری چٹاڑ

کو اٹھانے والی زمین نے سرخم کیا۔

دَحَاهَا فَلَمَّا رَأَاهَا أَسْتَوَتْ عَلَى الْمَاءِ أَدْنَى عَلَيْهَا الْجِبَالُ

اس نے اس زمین کو بچھا دیا اور جب دیکھا کہ وہ پانی پر ٹھیک طرح استوار ہو گئی

تو اس نے اس پر پہاڑوں کے ٹکڑے ڈال دیے۔

وَأَسْلَمْتُ وَجْهِي لِمَنْ أَسْلَمْتُ لَهُ الْمُزْنُ تَحْمِلُ عَذَابًا ذُكَا لَا

میں نے اس ذات کے آگے سر جھکا دیا، جس کے آگے صاف میٹھا پانی اٹھانے

والے بادلوں نے گردنیں جھکا دیں۔

إِذَا هِيَ سَيِّقَتْ إِلَى بَلَدَةٍ أَلَاعَتْ فَصَبَّتْ عَلَيْهَا سِجَا لَا

جب وہ (بادل) کسی سرزمین کی طرف ہانکے گئے تو انہوں نے اطاعت کی اور

اس پر ڈول اُنڈیل دیے۔



**زید پر خطاب کے ظلم** | الخطاب نے زید کو بہت تکلیف دی، یہاں تک کہ مکہ کی سطح مرتفع کی جانب شہر بدر کر دیا۔ وہ مکہ کے مقابل حرا میں اتر پڑے خطاب

نے ان کے پیچھے قریش کے نوجوانوں اور جاہلوں کو لگا دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اسے مکہ میں داخل نہ ہونے دو۔ پس وہ مکہ میں چوری چھپے کے سوا داخل نہ ہوتے۔ جب نوجوانوں اور جاہلوں میں سے کسی کو خبر ہوتی تو وہ الخطاب کو خبر کر دیتے اور وہ سب مل کر زید کو وہاں سے نکال دیتے انہیں تکلیفیں پہنچاتے کہ کہیں وہ ان کا دین نہ بگاڑ دیں اور ان میں سے کوئی الگ ہو کر کہیں ان کا پیرو نہ ہو جائے۔ کعبہ اللہ کی عظمت و حرمت بیان کرتے ہوئے اپنی قوم کے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے اس کی حرمت کا پاس نہیں کیا تھا، انہوں نے کہا:

لَا هُمْ إِلَيَّ مُحَرَّمٌ لِاحِلَّةٍ      وَإِنَّ بَيْتِي أَوْسَطُ النَّجِلَةِ  
عِنْدَ الصَّافِ لَا يَسْ يَذِي مَضَلَّةٍ

یا اللہ میں حرم کو حرم سمجھنے والا ہوں، اس کی حرمت توڑنے والا نہیں میرا گھر  
محلے کے درمیان صفا کے پاس ہے، گمراہ کن مقام نہیں۔

**تلاش حق میں تک و دو** | پھر وہ دین ابراہیم علیہ السلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، رہبان اجار، علماء اور نصاریٰ کے مشائخ سے پوچھتے ہوئے موصل اور

الجزیرہ تک پہنچ گئے۔ شام کے تمام مقاموں میں دوڑ دھوپ کی، یہاں تک کہ سرزمین بلقاء کے مقام منیفہ میں ایک راہب کے پاس پہنچے، جس کے پاس ان کے بیان کے لحاظ سے نصرا نیوں کا انتہائی علم تھا۔ اس سے انہوں نے ابراہیمی دین کے طریقہ حنفیہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا، تم ایسے دین کی تلاش میں ہو، جس پر چلانے والا آج کل تم کو کوئی نہیں ملے گا، لیکن ایک بنی کا زمانہ قریب آ چکا ہے جس کا ظہور تمہارے انہیں شہروں میں ہوگا، جن سے تم نکل آئے ہو وہ دین ابراہیم حنفیہ پر مبعوث ہوگا۔ پس تم انہیں شہروں میں جا بسو کیونکہ وہ اب مبعوث ہونے کو ہے، یہی اس کا زمانہ ہے۔

**مظلومی کی موت** | وہ یہودیت اور نصرا نیست کا اندازہ تو کر ہی چکے تھے اور ان میں سے کوئی بھی انہیں پسند نہ آیا تھا، اس لیے وہاں سے فوراً بہ عزم مکہ نکلے اور جب وہ بنی لخم کی بستیوں میں پہنچے تو ان لوگوں نے حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا۔

**ورقہ کے ماتمی اشعار** | ورقہ بن نوفل بن اسد نے ان کا مرثیہ کہا:



رَشِدْتُ وَالْعَمَّتْ ابْنُ عَمْرٍو وَانَّمَا تَجَنَّبْتَ تَنَوَّرَ امِنْ النَّارِ حَاهِيَا

اے ابن عمرو! تُو نے سیدھی راہ اختیار کی اور یہ راہ تُو نے بڑی سوچ بچار کے

بعد اختیار کی اور تُو بھڑکتی ہوئی آگ کے تنور سے بچ گیا۔

بِإِيْنِكَ دَبَّالَيْسَ رَبُّ كَمِثْلِهِ وَتَوَكَّلْ أَوْثَانَ الطَّوَاغِي كَبَاهِيَا

اپنے اس پروردگار کا دین اختیار کرنے کے سبب، جس کا کوئی مثل نہیں،

اور سرکشوں کی مورتوں کو ان کی اسی ذلیل حالت پر چھوڑ دینے کے سبب سے جس حالت

میں کہ وہ تھیں، تُو نے نجات پائی۔

وَأَدْرَاكَ الدِّينَ الَّذِي قَدْ طَلَبْتَهُ وَلَكَمْ تَكُ عَنْ تَوْحِيدِ رَبِّكَ سَاهِيَا

جس کی تلاش میں تُو تھا، اس دین کو پا لینے کے سبب سے اور اس سبب سے

کہ تُو اپنے رب کی توحید کو بھولنے والا نہ تھا۔

فَأَضْبَحْتَ فِي دَارِ كَرِيمٍ مُّقَامَهَا تُعَلِّلُ فِيهَا بِالْكَرَامَةِ الْإِهْيَا

پس تُو ایسے گھر میں جا پہنچا، جہاں کارِ بنا عزت ہے۔ جہاں اعزاز کے ساتھ

تمام چیزوں سے بے فکر ہو کر (اپنی کوششوں کا) پھل پاتا رہے گا۔

ثَلَاثِي خَلِيلَ اللَّهِ فِيهَا وَلَمْ تَكُنْ مِنَ النَّاسِ جَبَّارًا إِلَى النَّارِ هَادِيَا

تُو وہاں خلیل اللہ سے ملاقات کرے گا۔ تُو سرکش لوگوں اور آگ میں گرنے

والوں میں سے نہ تھا۔

وَقَدْ تُذْرِكُ الْإِنْسَانَ رَحْمَةً رَبِّهِ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ الْأَرْضِ سَبْعِينَ وَادِيَا

اگرچہ انسان ستر وادیوں کی گہرائی میں زمین کے نیچے ہو، پھر بھی پروردگار کی

رحمت اس تک پہنچ جاتی ہے۔



## انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف

**اہل انجیل کا عہد** | ابن اسحاق نے کہا: مجھے جو خبریں معلوم ہوئی ہیں، ان میں سے یہ خبر بھی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام نے انجیل میں اہل انجیل کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ یہ صفت بیان فرمائی ہے جسے عیسیٰ نے انجیل لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کا اہل انجیل سے یہ عہد لکھا ہے، فرمایا: جس نے مجھ سے دشمنی کی، اس نے پروردگار سے دشمنی کی اور اگر میں ان کے سامنے ایسے کام نہ کرتا، جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کیے تو ان کی کچھ خطا ہوتی، لیکن وہ آج سے اترنے لگے ہیں اور انھوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ مجھ پر اور پروردگار پر بھی غلبہ حاصل کر لیں گے۔ مگر جو بات ناموس میں ہے، اس کا پورا ہونا ضروری ہے۔ انھوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا پس کاش! منمنا آگئے ہوتے، جنہیں اللہ تعالیٰ طرف پاک روح کے ساتھ بھیجے گا۔ یہ وہ ہوگا، جو رب کے پاس سے نکلا اور میرا گواہ ہے اور تم بھی میرے گواہ ہو، کیونکہ تم قدیم سے میرے ساتھ رہے ہو۔ میں نے تم سے یہ بات کہہ دی ہے تاکہ تم شک میں نہ رہو تمہیں عدم تبلیغ کی شکایت نہ رہے۔

اور منمنا سریانی زبان میں محمد کا ہم معنی ہے اور رومی زبان میں برقلیطس (فارقلیطہ) کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

**رسول اللہ کی بعثت** | ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے کہا: ہم سے زیاد بن عبد اللہ بکائی نے محمد بن اسحق مطلبی سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا: جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عام رحمت اور تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر نبی سے، جسے آپ سے پہلے مبعوث فرمایا، آپ پر ایمان لانے، آپ کی تصدیق کرنے اور مخالفوں کے مقابل

۱۵ ان سے مراد یوحنا ہیں اور یوحنا حواری کی انجیل موجودہ ترتیب کے لحاظ سے چوتھی انجیل ہے۔



آپ کی امداد کرنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ یہ وعدہ بھی لیا تھا کہ جو لوگ اُن پر ایمان لائیں اور ان کی تصدیق کریں، ان تک بھی یہ بات پہنچا دیں۔ چنانچہ آپ کے متعلق اس بارے میں ان پر جو حق تھا، انھوں نے پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ  
لَمَّا أْتَيْتُكُمْ مِنْ حَبِّ وَ  
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ  
لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَ  
لَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَ  
أَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذُلِكُمْ إِصْرِي وَرَأَى  
ثَقُلَ مَا حَمَلْتُمْ مِنْ عَهْدِي، قَالُوا  
أَقْرَرْنَا وَقَالَ فَاشْهَدُوا وَآتَا  
مَعَكُمْ مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝

(۳ : ۸۱)

غرض اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ کی تصدیق اور آپ کے مخالفوں کے مقابلے میں امداد کا عہد لیا اور انھوں نے اس عہد کو ان لوگوں تک پہنچا دیا، جو ان دونوں کتاب والوں (اہل انجیل اور اہل تورات) میں سے ان انبیاء پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی تھی۔

۱۔ اس کے دو معنی کیے گئے ہیں، ایک وہ جو پیش کر دیے گئے۔ دوسرے یہ کہ جب بنی اسرائیل سے خرد نبیوں کے عہد لیا تھا۔



## نبوت کا آغاز

### سچے خواب

ابن اسحاق نے کہا، زہری نے عروہ بن زبیر کی روایت کا ذکر کیا ہے، جو انھیں عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہنچی ہے، ام المؤمنینؓ نے ان سے بیان کیا: پہلی چیز جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (رسالت کی) ابتدا ہوئی، وہ سچے خواب تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی کرامت اور آپ کے ذریعے سے بندوں پر رحمت نازل کرنی چاہی تو آپ نیند میں جو خواب دیکھتے، وہ صبح صادق کی طرح ظاہر ہوتے۔ ام المؤمنین نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارا آپ کے لیے محبوب بنادی تھی اور کوئی چیز آپ کو تنہائی میں رہنے سے زیادہ پسندیدہ نہ رہی تھی۔

### شجر و حجر کا سلام

ابن اسحاق نے کہا، عبد الملک بن عبد اللہ ابن ابی سفیان ابن العلاء بن جاریہ الثقفی نے جو خوب یاد رکھنے والے تھے، بعض اہل علم سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لیے نکلتے تو بہت باہر چلے جاتے، یہاں تک کہ بستی سے دور ہو جاتے اور مکہ کی گھاٹیوں اور وادیوں کے اندر پہنچ جاتے۔ جس پتھر اور درخت کے پاس سے آپ گزرتے، وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہا کرتا۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے داہنے بائیں اور پیچھے تو جہ فرماتے۔ درختوں اور پتھروں کے سوا کسی کو نہ دیکھتے (غرض اس حالت پر آپ اتنی مدت تک رہے، جس مدت تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر رمضان کے مہینے میں بمقام حرام جبریلؑ آئے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آپ کے اعزاز و اکرام کی وہ غنیمت و شان والی چیز لائے جو سب جانتے ہیں۔

### تخت و تختہ

ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے آل زبیر کے غلام وہب بن کیسان نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا، میں نے عبد اللہ بن الزبیر کو عبید بن عمر بن قتادہ اللبیشی سے کہتے سنا کہ اے عبید بنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبریلؑ علیہ السلام آیا تو نبوت کی ابتداء کا ظہور کس طرح ہوا۔ راوی نے کہا: میں موجود تھا۔ عبید نے عبد اللہ بن زبیر سے کہا: ان لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال ایک مہینہ حرام



میں جا بیٹھتے تھے اور قریش زمانہ جاہلیت میں بھی یکسو ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا، ابو طالب کہتے ہیں:

وَتَوَدُّ وَ مَنْ أَرْضَى ثَبِيرًا مَكَانَهُ وَ رَاقٍ لِيَزِقَ فِي حِرَاءٍ وَ نَازِلٍ

اور جبل ثور کی پناہ لیتا ہوں اور اس ذات کی جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ نگر انداز کر

دیا اور حرا پر چڑھنے والے اور اترنے والے کی۔

ابن ہشام نے کہا: عرب تحت و تحت و دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں اور ان دونوں لفظوں

سے ان کی مراد دین حنیفی اختیار کرنا ہوتی ہے۔ وہ فے کو ثے سے بدل دیتے ہیں جس طرح جد ف

اور جد ث دونوں لفظوں سے مراد قبر ہے۔ روثہ العجاج نے لکھا ہے لو کان احجاری

مع الاجداث۔ اگر میرے پتھر قبروں کے ساتھ ہوتے۔

اجداث سے مراد احداث ہے جس کے معنی قبریں ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا، وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ عبیدہ نے مجھ سے

**ماہ رمضان کی عبادتیں**

کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے ہر سال یکسو ہو کر عبادت

کرتے اور جو مسکین آتا، اسے کھانا کھلاتے۔ جب مہینا پورا ہو جاتا اور کوٹتے تو گھر میں داخل ہونے

سے پہلے کعبۃ اللہ کا سات باریا اللہ جس قدر چاہتا، طواف کرتے۔ اس کے بعد گھر لوٹتے، یہاں تک

کہ اس سال وہ مہینہ آیا، جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمانے کا ارادہ کیا اور وہ مہینہ رمضان

کا تھا۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لیے نکلتے تھے، حرا کی جانب نکلے آپ

کے ساتھ آپ کی اہلیہ بھی تھیں، یہاں تک کہ وہ رات آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے

سرفراز فرمایا اور اس کے فریضے سے بندوں پر رحم فرمایا۔ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لیے ہوئے

آئے۔

**جبریل علیہ السلام کی آمد** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۱۰ مکر معظّم کا وہ مشہور ٹیلہ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی مرتبہ وحی ہوئی۔ اب اسے جبل نور کہتے ہیں۔ یہ مکر معظّم سے سنی کی جانب

دراصلائی میں پر ہے۔ ماسیہ صفحہ ۱۰: ۱۰ ثبیر اور ثور مکر معظّم کے پہاڑ ہیں۔

۱۱ مطلب یہ ہے کہ قریش کے طریقے کے مطابق حضرت خدیجہ بھی عبادت کے لیے ساتھ گئیں، جس شب

کہ وحی کا آغاز ہوا، ساتھ تھیں۔



فَجَاءَنِي جِبْرِيلُ وَأَنَا نَائِمٌ يَتَمَطَّى  
 مِنْ دَيْبَاجٍ فِيهِ كِتَابٌ  
 فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: قُلْتُ  
 مَا اقْرَأُ، قَالَ: فَغَشَّيَنِي بِهِ  
 حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ أَرْسَلَنِي  
 فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: قُلْتُ مَاذَا  
 اقْرَأُ؟ قَالَ: فَغَشَّيَنِي بِهِ حَتَّى  
 ظَنَنْتُ أَنَّهُ الْمَوْتُ. ثُمَّ  
 أَرْسَلَنِي فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ:  
 فَقُلْتُ: مَاذَا اقْرَأُ مَا أَقُولُ ذَلِكَ  
 إِلَّا أَفْتَدَاءً مِنْهُ أَنْ يَعُوذَ لِي بِمَثَلِ  
 مَا صَنَعَ فَقَالَ: اقْرَأْ يَا سُوْدِي  
 رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ  
 مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ  
 الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ  
 مَا لَمْ يَكُنْ لَعَلَّمَهُ غَلَقَ شَيْءٌ آيَاتِ

(۹۶ : ۱ - ۵)

فَقَرَأْتُهَا ثُمَّ انْتَهَى فَأَنْصَرَفَ  
 عَنِّي وَهَبَبْتُ مِنْ نَوْمِي فَكَأَنَّمَا  
 كُتِبَتْ فِي قَلْبِي كِتَابًا قَالَ  
 فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي  
 وَسْطِ مِنَ الْجَبَلِ سَمِعْتُ صَوْتًا  
 مِنَ السَّمَاءِ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ  
 أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا جِبْرِيلُ  
 قَالَ فَارْقَعْتُ رَأْسِي إِلَى السَّمَاءِ

میرے پاس جبریل اس وقت آئے جب میں سو رہا تھا  
 اور ایک ریشمی کپڑا لائے، جس پر کچھ لکھا تھا پھر کہا:  
 پڑھیے میں نے کہا میں پڑھا نہیں (مجھے پڑھنا  
 نہیں آتا) انہوں نے مجھے پکڑ کر بھینچا، یہاں تک کہ میں  
 نے خیال کیا، اب موت ہے، پھر چھوڑ دیا اور کہا:  
 پڑھیے میں نے کہا میں پڑھا نہیں۔ فرمایا پھر مجھے بھینچا  
 یہاں تک کہ میں نے خیال کیا، اب موت ہے اور  
 چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھیے میں نے کہا، کیا پڑھوں؟  
 فرمایا: پھر انہوں نے مجھے بھینچا حتیٰ کہ میں نے خیال کیا،  
 اب موت ہے۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے میں نے کہا  
 کیا پڑھوں؟ میں یہ بات صرف اس لیے کہہ رہا تھا کہ  
 ان سے چھوٹ جاؤں کہیں پھر دلیانہ کریں جیسا کہ  
 انہوں نے پہلے مجھ سے کیا تھا، پھر انہوں نے کہا  
 اپنے پروردگار کے نام پڑھیے جس نے انسان کو خلق  
 کیا جے ہوئے خون سے پڑھیے آپ کا پروردگار  
 بڑی شان والا ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی  
 انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن سے وہ ناواقف تھا۔

پھر میں نے پڑھا اور قرات ختم ہو گئی تو وہ میرے  
 پاس سے چلے گئے اور میں اپنی نیند سے بیدار ہو گیا  
 گویا وہ میرے دل میں اچھی طرح لکھا تھا۔ فرمایا: پھر  
 میں نکلا، یہاں تک کہ جب پہاڑ کے وسط میں  
 تھا تو ایک آواز سنی، جو کہہ رہی تھی، اے محمد آپ  
 اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔ فرمایا  
 میں نے دیکھنے کے لیے اپنا سر آسمان کی جانب  
 اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے کنارے پر



أَنْظُرُ فَإِذَا جِبْرِيلُ فِي صُورَةٍ دَجَلٍ  
صَافٍ قَدَمَيْهِ فِي أَفْقِ السَّمَاءِ  
يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ  
وَأَنَا جِبْرِيلُ قَالَ فَوَقَفْتُ  
أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَمَا اتَّقَدَّمُ وَمَا  
اتَّخَّرُ وَجَعَلْتُ أَصْرَفَ وَجْهِ  
عَنْهُ فِي أَفَاقِ السَّمَاءِ قَالَ:  
فَلَا أَنْظُرُ فِي نَاحِيَةٍ مِنْهَا إِلَّا  
رَأَيْتُهُ كَذَلِكَ فَمَازِلْتُ  
وَاقِفًا مَا اتَّقَدَّمُ أَمَامِي وَ  
مَا أَرْجِعُ وَرَأَيْتُ حَتَّى بَعَثْتُ  
خَدِيجَةَ رُسُلَهَا فِي طَلْبِي فَبَلَّغُوا  
أَعْلَى الْمَكَّةَ وَرَجَعُوا إِلَيْهَا وَأَنَا  
وَاقِفٌ فِي مَكَانِي ذَلِكَ ثُمَّ  
أَنْصَرَفْتُ عَنِّي وَأَنْصَرَفْتُ  
رَاجِعًا إِلَى أَهْلِي حَتَّى أَتَيْتُ  
خَدِيجَةَ فَجَلَسْتُ إِلَى فَخَذَهَا  
مُضْطِئًا إِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ  
أَيْنَ كُنْتَ فَوَاللَّهِ لَقَدْ بَعَثْتُ  
رُسُلِي فِي طَلْبِكَ حَتَّى بَلَّغُوا  
عَلَى مَكَّةَ وَرَجَعُوا إِلَيَّ ثُمَّ  
حَدَّثْتَنِي بِالَّذِي رَأَيْتُ فَقَالَتْ  
أَبْشِرْ يَا ابْنَ عَمِّ وَابْتُتْ قَوْلَ الَّذِي  
نَفْسُ خَدِيجَةَ بَيِّدُ لَا تَرُجُوا  
أَنْ تَكُونِ نَبِيَّ هَذِهِ الْأُمَّةِ -

ایک آدمی کی شکل میں جبریل ہیں جن کے قدم افق  
سما میں ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں: اے محمد! آپ  
اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں فرمایا: میں  
ان کی طرف دیکھتا کھڑا رہ گیا، نہ آگے بڑھتا ہوں نہ  
پچھے ہٹتا ہوں اور میں اپنی توجہ ان کی جانب سے  
پھیر کر آسمان کے کنارے ڈال دلا ہوں فرمایا:  
آسمان کے جس کونے میں نظر ڈالتا ہوں انہیں کو اسی  
حالت میں دیکھتا ہوں۔ پس میں اسی حالت میں کھڑا  
ہو گیا نہ اپنے سامنے کی جانب بڑھتا ہوں اور نہ  
اپنے پچھے کی طرف لوٹتا ہوں، یہاں تک کہ میری  
تلاش میں خدیجہ نے اپنے آدمی بھیجے تو وہ مکہ کے  
بند مقام تک پہنچے پھر وہ واپس گئے اور میں اپنی  
اسی جگہ تھا پھر وہ (جبریل) میرے پاس سے چلے گئے  
اور میں اپنے گھر والوں کی طرف چلا آیا یہاں  
تک خدیجہ کے پاس پہنچا تو ان کے زانو کے پاس  
بیٹھ گیا اور ان کی طرف جھک پڑا۔ انہوں نے کہا  
اے ابراہیم! آپ کہاں تھے؟ اللہ کی قسم میں  
نے آپ کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے یہاں  
تک کہ وہ مکہ کے بند حصے تک پہنچ کر میری طرف  
واپس بھی آگئے۔ پھر میں نے ان سے وہ چیز  
بیان کی جو میں نے دیکھی تھی تو انہوں نے کہا: اے  
میرے چچا کے فرزند خوش ہو جائیے اور ثابت قدمی  
اختیار فرمائیے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں  
عذیبرا کی جان ہے بے شک میں اس بات کی امید رکھتی  
ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔

جلد اول

۱۔ مطلب یہ ہے کہ مکہ منظر کے حصہ بند تک میرے جبریل مراد کی طرف جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔



## درقہ بن نوفل کا بیان

پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں، کپڑے پہن لیے اور درقہ بن نوفل (اسد بن عبد العزیٰ بن قصی) کی جانب چلی گئیں، جو ان کے چچے بھائی تھے۔ درقہ نے دین نصرانی اختیار کر رکھا تھا، کتابیں پڑھی تھیں اور تورات و انجیل والوں کی باتیں سنتے رہتے تھے۔ پھر جناب خدیجہؓ نے ان سے وہ سب باتیں بیان کیں، جن کے دیکھنے اور سننے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی تو درقہ نے کہا: قدوس، قدوس، پاک ہے پاک ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے، اے خدیجہؓ! اگر تو نے مجھ سے سچ کہا ہے تو ناموس اکبر، جو موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا، وہ ان کے پاس آ پہنچا اور بے شک وہ اس امت کے نبی ہیں۔ تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں۔ خدیجہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدت عبادت پوری کر کے لوٹے اور ویسا ہی کیا جیسا آپ کیا کرتے تھے کہ کعبۃ اللہ سے ابتداء کی اس کا طواف کیا۔ درقہ بن نوفل آپ سے اسی حالت میں ملے کہ آپ طواف میں تھے کہ کہا اے میرے بھائی کے بیٹے! جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا وہ مجھ سے تو بیان کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بیان فرمایا تو، ورقہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا، جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ اب آپ کو جھٹلایا جائے گا اور تکلیف پہنچائی جائے گی۔ آپ کو خارج البلد کیا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی۔ اگر مجھے وہ دن نصیب ہو تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کے دین حق کی مدد کر دوں گا۔ پھر انھوں نے سر جھکا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے وسط میں بوسہ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے۔

نزل قرآن کی ابتداء | ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نازل ہونے کی ابتداء رمضان میں ہوئی۔ اللہ عز وجل فرماتا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ  
الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ  
مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ

یہ رمضان کا مہینہ ہے، جس میں قرآن کا نزول شروع ہوا، وہ انسانوں کے لیے رہنما ہے ہدایت کی روشن صداقتیں رکھتا ہے اور حق کو باطل

لے یعنی وحی عبادت کی مدت پوری ہونے سے پیشتر ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے پھر مدت پوری کرنے کے لیے جبلِ حرام پر چلے گئے۔ یہ مدت پوری ہو چکی تو وہی پر عبادت شریف کے مطابق کعبے کا طواف کیا۔ اس وقت ورقہ ملے۔



سے الگ کر دینے والا ہے۔

(۱۸۵: ۲)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ  
وَمَا أَزِدُّكَ مَالِيَّةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ  
الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ  
الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ  
مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ سَلَامٌ قَدْ حَتَّى مَطْلَعِ  
الْفَجْرِ (۵۱: ۹۷)

ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ تو نے کیا سمجھا  
کہ شب قدر کیلئے ہے؟ شب قدر ہزار مہینے سے  
بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار  
کے حکم سے ہر ایسے، حکم کے ساتھ اترتے  
ہیں کہ وہ (شب قدر) سلامتی ہے طلوع فجر  
تک۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حَقَّ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ الْمُبِينُ ۚ إِنَّا  
أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا  
مُنذِرِينَ ۚ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ كَلِمَةٍ  
أَمْرًا مِّنْ عَشِيرَةٍ إِنَّا كُنَّا  
مُرْسِلِينَ ۝ (۵۱: ۴۴)

نعم۔ روشن کتاب کی قسم ہے، ہم نے اسے مبارک  
رات میں اتارا۔ بے شبہ ہم (برے انجام سے)  
ڈرانے والے رہے ہیں۔ اس رات میں حکمت  
والی ہر ایسی بات، جو ہمارے پاس کی ہوتی ہے  
واضح اور ممتاز کر دی جاتی ہے ہم ہمیشہ اپنے پیام بھیجنے والے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِن كُنْتُمْ أَمْتًا بِاللَّهِ ذِمًّا  
أَسْرَلْنَا عَلَىٰ عِبْدِنَا يَوْمَ  
الْقُرْآنِ يَوْمَ لَتَقَى الْجَمْعَانِ (۳۱: ۸)

اگر تم اللہ اور اس غیبی مدد پر یقین رکھتے ہو، جو ہم نے  
فیصلہ کر دینے کے دن اپنے بندے پر نازل کی تھی  
جب دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو  
چاہیے کہ نصیحت کے احکام مذکورہ کے پابند رہو۔

اور (ان دونوں جماعتوں) سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا بدر کے روز کا

مقابلہ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا مقابلہ بدر میں جمعہ کے روز سترھویں رمضان کی صبح کو ہوا۔  
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی آتی رہی۔ آپ اللہ پر ایمان رکھنے والے اور جو کچھ  
اس کی جانب سے آپ پر آیا، اسے سچا جاننے والے تھے، آپ نے اسے پوری توجہ سے قبول  
جلد اول



فرمایا اور جو بار اس کی جانب سے آپ پر ڈالا گیا، اسے باوجود بعض لوگوں کی رضامندی اور بعض لوگوں کی ناراضی کے برداشت فرمایا۔ قوم کے اس مخالفانہ سلوک اور اس طرزِ عمل کے سبب سے جو انبیاء کے پیام کے ردِ عمل کے طور پر اس سے ظاہر ہوتا ہے نبوت کے بوجھ، ذمہ داری کے اٹھانے کی استطاعت اور برداشت کی قوت بجز اولوالعزم صاحبِ قوت رسولوں کے دوسروں میں نہیں سہوا کرتی، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی امداد و توفیق سے۔ راوی نے کہا: غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی قوم کی مخالفت اور ایذا رسانی کے خدائی احکام پر چل پڑے۔



## دعوتِ اسلام

**حضرت خدیجہؓ** خدیجہ بنت خویلد آپ پر ایمان لائیں اور جو کچھ خدا کی طرف سے آپ پر نازل ہوا تھا۔ اس کی تصدیق کی۔ اللہ پر نیز آپ پر اور اللہ کی طرف سے آپ پر نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان لانے والوں میں پہلی وہی تھیں۔ خدیجہؓ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں آسانی پیدا کر دی۔ مخالفوں کی تکذیب اور ناپسندیدہ باتوں کی عمت سے آپ کو صدمہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس حزن و ملال کو خدیجہؓ ہی کے ذریعے سے دور فرماتا۔ جب آپ خدیجہؓ کے پاس تشریف لاتے تو وہ آپ کا بار ہلکا کرتیں۔ آپ کی تصدیق کرتیں تو لوگوں کا مذکورہ برتاؤ آپ پر آسان ہو جاتا اور آپ زیادہ سختگی و ثابت قدمی سے کام جاری رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ہشام بن عروہ نے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہؓ کو ایک قصب رکھو کھلے موتی کے گھر کی خوش خبری دوں، جس میں نہ شور ہے نہ تکلیف۔ ابن ہشام نے کہا، مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا خدیجہؓ کو ان کے رب کا سلام پہنچا دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدیجہؓ یہ جبریلؑ ہیں۔ تمہارے پروردگار کا سلام تمہیں پہنچا رہے ہیں۔ جناب خدیجہؓ نے کہا: اللہ تو خود سلام ہی ہے اور سب کو اسی سے سلامتی ملتی ہے۔ جبریلؑ پر بھی سلام ہو۔

**سورہ ضحیٰ کا نزول** ابن اسحاق نے کہا: پھر وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مدت کے لیے رک گئی، یہاں تک کہ آپ کو یہ بات بہت شاق گزری اور صدمہ ہوا۔ پھر آپ کے پاس جبریلؑ سورہ ضحیٰ لے کر آئے، جس میں پروردگار آپ سے قسم کھا کر خطاب فرماتا ہے کہ نہ آپ کو چھوڑا اور نہ آپ سے بیزار ہوا۔ اس شاندار چیز کے ذریعے سے آپ کو اعزاز و اکرام



کے مراتب عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْفُتْحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا  
وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝

(۹۳ : ۱-۳)

وَلَا خَيْرَ لَكَ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝

(۹۳ : ۴)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝  
أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ  
ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا  
فَأَغْنَىٰ ۝

(۹۳ : ۵-۸)

قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانک  
لے۔ نہیں چھوڑ دیا تجھ کو تیرے رب نے نہ  
ناخوش رکھا۔

اور البتہ کچھلی حالت بہتر ہے واسطے تیرے  
پہلی حالت سے۔

اور البتہ جلد دے گا تجھے پروردگار تیرا، پس راضی  
ہو گا کیا نہیں پایا تجھے یتیم، پس جگہ دی اور پایا  
تجھے راہ بھولا ہوا پس راہ دکھا دی اور پایا تجھے،  
فقیر پس غنی کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ابتدائی حالت کا ذکر کرتا ہوا کہتا ہے، اس نے کیسا اعزاز عنایت فرمایا، آپ  
کی یتیمی، ناداری اور سرگردانی میں اس کا کیا احسان رہا اور اس نے اپنی رحمت کی بدولت ان حالات  
سے نجات دلائی۔

پس جو یتیم ہو، پس مت قہر کر اور جو مانگنے والا  
ہو پس مت ڈانٹ۔

فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا  
السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (۹۳ : ۹-۱۰)

اپنی قوت اور بڑائی جتنا نے والے، اول جہول بکنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کمزوروں  
پر سخت دلی کرنے والے نہ ہو جاؤ۔

اور جو نعمت پروردگار تیرے کی ہے پس بیان کر۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۹۳ : ۱۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے نبوت کی جو نعمت، اور عزت آپ کو ملی، اسے بیان کیجئے اور  
اس کی جانب لوگوں کو بلائیے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان باتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے آپ  
پر اور آپ کی نبوت کے ذریعے سے تمام بندوں پر انعام فرمائی تھیں، تنہائی میں ان لوگوں سے  
ذکر کرنے لگے، جن پر آپ کو بھروسہ تھا۔

فرض نماز کی ابتداء | جب نماز فرض ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پر طہی اور  
ختم کر کے سلام بھیرا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت، برکت اور سلام آپ پر

بھی ہوا اور ان سب پر بھی۔



## نماز کی تعلیم

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے، انھوں نے عروہ بن الزبیر سے انھوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلے پہل نماز فرض ہوئی تو ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضریں انھیں پورا کر کے چار مقرر کر دیں اور سفر میں ان کی ابتدائی فرضیت یعنی دو رکعت برقرار رکھی۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ جب نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہوئی تو جبریل آئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے بلند حصے میں تھے۔ پھر وادی کے ایک کنارے ایڑی سے ٹکرایا اور وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ جبریل علیہ السلام نے وضو کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ جبریل کا مقصود یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جائے، نماز کے لیے طہارت کیوں کر کی جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح وضو کیا، جس طرح جبریل نے وضو کیا۔ تھا۔ بعد ازاں جبریل نے آپ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی اور جبریل چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور اسی طرح وضو کیا، جس طرح جبریل نے سکھایا تھا تا کہ خدیجہ کو نماز کے لیے عبادت کا طریقہ معلوم ہو جائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو ساتھ لے کر اسی طرح نماز پڑھی، جس طرح آپ کو ساتھ لے کر جبریل نے پڑھی تھی۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عتبہ بن مسلم بنی تیمم کے غلام نے اس سے نافع بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا اور نافع ابن عباس سے بہت روایتیں کیا کرتے تھے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض کی گئی تو آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور ساتھ لے کر نماز ظہر پڑھی، جب آفتاب سمت الراس سے مائل ہو چکا تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی، جب آپ کا سایہ طول میں آپ کے مثل تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر مغرب کی نماز پڑھی، جب سورج ڈوب گیا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عشاء پڑھی، جب شفق نہ رہی۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر صبح کی نماز پڑھی، جب فجر طلوع ہوئی۔ وہ دوبارہ آپ کے پاس آئے اور ساتھ لے کر دوسرے روز نماز ظہر پڑھی، جب آپ کا سایہ طول میں آپ کے مثل تھا۔ پھر ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی، جب آپ کا سایہ آپ کے طول کا ڈگنا تھا۔ پھر ساتھ لے کر نماز مغرب پڑھی، جب سورج ڈوب چکا تھا اور گزشتہ کل ہی کا وقت تھا۔ بعد ازاں ساتھ لے کر عشاء کی نماز اس وقت پڑھی، جب رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر چکا تھا۔ پھر ساتھ لے کر اس وقت کی نماز پڑھی، جب صبح خوب روشن ہو چکی تھی اور سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔ پھر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وقت نماز آپ کی آج کی نماز اور آپ کی کل کی نماز کے درمیان ہے۔



## حضرت علیؓ

ابن اسحاق نے کہا: پہلا مرد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور اس چیز کی تصدیق کی، جو آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی تھی، وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام بن عبد المطلب بن ہاشم تھے۔ آپ پر اللہ کی رضا مندی اور سلام ہو۔ آپ کی عمر اُس وقت دس سال کی تھی۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ اسلام سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں تھے۔

## ابو طالب کی کثیر العیالی

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بنیخج نے مجاہد بن جبر بن ابی الحجاج سے یہ روایت بیان کی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ تھی کہ جب قریش پر قحط کی آفت آئی اور ابو طالب بہت بچوں والے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے، جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوش حال تھے، فرمایا:

يَا عَبَّاسُ إِنَّ أَخَاكَ أَبَا طَالِبٍ  
كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَ النَّاسَ  
مَا تَرَى مِنْ هَذِهِ الْأَزْمَةِ ،  
فَانْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ فَلْنُخَفِّفْ عَنْهُ  
مِنْ عِيَالِهِ أَخْذُ مِنْ بَنِيهِ رَجُلًا  
وَتَأْخُذُ أَنْتَ رَجُلًا فَتُكَلِّمُهُمَا عَنْهُ

اے عباس! آپ کا بھائی ابو طالب بہت بال  
بچوں والا ہے اور اس قحط کی وجہ سے لوگوں  
پر جو مصیبت آئی ہے، وہ تم دیکھ ہی رہے ہو  
پس میرے ساتھ چلو کہ اس کا بوجھ کچھ ہلکا کریں  
اس کے بچوں میں سے ایک کو میں لے لیتا ہوں اور  
ایک کو آپ لے لیں کہ ان کی دیکھ بھال کریں۔

## جعفر اور علیؓ کی کفایت

عباس نے کہا: پھر ہم دونوں ابو طالب کے پاس گئے اور کہا: ہم چاہتے ہیں کہ آپ پر بچوں کا جو بار ہے، اس میں سے اس وقت تک کے لیے کچھ ہلکا کر دیں کہ اس آفت سے لوگ نجات پائیں، جس میں وہ مبتلا ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو (اور) جو چاہو کرو۔

(ابن ہشام نے کہا) عقیل ہی کو طالب بھی کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا اور انھیں اپنے ساتھ رکھا۔ عباسؓ نے جعفرؓ کو لے لیا اور اپنے ساتھ رکھا۔ پس علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے پاس نبوت کا پیام بھیجا تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی پیروی کی اور ایمان لائے۔ آپ کی تصدیق کی اور جعفرؓ عباسؓ ہی کے پاس رہے، یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا اور ان سے بے نیاز ہو گئے۔



## دین حق کی پیروی

ابن اسحاق نے کہا: بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی گھاٹیوں کی جانب نکل جاتے اور علیؑ بھی اپنے والد ابوطالبؓ کے ساتھ چھاؤں اور قوم سے چھپ کر آپ کے ساتھ ہو جاتے، وہیں دونوں نمازیں پڑھا کرتے۔ جب شام ہوتی تو لوٹ آتے اور اللہ تعالیٰ نے جتنے دنوں تک چاہا، یہ دونوں اسی حالت میں رہے۔ ایک روز دونوں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوطالب نے دیکھ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! یہ کونسا دین ہے، جسے تم نے اختیار کیا ہے؟ فرمایا:

اٰی عَمَّ هٰذَا دِیْنُ اللّٰهِ وَ دِیْنُ  
مَلَائِکَتِهٖ وَ دِیْنُ رُسُلِهٖ وَ دِیْنُ اٰیْمِنَا  
اِبْرٰهیمَ اَوْ کَمَا قَالَ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ  
وَسَلَّمَ بَعَثَنِی اللّٰهُ بِہٖ رَسُوْلًا اِلٰی  
الْعِبَادِ وَاَنْتَ اٰی عَمَّ اَحَقَّ مَن  
بَدَّلْتَ النَّصِیْحَةَ وَ دَعَوْتُهُ اِلٰی  
الْهُدٰی وَاَحَقُّ مَن اَجَابَنِی اِلَیْہِ  
اَعَاَنْتَنِی عَلَیْہِ۔

چچا جان! یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسول اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے (یا جن الفاظ میں آپ نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ نے مجھے اسی دین کا رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا ہے۔ چچا جان! جن جن لوگوں کی خیر خواہی میں نے کی ہے اور جنہیں سیدھی راہ کی جانب دعوت دی ہے، ان سب میں آپ زیادہ حق دار ہیں اور اس دعوت پر مجھے قبول کرنے اور میری امداد کے بھی آپ ہی زیادہ حق دار ہیں۔

یا آپ نے جن الفاظ میں فرمایا۔ راوی کہتا ہے، ابوطالب نے جواب دیا: اے میرے بھائی کے بیٹے! آبا و اجداد کے دین اور اس طریقے کو، جس پر وہ تھے، میں چھوڑ نہیں سکتا، لیکن اللہ کی قسم، جب تک میں ہوں، تم پر کوئی بات نہ آئے گی، جسے تم ناپسند کرو۔ لوگوں نے یہ بھی بیان کیا کہ انھوں نے علی سے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! یہ کونسا دین ہے جس پر تم ہو؟ انھوں نے کہا: بابا جان! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی ہیں، میں نے ان میں آپ کو سچا جاتا ہے۔ میں نے اللہ کے لیے آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں اور آپ کی پیروی کی ہے۔ لوگ کہتے ہیں، ابوطالب نے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے کہا: انھوں نے تمہیں بہتری ہی کی جانب دعوت دی ہے، اس پر مجھے رہو۔



## دعوتِ اسلام

(۲)

### زید بن حارثہ

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد زید بن حارثہ (بن شریل بن کعب ابن عبد العزی بن بن امراء القیس الکلبی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے اسلام اختیار کیا۔ یہ پہلے مرد تھے جنہوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے بعد اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی۔

### نسب زید

ابن ہشام نے کہا: زید بن حارثہ (بن شریل بن عبد العزی بن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن مکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن زیدہ بن ثور بن کلب بن وبرة) کے بیٹے تھے۔ حکیم بن حزام بن خویلد شام سے چند غلام لائے تھے، جن میں کم عمر زید بن حارثہ بھی تھے۔ خدیجہ بن خویلد حکیم بن حزام کی پھوپھی تھیں وہ بھتیجے سے ملنے کے لیے گئیں (اور اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں) تو اس نے ان سے کہا: پھوپھی جان! آپ ان پھوکروں میں سے جسے چاہیں، انتخاب فرمائیں، وہ آپ کا ہوگا۔ جناب خدیجہؓ نے زید کو چنا اور لے لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھا تو زید کو ان سے مانگ لیا۔ خدیجہؓ نے انہیں آپ کے حوالے کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور متبہ بنالیا یہ واقعہ آپ پر وحی (نازل) ہونے سے پہلے کا ہے۔

### والد زید کی بے قراری

زید کے والد حارثہ بڑھا چھن جانے پر حد درجہ بے چین ہوئے اور بہت آہ و زاری کرتے ہوئے کہا:

بَكَيْتُ عَلَى زَيْدٍ وَلَمْ أَذْرِ مَا فَعَلَ أَحَيُّ فَيَرْجِي أَمْ آتَى دُونَهُ الْآجِلُ

میں نے زید پر آہ و زاری کی، خبر نہیں، وہ کیا ہو گیا۔ آیا وہ زندہ ہے کہ امید کی جائے یا موت

اس کے راستے میں غافل ہو گئی؟

فَوَاللَّهِ مَا أَذْرِي وَإِنِّي لَسَأِئِلُ أَغَالَتِ بَعْدِي السَّهْلُ أَمْ غَالَتِ الْجَبَلُ

اللہ کی قسم، میں واقف نہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ میری نظروں سے غائب ہونے

کے بعد تجھے میدان نے چڑا لیا یا پہاڑ نے؟

جلد اول



وَيَا لَيْتَ شَعْرِي هَلْ لَكَ الدَّهْرُ أَوْبَةً فَحَسْبِيَ مِنَ الدُّنْيَا رَجُوعَكَ لِيُبْجَلَ

کاش! مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ کبھی تو لوٹ کر بھی آئے گا تو تیرا وٹنا دنیا میں

میری خوشی کے لیے کافی ہوتا۔

تَدَا كِرْنِيهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوعِهَا وَتَعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرَبَتْهَا أَفْلَ

سورج اپنے نکلنے کے وقت مجھے اس کی یاد دلاتا ہے اور جب چھپنے کو ہوتا

ہے تو اسی کی یاد دلاتا ہے۔

وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْوَاحُ هَيَّجَنَ ذِكْرَهُ خَيَا لُحُولَ مَا حُزِنِي عَلَيْهِ وَمَا وَجَلَ

اور جب ہوائیں پلتی ہیں تو اسی کی یاد کو ابھارتی ہیں اور اس پر خوف کھانے

اور اس کے لیے غم کرنے کا زمانہ کس قدر دراز ہو گیا ہے!

سَاعِلُ نَصِّ الْعِيسَى فِي الْأَرْضِ بِجَاهِدًا وَلَا أَسَامَ التَّطَوَّافِ أَوْ تَسَامِ الْإِبِلِ

(اس کی تلاش میں) اونٹوں کو ردے زمین پر کوشش سے دوڑتا ہوگا اور

گردش سے اکتاؤں گا نہیں، حتیٰ کہ اونٹ بیزار ہو جائیں۔

حَيَاتِي أَدُتَانِي عَلَى مَنِيتِي فَكُلُّ أَمْرٍ قَانٍ وَإِنْ غَرَّكَ الْأَمَلُ

زندگی بھر دوڑتا رہوں گا، یہاں تک کہ میری موت آجائے۔ ہر شخص فنا ہونے

والا تو ہے ہی، اگرچہ آرزوئیں اسے دھوکے میں رکھیں۔

پھر حارثہ زید کے پاس آیا جب زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ

**زید کا فیصلہ**

نے زید سے فرمایا: تم چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ

چلے جاؤ۔ زید نے کہا: میں تو آپ ہی کے پاس رہوں گا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس ہے

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کی تصدیق کی اسلام اختیار کیا اور

آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے "ادْعُوهُمْ لِابَائِهِمْ" (بیٹوں کو باپوں کے نام سے

پکارو) فرمایا تو انھوں نے کہا: میں زید بن حارثہ ہوں (نہ کہ زید بن محمد)۔

ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد ابو بکر بن ابی قحافہ نے اسلام اختیار کیا۔ آپ

**حضرت ابو بکر صدیق** کا نام عتیق تھا اور ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر (بن عمرو بن کعب بن سعد

بن تیم بن مرثہ بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر تھا)۔

ابن ہشام نے کہا۔ ابو بکرؓ کا نام عبد اللہ تھا اور عتیق لقب تھا، جو ان کی خوبصورتی اور شرافت کے



سبب سے مشہور ہو گیا (عقیق کے معنی خوبصورت اور شریف کے ہیں)۔

ابن اسحاق نے کہا، جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسلام اختیار کیا تو آپ نے اس کا اظہار کیا۔ اللہ اور اس کے رسول کی جانب لوگوں کو دعوت دینا بھی شروع فرما دیا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم میں ہیت تعلقات رکھنے والے، محبوب، نرم اخلاق، قریش میں بہترین نسب والے تھے۔ قریش کے انتساب کا انھیں تمام قریش سے زیادہ علم تھا اور ان کی اچھائی برائی کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے تجارت کرتے تھے، خوش مزاج تھے، ہر ایک سے نیک سلوک کرتے تھے، علم، تجارت اور حسن معاملت کے سبب سے قوم کے تمام افراد آپ کے پاس آتے اور آپ سے تعلقات رکھتے تھے آپ نے قوم کے ان تمام افراد کو اسلام کی جانب بلانا شروع کر دیا، جن پر آپ کو بھروسہ تھا اور جو کہ آپ کے پاس آتے جاتے تھے اور اٹھتے بیٹھتے تھے۔

**ابو بکر کی تبلیغ** جن لوگوں نے ابو بکرؓ کی تبلیغ سے اسلام اختیار کیا، ان میں عثمان بن عفان (بن ابی العاص بن عبدالمطلب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤئی بن غالب)۔ زبیر بن العوام بن (خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤئی بن غالب)۔ عبد الرحمن (بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤئی)۔ اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ ابو وقاص کا نام مالک بن (اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن كلاب بن مرہ بن كعب بن لؤئی) تھا۔ انھیں میں سے طلحہ بن (عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن كعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن كعب بن لؤئی) بھی تھے۔ جب ان لوگوں نے دعوت قبول کر لی تو ابو بکرؓ ان کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی۔

**ابو بکر کی شان صدیقی** مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں، ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:-

مَا دَعَوْتُ أَحَدًا إِلَى الْإِسْلَامِ إِلَّا  
كَانَتْ فِيهِ عِنْدَهُ كِبْرَةٌ وَنَظَرٌ وَ  
تَرَدُّدٌ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ ابْنِ بَكْرٍ بَنِي  
أَبِي تَحَفَاةٍ مَا عَلِمَ حِينَ ذِكْرِي  
لَهُ مَا تَرَدَّدَ فِيهِ

میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی، اس کے  
قبول کرنے میں ایک طرح کی تاخیر، سوچ بچار  
اور پس و پیش تھا، بجز ابو بکر بن قحافہ کی حالت کے  
کہ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انھوں  
نے اس میں تاخیر کی اور نہ پس و پیش کیا۔

ابن اسحاق نے کہا: یہ اٹھ آدمی تھے، جنہوں نے اسلام لانے میں سب لوگوں سے سبقت کی،  
جلد اول



ناظر بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا، اس کی تصدیق کی۔  
**سابقین اولین** | اس کے بعد جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان کے نام یہ ہیں: ابو عبیدہ جن کا نام عامر بن عبد اللہ (بن الجراح بن ہلال بن اہنئب بن صنبہ بن الحارث بن فہر تھا ابو سلمہ جن کا نام عبد اللہ بن الاسد (بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یفطہ بن مرة بن کعب بن لؤئی تھا ارقم بن ابی الارقم جن کا نام عبد مناف ابن اسد تھا۔ اس کی کنیت ابو جندب بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یفطہ بن مرة بن کعب بن لؤئی تھی عثمان بن مظعون (بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن حجاج بن عمرو بن مہصیص بن کعب بن لؤئی) نیز ان کے دونوں بھائی قدامہ اور عبد اللہ، عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لؤئی) سعید بن زید (بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤئی)۔ نیز ان کی بیوی فاطمہ بنت الخطاب (بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤئی) (عمر بن الخطاب کی بہن)۔ اسماء بنت ابی بکرؓ، عائشہ بنت ابی بکرؓ جو اس وقت کم سن تھیں اور خباب بن الارت بنی زہرہ کے حلیف۔

ابن ہشام نے کہا: خباب بن الارت بن تمیم میں سے اور بعض کہتے ہیں، وہ بنی خزاعہ میں سے تھے۔

**عمیر، عبد اللہ اور مسعود** | ابن اسحاق نے کہا، عمیر بن ابی وقاص، سعد بن ابی وقاص کے بھائی نے بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا۔ نیز عبد اللہ بن مسعود بن الحارث بن شمع بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن بذیل نے، جو بنی زہرہ کے حلیف، مسعود بن القاری نے اور مسعود بن ربیعہ (بن عمرو بن سعد بن العزی بن حماتہ بن غالب بن محلم بن عائدہ بن سبیح بن الہون بن خزیمہ نے جو القارۃ میں سے تھے۔

**سلیط حاطب وغیرہ** | ابن اسحاق نے کہا: سلیط بن عمرو (بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن عامر بن لؤئی بن غالب بن فہر) اور ان کے بھائی حاطب بن عمرو، عیاش بن ربیعہ (بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یفطہ بن مرة بن کعب بن لؤئی) ان کی بیوی اسماء بنت سلامہ (بن مخزومہ التیمیہ، خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن مہصیص بن کعب بن لؤئی، اور عامر بن ربیعہ، جو بنی غزہ بن وائل میں سے اور آل خطاب بن نفیل بن عبد العزی کے حلیف تھے، دائرۃ اسلام میں داخل ہوئے۔



(ابن ہشام نے کہا، عنز بن دامل کا بھائی تھا، جو بنی ربیعہ بن نزار میں سے تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن جحش (بن رباب بن عیمز بن صبرہ بن  
مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اور اس کے بھائی

ابن جحش، جعفر، اولاد حارث

ابو احمد بن جحش نے (یہ دونوں بھائی بنی امیہ بن عبد شمس کے حلیف تھے) جعفر بن ابی طالب نے، ان  
کی زوجہ اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب بن مالک بن قحافة (بنی خثعم کی) نے حاطب بن الحارث  
بن المعمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جحج بن عمرو بن مصیص بن کعب بن لؤئی نے، ان کی بیوی  
فاطمہ بنت الجحلی بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤئی بن غالب بن  
فہر نے ان کے بھائی خطاب بن الحارث نے، ان کی زوجہ نکبہ بنت یسار نے، معمر بن الحارث بن  
معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جحج بن مصیص بن کعب بن لؤئی نے، السائب بن عثمان بن مطلق  
بن حبیب بن وہب نے، المطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ  
بن کعب بن لؤئی نے، ان کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن جبیرہ بن سعید بن سہم بن عمرو بن مصیص بن  
کعب بن لؤئی نے اور النحام نے، جس کا نام نعیم بن عبداللہ بن اسید تھا (یہ بنی عدی والول کا وہ عدی  
ہے، جو کعب بن لؤئی کا بیٹا تھا) اسلام قبول کیا۔

نعم بن عبداللہ اور عامر بن فہیرہ  
وہ نعیم بن عبداللہ بن اسید بن عبد اللہ بن عوف بن عبید بن عوج  
بن عدی کعب بن لؤئی ہے، ان کا نام نخام اس لیے مشہور

ہو گیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ سَمِعْتُ نَحْمَهُ فِي الْجَنَّةِ

میں نے جنت میں ان کے کھنکارنے کی آواز سنی

ابن اسحاق نے کہا اور عامر بن فہیرہ، ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے اسلام اختیار کیا۔ عامر  
بن فہیرہ (بنی اسد کے مولدین میں سے ایک مولد اور سیاہ فام تھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں لوگوں  
(بنی اسد) سے خرید لیا تھا۔

خالد بن سحید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن  
قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤئی اور اس کی بیوی

خالد، حاطب، ابو حذلیفہ اور واقد

اُمیہ بنت خلف بن اسد بن عامر بن بیاضہ بن شبنع بن خثعم بن سعد بن ملیح بن عمرو نے، جو بنی خزاعہ میں  
سے تھے، اسلام قبول کیا۔ بعض نے اُمیہ بنت خلف بتایا ہے۔ حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود

لے ہر نئی شے کو مؤلّد کہا جاتا ہے جیسے شاعر مؤلّد، کلام مؤلّد، لفظ مؤلّد۔

جد اول



بن نصر بن مالک بن حُسل بن عامر بن لؤئی بن غالب بن فہر نے ابو حذلیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے (ان کا نام مہشم ہے) ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤئی نے اور واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عزی بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم بن حلیف بن عدی بن کعب نے، اسلام اختیار کیا۔

انہیں بابلہ نے لا کر الخطاب بن نفیل کے لوگوں کے ہتھ بیچا تھا تو انہوں نے انہیں متبثی بنالیا تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے "ادْعُوهُمْ لِابَائِهِمْ" نازل فرمایا، یعنی ان (متبثاؤں) کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو تو ابو عمرو المدنی کے قول کے لحاظ سے انہوں نے کہا: میں واقد بن عبد اللہ ہوں۔ ابن اسحاق نے کہا، خالد دعامر و عاتل و ایاس، بنو البکیر بن عبد یلیل بن ناشب بنو البکیر اور عمار بن غیرۃ کے بچوں نے، جو بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ بن عدی بن کعب کے حلیف تھے اور عمار بن یاسر بنی مخزوم بن یقطر کے حلیف نے اسلام قبول کیا عمار بن یاسر عسّی (بنی، مذحج میں سے تھے۔

**صہیب بن شان** صہیب بن شان نے، جو (بنی) النمر بن قاسط میں سے اور بنی تمیم بن مرۃ کے حلیف تھے، اسلام اختیار کیا۔

النمر قاسط بن منب بن افسی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار کا بیٹا تھا۔ بعض نے افسی بن دعی بن جدیلہ بن اسد بتایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب، عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیمم کے غلام تھے، بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی النمر بن قاسط میں سے تھے سرزمین روم میں قیدی بن گئے تو ان لوگوں سے خرید لیے گئے تھے۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت آئی ہے "صُهَيْبٌ سَابِقُ الذَّوْدِ"، صہیب رومیوں میں سے سابق ہیں۔



## علانیہ تبلیغ کا آغاز

### علانیہ تبلیغ کا حکم

ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد مرد اور عورتیں سب بے روک ٹوک اسلام میں داخل ہونے لگے، یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا اور ہر طرف اسی کا چرچا ہونے لگا۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ اسلام کی تعلیمات، جو آپ کے حوالے ہوئی ہیں، کلمہ کھلا بیان کی جائیں، کسی کی مخالفت کی پروا کیے بغیر اسلامی احکام کا اظہار کیا جائے اور اسلام کی طرف دعوت دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، خفیہ تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے آپ کو اعلان دین کا حکم دینے کی درمیانی مدت تین سال کی تھی۔ آپ نے بعثت کے بعد تین سال تک خفیہ تبلیغ فرمائی، پھر علانیہ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

فَاُصَدِّغْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاعْرِضْ  
عَنِ الْمُنْشِرِ كَيْفَ هُوَ

(۱۵ : ۹۴)

نیز فرمایا:

وَأَنْذِرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ه  
وَ أَخْفِضُ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ  
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ه وَفُتِنَ إِيَّيَ أَنَا  
السَّنَدِيُّ الْمُبِينُ ه

(۱۵ : ۸۹)

(اے نبی) جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے، اسے علانیہ  
اور تفصیل سے بیان کرو اور مشرکین کی جانب سے  
توجہ پھیر لو۔

اور اپنے خاندان کے قریب کے قریب کے لوگوں  
کو (اعمال سے) ڈراؤ اور ایسا نذاروں میں سے جن  
لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے، ان کے لیے  
اپنا بازو نرم کر دو (ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ) اور  
اور کہہ کر میں (تو بڑے نتیجوں سے) صاف صاف ڈرانے

والا ہوں۔

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی حالت  
چھپ کر ادا نے نماز

یہ تھی کہ جب نماز پڑھنی ہوتی تو گھائیوں میں چپے جاتے اور قوم سے  
چھپ کر نماز پڑھتے۔ ایک مرتبہ سعید بن ابی وقاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی ایک  
جلد آؤں



جماعت کے ساتھ مکہ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے، مشرکوں کی ایک جماعت ان کے پاس جا پہنچی۔ ان سے نفرت ظاہر کی اور ان کے فعل اداے نماز پر عیب لگایا، یہاں تک کہ ان سے لڑنے لگے۔ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ان کے ایک شخص کو اونٹ کے جبرے کی بڈی سے مارا اور سر زخمی کر دیا۔ یہ پہلا خون تھا، جو اسلام کے بارے میں بہایا گیا۔

### قریش کی مخالفت

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اسلام کا اظہار علانیہ فرمایا، قوم نے نہ تو آپ سے دوری اختیار کی، نہ آپ کا رد کیا البتہ جب ان کے بتوں کا ذکر آیا اور ان پر عیب لگائے تو انھوں نے اس معاملے کو اہمیت دی آپ سے اجنبیت برتنے لگے اور مخالفت و دشمنی میں یک دل ہو گئے، بجز ان لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اسلام کے لیے محفوظ کر لیا تھا۔ ایسے لوگ تھوڑے اور چھپے ہوئے تھے۔ آپ کے چچا ابوطالب نے آپ پر مہربانی کا اظہار کیا اور آپ کی حفاظت کی، امداد کے لیے سینہ سپر ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق اس کے احکام کا اعلان کرتے۔ عزم کا یہ عالم تھا کہ کوئی چیز آپ کو اس کام سے روکے نہ کر سکتی تھی۔

### ابوطالب کے پاس وفد

جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے اور جوبات انھیں ناپسند تھی اس سے معذرت خواہ نہیں ہوتے اور یہ بھی دیکھا کہ ابوطالب آپ پر مہربان اور آپ کے لیے سینہ سپر ہیں، آپ کو ان کے حوالے کرنے کے لیے تیار نہیں تو ان کے (قریش کے) بڑے بڑے سردار ابوطالب کے پاس گئے جن میں مندرجہ ذیل کے نام مذکور ہیں: عتبہ اور شیبہ، یہ دونوں ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے بیٹے تھے۔ ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبد مناف (جس کا نام ابن ہشام کے بیان کے مطابق صخر تھا) ابوالبحرہ بن حبش کا نام العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا۔ الاسود بن المطلب بن اسد، ابوجہل (جس کا نام عمرو کنیت ابوالحکم تھی) ابن ہشام بن المغیرہ۔ الولید بن المغیرہ بنیہ ونبہہ دونوں الحجاج بن حذیفہ کے بیٹے اور العاص بن دائل۔

ابن اسحاق نے کہا: ممکن ہے اور بھی لوگ ان کے ساتھ ہو گئے ہوں، انھوں نے کہا: اے ابوطالب! آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں، ہمارے دین میں عیب نکالے، ہم میں سے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتایا، لہذا اب یا تو اسے ان باتوں سے روک دیجئے یا ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیجئے، کیونکہ آپ بھی ان کے خلاف



اسی (دین) پر ہیں جس پر ہم ہیں ہم آپ کی جانب سے بھی اس کا بندوبست کر لیں گے۔

ابوطالب نے نرمی کے ساتھ باتیں کر کے انھیں حسن تدبیر سے واپس کر دیا اور وہ ان کے پاس سے لوٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اسی حالت پر قائم اور اللہ کے دین کی جانب دعوت دیتے رہے۔ اس کے بعد بعض معاملات کے باعث آپ کے اور کافروں کے درمیان تعلقات اور زیادہ کشیدہ ہو گئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے اور کینہ رکھنے لگا۔ قریش کے درمیان تعلقات اور زیادہ کشیدہ ہو گئے، یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے اور کینہ رکھنے لگا۔ قریش کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ رہتا، وہ ایک دوسرے کو آپ کے خلاف ابھارتے۔ دوبارہ وہ سب مل کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا:

### دوسری مرتبہ شکایت

اے ابوطالب! آپ ہم میں عمر، نسب اور مرتبے کے لحاظ سے ایک خاص درجہ رکھتے ہیں۔ ہم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ اپنے بھتیجے کو ہم سے روک رکھیں، لیکن آپ نے انھیں نہیں روکا، واللہ ہم اس حالت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں، اور عقل مندوں کو بے وقوف بنایا جائے اور ہمارے معبودوں میں عیب نکالے جائیں۔ یا تو ہم اسے اپنے متعلق ایسی باتیں کرنے سے روک دیں گے یا اس سے مقابلے کی ٹھہرائیں گے۔ پھر آپ اس میں دخل نہ دینا، یہاں تک کہ دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک برباد ہو جائے (یا ان لوگوں نے جن الفاظ میں یہ مضمون ادا کیا ہو)۔

اس کے بعد وہ تو لوٹ گئے، لیکن ابوطالب پر اپنی قوم کی جدائی اور دشمنی بہت شاق گزری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کرنا اور آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا بھی گوارا نہ تھا۔

ابن اسحاق نے کہا کہ یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن لخنس نے بیان کیا اور ان سے کسی نے کہا: قریش نے جب

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب

ابوطالب سے یہ بات کہی تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور آپ سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! قوم میرے پاس آئی تھی اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کیں (وہ باتیں کیں جو قوم نے کہی تھیں) پس مجھ پر بھی رحم کر، خود اپنی جان پر بھی رحم کر اور مجھ پر ایسا بار نہ ڈال جسے برداشت نہ کر سکوں۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں خیال گزرا کہ چچا بھی امداد سے دست کش ہو جائیں گے اور آپ کو ان کے حوالے کر دیں گے، گویا ان سے بھی اعانت و حمایت کی امید نہ رکھنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا:



يَا عَمَّ وَاللّٰهُ لَوِ دَضَعُوا الشَّمْسَ فِي  
يَمِينِي وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي عَلَى  
أَنْ أَتْرَكَ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يُظَاهِرَهُ  
اللّٰهُ أَذْ أَهْلِكَ فِيهِ مَا تَرَكْتُمْ.

بچا جان! واللہ، اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج  
اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ ہو کہ میں اس  
معاملے کو چھوڑ دوں تو بھی میں اسے نہ چھوڑوں گا  
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود اسے غلبہ عطا کرے یا میں  
مر جاؤں۔

راوی نے کہا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپ  
اللہ کھڑے ہوئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہو گئے تو ابوطالب نے آپ کو پکارا اور کہا:  
بھتیجے ادھر آؤ۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے تو انھوں نے کہا جاؤ  
اور جو چاہو کہو، اللہ کی قسم کسی معاوضے پر بھی میں تمہیں ان کے حوالے ہو کر نہ کروں گا۔

ابن اسحاق نے کہا: جب قریش نے سمجھا کہ ابوطالب نہ تو رسول اللہ  
عمارہ بن الولید کا پیشکش

اختیار کرنے پر آمادہ ہیں، بلکہ سب کی مخالفت پر ان کا عزم منہم و کجا تو عمارہ بن الولید بن المغیرہ کو لے  
کر ان کے پاس گئے اور کہا: اے ابوطالب! یہ عمارہ بن الولید بن المغیرہ ہے، جو قریش میں سب سے  
زیادہ طاقت ور اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اسے لے لیجئے کہ اس کا نفع و نقصان سارا آپ سے  
متعلق رہے گا۔ اسے اپنا بیٹا بنا لیجئے۔ یہ آپ ہی کا ہے اور آپ اپنے اس بھتیجے کو ہمارے حوالے  
کر دیجئے کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں، جس نے آپ کے اور بزرگوں کے دین کی مخالفت کی ہے آپ  
کی قوم میں پھوٹ ڈال دی ہے اور عقلمندوں کو بے وقوف بتایا ہے۔ غرض آپ کو ایک شخص کے  
عوض ایک شخص دیا جا رہا ہے۔ انھوں نے کہا، واللہ! تم مجھ سے کتنا بڑا معاملہ کر رہے ہو! کیا تم مجھے  
اپنا لڑکا اس لیے دے رہے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر کھلاؤں، پلاؤں اور تمہیں اپنا لڑکا دے دوں کہ  
تم اسے قتل کر ڈالو؟ واللہ یہ تو ایسی بات ہے، جو کبھی نہیں ہو سکتی۔ راوی کہتا ہے کہ مطعم بن عدی  
بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے کہا، واللہ اے ابوطالب، تمہاری قوم نے تم سے انصاف کیا  
ہے اور جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو، اس سے بچنے کی پوری کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ  
تم ان کی کوئی بھی بات ماننا نہیں چاہتے۔ ابوطالب نے مطعم سے کہا، واللہ! انھوں نے تو مجھ سے  
کوئی انصاف نہیں کیا، لیکن تو نے پکارا وہ کر لیا ہے کہ میرے خلاف اپنی قوم کی حمایت کرے اور  
میرنی طرف کی کوئی بات نہ کرے اچھا جو تیرے جی میں آئے کر۔



## اشعار ابی طالب

راوی نے کہا: اس کے بعد معاملے نے بہت نازک صورت اختیار کر لی۔

مخالفت میں سرگرمی اختیار کر لی۔ لوگوں میں اختلافات بہت بڑھ گئے۔ ایک دوسرے کے کھلے دشمن بن گئے۔ ابو طالب نے اس موقع پر مطعم بن عدی، نیز بنی عبد مناف میں سے دشمنی اختیار کرنے والوں پر تعریف کرتے ہوئے کہا:

أَلَا قُلْ لِعَمْرٍو وَالْوَلِيدِ وَ مُطْعِمٍ      أَلَا لَيْتَ حَظِّي مِنْ حَيَاطَتِكُمْ وَ بَكْرٍ

اے ام کلثوم اور عمرو، ولید اور مطعم سے کہہ دو کہ کاش تمہاری نگرانی میں کا ایک جوان

ادب مجھے مل جاتا۔

مِنْ الْخَوْرِ حَبَابٌ كَثِيرٌ رَعَاؤُهُ      يُرْشُ عَلَى السَّاقِيْنَ مِنْ بَوْلِهِ قَطْرٌ

جو کمزوری کے سبب سے (جھک کر) پست نہ ہو گیا ہو جس کا بلبلا نا بہت ہو

اور اس کے پیشاب کے قطرے اس کی پنڈلی پر ٹپکے پڑتے ہوں۔

تَخَلَّفَ خَلْفَ الْوَرْدِ لَيْسَ بِلَا حِقِّ      إِذَا مَا عَلَا الْفَيْفَاءُ قِيلَ لَهُ وَبُرٌ

پانی پیئے کو جانے والے ادبوں سے پیچھے رہ گیا ہو اور انھیں ملنا نہ سکتا ہو،

جب کسی وسیع میدان میں چلا جائے تو لوگ اسے بلی سمجھیں۔

أَرَى أَخَوَيْنَا مِنْ أَبِينَا وَ أُمِّئَا      ذِ سُدَّ قَالَا إِلَى غَيْرِنَا الْأَمْرُ

میں اپنے دو بھائیوں کی جڑ ہمارے باپ اور ہماری ماں سے ہیں، حالت یہ دیکھتا

ہوں کہ جب ان سے کوئی بات پر بھی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس معاملے میں ہمیں کوئی

اختیار نہیں، یہ دوسروں کے اختیار کی چیز ہے۔

بَلَى لَهْمَا أَمْرٌ وَلَحْنٌ تَجَرَّجَمَا      كَمَا جَرَّجَمْتُ مِنْ رَأْسِ ذِي عُلُقٍ صَخْرٌ

کیوں نہیں، اختیار تو ان دونوں کو ہے، لیکن وہ دونوں (اپنے اختیارات

کی چوٹی سے اس طرح، گر پڑے ہیں جس طرح کوہ ذی علق کی چوٹی سے کوئی بڑا پتھر

رودھ کا یا گیا ہو۔

أَخْصُ خُصُوصًا عَبْدَ شَمْسٍ وَ نَوْفَلًا      هُمَا نَبَدَانَا مِثْلَ مَا يُنْبَدُ الْجَمْرُ

میری شکایت بالخصوص (بنی) عبد شمس اور (بنی) نوفل سے ہے کہ انھیں دونوں

نے ہیں ایسا الگ کر ڈالا، جیسے انگارے علقہ کر دیے جاتے ہیں۔

اے دیار بنی اسد کا ایک پہاڑ



هُمَا أَعْمَرَا الْقَوْمَ فِي أَخَوِيهِمَا فَقَدْ أَصْبَحَا مِنْهُمْ أَكْفُهُمَا صِفْرُ

انہیں دونوں نے برسر مجلس اپنے بھائیوں کی بے عزتی کی اور اب یہ حالت ہو گئی

ہے کہ ان دونوں کے لقمہ بھائیوں سے خالی ہیں، یعنی خود ان کے بھائیوں سے ان

کے تعلقات نہیں رہے۔

هُمَا أَشْرَكََا فِي الْمَجْدِ مَنْ لَا أَمَالَهُ مِنَ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يُرْسَ لَهُ ذِكْرُ

انہیں دونوں نے ایسے شخص کو اعزاز و مغاخر میں شریک بنایا، جس کا باپ

مشہور لوگوں میں سے نہیں، ہاں اس کی شہرت کچھ تھوڑی ہو تو ہو۔

وَتَيْمٌ وَمَخْزُومٌ وَزُهْرَةٌ مِنْهُمْ وَكَانُوا النَّاسَ مَوْلَىٰ إِذَا ابْغَى النَّصْرُ

بنی تیم، بنی مخزوم اور بنی زہرہ بھی انہیں میں سے ہو گئے، حالانکہ طلب امداد کے

وقت ہمارے دوست تھے۔

قَوْلَ اللَّهِ لَا يَنْفَكُ مِثْلًا عَدَاوَةً وَلَا مِنْهُمْ مَا كَانَ مِنْ نَسْلِنَا شَفْرُ

پس اللہ کی قسم، جب تک ہماری نسل میں کا ایک بھی رہے ہماری اور

ان کی دشمنی نہ جائے گی۔

فَقَدْ سَفِهَتْ أَحْلَاءَهُمْ وَعُقُولَهُمْ وَكَانُوا الْكَفَرِ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ جَفْرُ

کیونکہ ان میں مسامت نہیں رہی اور ان کی عقلیں ماری گئی ہیں یہ لوگ جفر کے

سے ہو گئے اور جفر نے جو کچھ کیا وہ بہت بُرا کیا۔



## پیروانِ دینِ حق کے مصائب

**مسلمانوں کو ایذا** | ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے ان افراد کے خلاف جنہوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور قریش کے قبیلوں میں را کرتے تھے، قریش نے ایک دوسرے کو ابھارا تو ہر قبیلہ اپنے میں کے مسلمانوں پر پل پڑا۔ وہ انہیں ایذا میں دینے اور دین سے برگشتہ کرنے کی تدبیریں کرنے لگے، لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا ابوطالب کے سبب سے محفوظ رکھا۔ جب ابوطالب نے قریش کی مذکورہ کارردائیاں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے متعلق دیکھیں تو اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے اور آپ کے واسطے سینہ سپر ہونے کے لیے ان سب (بنی ہاشم) کو جمع کیا، جس پر وہ خود بھی جے ہوئے تھے۔ اللہ کے دشمن ملعون ابولہب کے سوا وہ سب کے سب ان کے پاس جمع ہو گئے اور جس بات کے لیے دعوت دی گئی تھی، اسے قبول کر کے ساتھ ہو گئے۔

**اشعارِ ابی طالب** | جب ابوطالب نے اپنی قوم کی یہ حالت دیکھی، جو ان کے لیے مسرت کا سبب تھی، یعنی یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع اور سعی و کوشش میں شریک ہیں تو ان کی مدح و ستائش کی اور انہیں پرانے واقعات یاد دلانے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور آپ کا مرتبہ، جو ان میں تھا، واضح کیا تاکہ ان کی رائے میں مستقل بنائیں اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے میں ساتھ ہوں، کہا:

إِذَا اجْتَمَعَتْ يَوْمًا قُرَيْشٌ لِّمَفْخَرٍ      فَعَبْدُ مَنْاتٍ سِرُّهَا وَصِيْبُهَا

جب کبھی قریش کسی قابلِ فخر کام کے لیے مستعد ہوئے تو ان میں (بنی) عبد منات

ان کی جان اور ان کی روح و رواں رہے۔

فَإِنْ حَصَلَتْ أَشْرَافُ عِبَادِ مَنْاتٍ هَآ      فِئْتِ هَآ شِجْرَ أَشْرَافِهَا وَقَدِ يُمْهَآ

پھر جب ان میں سے (بنی) عبد منات کے شریفوں کا شمار کیا گیا تو ان میں سے بڑے

عبد اذل



مرتبے والے اور آگے بڑھانے کے قابل بنی ہاشم ہی کے لوگ نکلے۔

وَإِنْ فَخَرْتُ يَوْمًا فَاِنِّ مُحَمَّدًا هُوَ الْمُصْطَفَىٰ مِنْ سِرِّهَا وَكَرِيْمُهَا

اور جب کبھی بنی ہاشم نے فخر کیا تو ان میں سے محمد ہی منتخب، اس قبیلے کی جان اور ان

میں بڑے مرتبے والے نکلے۔

تَدَاعَتْ قُرَيْشٌ غَنَمًا وَ سَمِيْنَهَا عَلَيْنَا فَلَمْ تَنْفَرُوا لَهَا شَتُّ حُلُوْمَهَا

قریش کے، چھپے اور بڑے تمام لوگوں نے ایک دوسرے کو ہماری مخالفت میں بھارا

تاہم انھیں کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی، بلکہ ان کی متانت اور عقلیں چلی گئیں۔

وَكَفْنَا قَدِيْمًا لَا نُقَرُّ ظُلَامًا اِذَا مَا تَنَوُّا صَعْدَ الْخُدُوْدِ ثَقِيْمَهَا

ہمیشہ سے ہماری حالت یہ رہی ہے کہ ہم کسی ظلم کو قائم نہیں رہنے دیتے جب کبھی

لوگوں نے کبر سے گالوں کے جھکاؤ کو ٹیڑھا کیا تو ہم انھیں سیدھا کرتے رہے۔

وَنَحْنُ حِمَاهَا كُلَّ يَوْمٍ كَرِيْمَةٍ وَ نَضْرِبُ عَنْ أَجْحَارِهَا مَنْ يَرُدُّهَا

ہر خوفناک موقع یا ہر جنگ کے وقت، اس قوم کے دشمنوں کی گرانی میں کرتے

رہے ہیں اور اس کے حدود کی جانب جو کوئی ارادہ کرتا ہے، اس سے ان حدود کی

مدافعت کرتے رہتے ہیں۔

بِنَا اُنْتَعَشَ الْعُودُ الدَّاءُ وَ اِنَّمَا بِأَكْنَا فَنَّا تَنْدَى وَ تَنْبِيْ آرْدُومَهَا

سوکھی لکڑیاں ہمارے لفیل سرسبز ہو گئیں ہمارے اضلاع میں سوکھی لکڑیوں

کی جڑیں تر و تازہ ہوئی اور نشوونما پاتی جاتی ہیں۔

### ولید بن مغیرہ کی حیرانی

اس کے بعد ولید بن المغیرہ کے پاس قریش کے چند لوگ جمع ہوئے

کیونکہ وہ ان سب میں زیادہ سن رسیدہ تھا۔ حج کا زمانہ قریب آچکا تھا،

ولید نے ان سے کہا: اے گروہ قریش! یہ لو زمانہ حج تو قریب آچکا ہے۔ عنقریب عرب کے مہمان تمہارے

پاس آئیں گے۔ انھوں نے تمہارے اس دوست (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال تو سن ہی لیا ہے

پس ہمیں چاہیے کہ اس کے متعلق ایک متحدہ رائے قرار دے لو۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں باہم اختلاف

ہو کہ ایک دوسرے کو جھٹلانے اور ایک دوسرے کی بات کا رد کرنے لگو۔ انھوں نے کہا: اے ابو

عبد شمس تمہیں کچھ کہنا اور ہمارے لیے ایک ایسی رائے دو کہ ہم وہی کہیں، اس نے کہا نہیں، تمہیں کچھ

کہو میں سنتا ہوں۔ انھوں نے کہا: ہم کہیں گے کہ وہ کاہن ہے، اس نے کہا نہیں واللہ وہ کاہن نہیں۔



ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے۔ وہ کاہنوں کا گنگنا نایا کاہنوں کی قافیہ پیمائی نہیں۔ انھوں نے کہا: تو ہم اسے دیوانہ کہیں گے۔ اس نے کہا، نہیں، وہ دیوانہ بھی نہیں۔ ہم نے جنونیوں کو دیکھا ہے اور اسے جانتے ہیں اس کی حالت اعتناق کی نہیں۔ نہ اختلاج کی سی اور نہ شیطانی وسوسے کی سی کیفیت ہے۔ انھوں نے کہا: تو ہم اسے شاعر کہیں گے۔ اس نے کہا: وہ شاعر بھی نہیں۔ ہم شعر کے تمام اقسام رجز و ہزج و قریض و مقبوض و مبدع کو جانتے ہیں، وہ شعر بھی نہیں۔ انھوں نے کہا، تو جادوگر کہیں گے۔ اس نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگر اور ان کے جادو دیکھے ہیں۔ اس میں نہ ان کا سا پھونکنا ہے نہ ان کی سی گرمی ہیں۔ انھوں نے کہا: اے ابو عبد شمس: پھر کیا کہیں۔ اس نے کہا واللہ اس کی بات میں ایک قسم کی شیرینی ہے۔ اس کی جڑیں بہت شاخوں والی یا زیادہ پانی والی ہیں یا زمین سے چمٹی ہوئی مستحکم ہیں اس کی شاخیں پھلوں والی ہیں۔ تم ان تمام باتوں میں سے جو کہو گے، اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہو جائے گا۔ اس صحت سے قریب تر بات یہ ہے کہ اس کے متعلق کہو، وہ جادوگر ہے، ایک جادو بھرا کلام لے کر آیا ہے جس کے ذریعے سے باپ بیٹے، بھائی بھائی، میاں بیوی، فردا و خاندان کے درمیان تفرقہ ڈالتا ہے۔ غرض سب کے سب اسی بات پر متفق ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ جب حج کے زمانے میں لوگ آنے لگے تو یہ لوگ ان لوگوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے جو شخص پاس سے گزرتا، اسے آپ سے ڈراتے اور آپ کا حال اس سے کہتے۔

ولید بن مغیرہ کے متعلق آیات | اس لیے اللہ تعالیٰ نے الولید بن المغیرہ اور ان حالات کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۚ وَ  
جَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۚ وَبَنِينَ  
شُهُودًا ۚ وَهَدَّيْتُ لَهُ تَمِيمًا ۚ  
ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۚ كَلَّا إِنَّهُ  
كَانَ لِأَيَّتِنَا عَنِيدًا ۚ (۴۳: ۱۱-۱۶)

(اسی خصیما)

سَأَرْهُقُهُ صَعُودًا ۚ إِنَّهُ فَكَّرَ  
وَقَدَّرَهُ فَقَتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۚ

اب اسے چڑھاؤں گا بڑی چڑھاؤ اس نے  
فکر کی اور دل میں ٹھہرایا۔ وہ ہلک ہو گیا ٹھہرایا

۱۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس کی جڑیں پانی میں ہیں جو اچھا پانی ہے۔



پھر ہلاک ہو، کیسا ٹھہرایا۔ پھر نگاہ کی، پھر تیری  
چڑھائی اور مکروہ صورت بنائی۔

پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا۔ پھر بولا، اور کچھ نہیں  
یہ جادو ہے، چلا آتا، اور کچھ نہیں، یہ کہا ہوا ہے  
آدمی کا۔

ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّارُهُ ثُمَّ نَظَرَ ۝

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ (۴۳: ۱۷-۲۲)

ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّ

هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُهُ إِنَّ هَذَا إِلَّا

قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ (۴۳: ۲۲-۲۵)

ابن اسحق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر  
خدا کی طرف سے نازل شدہ چیز کے بارے میں باتیں بنایا کرتے تھے، یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

وہ لوگ، جنہوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے

ہیں اور اپنے قرآن کو پارہ پارہ کر دیا ہے تو دیکھو

تھارا پروردگار شاہد ہے کہ ان سب غمزدان کے

کاموں کے متعلق باز پرس ہوگی۔

الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ۝

فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

ابن اسحاق نے کہا: پھر تو وہ لوگ وہی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان تمام لوگوں  
سے جن سے وہ ملتے، کہنے لگتے۔ اس جج کے زمانے کے بعد جب لوگ اپنے شہروں کو واپس  
ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہی خبر لے کر واپس ہوئے اور اس کی شہرت  
عرب کے تمام شہروں میں ہو گئی۔



## ابوطالب کا مشہور قصیدہ

**قریش کی دلجوئی** | جب ابوطالب کو عرب کے عام لوگوں کا خوف ہوا کہ کہیں وہ آپ کے اور آپ کی قوم کے پیچھے نہ پڑ جائیں تو انھوں نے وہ قصیدہ کہا جس میں انھوں نے حرم مکہ نیز اپنے اس رتبے کی پناہ لی، جو انھیں وہاں کی سکونت کے سبب حاصل تھا اور اپنی قوم کے بلند مرتبہ لوگوں پر اپنی محبت جتائی۔ اس کے علاوہ اپنے اشعار میں انھیں اور ان کے علاوہ دوسروں کو یہ بھی بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالے کرنے والے یا آپ کو کسی بڑی چیز کے معاوضے میں کبھی چھوڑنے والے نہیں، حتیٰ کہ وہ آپ کی حفاظت میں خود بھی ہلاک ہو جائیں۔

**اشعار** | ابوطالب نے کہا

وَلَمَّا دَايَتْ الْقَوْمَ لَا وَدَّ فِيهِمْ      وَقَدْ قَطَعُوا كُلَّ الْعُرَى وَالْوَسَائِلِ

جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت نہیں رہی اور انھوں نے تمام تعلقوں اور رشتوں کو توڑ دیا ہے۔

وَقَدْ صَارَ حُونا بِالْعَدَاوَةِ وَالْاَذَى      وَقَدْ طَادَعُوا اَمْرَ الْعَدَاوَةِ الْمَزَائِلِ

انھوں نے ہم سے کھلی دشمنی اور ایذا رسانی شروع کی۔ انھوں نے ہم سے الگ ہو جانے والے دشمن کی بات مانی۔

وَقَدْ خَالَفُوا قَوْمًا عَلَيْنَا اِطْنَةً      يَعْصُونَ غِيْظًا خَلَفْنَا بِالْاَنَا مِلِ

انھوں نے ہمارے خلاف تمہارے قوموں سے معاہدے کیے، جو ہمارے

پیچھے پیچھے غصے سے انگلیاں چباتے ہیں۔

صَبَرْتُ لَهُمْ نَفْسِي لِيَسْرَأَ سَمْحَةً      وَابْيَضَ عَضْبٌ مِنْ تَرَاثِ الْمُقَادِلِ

تو میں بذاتِ خود ایک پھکیے نیزے اور شاہانِ سلف کی وراثت میں ملی ہوئی ایک

چمکیلی تلوار لے کر ان کے مقابلے میں ڈٹ گیا۔



وَاحْضَرْتُ عِنْدَ الْبَيْتِ رَهْطِي وَإِخْوَتِي وَأَمْسَكْتُ مِنْ أَثَوَائِهِ بِالْوَصَائِلِ

اور میں نے اپنی جماعت اور اپنے بھائیوں کو بیت اللہ کے پاس بلوایا اور اس

(بیت اللہ) کی سڑخ و عادیوں والی چادریں پکڑ لیں۔

قِيَامًا مَعَ الْمُتَقَبِّلِينَ رِتَاجَهُ لَدَائِي حَيْثُ يَقْضَى حَلْفُهُ كُلُّ نَاقِلٍ

اس کے عظیم الشان دروازے کے مقابل اس مقام پر، جہاں برات ثابت کرینوالا

حلف اٹھاتا ہے، سب کے ساتھ مل کر اور کھڑے ہو کر۔

وَحَيْثُ يُنِيخُ الْأَشْعَرُونَ رِكَابَهُمْ بِقُضَى السُّيُولِ مِنْ إِسَافٍ وَنَائِلٍ

جہاں زائر لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں۔ اسات دنائط نامی بتوں کے پاس

سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ۔

مَوْسِمَةُ الْأَعْصَادِ أَوْ قَصَرَاتِهَا مُخَيَّسَةً بَيْنَ السَّدَائِلِ وَبَازِلِ

وہ اونٹ جن کے بازوؤں یا گردنوں کے جوڑوں کے پاس (قربانی کی) علامتیں ہیں یا

جو قربانی کے لیے بندھے ہوئے ہوں اور آٹھ نرسال کی عمر کے درمیان ہیں۔

تَرْمِي الْوَرَعِ فِيهَا وَالْتُّخَامُ وَزِينَةُ بِأَعْنَاقِهَا مَعْقُودَةٌ كَالْعَبَائِلِ

توان کی گردنوں میں منکے، سنگ رخام اور زینت کی دوسری چیزیں بندھی ہوئی

کھجور کے خوشوں کے مانند دیکھے گا۔

أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مِنْ كُلِّ كَلَامٍ عَلَيْنَا يَسُوءُ أَوْ مُسَلِّحٍ بِبَاطِلٍ

میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر ایک شخص سے جو ہم پر بُرائی کے

الزامات لگانے والا اور ناحق پر اصرار کرنے والا ہے۔

وَمِنْ كَاثِمٍ لَيْسَ لَنَا بِمُعِيبَةٍ وَمِنْ مُلْحِقٍ فِي الدِّينِ مَا لَمْ يُحَاحِلِ

اور ایسے کینہ و دشمن سے، جو ہم پر عیب لگانے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور

ہمیں ایسے دین میں ملا دیتا ہے، جس کی جانب ہم نے کبھی قصد نہیں کیا۔

وَتُورٍ وَمِنْ أَرْضِي ثَبِيرًا مَكَانَهُ وَرَاقٍ لِيُرْقَى فِي حِرَاءٍ وَنَائِلٍ

اور جبل ثور اور اس ذات کی پناہ، جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ گاڑ دیا (یا)

پر پڑھنے اور اترنے والے کی پناہ (جو کوہ ثبیر سے اس لیے اترتا ہے، تاکہ کوہ حرا پر

پر پڑھ جائے) (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)۔

بعد اقول



وَبِالْبَيْتِ حَقِّ الْبَيْتِ مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ      وَيَا لَللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَيَسَّ بِعَاثِلِ

بیت اللہ کی پناہ اور حق بیت اللہ کی پناہ، جو مکہ کی وادی میں واقع ہے اور اللہ کی

پناہ لیتا ہوں۔ بے شبہ اللہ غافل نہیں۔

وَبِالْحَجَرِ الْمُسَوَّدِ إِذْ يَمْسَحُونَهُ      إِذَا اكْتَفَوْهُ بِالْفُحَى وَالْأَصَاثِلِ

اور حجر اسود کی پناہ کو لوگ اسے صبح و شام گھیرے رہتے اور اس پر ہاتھ پھرتے

رہتے ہیں۔

وَمَوْطِئُ إِبْرَاهِيمَ فِي الصَّخْرِ طَبَّةَ      عَلَى قَدَامَيْهِ خَافِيًا غَيْرَ نَاعِلِ

اور ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان والے پتھر کی پناہ، جو ان کے

پیرے نعل تنگے پاؤں کے لیے نرم تھا۔

وَأَشْوَاطُ بَيْنَ الْمُرَوَّتَيْنِ إِلَى الصَّفَا      وَمَا فِيهِمَا مِنْ صُورَةٍ وَتَمَاثِلِ

اور کوہ صفا و کوہ مردہ کی درمیانی دوڑ و دوپ اور ان دونوں کے درمیان جو تصویریں

اور جو صورتیں ہیں، ان کی پناہ۔

وَمَنْ حَجَّ بَيْتَ اللَّهِ مِنْ كُلِّ رَاكِبٍ      وَمِنْ كُلِّ ذِي نَذْرٍ وَمِنْ كُلِّ رَاكِبٍ

اور ہر سوار اور ہر پیادہ پا بیت اللہ کا حج کرنے والے اور نذریں گزارنے

والے کی پناہ۔

وَبِالْمَشْعَرِ الْأَقْصَى إِذَا عَمَدُ ذَالَهُ      إِلَّا إِلَى مُفْضَى الشَّوَاكِجِ الْقَوَائِلِ

اور میدان عرفات کی پناہ، جب لوگ اس کا قصد کریں اور کوہ الاال کے اس مقام

سے اگے جہاں نالے ایک دوسرے کے مقابلے سے آکر پھیل جاتے ہیں۔

وَتَوْقَافِهِمْ فَوْقَ الْجِبَالِ عَشِيَّةً      يُقِيمُونَ بِالْأَيْدِي صُدُورَ الدَّوَاهِلِ

اور شام کے وقت کے پہاڑوں پر ان کے کھڑے ہونے کی پناہ، جہاں سواروں

کے اگلے حصے کو ہاتھوں سے سیدھا کرتے یا تھامتے ہیں۔

وَلَيْلَةَ جَمْعٍ وَالْمَنَازِلِ مِنْ مَنًى      وَهَلْ قَوْقَهَا مِنْ حُرْمَةٍ وَمَنَازِلِ

اور اس رات کی پناہ، جس میں لوگ منیٰ میں جمع ہوتے ہیں اور منیٰ کے ان مقامات

کی پناہ، جہاں لوگ اترتے ہیں کیا ان سے بڑھ کر بھی کوئی عظمت والی چیزیں اور مقامات ہیں؟

۱۔ جبل عرفات یا اس کے دائیں جانب کا ریتلا ٹیلا۔



وَجَمْعٍ إِذَا مَا الْمُقَرَّبَاتُ أَجَزْنَهُ سِرَاعًا لَهَا يَخْرُجْنَ مِنْ وَقَعٍ وَابِلٍ

اور عرفات کی پناہ، جہاں شریف گھوڑے موقت میں جگہ حاصل کرنے کے لیے  
ایسی تیزی سے گزرتے ہیں، جیسے موسلا دھار بارش ہوتے وقت اس سے بچنے کے لیے  
بھاگتے ہیں۔

وَبِالْجَمْرَةِ الْكُبْرَىٰ إِذَا اصْعَدُوا لَهَا يَوْمُونَ قَدْ قَارَأَتْهَا بِالْجَنَادِلِ

اور بڑے جمرے کی پناہ، جب لوگ اس کی جانب ارادہ کرتے اور اس کے سر  
کو تپھروں سے مارنا چاہتے ہیں۔

وَكِنْدَاةٍ إِذْ هُمْ بِالْحَصَابِ عَشِيَّةً تَجِيْزُهُمْ جُحَا جُ بَكْرَيْنِ وَائِلٍ

اور بنی کندہ کی پناہ، جب وہ شام کے وقت رمی جمار (سنگریز) سے بھینکنا  
کے مقام پر ہوتے ہیں اور ان کے پاس سے بکرین وائل کے حج کرنے والے لوگ  
گزرتے ہیں۔

حَلِيفَانِ شَدَا عَقْدًا مَا اخْتَلَفَا لَهُ وَدَدَا عَلَيْهِ عَاهِلَاتِ الْوَسَائِلِ

وہ دونوں ایسے حلیف ہیں کہ انھوں نے جس بات پر حلف اٹھایا، اسے مستحکم کیا  
اور تعلقات کی مہربانیوں کو اس کی جانب پھیر دیا۔

وَحَظْمِهِمْ سُمَرَ الرَّمَا حِ وَسَرْحَهُ وَشَبْرِقَهُ وَخَدَ النَّعَامِ الْجَوَادِلِ

دامن کرہ کے موز کے درختوں، درخت مرغ اور نبات شبرق کو تیز بھاگنے والے  
شتر مرغ کی سہمی تیز چال سے ان کے توڑ دینے کی پناہ۔

فَهَلْ بَعْدَ هَذَا مِنْ مَعَاذٍ لِّعَاثِدٍ وَهَلْ مِنْ مُّعِيدٍ يَتَّقِي اللَّهَ عَا ذِلِ

کیا پناہ لینے والے کے لیے ان پناہ گاہوں کے سوا اور بھی کوئی پناہ گاہ ہے؟ اور کیا

کوئی عدل و انصاف کرنے والا اللہ سے ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے؟

يُطَاعُ بِنَا الْعُدَسَى وَوَدُوَا كُوَا نَنَا تُسَدُّ بِنَا أَبْوَابَ تُرُكٍ وَكَهَابِلِ

ہمارے متعلق ظالموں کی بات سُنی جاتی ہے، حالانکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے

لیے ترکی دکابیل کے دروازے بند ہوں۔

كَذَّبْتُمْ وَبَيْتِ اللَّهِ شُرُكُ مَلَكَةٍ وَتَطْعَنَ الْأَمْرُكُمْ فِي بَلَابِلِ

بیت اللہ کی قسم، تم نے جھوٹ کہا۔ یعنی یہ خیال غلط ہے کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور



یہاں سے سفر کر جائیں گے۔ یہ صرف تمہارے خیالی دوسرے ہیں۔

كَذَبْتُمْ وَبَيَّتَ اللَّهُ بُيُوتَیْ مُحَمَّدًا وَلَمَّا نَطَاعِنُ دُونَهُ وَنُنَا صَلِّ

بیت اللہ کی قسم، تم نے غلط خیال کیا کہ ہم محمد کے متعلق مغلوب ہو جائیں گے

حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نہ نیرہ زنی کی ہے اور نہ ہی

تیر اندازی۔

وَنَسْلِبُهُ حَتَّى نَصْرَعُ حَوْلَهُ وَنَذْهَلْ عَنْ أَنْبَائِنَا وَالْحَلَّائِلِ

تم نے غلط خیال کیا کہ ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے۔ ہرگز

نہیں، حتیٰ کہ ہم ان کے اطراف میں پھیر جائیں گے اور اپنے بیوی بچوں کو

بھول جائیں گے۔

وَيَنْهَضُ قَوْمٌ فَيُلْحِدِيْدًا إِلَيْكُمْ نَهْوَضُ الرِّدَايَا تَحْتَ ذَاتِ السَّلَاصِلِ

تمہارے مقابلے کے لیے ہتھیار بند لوگ ایسے اٹھیں گے جیسے پانی پلانے والے

اونٹنیاں آواز کرنے والی پکھالوں کے نیچے سے انہیں لے کر اٹھتی ہیں۔

وَحَتَّى نَرَى ذَا الصَّغْنِ يُوَكِّبُ رَدْعَهُ مِنَ الطَّغْنِ فَعَلَ إِلَّا تَكْسِبُ الْمُتَمَّامِلِ

حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں، کینہ ور برہمی کا زخم کھا کر ایک جانب بھوک دے کر مشکل

سے چلنے والے کی طرح خون میں نہا کر منہ کے بل گر رہا ہے۔

وَإِنَّا لَعَمْرُ اللَّهِ إِنَّ جَدًّا مَا أَدَى كَلْتَلَيْسًا أَسِيًّا فَنَّا بِأَلَا مَا شِلِ

اللہ تعالیٰ کی بقا کی قسم، جن واقعات کا میں خیال کرتا ہوں کہ سچ مچ وہی واقعہ

ہوئے تو ہماری تلواریں بڑے بڑے لوگوں کو پہن لیں گی (ان کے پیٹوں میں مار دی جائیں گی،

یا بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

بِكَفَى فَتَى مِثْلِ الشَّهَابِ سَمِينًا أَحْيَى ثِقَتَهُ حَامِي الْحَقِيقَةِ بِأَسِلِ

ایسے جوانمرد کے ہاتھوں میں ہوگی، جو شہاب کا سا اردشن پہرے والا یا بے دھوک

گھس پڑنے والا، سردار، بھروسے کے قابل صداقت کی حمایت کرنے والا بہادر ہو۔

شُهُورًا وَأَيًّا مَا وَحَوْلًا مُجَرَّمًا عَلَيْنَا وَتَأْتِي حِجَّةٌ بَعْدَ قَابِلِ

اسی حالت میں ہم پر کئی دن، کئی مہینے، کئی پورے سال گزر جائیں گے اور آنے

والے حج کے بعد اور حج آئیں گے۔



وَمَا تَرَكْتُ قَوْمٍ، لَا آبَالَكَ، سَيِّدًا يَحْطُطُ الذَّمَّ مَا رَغِيْرَ ذَرْبٍ مُوَاكِِلٍ

تیرا باپ مرجائے، ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی (بدترین) بات ہے جو حمایت کے قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے۔ نہ فساد ہی ہے اور نہ اپنا کام دوسروں پر چھوڑنے

والا ہے۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامَ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلدَّامِلِ

جو ایسے روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے

یتیموں کی سرپرستی کرنے والا اور یتیموں کی پناہ۔

يَلُوْذُ بِهِ الْهَلَاكُ أَلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهُ فِي رَحْمَةٍ وَفَوَاضِلٍ

بنی ہاشم کے مفلس اس کے اہل پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس ناز و نعم میں

اور اعلیٰ مراتب پر ہیں۔

لَعَمْرِي لَقَدْ أَجْرِيْ أَسِيْدٌ وَبِكْرُهُ إِلَى بُغْضِنَا وَجَزَاْنَا لِأَعْمَلِ

یہ میری عمر کی قسم، اسید اور اس کے جوان لڑکے نے ہم سے دشمنی کرنی چاہی اور

ہمیں کھانے والے کے لیے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

وَعُثْمَانُ لَمْ يَرْبِعْ عَلَيْنَا وَقُنْفَذٌ وَلَكِنْ أَطَاعَا أَمْرَ تِلْكَ الْقَبَائِلِ

اور عثمان نے ہماری جانب توجہ ہی نہیں کی، نہ قنغد نے بلکہ انھوں نے انھیں

قبیلوں کے احکام کی اطاعت کی۔

أَطَاعَا أَبِيًّا وَابْنُ عَبْدِ يَغْوُثِهِمْ وَلَمْ يَرْقُبَا فَبِنَا مَقَالَةَ قَائِلِ

انھوں نے ابی کی اور اپنے ابن عبد یغوث کی بات مانی۔ ہمارے متعلق کسی کہنے

والے کی بات کی جانب توجہ بھی نہ کی۔

كَمَا قَدْ لَقِينَا مِنْ سُبَيْعٍ وَنُفْلٍ وَكُلُّ تَوَلَّى مُعْرِضًا لَمْ يُجَامِلِ

سبیع اور نوفل کا بھی ہم نے یہی برتاؤ پایا۔ ہر ایک منہ پھیر کر پلٹ گیا۔ کسی نے

حسن سلوک نہیں کیا۔

فَإِنْ يُلْقَى أَوْ يُنْكِنِ اللَّهُ مِنْهُمْ مَا نَكَلِ لَهُمَا صَاعًا بِصَاعِ الْمَكَائِلِ

پھر اگر وہ کہیں پائے جائیں یا اللہ تعالیٰ ان سے بدلا لینے کی قدرت دے تو ہم بھی

انھیں بازار کے بھاؤ سے سیر کو سیرنا پ دیں گے۔

جلد اول



وَذَلِكَ أَبُو عَمْرٍو ابْنِي غَيْرُ بَغْضَنَّا لِيُطْعَنَنَا فِي أَهْلِ شَاءٍ وَجَامِلِ

اس ابو عمرو کی تو یہ حالت ہے کہ ہماری دشمنی کے سوا ہر چیز کا منکر ہے۔  
وہ چاہتا ہے کہ ہمیں بکریوں والوں اور اونٹوں والوں میں جا لسنے پر مجبور کر کے  
چھوڑے۔

يُنَاجِي بِنَا فِي كُلِّ مُمَسِيٍّ وَمُصْبِحٍ فَتَاجِرِ آبَا عَمْرِو بِنَا شَمَّ خَاتِلِ

صبح و شام ہمارے متعلق سرگوشی کرتا رہتا ہے، اے ابو عمرو! ہمارے  
متعلق خوب سرگوشی کر لے، پھر دغا بازی کر۔

وَيُؤَلِّي لَنَا يَا لِلَّهِ مَا إِنْ يَغْشُنَا بَلَى قَدْ تَرَاهُ جَهْمَةً غَيْرَ حَائِلِ

ہم سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ دغا بازی نہیں کرے گا۔ کیوں نہیں؟ ہم تو  
بے پردہ علانیہ ہی دیکھ رہے ہیں۔

أَصَاقَ عَلَيْهِ بُغْضُنَا كُلَّ تَلْعَةٍ مِنَ الْأَرْضِ بَيْنَ أَخْشَبِ فَمَجَادِلِ

کوہِ اخشب و کوہِ مجادل کی درمیانی زمین کی ہر وادی ہماری دشمنی میں اس کے  
لیے تنگ ہو گئی ہے۔

وَسَائِلِ آبَا الْوَلِيدِ مَا ذَا حَبَوْتَنَا بِسَعْيِكَ فِينَا مُعْرِضًا كَالْمَخَاتِلِ

ابو الولید سے دریافت کرو کہ دغا بازوں کی طرح منہ پھیر کر ہمارے خلاف ہی  
کوشش کر کے تو نے ہمیں کیا نقصان پہنچایا؟

وَكُنْتَ أَمْرًا مِمَّنْ يُعَاشُ بِرَأْيِهِ وَدَحْمَتُهُ فِينَا وَلَسْتَ بِجَاهِلِ

تو اس بات سے ناواقف نہیں کہ ہم سے متعلقہ معاملات میں تیری حالت اس  
شخص کی سی ہو گئی ہے، جو خود رائی اور جہز بات کے تحت زندگی گزارتا ہے۔

فَعُتْبَةُ لَا تَسْمَعُ بِنَا قَوْلَ كَا شَمِ حَسُوْدٍ كَذُوبٍ مُبْغِضٍ ذِي دَعَاوِلِ

اے عتبہ! ہمارے متعلق ایسے کپٹ رکھنے والوں کی بات کی جانب توجہ نہ کر  
جو حاسد، جھوٹے، دشمنی رکھنے والے اور فساد ی ہیں۔

وَمَرَّ أَبُو سُفْيَانَ عَنِّي مُعْرِضًا كَمَا مَرَّ قَيْلٌ مِنْ عِظَامِ الْمُقَادِلِ

اور ابو سفیان میرے پاس سے منہ پھیر کر اس طرح گزر گیا، جس طرح برطے

۵ مکہ معظمہ کی دو پہاڑیوں کے نام ہیں۔



نوابوں میں سے کوئی نواب۔

يَفِرُّ إِلَى نَجْدٍ وَبَرْدٍ مِيَاهِهِ وَيَزْعُمُ أَنِّي لَسْتُ عَنْكُمْ بِعَاقِلٍ  
اونچے مقامات اور سرد پانی کی جگہوں کی جانب بھاگ جاتا ہے اور دعویٰ یہ ہے

کہ میں تم سے غافل نہیں۔

وَيُخْبِرُنَا فِعْلَ الْمَنَاصِحِ أَنَّهُ شَفِيقٌ وَيُخْفِي عَارِمَاتِ الدَّوَاهِلِ  
اور خیر خواہوں کی طرح ہمیں بتاتا ہے کہ وہ مہربان ہے اور سخت فسادوں کو

چھپائے رکھتا ہے۔

أَمْطَعَهُمْ لَمْ أَخْذُ لَكَ فِي يَوْمٍ نَجْدَةٍ وَلَا مُعْظَمَ عِنْدَ الْأُمُورِ الْجَلَائِلِ  
اے مطعم! میں نے تجھے کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑا، نہ خطروں کے وقت اور

نہ بڑے بڑے اہم معاملوں میں۔

وَلَا يَوْمٍ خَصِمٍ إِذَا أَتَوَكَ الدَّيَّةَ أُولَى جَدَالٍ مِنَ الْخُصُومِ الْمَسَاجِلِ  
اور نہ ہنگامے کے وقت جب ہنگامہ دار، مندی اور مقابلہ کرنے والے دشمن

تیرے پاس آگئے۔

أَمْطَعَهُمْ إِنَّ الْقَوْمَ سَامُوكَ خُطَّةً وَإِنِّي مَتَى أَوْكَلْ فَلَسْتُ بِوَالِي  
اے مطعم! لوگوں نے تجھ سے سخت برتاؤ کیا، لیکن میں جب ہمہ تن تیرا پیچھا

کروں گا تو تو چھوٹ نہ سکے گا۔

جَزَى اللَّهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَتَوْفَلًا عَقُوبَةَ شَرِّ عَاجِلٍ غَيْرَ أَجَلٍ  
اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے نبی عبد شمس اور نبی توفل کو ایسا بدلادے کہ اس

سزا کی برائی فرمی ہو، اُنہ کے لیے باقی نہ چھوڑی جائے۔

بَيْنِزَانٍ قِسْطٍ لَا يُخْسِ شَعِيرَةً لَهُ شَاهِدٌ مِنْ لَفْسِهِ غَيْرَ عَائِلٍ  
انصاف کی ترازو میں تول کر جو بھر بھی کمی نہیں کرتی، جس کے متعلق خود اس

کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا کا لائق نہیں۔

لَقَدْ سَفَهَتْ أَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوا بَنِي خَلَفٍ قِيَضًا بِنَا وَالْغِيَا طِيلٍ  
ان لوگوں کی عقلیں ماری گئیں، جنہوں نے ہمارے بجائے بنی خلت اور بنی

غیاطل کو اختیار کیا۔



وَمَنْ الصَّيِّمُ مِنْ دَوَّابَةِ هَاشِمٍ وَالْقَصِي فِي الْخُطُوبِ الْأَوَّالِ

ہم اہم معاملوں میں قدیم ہی سے نبی ہاشم اور نبی قصی میں کے اعلیٰ افراد اور ان کی جان رہے ہیں۔

وَسَهْمٌ وَمَخْرُومٌ تَمَلُّوا وَالْبُؤَا عَلَيْنَا الْعِدَا مِنْ كُلِّ طَائِلٍ وَخَامِلٍ

بنی سہم و بنی مخروم نے کمینوں اور محقوں کو اکا کر ہمارے خلاف فتنہ و فساد پکایا۔

فَعَبَدَ مَنَاةَ أَنْتُمْ خَيْرُ قَوْمٍ كُمْ فَلَا تَشْرِكُوا فِي أَمْرِكُمْ كُلَّ وَاعِلٍ

اے بنی عبدمنات! تم تو قوم میں کے بہترین افراد ہو، اپنے معاملوں میں تم دو غلوں کو نہ شریک کرو۔

لَعَنَرِي لَقَدْ وَهَنْتُمْ وَعَجَزْتُمْ وَجِئْتُمْ بِأَمْرِ مُخْطِئٍ لِلْمُقَاصِلِ

میری عمر کی قسم، تم کمزور اور عاجز ہو گئے ہو اور تم نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے جو جوڑ بند پر پڑنے والی ضرب نہیں (صحیح رویہ نہیں)

وَكُنْتُمْ حَدِيثًا حَطَبٌ قَدِرُوا أَنْتُمْ أَلَا نَحِطَابٌ أَقْدَرُ وَمَرَّاجِلٍ

ابھی کچھ دن پہلے تم ایک دیگ کا ایندھن تھے اور اب تم بہت سی دیگوں کا ایندھن بن گئے ہو۔

لِيَهْنِ بَنِي عَبْدِ مَنَاةٍ عُقُودُنَا وَخِذْ لَانَنَا وَتَرْكُنَا فِي الْمَعَاوِلِ

ہماری مخالفت، ہماری امداد سے علیحدگی اور ہمیں تاوان بھرنے کے لیے تنہا چھوڑ دینا بنی عبدمنات کو مبارک ہو۔

فَإِنْ نَلَّ قَوْمًا نَتَّزِمَا صَنَعْتُمْ وَتَحْتَلِبُوهَا لِفُحَّةٍ غَيْرِ بَاهِلٍ

اگر ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو (اس کا بدلہ نہ لے کر ہم) دل میں رکھتے ہیں تو تم لوگ موقوفہ اذنی کے دودھ کی طرح دودھ لیتے جاتے ہو۔

وَسَائِطُ كَانَتْ فِي لُؤَيٍّ بْنِ غَالِبٍ نَفَاهُمْ إِلَيْنَا كُلُّ صَقَرٍ حَلَّاحِلٍ

جو تعلقات بنی لؤئی بن غالب میں تھے، سمجھ والوں اور ہاموت لوگوں نے ان سے انکار کر دیا۔



وَرَهْطُ نَفِيلٍ شَرْمَنِ وَطِيِّ الْحَصَى وَالْأَمْحَافِ مِنْ مَعِي وَنَا عِلِّ

بنی نفیل کی جماعت روئے زمین پر چلنے والوں میں بدترین ہے اور بنی سعد کے جوتے پہننے والوں اور ننگے پاؤں پہرنے والوں میں سب سے زیادہ کینے میں۔

فَأَبْلَغُ قُصِيًّا أَنْ سَيَنْشُرُ أَمْرَنَا وَبَشَرُ قُصِيًّا بَعْدَنَا بِالتَّخَاذُلِ

بنی قصی کو یہ پیام پہنچا دو اور انہیں خوشخبری سنا دو کہ منقریب ہمارے یہ تعلقات منتشر ہوں گے، پھر ہماری جانب سے کوئی مدد نہیں دی جائے گی۔

وَلَوْ طَرَقَتْ لَيْلًا قُصِيًّا عَظِيمَةً إِذَا مَا لَجَانَا دُونَهُمْ فِي الْمَدَاخِلِ

اگر راتوں رات بنی قصی پر کوئی بڑی آفت آگئی تو ان کے بچاؤ کے لیے دخل دینے پر ہم مجبور نہ ہوں گے۔

وَلَوْ صَدَقُوا ضَرْبًا خِلَالِ بِيوتِهِمْ لَكُنَّا أَسَى عِشْدِ النِّسَاءِ الْمَكَافِلِ

اور اگر لوگوں نے سخت حملہ کیا اور ان کے گھر میں گھس گئے تو ہم بچوں والی عورتوں کے پاس رہنے میں ایک دوسرے کے لیے نمونہ ہوں گے۔

فَكُلُّ صَدِيقٍ وَأَبْنٍ أُخْتٍ نَعْدُهُ لَعَمْرِي وَجَدْنَا غَيْبَهُ غَيْرَ طَائِلِ

اپنی عمر کی قسم، وہ شخص جسے ہم بھانجا یا دوست سمجھتے ہیں، اس کے ایک روز غائب ہو کر دوسرے روز آنے کو ہم نے بے فائدہ پایا۔

سِوَى أَنَّ رَهْطًا مِنْ كِلَابِ بْنِ مُرَّةٍ بَرَاءُ الْكِنَا مِنْ مُعَقَّةٍ خَاذِلِ

سوی بنی کلاب بن مرہ کی ایک جماعت کے، وہ تو ہمارے ساتھ دوستی ترک کرنے کے الزام سے بری ہیں۔

وَهَذَا لَهُمْ حَتَّى تَبْدَدَ جَمْعُهُمْ وَيَخْسَرَعَنَّا كُلُّ بَاغٍ وَجَاهِلِ

ہم نے انہیں ایسا کر دیا کہ ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر طرح کا باغی اور جاہل ہمارے مقابلے سے کمزور ہو کر مٹ جاتا ہے۔

وَكَانَ لَنَا حَوْضُ السَّقَايَةِ فِيهِ سَمٌ وَنَحْنُ الْكُدَى مِنْ غَالِبٍ وَالْكَوَاهِلِ

پانی پلانے کا ہمارا ایک حوض انہیں کی بستیوں میں تھا ہم تو بنی غالب میں بڑے پتھر کی چٹان (عزت والے) اور مرجع خاندان ہیں۔



شَبَابٌ مِنَ الْمُطَيَّبِينَ وَهَاشِمٌ  
کَبِیضُ السُّیُوفِ بَيْنَ أَيْدِي الْقَبَائِلِ  
ہم میں کے وہ نوجوان، جنہوں نے عطر میں ہاتھ ڈال کر معاہدہ کیا اور بنی ہاشم میں  
کے جوان ایسے ہیں، گویا صیقل گروں کے ہاتھ میں چمکتی تلواریں۔

فَمَا أَذْكَوْا دَحْلًا وَلَا سَفْكَوْا دَمًا  
وَلَا حَالَفُوا إِلَّا شِرَارَ الْقَبَائِلِ  
نہ انہوں نے انتقام لیا، نہ خون بہایا، نہ انہوں نے قبیلے کے بدترین افراد کے  
سوا کسی سے مخالفت کی۔

بِضَوْبٍ تَرَى الْفُتَيَانَ فِيهِ كَاتِبُهُمْ  
صَوَارِي أَسْوَدٍ فَوْقَ لَحْمِ خَرَادِلِ  
ایک ایسی ضرب سے، جس میں جوان مردوں کو تڑاس مال میں دیکھے گا، گویا گوشت  
کے ٹکڑوں پر شیر درندہ ہیں۔

بَنِي أُمَّةٍ مَحْبُوبَةٍ هِنْدِ عَيْتَةٍ  
بَنِي جَمْعٍ عُبَيْدِ قَيْسِ بْنِ عَاقِلِ  
اے ہندی محبوبہ ہند عیتہ  
اے بنی جمع عبید قیس بن عاقل۔

وَلَكِنَّا نَسْأَلُ كِرَامًا لِسَادَةٍ  
بِهِمْ نَعْيَ الْأَقْوَامِ عِنْدَ الْبَوَاطِلِ  
لیکن ہم تو شریف سرداروں کی اولاد میں سے ہیں، جن کے ذریعے سے غلط  
کاری کے وقت لوگوں کو موت کا پیام دیا جاتا ہے۔

وَنِعْمَ ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ غَيْرِ مَكْدَبٍ  
زُهَيْرٌ حُسَامًا مُفْرَدًا مِنْ حَمَائِلِ  
زیر قوم کا بہترین بھانجا ہے، سچا ہے، جھٹلایا ہوا نہیں، گویا وہ حمائل سے  
الگ کی ہوئی تلوار ہے۔

أَشَمُّ مِنَ الشَّمِّ أَبْهًا لِبَلٍ يَنْتَمِي  
إِلَى حَسْبٍ فِي حَوْمَةِ الْمُجْدِ قَاضِلِ  
سر بلند سرداروں میں کا ایک سر بلند ہے۔ وہ ایسی شرافت کی جانب نسبت  
رکتا ہے، جو عزت کی بڑائی میں بڑھا ہوا ہے۔

لَعَمْرِي لَقَدْ كَلَّفْتُ وَجْدًا بِأَحْمَدٍ  
وَإِخْوَاتِهِ دَابَّ الْمُحِبِّ الْمَوَاصِلِ  
اپنی عمر کی قسیم! جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی حالت ہوتی  
ہے، میں بھی احمد (سلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے بھائیوں کے عشق میں مبتلا کیا  
گیا ہوں



فَلَا ذَالَ فِي الدُّنْيَا جَمَالًا لِأَهْلِهَا وَذَيْنًا لِمَنْ دَالَا رَبُّ الْمَشَاحِلِ

ایک دوسرے سے مشابہتیں بنانے والا پروردگار، احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے بھائیوں سے تعلقات رکھنے والوں کے لیے جمال و نیروی ہمیشہ رکھے اور جن لوگوں کی اس نے سرپرستی کی ہے، ان کی زینت کو دوام عطا فرمائے۔

فَمَنْ مِثْلُهُ فِي النَّاسِ أَيْ مُؤَمِّلٍ إِذَا قَاسَهُ الْحُكَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ

احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سالوگوں میں ہے کون؟ فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے لیے اس (کے مرتبے) کا اندازہ کیا تو اس کے لیے ان لوگوں میں جن سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں، عجیب قسم کی برتری پائی۔

حَلِيمٌ رَشِيدٌ عَادِلٌ غَيْرُ طَائِشٍ يُوَالِي إِلَهًا لَيْسَ عَنْهُ بِغَافِلٍ

وہ بردبار سیدھی راہ پر چلتے والا منصف ہے، جلد باز نہیں ایسے معبود سے تعلقات رکھنے والا ہے، جو اس سے غافل نہیں۔

فَوَاللَّهِ لَوْلَا أَنْ أَجِئْتُ بِسَبَبِهِ تَجَرَّ عَلَى أَشْيَاخَنَا فِي الْمَحَافِلِ

واللہ اگر میری وجہ سے ہمارے بزرگوں پر محبوبوں میں (میرے اسلام اختیار کرنے کی وجہ سے) گالیاں پڑنے کا خوف نہ ہوتا (اگر اسی کا الزام)

لَكُنَّا اتَّبَعْنَا عَلَى كُلِّ حَالَةٍ مِنَ الدَّهْرِ جِدًّا غَيْرَ قَوْلِ التَّهَافُلِ

تو ہم اس کی پیروی ضرور کرتے، خواہ زمانے کی حالت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ بات میں نے حقیقت کے لحاظ سے کہی ہے، دل لگی یا مذاق کے طور پر نہیں کہی۔

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ أَبْنَاءَ لَا مُكَذَّبٌ لَدَيْنَا دَلَالًا يُعْنَى بِقَوْلِ الْبَاطِلِ

سب لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے لڑکے پر جھوٹ کا الزام لگانے والا ہم میں کوئی نہیں اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں پر تو کوئی توجہ نہیں کی جاسکتی۔

فَأَصْبَحَ فِينَا أَحْمَدُ فِي أَدْوَمَةٍ تَقْصَرُ عَنْهُ سَوْدَةُ الْمُتَطَوِّلِ

ہم میں احمد نے (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اسے مزر پہنچانے یا اس کا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔



حَدَّثْتُ بِنَفْسِي دُونَهُ وَحَمِيَّتُهُ وَدَا فَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرَاوِ الْكَلَّا كُلِّ

اس کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی اپنی پیٹھ کی انتہائی

لمبائی اور سینے کے برے حصے سے اس کی حفاظت کی (اپنے تمام اعضاء و جوارح سے)

فَأَيَّدَهُ رَبُّ الْعِبَادِ بِنَصْرِهِ وَأَظْهَرَ دِينًا حَقَّهُ غَيْرُ بَاطِلٍ

پس بندوں کے پالنے والی ذات نے اس کی امداد کی اور اپنے سچے دین کو جو

بھوٹا نہیں غلبہ دیا۔

رِجَالٌ كِرَامٌ غَيْرُ مِيلٍ نَمَاهُمْ إِلَى الْخَيْرِ أَبَاؤُ كِرَامٌ الْمَحَاصِلِ

یہ لوگ شریف ہیں، بزدل نہیں۔ ان کے آبا و اجداد نے جن کے مقاصد اعلیٰ

تھے، انھیں نیکی کی طرف سے متوجہ رہنے کی تربیت دی۔

فَإِنْ تَلَّكَ كَعْبٌ مِنْ لُؤَيٍّ صُفْيَبَةً فَلَا بُدَّ يَوْمًا مَرَّةً مِنْ تَزَايُلٍ

اگر بنی کعب کو بنی لؤئی سے قریب کا رشتہ ہے تو اس رشتے کا ٹوٹنا بھی ممکن

ہے اور کسی نہ کسی دن اور کبھی نہ کبھی ان کے جتنے کا منتشر ہونا بھی ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا | ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس

پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ مدینہ والوں پر قحط کی بلا نازل

ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر جا کر بارش کے لیے دعا فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اتنی بارش ہوئی کہ

آس پاس کے لوگ ڈوبنے کے ڈر سے شکایت کے کر پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا يَا اللَّهُ بَارِكْ لَنَا فِي مَائِ بَرَاءِ بَرَاءِ بَرَاءِ

پھر مدینہ پر سے ابر بھٹ کر اس کے اطراف میں بہ صورت دائرہ ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: لَوْ أَدْرَكَ أَبُو طَالِبٍ هَذَا الْيَوْمَ لَسَرَّهُ۔ اگر آج ابوطالب ہوتے تو انھیں اس سے خوشی

ہوتی۔ آپ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! گویا آپ ان کے اس شعر کی طرف

اشارہ فرما رہے ہیں:

وَأَبْيَضَ يَسْتَسْقِي الْعَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلدَّرَابِلِ

آپ نے فرمایا:

اجل، اہل۔



ابو طالب کے مذکور اشخاص | ابن اسحاق نے کہا: الغیاطل بنی سہم بن عمرو بن مصیص میں کے لوگ ہیں۔ ابو سفیان کا باپ حرب بن امیہ، مطعم کا باپ عدی بن نوفل بن عبد مناف، زہیر کا باپ ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور مطعم کی ماں عاتکہ بنت عبد المطلب ہے۔

اسید اور اس کا جوان لڑکا، جس کا شعر میں ذکر ہے، اس سے مراد عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے۔ عثمان کا باپ عبید اللہ تھا، جو طلحہ بن عبید اللہ التیمی کا بھائی تھا۔ قنفذ کا باپ عمر بن عبد مناف بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ اور ابو الولید عقبہ ربیعہ کا بیٹا تھا۔ ابی الاخنس بن شریف الثقفی وہ ہے، جو بنی زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابی کا نام اخنس اس لیے ہو گیا کہ وہ جنگ بدر کے روز لوگوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا تھا (خنس کے معنی پیچھے ہٹنا ہیں) یہ بنی علاج میں سے تھا۔ علاج کے باپ کا نام ابو سلمہ بن عوف بن عقبہ تھا۔ الاسود کے باپ کا نام عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب تھا۔ یحییٰ خالد کا بیٹا اور بھارت بن فہر والوں میں سے تھا۔ نوفل کے باپ کا نام خرید بن اسد بن عبد العزی بن قصی اور اس کی ماں کا نام عدویہ تھا۔ یہ قریش کے شیاطین میں سے تھا۔ اسی نے ابو بکر صدیق اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کو ایک رستی میں باندھ دیا تھا، جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تھا اسی لیے ان دونوں کو قرینین کا لقب ملا تھا۔ اس نوفل کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے روز قتل کیا۔ ابو عمرو قرظہ کے باپ کا نام عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھا "قوم علیہنا اللہ" ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں سے مراد بنی مکہ بن عبد مناف بن کنانہ ہیں۔ یہ تمام ان لوگوں کے نام ہیں جن کا ذکر ابو طالب نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔



## نبوت کی عام شہرت

**اوس و خزرج** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دعوے کی شہرت سارے عرب میں ہو گئی اور تمام شہروں میں پہنچ گئی تو مدینہ میں بھی آپ کے چرچے ہونے لگے۔ قبیلہ اوس و خزرج سے بڑھ کر کوئی قبیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق زیادہ جاننے والا نہ تھا۔ نہ اس شہرت کے وقت اور نہ اس سے پہلے۔ کیونکہ وہ یہود کے عالموں سے، جو ان کے حلیف تھے اور انہیں کے ساتھ انہیں کی بستیاں میں رہنے والے تھے، آپ کے حالات سنا کرتے تھے جب آپ کی شہرت مدینہ میں ہوئی اور قریش کی آپ سے مخالفت کا ذکر بھی ان سے کیا گیا تو ابو قیس بن الاسلت بنی واقف کے قبیلے والے نے (ذیل کا قصیدہ) کہا:

**ابو قیس بن الاسلت** | ابن ہشام نے کہا: ابن اسحق نے یہاں تو ابو قیس کو بنی واقف کے نسب میں بتایا ہے اور حدیث فیل میں اس کا نسب خطمہ سے بتایا ہے، اس کا سبب یہ ہے کہ عرب بعض اوقات دادا کے بھائی سے نسب بتا دیتے ہیں جب دادا کا بھائی دادا سے زیادہ مشہور ہو۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے عبیدہ نے بیان کیا کہ حکم بن عمرو الغفاری ثعلبہ کی اولاد میں سے ہے، جو غفار میں کا شخص تھا۔ اس غفار سے مراد غفار ملیل ہے۔ ثعلبہ کا باپ ملیل بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ تھا، اسی لیے انہوں نے عقبہ کو غزوہ وان اسلمی کا بیٹا بتایا ہے، حالانکہ وہ مازن ابن منصور کی اولاد میں تھا اور سلیم بھی منصور کا بیٹا تھا۔ پس ابو قیس بن الاسلت بنی وائل میں سے ہے۔ وائل، واقف اور خطمہ ایک دوسرے کے بھائی اور قبیلہ اوس میں کے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا: ابو قیس بن الاسلت نے یہ (قصیدہ) کہا ہے، حالانکہ وہ قریش سے محبت رکھتا اور ان لوگوں کا داماد بھی تھا۔ اسد بن عبد العزیٰ بن قصی کی بیٹی ازب اس کی بیوی تھی اور وہ اپنی زوجہ کو لے کر ان کے پاس برسوں گزارتا تھا۔ وہ اس قصیدے میں حرم کعبہ کی عظمت جتاتا ہے، قریش کو اس میں جنگ کرنے سے روکتا ہے۔ انہیں ایک دوسرے سے باز رہنے کی تاکید کرتا ہے۔ انہیں ان کی نفسیتیں



اور عقل مندیاں یاد دلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ روکنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو آفتیں ان پر آئیں اور جو آزمائشیں ہوئیں مثلاً اصحاب فیل کی آفت دور کی اور اس سے بچاؤ کی تدبیر اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی، اسے یاد دلایا۔

### البوقیس کے اشعار | وہ کتا ہے :

يَا دَا عِبَا مَاعَرَضَتْ فَبَلَّغْنِ مَغْلَغَلَةً عَنِّي لَوْ مَيَّ بُنَّ غَالِبِ  
اے سوار اگر حرم کی جانب تیرا جانا ہو تو بنی لڑی بن غالب کو میرا یہ پیغام

پہنچا دینا۔

رَسُولُ امْرِئٍ قَدْ رَاعَهُ ذَاتُ بَيْنِكُمْ عَلَى النَّاسِ فَخُذُوْنِ بِيْذِ الْكَتَابِ  
اس شخص کا پیام جسے تمہارے آپس کے تعلقات نے خوفزدہ کر دیا ہے جو مجھ میں غم زدہ ہے اور اس کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہا ہے۔

وَقَدْ كَانَ عِنْدِي لِلْمُؤْمِمْ مَعْرَسٌ فَلَمَّا أَقْبَضَ مِنْهَا حَاجَتِي وَمَا رِيبِيْ  
میں فکروں میں گھرا رہا، لیکن نہ ان سے میری کوئی حاجت براری ہوئی، نہ مقصد حاصل ہوا۔

نَبَيْتُكُمْ شَرْجَيْنِ كُلُّ قَبِيلَةٍ لَهَا اَزْمَلٌ مِنْ بَيْنِ مُذَلٍّ وَحَاطِبِ  
مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ دو جماعتیں ہو گئے ہو۔ ہر جماعت میں ایک شور مچا رہا ہے۔ ایک گروہ ایندھن جمع کر رہا ہے دوسرا گروہ آگ بھڑکا رہا ہے۔

اُعِيْدُكُمْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ صُنْعِكُمْ وَشَرِّ تَبَاغِيْكُمْ وَكَرْسِ الْعَقَارِبِ  
تمہارے اعمال کی بُرائی، تمہارے آپس کے جھگڑوں اور بھپوؤں کی چھپی عداوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

وَاطْهَارِ اخْلَاقِيْ وَنَجْوَى سَقِيمَةٍ كَوَخَزِ الْاَشَا فِي وَقْعِهَا حَقَّ صَائِبِ  
اخلاق کے ظاہر کرنے اور اسے جھگڑوں کی سرگوشی کرنے سے، جن کی چھپیں آریوں کی طرح سیدھی پڑتی ہے۔

فَدَاكَرَهُمْ بِاللّٰهِ اَدَلَّ وَهَلَكَةٍ وَاحِلَالٍ اَخْرَامِ الطَّبَاِ الشَّوَارِبِ  
پہلے انہیں اللہ کا نام لے کر نصیحت کر اور انہیں حرم کی سرحد میں رہنے والی جلد اڈل



بتلی کردالی ہر نیوں کا شکار حلال سمجھنے سے ڈرا۔

وَقُلْ لَهُمْ وَاللَّهُ يَحْكُمُ حُكْمَهُ دَرُوا الْحَرْبَ أَتَذْهَبُ عَنْكُمْ فِي الْمَرَايِبِ

اور ان سے کہہ، اللہ تعالیٰ اپنے احکام دیتا ہے تم اپنی جنگ وسیع میدانوں

کے لیے اٹھا رکھو۔

مَتَى تَبْعَتْهُمَا تَبْعَتْهُمَا ذَمِيمَةً هِيَ الْخَوَلُ لِلْأَقْصَيْنِ أَذِلَّةٌ قَرِيبٌ

جب کبھی تم جنگ کرو گے، وہ بری ہی ہوگی، اپنوں سے ہو یا بیگانوں سے

جنگ تو ایک چڑیل ہے۔

تَقْطَعُ أَرْحَامًا وَتُهْلِكُ أُمَّةً وَتَبْرِي السَّدَافِ مِنْ سَنَامٍ وَغَارِبِ

وہ تو رشتوں کو قطع اور قوموں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ میٹھ کے اوپر کا حصہ اور

اور کوہان کا گوشت کاٹ دیتی ہے۔

وَتَسْتَبْدِلُ لَوْ أَبَا لَا تُحْيِيَةَ بَعْدَهَا شَلِيلًا وَاصْدَاءَ ثِيَابِ الْمَحَارِبِ

جنگ چھڑ جانے کے بعد بجائے اعلیٰ درجے کی مینی پر شاہک کے پننے کے

تھیں رنگ لگی زرہیں اور زرہوں کے نیچے کپڑے پننے ہوں گے۔

وَبِالْمِسَاكِ وَلِكَا فُورِ غُبَرًا سَوَابِغًا كَانَ قَتِيرِيهَا عُيُونُ الْجَنَادِ

اور مشک و کا فور کی بجائے سر سے پاؤں تک گرد و غبار کی لمبی لمبی زرہیں پہننی

ہوں گی جن کے حلقے ٹڈیوں کی آنکھوں جیسے ہوں گے۔

فَيَأْكُلُهُمُ وَالْحَرْبُ لَا تَعْلَقَنَّكُمْ وَحَوْضًا وَخَيْمًا الْمَاءِ مَرًّا لِلْمَشَارِبِ

پس جنگ سے خود کو بچاؤ کہہیں وہ تمہیں چپٹ نہ جائے جنگ ایسا حوض

ہے جس کا پانی پینے میں کڑوا اور خالصت میں بدبھمی پیدا کرنے والا ہے۔

تَزَيِّنُ لِلْأَقْصَا شَمَّ يَرَوْنَهَا بِعَاقِبَةٍ إِذْ بَيَّنَّتْ أُمَّ صَاحِبِ

جنگ لوگوں کے پاس بن ٹھن کر آتی ہے پھر جب وہ بے پردہ ہو جاتی

ہے اور اس پر انجام کار کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں تو کسی دوست کی ماں کی طرح

بڑھیا دکھائی دیتی ہے۔

خُتَوَقُ لَا تُشْوِي ضَعِيفًا وَتَنْتَحِي ذَوِ الْعِزِّ مِنْكُمْ بِالْحُتُوفِ الصَّوَابِ

جلائی ہے کمزور کو جلانے میں تو غلطی ہی نہیں کرتی اور عزت و جاہ والوں کی جانب



ترشاد موت بن کر پہنچتی ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَتْ فِي حَرْبٍ دَاحِسٍ فَتَعْتَبِرُوا أَوْ كَانَتْ فِي حَرْبٍ حَاطِبٍ

جنگ داحس اور جنگ حاطب میں کیا کیا ہوا؟ کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ اس

سے سبق لو؟

وَكَمْ قَدْ أَصَابَتْ مِنْ شَرِّينِ مُسَوِّدٍ لَهْوِيلِ الْعِمَادِ صَيْفُهُ غَيْرُ خَائِبٍ

اوپچی اور پچی ڈیوڑھیوں والے نوابوں پر، جن کا معان کبھی محروم نہ جاتا تھا۔

جنگ نے آفت ڈھالی۔

عَظِيمِ رَمَادِ النَّارِ يُحْمَدُ أَمْرُهُ وَذِي شَنِيمَةٍ فَحْضٍ كَرِيمِ الْمَضَارِبِ

جس کی آگ کی راکھ ڈھیروں ہوتی روزانہ اس کے پاس ڈھیروں کھانا

پکتا اور کھلایا جاتا تھا، جس کے کاموں کی (ہر جگہ) تعریف ہوتی تھی، جو بڑے خلق والا

تلوار کا دھنی تھا۔

وَمَاءٌ هَرِيقٌ فِي الصَّلَالِ كَأَنَّمَا أَذَاعَتْ بِهِ رِيحُ الْقَبَا وَالْجَنَائِبِ

اور جس کے پاس (پکوان میں) ایسا زیادہ پانی بہایا جاتا تھا، گریا شرقی اور

جنوبی ہواؤں نے اٹھیل دیا ہے۔

يُخَبِّرُكُمْ عَنْهَا أَمْرٌ حَقٌّ عَالِمٍ بَاتِيًا مِمَّا وَالْعِلْمُ عِلْمُ التَّجَارِبِ

ان جنگوں کی حالت کے متعلق تمہیں وہ شخص خبر دے رہا ہے جسے ان کے

متعلق پر عالم ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تجربوں ہی کا نام علم ہے۔

فَبِيعُوا الْحِرَابَ مِنْكُمْ حَارِبٍ وَاذْكُرُوا حِسَابَكُمْ وَاللَّهُ خَيْرٌ مُحَاسِبٍ

اس لیے جنگی آلات کو عبادت گاہوں کے بدلے میں بیچ ڈالو (جنگی آلات

چھوڑ کر عبادت گاہیں اختیار کرو) اور اپنا حساب کتاب یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ حساب

لینے والا ہے۔

وَلِيَّ أَمْرِي فَاخْتَارَ دِينًا فَلَا يَكُنْ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا غَيْرَ رَبِّ التَّوَاقِبِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کا سرپرست ہے جس نے دین داری اختیار کی پس تم اپنا

نگران کا کسی ستارے کو نہیں بلکہ تمام ستاروں کے پروردگار کو بناؤ۔

فَيَمُؤْا لَنَا دِينًا حَنِيفًا فَاَنْتُمْ لَنَا غَايَةٌ قَدْ يُهْتَدَى بِالدَّوَابِ



ہمارے لیے دین ابراہیمی قائم کرو، کیونکہ تم ہمارا نصب العین ہو اور مسافر

سفر میں بلندیوں سے رہنمائی حاصل کرتا ہے۔

وَأَنْتُمْ لِهَذَا النَّاسِ نُورٌ وَعِصْمَةٌ تَوْفِقُونَ وَالْأَحْلَامَ غَيْرُ عَوَازِبِ

اور تم لوگ ان لوگوں کے لیے نور ہو، نیز آفات سے بچاؤ کا سامان ہو تمہاری

پیروی کی جاتی ہے۔ مجرد رہنا الگ چیز ہے اور عقلمند ہونا علمدہ چیز ہے (مجرد لوگ

یا کم عمر بھی عقلمند ہو سکتے ہیں)۔

وَأَنْتُمْ إِذَا مَا حُصِّلَ النَّاسُ جَوْهَرٌ لَكُمْ سُرَّةُ الْبَطْحَاءِ شَمُّ الْأَرَانِبِ

جب لوگوں کے حالات دیکھے جائیں تو تم جو ہر نکلو گے۔ تم بطحائیں سب سے

اعلیٰ ہو، ادنیٰ ناکوں والے یعنی عزت دار ہو۔

تَصُونُونَ أَجْسَادَكُمْ أَمْوَاجَ عَتِيقَةٍ مُهَذَّبَةٌ الْأَنْسَابِ غَيْرَ أَشَائِبِ

تم آزاد اور شریف اجسام کی حفاظت کرتے ہو، جن کے نسب خالص ہیں

ان میں کوئی دوسرا مخلوط نہیں۔

تَرَى كَالْبِالِ الْهَاجَاتِ تَحْوِيُّوْكُمْ عَصَائِبُ هَلَكِي تَهْتَدِي بِعَصَائِبِ

حاجت مند، تباہ کار گروہ تمہارے گھروں کی جانب ٹٹلکی باندھے ایک

دوسرے کے پیچھے چلا رہا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَهُ الْأَقْوَامُ أَنَّ سَرَائِكُمْ عَلَى كُلِّ كَالٍ خَيْرُ أَهْلِ الْجَبَابِ

لوگ جانتے ہیں کہ تم میں کے سردار ہر حال تمام گھرانوں میں بہترین گھرانے

والے ہیں۔

وَأَفْضَلُهُ رَأْيًا وَأَعْلَاهُ سُنَّةٌ وَأَقْوَلُهُ لِلْحَقِّ وَسَطُ الْمَوَاقِبِ

عقل و رائے کے لحاظ سے بھی بہترین ————— طریقے کے لحاظ

سے بھی سب سے برتر ————— اور جماعتوں کے درمیان سب سے زیادہ

سچی بات کہنے والے۔

فَقُومُوا فَصَلُّوا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوا بِأَرْكَانِ هَذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْأَخَاشِ

پس اٹھو! اپنے پروردگار کی ناز پرٹھو اور اس بیت اللہ کے ارکان

چھو جو خشب نامی پہاڑوں کے درمیان ہے۔

جد اول



فَعِنْدَكُمْ مِنْهُ بِلَاءٌ وَمَصْدَقٌ عَدَاةَ ابْنِ بَيْكَسُومٍ هَادِي الْكُنَائِبِ  
 اس بیت اللہ کے متعلق آزمودہ اور مستند واقعات تمہارے حافظوں میں  
 موجود ہیں، اس روز کے واقعات جس روز ابو یکسوم یعنی ابرہہ لشکروں کی قیادت  
 کر رہا ہے۔

كَتَبَتْهُ بِالسَّهْلِ تَسْنِي وَرَجُلُهُ عَلَى الْقَازِ قَاتٍ فِي رَوْسِ الْمَنَاقِبِ  
 جس روز اس کا رسالہ سہوار زمین پر چلا آ رہا تھا اور اس کی پیادہ فوج پہاڑوں  
 کے دروں پر ڈٹی ہوئی تھی۔

فَلَمَّا آتَاكُمْ نَصْرُ ذِي الْعَرْشِ رَدَّاهُمْ جَنُودَ الْمَلِكِ بَيْنَ سَائِ وَحَاصِبِ  
 پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی مدد آ پہنچی تو اس بادشاہ کی فوج نے  
 جرد و حمل اڑانے والی اور پتھر برسانے والی تھی، انہیں لوٹا دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِينَ وَلَمْ يُوْثَبْ إِلَى أَهْلِهِ مِلْحَبُشٌ غَيْرُ عَصَائِبِ  
 پس وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں میں سے کوئی شخص اپنے  
 گھروالوں کی جانب بجز تتر بتر ہوئے نہیں لوٹا۔

فَإِنْ تَهْلِكُوا تَهْلِكُ تَهْلِكُ مَوَاسِمُ يُعَاشُ بِهَا قَوْلُ امْرِئٍ غَيْرِ كَاذِبِ  
 پھر اگر تم برباد ہو جاؤ گے تو ہم بھی برباد ہو جائیں گے اور حج کے زمانوں پر بھی  
 بربادی آئے گی جن کے ذریعے سے سچے آدمی کی بات پرورش پاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا، ابوزید انصاری وغیرہ نے مجھے اس کے وہ اشعار سنائے جن میں مَاءٌ هَدِيْتُ  
 ”فَبِيعُوا الْحَرَابَ“ ”دلی امری فاختار“ ”عَلَى الْقَازِ قَاتٍ فِي رَوْسِ الْمَنَاقِبِ“  
 کے الفاظ ہیں

ابن ہشام نے کہا: اس کے قول ”الْم تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبِ  
**جنگ داحس** | داحس“ کے متعلق ابو عبیدہ النخعی نے مجھ سے بیان کیا کہ قیس بن زمیر  
 خذیمہ ابن رداۃ بن ربیعہ بن الحرث بن مازن بن قطیبۃ بن عبس بن یغیض بن ریش بن غطفان کا ایک گھوڑا  
 ”داحس“ نامی تھا، جسے اس نے الغیرا نامی ایک گھوڑے کے ساتھ دوڑایا، جو خذیمہ بن بدر بن عمر بن  
 زید بن جویئہ بن لؤذان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارۃ بن ذبیان بن یغیض بن ریش بن غطفان کا تھا خذیمہ  
 نے چند لوگوں کو رکھات میں بٹھا دیا تھا اور انہیں حکم دے رکھا تھا کہ اگر وہ داحس کو دوڑ میں آگے دیکھیں  
 جلد اقل



تو اس کے منہ پر ماریں۔ چنانچہ وحس دوڑ میں آگے نکل آیا تو ان لوگوں نے اس کے منہ پر مارا اور الغبراء نامی گھوڑا اول آگیا۔ پھر جب وحس کا سوار آیا اور اس نے اس واقعے کی خبر قیس کو دی تو قیس کے بھائی مالک بن زبیر نے الغبراء پر حملہ کیا اور اس کے منہ پر مارا پھر حمل بن بدر اٹھا اور مالک کے منہ پر تھپڑ لگایا۔ پھر ابو الجنبید بن العبسی عوف بن حذلیفہ سے ملا تو اسے قتل کر ڈالا۔ پھر بنی فزارہ میں کا ایک شخص مالک سے ملا تو اسے قتل کر ڈالا۔ حمل بن بدر حذلیفہ بن بدر کے بھائی نے کہا:

قَتَلْنَا بِعُوفٍ مَا لَنَا وَهُوَ ثَارُنَا فَإِنْ تَطَلَّبُوا امْتًا سِوَى الْحَقِّ تَنَدُّوا

ہم نے عوف کے بدلے میں قتل کر ڈالا اور یہ ہمارا بدلہ تھا۔ اب اگر تم حق کے سوا کسی اور چیز کے طالب ہو تو پچھاؤ گے۔

الربیع بن زیاد العبسی نے کہا:

أَفْبَعَدَ مَقْتَلِ مَالِكِ بْنِ زُهَيْرٍ تَرَبُّوا النِّسَاءَ عَوَاقِبَ الْأَطْهَارِ

کیا مالک بن زبیر کے قتل ہو جانے کے بعد بھی عورتیں طہروں کے نتیجوں

یعنی اولاد کی بقا کی امید رکھ سکتی ہیں۔

اس کے بعد بنی عبس اور بنی فزارہ میں جنگ چھڑ گئی اور حذلیفہ بن بدر اور اس کے بھائی لہفہ حمل

بن بدر کے قتل کر ڈالا تو قیس بن زبیر بن ہذیمہ نے حذلیفہ کے لیے بے قرار ہو کر مرثیہ لکھا:

كَمْ فَارِسٍ يُدْعَى وَلَيْسَ بِفَارِسٍ وَعَلَى الْهَبَاءَةِ فَارِسٌ دَوْمَصَدَقِ

کتنے لوگ ایسے ہیں جنہیں شہسوار کہا جاتا ہے، حالانکہ وہ شہسوار نہیں۔

ہاں مقام الہباءۃ میں ایک بڑا شہسوار ہے۔

فَأَبْكَوْا حَذِيفَةَ لَنْ تَرْتَوْا مِثْلَهُ حَتَّى تَبِيدَ قَبَائِلُ لَحْمٍ تُخْلَقُ

پس حذلیفہ پر رو کہ مرثیہ کہنے کے لیے اس کا سا کوئی نہ ملے گا، یہاں تک کہ

وہ لوگ بھی مرجائیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے۔

قیس بن زبیر نے کہا:

عَلَى أَنَّ الْفَتَى حَمَلُ بْنُ بَدْرِ بَغَى وَالظُّلْمُ مَرْتَعُهُ وَخِيَمُهُ

باد جو اس کے کہ جو امزد حمل بن بدر نے زیادتی کی اور ظلم تو بد معنی پیدا کرنے

والی چراگاہ ہے۔

۱۰ علاقہ غطفان کا ایک مقام



قیس بن زہیر کے بھائی حارث بن زہیر نے کہا:

تَرَكْتُ عَلَى الْهَبَاءَةِ عَيْرَ فَخْرٍ حَذَائِفَةَ عُنْدَا قَيْسِ الْعَوَالِي

میں نے حذائفہ کو مقام الہباءہ میں (مردہ کر کے) چھوڑا۔ اس کے پاس ٹوٹے

ہوئے نیزوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے ہیں اور یہ واقعہ ہے، کوئی فخر کی بات نہیں۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کا خیال یہ ہے کہ قیس نے داحس اور الغیر نامی گھوڑے اور حذائفہ نے الخطار اور الحنفاء نامی گھوڑے بھیجے تھے۔ پہلی بات زیادہ صحیح ہے اور اس کا قصہ بہت دراز ہے۔ حدیث سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انقطاع مجھے اس کے پورے بیان سے روکتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: ابو قیس بن الاسلت نے جو حرب حاطب کا ذکر کیا ہے۔

## جنگ حاطب

اس سے اس کی مراد حاطب بن الحارث (بن قیس بن ہمیشہ ابن الحارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الادس) ہے۔ اور اس نے خزرج کے ایک یہودی پر دسی کو قتل کر دیا تھا۔ یزید بن الحارث (بن قیس بن مالک بن الحمر بن حارث بن ثعلبہ ابن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج) ابن فہم کے نام سے مشہور تھا، فہم اس کی ماں کا نام تھا اور وہ لقیں بن جسر کی ایک عورت تھی۔ رات کے وقت یزید بن الحارث بنی حارث بن الخزرج کے چند لوگوں کو لیکر نکلا اور انھوں نے حاطب کو قتل کر دیا، اس لیے اوس اور خزرج کے درمیان جنگ چھڑ گئی، جو بڑی سخت تھی اور اوس پر خزرج کو فتح ہوئی۔ اس روز سوید بن صامت (بن خالد عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن الادس) قتل ہوا۔ اس کو المجذّر بن زیاد البلوی نے قتل کیا اور المجذّر کا نام عبداللہ بن زیاد البلوی تھا، جو بنی عوف بن الخزرج کا حلیف تھا۔ جنگ اُحد کے روز جب المجذّر بن زیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اور الحارث بن سوید بن صامت بھی نکلا، الحارث بن سوید نے المجذّر کو دیکھا کہ بے خبر ہے۔ چنانچہ اسے اور اس کے باپ کو قتل کر ڈالا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس امر کا ذکر اصل مقام پر کر دوں گا۔ اس کے بعد بھی اوس و خزرج میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ ان کے ذکر اور پورے بیان سے مجھے وہی بات روکتی ہے جس کا ذکر میں نے جنگ داحس کے سلسلے میں کر دیا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: حکیم بن امیہ بن حارث بن الادقص السلمی بنی امیہ کا حلیف اشعار حکیم بن امیہ تھا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اپنی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی سے روکتے ہوئے کہتا ہے:

هَلْ تَأْتِلُنَا إِلَّا مِنَ الْحَقِّ قَائِدٌ عَلَيْهِ وَهَلْ غَضَبَانُ لِلرَّشْدِ سَامِعٌ



کیا کسی حق بات کا کہنے والا اسے چھوڑ کر بیٹھا بھی رہ سکتا ہے اور کیا کوئی

غصیلا سیدھی بات سن بھی سکتا ہے؟

وَهَلْ سَيِّدٌ تَرْجُو الْعَشِيرَةَ نَفْعَهُ لَا قُصَى الْمَوَالِي وَالْأَقَارِبِ جَامِعُ

اور کیا کوئی ایسا سردار ہے جس سے خاندان نفع رسانی کی اُمید کر سکے اور وہ دور

والے دوستوں اور نزدیک کے رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دے؟

تَبَرَّأْتُ إِلَّا وَجْهَ مَنْ يَبْلُغُ الْقَبَا وَأَنْهَجْتُكُمْ مَا دَامَ مَذِلٌّ وَنَازِعٌ

بجز اس شخص کی رضا جوئی کے جو جذبات پر قابو رکھتا ہے میں نے ہر شخص سے علیحدگی

اختیار کر لی ہے اور جب تک تم میں کشمکش اور کھینچا تانی رہے گی میں تم سے الگ رہوں گا۔

وَأَسْلِمْتُ وَجْهِي لِلَّهِ وَ مَنْطِقِي وَكُودَاعِنِي مِنَ الصَّدِيقِ رَوَّاعٍ

اور میں اپنی ذات کو اور اپنی بول چال کو معبود حقیقی کے حوالے کرتا ہوں۔ اگرچہ دوست

کی جانب سے مجھے دھمکیاں دی جاتی رہیں۔



## قریش کی ایذا رسانیاں

ابن اسحق نے کہا کہ اس کے بعد تو قریش کی بد نصیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تہمت طرازی ان لوگوں کی دشمنی میں، جنہوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا، اور سخت ہو گئی۔ انہوں نے اپنے یہاں کے کمینوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا۔ تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور تکلیفیں دیں۔ اور آپ پر شاعری، جادوگری اور کمانت و جنون کی تہمتیں لگائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر احکام خداوندی کا اظہار فرماتے رہے۔ اور کسی حکم کو آپ نے نہیں چھپایا۔ ان کے دین کی برائیاں کھلم کھلا ظاہر فرماتے رہے، جو وہ ناپسند کرتے تھے۔ ان کے بتوں سے علیحدگی اور ان کے کفر کے حالات سے بیزاری کا اظہار فرماتے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا: یحییٰ بن عروہ بن الزبیر نے اپنے والد عروہ ابن عمرو بن العاص کی روایت میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے۔ عروہ نے کہا: میں نے عبد اللہ سے کہا، قریش جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ کس قدر تم نے انہیں آپ کو تکلیف پہنچاتے دیکھا؟ عبد اللہ نے کہا: میں ان لوگوں کے پاس ایک روز ایسے وقت گیا کہ بلند مرتبہ قریش مقام حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چھیڑا تو کہا: ہم نے تو اس شخص کے متعلق اتنا صبر کیا کہ کسی دوسرے معاملے میں اس کی مثال نہیں ملتی: اس نے ہمارے عقلمندوں کو احمق بنایا۔ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں۔ ہمارے دین میں عیب نکالے۔ ہماری جماعت کو منتشر کر دیا۔ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا۔ یہی الفاظ یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے اور ٹہلتے ہوئے تشریف لائے حجر (سود کو) بوسہ دیا۔ اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے لے حجر (سود کو) کعبہ کو کاہہ حصہ جو قریش کی تعمیر کے وقت بنائے ابراہیمی سے باہر رہ گیا تھا اور اسے حطیم کہتے ہیں۔



کچھ باتیں طعن کے طور پر کہیں۔ راوی نے کہا: میں نے اس کا اثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا۔ پھر آپ چلے گئے۔ جب آپ دوسری مرتبہ پاس سے گزرے تو انھوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی اور میں نے اس کا اثر رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا۔ پھر آپ ان کے پاس سے تیسری بار گزرے تو انھوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا:-

اَلْتَمَعُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ  
اَعَاذَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بَیْدِهِ لَقَدْ  
جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ  
اے گروہ قریش! کیا تم سُن رہے ہو؟ سُن لو۔ اس  
ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارے  
پاس ایک پاک صاف چیز لایا ہوں۔

پھر تو آپ کے ان الفاظ نے ان لوگوں کو قابو میں لے لیا۔ یہاں تک کہ ان دوسرے روز کا واقعہ | میں سے ہر شخص کی یہ حالت تھی، گویا اس کے سر پر کوئی پرندہ آ بیٹھا ہے۔ ان کے وہ سخت افراد جو آپ کے متعلق لوگوں کو ابھارا کرتے تھے، بہتر سے بہتر الفاظ میں، جو انھیں ملے، آپ کی مدارات و دلجوئی کرنے لگے۔ بولے: اے ابوالقاسم! جائیے۔ واللہ، آپ نے کبھی نادانی کی باتیں نہیں کہیں۔ راوی نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے۔ پھر جب دوسرا روز ہوا تو وہ مقام حجر میں جمع ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: کچھ یاد ہے کہ تمہاری جانب سے کیا پیام دیا گیا اور اس کی جانب سے تمہیں کیا جواب ملا؟ حتیٰ کہ جب اس نے ڈنکے کی چوٹ وہ باتیں کہیں، جنھیں تم ناپسند کرتے ہو تو تم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ انھیں باتوں میں مصروف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برآمد ہوئے، اور ایک دم سب نے آپ پر حملہ کر دیا اور یہ کہتے ہوئے آپ کو گھیر لیا کہ کیا تو ہی وہ شخص ہے، جس نے ایسا ایسا کہا ہے؟ ان عیوب کے متعلق، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دین اور ان کے معبودوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَعَنَ اَنَا الَّذِیْ اَقُوْلُ ذٰلِكَ  
ہاں! میں ہی وہ شخص ہوں، جو ایسی باتیں کہا کرتا ہوں۔

راوی نے کہا: میں نے ان کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے دونوں پٹوں کی جگہ کو پکڑ لیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی مدافعت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ وہ روتے اور کہتے جاتے تھے: ارے لوگو! تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو، جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے؟ پھر وہ سب لوٹ گئے، یہ بدترین سلوک تھا۔ جو قریش کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا۔



**شدید ترین اذیت** ابن اسحق نے کہا: ام کلثوم بنت ابوبکرؓ کے بعض لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ اس روز ابوبکرؓ ایسی حالت سے لوٹے کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال انھوں نے کھینچے تھے۔ اس کے سبب سے آپ درد سر میں مبتلا تھے اور آپ زیادہ بال والے بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ سخت ترین اذیت، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے پائی۔ وہ یہ تھی کہ ایک روز آپ نیکے تو جو بھی آزاد یا غلام آپ سے ملا۔ اس نے آپ کو جھٹلایا۔ اور ایذا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس ہوئے۔ اور جو سختی آپ پر پڑی۔ اس کے سبب سے آپ نے کبل اوڑھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر (یہ سودہ) نازل فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْهُ  
اے کلی اوڑھے ہوئے شخص! اٹھ اور (لوگوں کو) بڑے  
نتیجوں سے) ڈرا۔

**ابو جہل کی بدنما بانی** ابن اسحق نے کہا: مجھ سے بنی اسلم کے ایک شخص نے، جو بڑا یاد رکھنے والا تھا بیان کیا کہ کوہ صفا کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ابو جہل گزرا۔ اس نے آپ کو تکلیف دی۔ اور سخت سٹت کہا۔ آپ کے دین کی عیب جوئی اور آپ کے معاملے کو کمزور بنانے کا کچھ موقع پایا۔ جسے آپ ناپسند فرماتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور عبد اللہ بن جدعان (بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرہ) کی ایک لونڈی جو اپنے گھر میں تھی۔ ابو جہل کی یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے تو آپ نے قریش کی مجلس کا قصد فرمایا۔ جو کعبۃ اللہ کے پاس تھی۔ اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر بعد حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کمان گلے میں ڈالے شکار سے واپس ہوتے ہوئے وہاں آ گئے۔ وہ شکاری تھے۔ تیرے شکار کیا کرتے اور اکثر شکار کے لیے نکل جایا کرتے، جب کبھی وہ شکار سے واپس آتے تو اپنے گھر والوں کے پاس

**حضرت حمزہؓ کی آمد** نہ جاتے، جب تک کعبۃ اللہ کا طواف نہ کر لیتے۔ طواف کر چکے تو قریش کی مجلس میں ٹھہرتے، سلام کرتے اور ان سے بات چیت کیے بغیر نہ جاتے۔ وہ قریش میں اعزاز رکھنے والے جوان مرد و سخت طبیعت تھے۔ حمزہؓ اس لونڈی کے پاس سے گزرے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر واپس ہو چکے تھے)۔ تو اس نے کہا: اے ابو عمار! کاش آپ اس آفت کو دیکھتے، داب کے

لے حضرت حمزہؓ کی کنیت۔



بھتیجے محمدؐ پر ابوالحکم بن ہشام کی جانب سے آئی۔ اس نے انھیں یہاں بیٹھا ہوا پایا تو ایذا پہنچائی اور گالیاں دیں۔ جو باتیں ناپسندیدہ تھیں، ان کی انتہا کر دی۔ اور چلتا بنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بات بھی نہ کی۔

چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو باعزاز رکھنا چاہتا تھا، حمزہؓ کو غصے ابو جہل سے بدلہ اور اعلان اسلام | نے برا ٹیغہ کر دیا۔ اور وہ تیزی سے نکلے، کسی کے پاس نہ رکے کہ ابو جہل کے لیے تیار ہو جائیں۔ اور جب اس سے مقابلہ ہو تو اس سے چمٹ جائیں۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو ابو جہل کو دیکھا کہ لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ اسی کی طرف چلے۔ جب اس کے سر پر پہنچ گئے تو کمان اٹھائی اور اس زور سے ماری کہ اس کا سر زخمی کر دیا۔ اور کہا: کیا تو انھیں گالیاں دیتا ہے؟ لے، میں بھی انھیں کے دین پر ہوں۔ میں بھی وہی کتا ہوں۔ جو وہ کہتے ہیں۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو وہی برتاؤ تجھ سے بھی کر۔ پس بنی مخزوم کے لوگ، حمزہؓ کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے کہ ابو جہل کی امداد کریں۔ ابو جہل نے کہا: ابو عمارۃ کو جانے دو۔ کیونکہ اللہ میں نے بھی ان کے بھتیجے کو بری بری گالیاں دی ہیں۔ آخر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کو مکمل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی زبان سے بھی کی۔

جب حمزہؓ نے اسلام اختیار کر لیا تو قریش کو معلوم ہو گیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوی، اور محفوظ ہو گئے۔ اور اب حمزہؓ ان کی جانب سے مدافعت کریں گے۔ چنانچہ موقع پانے کے باوجود وہ آپ کی ایذا رسانی سے دست کش رہنے لگے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی عتبہ بن ربیعہ کی گفتگو | روایت سے بیان کرتے ہوئے کہا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے، عتبہ بن

ربیعہ، جو ایک سردار تھا، ایک روز قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حرم میں تنہا تشریف رکھتے تھے۔ عتبہ نے کہا: اے گروہ قریش! میں اٹھ کر محمدؐ سے گفتگو کیوں نہ کروں اور اس کے سامنے بعض ایسی باتیں پیش کیوں نہ کروں۔ جن میں سے کچھ نہ کچھ وہ قبول کر لے، وہ ان میں سے جو رعایتیں چاہے، ہم اسے دے دیں اور وہ ہم سے باز رہے، یہ اس وقت کی باتیں ہیں، جب حمزہؓ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور انھوں نے دیکھ لیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی زیادہ ہو رہے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا: کیوں نہیں؟

ابو جہل کی کنیت یہی تھی۔ لیکن وہ جہل کا پیکر تھا۔ اس لیے ابو جہل مشہور ہوا۔



اے ابوالولید! اٹھ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر گفتگو کر۔ عتبہ اٹھا اور آپ کی طرف چلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا بیٹھا اور کہا:-

**رسول اللہ کی خدمت میں پیش کش** | مجھے بتھیں معلوم ہے کہ تم ہماری نظروں میں باعتبار خاندان بڑے رتبے والے ہو۔ اور نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو۔ تم اپنی قوم کے پاس بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ لائے ہو۔ جس کے ذریعے سے تم نے اس کی جماعت کو تتر بتر کر دیا ہے۔ ان کے عقل مندوں کو بوقوف بنا دیا ہے، ان کے معبودوں اور دین کو عیب دار کر دیا ہے اور ان کے اگلے بزرگوں کو کافر قرار دیا ہے۔ میری گفتگو سنو۔ میں چند باتیں تمہارے غور و فکر کے لیے پیش کرتا ہوں۔ شاید تم اس میں سے کچھ نہ کچھ قبول کر لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- قل یا ابوالولید اسمع۔ اے ابوالولید کہو، میں سنتا ہوں۔ اس نے کہا:- اگر تم اس مسئلے کے ذریعے سے، جسے تم لائے ہو، صرف مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لیے اس قدر مال جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب میں زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اگر تم اس کے ذریعے سے اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنالیں گے، کہ کوئی بات تمہارے بغیر قطعی نہ ہو۔ اگر تم اس کے ذریعے سے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں، یہ جو تمہارے پاس آتا ہے۔ اگر کوئی رٹی ہے، جسے تم دیکھتے ہو اور اپنے پاس سے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تو ہم تمہارے لیے جھاڑ پھونک کا انتظام کریں گے اور ہم مال خرچ کر کے اس سے تمہیں نجات دلائیں گے۔ کیونکہ بعض اوقات تابع (موکل یا جن) آدمی پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو اس کا علاج معالجہ کیے بغیر نہیں جاتا۔ یہی الفاظ یا اسی قسم کے الفاظ اس نے آپ سے کہے۔

**تلاوت قرآن پاک** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باتیں سنتے رہے اور جب عتبہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو آپ نے فرمایا: اے ابوالولید! تجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا؟ کہا ہاں! فرمایا: اب مجھ سے سن۔ بولا۔ سنائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کا یہ ٹکڑا پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خَمْدَهُ تَنْزِیْلًا مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

کِتَابٌ فُصِّلَتْ اٰیَاتُهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا

لِّقَوْمٍ یَعْلَمُوْنَ ۝ بَشِیْرًا وَ نَذِیْرًا

لوگوں کے لیے صاف بیان مہربان ہے، خوشخبریاں سنائیوالا

۝



فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا  
يَسْمَعُونَ ۝ وَقَالُوا اَقْلُوْبُنَا فِىْ اَكِنَّةٍ  
مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ۔

(۴۱: ۵ تا ۵)

اور دوسے اہمال کے نتائج سے، ڈرنے والا، پھر بھی اکثر  
لوگوں نے روگردانی کی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ  
سننے ہی نہیں۔ اور کہتے ہیں، ہمارے دل غلات میں  
ہیں، اس بات سے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی سورت کو اس کے آگے پڑھتے چلے گئے۔ عتبہ خاموش سنتا  
رہا۔ ہاتھ پیچھے رکھ لیے اور ان سے سہارا لیے ہوئے تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے  
تک پہنچے تو سجدہ کیا۔ پھر فرمایا:

قَدْ سَمِعْتُ يَا اَبَا الْوَلِيدِ مَا سَمِعْتُ  
فَاَنْتَ وَذَلِكَ۔  
اے ابوالولید، جو تم نے سنا، وہ تو سن ہی لیا۔ اب  
تم جاؤ اور وہ۔

اس کے بعد عتبہ اٹھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا۔ تو بعض نے  
قریش کو عتبہ کا مشورہ | کہا: ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں، ابوالولید کا تمہارے پاس آنا اس طرح  
کا نہیں، جس طرح کا جانا تھا۔ جب وہ ان کے پاس جا کر بیٹھا تو انہوں نے کہا۔ اے ابوالولید! وہاں کی  
کیا خبر ہے؟ اس نے کہا، وہاں کی خبر یہ ہے، میں نے ایسی بات سنی ہے کہ واللہ کبھی نہیں سنی۔ واللہ  
وہ نہ شعر ہے، نہ جادو اور نہ کمانت۔ اے گروہ قریش! میری بات سنو اور اس کام کو میری رائے کے  
موافق کرو۔ اس شخص کو اسی کی حالت پر چھوڑ دو اور اس سے الگ رہو۔ کیونکہ واللہ! اس کی جو بات  
میں نے سنی ہے، اسے بڑی اہمیت حاصل ہوگی۔ اگر عربوں نے اس کا خاتمہ کر دیا تو سمجھ لینا، انہوں نے  
تمہیں اس سے بے نیاز کر دیا اور اگر اس نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت  
اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی۔ تم اس کے طفیل تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش حال ہو جاؤ  
گے۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے ابوالولید! واللہ اس نے تجھ پر اپنی زبان کا جادو کر دیا۔ عتبہ نے جواب دیا:  
میری رائے تو اس کے متعلق یہی ہے، تمہیں جو مناسب معلوم ہو، کرو۔

ابن اسحق نے کہا کہ اسلام آنے کے اندر قریش کے قبیلوں میں پھیلنے لگا۔  
قریش کا ایک اور وفد | مردوں میں بھی اور خورتوں میں بھی۔ قریش کی حالت یہ ہو گئی کہ مسلمانوں  
میں سے جس پر ان کا بس چلتا، اسے قید کر لیتے اور جسے تکلیفیں دے سکتے، تکلیفیں دیتے۔ بعض ۱۶  
علم نے سعید بن جبیر، نیز ابن عباس کے غلام عکرمہ سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما  
سے بیان کیا کہ قریش کے ہر قبیلے کے بڑے بڑے سردار عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ (برادر عتبہ) البرسفیان



بن حرب، النضر بن الحارث (بن کلدہ بنی عبدالدار والا) ابوالنختری بن ہشام، الاسود بن عبدالمطلب بن اسد، زمعہ بن الاسود، الولید بن المغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، العاص بن داؤد، نبیہ اور غنہ (فرزندان حجاج اور دونوں سہمی) امیہ بن خلف وغیرہ غروب آفتاب کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے جمع ہوئے۔ پھر ان میں سے بعض نے کہا: محمد کو بلوایم جو۔ اور گفتگو کر کے اسے قائل کرو۔ تاکہ تم لوگ اس کے متعلق معذور سمجھے جاؤ۔ پھر انھوں نے کہلا بھیجا۔ قوم کے بڑے بڑے لوگ گفتگو کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ لہذا آؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً تشریف لائے۔ آپ خیال فرما رہے تھے کہ جس معاملے کے متعلق آپ نے انھیں تلقین فرمائی تھی، اس کا اچھا اثر ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ انھیں راہ راست پلانے کے بے حد مشتاق تھے اور ان کا گمراہی کے باعث آفتوں میں مبتلا ہونا آپ کو ہرگز گوارا نہ تھا آپ تشریف فرما ہوئے تو انھوں نے کہا:-

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو** | اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے اس لیے بلوایا ہے کہ تم سے گفتگو کریں۔ واللہ! ہم نے عرب میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا۔ جس نے اپنی قوم پر وہ آفت ڈھائی ہو، جو تم نے ڈھائی ہے۔ تم نے (ہمارے) باپ دادا کو برا بھلا کہا۔ دین پر عیب لگایا۔ ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ عقل مندوں کو احمق بتایا۔ اور جماعت میں پھوٹ ڈال دی۔ غرض اپنے اور ہمارے تعلقات میں کوئی (ایسی) بات نہ چھوڑی، جسے نہ کر گزرے ہو۔ (یہی الفاظ کہے یا اسی طرح کی باتیں انھوں نے آپ سے کیں) اگر یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ اس کے ذریعے سے کچھ مال چاہتے ہو تو ہم اپنے مال میں سے تمہارے لیے (بہت کچھ) جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم سب میں زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اگر تم اس کے ذریعے سے ہم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار مان لیتے ہیں۔ اگر تم اس کے ذریعے سے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ یہ جو تمہارے پاس آتا ہے، اگر کوئی (موکل یا جن) ہے، جسے تم دیکھتے ہو۔ وہ تم پر غالب آگیا ہے۔ اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کرتا ہے، تو ہم مال خرچ کریں گے۔ اور تمہارے لیے جھاڑ پھونک کی تدبیر کریں گے۔ کہ تمہیں اس سے نجات دلائیں۔ حتیٰ کہ ہم تمہارے متعلق مجبور ہو جائیں۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَا بِي مَا تَقُولُونَ مَا جِئْتُ بِمَا

مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہیے، جو تم



جِئْتُمْ بِهِ أَطْلُبُ أَمْوَالَكُمْ  
وَلَا الشَّرَفَ فِيكُمْ وَلَا الْمُلْكَ  
عَلَيْكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي  
إِلَيْكُمْ رَسُولًا أَنْزَلَ عَلَيَّ  
كِتَابًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَكُونَ  
لَكُمْ بَشِيرًا وَنَذِيرًا  
رِسَالَتِ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمْ  
فَإِنْ تَقْبَلُوا مِنِّي مَا جِئْتُكُمْ  
بِهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ - وَإِنْ تَرُدُّهُ عَلَيَّ  
أَصْبِرْ لِرَأْيِ اللَّهِ حَتَّى يَحْكُمَ  
اللَّهُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ :

کہتے ہو۔ جو کچھ بھی میں لایا ہوں، وہ اس لیے نہیں، کہ  
اس کے معاوضے میں تمہارے مال حاصل کروں، نہ میں تم  
میں اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہوں، نہ تم پر حکومت کا خواہاں ہوں اللہ  
تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔ مجھ پر  
ایک کتاب اتاری ہے۔ مجھے حکم فرمایا ہے کہ تمہارے لیے  
خوشخبری سنانے والا اور (براہمنوں کے انجام سے) ڈرانے  
والا ہوں۔ میں نے تم اپنے پیام پہنچا دیے اور تم  
سے خیر خواہانہ بات کہہ دی۔ اگر تم نے وہ باتیں مان لیں جو میں  
تمہارے پاس لایا ہوں تو دنیا و آخرت میں تمہارے لیے  
خوش نصیبی ہوگی اور اگر تم نے انہیں بھی پر لوٹا دیا تو میں حکم  
الہی تک صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمہارے  
درمیان فیصلہ فرمادے۔

(یہی الفاظ فرمائے یا جیسا کچھ آپ نے فرمایا) صلی اللہ علیہ وسلم۔

انہوں نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے جو چیزیں پیش کی ہیں، ان میں سے  
دوسرا مطالبہ کسی کو بھی اگر تم قبول نہیں کرتے تو تم اس بات کو تو جانتے ہی ہو کہ لوگوں میں کوئی بھی  
ہم سے زیادہ تنگ شہر والا نہیں۔ نہ پانی کی قلت میں ہم سے بڑھ کر کوئی ہے اور نہ کوئی ہم سے زیادہ  
سخت زندگی بسر کرنے والا ہے۔ لہذا اپنے پروردگار سے ہمارے لیے دعا کرو، جس نے تمہیں مبعوث  
کیا ہے۔ خواہ کچھ احکام دے کر مبعوث کیا ہے۔ ہمارے لیے دعا کرو کہ یہ پہاڑ جو ہمارے لیے تنگی کا  
سامان بنے ہوئے ہیں، پیچھے ہٹا دے، ہمارے شہر کشادہ بنا دے۔ ہمارے لیے ان میں شام و عراق  
کی سی ندیاں جاری کر دے۔ ہمارے بزرگوں میں سے جو گزر چکے ہیں، انہیں ہماری خاطر زندہ کر دے۔ جن  
لوگوں کو ہماری خاطر زندہ کیا جائے، ان میں قصی بن کلاب بھی ہوں۔ کیونکہ وہ بڑے سچے بزرگ تھے  
جو کچھ تم کہتے ہو، ہم ان سے پوچھ لیں، یہ صحیح ہے یا غلط۔ پس اگر انہوں نے تمہاری تصدیق کی۔ اور  
تم نے وہ چیزیں کر دیں، جن کا ہم نے تم سے سوال کیا ہے تو ہم تمہیں سچا جانیں گے اور اس کے سبب  
سے تمہاری قدر و منزلت جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمارے بھی دل نشین ہو جائے گی اور ہم پر بھی مان لیں  
گے کہ اس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے، جیسا کہ تم کہتے ہو۔



رسول اللہ ﷺ کا ارشاد | آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام ہو، فرمایا:۔

مَا يَهْدِي اللَّهُ لِقَا رُسُلِهِ إِلَّا مَن يَهْدِي اللَّهُ لِقَا رُسُلِهِ لَا يَنفَعُ كُفْرًا مِّنْهُ مَن يَكْفُرْ يَكْفُرْ لِرُبِّهِ لَغْوًا فَسَافًا مَّا يَكْفُرُ بِهِ إِنَّ اللَّهَ يَكْفُرُ عَنِ الضَّالِّينَ ۚ

میں تمہارے پاس ان چیزوں کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا۔  
میں صرف وہ چیز لایا ہوں، جو اس نے دے کر بھیجا اور میں  
نے وہ چیز تمہیں پہنچا دی، جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف  
مبعوث کیا گیا۔ پس اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو وہ دنیا و  
آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے بھی  
پر لوٹا دیا تو میں حکم الہی تک صبر کروں گا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ  
میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمادے۔

انہوں نے کہا: جب تم یہ بات ہمارے لیے نہیں کرتے تو اپنی ذات ہی کے لیے کچھ  
تیسرا مطالبہ مانگ لو، اپنے پروردگار سے استدعا کرو، وہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے کہ جو کچھ  
تم کہتے ہو، وہ اس کی تصدیق کرے اور تمہاری جانب سے وہ دوبارہ ہم سے کہہ دے، اگر تم رسول  
ہو، جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو تو اس سے استدعا کرو کہ وہ تمہارے لیے باغات، محل اور سونے چاندی  
کے خزانے مہیا کر دے اور ان خزانوں کے ذریعے سے تم کو ان مشغلوں سے بے نیاز بنا دے جن کا  
محتاج ہم تمہیں دیکھتے ہیں، یعنی تم بازاروں میں اسی طرح کھڑے رہتے ہو، جس طرح ہم کھڑے رہتے  
ہیں، معاش کی تلاش اسی طرح کرتے ہو، جس طرح ہم کرتے ہیں، ہم بھی تو جان لیں کہ تمہارے پروردگار  
کے نزدیک تمہاری قدر و منزلت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

مَا أَنَا بِمُفَاعِلٍ مَّا أَنَا بِالَّذِي  
يُنَالُ رَبَّهُ هَذَا وَمَا بُعِثْتُ  
إِلَيْكُمْ بِهَذَا إِلَّا لِكِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي  
بَشِيرًا وَنَذِيرًا - فَإِنْ تَقَبَّلُوا  
مَا جِئْتُكُمْ بِهِ فَهُوَ حَقٌّ لَّكُمْ فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ - وَإِنْ تَرُدُّوهُ عَلَيَّ أَصِيبُ  
يَوْمَئِذٍ اللَّهُ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنِي  
وَبَيْنَكُمْ ۖ

میں تو ایسا نہ کروں گا اور نہ میں ایسا شخص ہوں جو اپنے  
پروردگار سے ان باتوں کی استدعا کرے۔ اللہ نے مجھے  
خوشخبری دینے والا اور (بے انجائوں سے) ڈرانے والا  
بنا کر بھیجا ہے۔ پس اگر تم نے اسے قبول کر لیا، جسے  
کر میں تمہارے پاس آیا ہوں، تو وہ دنیا و آخرت میں تمہارے  
لیے خوش نصیبی ہوگی اور اگر تم نے اسے بھیجے پر لوٹا دیا تو میں حکم  
الہی تک صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمہارے  
درمیان فیصلہ فرمادے۔



انہوں نے کہا (یہ بھی ہو سکتا ہو تو) ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دو، جیسا کہ تم نے دعویٰ کیا ہے تمہارا پروردگار چاہے تو (یہ بھی) کر دے گا۔ ہم اس کے بغیر تو ایمان نہیں لانے کے۔

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذَٰلِكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَفْعَلَ بِكُمْ فَعَلًا۔  
یہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر اس نے تم سے یہی کرنا چاہا  
تو (یقین کر لو کہ) وہ ضرور کر دے گا۔

**قریش کی یا وہ کوئی** | انہوں نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمہارے پروردگار کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ بیٹھیں گے اور تم سے وہ وہ سوالات کریں گے، جو ہم نے کیے، تم سے ایسے مطالبے کریں گے جو ہم کر رہے ہیں۔ اگر علم ہوتا تو وہ پہلے سے تمہارے پاس آ جاتا۔ ہم نے آپس میں جو کچھ سوال و جواب کیے، ان کے جوابات کی تمہیں تعلیم دے دیتا۔ نیز بتا دیتا کہ وہ اس معاملے میں ہم سے کیا کرنے والا ہے۔ جب ہم تمہاری لائی ہوئی باتیں قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہمیں تو خبر ملی ہے کہ تمہیں ان باتوں کی تعلیم پیامہ کا ایک شخص دیا کرتا ہے جس کا نام رحمن ہے اور ہم تو اللہ رحمن پر کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تو اپنے عذر تم سے بیان کر دیے۔ واللہ! ہم تو تمہیں چھوڑیں گے نہیں۔ خواہ جو کچھ بھی اثر تم ہم پر ڈالو۔ یہاں تک کہ یا ہم تمہیں مٹا ڈالیں یا تم ہمیں نیست و نابود کر دو۔ ان میں سے بعض نے کہا: ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ تو اللہ اور فرشتوں کو آمنے سامنے نہ لے آئے۔

جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تو آپ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ جو آپ کی بھوپہ بھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔

**عبداللہ بن امیہ کی خدانائری** | اس نے آپ سے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) قوم نے آپ پر بہت سی چیزیں پیش کیں۔ آپ نے کسی کو قبول نہیں کیا۔ پھر آپ سے اپنے فائدے کی بہت سی چیزیں طلب کی گئیں، تاکہ ان کے ذریعے سے وہ آپ کی اس قدر و منزلت کو جانیں، جو اللہ کے نزدیک ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں تاکہ وہ آپ کو سچا جانیں اور آپ کی پیروی کریں۔ آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انہوں نے استدعا کی کہ آپ خود اپنے فائدے کے لیے ایسی چیزیں حاصل کریں، جن سے وہ جانیں کہ آپ کو ان پر برتری ہے اور آپ کی قدر اللہ کے ہاں ہے۔ آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انہوں نے خواہش کی کہ جس عذاب سے آپ انہیں ڈرتے ہیں۔ اس میں سے



کچھ مختصر اتوان پر فوراً لایا جائے۔ آپ نے یہ بھی نہ کیا (یہی الفاظ کہے یا جیسا کچھ آپ سے کہا اس نے) ،  
واللہ! میں تو ہرگز آپ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ یہاں تک کہ آپ کوئی ایسی سیڑھی حاصل نہ کر لیں جو آسمان کی  
جانب جاتی ہو، اور آپ اس پر اس طرح چڑھیں کہ میں دیکھتا رہوں۔ آپ آسمان پر پہنچ جائیں۔ پھر آپ  
اپنے ساتھ ایک نوشتہ لائیں اور آپ کے ساتھ فرشتوں میں سے چار ایسے ہوں جو آپ کے موافق گواہی  
دیں کہ آپ ایسے ہی ہیں۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر آپ نے ایسا کیا بھی تو میرا خیال ہے کہ  
میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ آیا اور آپ گھروالوں  
کی جانب غمگین اور متاسف لوٹے۔ کیونکہ قبول دعوت کی جو آرزو کر آپ تشریف لائے تھے۔ وہ  
زائل ہو چکی تھی۔ بلکہ قوم آپ سے دور ہو گئی تھی۔

### ابو جہل کی شقاوت

پھر جب ان کے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو ابو جہل نے کہا:  
اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو ہمارے دین پر غیب لگا دیا  
ہمارے آبا و اجداد کو گالیاں دینے، ہمارے عقلمندوں کو احمق بنانے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا  
کہنے کے سوا ہر بات سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ میں تو اب عہد کر لیتا ہوں کہ کل کوئی  
ایسا بڑا پتھر جسے میں اٹھا سکوں، بے کر اس کے لیے بیٹھوں گا۔ (یہی الفاظ کہے یا اس کے مثل اور الفاظ  
کہے) پھر جب وہ نماز کے سجدے میں ہو تو اس سے اس کا سر پھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد خواہ تم میری امداد  
سے دست بردار ہو جاؤ یا میری حمایت کرو۔ اور بنی عبد مناف مجھ سے جو چاہیں سلوک کریں، انھوں نے کہا:  
واللہ! ہم تیری امداد سے کبھی اور کسی قیمت پر بھی دست بردار نہ ہوں گے، تو جو چاہے کر۔

جب صبح ہوئی تو ابو جہل نے ایک پتھر ویسا ہی لیا۔ جیسا کہ اس نے کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی گھات میں بیٹھا رہا۔ صبح سویرے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلا کرتے تھے، نکلے اور جب تک  
آپ مکہ میں تھے، آپ کا قبلہ شام کی جانب تھا۔ پس جب آپ نماز پڑھتے تو رکن یمانی اور حجر اسود کے  
درمیان پڑھا کرتے۔ اور کعبۃ اللہ کو اپنے اور شام کے درمیان کر لیتے۔

### ہیبت حق

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور قریش بھی  
صبح سویرے اپنی مجلسوں میں انتظار کرنے لگے کہ ابو جہل کیا کرتا ہے۔ جب رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا تو ابو جہل نے پتھر اٹھایا۔ اور آپ کی جانب چلا۔ یہاں تک کہ آپ  
سے قریب ہوا۔ پھر اس حالت میں لوٹا کہ اعضاء پاش پاش، چہرے کا رنگ سیاہ، ہیبت زدہ، اس  
کے دونوں ہاتھ پتھر ہی پر شل تھے۔ حتیٰ کہ اس نے پتھر ہاتھ سے پھینک دیا۔



قریش کے لوگ اس کے پاس آکھڑے ہوئے۔ اور اس سے کہا: اے ابوالحکم! تجھے کیا ہو گیا؟  
 اس نے کہا: میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا کہ اس سے وہ سلوک کروں جس کا ذکر تم سے کل رات کر چکا  
 تھا۔ جب میں اس کے نزدیک ہوا تو ایک اونٹ اس کے اور میرے درمیان حائل ہو گیا۔ واللہ! نہ  
 میں نے اس کے ڈیل ڈول کا سا کوئی ڈیل ڈول دیکھا، نہ اس کی گردن کی سی کوئی گردن۔ اور نہ اس کے  
 سے کسی اونٹ کے کبھی دانت دیکھے۔ اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کیا۔  
 ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بعض نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبریل  
 علیہ السلام تھے۔ اگر وہ پاس آتا تو اسے پکڑ لیتے۔



## اصحابِ کہف، ذوالقرنین، اور روح کے باب میں سوالات

نضر بن الحارث

پھر جب ابو جہل نے یہ بات ان سے کہی تو نضر بن الحارث (بن کلدہ بن علقمہ بن عبدمناف) بن عبد الدار بن قصی، اٹھ کھڑا ہوا۔ (ابن اسحق نے کہا: بعض نے اسے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف کہا ہے)۔

اس نے کہا: اے گردہ قریش! واللہ! تمہارے آگے ایک بڑا اہم معاملہ پیش ہے۔ تمہارے پاس اس کے مقابلے کے لیے اب کوئی تدبیر نہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تم میں یہ حالت تھی کہ وہ ایک نو عمر لڑکا تھا، تم سب میں زیادہ پسندیدہ، گفتگو کے لحاظ سے سب میں زیادہ سچا۔ زیادہ امانت دار، یہاں تک کہ تم نے اس کی زلفوں میں بڑھا پے کے آثار دیکھے اور وہ تمہارے پاس ایک چیز لایا۔ تو تم نے اسے جادوگر بنا دیا۔ نہیں۔ واللہ! وہ جادوگر نہیں۔ ہم نے جادو گروں کی جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے دیکھے ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ کاہن ہے۔ نہیں۔ واللہ! وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کی حرکتیں دیکھی ہیں اور ان کی قافیہ پیمائی سنی ہے۔ تم نے کہہ دیا، کہ وہ شاعر ہے، نہیں، واللہ! وہ شاعر نہیں۔ ہم نے وہ شعر دیکھے ہیں اور اس کی تمام قسمیں سنی ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ دیوانہ ہے، نہیں، واللہ! وہ دیوانہ نہیں، ہم نے دیوانگی بھی دیکھی ہے۔ نہ وہ اعتنائی حالت ہے اور نہ دیوانگی کی بے سرو پا گفتگو ہے، نہ جنونی بزیان۔ اے گردہ قریش! تم اپنی حالت پر غور کر لو واللہ! تمہارے سامنے ایک مہتمم با نشان معاملہ پیش ہے۔ النضر بن الحارث شیا طین قریش اور ان لوگوں میں سے تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے، وہ آپ کی دشمنی پر جما ہوا تھا۔ وہ حیرہ بھی گیا تھا۔ وہاں ایرانی بادشاہوں کے واقعات اور رستم و اسفندیار کے حالات کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، اس میں اپنی قوم کو اللہ کی یاد دلاتے اور انہیں ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی ان آفتوں سے ڈراتے، جو ان پر عذاب الہی کی وجہ سے نازل ہوئیں۔ تو آپ کے چلے جانے کے بعد نضر آپ کی جگہ بیٹھ جاتا اور اور کہتا، اے گردہ قریش! واللہ! میں اس سے بہتر باتیں بیان کرنے والا ہوں۔ پس میرے پاس



آؤ، میں تم سے اس کی باتوں سے بہتر باتیں بیان کرتا ہوں۔ وہ ایرانی بادشاہوں اور رستم و اسفندیار کے قصے ان سے بیان کرتا اور کہتا۔ (بتاؤ تو) کون سی بات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے بہتر بیان کی؟

ابن ہشام نے کہا: مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں، ان میں یہ بات بھی ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا: "سانزل مثل ما انزل اللہ" میں بھی قریب میں ویسا ہی کلام اتاروں گا جیسا اللہ نے اتارا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں، ان میں یہ بات بھی ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اس کے متعلق قرآن کی آٹھ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد:

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ  
أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

جب ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ پرانے زمانے کے قصے ہیں۔

جہاں جہاں قرآن میں اساطیر کا لفظ ہے، وہ سب اسی کے متعلق ہیں۔

پھر جب انصاری بن الحارث نے قریش سے ایسا کہا تو انھوں نے اسے اور اس کے ساتھ عقبہ بن ابی معیط کو علمائے یہود کے پاس

**علمائے یہود سے مشورہ**

مدینہ روانہ کیا۔ دونوں سے کہہ دیا کہ یہود کے عالموں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پوچھو اس کے حالات بیان کرو اور اس کی باتیں سناؤ۔ کیونکہ وہ لوگ اگلی کتاب والے ہیں، اور ان کے پاس انبیاء کا ایسا علم ہے جو ہمارے پاس نہیں، پس وہ دونوں نکلے، مدینہ پہنچے۔ اور یہود کے عالموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا، انھیں آپ کے حالات اور آپ کی بعض باتیں سنائیں اور کہا کہ تم لوگ اہل توراۃ ہو، ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہمارے اس ساتھی کے متعلق کچھ باتیں بتاؤ۔ علمائے یہود نے کہا کہ اس شخص سے تین چیزوں کے متعلق دریافت کرو، جو ہم تمہیں بتا دیتے ہیں، اگر ان تینوں کی اس نے خبر دی تو وہ (خدا کی جانب سے) بھیجا ہوا نبی ہے۔ اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ وہ باتیں بنانے والا شخص ہے اور اس کے متعلق پوچھو۔

اس سے ان نوجوانوں کے متعلق دریافت کرو۔ جو زمانہ گزشتہ میں غائب ہو گئے تھے اور ان کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ پھر اس شخص کے متعلق دریافت کرو جو بڑا سیاح تھا۔ اور جس کی رسائی زمین کے مشرق اور مغرب کی حصوں تک ہو چکی تھی۔ پوچھو، اس کا اہم واقعہ کیا تھا۔ نیز اس سے رُوح کے



متعلق پوچھو کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ اگر اس نے ان چیزوں کے متعلق خبر دی تو اس کے پیرو ہو جاؤ۔  
کیونکہ بے شک وہ نبی ہے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو وہ بڑا باتونی ہے۔ اس کے متعلق تمہیں جو  
مناسب معلوم ہو، کرو۔

پھر النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط (بن عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی)  
دونوں مکہ کی جانب چلے۔ اور قریش کے پاس پہنچ گئے۔ ان دونوں نے کہا: اے گروہ قریش! ہم  
تمہارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان آخری فیصلے کے متعلق ایک قطعی بات لائے ہیں  
ہمیں یہود کے عالموں نے بتایا ہے کہ محمد (صلعم) سے چند چیزوں کے متعلق پوچھیں۔ ان کے متعلق  
خبر دے دی تو وہ نبی ہے اور اگر ان کی خبر نہ دی تو وہ بڑا باتونی ہے۔ پس اس کے متعلق جو چاہو  
رائے قائم کر لو۔

پس وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور  
**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات** کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں ان جوانوں کے متعلق  
بتاؤ، جو اگلے زمانے میں غائب ہو گئے تھے۔ اور ان کا ایک عجیب واقعہ تھا۔ اس شخص کا حال بتاؤ، جو  
بڑا سیاح تھا اور زمین کے مشرقی و مغربی حصوں تک پہنچ چکا تھا۔ ہمیں روح کے متعلق خبر دو کہ اس کی ماہیت  
کیا ہے؟ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أُخْبِرْكُمْ بِمَا سَأَلْتُمُ عَنْهُ  
عَدَّ ۱۔  
تم نے جن چیزوں کے متعلق دریافت کیا ہے، میں ان کے  
باب میں تمہیں کل خبر دوں گا۔

آپ نے استثناء نہیں کیا۔ یعنی انشاء اللہ نہیں فرمایا۔ لہذا وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے  
لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد پندرہ روز تک ایسی  
حالت میں رہے کہ آپ کی جانب اللہ کی طرف سے نہ کوئی وحی آئی، نہ آپ کے پاس جبریل آئے  
یہاں تک کہ مکہ والے فتنے پھیلانے لگے۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم سے کل کا وعدہ کیا  
تھا اور اس روز سے آج صبح تک پندرہ روز ہو گئے۔ ہم نے جس چیز کا اس سے سوال کیا تھا اس  
کے متعلق وہ کچھ نہیں بتاتا۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کی موقوفی نے آپ کو غم زدہ کر دیا اور آپ  
پر یہ ایسا گراں ہو گیا کہ مکہ والوں سے وحی کی (نسبت) کوئی گفتگو نہ فرماتے تھے۔ اس کے بعد اللہ  
عزوجل کے پاس سے جبریل آپ کے پاس سورہ کہف لے کر آئے، جس میں ان پر آپ کے غمزدہ



ہونے کے متعلق اللہ کی جانب سے تنبیہ بھی تھی اور جن نوجوانوں، سیاح اور روح کے بارے میں قریش نے آپ سے پوچھا تھا، ان کی خبریں بھی تھیں۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے بعض نے بیان کیا ہے کہ جبریلؑ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے جبریلؑ! آپ اتنے دن میرے پاس آنے سے رُکے رہے کہ مجھے بدگمانی ہونے لگی۔ تو آپ سے جبریلؑ نے کہا:-

وَمَا نَنْتَزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ج۔ لَمْ يَكُنْ آيِدِيْنَا وَمَا خَلَقْنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ج۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

(۱۹: ۶۴)

ہم نہیں اترتے، مگر آپ کے پروردگار کے حکم سے، جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ وہ سب اسی کی ملک ہے (سب اس کے اختیار میں ہے۔ اس کے حکم کے بغیر ہم کوئی کام کسی طرح نہیں کر سکتے اور آپ کا پروردگار بھول جانے والا تو نہیں)

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ کی ابتدا اپنی تعریف سے فرمائی اور رسول کی نبوت کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ انھوں نے آپ کی نبوت سے انکار کیا تھا۔

سُورَةُ كَهْفِ كَانُزُولِ | پس فرمایا:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتَابَ۔ (۱: ۸)

تمام تعریف اسی کے لیے ہے۔ جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل فرمائی۔

عبد سے مراد اللہ تعالیٰ کی مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ تو میری جانب سے بھیجا ہوا ہے۔ یعنی یہ ثبوت ہے اس کا جو انھوں نے تیری نبوت کے متعلق بعض باتوں کی نسبت سوال کیا تھا۔

وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًاۙۤ اَمْ يَكُنَّ اَيۡدِيْ رَبِّ اَسَآءٍۭ شَدِيۡدًاۙۤ اَمِّنۡ لَّدُنۡهٖ۔ وَ يُبَيِّنُ الْمُؤۡمِنِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ الصَّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًاۙ حَسَنًاۙۤ ۙ مَا كَثِيۡنَ فِيۡهِ اَبَدًاۙۤ ۙ

(۱۸: ۳ تا ۲۱)

اے ٹیڑھا نہیں بنایا (بلکہ) سیدھا اور معتدل بنایا (یعنی ایسا معتدل جس میں اختلاف نہیں) تاکہ وہ ڈرائے سخت خوف سے (جو) اس کی جانب سے (آنے والا ہے یعنی اس کی فوری سزا سے دنیا میں اور دردناک عذاب سے جو آخرت میں ہو) خواہ جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا، اور تاکہ وہ خوشخبری سنائے ان ایمان داروں کو جو اچھے کام کر رہے ہیں۔ کہ ان کے لیے ایک بڑا اچھا بدلہ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔



یعنی وہ (ایسے) دائمی مکان (ہیں) جس میں وہ مریں گے نہیں۔ جن لوگوں نے ان چیزوں کو سچا جانا ، جنہیں تو ان کے پاس لایا اور وہ چیزیں بھی انہیں میں سے ہیں، جنہیں ان کے غیروں نے جھٹکایا اور جن اعمال کا تو نے انہیں حکم دیا۔ انہوں نے اس پر عمل کیا۔

وَيُنْذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

اور تاکہ ڈرائے ان لوگوں کو جنہوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے

ایک بیٹا بنا دیا ہے۔

وَلَذَٰٓٓٓٓٓ (۲:۸)

یعنی قریش کو ان کے اس قول کے متعلق ڈرائے کہ ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں جو اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا  
إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ  
مِنْ أَفْوَاهِهِمْ -

نہ انہیں اس کے متعلق کوئی علم ہے، نہ ان کے باپ دادا کو۔ جن سے علم کی اور ان کے دین کو عیب لگانا یہ لوگ بہت بری بات سمجھ رہے ہیں، جو بات ان کی زبانوں سے نکل رہی ہے وہ بڑی (خطرناک) ہے۔

(۵:۱۸)

یعنی ان کا یہ کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا (۵:۱۸)

جھوٹ کے سوا یہ لوگ کچھ نہیں کہتے۔  
(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو شاید تو ان کے پیچھے کڑھ کڑھ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دینے والا ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (یا محمد)

عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا بِحُذِّ

الْحَدِيثِ آسَفًا (۶:۸)

یعنی آپ کی ان پر غم خواری کے سبب سے کہ وہ موقع چلا گیا۔ جس کی آپ ان سے امید رکھتے تھے، یعنی ایسا نہ کیجیے۔

ابن ہشام نے کہا: ابو عبیدہ نے جو باتیں مجھ سے بیان کیں، ان میں یہ بھی بیان کیا "باخِع" کے معنی "ملک" کے ہیں۔ ذوالرمتہ نے کہا ہے :-

أَلَا يَهْدَىٰ الْبَاخِعُ الْوَجْدَ نَفْسَهُ لِمَنْ يَتَحَتَّىٰ عَنْ يَدَيْهِ الْمَقَادِرُ

اے وہ شخص، جس کی جان کو ایسی چیز کی محبت نے ہلاک کر دیا ہے، جسے

قسمتوں نے اس کے ہاتھوں سے دور کر دیا ہے۔

اور یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔ اور باخِع کی جمع باخعون اور بخعة دونوں آتی ہیں۔ عرب کہتے ہیں: "قد بخعت له نصی دلفی ای جہدت له" میں نے اس کے لیے اپنی نصیحت



اور اپنی جان برباد کر دی یعنی اس کے لیے بہت کوشش کی۔

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً  
لَّهُمْ لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ  
عَمَلًا (۷۸ : ۷۹)

جو چیزیں زمین پر ہیں، ہم نے انھیں اس کے لیے زینت  
بنایا ہے تاکہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں عمل کے لحاظ  
سے کون بہترین ہے؟

ابن اسحق نے کہا: یعنی ان میں کون میرے حکم کو زیادہ بجالانے اور فرمانبرداری کے کام کو  
زیادہ کرنے والا ہے؟

وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا  
جُرْمًا (۸۰ : ۸۱)

بے شک جو کچھ اس پر ہے، ہم اسے ضرور گرد اور  
پارہ پارہ کر دیں گے۔

”اس پر سے مراد زمین پر ہے، یعنی جو کچھ زمین پر ہے، فنا ہو جانے والا، اور باقی نہ رہنے  
والا ہے۔ اور یہ کہ سب کے پٹ کر آنے کا مقام میری ہی جانب ہے۔ پس میں ہر شخص کو اس  
کے کام کی جزا دوں گا۔ لہذا آپ غم خواری نہ کریں۔ اور آپ جو کچھ اس میں دیکھتے اور سنتے ہیں وہ  
آپ کے غم کا سبب نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا: ”الصعيد“ کے معنی الارض کے ہیں اور اس کی جمع ”صعد“ ہے۔ ذوالرمتہ نے  
ایک ہرن کے بچے کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے:-

كَانَتْهُ بِالضُّحَى تَرْحَى الصَّعِيدَ يَهُ  
دَبَابَةً فِي عِظَامِ الرَّأْسِ خُرْطُومُ  
گویا سر کی ہڈیوں میں سرایت کر جانے والی شراب اسے دن چڑھے زمین  
پر ڈال دیتی ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ اور صعيد کے معنی راستے کے بھی ہیں۔ چنانچہ حدیث  
میں آیا ہے:-

إِنَّا كُودَ الْقُعُودِ عَلَى الصَّعَدَاتِ  
اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ۔

جس میں صعادات سے مراد راستے ہیں۔ اور الجرز کے معنی اس زمین کے ہیں جو دانے نہیں  
اگاتی۔ اس کی جمع الجراز ہے: سنہ جزز اور سنون اجزاز وہ سال جن میں بارش نہ ہو اور  
قحط، خشکی اور شدت ہو، ذوالرمتہ نے ایک اونٹ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے:-

طَوَى النَّحْرُ وَالْجَرَّازُ مَا فِي بُطُونِهَا  
فَمَا بَقِيَتْ إِلَّا الصُّلُوعُ الْجَرَّازُ شَعْرُ

(مہیز کی چھین اور بنجر زمینوں نے دبے آب و گیاہ میدانوں کے سفروں)



۱۔ اس کے پیٹ میں کی تمام چیزوں کو پیٹ لیا ہے۔ پس بجز ابھرے ہوئے  
 سینے کی ہڈیوں کے کچھ باقی نہیں رہا۔

ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کے قصے کی طرف توجہ فرمائی۔  
 جس کے متعلق قریش نے سوال کیا تھا۔ فرمایا:-  
**”واقعہ اصحاب کھف“**

اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَصْحَابُ الْكَهْفِ  
 وَالرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا ۝  
 (۹: ۱۸)

(اے مخاطب) کیا تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ  
 اصحاب کھف و رقیم ہماری نشانیوں میں سے  
 عجیب نشانی تھے۔

یعنی میری نشانیاں، جو میں نے اپنے بندوں پر اپنی جتیں بنا رکھی ہیں، ان کا واقعہ ان سے  
 بھی زیادہ عجیب تھا۔  
 رقیم وہ نوشتہ ہے، جس میں ان کے حالات لکھے گئے تھے۔ اس کی جمع رقم ہے العجلج  
 نے کہا ہے:-

وَمُتَقَرَّ الْمُصْحَفِ الْمُسْقُومُ - اور لکھے ہوئے مصحف کی قرار گاہ کو (اس نے دیکھا)

یہ شعر اس کے بحر جز کے قصیدے کا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اِذْ اَدٰی الْفِتٰیۃُ اِلٰی الْكَهْفِ  
 فَقَالُوْا رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَدُنْكَ  
 رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنا  
 رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰی اٰذَانِهِمْ  
 فِی الْكَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ۝  
 ثُمَّ بَعَثْنَاھُمْ لِنَعْلَمَ اٰی الْھِزْبِیْنَ  
 اَحٰصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمْ دًا ۝  
 (ثم قال الله تعالى) نَحْنُ نَقُصُّ  
 عَلَیْكَ نَبَاھُمْ بِالْحَقِّ ط اِنَّھُمْ  
 فِتٰیۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھُمْ وَنَزَّلْنَاھُمْ

(اس وقت کو یاد کرو) جب چند نوجوانوں نے ایک غار کی  
 جانب پناہ لے لی، اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنے  
 پاس سے رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے معاملے میں ہمارے  
 لیے سیدھی راہ پر ثبات قدمی مہیا فرما۔ تو ہم نے اس  
 درے میں چند گنتی کے برسوں تک ان کے کانوں پر  
 تھکیاں دیں (یا ان کے کانوں پر پردہ ڈال دیا یعنی انہیں  
 بے خبر کر دیا، پھر ہم نے انہیں اٹھ کر کھڑا کیا تاکہ جانیں  
 اس مدت کو جس میں وہ رہے۔ ان دونوں گروہوں میں سے  
 کون زیادہ گھیر لینے والا ہے (یعنی کون زیادہ یاد رکھنے والا  
 ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تجھ سے ان کا ہم واقعہ



هُدًى ۚ وَرَبُّنَا عَلٰی قُلُوبِهِمْ  
اِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ  
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوْ  
مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَا  
اِذَا شَطَطًا ۝

(۱۸ : ۱۰ تا ۱۴)

صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ یعنی صحیح حالات۔ وہ چند  
نوجوان تھے۔ جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور  
راست روی میں ہم نے انھیں اور بڑھا دیا تھا۔ اور ہم نے  
ان کے دلوں کو مضبوط بنا دیا۔ جب وہ (مستعد ہو کر) کھڑے  
ہو گئے تو انھوں نے کہا، ہمارا پالنے والا تو وہ ہے جو زمین  
اور آسمانوں کا پروردگار ہے، اسے چھوڑ کر ہم کسی اور معبود  
سے ہرگز استدعا نہ کریں گے اگر ایسا کیا تو بے شبہ ہم نے  
(حق سے) دور کی بات کہی۔

یعنی انھوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ جس طرح تم لوگوں نے میرے ساتھ ایسی  
چیزوں کو شریک بنا رکھا ہے، جن کے متعلق تمہیں کوئی علم نہیں۔  
ابن ہشام نے کہا، شطط کے معنی غلو اور حق سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ بنی قیس بن ثعلبہ  
کے اعشی نے کہا ہے :-

لَا يَنْتَهَوْنَ وَلَا يَنْهَى ذَوِي شَطِطٍ كَالطَّعْنِ يَذْهَبُ فِيهِ الذَّيْتُ وَالْفُتْلُ

حق سے تجاوز کرنے والے (اپنی شرارتوں سے کبھی) باز نہیں رہتے اور  
انھیں برہمچیوں کا ایسا زخم بھی باز نہیں رکھتا۔ جس میں تیل اور فٹیلہ دونوں غائب  
ہو جائیں۔

یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

هَؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ  
دُوْنِهٖ اِلٰهَةً ۚ لَوْلَا يُنۡزِلُ  
عَلَيْهِمْ سُلٰطٰنٌ مِّنۡ سُلٰطٰنِ رَبِّكَ  
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰ عَلَى  
اللّٰهِ كَذِبًا ۚ وَاِذْ اَعْتٰزَلْتُمُوْهُمْ  
وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاِذَا  
اِلَى الْكُفْرِ يَنْشُرُ لَكُمْ رَبُّكُمْ  
مِّنۡ رَّحْمَتِهٖ وَرِيۡهٰیۤ اَنۡ تَكُوۡنَ

ہماری قوم کی حالت یہ ہے کہ انھوں نے اس (خدا) کو  
چھوڑ کر بہت سے معبود بنا رکھے ہیں، وہ ان کے متعلق  
کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے؟ پس کون زیادہ ظالم  
ہے اس شخص سے، جس نے اللہ پر جھوٹے الزام  
لگائے اور جب تم نے ان سے اور ان چیزوں سے  
جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں، کنارہ کشی  
کر لی ہے تو کسی درے میں سر چھپا لو۔ تمہارا پروردگار  
اپنی رحمت تمہارے لیے پھیلا دے گا اور تمہارے لیے



مِنْ أَمْرِكُمْ مِنْ فَقَاهُ وَتَرَى الشَّمْسَ  
إِذَا طَلَعَتْ تَزَادُ عَنْكُمْ فِيهِمْ  
ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ  
تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ  
هُمْ فِي فُجُوعٍ مِّنْهُ.

تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا، اور اسے  
مخاطب، تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو ان  
کے درے کو سیدھی جانب چھوڑ کر جھکتا ہوا چلا جاتا ہے  
اور جب ڈوبتا ہوتا ہے تو اٹھیں بائیں جانب چھوڑ  
کر کتراتا جاتا ہے اور وہ ہیں کہ اس درے کے

وسیع حصے میں ہیں۔

(۱۸: ۱۵ تا ۱۷)

”سلطان یمن“ کے معنی ”حجتہ بالغہ“ کے ہیں، یعنی دل میں اثر کرنے والی دلیل۔  
ابن ہشام نے کہا: تزاوڑ کے معنی تیل کے ہیں، جو زور سے متعلق ہے، یعنی کتراتا  
تشریح الفاظ ہے۔ انحراف کرتا ہے۔ امر القیس بن حجر نے کہا ہے:-

وَإِنِّي زَعِيمٌ إِن رَجَعْتُ مُتَلَكِّيًا  
بِسَيْرٍ تَرَى مِنْهُ الْفَرَاقُ أَزُورًا  
میں سردار قوم ہوں، مختار ہوں۔ اگر چاہوں تو ایسی رفتار سے لوٹوں کہ  
خطوط رساں بھی اس رفتار سے کترائے (اور) اس رفتار کے اختیار کرنے  
سے جیسے حملے کرے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے، ابوالزحف الکلبی ایک شہر کی حالت بیان کرتے  
ہوئے کہتا ہے:-

جَابُ الْمُنْدَى عَنْهُوَ أَنَا أَزُورُ  
يُنْضِي الْمَطَايَا خِمْسَهُ الْعَشْرُ

اس شہر کے اونٹوں کے چرنے کی زمین سخت ہے۔ ہماری خواہشوں سے  
کتراتی ہے (یعنی ہمارے فطری مطالبے کو پورے نہیں کر سکتی)۔ پانچ روز میں ایک وقت  
پانی پلانے کی سخت حالت اونٹوں کو ڈبلا کر دیتی ہے۔

یہ دونوں شعر اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کے ہیں۔

تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ کے معنی تجا د نہا ہم و تترکہم عن شمالہا یعنی انھیں  
اپنی بائیں جانب چھوڑ کر ان سے آگے بڑھ جانا ہے۔ ذوالرمتہ نے کہا ہے:-

إِلَى طُعْنٍ يَقْرِضُ أَقْوَا زَمْشِيَابَ  
شِمَالًا وَعَنْ أَيْمَانِهِنَّ الْفَوَارِسُ

(میرامیلان ہے) ان ہودہ کسے ہوئے اونٹوں کی جانب جو ریت کے بڑے

بڑے اور بلند ٹیلے اپنے بائیں بازو چھوڑ کر کتراتے چلے جاتے ہیں امدان کے سیدھے



باز وہی ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

الفجر کے معنی السعة یعنی کشادگی کے ہیں۔ اس کی جمع الفجار ہے۔ شاعر نے

کہا ہے۔

الْبَسْتُ قَوْمَكَ فُخْرًا وَمَنْقَصَةً حَتَّىٰ أَبْيَحُوا وَخَلَوْا أَفْجُوَةَ الدَّارِ

تو نے اپنی قوم کو رسوائی اور عیب کا لباس پہنا دیا (تو نے انہیں رسوا کر دیا)

یہاں تک کہ ہر شخص انہیں اپنے تصرف کے لیے جائز سمجھنے لگا۔ اور انہوں نے اپنے

گھر در کے وسیع صحن بھڑو دیے۔

ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ (۱۸ : ) وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

یعنی ان لوگوں پر حجت ثابت کرنے کے لیے، جو اہل کتاب میں سے ہیں اور ان کے یہ حالات

جانتے ہیں اور جنہوں نے آپ کی صداقت نبوت دریافت کی اور کفار نے جو خبر دی تھی، اس کی تحقیق

کے لیے ان کافروں کو ان اصحاب کف کے متعلق آپ سے ان سوالات کا حکم دیا تھا۔

مَنْ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لَهُ مُجْتَدٍ وَ جے اللہ راہ پر لگا دے، وہی ہدایت یافتہ ہے

مَنْ يُضِلُّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا اور جے وہ گمراہ کر دے تو تو اس کے لیے کوئی

مُرْشِدًا وَ تَحْسَبُهُمْ آيِقًا ظَا سرپرست اور کوئی رہنما نہ پائے گا، تم لوگ انہیں جاگتا

وَهُمْ رُقُودٌ وَ لَقِّلْهُمْ ذَاتَ سمجھتے ہو، حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم انہیں سیدھی اور

الْيَمِينِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بائیں (طرف) کو پٹاتے رہتے ہیں اور ان کا کتا اپنے

بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے صحن میں یا دروازے

میں ہے۔

(۱۸ : ۱ تا ۱۸)

ابن ہشام نے کہا: الوصید کے معنی الباب یعنی دروازے کے ہیں۔

عبسی نے جس کا نام عبید بن وہب تھا، کہا ہے:

بِأَرْضِ فَلَاةٍ لَا يُسَدُّ وَصِيدُهَا عَلَىٰ وَ مَعْرُوفِي بِهَا غَيْرُ مُنْكَرٍ

(یہ واقعہ) ایک بے آب دگیاہ جنگل کا ہے، جس کا دروازہ مجھ پر بند نہیں کیا جاتا

(دبا جانے سے مجھے کوئی نہیں روکتا) اور جہاں میری نیکی مشہور ہے۔

اور یہ شعر اس کے اشعار میں سے ہے۔



وصید کے معنی فناء یعنی صحن کے بھی ہیں، اس کی جمع وصائد۔ وُصْد۔ وُصْدَان  
أُصْد اور أُصْدَان ہے۔

### کیفیت و تعداد اصحاب کف

اگر تو انہیں اوپر سے دیکھو تو ان کے پاس سے  
پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیگا، اور ان سے رعب زدہ ہو  
جائے گا۔ (اس کے فرماں) جن لوگوں نے ان کے  
معاظوں پر غلبہ پالیا تھا، انہوں نے کتا دنگ۔ (اس  
سے مراد ان میں کے وہ لوگ ہیں جنہیں سلطنت و حکومت  
حاصل تھی) ہم ان پر مسجد بنالیں گے۔ عنقریب یہ لوگ  
کہیں گے کہ وہ تین ہیں اور ان میں چوتھا ان کا کتا ہے اور  
(بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں اور ان کا چھٹا ان کا کتا  
ہے۔ بے دیکھے ننگ باری۔ (انہیں ان کے متعلق کچھ  
علم نہیں) اور کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا  
کتا ہے۔ (اے نبی) کہہ دے میرا پروردگار ان کی تعداد  
خوب جانتا ہے، انہیں چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا  
پس تو ان سے بجز ظاہری بات حقیقت کے کوئی بحث نہ کر  
یعنی اپنی برتری جتانے کی کوشش نہ کر۔

اور نہ ان کے بارے میں ان لوگوں سے کسی سے کچھ  
دریافت کر، کیونکہ انہیں ان کے متعلق کوئی علم نہیں، اور  
انشاء اللہ (کہے) بغیر ہرگز کسی چیز کے متعلق (کچھ) نہ  
کہنا کہ میں اسے کل ضرور کروں گا اور جب کہیں تو (انشاء  
اللہ کہنا) بھول جائے تو (جب یاد آئے) اپنے پروردگار  
کو یاد کرے (یعنی انشاء اللہ کہہ دے) اور کہ امید ہے  
کہ میرا پروردگار اس سے زیادہ حق سے قریب راستے  
کی جانب میری رہنمائی فرمائے گا۔

لَوْ اَطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ  
فِرَارًا وَ لَمَلَّيْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا  
(الی قولہ) قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا  
عَلٰی اٰمِرِهِمْ (اهل السلطان و  
الملک منهم) لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ  
مَسْجِدًا هَـ سَيَقُولُوْنَ ثَلَاثَةٌ  
تَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُوْنَ  
خَمْسَةٌ سَادَهُمْ كَلْبُهُمْ  
رَجُمًا بِالْغَيْبِ (لا علم لهم)  
وَيَقُولُوْنَ سَبْعَةٌ وَ ثَابِعُهُمْ  
كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ  
مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ هَـ فَاَلَا  
تُبٰرِكُ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءَ ظٰهِرٍ لَّـ

(۱۸: ۱۸ تا ۲۲)

وَلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِنْهُمْ اَحَدًا  
وَلَا تَقُوْلَنَّ لِّشَيْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ  
ذٰلِكَ عَدُوْلٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ  
وَ اذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ وَ قُلْ  
عَسٰی اَنْ يَّهْدِيَنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى قَرٰبٍ  
مِّنْ هٰذَا رَشَدًا۔

(۱۸: ۲۲ تا ۲۴)



یعنی ایسی چیز کی نسبت جس کے متعلق یہ لوگ تجھ سے پوچھیں، ایسا نہ کہنا، جس طرح تو نے (بغیر انشاء اللہ کہنے کے) کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں اس کے متعلق کل خبر دوں گا۔ جب کبھی تو بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کر اور اللہ تعالیٰ کے ارادے کی صورتوں کو اس سے علحدہ کر دیا کہ یہ کہہ دیا کہ امید ہے کہ جس چیز کے متعلق تم نے مجھ سے سوال کیا ہے، اس سے بہتر راہ ہدایت مجھے میرا پروردگار بتا دے گا۔ کیونکہ تو نہیں جانتا، اس معاملے میں میں کیا کرنے والا ہوں۔

وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ  
وَاذْكُرُوا إِتْمَاعَهُ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا  
لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط  
أَبْصَرُ بِهِ وَأَسْمِعُ ط مَا لَكُمْ مِنْ  
دُونِهِ مِنْ دَلِيلٍ وَلَا يُشْرِكُ فِيهِ  
حُكْمٌ أَحَدٌ

(وہ کہیں گے کہ) وہ اپنے ورے میں تین سو سال ہے  
اور انہوں نے اس پر نو کی زیادتی کی یعنی قریب میں وہ  
لوگ ایسا کہیں گے، کہہ دے کہ اللہ اس (حالت یا  
حالت) کو زیادہ جانتے والا ہے، جس میں وہ لوگ رہے  
آسمانوں اور زمین کی کچھ ہوئی چیزیں اسی کی ملک ہیں وہ  
انہیں خوب دیکھتا، سنتا ہے اس کے سوا ان کا کوئی سرپرست  
نہیں اور نہ اس کے حکم میں کوئی دخل دیتا ہے۔

(۱۸ : ۲۵ تا ۲۶)

یعنی جن چیزوں کے متعلق ان لوگوں نے تجھ سے پوچھا ہے، ان میں سے کوئی بھی چیز اس سے مخفی نہیں۔

## ذوالقرنین

اور اس سیاح شخص کی نسبت جس کے متعلق انہوں نے آپ سے پوچھا تھا۔ فرمایا:-

وَيَسَّالُونَكَ عَنْ ذِي الْقُرْنَيْنِ ط  
قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا -  
إِنَّا مَكِّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَاتَّبَعْنَاهُ  
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَاتَّبَعْ سَبَبًا

اور لوگ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے  
ہیں، تو کہہ دے: ابھی میں تمہیں اس کا حال پڑھ کر سناں ہوں  
ہم نے اسے زمین میں اقتدار دیا تھا اور ہر چیز کے  
فردیے اسے دے دیے تھے۔ پس وہ ایک ذریعے  
کے پیچھے ہوا۔

(۱۸ : ۸۵ تا ۸۷)

یہاں تک کہ ان کے حالات آخر تک بیان فرما دیے۔

ذوالقرنین کے حالات یہ تھے کہ اسے ایسی چیزیں دی گئی تھیں، جو اس کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور  
اسے وسیع اسباب دیے گئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے مشرقی اور مغربی شہروں تک پہنچ گیا۔ کسی  
ایسی سرزمین پر اس نے قدم رکھا، جس کے رہنے والوں پر اس کا تسلط نہ ہو گیا ہو، یہاں تک کہ مشرق و مغرب  
کے ان مقاموں تک وہ پہنچ گیا، جس کے پیچھے مخلوق خدا میں سے کوئی چیز نہ تھی۔



ابن اسحق نے کہا: مجھ سے حالات بیان کرنے والے ایک شخص نے عجیبوں سے ان علوم کی روایت بیان کی جو انھوں نے ورثے میں پائے تھے کہ ذوالقرنین مصر والوں میں سے ایک شخص تھا جس کا نام مرزبان ابن مرزہ الیونانی تھا۔ جو یونان بن یافت بن نوح کی اولاد میں سے تھا۔  
ابن ہشام نے کہا: اور اس کا نام اسکندر تھا، اسی نے اسکندریہ کی بنیاد رکھی تھی۔ اور یہ شہر اسی سے منسوب ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے خالد بن معدان اسکلائی سے روایت بیان کی ہے۔ (اور وہ ایسے شخص تھے، جنھوں نے اسلام کا زمانہ پایا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:-

مَلِكٌ مِّنْ اَرْضِ مَنْ تَحْتَهَا بِالْاَسْبَابِ، وَهُوَ اِيكٌ بَادِشَاهُ (یا فرشتہ) تھا، جس نے بذریعہ اسباب نیچے سے زمین کی پیمائش کی تھی۔

اور خالد نے یہ بھی کہا: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص کسی کو "اے ذوالقرنین" کہہ کر پکار رہا ہے۔ فرمایا: اللہ معاف فرمائے۔ انبیاء کے نام رکھنے سے تم لوگوں کی تسلی نہ ہوئی کہ فرشتوں کے نام بھی رکھنے لگے۔

ابن اسحق نے کہا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں اس میں سے کونسی بات سچی، نہ معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا۔ یا نہیں۔ غرض اگر آپ نے یہ بات فرمائی ہے تو جو کچھ آپ نے فرمایا، وہ حق ہے۔

ان لوگوں نے آپ سے روح کے متعلق جو پوچھا تھا۔ اس کی نسبت اللہ **حقیقتِ روح** تعالیٰ نے فرمایا:-

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي. وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

یہ لوگ تجھ سے روح کی نسبت پوچھتے ہیں، تو کہہ دے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے۔ (اس سے زیادہ تم اور کیا سمجھ سکتے ہو کیونکہ حالت یہ ہے کہ بجسز

(۸۵: ۱۷)

ابن اسحق نے کہا: ابن عباس کی روایت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے عاملوں نے کہا: اے محمد! کیا تم نے اپنے کلام "بجسز بھڑے" سے علم کے دیا ہی کیا گیا ہے؟ پر غور بھی کیا ہے؟ اس سے پتہ چاروٹے سخن ہماری جانب ہے یا اپنی قوم کی جانب؟



فرمایا: کَلَّا، ایسا نہیں (یعنی میرا روئے سخن نہ خاص تمہاری جانب ہے، نہ خاص اپنی قوم کی جانب، بلکہ عام ہے) انہوں نے کہا، تم اس کتاب میں جو تمہارے پاس آئی ہے، پڑھتے ہو کہ ”ہمیں تورات دی گئی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِنَّهَا فِي عِلْمِ اللَّهِ قَلِيلٌ وَ  
عِنْدَكُمْ فِي ذَلِكَ مَا يَكْفِيكُمْ  
لِرِآقَمَتُمُوهُ۔

اللہ کے علم (کے مقابلے) میں تو وہ بھی تھوڑی ہی ہے  
تمہارے پاس اس میں سے صرف اسی قدر ہے جو  
تمہارے لیے کافی ہو۔ کاش تم اسے قائم رکھو اور اس  
کے پابند رہو۔



## قریش کی بے باکی اور خدا ناترسی

کلمات اللہ کی بے نہایتی | ابن اسحق نے کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق جو احکام  
نے آپ سے دریافت کیا تھا، نازل فرمایا:-

وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمْدُ مِنْ أَعْدِيهِ سَبْعَةَ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

درخت کی قسم میں سے جو چیزیں زمین میں ہیں، اگر وہ سب قلم بن جائیں اور سمندر اس کے لیے پوشنا اور اس کے بعد اور سات سمندر (اس امداد کی امداد کے لیے) ہوں تو (بھی) اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ بڑے غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

(۲۴: ۳۱)

یعنی تورات بھی اس خدائی علم کا ایک حصہ ہے۔

ابن اسحق نے کہا: آپ کی قوم نے آپ سے جو اپنے فائدے کے لیے مطالبے کیے تھے کہ پہاڑوں کو چلایا جائے یا زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ یا ان کے آباد و اجداد میں سے جو لوگ مر چکے ہیں، انہیں زندہ کیا جائے۔

عمرانی صرف اللہ کے لیے ہے | اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

وَلَوْ أَنَّ كُفْرًا أَتَانَا سُبُوتِ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٍ بِهِ الْمَوْتَى بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا

اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا، جس کے ذریعے سے پہاڑوں کو چلایا گیا ہوتا، یا اس کے ذریعے سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے ہوتے یا اس کے ذریعے سے مردوں سے بات کرائی گئی ہوتی (تو اس قرآن سے بھی ایسے تمام کام لیے جاتے، لیکن معاملہ ایسا نہیں، بلکہ

(۱۳: ۳۱)

عمرانی سب کی سب اللہ (ہی) کی ہے۔



یعنی ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہو سکتی، جب تک میں نہ چاہوں۔

ان لوگوں نے آپ کی ذات کے لیے بعض چیزوں کے حاصل کر لینے کا مطالبہ کیا تھا، یعنی آپ اپنے لیے باغات، محلات اور خزانے حاصل کر لیں، اور اپنے ساتھ ایک فرشتہ لائیں کہ آپ جو کچھ کہیں، وہ آپ کی تصدیق کرے، آپ کی طرف سے ممانعت نہ کرے۔

**کفار کے بے معنی مطالبے | اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال آپ پر نازل فرمائے۔**

وَقَالُوا مَا لَٰ هَٰذَا الرَّسُولِ  
يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمَشِي فِي  
الْأَسْوَاقِ لَوْلَآ أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ  
فَيَكُون مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَىٰ  
إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُون لَهُ  
جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ  
الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا  
مَّسْحُورًا أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ  
الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ  
سَبِيلَهُ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ  
جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَٰلِكَ -  
(۱۰:۲۵)

اور انھوں نے کہا، اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ  
کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس  
کی جانب کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ وہ اس کے  
ساتھ (لوگوں کو) ڈرانے والا ہو تا یا اس کی جانب  
کوئی خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کے لیے کوئی باغ  
ہو تاکہ وہ اس میں سے کھاتا اور ظالموں نے تو  
کہہ دیا کہ (لوگو!) تم تو ایک مسحورہ شخص کی پیروی  
کرتے ہو۔ دیکھ تو! انھوں نے تیرے لیے کیسی  
کیسی مثالیں دیں۔ پھر وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ کسی راہ  
پر چلنے کی وہ سکت نہیں رکھتے، برکت والے ہیں  
وہ ذات جو اگر چاہے تو اس سے بدرجہا اچھی چیزیں  
تیرے لیے مہیا کر دے۔

یعنی بازاروں میں چلنے اور معاش تلاش کرنے سے بدرجہا بہتر حالات تیرے لیے مہیا  
کر دے۔

جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ  
وَيَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا (۱۰:۲۵)

باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور بنادے تیرے لیے  
محل۔ وہ حالات تیرے لیے ان سے بھی بہتر ہوں۔

**سنتِ انبیاء | آپ پر اسی بارے میں ان کا یہ قول نازل فرمایا:-**

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ  
إِلَّا أَنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَ  
يَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا

ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو نہیں بھیجا۔ مگر وہ بھی  
کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا پھرتے تھے۔  
اور ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش



بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةٌ ط  
الْصَّيْرُونَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا (۲۰:۲۵)  
بنادیا ہے کیا تم (ہماری بنائی ہوئی اس آزمائش پر) صبر  
کرو گے؟ تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے۔

یعنی میں نے تم میں سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش اس لیے بنایا ہے کہ تم صبر کرو اور  
اگر میں چاہتا کہ ساری دنیا کو اپنے رسولوں کے ساتھ ایسا کروں کہ وہ مخالفت نہ کریں تو کر دیتا۔  
عبداللہ بن ابی امیہ نے جو کہا تھا۔ اس کے متعلق آپ پر (یہ)  
ایمان کی بے محل شرطیں | نازل فرمایا :-

وَقَالُوا لَنْ تُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ  
لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا أَوْ  
تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ تَحِيْلٍ وَ  
عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا  
تَفْجِيرًا أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا  
زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِيَ بِلَهُ  
وَالْمَلِكَةِ قَبِيلَةً أَوْ يَكُونَ  
لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرٍ أَوْ تَرْقَى  
فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ بِرُوحَيْكَ  
حَتَّى تُنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ ط  
قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا  
بَشَرًا مَّرْسُومًا

اور انہوں نے کہا کہ ہم تو تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے  
یسا کہ ہم کہ تو ہمارے لیے زمین میں سے چٹے جاری  
کر دے۔ یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں  
کا کوئی باغ ہو اور پھر تر اس میں بہت سے چٹے بہا  
دے یا جس طرح تو نے دعویٰ کیا ہے، آسمان کو ٹکڑے  
ٹکڑے کر کے (بطور عذاب کے) ہم پر گرا دے یا اللہ  
اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لیے  
کوئی سنہرا مکان بن جائے یا تو آسمان میں چڑھ جائے اور  
ہم تیرے چڑھنے پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ یسا کہ ہم کہ تو  
ہم پر ایک کتاب اتار لائے کہ ہم اسے پڑھیں، تو کہہ دے  
کہ میرا پروردگار تو (ہر قسم کی مجبوری سے) پاک ہے  
وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر کیا میں بشر اور رسول  
کے سوا (کچھ اور) ہوں؟

(۱۴: ۹۳ تا ۱۰۰)

ابن ہشام نے کہا: ینبوع اس پانی کو کہتے ہیں جو زمین وغیرہ  
سے ابلے اور اس کی جمع ینابیع ہے۔ ابن ہرمتہ نے جس کا  
نام ابراہیم بن عبدالغفری ہے، کہا ہے :-

وَإِذَا حَرَّكَتْ بِكُلِّ دَايِعَةٍ  
نُزِيتَ الشُّوْنُ وَدَمْعُكَ الْيَنْبُوعُ

اور جب تو ہر گھر میں ایک ایک آنسو بہائے تو (تیری) آنکھوں کے گوشے تو  
سکھ جائیں گے۔ لیکن تیرے آنسو تو ابے جا رہے ہوں گے۔



یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور کسف کے معنی عذاب کے ٹکڑوں کے ہیں۔  
اس کا واحد کسفة ہے، سدرۃ اور سدر کی طرح، اور قبیل کے وہی معنی ہیں جو مقابلہ  
کے ہیں۔ مقابلۃ و معانیتۃ ایک ہی معنی میں کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی وہی ہیں جو یَا بُیْهَمُ الْعَذَابُ  
قُبُلًا یعنی عیاثا، آنکھوں کے سامنے، روبرو۔ ابو عبیدہ نے اعشی بن قیس بن ثعلبہ کا یہ  
شعر مجھے سنایا:-

أَصَايَحُكُمْ حَتَّى تَبُوءُوا بِمِثْلِهَا      كَصَرْخَةِ حُبْلَى يَسْتَرْثَهَا قَبِيلُهَا

میں تم سے صلح کرنے میں پیش قدمی کرتا ہوں۔ تاکہ تم بھی اسی کے سے

(سلوک) کے اہل بن جاؤ۔

یعنی صلح کے لیے تیار ہو جاؤ جس طرح حاملہ کی چیخ پکار کے وقت اس کی قابلہ اس کے لیے  
آسانی پیدا کر دیتی ہے۔ قابلہ کو اسی لیے قابلہ کہا جاتا ہے کہ وہ حاملہ کے روبرو ہوتی ہے، یا اس  
لیے کہ وہ اس کے بچے کی کفیل اور ضامن ہوتی ہے۔ اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔  
اور قبیل کے معنی جماعت کے بھی ہیں جس کی جمع قبل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:-  
حَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا۔ ہر چیز کو جماعت جماعت بنا کر ہم نے ان کے پاس پیش کر  
دیا۔ پس قبل قبیل کی جمع ہے۔ جیسے سبیل کی۔ اور سریر کی اور قمص قمیص کی۔ اور قبیل کا لفظ  
کہادت میں بھی استعمال ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں: مَا يُعْرِفُ قَبِيلًا مِنْ دَبِيرٍ۔ وہ شخص آنے والے  
اور جانے والے میں تمیز نہیں کرتا۔ کیت بن زید نے کہا ہے:-

تَفَرَّقَتِ الْأُمُورُ بِوَجْهَتَيْهِمْ      فَمَا عَرَثُوا لَدَى بَيْتٍ مِنَ الْقَبِيلِ

معا ملے (ادھر ادھر) اس کی دونوں جانب ایسے پھیل گئے کہ وہ آنے اور

جانے والے کو نہ پہچان سکے۔

کہا جاتا ہے کہ شاعر کی مراد اس دبیر و قبیل سے رسی کا بٹنا ہے جو رسی ہاتھ کی جانب (یعنی اوپر کی  
طرف) بٹی جائے، اسے قبیل کہتے ہیں اور جو انگلیوں کی جانب بٹی جائے اسے دبیر کہتے ہیں اور  
یہ اسی اقبال و ادبار سے متعلق ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد  
تھکے کی بافت ہے۔ جب زانو کی جانب بٹی جائے تو وہ قبیل اور جب کوڑے کی جانب بٹی جائے  
تو وہ دبیر کہلاتی ہے اور قبیل کے معنی آدمی کے قبیلے کے بھی ہیں۔

زخرف | اور زخرف کے معنی ذہب کے ہیں، یعنی سونا اور مزخرف کے معنی مزین بالذہب



یعنی طلائ۔ عجاج نے کہا ہے:-

مِنْ طَلِيٍّ أَمْسَى تَخَالُ الْمُصْحَفَا رُسُومُهُ وَالْمَذْهَبُ الْمَرْخَرُ فَا

اس کھنڈر کے سنہری اور طلا کار نقش و نگار شام کے وقت مصحف کے

سے معلوم ہوتے ہیں۔

اور یہ دونوں شعر اس کے بحر جز کے ایک قصیدے کے ہیں، اور ہر زینت والی چیز کو بھی مزخرف کہا جاتا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: ان لوگوں نے کہا تھا: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تمہیں پیامہ کا رہنے والا کوئی شخص تعلیم دیتا ہے، جس کا نام رحمن ہے، ہم تو اس پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی:-

كَذَٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِيْٓ أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَشْلُوْا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِہٖ

اسی طرح ہم نے تجھے ایسی قوم میں بھیجا، جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ تو انہیں وہ چیزیں پڑھ کر سنائے، جن کی وحی ہم نے تیری جانب کی ہے۔ حالانکہ وہ رحمن کا انکار کرتے ہیں۔ (اے نبی!) کہہ دے کہ وہ تو میرا پروردگار ہے، اس کے سوا تو کوئی معبود ہی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے۔

(۱۳ : ۳۰)

ابو جہل بن ہشام کی باتوں اور جو اس نے آپ کے متعلق ارادہ کیا تھا، اس کے باب میں آپ پر اتارا:-

ابو جہل سے مواخذہ

أَرَعَيْتَ الَّذِي يَنْهَى ۚ عَبْدًا إِذَا صَلَّى ۚ أَرَعَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدَى ۚ أَوْ أَمَرَ بِالْتَّقْوَى ۚ أَرَعَيْتَ إِنْ كَذَبَ وَتَوَلَّى ۚ أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى ۚ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۚ لَنَسْفَعَا بِالسَّائِغَةِ ۚ نَاصِيَةٍ ۚ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ

کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے؟ کیا تو نے غور کیا ہے کہ اگر وہ سیدھی راہ پر ہوتا یا اس نے پرہیزگاری کا حکم دیا ہوتا (تو کس قدر بہتر ہوتا؟ اے مخاطب ذرا) تو یہ تو بتا کہ اگر اس نے بھٹلایا اور روگردانی کی تو کیا وہ (یہ بات بھی) نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ اگر وہ یوں نہیں باز آیا تو ہم ضرور اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر سختی سے



کھینچیں گے وہ پیشانی جو تھوٹی (اور خطا کا رہے۔ وہ اپنی  
مجلس (والوں) کو پکارے اور ہم (بھی) زبانہ (دو بخ کے  
متظلمین) کو بلائیں گے (پھر وہ دیکھے کہ غالب کون رہتا ہے،  
دیکھ اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور (مجھ سے) نزدیک  
ہوتا چلا جا۔

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۖ سَدَّ  
الزَّيْبَانِيَةَ ۖ كَلَّا لَا تَطِيعُ  
وَأَسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝  
(۹۶ : ۱۹۳)

۞ ۞ ۞ ۞

ابن ہشام نے کہا: لَنَسْفَعًا کے معنی لنجذبَن اور لَنَأْخِذَنَّ کے ہیں، یعنی ہم  
تشریح الفاظ ضرور پکڑیں گے اور کھینچیں گے۔ شاعر نے کہا ہے:-

تَرْمُ إِذَا سَمِعُوا الصُّرَاخَ رَأَيْتَهُمْ  
مِنْ بَيْنِ مُلْجِمٍ مُمْسِيٍّ أَوْ سَافِحٍ  
وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انھوں نے کسی فریاد کی آواز سنی تو تڑ دیکھے گا  
وہ دونوں حالتوں کے درمیان ہوں گے۔ اپنے پھیرے کو لگام دے رہے ہوں گے  
یا اس کی ایال پکڑے ہوئے۔

یعنی فوری امداد کے لیے یا تو ایال کے بال پکڑ کر سوار ہو جائیں گے یا لگام چڑھا کر بغیر زین کے  
فوراً نکل جائیں گے۔

اور نادۃ کے معنی اس مجلس کے ہیں، جس میں لوگ جمع ہوتے اور اپنے معاملوں  
معنی نادۃ کا فیصلہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:-

وَتَأْتُونَ فِي نَادِيِكُمْ  
الْمُنْكَرِ۔  
تم اپنی مجلسوں میں برے کاموں کے مرتکب  
ہوتے ہو۔

عبید اللہ ابصر نے کہا ہے:-

إِذْهَبْ إِلَيْكَ فَإِنِّي مِنْ بَنِي أَسَدٍ  
أَهْلُ النَّدَى رَأَهْلُ الْجُودِ وَالنَّادِي  
اے جا۔ اپنا راستہ لے۔ میں بنی اسد میں کا ہوں۔ جو سخا اور مجلسوں والے

اور مجلسوں میں جمع ہو کر مشوروں سے کام کرنے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:-

وَأَحْسَنُ نَدِيًّا۔ وہ مجلس کے لحاظ سے بہترین ہے۔

اور اس کی جمع اندیہ ہے۔ فرمایا:-

فَلْيَدْعُ (اہل) نادۃ۔ پس چاہیے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکارے۔



جس طرح فرمایا:-

وَسَلِّ الْقُرْبَايَةَ لِبَنِي (والوں) سے پوچھ۔ مراد اہل قریب یعنی بستی والے ہیں۔

بنی سعد بن زید مناة بن تمیم کے شاعر سلامۃ بن جندل نے کہا ہے:-

يَوْمَانِ يَوْمٌ مُّقَامَاتٍ وَأَنْدِيَّةٍ وَيَوْمٌ سَيْرٍ إِلَى الْأَعْدَاءِ تَأْوِيلُ

دن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دن تو مقام کرنے اور مجلسوں میں

بیٹھنے کا ہوتا ہے۔ اور ایک دن دشمنوں کی جانب (حملہ کرنے کے لیے) چلنے

اور سارا دن چلتے رہنے کا ہوتا ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

کیت بن زید نے کہا ہے:-

لَا مَهْأَذِيذٍ فِي السَّيِّئِ مَكَائِدٍ — رُؤَا مُصْمِتَيْنِ يَا لِدَفْحَا

وہ لوگ نہ مجلس میں فضول گرا اور باتونی ہیں اور نہ گفتگو سے عاجز ہونے کے

سبب سے یا کسی کے غلبے کی وجہ سے خاموش رہنے والے ہیں۔

زبانیدہ کے معنی درشت خو، جھلّا اور سخت کے ہیں اور یہاں اس سے مراد

**شرح زبانیدہ**

دوزخ کے منتظمین ہیں۔ اور دنیا میں زبانیدہ کے معنی معین اور مددگار کے ہیں

جو کسی شخص کی خدمت بجالائے اور امداد کرے، اس کا واحد ذہنیۃ ہے۔

ابن الزبیری نے کہا ہے:-

مَطَا عَيْمٌ فِي الْمُقَرَّي مَطَا عَيْنٌ فِي الْغَنَى زَبَانِيَّةٌ غُذِبَ عِظَامٌ حُلُومُهَا

نسیانوں میں کھانا کھلانے والے، جگوں میں نیزہ باز، خدمت گزار، جھلے،

بڑی عقوں والے۔

کہتا ہے کہ وہ لوگ بدمزاج ہیں۔ یہ شعر اس کے اشعار میں سے ہے۔

اور معمر بن عبد اللہ المذلل نے، جو معمر الغنی کہلاتا تھا، کہا ہے:-

وَمِنْ كَبِيرٍ نَهَرَ زَبَانِيَّةً

بنی کبیر میں سے بھی چند لوگ ہیں جو خدمت گزار ہیں۔

یہ شعر اس کے شعروں میں سے ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: جب مشرکوں نے اپنے مال رسول اللہ صلی اللہ

**مشرکوں کی بے نصیبی**

علیہ وسلم پر پیش کیے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر



نازل فرمایا:-

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ - فَمَعَا  
لَكُمْ إِنِ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ ج  
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (۳۴:۳۴)

اے نبی کہہ دے کہ جو کچھ اجر میں نے تم سے طلب کیا وہ  
تمہارے ہی لیے ہے۔ میرا اجر تو اللہ کے سوا اور کسی پر  
نہیں، وہ ہر چیز کے پاس حاضر ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ سچی چیز آئی، انھوں نے پہچان لیا۔ آپ کے بیان کی  
سچائی کو بھی جان لیا۔ جب انھوں نے مختلف سوالات آپ سے کیے اور آپ نے جو غیبی باتیں ان  
کے سامنے بیان کیں، ان اہم خبروں کی سچائی کو بھی جان لیا تو ان کے حسد نے آپ کی پیروی و تصدیق  
سے انھیں روک دیا۔ اس کے بعد انھوں نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی کی۔ اس کے احکام کو کھلم  
کھلا ترک کر دیا۔ اور جس کفر میں وہ مبتلا تھے، اس پر اڑے رہے۔ ان میں سے بعض نے تو کہا:-

لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ  
لَعَلَّكُمْ تَعْلَبُونَ (۳۶:۳۱)

تم اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور اس کی تلاوت کے وقت  
میں چیخ پکار کیا کرو۔ کہ شاید تم غلاب آ جاؤ۔

یعنی اسے بھی بے معنی اور غلط چیزوں کی طرح سمجھو۔ اور اسے ہنسی میں اڑا دو۔ تو شاید تم اس  
تدبیر سے اس پر غالب آؤ گے۔ اگر تم نے اس سے مناظرہ کیا یا اس سے دلیل حجت کی تو وہ تم پر  
غالب آ جائے گا۔

ایک روز ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اس سچی بات کو جو آپ  
لائے تھے، ہنسی میں اڑانے کے لیے کہا کہ اے گروہ قریش! محمد کا دعویٰ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ لشکر جو تمہیں آگ میں عذاب دے گا۔ اور اس میں گرفتار رکھے گا۔ اس کی  
تعداد فقط انیس ہے۔ تم تو گنتی میں سب سے بڑھے ہوئے ہو۔ پس تم میں سے ایک ایک سو آدمی  
توان میں سے ایک ایک کو عاجز کر ہی دیں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا یہ  
قول نازل فرمایا:-

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا  
مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ  
إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا

دوزخ کے منتظمین فرشتوں کے سوا کسی اور کرم  
نے نہیں بنایا۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے۔ ان کے  
لیے ان (فرشتوں) کی تعداد کو بھی بجز فتنہ و امتحان  
کے اور کچھ نہیں بنایا۔

(۳۱:۴۲)

تلاوت قرآن | ان میں کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے وقت آپ کی



تلاوت قرآن میں سے کچھ سننا چاہتا۔ تو وہ قریش سے ڈر کے مارے چھپ کر آتا۔ اور الگ ہو کر سنتا تھا۔ جب کبھی دیکھ لیتا کہ ان لوگوں کو اس کے سننے کی خبر ہو گئی ہے تو ان کی ایذا رسانی کے ڈر سے فوراً چلا جاتا اور آپ کی تلاوت سن نہ سکتا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز پست رکھتے تو سننے والا یہ سمجھتا کہ دوسرے لوگ آپ کی قرأت میں سے کچھ نہیں سن رہے اور انہیں خبر ہوئے بغیر کچھ سن سکتا ہے۔ تو وہ آپ کی تلاوت کی جانب کان لگا دیتا، تاکہ آپ کی کوئی نہ کوئی بات سن لے۔ ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عمرو بن عثمان کے غلام داؤد بن الحصین نے ان سے ابن عباس کے غلام عکرمہ نے ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ آیت:-

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ

تو اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ۔ اور نہ اسے

بھٹا۔ (وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا)

پست آواز سے ادا کر (بلکہ) ان دونوں کی درمیانی

راہ اختیار کر۔

(۱۱۰:۱۸)

انہیں لوگوں کے سبب سے اتری۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ، کہ سننے والے لوگ تیرے پاس سے ادھر ادھر ہو جائیں۔ اور نہ ایسی پست آواز سے، کہ جو شخص دوسروں سے الگ ہو کر اور ان کی آنکھ بچا کر سننا چاہے۔ وہ بھی نہ سن سکے، تا ثب ہو اور جو کچھ سنے، اس سے مستفید ہو۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے یحییٰ (بن عروہ بن الزبیر) نے اپنے والد (عروہ) سے روایت کی کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ

**قرآن کی پہلی جہری تلاوت**

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی۔ وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے کہا: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جمع ہوئے۔ اور انہوں نے

کہا: قریش نے قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہیں سنا۔ پس ایسا کون شخص ہے جو انہیں قرآن سنائے؟ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا: میں (یہ کام انجام دیتا ہوں) سب

نے کہا: ہمیں ان سے مختارے لیے خوف ہے۔ ہم تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو خاندان والا ہو۔ کہ اگر ان لوگوں نے اس سے کوئی بدسلوکی کرنی چاہی تو اس کے اہل خاندان حفاظت کر سکیں۔

ابن مسعودؓ نے کہا: مجھے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ خود میری حفاظت فرمائے گا۔ راوی نے کہا: جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابن مسعودؓ دن چڑھے مقام ابراہیمؑ کے پاس ایسے وقت آئے، جب

قریش اپنی مجلسوں میں تھے۔ اور مقام کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے پڑھنا شروع



کیا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ پھر اسے آگے (تک) پڑھتے چلے گئے۔ رادی نے کہا: قریش نے اسے غور سے سنا اور بولے: ابن ام عبد نے کیا کہا؟ پھر خود ہی کہنے لگے، وہ تو وہی پڑھتا ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے۔ پس وہ سب کے سب ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ابن مسعودؓ کے منہ پر مارنے لگے۔ وہ برابر پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اس سورت کے اس حصے تک پہنچ گئے، جس تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی جانب اس حالت میں لوٹ آئے کہ ان کے چہرے پر قریش نے نشانات ڈال دیے تھے۔ ابن مسعودؓ کے ساتھیوں نے ان سے کہا: اسی چیز کا ہمیں ڈر تھا۔ انھوں نے جواب دیا:۔ آج دشمنانِ خدا میری نظروں میں جتنے ذلیل ہیں، اتنے ذلیل کبھی نہ تھے۔ اگر تم چاہو تو اسی طرح ان کے پاس کل سویرے بھی پہنچوں۔ انھوں نے کہا: نہیں تمہارے لیے یہی کافی ہے۔ تم نے انھیں وہ باتیں سنا دیں، جنہیں وہ ناپسند کرتے ہیں۔

**قرآن کا اثر** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ ان سے بیان کیا گیا: ابوسفیان بن حرب، ابو جہل بن ہشام، الاخنس بن شریق بن عمرو اور ابن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف، یہ سب کے سب ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت سننے کے لیے نکلے، جو آپ اپنے گھر میں رات کو نماز میں کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ہر شخص نے ایک ایک جگہ لی۔ اور وہاں بیٹھا سنتا رہا۔ ان میں سے ہر شخص دوسرے سے بے خبر تھا۔ انھوں نے اسی سننے میں رات گزار دی۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا۔ لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر طامت کرنے لگا۔ اور ہر ایک نے دوسرے سے کہا: دیکھو دوبارہ ایسا نہ کرنا، کیونکہ اگر تمہارے بعض کم عقل دیکھ لیں گے تو ان کے دلوں میں خیال پیدا ہو جائے گا۔

پھر وہ سب کے سب لوٹ گئے۔ جب دوسری رات ہوئی تو ان میں سے ہر شخص اپنی جگہ واپس آیا اور تلاوت سننے میں رات گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا گیا۔ لیکن راستے نے پھر پہلے کی طرح ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے دیا ہی کہا۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ کہا تھا۔ وہ سب لوٹ گئے۔ جب تیسری رات ہوئی تو ان میں سے ہر شخص نے اپنی جگہ لی۔ اور آپ کی تلاوت سنتے ہوئے رات گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص الگ الگ چلا گیا اور راستے نے انھیں پھر (ایک جگہ) جمع کر دیا۔ ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا: ہماری



یہ عادت چھوٹے گی نہیں۔ جب تک عہد نہ کر لیں کہ دوبارہ ایسا نہیں کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے اس بات پر آپس میں عہد کیا اور ادھر ادھر چلے گئے۔

### اخفس کا واقعہ

جب صبح ہوئی تو الاخفس بن شریق نے لالھی لی۔ ابوسفیان کے پاس آکر کہا :- اے ابوحنظلہ! محمدؐ سے جو کچھ تم نے سنا ہے، اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرو۔ انھوں نے کہا: اے ابو ثعلبہ! واللہ میں نے بہت سی باتیں سنیں، جنہیں میں جانتا ہوں۔ اور ان سے کیا مراد ہے، اسے بھی میں جانتا ہوں۔ بہت سی باتیں ایسی بھی سنیں، جن کے نہ معنی جانتا ہوں اور نہ ان کی مراد سے واقف ہوں۔ الاخفس نے کہا: میں بھی اسی ذات کی قسم کھاتا ہوں، جس کی قسم تم نے کھائی ہے۔ کہ حالت یہی ہے۔ راوی نے کہا: پھر وہ ان کے پاس سے اٹھا، ابو جہل کے پاس اس کے گھر میں پہنچا۔ اہ کہہ: اے ابوالحکم! محمدؐ سے جو کچھ تم نے سنا، اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں نے کیا سنا۔ ہم میں اور بنی عبد مناف میں علوم تربت کے متعلق کھینچا تانی ہوئی، انھوں نے کھانا کھلایا، ہم نے بھی کھانا کھلایا۔ انھوں نے لوگوں کو سواریاں دیں، ہم نے بھی دیں۔ انھوں نے سخاوت کی، ہم نے بھی کی۔ یہاں تک کہ جب ہم گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (یعنی خوب کش مکش ہوئی) اور دونوں کی حالت شرط کے دو گھوڑوں کی سی ہو گئی۔ انھوں نے کہا کہ ہم میں ایک نبی ہے۔ جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ پس جب ہم ایسی حالت دیکھ رہے ہیں تو واللہ! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اسے سچا جانیں گے۔ راوی نے کہا: پھر الاخفس اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اسے چھوڑ کر چلا گیا۔

### کفار کا تجاہل

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے اور انھیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتے تو وہ ہنسی اڑاتے اور کہتے: قُلُوبُنَا فِيْ اَكْثَرٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ (تو جس جانب ہمیں بلاتا ہے اس کی جانب مائل ہونے سے ہمارے دل محفوظ ہیں) تو جو کچھ کہتا ہے، ہم اسے سمجھتے ہی نہیں۔ فِيْ اِذَا نَا وَقَسْ (ہمارے کانوں میں گرانی ہے) اور جو کچھ تو کہتا ہے، ہم اسے سنتے ہی نہیں۔ وَ مِنْ بَيْنِنَا وَ بَيْنَكَ حِجَابٌ (ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے جو حائل ہے) فَاعْمَلْ (پس تو اس پر عمل کرتا رہ، جس پر ہے) اور اِنَّا عَامِلُونَ (ہم اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے، جس پر ہم ہیں) ہم تیری کوئی بات نہیں سمجھتے۔ انھیں کا قول اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:-



وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا  
بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ  
بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا (الی قولہ)  
وَإِذَا ذُكِّرْتَ بِرَبِّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ  
وَكُنَّا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا (۴۶: ۱۴)

اور جب تو نے قرآن پڑھا، تو ہم نے تیرے اور ان  
لوگوں کے درمیان، جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے،  
ایک مخفی پردے کی آڑ کر دی..... اور جب تو نے  
قرآن میں صرف اپنے پروردگار کی ذکر کیا، تو وہ  
نفرت سے پیچھے کی جانب لوٹ گئے۔

یعنی آپ نے جو اپنے پروردگار کی یکتائی بیان کی، اسے وہ کیونکر سمجھیں گے۔ جب میں نے ان کے  
دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں۔ ان کے کانوں میں گرانی ہے اور تیرے اور ان کے درمیان انھیں کے  
دعویٰ کے لحاظ سے پردہ ہے۔ یعنی پردہ میں نے نہیں ڈالا۔

### کفار کے اعتراضات :-

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ  
يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ فَإِذْ هُمْ كَجُوعَىٰ  
إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنَّا تَتَّبِعُونَ  
إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا (۴۷: ۱۴)

ہم اس طریقے کو خوب جانتے ہیں، جس طریقے سے  
وہ سنتے ہیں۔ جب وہ تیری جانب اپنے کان لگاتے  
میں اور اس حالت کو بھی ہم خوب جانتے ہیں، جب وہ  
(ایک دوسرے سے گفتگو کرتے وقت سر تاپا) سرگوشی بن  
جاتے ہیں، یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک مسح زدہ کی  
پیروی کرتے ہو۔

یعنی ہم نے تجھے جو چیز دے کر ان کی جانب بھیجا ہے۔ جب اسے ترک کرنے کی نصیحت وہ  
ایک دوسرے کو کرتے ہیں:-

أَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ  
الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ  
تَبْيِظًا (۴۸: ۱۴)

دیکھ تو! تیرے لیے انھوں نے کیسی کیسی مثالیں کہیں  
جس کے نتیجے میں وہ گمراہ ہو گئے۔ اور راستے پر  
چلنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے۔

یعنی آپ کے متعلق انھوں نے غلط مثالیں دیں۔ اس لیے وہ اس (قرآن) کے ذریعے سے نہ  
ہدایت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں ان کی کوئی بات ٹھیک ہے۔

وَقَالُوا ءِذَا كُنَّا عِظَامًا تَرَفًا  
وَأَنَّا لَمَبْعُونُ خَلْقًا جَدِيدًا (۴۹: ۱۴)

اور انھوں نے کہا کہ جب ہم ہڈیاں اور (وہ بھی)  
برسیدہ اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم سرور نئی  
خلقت میں اٹھائے جائیں گے؟



یعنی قرہیں یہ خبر دینے آیا ہے کہ ہمارے مرنے اور بڑیاں (ہو کر رہ جانے، اور (ان کے) بوسیدہ اور  
چھرا ہو جانے کے بعد ہم قریب میں اٹھائے جائیں گے؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ حَدِيدًا ۖ  
أَوْ خُلُقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ  
فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي  
فَعَلَ كُفُّ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ (۱۴: ۱۵ تا ۱۷)

تو کہنے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ یا ایسی مخلوق جو تھکے  
دلوں میں بہت بڑی معلوم ہو۔ پھر تو وہ فوراً ہی کہیں گے  
کہ ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا۔ تو کہہ دے، وہ جس  
نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا۔

یعنی جس نے تمہیں اس چیز سے پیدا کیا، جسے تم جانتے ہو۔ اس کے لیے تمہیں مٹی سے پیدا کرنا  
کچھ اس سے زیادہ دشوار نہیں۔

ابن اسحق نے کہا، مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے، انھوں نے مجاہد سے اور مجاہد نے ابن عباس  
رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہا: میں (مجاہد) نے ان (ابن عباس) سے اللہ تعالیٰ کے قول  
أَوْ خُلُقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ کے متعلق دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کیا مراد  
لی ہے تو انھوں (ابن عباس) نے کہا: اس سے مراد موت ہے۔



## مسکینوں پر خوفناک ظلم و ستم

**مشرکوں کی سنگ دلی** | ابن اسحاق نے کہا: مشرکوں نے ان صحابیوں پر جنہوں نے اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ ظلم و ستم ڈھائے اور ہر قبیلے نے اپنے میں کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ انہیں قید کرتے، مارتے، بھوکے پیاسے رکھتے، تپتی ہوئی زمین پر لٹا کر تکلیفیں دیتے۔ بعض تو شدید آفتوں کی تاب نہ لا سکے۔ اور فتنے میں الجھ گئے۔ بعض ان کے مقابلے میں سختیاں برداشت کر گئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا۔

**حضرت بلال رضی اللہ عنہ** | ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بلال رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ وہ بنی جمح میں کے ایک شخص کے پروردہ غلاموں میں سے تھے۔ ان کا نام بلال بن رباح تھا۔ اور والدہ کا نام حمامہ۔ آپ بڑے پاک دل اور اسلام کی صداقت کے پیکر تھے۔ جب دوپہر کی گرمی خوب تیز ہوتی تو امیہ بن خلف (بن وہب بن حذافہ بن جمح) آپ کو لے کر نکلتا اور مکہ کے پتھریلے مقام پر چٹ لٹا دیتا۔ کسی بڑی چٹان کے لانے کا حکم دیتا اور وہ آپ کے سینے پر رکھ دی جاتی۔ پھر وہ آپ سے کہتا کہ تو اسی حالت میں رہے گا۔ یہاں تک کہ مر جائے یا محمد سے انکار کر کے لات دعزلی کی پوجا کرے۔ بلال اس حالت میں بھی اصرار کرتے رہے۔

**حضرت ابوبکرؓ نے آزادی دلائی** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد کی زبانی روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا: ورقہ بن نوفل ان کے پاس سے ایسی حالت میں گزرتے کہ وہ اس طرح کی تکلیف میں مبتلا اور اصرار کر کے جا رہے ہوتے۔ ورقہ کہتے: واللہ اے بلالؓ! وہ ایک ہی ہے، ایک ہی ہے۔ پھر امیہ بن خلف اور بنی جمح کے ان لوگوں سے مخاطب ہوتے اور کہتے: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اسے اسی حالت میں مار ڈالا۔ تو میں اس کی قبر کو مقام رحمت بنالوں گا۔ اور اس سے برکتیں حاصل کرتا رہوں گا۔ ایک روز ان کے پاس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ (ابن ابوقحافہ) گزرے۔ وہ بلالؓ کو



معمول کے مطابق اذیتیں دے رہے تھے۔ ابو بکرؓ کا گھر بنی جمح کے قبیلے میں ہی تھا۔ انھوں نے امیر بن خلف سے کہا: کیا تو اس بے چارے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا۔ آخر یہ تعذیب کب تک ہماری رہے گی؟ اس نے کہا: تمہیں نے اسے بگاڑا ہے، جس مصیبت میں اسے دیکھ رہے ہو اس سے خود تم چھڑاؤ۔ ابو بکرؓ نے کہا: اچھا میں ہی چھڑائے لیتا ہوں۔ میرے پاس ایک سیاہ غلام ہے، جو بلالؓ سے زیادہ مضبوط اور تیرے دین پر پوری قوت سے قائم ہے۔ میں اسے بدلے میں تجھے دیے دیتا ہوں۔ اس نے کہا: میں نے قبول کر لیا۔ آپ نے فرمایا: پس وہ تیرا ہو گیا۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا وہ غلام (امیر بن خلف کو) دے دیا۔ اور بلالؓ کو آزاد کر دیا۔

غرض ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت سے پیشتر اسلام کے لیے چھ غلام اور لونڈیاں اور غلام آزاد کرائے۔ بلالؓ ساتویں تھے۔

۱۔ عامر بن فہیر جو جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک رہے۔ بیڑ معونہ کی جنگ میں شہادت پائی۔

۲۔ ام عبیدہ (یہ لونڈی تھیں)

۳۔ زہیرہؓ (یہ بھی لونڈی تھیں) جب آزاد ہوئیں تو ان کی مینائی جاتی رہی۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا: لات وعزیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ زہیرہؓ نے سنا تو کہا: بیت اللہ کی قسم! قریش جھوٹے ہیں، ملات وعزیٰ نے کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ نفع۔ اللہ تعالیٰ نے پھر انھیں مینائی مرحمت فرمائی۔

۴، ۵۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے المنہدیہ اور ان کی بیٹی کو بھی آزاد کیا۔ یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی ملک تھیں۔ مالکہ نے المنہدیہ اور ان کی بیٹی کو آٹا پیسنے کے لیے دیا، ساتھ ہی کہا: واللہ! میں تمہیں کبھی آزاد نہ کروں گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ گزر رہے تھے۔ کہا: اے فلاں شخص کی ماں! قسم توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔ وہ بولی: تمہیں نے تو انھیں بگاڑا ہے۔ تمہیں انھیں آزاد کراؤ۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو کتنے میں انھیں دے دوں گی؟ اس نے کہا: اتنی رقم میں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا: میں نے انھیں خرید لیا اور وہ آزاد ہیں، ساتھ ہی المنہدیہ اور ان کی بیٹی سے کہا: اس کی چیز واپس کر دو۔ انھوں نے کہا: اے ابو بکرؓ ابھی واپس کر دیں یا کام پورا کر کے یعنی پیس دیں؟ فرمایا: جیسا تم چاہو۔

۶۔ بنی مؤمل کی لونڈی، ابو بکرؓ، عدی بن کعب کے قبیلے کی شاخ بنی مؤمل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے، جو مسلمان تھے اور عمر بن الخطابؓ اسے تکلیفیں دے رہے تھے کہ وہ اسلام چھوڑ دے یہ عمرؓ کے اسلام سے پیشتر کا واقعہ ہے، اسے پٹتے پٹتے تھک گئے اور کہا صرف اس لیے رک گیا ہوں کہ تھک چکا ہوں۔ لونڈی نے کہا: خداتم سے بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ ابو بکرؓ نے لونڈی کو خرید کر آزاد کر دیا۔



حضرت ابو بکرؓ کی شان للہمیت | ابن اسحاق نے کہا: محمد بن عبد اللہ (بن ابی عتیق) نے عامر بن عبد اللہ (بن زبیر) سے، انھوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی سے روایت کی۔ ابو تمّانہ نے ابو بکرؓ سے کہا: اے بیٹے! میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ کمزور بروے آزاد کرتے ہو۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو، اگر ایسا کہو کہ قومی افراد کو آزاد کرو تو وہ تم سے مدافعت کریں گے اور تمہارے لیے سینہ سپر ہوں گے۔ اس کے جواب میں ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابا جان! میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ عزوجل کے لیے کرنا چاہتا ہوں۔

راوی نے کہا: اسی لیے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیات آپ ہی کی شان میں، اور آپ کے والد سے آپ کی جو گفتگو ہوئی، اس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:-

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰ وَاتَّقٰ ۚ وَصَدَقَ  
بِالْحُسْنٰی ۚ  
پس لیکن جس نے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) دیا اور  
برے کاموں سے بچا اور بہترین بات (کلمہ توحید) کی  
تصدیق کی (تو اس کے لیے فلاں جزا ہے)

(۶۳۵:۹۲)

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ  
تُجْنٰی ۚ اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ  
اَلَا عَلٰی ۚ وَلَسَوْفَ يَرْضٰی ۚ  
اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں کہ اس کا بدلہ اسے  
دیا جا رہا ہو۔ صرف اپنے پروردگار برتر کی خوشنوی  
کی طلب ہے اور بے شک وہ (اس سے) عنقریب  
راضی ہو جائے گا۔

(۹۲: ۲۱ تا ۱۹)

آل یاسرؓ کے لیے بشارت | ابن اسحاق نے کہا: بنی مخزوم، عمار بن یاسرؓ، ان کے باپ اور ان کی ماں کو لے کر نکلتے تھے۔ اور یہ سب کے سب اسلام کے گھرانے والے تھے، جب دوپہر کے وقت گرمی خوب بڑھ جاتی تو ان لوگوں کو مکہ کی گرم زمین پر تکلیفیں دیتے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:-  
صَبْرًا اَلْ یٰ یَسِرُ مَوْعِدُكُمْ  
اَلْجَنَّةُ ۚ  
اے یاسر کے گھر والو! صبر کرو۔ تمہاری  
دعہ گاہ جنت ہے۔

عمار کی ماں کو تو ان لوگوں نے مار ہی ڈالا اور حالت یہ تھی کہ بجز اسلام کے وہ ہر بات سے منکر تھیں۔

ابو جہل کی صلابت کفر | بدکار ابو جہل، قریش کے افراد کو ان لوگوں کے خلاف ابھارا کرتا تھا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ جب اس نے کسی کے متعلق سن لیا، اس نے



اسلام اختیار کیا ہے۔ صاحب عز و جاہ اور حمایتوں والا ہے تو اس پر دلیلوں اور گفتگو سے غلبہ پانے کی فکر کرتا  
 رسوا اور بدنام کرنے کی تدبیر کرتا اور کہتا: تو نے اپنے باپ کا دین چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ تجھ سے بہتر تھا۔ ہم تو  
 تیری عقل کی سبکی کا چرچا کریں گے۔ تیری رائے کی غلطی مشہور کریں گے اور تیری دجاہت و برتری کو پست کر  
 دیں گے۔ اگر وہ کوئی تاجر ہوتا تو اس سے کہتا: واللہ ہم تیرے بیوپار کو مندا اور تیرے مال کو تباہ کر دیں گے  
 اگر وہ کوئی کمزور ہوتا تو اسے مارتا اور اس پر لوگوں کو ابھارتا۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے حکیم بن جبیر نے، سعید ابن جبیر سے روایت  
**عبداللہ بن عباس کا بیان** بیان کی کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا۔ کیا مشرکین، اصحاب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں پہنچانے میں اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے سبب سے وہ اپنا  
 دین ترک کرنے میں معذور سمجھے جاسکتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں! واللہ! وہ ان میں سے کسی کو تو مارتے  
 تھے۔ کسی کو جھوکا پیا سا رکھتے۔ یہاں تک کہ اس آفت کی سختی کے سبب سے وہ سیدھا بیٹھ نہ سکتا تھا۔ وہ  
 اس سے جو چاہتے، کہلا لیتے تھے۔ اس سے کہتے: اللہ نہیں بلکہ لات و عزریٰ تیرے معبود ہیں تو وہ ہاں کہہ  
 دیتا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ ان کے پاس سے گوربکا کیڑا (ریگنا ہوا) گزرتا تو وہ اس سے کہتے  
 کہ تیرا معبود تو یہ گوربکا کیڑا ہے اور اللہ تیرا معبود نہیں۔ وہ ان کی ان تکلیفوں سے چھوٹنے کے لیے، جن  
 میں وہ حد سے بڑھ گئے تھے، ہاں کہہ دیتا۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے زبیر بن عکاشہ (بن عبداللہ بن ابی احمد) نے  
**ہشام بن الولید کا واقعہ** بیان کیا کہ کسی نے یہ بات بتائی، بنی مخزوم کے چند لوگ ہشام بن الولید  
 (ابن المغیرہ) کے پاس گئے اور انھوں نے اس بات کا عزم کر لیا تھا کہ ان میں سے چند نوجوانوں کو گرفتار  
 کر لیں۔ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ انھیں میں سے سلم بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی تھے۔  
 یہ واقعہ اس وقت کا ہے۔ جب ہشام کے بھائی ولید بن الولید بن المغیرہ نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔  
 راوی نے کہا۔ پس وہ لوگ ہشام کی شعلہ مزاجی سے ڈر گئے اور کہا، ہم چاہتے ہیں، ان نوجوانوں کو  
 سرزنش کریں۔ جنھوں نے نیا دین ایجاد کر رکھا ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں پر بھی اس کے اثر پڑنے  
 کا خوف ہے۔ ہشام نے کہا: یہ کام تو تمھارا ہے۔ سرزنش کرو۔ لیکن خبردار اس کی جان لینے سے اپنے  
 کو بچاؤ۔ پھر اس نے یہ شعر بھی کہا:-

أَلَا لَا يَقْتُلَنَّ أَخِي عُمَيْسَ فَيَبْقَى بَيْنَنَا أَبَدًا سَلَا حَے

خبردار! میرے بھائی عمیس کو قتل نہ کرنا، ورنہ ہمارے درمیان ہمیشہ دشمنی رہے گی۔



اس کی جان لینے سے بچو۔ پھر اس نے اللہ کی قسم بھی کھائی کہ اگر تم نے اسے قتل کیا تو میں تم میں سے بہترین شخص کو قتل کر ڈالوں گا۔ راوی نے کہا: پھر تو سمجھوں نے کہا: اس پر اللہ کا غضب ہو۔ اس کے مقابلے کی کون جرات کرے؟ خدا کی قسم! اگر اس کا بھائی ہمارے ہاتھ سے مارا جائے گا، تو ہشام مزدور ہمارے بہترین شخص کو قتل کر دے گا۔ پس انھوں نے ولید بن ولید کو چھوڑ دیا۔ اور ان کے خیال سے باز رہے۔ راوی نے کہا: ان اسباب میں سے یہ چند تھے۔ جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی حفاظت کی۔



## حبشہ کی جانب پہلی ہجرت

**ہجرت کا مشورہ** | راوی نے کہا: ہم سے ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے، ان سے زیاد بن عبد اللہ البکائی نے اور ان سے محمد بن اسحاق المطلبی نے بیان کرتے ہوئے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا، آپ کے اصحاب بلاؤں کا نشانہ بن رہے ہیں، اور خود آپ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق اور اپنے چچا ابوطالب کے سبب ان آفتوں سے محفوظ ہیں۔ یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان بلاؤں سے جن میں وہ مبتلا ہیں، آپ ان کی حفاظت نہیں فرما سکتے تو ان سے فرمایا:-

لَوَخَرَجْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ  
فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ  
أَحَدٌ وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ حَتَّى  
يَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ فَرَحًا مِمَّا  
أَنْتُمْ فِيهِ -  
اگر تم لوگ سرزمین حبشہ کو چلے جاؤ۔ (تو بہتر ہو) کہ  
وہاں کے بادشاہ کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔  
اور وہ سچائی والی سرزمین ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ  
تمہارے لیے ان آفتوں سے، جن میں تم مبتلا ہو،  
کوئی کشائش پیدا کر دے۔

**اکابر مہاجرین** | اس ارشاد پر آپ کے صحابیوں میں سے بہت سے مسلمان فتنوں کے ڈر سے سرزمین حبشہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے تاکہ اپنے دین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف چلے جائیں۔ یہ پہلی ہجرت تھی جو اسلام میں ہوئی۔ مسلمان ہونے کے بعد بنی امیہ بن عبد شمس (بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر) میں سے، ہجرت کے لیے سب سے پہلے عثمان بن عفان (بن ابی العاص) نکلے، اور آپ کے ساتھ آپ کی بی بی رقیہ (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)، بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس) بھی تھے۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔ یہ بنی عامر بن لوی سے تھیں۔ سرزمین حبشہ میں سہلہ سے ان کے ایک بیٹا محمد بن ابی حذیفہ ہوا۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام (بن خویلد بن اسد) تھے۔



بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار)

بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمن بن عوف (بن عبدالمحارث بن زہرہ)

بنی مخزوم بن یقظہ (بن مرہ) میں سے ابوسلمہ بن عبدالاسد (بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور

ان کے ساتھ ان کی بی بی ام سلمہ بنت ابی امیہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم)

بنی جمح بن عمر (بن مصنیض بن کعب) میں سے عثمان بن مظعون (بن حبیب بن وہب بن حذافہ

بن جمح)

بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ، جو آل خطاب کے حلیف اور عذر بن وائل کے

قبیلے میں سے تھے۔ اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حاتمہ (بن حذافہ بن غالم بن عامر بن عبداللہ بن عوف بن

عبید بن عویج بن عدی بن کعب) کے ساتھ۔

بنی عامر بن لؤئی میں سے ابوسیرہ بن ابی ریم (بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن

مالک بن حسل بن عامر)

بعض کہتے ہیں کہ ابوسیرہ نہیں بلکہ ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک

بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص تھے جو وہاں پہنچے۔ اور بنی المحارث بن فہر میں سے سہیل بن

بمضاء، جن کا نام سہیل بن وہب (بن ربیعہ بن ہلال بن ابیہب بن ضبہ بن المحارث تھا مجھے

جو خبر پہنچی ہے۔ اس کے لحاظ سے یہ دس آدمی تھے۔ جو مسلمانوں میں سے سرزمین حبشہ کی جانب

چلے گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: ان سب کے صدر عثمان بن مظعون تھے۔ جن کا ذکر مجھ سے بعض اہل علم

نے کیا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے۔ اور

**جعفر بن ابی طالب**

مسلمان کیے بعد دیگرے جاتے رہے۔ یہاں تک کہ سرزمین حبشہ میں

سب کے سب جمع ہو گئے۔ اور وہیں رہنے لگے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو اپنے گھروالوں

کو ساتھ لے گئے تھے اور بعض ایسے، جن کے ساتھ ان کے گھروالے نہیں تھے۔

بنی ہاشم بن عبد مناف (بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤئی بن غالب بن فہر) میں

سے جعفر بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس (بن النعمان



بن کعب بن مالک بن قحافة بن خثعم تھی۔ ان سے سرزمین حبشہ میں ان کے ایک لڑکا عبداللہ بن جعفر پیدا ہوا۔

بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان (بن ابی العاص ابی امیہ بنی امیہ بن عبد شمس) ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان (بن امیہ بن محرت بن خمل بن شق بن رقبہ بن معدج الکناقی تھی، اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن العاص بن امیہ کے ساتھ ان کی بیوی اُمینہ بنت خلف (بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیح بن خثعم بن سعد بن یلیح بن عمرو بنی خزاعہ) تھی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے اُمینہ کی جگہ ہُمینہ بنت خلف بھی کہا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: سرزمین حبشہ میں ان سے سعید بن خالد اور امۃ بنت خالد پیدا ہوئے۔ امۃ بعد میں زبیر بن العوام کے نکاح میں آئیں۔ اور ان سے عمرو بن الزبیر اور خالد بن الزبیر پیدا ہوئے۔

ان کے حلیفوں بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش (بن رثاب بن یمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد) اور ان کے بھائی عبید اللہ بن جحش، عبداللہ کے ساتھ اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان (بن حرب بن امیہ) اور قیس بن عبداللہ، جو بنی اسد بن خزیمہ میں کے ایک شخص تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی برکہ بنت یسار، ابوسفیان بن حرب بن امیہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ اور مصقیب بن ابی فاطمہ، یہ سب سعید بن العاص کے متعلقین سات آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مصقیب قبیلہ دوس کے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص ابو حذیفہ بن عتبہ بنی عبد مناف (بن ربیعہ بن عبد شمس) اور ابو موسیٰ اشعری جن کا نام عبداللہ بن قیس تھا۔ جو عتبہ بن ربیعہ والوں کے حلیف تھے۔

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ بن غزوہ بن ہابر (بن دہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان) جو ان کا حلیف تھا۔



## بنی قصی

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے چار شخص۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد،  
الاسود بن نوفل بن خویلد بن اسد، یزید بن زمعة بن الاسود ابن المطلب بن اسد، اور  
عمرو بن امیہ بن الحارث بن اسد۔

بنی عبد بن قصی میں سے ایک شخص طلیب بن عمیر (بن دہب (بنی کثیر) ابن عبد)

## بنی عبدالدار

بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر (بن ہشام بن عبد مناف بن عبدالدار)  
سویبط بن سعد (بن حرملہ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار) اور ان  
کے ساتھ ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبدالاسود (بن خزیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضہ بن سبیح بن  
خثعمہ بن سعد بن یثیع بن عمرو و خزاعہ، نیز ان کے دو بچے عمرو بن جہم اور خزیمہ بن جہم، ابوالرؤم  
بن عمیر (بن ہاشم ابن عبد مناف بن عبدالدار) اور فراس بن النضر (بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن  
عبد مناف بن عبدالدار)

## بنی زہرہ

بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمن بن عوف (بن عبد عوف بن عبد بن الحارث  
بن زہرہ)، عامر بن ابی وقاص۔ ابودقاص مالک بن ابیبیت (بن عبد مناف  
بن زہرہ) مطلب بن ازہرہ (بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ) اور ان کے ساتھ ان  
کی بیوی رملہ بنت ابی عوف (بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم) جس سے سرزمین حبشہ میں عبداللہ  
بن عبدالمطلب پیدا ہوئے۔

## بنی ہذیل

ان کے حلیف بنی ہذیل میں سے عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمیخ بن مخزوم بن صاہلہ  
بن کابلہ بن کابل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل) اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود۔

## بنی بہراء

بنی بہراء میں سے المقداد بن عمرو (بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثامہ بن مطرود بن عمرو  
بن سعد بن زبیر بن لوی بن ثعلبہ بن مالک بن الشریذ بن ابی اہوز بن فائش بن دُریم بن  
القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف ابن قضاعة)

ابن ہشام نے کہا: بعض نے ہزل بن فاس بن ذرود ہیر بن ثور کہا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: وہ مقداد بن الاسود (بن عبدغوث بن عبد مناف ابن زہرہ) کہلاتے

تھے۔ یہ اس لیے کہ اسود نے انھیں جاہلیت میں متبنیٰ بنا لیا تھا۔ اور اس سے معاہدہ کر  
لیا تھا۔

۱۔ اسے بعض نے کبیر بھی لکھا ہے۔



بنی تیم | بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص الحارث بن خالد (بن صخر بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم) اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ربطہ بنت الحارث بن جبلة (بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم) جس سے سرزمین حبشہ میں موسیٰ بن الحارث، نیز عائشہ، زینب اور فاطمہ بنات الحارث پیدا ہوئے۔ اور عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم،

بنی مخزوم | بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ابوسلمہ بن عبدالاسد (بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ (بن المنیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) جس سے سرزمین حبشہ میں زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئی۔ اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ اور ام سلمہ کا نام ہند تھا اور شماس بن عثمان (بن المنیر بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم) ابن ہشام نے کہا: شماس کا نام عثمان تھا۔ اور ان کا نام شماس اس لیے مشہور ہو گیا تھا کہ شماس میں سے ایک شماس جاہلیت کے زمانے میں مکہ آیا تھا۔ اور وہ بہت خوب صورت تھا۔ لوگ اس کی خوبصورتی دیکھ کر دنگ رہ گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا، کہا: میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت شماس کو لاتا ہوں اور وہ اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لے آیا۔ تو ان کا نام بھی شماس مشہور ہو گیا، اس کا ذکر ابن شہاب وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: ہتبار بن سفیان (بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم) اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان اور ہشام بن ابی حذیفہ (بن المنیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور سلمہ بن ہشام بن المنیرہ (بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور عیاش بن ابی ربیعہ (بن المنیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) اور ان کے حلیفوں میں سے مُعْتَب بن عوف (بن عامر بن الفضل بن عقیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو ازخزاعہ، اور یہی وہ شخص ہے جسے عیہامہ کہا جاتا تھا۔ ابن ہشام نے کہا، بعض کے خیال کے موافق حبشیہ بن سلول وہ شخص ہے جسے مُعْتَب بن جہار کہا جاتا تھا۔

بنی جحج | بنی جحج بن عمرو (بن مُصَیْف بن کعب) میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جحج، اور ان کا بیٹا السائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی قدامر بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اور حاطب بن الحارث (بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جحج) اور ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت المُجَلل (بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن لہ شماس کی جحج یعنی راہب۔ انھیں شماس اس لیے کہتے تھے کہ وہ اپنے جسموں کو تکلیف دینے کی غرض سے دھوپ میں بیٹھا کرتے تھے۔



حسل بن عامر، اور ان کے دونوں بیٹے محمد بن حاطب اور الحارث بن حاطب۔ یہ دونوں بھی المحبتل کی بیٹی ہی سے تھے۔ اور ان کا بھائی خطاب بن الحارث، ساتھ اس کی بیوی فکیہہ بنت یسار اور سفیان بن معمر (بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جحج) ساتھ اس کے دونوں بیٹے جابر بن سفیان اور حنادہ ابن سفیان اور ساتھ اس کی بیوی حسنہ، جو ان دونوں کی ماں تھی۔ اور ان دونوں کا مادری بھائی شرجیل بن حسنہ، جو بنی غوث میں کا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، شرجیل بن عبداللہ جو غوث بن مریم سے تھا اور تیم بن مر کا بھائی تھا۔ ابن اسحق نے کہا: عثمان بن ربیعہ بن (اہبان بن وہب بن حذافہ بن جحج)

**بنی سہم** | بنی سہم بن عمرو بن مصعب بن کعب میں سے، خنیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور عبداللہ بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم، اور ہشام بن العاص بن الوائل بن سعد بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا: العاص بن وائل (بن ہاشم بن سعید بن سہم) ابن اسحق نے کہا: قیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور ابو قیس بن الحارث (بن قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور عبداللہ بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور الحارث بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور بشر بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور قیس بن عدی (بن سعد بن سہم) اور ایک مادری بھائی بنی تمیم میں سے، جسے سعید بن عمرو کہا جاتا تھا اور سعید بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور السائب بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم) اور عیمر بن رثاب (بن حذیفہ بن ہشتم بن سعد بن سہم) اور حمیہ بن الجزاء، ان کا حلیف جو بنی زبید میں سے تھا۔

**بنی عدی بن کعب** | بنی عدی بن کعب میں سے معمر بن عبداللہ (بن فضلہ بن عبدالعزیٰ بن حنثان بن عوف بن عبید بن عتیک بن عدی) اور عروہ بن عبدالعزیٰ (بن حنثان بن عوف بن عبید بن عتیک بن عدی) اور عدی بن فضلہ (بن عبدالعزیٰ بن حنثان بن عوف بن عبید بن عتیک بن عدی) اور ان کا بیٹا نعمان بن عدی اور عامر بن ربیعہ، الخطاب والوں کا حلیف جو غنم بن وائل میں سے تھا۔ اور ساتھ اس کی بیوی یلی بنت ابی حمثہ بن غانم۔

**بنی عامر بن لؤمی** | بنی عامر بن لؤمی میں سے، ابوسبرہ بن ابی رہم (بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس



بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل (بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اور عبد اللہ بن مخزومہ بن (عبد العزیز بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اور عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اور سلیط بن عمرو (بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے بھائی السکران ابن عمرو، ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ (بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اور مالک بن زمعہ (بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اور ان کے ساتھ ان کی بیوی عمرہ بنت السعدی (بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اور ابو عاتب بن عمرو (بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اور ان کا حلیف سعد بن خولہ۔

ابن ہشام نے کہا: سعد بن خولہ یمن والوں میں سے تھا۔

**بنی حارث بن فہر** | ابن اسحاق نے کہا: بنی الحارث بن فہر میں سے ابو عبیدہ بن الجراح، جن کا نام عامر بن عبد اللہ (بن الجراح بن ہلال بن امیہ بن ضبہ بن الحارث) تھا اور صیل بن بیضاء جس کا نام صیل بن وہب (بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن الحارث) تھا۔ لیکن اس کی ماں کا نام اس کے نسب پر غالب آگیا۔ اور وہ ماں ہی کی جانب منسوب ہوتا ہے۔ ماں کا نام وعدہ بنت جحذم (بن امیہ ظرب بن الحارث بن فہر) تھا اور بیضاء کے نام سے پکاری جاتی تھی اور عمرو بن ابی سرح (بن ربیعہ بن ہلال بن امیہ بن ضبہ بن الحارث اور عیاض ابن زہیر (بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن امیہ بن ضبہ بن الحارث) بعض کہتے ہیں کہ ربیعہ بن ہلال (بن مالک بن ضبہ بن الحارث) اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث اور عمرو بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک بن ضبہ بن الحارث اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحارث اور الحارث بن عبد قیس بن فہر بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحارث بن فہر۔

**مہاجرین کی تعداد** | پس وہ مسلمان، جنہوں نے ہجرت کی اور سرزمین حبشہ میں پہنچ گئے، ان بچوں کے سوا، جنہیں وہ اپنے ساتھ لے کر گئے تھے۔ اور کم سن تھے۔ اور ان بچوں کے سوا جو وہیں پیدا ہوئے۔ سب تراسی شخص تھے، بشرطیکہ عامر بن یاسر کو بھی انہیں میں شمار کیا جائے۔ حالانکہ ان کے متعلق شک ہے۔ (یعنی یہ کہ انہوں نے ہجرت کی تھی یا نہیں)



## اشعار عبداللہ بن حارث

سرزمین حبشہ میں جو شعر کہے گئے، ان کی تفصیل یہ ہے، کہ جب

مسلمانوں نے وہاں امن پایا۔ نجاشی کے قرب کو قابل ستائش دیکھا

کسی سے خوف کیے بغیر انھوں نے اللہ کی عبادت کی اور وہ وہاں پہنچے، تو نجاشی نے ان سے قرب کا اچھا حق ادا کیا۔ عبداللہ بن حارث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے یہ شعر کہے :-

يَا رَاكِبًا بَلَّغًا عَنِّي مُغْلَخَلَةً مَنْ كَانَ يَرْجُوا بَلَاءَ اللَّهِ وَالَّذِينَ

اے مسافر! میری جانب سے ان لوگوں کو پیام پہنچا دے۔ جو خدائی احکام

اور دین کے مکمل ہونے کے آرزو مند ہیں۔

كُلُّ أَمْرٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مُضْطَرِبٍ يَبْطِنُ مَلَّةَ مَقْهُورٍ وَمَقْتُونٍ

اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیام پہنچا دے، جو رادی مکہ

میں مجبور، مغلوب اور بلاؤں میں گرفتار ہیں۔

أَنَا وَحْدَنَا بَلَاءُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ تُنْجِي مِنَ الدَّلِّ وَالْمُخْزَاةِ وَالْهُونِ

کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا ہے۔ جو امانت، ذلت،

اور رسوائی سے چھڑاتے ہیں۔

فَلَا تُقِيمُوا عَلَى ذَلِّ الْحَيَاةِ وَخِزْيِ فِي الْمَمَاتِ وَعَيْبِ غَيْرِ مَا هُمْ فِي

پس زندگی، اور موت کی ذلت، رسوائی اور بے امنی کے عیب میں

نہ پڑے رہو۔

إِنَّا تَبَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَلَّحُوا قَوْلَ النَّبِيِّ دَعَاؤًا فِي الْمَوَازِينِ

ہم نے تو اللہ کے رسول کی پیروی اختیار کی۔ انھوں نے نبی کی بات کو

پیٹھ پیچھے ڈال دیا۔ اور حقوق کی ادائیگی میں خیانت کی۔

فَا جَعَلَ عَذَابَكَ بِالْقَوْمِ الَّذِينَ بَغَوْا دَعَائِدُ بِكَ أَنْ يَعْزِلُوا فَيُطْعَمُوا

دیا اللہ! جن لوگوں نے سرکشی کی ہے۔ ان پر اپنا عذاب نازل فرما!

ایک پناہ کا طالب تیری پناہ مانگتا ہے۔ اس بات سے کہ یہ لوگ سر بلند ہوں

اور مجھے بھی سرکش بنادیں۔

قریش نے اپنی بستیوں سے جن مسلمانوں کو نکال دیا، ان کا بیان اور اپنی قوم کے

## دوسرا قصیدہ

بعض افراد سے ناراضی ظاہر کرتے ہوئے عبداللہ بن حارث نے یہ بھی کہا ہے :-



أَبَتْ كَيْدِي لَا أَكْذِبُكَ قِتَالُكُمْ عَلَى وَتَابَا هُ عَلَى أَنَا مِيلِي

میں تجھ سے جھوٹ نہیں کہوں گا۔ ان کے ساتھ جنگ کرنے سے میرا دل بھی

انکار کرتا ہے اور میری انگلیاں بھی انکار کرتی ہیں۔

وَكَيْفَ قِتَالِي مَعْشَرًا أَدَبُكُمْ عَلَى الْحَقِّ أَن لَا تَأْشِبُوهُ بِبَا طِل

میری جنگ ایسے لوگوں سے کیونکر ہو سکتی ہے، جنہوں نے تمہیں تعلیم

دی کہ حق پر رہو اور اسے باطل سے خلط ملط نہ کرو۔

نَفْتَهُمْ عِبَادُ الْجَنِّ مِنْ حُرَّ أَرْضِهِمْ فَأَضْحُوا عَلَى أَمْرِ شَدِيدِ الْبَلَاءِ بِل

جنوں کی پر جا کرنے والوں نے انہیں ان کی قابل عظمت سرزمین سے

بے غامناں کر دیا ..... جس کے سبب سے وہ سخت رنج و الم

میں مبتلا ہو گئے۔

فَإِنْ تَلَّكَ كَانَتْ فِي عَدِيَّيْ أَمَانَةٌ عَدِيَّيْ بَنِي سَعْدٍ عَنْ تُقَى أَوْ تَوَّاصِلِ

بنی عدی ... وہ بنی عدی جو سعد کی اولاد ہیں ..... اگر ان میں

خوف خدا کے سبب سے یا قرابت کے میل ملاپ کی وجہ سے کوئی دیانت

رہی ہوتی۔

فَقَدْ كُنْتُ أَرْجُوا أَنَّ ذَلِكَ فِيكُمْ بِحَمْدِ الَّذِي لَا يُطْبِي بِالْجَعَا ئِلِ

تو مجھے امید ہوتی کہ ضروریہ صفت تم میں بھی ہوگی۔ اور اس ذات کا شکر

ادا کرتا، جس سے کسی مزدوری کے معاوضے میں استدعا نہیں کی جاسکتی۔

وَبَدَلْتُ شِبْلًا شِبْلًا كُلَّ خَيْشِيَّةٍ بِذِي فَخْرٍ مَا ذِي الصَّعَافِ الْوَرَامِلِ

غشیٹ عورتوں کے بچوں کے بجائے مجھے ایسے جوان مرد دیے گئے

میں جو سخی اور کمزور بھڑوں کی پناہ گاہ ہیں۔

تیسرا قصیدہ | اور عبداللہ بن حارث نے یہ بھی کہا ہے :-

بَلَّكَ قُرَيْشٌ تَحْمَدُ اللَّهَ حَقَّقَهُ كَمَا جَحَدَتْ عَادُ وَمَدْيَنَ وَالْجَحْرُ

قریش کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق سے انکار

کرتے ہیں۔ جس طرح عاد و مدین و جحسر والوں نے انکار کیا (اور

تباہ ہوئے)



فَإِنْ أَنَا لَمْ أُبْرِقْ فَلَا يَسَعَنِي مِنْ الْأَرْضِ بَرْذُ فُضَاءٍ وَلَا بَحْرُ

پس اگر میں نہ ڈروں تو مجھے نہ زمین کے فضا والے میدانوں میں جگہ ملے گی اور نہ سمندر میں۔

يَا أَرْضِ بِهَا عَبْدٌ إِلَهِ مُحَمَّدٌ أَبَيَّنْ مَا فِي النَّفْسِ إِذَا بَلَغَ النَّقْرُ

اس سرزمین میں جس میں خدا کا بندہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہے جب بحث کا موقع آگیا ہے تو جو کچھ میرے دل میں ہے۔ وہ صاف بیان کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن حارث پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ ان کے اس شعر کی وجہ سے (جس میں ابرق کا لفظ انھوں نے استعمال کیا ہے) ان کا نام مبرق مشہور ہو گیا۔

**اشعار عثمان بن مظعون** | امیہ بن خلف (بن وہب بن حذافہ بن صحیح) جو عثمان بن مظعون کا چچا بھائی تھا۔ اس زمانے میں اپنی قوم کے نزدیک اعلیٰ رتبے والا تھا۔ وہ عثمان بن مظعون کو اسلام کی وجہ سے تکلیف دیا کرتا تھا۔ چنانچہ اس پر غصے ہوتے ہوئے عثمان بن مظعون نے کہا ہے :-

أَتَيْتُ بَنَ عَمْرِو لِّلَّذِي جَاءَ بِغَضَةٍ وَمِنْ دُونِهِ الشَّيْ هَانٍ وَالْبَرْكُ أَلْتَمَعُ

اے بنی تیم بن عمرو! اس شخص پر تعجب ہوتا ہے، جو دشمنی رکھتا ہے۔

حالانکہ اس کے اور میرے درمیان کھاری اور میٹھے پانی کے علاوہ بیٹھے ہوئے تمام اونٹ ہیں۔

اس کے اور میرے درمیان اتنی مسافت ہے جسے طے کرنے کے لیے اونٹوں پر خشکی کا سفر کرنا، میٹھے پانی کے دریاؤں کو کشتی سے پار کرنا اور کھاری پانی کے سمندر کو جہازوں سے طے کرنا ہے۔ یا اس کے اور میرے درمیان شرمان اور برک (نامی دونوں مقام) ہیں

أَخْرَجْتَنِي مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ أَمِنَّا وَاسْكَنْتَنِي فِي صَوْرٍ بَيْضَاءَ تَقْدَعُ

کیا تو نے امن حاصل کرنے کے لیے وادی مکہ سے مجھے نکال باہر کیا اور بڑی بڑی

سفید قابل نفرت عمارتوں میں رہنے پر تو نے مجھے مجبور کیا۔

تَرِيشُ نَبَالًا لَا يُؤَاتِيكَ رِيشُهَا وَتَبْرِئُ نَبَالًا وَيُشْهِأُ لَكَ أَجْمَعُ

تو ایسے تیروں کو درست کرتا ہے۔ جن کو درست کرنا تیرے لیے موافق نہیں



اور تو ان تیروں کو کاٹ ڈالتا ہے، جن کی دستی تیرے لیے سراسر نفع بخش ہے۔

وَحَارَبْتَ أَقْوَامًا كِرَامًا أَعِزَّةً وَأَهْلَكْتَ أَقْوَامًا بِحِمِّ كُنْتَ تَفْنَىٰ

تو نے شریف اور عزت دار لوگوں سے جنگ چھیڑ رکھی ہے، اور ان لوگوں کو تو

نے برباد کر دیا، جن کی تہنہا لیا کرتا تھا۔

سَتَعْلَمُ إِنَّ نَابِتَكَ يَوْمًا مُّلِمَةً وَأَسْلَمَكَ الْأَدْبَاشَ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ

جب تجھ پر کبھی کوئی آفت آجائے گی اور کمزور اغیار تیری امداد سے دست کش

ہو جائیں گے۔ تو اس وقت تجھے معلوم ہوگا کہ تو کیا کرتا تھا (یعنی تیرے یہ کام اچھے

تھے یا بُرے)۔

تیم بن عمرو، جسے عثمان نے مخاطب کیا ہے، بنی حجاج میں سے ہے اور اس کا نام تیم تھا۔



## مہاجرین کے خلاف قریش کی کوشش

**قریش کی اسلام دشمنی** | ابن اسحاق نے کہا: جب قریش نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سرزمین حبشہ میں مطمئن و بے خوف ہو گئے۔ اور وہاں گھر بھی پایا، چین بھی، تو انھوں نے آپس میں طے کیا کہ قریش کے دو مستقل مزاج شخصوں کو نجاشی کے پاس روانہ کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو لوٹا دینے پر زور دیں۔ امور دین کے باب میں انھیں مبتلائے آزمائش کرائیں اور جن گھروں میں وہ اطمینان کی زندگی بسر کر رہے تھے، ان سے باہر نکلوائیں، اس غرض سے عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص بن وائل کو بھیجا گیا۔ نجاشی اور ان کے وزیروں کے واسطے بہت سے ہدیے جمع کیے۔ چنانچہ دونوں گفتگو کے لیے روانہ ہو گئے۔

**اشعار ابی طالب** | ابوطالب نے جب ان کی اس سائے اور ان ہدیوں کے متعلق غور کیا، جو ان دونوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے تو نجاشی کو پڑوسیوں سے اچھے سلوک اور ان کی حفاظت پر آمادہ کرنے کے لیے یہ اشعار کہے :-

أَلَا كَيْتَ شَعْرِي كَيْفَ فِي النَّاسِ جَعْفَرُ  
وَعَمِّي وَأَعْدَاءُ الْعَدُوِّ الْقَارِبُ

اے کاش مجھ کوئی خبر ملتی کہ جعفر اور عمرو دوری میں کیسے ہیں۔ اکثر سخت ترین دشمن وہ ہوتے ہیں۔ جن سے قریب کا خونی رشتہ ہوتا ہے۔

فَهَلْ نَالَ أَفْعَالُ النِّجَاشِيِّ جَعْفَرًا  
وَأَصْحَابَهُ أَدْعَاكَ ذَلِكَ شَاغِبُ

کیا نجاشی کے حسن سلوک نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو اپنا مطلوب سمجھ کر

حاصل کر لیا یا کسی شرانگیز نے اس میں کوئی رکاوٹ ڈال دی؟

تَعَلَّمَ أَبَيْتَ اللَّعْنِ أَنَّكَ مَا جِدُّ  
كَرِيْمٌ فَلَا يَشْقَى لَدَيْكَ الْمُجَانِبُ

اللہ تعالیٰ آپ کو (نجاشی کو) بدنامی سے بچائے۔ یاد رہے کہ آپ

کی ہستی عظمت اور شرافت دال ہستی ہے۔ آپ کے سائے میں پناہ لینے والے

کو محرومی نہ نصیب ہونی چاہیے۔



تَعْلَمُ بِأَنَّ اللَّهَ زَادَكَ بَسْطَةً وَأَسْبَابَ خَيْرٍ كُلِّهَا يَلِكُ لَا رِبُّ

آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی فضیلت

دی ہے۔ اور بہتری کے تمام ذریعے آپ کو حاصل ہیں۔

وَأَنَّكَ فَيَضُّ ذُو سَجَالٍ غَيْرَ يُدْرِكُ يَنَالُ الْأَعَادِي لَغْفَعَهَا وَالْأَقَادِبُ

اور یہ بھی آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی ذات لبریز کناروں والا دریا

ہے جس سے دشمن اور دوست دونوں فیض پاتے ہیں۔

اُمّ المؤمنین ام سلمہؓ کی روایت | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے ابو بکر بن

عبدالرحمن (ابن الحارث بن ہشام المخزومی) کی زبانی روایت بیان کی اور انھوں نے ام سلمہ بنت ابی امیہ (بن المیغرہ) زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ فرمایا: جب ہم سرزمین حبشہ میں اترے تو وہاں ہمیں نجاشی کا بہترین پڑوس مل گیا۔ دین میں امن نصیب ہوا۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچاتا تھا اور نہ ہم کوئی بری بات سنتے تھے۔ جب اس حالت کی اطلاع قریش کو ہوئی تو انھوں نے آپس میں مشورے کیے کہ ہمارے بارے میں نجاشی کے پاس اپنے دو مستقل مزاج آدمی بھیجیں اور نجاشی کے پاس مکہ کے سامان میں سے نایاب سمجھی جانے والی چیزیں بطور ہدیہ روانہ کریں۔ مکہ سے حبشہ کو جانے والی چیزوں میں سے بہترین دباغت کیے ہوئے چمڑے تھے۔ اس کے لیے بہت سے چمڑے اکٹھے کیے۔ اور اس کے وزیروں میں سے کسی وزیر کو نہیں چھوڑا۔ جس کے لیے ہدیہ نہ بھیجا ہو۔ یہ ہدیے عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو ابن العاص کے ساتھ روانہ کیے ان دونوں سے کہہ دیا۔ نجاشی سے مسلمانوں کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے ہر وزیر کو اس کا ہدیہ پہنچا دو۔ اور اس کے بعد نجاشی کے پاس اس کے ہدیے پیش کرو۔ پھر استدعا کرو۔ کہ مسلمانوں کو گفتگو کرنے سے پہلے تمہارے حوالے کر دے۔

قریشی سفیروں کا ساز باز | وہ دونوں نجاشی کے پاس پہنچے، جب ہم اس کے پاس بہترین

پہلے انھوں نے اس کے وزیروں میں سے ہر ایک کے پاس اس کا ہدیہ پہنچایا۔ اور ان میں سے ہر ایک سے کہا: ہم میں سے چند کم عمر، بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کا دین بھی اختیار نہیں کیا اور تمہارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جس سے



نہ ہم واقف ہیں، نہ تم، انھوں نے تمہارے بادشاہ کے ملک میں پناہ لی ہے۔ بادشاہ کے پاس اپنی قوم کے معززین بھیجے ہیں تاکہ وہ انھیں ان کے حوالے کر دے، اس لیے جب ہم بادشاہ سے ان کے متعلق گفتگو کریں تو تم مشورہ دینا کہ وہ انھیں ہمارے حوالے کر دے اور ان سے گفتگو نہ کرے کیونکہ شرافت کے لحاظ سے ہمیں ان پر برتری حاصل ہے۔ اور جو الزام انھوں نے ان پر لگایا ہے، اس سے وہ خوب واقف ہیں، آخر انھوں نے ان سے کہا: بہت اچھا۔ پھر ان دونوں نے اپنے ہدیے نجاشی کے پاس پیش کیے۔ اور اس نے ہدیے قبول کر لیے۔

**نجاشی کے پاس شکایت** | پھر اس سے کہا: اے بادشاہ! ہم میں کے چند کم سن، بیوقوف بھوکروں نے اپنی قوم کے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جسے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ ہم نے آپ کے پاس ان کے متعلق ان کی قوم کے معززین کو بھیجا ہے۔ جن میں ان کے باپ چچا اور ان کے لوگ ہیں تاکہ آپ انھیں ان کے پاس واپس روانہ کر دیں۔ کیونکہ وہ شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتے ہیں، جو الزام انھوں نے ان پر لگایا ہے اور جس چیز کے متعلق وہ ان سے خفا ہیں، اسے وہ خوب جانتے ہیں۔ ام سلمہؓ نے فرمایا: عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمر بن العاص کو اس بات سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہ تھی۔ کہ نجاشی مسلمانوں کی گفتگو سنے، اس کے بعد اس کے ان وزیروں نے، جو اس کے گرد موجود تھے، کہا: اے بادشاہ! ان دونوں نے سچ کہا کہ ان کی قوم شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انھوں نے لگایا ہے، اس سے وہ خوب واقف ہیں۔ لہذا انھیں ان دونوں کے سپرد کر دیجیے تاکہ وہ انھیں ان کے وطن اور ان کی قوم کے پاس پہنچا دیں۔

**نجاشی کا جواب** | اس بات پر نجاشی خفا ہوا اور کہا: نہیں! خدا کی قسم! جب ایسی حالت ہے تو میں انھیں ہرگز ان دونوں کے سپرد نہیں کروں گا۔ اور نہ ایسا ارادہ ان لوگوں کے متعلق کیا جاسکتا ہے۔ جنھوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے۔ اور میری سرزمین میں بطور مہمان آئے ہیں۔ چونکہ دوسروں کو چھوڑ کر انھوں نے مجھی کو منتخب کیا ہے اس لیے میں انھیں بلاؤں گا اور ان دونوں (قریش کے سفیروں) نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے، اس کی نسبت دریافت کروں گا۔ پھر اگر ان کی حالت ویسی ہی ہو، جیسا کہ یہ دونوں کہہ رہے ہیں، تو میں انھیں ان کے حوالے کر دوں گا۔ اور انھیں قوم کی طرف لوٹا دوں گا۔ اگر ان کی حالت اس کے خلاف ہو تو میں ان



مسلمانوں کی حفاظت کر دوں گا، جب تک وہ میرے پڑوس میں رہیں، میں ان کے پڑوس کا حق اچھی طرح ادا کر دوں گا۔

صحابہ کا مشورہ | جناب ام سلمہؓ نے فرمایا: اس کے بعد اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ جب ان لوگوں کے پاس بھیجا ہوا آدمی پہنچا تو یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور ان میں سے بعض نے کہا: جب تم نجاشی کے پاس پہنچو گے تو آخر اس سے کیا کہو گے۔ انھوں نے جواب دیا: واللہ ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبیؐ نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جن باتوں کا آپؐ نے ہمیں حکم فرمایا ہے، اس میں چاہے، جو ہونا ہو، ہو جائے۔ جب یہ دربار میں پہنچے، دیکھا کہ نجاشی نے اپنے علماء کو بھی بلایا ہے اور اس کے گرد انھوں نے اپنے صحیفے کھلے رکھے ہیں۔ اس نے سوالات شروع کیے۔ کہا: اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں داخل ہو کر تم نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر لی ہے؟ تم نہ تو میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ ان موجودہ دینوں میں سے کسی دین میں شامل ہو۔

اب جس نے اس سے گفتگو شروع کی۔ وہ جعفر بن ابی طالب جعفر بن ابی طالب کی تقریر | تھے۔ انھوں نے جواب دیا: اے بادشاہ! ہماری قوم کی حالت یہ تھی کہ ہم سب جاہل تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے، مردار کھاتے، برے کاموں کے مرتکب ہوتے۔ رشتے ناتے توڑ دیتے۔ پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے اور ہم میں سے قوی، کمزور کو کھاجاتا تھا۔ یہ ہماری حالت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں میں سے ایک شخص کو ہماری جانب رحم دل بنا کر بھیجا۔ جس کے نسب، سچائی، امانت اور پاک دامنی کو ہم سب جانتے ہیں، اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی کہ ہم اسے یکتا مانیں۔ اور اسی کی عبادت کریں۔ ہم اور ہمارے بزرگوں نے اسے چھوڑ کر پتھروں اور بتوں کی پوجا اختیار کر رکھی تھی، اسے ترک کر دیں۔ اس رسولؐ نے ہمیں سچی بات کہنے، امانت ادا کرنے، رشتہ داروں سے تعلقات کے قائم رکھنے، پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے، حرام باتوں اور قتل و خور و ریزی سے باز رہنے کا حکم فرمایا۔ اور ہمیں برائیاں کرنے بھڑوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ خدا نے یکتا کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اس نے ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزوں کا حکم دیا۔ غرض انھوں نے نجاشی کے سامنے اسلام کے تمام احکام بیان کر دیے اور کہا: پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب



لایا، ہم نے اس کی پیروی کی۔

پس ہم نے خدا کے یکتا کی عبادت کی۔ کسی کو اس کا شریک نہیں  
**حبشہ میں پناہ لینے کا سبب** | بنایا۔ اور ان تمام چیزوں کو حرام جانا، جو ہم پر حرام کی گئیں، اور  
 ان چیزوں کو حلال جانا جو ہم پر حلال کی گئیں۔ ہماری قوم نے ہم پر ظلم اور زیادتی کی۔ انہوں نے ہمیں  
 تکلیفیں پہنچائیں اور دین کے متعلق مصیبتوں میں مبتلا کیا۔ تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پھر کر بتوں  
 کی پوجا کی جانب لوٹائیں، ان تمام بری چیزوں کو حلال سمجھ لیں، جنہیں ہم پہلے حلال سمجھا کرتے تھے۔ جب ان  
 لوگوں نے ہمیں مجبور کیا، ظلم ڈھائے، ہمارے لیے زندگی کا میدان تنگ کر دیا اور دین کے کاموں  
 میں رکاوٹ ڈالنے لگے تو ہم آپ کے ملکوں کی جانب نکل آئے۔ ہم نے آپ کو دوسرے لوگوں پر  
 ترجیح دی۔ آپ کی ہمسائیگی کی جانب ہمیں رغبت ہوئی۔ اور اے بادشاہ! ہمیں امید ہوئی کہ آپ  
 کے پاس ہم پر ظلم نہ ہوگا۔

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: نجاشی نے کہا: یہ رسول، اللہ کے پاس  
**سورہ مریم کی تلاوت** | سے جو کچھ لایا ہے، کیا اس میں سے کچھ تمہارے ساتھ ہے؟ جعفرؓ نے  
 کہا: ہاں! نجاشی نے کہا: وہ مجھے پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے گھلیعصٰیؑ کا ابتدائی  
 حصہ پڑھ کر سنایا۔ جناب ام سلمہؓ نے فرمایا: واللہ! پھر تو نجاشی رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی  
 تر بتر ہو گئی۔ جب اس کے علمائے نے یہ کلام سنا تو وہ بھی اتنا روئے کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے۔  
 پھر نجاشی نے کہا: بے شک یہ چیز اور وہ چیز جو عیسیٰؑ لائے تھے ایک ہی طاق سے نکلی ہوئی روشنی  
 ہے۔ تم دونوں (قریش کے سفیر، چلے جاؤ۔ نہیں، واللہ! انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ اور  
 نہ ان کے متعلق ایسا ارادہ کیا جائے گا۔

جب وہ دونوں اس کے پاس سے نکل گئے، تو عمرو  
**قریشی سفیروں کی ایک اور تدبیر** | بن العاص نے کہا: واللہ! کل میں اس کے پاس ان  
 لوگوں کے متعلق ایسی چیز پیش کروں گا کہ اس کے ذریعے سے ان کی جماعت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالوں  
 گا۔ حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا: عبداللہ بن ابی ربیعہ نے، جو ہمارے متعلق ان دونوں میں زیادہ خوف  
 خدار کھنے والا تھا، کہا: ایسا نہ کرنا، کیونکہ ان لوگوں سے ہمارا رشتہ ہے۔ اگرچہ انہوں نے ہماری  
 مخالفت کی ہے۔ عمرو بن العاص نے کہا: واللہ! میں نجاشی کو اس بات کی خبر دوں گا، ان لوگوں کا

لے سورہ مریم۔



عقیدہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ایک بندے تھے۔ دوسرے روز سویرے وہ نجاشی کے پاس پہنچے۔ اور کہا: اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں ایک بری بات کہتے ہیں، آپ انہیں بلوائیے اور ان سے دریافت کیجیے کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ نجاشی نے پھر مسلمانوں کو بلوایا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان سے دریافت کرے۔ محترمہ نے فرمایا: ایسی آفت ہم پر کبھی نہیں آئی تھی۔ سب کے سب جمع ہوئے اور بعض نے کہا: آخر عیسیٰ بن مریم کے متعلق وہ تم سے سوال کرے گا تو کیا کہو گے؟ انہوں نے کہا: واللہ! ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے کہا ہے اور جو ہمارے نبی ہمارے پاس لائے ہیں، اس میں چاہے جو بھی ہو۔ فرمایا: جب یہ لوگ نجاشی کے پاس گئے تو اس نے کہا: عیسیٰ بن مریم کے متعلق تم لوگ کیا کہتے ہو؟ جعفر بن ابی طالب نے کہا: ہم ان کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ جسے اللہ نے کنواری مریم کی جانب ڈال دیا۔ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور ایک تنکا اٹھا کر کہا: واللہ! جو کچھ تم نے کہا۔ اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ بن مریم زیادہ نہیں۔

**درباریوں کی ناراضی** جب نجاشی نے ایسے اہم الفاظ کہہ دیے تو جو علماء اس کے گرد بیٹھے تھے وہ ناک میں آوازیں نکالنے لگے۔ (یعنی ناراضی ظاہر کی) نجاشی نے کہا: خواہ تم ناک سے آوازیں نکالو یا کچھ اور، واللہ! تم چلے جاؤ۔ فانتقم شیوہ بارضی۔ تم میری سرزمین میں بے خوف ہو۔ جو تمہیں برا بھلا کہے، اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا۔ ساتھ ہی کہا: مَا أَجِبُ أَنَّ لِي دُبْرًا مِنْ ذَهَبٍ۔ (مجھے اس کی خواہش نہیں کہ سونے کا ایک پہاڑ مل جائے)

ابن ہشام نے کہا: بعضوں نے دُبْرًا مِنْ ذَهَبٍ کہا۔ اور ”فَأَنْتُمْ شَيْوَمٌ وَآئِي“ اَذْنِتُ رَجُلًا مِنْكُمْ کے الفاظ روایت کیے ہیں، یعنی تم بے خوف ہو۔ میں نے تم میں سے بعض کو تکلیف دی۔ دبر کے معنی زبان حبشہ میں جبل یعنی پہاڑ کے ہیں۔ پھر نجاشی نے کہا: قریش کے دو سفیروں کے ہدیے انہیں واپس کر دو۔ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں! خدا کی قسم! جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی۔ کہ میں کوئی رشوت لوں۔ خدا نے میرے بارے میں وہ نہیں کیا، جو لوگ چاہتے تھے۔ پھر میں کیوں خدا کے بارے میں بے سمجھے ہو جیسے لوگوں کی بات مان لوں۔



### حبشہ میں بغاوت

ام المومنینؓ نے فرمایا: پھر تو وہ دونوں (یعنی قریش کے سفیر) اس کے پاس سے طول و ناراض ہو کر نکلے اور انھوں نے جو پیش کیا تھا، وہ انھیں واپس کر دیا گیا اور ہم اس کے پاس بہترین پڑوس میں رہنے لگے۔ واللہ! ہم اسی حالت میں تھے کہ ایک ایکی ایک حبشی نجاشی کی مخالفت پر اتر آیا۔ اور اس کی حکومت سے کش مکش کرنے لگا۔ فرمایا: واللہ! میں نے اپنے لوگوں کو اس وقت سے زیادہ رنجیدہ کبھی نہیں دیکھا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں اس شخص نے نجاشی پر غلبہ پالیا تو ایسا شخص آئے گا۔ جو ہمارے وہ حقوق نہ سمجھے گا، جو نجاشی سمجھتا تھا۔ پھر نجاشی اس کے مقابلے کے لیے چلا۔ اور ان دونوں کے درمیان دریا ئے نیل کا عرض تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا: کون ایسا ہے جو باہر نکلے اور ان لوگوں کے واقعات کا مشاہدہ کر کے ہمیں آ کر خبر دے؟ زبیر بن العوام نے کہا: میں اس کام کو انجام دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے کہا: تم یہ کام کرو گے۔ اور وہ سب سے زیادہ کم سن تھے۔ سب نے ان کے لیے ایک مشک میں ہوا بھر دی۔ انھوں نے اسے اپنے سینے کے نیچے رکھا اور اس پر تیرتے چلے۔ یہاں تک کہ نیل کے اس کنارے پر پہنچے۔ جہاں ان لوگوں کے ملنے کی جگہ تھی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ کہ نجاشی اپنے دشمن پر غلبہ پا ئے اور اپنے ممالک میں اسے پوری قدرت حاصل رہے۔ واللہ! ہم اسی حالت میں ہونے والی بات کے منتظر تھے کہ ایک ایکی زبیر نکلے، وہ دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ اور اپنی چادر سے اشارہ کر رہے تھے، خوش ہو جاؤ۔ کہ نجاشی نے فتح پائی، اللہ تعالیٰ نے دشمن کو برباد کر دیا اور نجاشی کا اقتدار ملک میں بحال ہو گیا۔ ام المومنینؓ نے فرمایا: واللہ! میں نے اپنے لوگوں کی اس وقت کی سی خوشی بھی کبھی نہیں دیکھی۔ فرمایا: اس کے بعد نجاشی ایسی حالت میں واپس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن کو برباد کر ڈالا تھا۔ اور اسے ملک میں پورا اقتدار حاصل ہو گیا تھا۔ حکومت حبشہ اس کے لیے مستحکم ہو گئی اور ہم اس کے پاس بڑی عزت سے رہے۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ جب آپ مکہ میں تھے۔

### نجاشی کی ابتدائی زندگی

ابن اسحاق نے کہا: زہری نے کہا: میں نے عروہ بن زبیر سے ابو بکر بن عبد الرحمن کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہؓ کی روایت سے بیان کی تو انھوں نے کہا: کیا تمہیں خبر ہے کہ نجاشی کے اس قول کے کیا معنی ہیں؟ جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی۔ کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں۔ اور لوگ میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے تھے، اللہ نے وہ نہ کیا، پھر میں کیوں اللہ کے معاملے



میں لوگوں کی بات بے سمجھے بوجھے مان لوں؟ زہری نے جواب دیا: نہیں، انھوں نے کہا: ام المومنین عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ نجاشی کا باپ اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور نجاشی کے سوا اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کا ایک چچا تھا۔ جس کے صلیبی بیٹے بارہ تھے اور حبشیوں کی حکومت والے خاندان سے تھے تو حبشہ والوں نے آپس میں کہا کہ اگر ہم نجاشی کے باپ کو مار ڈالیں اور اس کے بھائی کو حکومت کا مالک بنائیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ اس کے بجز اس لڑکے کے اور کوئی اولاد نہیں اور اس کے بھائی کے صلیبی بیٹے بارہ ہیں۔ یہ اس کے بعد حکومت کے وارث ہوں گے۔ تو حبشہ کی حکومت محفوظ ہو جائے گی۔

آخر انھوں نے نجاشی کے باپ پر دست درازی کر کے اسے والد کا قتل اور نجاشی کی غلامی قتل کر ڈالا۔ اور حکومت اس کے بھائی کے حوالے کی۔ ایک

حالت اس حالت میں گزری۔ نجاشی نے اپنے چچا کے ساتھ نشوونما پائی۔ وہ لوگوں میں بڑا ہوشیار اور بڑا عقل مند تھا۔ اس نے اپنے چچا کے حالات پر غلبہ حاصل کر لیا اور ہر جگہ اسی کے ساتھ رہنے لگا حبشہ والوں نے اس کا اقتدار دیکھا تو آپس میں کہا۔ واللہ! اس لڑکے نے تو اپنے چچا کے حالات پر قابو پا لیا ہے۔ اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں چچا اسے ہم پر حاکم نہ بنا دے، اگر اس نے ہم پر حاکم بنا دیا تو وہ ہم سب کو قتل کر ڈالے گا۔ اسے معلوم ہے کہ ہم نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے۔ لہذا وہ سب مل کر اس کے چچا کے پاس گئے اور کہا: یا تو اس چھوکرے کو قتل کر دو، یا ہمارے درمیان سے نکال دو۔ کیونکہ ہمیں اپنی جانوں کے بارے میں ڈر لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا: کم بختو! کل تم نے اس کے باپ کو قتل کیا اور آج میں اسے قتل کر دوں؟ ہاں اسے تمہارے ملک سے نکال دیتا ہوں۔ ام المومنین نے فرمایا: لوگ اسے لے کر بازار گئے اور تاجروں میں سے ایک تاجر کے ہاتھ چھ سودہم میں بیچ ڈالا۔ وہ کشتی میں لے چلا۔ یہاں تک کہ جب اس دن کی شام ہوئی تو خریف کے ابر میں سے ایک ابر پارے میں جوش پیدا ہوا، اس کا چچا بارش کی طلب کے لیے اس کے نیچے گیا تو اس پر بجلی گری اور وہ ہلاک ہو گیا۔ ام المومنین نے فرمایا: پھر حبشہ والے اس کے لڑکوں کی طرف دوڑے۔ معلوم ہوا کہ اس کے سب لڑکے احمق ہیں۔ اس کی اولاد میں کوئی بھی صحیح دماغ والا نہیں۔ آخر حکومت حبشہ میں فساد ہو گیا۔ اور جب وہ اس حالت سے تنگ ہو گئے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: تم یہ سمجھ لو کہ واللہ! تمہارا بادشاہ جس کے بغیر تمہارے معاملوں کی درستگی نہیں ہو سکتی وہی ہے، جسے تم نے سویرے بیچ ڈالا۔ اگر حبشہ کی حکومت کے لیے تمہیں کسی کی ضرورت ہے تو اسے ڈھونڈ نکالو۔



بھروہ اس کی تلاش میں نکلے اور اس شخص کے پیچھے گئے، جس کے ہاتھ اسے حکومت کی بجالی بیچا تھا۔ یہاں تک کہ اسے ڈھونڈ نکالا اور لے لیا۔ اس کے سر پر تاج رکھا۔ اور تخت شاہی پر بٹھا کر حکومت کی باگ اس کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر ان کے پاس وہ تاجر آیا۔ جس کے ہاتھ انھوں نے اسے بیچا تھا۔ اس نے کہا: یا تو میری رقم مجھے دے دو یا خود اسی سے اس معاملے میں گفتگو کرنے دو۔ انھوں نے کہا: ہم تجھے کچھ رقم وغیرہ نہیں دیتے، اس نے کہا: جب تو اللہ! میں خود اسی سے گفتگو کروں گا۔ انھوں نے کہا: جاؤ اسے پکڑو۔ فرمایا۔ وہ نجاشی کے پاس آکر سامنے بیٹھ گیا اور کہا: اے بادشاہ! میں نے فلاں کو فلاں لوگوں سے بازار میں چھ سو درہم کے عوض خریدا۔ انھوں نے غلام کو میرے قبضے میں دیا اور مجھ سے میرے درہم لیے، آخر جب میں اپنے غلام کو لے کر چلا تو انھوں نے پھر مجھے پکڑ کر مجھ سے میرے غلام کو لے لیا اور میرے درہم بھی انھوں نے روک رکھے۔ آخر نجاشی نے اس سے کہا: اس کے درہم انھیں دے دینے چاہییں، ورنہ اس کا غلام اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے گا۔ اور وہ جہاں چاہے گا اسے لے جائے گا۔ انھوں نے کہا: نہیں ہم اس کے درہم اسے دیں گے۔ اس لیے نجاشی نے کہا کہ جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی۔ کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں۔ لوگ میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے تھے۔ خدا نے نہ کیا۔ پھر میں کیوں خدا کے متعلق لوگوں کی بات بے سمجھے بوجھے مان لوں؟ یہ سب سے پہلی بات تھی، جس سے دین میں نجاشی کے استحکام اور اپنے احکام میں عدل و انصاف کی خبر ملی۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے عائشہؓ سے روایت بیان کی کہ آپ نے فرمایا: جب نجاشی کا انتقال ہوا تو بیان کیا جاتا تھا کہ اس کی قبر پر نور نظر آیا کرتا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت بیان کی

**ایک اور بغاوت** | انھوں نے فرمایا۔ حبشہ کے لوگ جمع ہوئے اور نجاشی سے کہا: تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اس لیے ہم تیری اطاعت نہیں کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے بغاوت کر دی۔ نجاشی نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا۔ اور ان کے لیے کشتیاں تیار کر کے کہا: آپ سب ان میں سوار ہو جائیں اور اسی حالت میں مٹھرے رہیں۔ اگر میں نے شکست کھائی تو آپ جہاں جی چاہے، چلے جائیں۔ اور وہاں پہنچ جائیں جہاں آپ چاہیں۔ اور اگر میں نے فتح پائی تو آپ سب یہیں رہیں۔ پھر اس نے ایک کاغذ منگوا یا اور اس میں لکھا۔ وہ (یعنی نجاشی) گواہی دیتا ہے۔ اس



بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ عیسیٰ بن مریمؑ اس کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم کی جانب ڈالا ہے۔ پھر اس نے سیدھے بارود کی طرف، قبا کے اندر کھلایا اور حبشہ کی جانب چلا۔ وہ اس کے لیے صف بستہ ہو گئے۔

**نجاشی کا اسلام** | نجاشی نے کہا: اے گروہ حبشہ! کیا میں تم سب میں زیادہ حقدار نہیں؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ نجاشی نے کہا: پھر تم نے میری سیرت کیسی پائی؟ انھوں نے کہا: بہترین۔ نجاشی نے کہا: پھر تمہیں ہوا کیا ہے؟ انھوں نے کہا: تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اور تو نے اس بات کا اذعاک کیا کہ عیسیٰ ایک بندہ ہے۔ نجاشی نے کہا: اچھا تم عیسیٰ کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ نجاشی نے ہاتھ اپنے سینے پر قبا کے اوپر رکھا۔ یعنی وہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ عیسیٰ بن مریمؑ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ نجاشی کی مراد تو وہی تھی۔ جو اس نے لکھا تھا (اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس نے ہمارا عقیدہ تسلیم کر لیا) لہذا وہ راضی ہو گئے اور واپس چلے گئے۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ نے اس پر غائبانہ نماز پڑھی۔ اور اس کی بخشش کی دعا فرمائی۔



## حضرت عمرؓ کا اسلام

**اسلام کا غلبہ** | ابن اسحق نے کہا: عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے متعلق جس بات کے لیے وہ گئے تھے۔ وہ نہیں ہوئی۔ نجاشی نے انھیں اسی طرح واپس کیا، جسے وہ پسند نہ کرتے تھے۔ عمرؓ بن الخطاب نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ جو ایسے شخص تھے کہ کسی کی کچھ مانتے نہ تھے اور ان کی پیٹھ پیچھے بھی کوئی ان کا قصد نہ کر سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، ان کی اور حمزہؓ کی وجہ سے محفوظ ہو گئے۔ یہاں تک کہ قریش پر انھیں غلبہ ہونے لگا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے، ہم لوگ کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ عمرؓ نے اسلام اختیار کیا۔ اور جب عمرؓ نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی۔ آخر انھوں نے کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی۔ عمرؓ کے اسلام اختیار کرنے کا واقعہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشہ چلے جانے کے بعد کا ہے۔

**کعبۃ اللہ کے پاس نماز** | ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا، انھوں نے کہا: مجھ سے مسعر بن کدام نے سعد بن ابراہیم سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا: عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ عمرؓ کا اسلام ایک طرح کی فتح تھی۔ ان کی ہجرت ایک قسم کی امداد تھی اور ان کا امیر ہونا ایک بڑی رحمت تھا۔ ہم کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ عمرؓ نے اسلام اختیار کیا۔ اور جب انھوں نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی اور کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی۔

**اسلام کی مخالفت میں شدت** | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عبدالرحمن بن الحارث (بن عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ) نے عبدالعزیز بن عبداللہ (بن عامر بن ربیعہ) سے اور انھوں نے اپنی والدہ ام عبداللہ بنت ابی، انھوں نے حمزہ سے روایت کی۔ کہا: واللہ! ہم سرزمین حبشہ کی جانب سفر کرنے کو تھے اور عامر ہماری بعض ضرورتوں کے فراہم کرنے کے لیے



گئے تھے۔ کہ ایک ایک عمر بن الخطاب آگئے اور میرے پاس کھڑے ہو گئے۔ وہ حالت شرب ہی میں تھے۔ ام عبداللہ نے کہا: ان کی طرف سے ہم پر ایذا نہیں اور سختیاں کی جاتیں اور ہم مصیبتوں میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ عمرؓ نے کہا: اے ام عبداللہ! تو اب کوچ کر رہی ہے۔ ام عبداللہ نے کہا: میں نے جواب دیا، بے شک۔ تم نے ہمیں تکلیفیں دیں اور مجبور کر دیا۔ واللہ! ہم اللہ کی زمین میں نکل جائیں گے تاکہ اللہ ہمیں ان آفتوں سے بچالے۔ عمرؓ نے کہا: اللہ تمہارا ساتھ دے۔ اور میں نے ان میں ایک طرح کی رقت دیکھی جو کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر وہ لوگ گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے نکلنے سے ان پر غم کا کچھ اثر ہوا۔ پھر عامرا پنا وہ ضروری سامان لے کر آگئے تو میں نے کہا: اے ابو عبداللہ! کاش تم عمرؓ کو دیکھتے اور ان کے اس وقت کے رنج کو دیکھتے۔ جو انہیں ہمارے متعلق تھا۔ انہوں نے کہا: کیا تم ان کے اسلام اختیار کرنے کی امید کرتی ہو؟ ام عبداللہ نے کہا: میں نے جواب دیا: بے شک۔ انہوں نے کہا: جب تک خطاب کا گدھا اسلام اختیار نہ کرے، جسے تم نے دیکھا ہے، عمرؓ اسلام اختیار نہیں کرے گا۔ ام عبداللہ نے کہا: یہ بات انہوں (عامر) نے اس لیے کہی کہ وہ عمرؓ سے ناامید تھے۔ کیونکہ اسلام کے متعلق عمرؓ کی سختی اور شدت مدت سے دیکھتے آرہے تھے۔

۷ ابن اسحق نے کہا: عمرؓ کے اسلام سے متعلق جو واقعات مجھے معلوم ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:-

### بہنوئی اور بہن کے متعلق اطلاع

ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، کے نکاح میں تھیں، انہوں نے اور ان کے شوہر سعید بن زید نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ لیکن عمرؓ سے وہ اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ نعیم بن عبداللہ النخاع مکہ کا ایک شخص انہیں کی قوم یعنی بنی عدی بن کعب کا تھا۔ اس نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا اور اسلام کو قوم کے ڈر سے چھپاتا تھا۔ خباب بن الارت فاطمہ بنت الخطاب کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور انہیں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز عمرؓ اپنی تلوار حائل کیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ایک جماعت کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے، جن کے متعلق انہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ سقا کے پاس ایک گھر میں جمع ہیں اور مردوں، عورتوں کو ملا کر ان کی تعداد تقریباً چالیس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب، ابو بکر صدیق بن قحافہ، علی بن ابی طالب اور دوسرے وہ مسلمان بھی تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں رہ گئے تھے۔ سرزمین حبشہ کی جانب جو لوگ چلے گئے تھے۔ ان کے ساتھ یہ لوگ نہیں گئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ آخر نعیم بن عبد اللہ عمرؓ سے ملے تو انہوں نے ان سے کہا: عمرؓ! کہاں



کا ارادہ ہے؟ عمرؓ نے کہا: اس بے دین شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب، جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ ان کے عقل مندوں کو بے وقوف بنا رکھا ہے۔ ان کے دین میں عیب نکالے ہیں۔ اور ان کے محبوبوں کو گالیاں دی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے قتل کر دوں۔ نعیم نے ان سے کہا: اے عمر! واللہ! تمہارے نفس نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ محمدؐ کو تم نے قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تمہیں چھوڑ دیں گے کہ تم زمین پر چل بھی سکو؟ تم اپنے گھر والوں کی جانب کیوں نہیں لوٹتے کہ پہلے ان کی اصلاح کرو۔ انہوں نے کہا: میرے گھر والوں میں ایسا کون ہے؟ انہوں نے کہا: تمہارا بہنوئی اور تمہارا چچیرا بھائی سعید بن زید (بن عمرو) اور تمہاری بہن فاطمہ بنت الخطاب واللہ! ان دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرو ہو گئے ہیں۔ تم پر ان کی دیکھ بھال لازم ہے۔

**بہن زخمی ہو گئی** | اداوی نے کہا: پھر تو عمرؓ اپنی بہن اور بہنوئی کی طرف کا ارادہ کر کے لوٹے اور ان دونوں کے پاس خباب بن الارت موجود تھے۔ ان کے پاس ایک کتاب تھی، جس میں سورہ ظہ لکھی ہوئی تھی اور وہ انہیں سورہ ظہ پڑھا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے عمرؓ کی آہٹ سنی تو خباب گھر کے کسی حصے یا حجرے کے اندرونی حصے میں چھپ گئے اور فاطمہ بنت الخطاب نے اس کتاب کو اپنی ران کے نیچے رکھ لیا۔ حالانکہ عمرؓ جب گھر کے نزدیک آئے تھے تو انہوں نے خباب کی قرأت سن لی تھی۔ جب وہ اندر آئے تو کہا: یہ کس کے گنگنا نے کی آواز تھی۔ جو میں نے سنی؟ بہن بہنوئی دونوں نے کہا۔ نہیں، تم نے کچھ نہیں سنا۔ عمرؓ نے کہا۔ کیوں نہیں۔ واللہ! میں نے سنا ہے اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ تم دونوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ اپنے بہنوئی سعید بن زید کو پکڑ لیا۔ تو فاطمہ بنت الخطاب، عمرؓ کی بہن اٹھیں کہ اپنے شوہر سے روکیں۔ عمرؓ نے فاطمہؓ کو ایسا مارا کہ ان کا سر زخمی کر دیا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو ان کی بہن اور ان کے بہنوئی نے کہا: ہاں! ہم نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ پر ہم ایمان لا چکے ہیں۔ تم جو چاہو کرو۔

**قرآن کی تاثیر** | جب عمرؓ نے اپنی بہن کا خون دیکھا تو اپنے کیے پر بچتا ٹے۔ مارنے سے رُک گئے اور اس سے کہا: اچھا مجھے وہ کتاب تو دو۔ جو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔ اور میں نے ابھی ابھی تمہیں پڑھتے سنا ہے۔ میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے۔ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے؟ عمرؓ لکھے پڑھتے شخص تھے۔ جب انہوں نے یہ کہا تو بہن نے کہا: ہمیں اس کے متعلق تم سے



جھگڑتا ہے۔ عمرؓ نے کہا: ڈرو نہیں، اور ان کے آگے اپنے معبودوں کی قسمیں کھائیں کہ اسے پڑھ کر  
مزدور واپس کر دوں گا۔ یہ سنا تو ان کے اسلام کی امید پیدا ہوئی اور کہا: بھائی جان! آپ تو اپنے شرک  
کی نجاست میں ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا دوسرا چھو نہیں سکتا۔ عمر اٹھ کھڑے ہوئے۔  
اور غسل کیا۔ بن نے انھیں وہ کتاب دی۔ اس میں طہ تہی۔ اسے پڑھا۔ جب اس کا ابتدائی حصہ  
پڑھا تو کہا: یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے۔

جب خباب نے یہ بات سنی تو ان کے سامنے باہر نکل آئے اور  
رسول اللہ ﷺ کی دعا | کہا: اے عمرؓ! بخدا مجھے امید ہو گئی کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کی دعا سے  
تمھیں منتخب کر لیا۔ کیونکہ میں نے کل آپ کو یہ دعا کرتے سنا ہے۔

اللَّهُمَّ آتِنَا زُكْرًا وَمَرْيَمَ ابْنِي  
الْحَكْمِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ يَحْمَرَ  
بْنِ الْخَطَّابِ -  
یا اللہ! ابراہیم بن ہشام یا عیسیٰ بن  
الحکیم بن ہشام سے اسلام کی تائید  
فرما۔

لہذا اے عمرؓ! اللہ سے ڈرو۔ عمرؓ نے اس وقت ان سے کہا: اے خباب! مجھے محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو کہ میں وہاں پہنچ کر اسلام اختیار کروں۔ خباب نے ان سے  
کہا: رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کے پاس ایک گھریں ہیں۔ جس میں آپ کے ساتھ اصحاب بھی  
ہیں۔

عمرؓ نے تلوار لی۔ اسے حائل کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت عمرؓ بارگاہ نبویؐ میں | اور آپ کے صحابہؓ کی طرف کا قصد کیا۔ وہاں پہنچ کر دروازہ  
کھٹکھٹایا۔ جب ان کی آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے ایک صاحب کھڑے  
ہو گئے۔ اور دروازے کی درزوں میں سے انھیں دیکھا کہ تلوار حائل کیے ہوئے ہیں وہ گھبرائے ہوئے  
رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے۔ عرض کی۔ عمرؓ بن الخطاب ہیں اور تلوار حائل کیے ہوئے  
ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے کہا: اسے آنے کی اجازت دیجیے۔ اگر وہ بھلائی کے ارادے سے  
آیا ہے تو ہم اس کے ساتھ بھلائی ہی کا سوک کریں گے۔ اور اگر وہ کسی برائی کے ارادے سے آیا ہے  
تو اسے اسی کی تلوار سے قتل کر ڈالیں گے۔ رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِذْنُ لَكَ."  
انھیں آنے دو۔ اس شخص نے آنے کی اجازت سنائی۔ رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب اٹھ  
کھڑے ہوئے۔ حجرے میں ملاقات کی۔ ان کی کمریا مجمع الدوا، کو پکڑ لیا اور انھیں خوب بھینچ



کر فرمایا:-

مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ  
فَعَالِلَهُ مَا أَدَى أَنْ تُنْتَهِيَ حَتَّى  
يُنْزِلَ اللَّهُ بِكَ قَارِعَةً  
اے خطاب کے بیٹے! تجھے کوئی چیز لائی ہے؟  
واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ تو باز آنے گا۔ یہاں تک  
کہ اللہ تعالیٰ کوئی آفت تجھ پر نازل فرمائے۔

**قبول اسلام** | عمرؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں  
کہ اللہ اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لاؤں جو اللہ کے پاس سے آپ  
لائے ہیں۔ راوی نے کہا: پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زور سے تکبیر کہی کہ جو صحابہ گھر  
میں موجود تھے، جان گئے کہ عمرؓ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ  
جب اس مقام سے ادھر ادھر نکلے تو اپنے آپ کو غالب محسوس کرنے لگے۔ اس وجہ سے کہ حمزہؓ کے  
اسلام کے ساتھ ساتھ عمرؓ نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔ وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ دونوں رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے۔ اور مسلمان ان دونوں کی بدولت دشمنوں سے بدلہ  
لے سکیں گے۔ یہ عمر بن الخطاب کے اسلام کے متعلق مدینہ والے راویوں کی روایت ہے۔

**ایک اور روایت** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بنیحہ مکی نے اپنے رفیقوں عطاء  
اور مجاہد اور راویوں سے حضرت عمرؓ کے اسلام کا حال خود ان کی زبانی  
یوں بیان کیا ہے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ میں اسلام سے بہت دیر بھاگنے والا تھا۔ اور جاہلیت کے  
زمانے میں شراب پیا کرتا تھا۔ اس کا بڑا شوقین اور خوب پینے والا تھا۔ ہماری ایک مجلس حذو  
میں عمر بن عبد (بن عمران المخزومی) کے کنبہ والوں کے پاس تھی۔ جس میں قریش جمع ہوا کرتے تھے۔  
ایک رات میں ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کے پاس جانے کے ارادے سے اس مجلس کی طرف  
چلا اور وہاں پہنچا تو ساتھیوں میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔ میں نے سوچا کہ مجھے فلاں شراب فردش کے  
پاس جو مکہ میں شراب بیچا کرتا تھا، جانا چاہیے۔ شاید وہاں سے شراب مل جائے اور میں کچھ پی سکوں۔  
پھر میں چلا اور اس کے پاس پہنچا۔ تو اسے بھی نہ پایا۔ پھر میں نے سوچا، بہتر ہوا، میں کعبۃ اللہ جاؤں۔  
اور اس کے ساتھ یا ستر چکر لگاؤں۔ پھر میں مسجد میں آیا۔ کہ کعبۃ اللہ کا طواف کروں تو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ جب نماز پڑھا کرتے تو شام کی جانب  
منہ کرتے اور کعبۃ اللہ کو اپنے اور شام کے درمیان رکھتے۔ آپ کا نماز پڑھنے کا مقام رکن اسود  
سے مکہ معظمہ کا ایک بازار تھا۔



اور رکن یمانی دونوں کے درمیان تھا۔ کہا: جب میں نے آپ کو دیکھا تو دل میں کہا، واللہ! آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف توجہ کروں، اور سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ پھر میں نے کہا: اگر میں سننے کے لیے ان سے نزدیک ہوا تو وہ ڈر جائیں گے۔ اس لیے میں حجر (حطیم) کی جانب سے آیا۔ اور کعبۃ اللہ کے غلاف کے اندر ہو گیا۔ آہستہ آہستہ قریب تر ہونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ میں آپ کے قبلے کی سمت میں آپ کے مقابل ہو گیا۔ آپ کے اور میرے درمیان غلاف کعبہ کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی۔ کہا: جب میں نے قرآن سنا تو اس سے میرے دل میں رقت پیدا ہوئی۔ میں رو پڑا اور مجھ پر اسلام اثر کر گیا۔ غرض میں اسی جگہ کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کر لی۔ اور لوٹ گئے۔ آپ جب واپس تشریف لے جایا کرتے تو ابن ابی حنین کے گھر پر سے ہو کر تشریف لے جاتے تھے۔ اور یہی آپ کا راستہ تھا۔ اس کے بعد آپ مقام سحی سے گزرتے، عباس بن عبدالمطلب، ابن ازہر بن عبدعوف الزہری کے گھروں کے درمیان سے الاخنس بن شریق کے گھر کے پاس سے ہوتے ہوئے اپنے گھر تشریف لے جاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے کا مقام الدار القطاء میں تھا۔ جو معاویہ بن ابی سفیان کے قبضے میں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد میں آپ کے پیچھے ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب آپ عباس اور ابن ازہر کے گھروں کے درمیان پہنچے، تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آہٹ سنی تو مجھے پہچان لیا۔ آپ نے خیال فرمایا کہ میں نے صرف آپ کو تانے کے لیے آپ کا پیچھا کیا ہے۔ چنانچہ مجھے ڈانٹا اور فرمایا:

مَا جَاءَ بَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ هَذِهِ

السَّاعَةِ۔

عرض کی اللہ! اس کے رسول! اور اس چیز پر ایمان لانے کے لیے آیا ہوں۔ جو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے۔ کہا: پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر کیا۔ اور فرمایا:

قَدْ هَدَاكَ اللَّهُ يَا عُمَرُ۔

اے عمر! اللہ نے تجھے سیدھی راہ دکھا دی۔

پھر آپ نے میرے سینے پر دست مبارک پھیرا اور میرے لیے ثابت قدمی کی دعا فرمائی

اے اے مسنی کہتے ہیں، یعنی دوڑنے کی جگہ۔ یہ بھی اعمالِ حج و عمرہ میں سے ہے۔ مسنی کوہ صفا اور کوہ مروہ کے درمیان ہے اور اس کا بڑا حصہ مسجد الحرام کے ساتھ ساتھ جاتا ہے۔



میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوٹ آیا اور آپ اپنے دولت کدے میں تشریف لے گئے۔  
ابن اسحق نے کہا: خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے اصل واقعہ کونسا ہے؟

**عبداللہ بن عمر کا بیان** | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے نافع (غلام عبداللہ بن عمر) نے ابن عمر سے روایت کی۔ جب میرے والد نے اسلام اختیار کیا تو کہا کہ قریش میں باتوں کو ادھر ادھر زیادہ پہنچانے والا کون ہے؟ آپ سے کہا گیا، جمیل بن معمر الجمی۔ چنانچہ آپ سویرے اس کے پاس پہنچے۔ میں (عبداللہ بن عمر) آپ کے نشان قدم پر پیچھے پیچھے ہو گیا کہ دیکھوں کیا کرتے ہیں۔ میں تو کم عمر تھا۔ لیکن جو کچھ دیکھتا، اسے سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ اس کے پاس پہنچے تو کہا: اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو چکا ہوں۔ آپ نے اس بات کو دہرایا تک نہیں کہ وہ اپنا دامن کھینچے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ عمرؓ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور میں بھی اپنے والد کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا تو انتہائی بلند آواز سے چیخا۔ اے گہ وہ قریش! اور کعبۃ اللہ کے گرد اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھنے والو! سن لو کہ عمر بن الخطاب نے بے دینی اختیار کر لی۔ عمرؓ اس کے پیچھے کتے جا رہے تھے اس نے جھوٹ کہا (میں بے دین نہیں ہوا، بلکہ میں نے اسلام اختیار کیا ہے۔ اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ان لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی ان سے جنگ کرتے رہے۔ اور وہ بھی آپ سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ان کے سروں پر آگیا۔ آپ تھک کر بیٹھ گئے اور قریش آپ کے سر پر کھڑے رہے آپ نے فرمایا: تم جو چاہو کرو، میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو مرد ہو جائیں تو (ہم برابر لڑیں) پھر یا ہم مکہ کو مختارے لیے چھوڑ دیں گے یا تم ہمارے لیے چھوڑ دو گے۔

وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ قریش میں سے ایک بوڑھا آیا۔ جو مینی کپڑے کا نیا لباس، اور نقش و نگار کی قمیص پہنے ہوئے تھا۔ وہ آکر پاس کھڑا ہو گیا اور کہا: آؤ مختارا قصہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: عمرؓ بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا تو کیا ہوا؟ ایک شخص نے اپنی ذات کے لیے ایک بات اختیار کر لی ہے، پھر تم کیا چاہتے ہو؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے آدمی کو اس طرح مختارے حوالے کر دیں گے۔ اس شخص کو چھوڑ دو۔ واللہ! پھر تو وہ آپ سے اسی طرح الگ ہو گئے گویا کپڑا کھینچ کر پھینک دیا گیا۔ کہا مدینہ کو ہجرت کرنے کے بعد میں نے اپنے والد سے کہا: ابا جان! وہ شخص کون تھا، جس نے مکہ میں آپ کے اسلام اختیار کرنے کے دن لوگوں کو للکار کر آپ سے دور کر دیا تھا؟ جب وہ آپ



سے لڑ رہے تھے؟ فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ عامس بن وائل السہمی تھا۔

مجدے بعض اہل علم نے بیان کیا، انھوں نے کہا: ابا جان! وہ کون شخص تھا، جس نے لوگوں کو ڈانٹ کر آپ سے دور کیا۔ جب وہ آپ سے لڑ رہے تھے؟ اللہ اسے جزائے خیر دے۔ فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ عامس بن وائل تھا۔ اللہ اسے جزائے خیر دے۔

**اعلان اسلام** | ابن اسحق نے کہا: عبدالرحمن بن الحارث نے عمرؓ کے بعض متعلقین سے یا ان کے گھر والوں سے روایت بیان کی۔ کہا: عمرؓ نے فرمایا۔ جب میں نے اس رات اسلام اختیار کیا تو میں نے سوچا کہ مکہ والوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں سب سے زیادہ سخت کون ہے کہ میں اسی کے پاس پہنچوں اور مطلع کر دوں کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ میں نے سوچا کہ عداوت میں سب سے زیادہ سخت، ابو جہل ہے۔ اور عمرؓ ختمہ بنت ہشام بن المغیرہ کے فرزند تھے۔ فرمایا، جب صبح ہوئی تو ابو جہل کے دروازے پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابو جہل میری جانب آیا اور کہا: اے میرے بھانجے! تو اپنے سزاوار مقام پر آیا۔ آجیرے لیے وسیع جگہ ہو رہی ہے آخر کس لیے آنا ہوا؟ میں نے کہا: میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں مطلع کر دوں کہ میں اللہ پر اہ اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکا ہوں۔ میں نے ان چیزوں کی تصدیق کی ہے جو وہ لائے ہیں۔ فرمایا، پھر تو اس نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور کہا: اللہ تجھے اور اس چیز کو، جو تو لایا ہے، برباد کرے۔



## شعب ابی طالب میں محصوری

**قریش کا عہد مقاطعہ** | ابن اسحق نے کہا: جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ ایسے ملک میں جا رہے ہیں، جہاں انھوں نے امن و سکون حاصل کر لیا ہے۔

اور ان میں سے جس جس نے نجاشی کے پاس پناہ لی۔ ان کی حفاظت و حمایت ہوتی رہی ہے۔ عمرؓ نے بھی اسلام اختیار کر لیا ہے، وہ اور حمزہؓ بن عبدالمطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور اسلام قبیلوں میں پھیلنے لگا ہے تو وہ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ ایک کاغذ لکھیں، جس میں بنی ہاشم و بنی المطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جائے کہ ان سے شادی بیاہ یا خرید و فروخت کے تعلقات قائم نہ کیے جائیں۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو یہ باتیں ایک کاغذ پر لکھیں، سب نے مل کر اقرار کیا اور اس کے لیے ہر قسم کے استحکامات کر لیے۔ یہ کاغذ کعبۃ اللہ کے اندر لٹکا دیا کہ وہ خود اس عہد پر مضبوطی سے جھے رہیں اور کوئی شخص اس کے خلاف کوئی بات نہ کر سکے۔ اس کاغذ کا لکھنے والا منصور بن عکرمہ (بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی) تھا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کہتے ہیں کہ اس کا لکھنے والا نضر بن الحارث تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی تو اس کی چند انگلیاں بیکار ہو گئیں۔

**بنی ہاشم اور بنی المطلب** | ابن اسحق نے کہا: جب قریش نے یہ معاہدہ کیا تو بنی ہاشم اور بنی المطلب ابوطالب بن عبدالمطلب کے پاس پہنچے، اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں جمع ہو گئے۔ بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب عبد العزیٰ بن عبدالمطلب نکل کر قریش کی جانب ہو گیا اور انھیں کی امداد کی۔

**ابولہب کی علیحدگی** | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے حسین بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ جب ابولہب نے اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر اس کے خلاف قریش کی امداد کی۔ اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے ملا۔ تو اس سے کہا: اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے لات و عزیٰ کی مدد کی؟ کیا میں نے ان لوگوں کو نہیں چھوڑ دیا، جنھوں نے لات و عزیٰ کو چھوڑ دیا۔ اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد کی؟ ہند



نے کہا: ہاں، اے البرقہ! اللہ تجھے جزائے خیر دے۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ابولسب کبھی کبھی گفتگو میں کہا کرتا تھا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے۔ جنہیں میں نہیں پاتا۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام باتیں موت کے بعد ہونے والی ہیں، ان وعدوں سے اس نے میرے ہاتھ میں کیا دے دیا؟ پھر اپنے ہاتھوں میں پھونک مارتا اور کہتا: تم تباہ ہو جاؤ۔ میں تو ان چیزوں میں سے ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتا ہے، کوئی چیز تم میں نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ نے (یہ سورہ) نازل فرمایا: تَبَّتْ يَدَايِیْ لِحَبِیْ وَتَبَّتْ۔ ابولسب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے اس وعدہ خود بھی برباد ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا، کہ تبت کے معنی خست یعنی برباد و تباہ ہونے کے ہیں۔ حبیب بن حذافہ خارجی جو بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ کا ایک شخص ہے۔ کہتا ہے:-

يَا طَيْبُ اَنَا فِيْ مَعْشَرٍ ذَهَبْتُ مَسْعَا تَهُمْ فِي التَّبَارِ وَالْتَبْتُ

اے طیب! ہم ایسے گروہ میں سے ہیں، جن کی کوششیں رائیگاں ہو گئیں۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

جب قریش اس معاہدے پر متفق ہو گئے اور اس کے متعلق انہیں جو کچھ کرنا تھا وہ اشعار ابی طالب | کر چکے تو ابوطالب نے کہا:-

اَلَا اُبْلِغَا عَنِّيْ عَلٰی ذٰلِكَ بَيْنِنَا لَوْ يَادْخُضًا مِنْ لُّؤَيٍّ بَنِيْ كَعْبٍ

سن لو، ہمارے آپس کے تعلقات کی نسبت بنی لؤی کو یہ پیام پہنچا دو۔ اور بنی لؤی

میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو یہ سنا دو۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَا وَجَدْنَا مُحَمَّداً نَبِيًّا كَمَوْسٰی خَطَّ فِيْ اَدْلٍ اَلْكَتُبِ

کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم نے محمد کو ایسا نبی پایا ہے کہ موسیٰ کی طرح اگلے کتابوں

میں اس کا حال لکھا ہے۔

وَاَنْ عَلِيْهِ فِي الْعِبَادِ مَحَبَّةٌ وَّلَا خَيْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ

بندوں کا میلان محبت انہیں کی جانب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے (اپنی) محبت

کے لیے خاص کر دیا ہو، اسی سے بھلائی حاصل نہ ہو۔

وَاَنَّ الْكُذٰی اَلْصَّقْمُ مِنْ كِتَابِكُمْ لَكُمْ كَاثِنٌ نَحْنَا كَرَاغِيْدَةُ السَّقْبِ

اور تمہارا وہ نوشتہ، جسے تم نے چسپاں کیا ہے۔ وہ تمہارے ہی واسطے منحوس



ثابت ہوگا۔ جس طرح دوزخ علیہ السلام کی، اذنی کے بچے کی آواز۔

أَفَيْقُوا أَفَيْقُوا قَبْلَ أَنْ يُخْفَرَ الثَّرَى وَيُصْبَحَ مِنْ لَهَيْجِنِ ذُنُبَا كَذِي الذَّنْبِ

تم مٹی (قبر) کھودی جانے سے پہلے اور جنھوں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ وہ گناہگاروں کی

طرح ہو جانے سے پہلے ہوش میں آجائیں اور بیدار ہو جائیں۔

وَلَا تَتَّبِعُوا أَمْرَ الْوَشَاةِ وَتَقْطَعُوا أَوَاصِرَنَا بَعْدَ الْمَوَدَّةِ وَالْقُرْبِ

چغل خوروں کی باتوں کی پیروی کر کے ہماری دوستی اور رشتہ داری کے اسباب

دوستی اور رشتہ داری کے بعد قطع نہ کرو۔

وَتَسْتَجْلِبُوا حَرْبًا عَوَانًا وَدُبًّا أَمَرَ عَلَى مَنْ ذَاتَهُ جَلْبُ الْحَرْبِ

یکے بعد دیگرے جنگ کے اسباب نہ پیدا کرو۔ کیونکہ جنگ کی دھمکیوں کا مزہ جس

شخص نے بھی چکھا ہے۔ اکثر اس نے اسے کڑوا ہی محسوس کیا ہے۔

قُلْنَا وَرَبِّ الْبَيْتِ نُسَلِّمُ أَحْمَدًا لِعِزَّةٍ مِنْ عَصَى الزَّمَانِ وَلَا كُرْبِ

رب البیت کی قسم! ہم وہ لوگ نہیں، جو زمانے کی کسی مہر طلب سختی یا کسی تنگی کے

سبب سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے دست کش ہو جائیں۔

وَلَمَّا تَبَيَّنَ مِنَّا وَ مِنْكُمْ سَوَالِفٌ دَائِبٌ أُتِرَتْ بِالْقَسَائِيَةِ الشُّهْبِ

ہماری تمھاری گردنیں اور ہمارے تمھارے ہاتھ قسائی چلتی ہوئی تلواروں سے

کٹے ہیں۔ اب تک کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔

بِمُعْتَرِكٍ ضَيْقِي تَرَى كَيْسًا لُقْنَا — بِهَ وَالنُّوْرَ الْظَاخِمَ يَعْلُقُنْ كَالشَّرِبِ

ایسے گتے ہوئے معرکوں میں (جہی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے، جہاں

ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے پڑے تھے نظر آئیں گے۔ اور جہاں بھورے رنگ کے

گدھ شرابیوں کے جموں کی طرح ڈیرے ڈالے پڑے ہیں۔

كَانَ مَجَالُ الْخَيْلِ فِي حَجَرَاتِهِ وَمَعْمَةً الْإِبْطَالِ مَعْرَكَةُ الْحَرْبِ

جس کے نواح میں گھڑ دوڑ اور پہلوانوں کی آوازوں سے غار شتی اڑتوں کا ایک

ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔

أَلَيْسَ أَبُونَا هَاشِمٌ شَدَّ أُنْدَاهُ وَأَدْصَى بَيْنِيهِ بِالطَّعَانِ دِيَا لَضَرْبِ

کیا ہاشم ہمارا باپ نہ تھا۔ جس نے اپنی قوت کو مستحکم کیا تھا۔ اور اپنی اولاد کو



نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی نصیحت کی تھی۔

وَلَسْنَا فَمَلَّ الْحَرْبُ حَتَّى تَمَلَّنَا وَلَا نَشْتَكِي مَا قَدْ يَنْوُبُ مِنَ التَّكْبِ

ہم جنگ سے بیزار ہونے والے نہیں۔ یہاں تک کہ خود جنگ ہم سے بیزار ہو جائے۔

جو آفت بھی آئے، ہم اس کے متعلق شکایت کرنے والے نہیں۔

وَالِكُنَّا أَهْلَ الْحَفَاطِ وَالنَّهْيِ إِذَا طَارَ أَرْوَاحُ الْكَمَاةِ مِنَ الدُّعْبِ

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جب ہتھیار میں چپے ہوئے بہادروں کی رو میں رعب

اور خوف سے اڑی جا رہی ہوں۔ اس وقت بھی ہم قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کے لیے

غصے میں بھر جانے والے اہل باوجود اس کے عقل سے کام لینے والے ہیں۔

غرض وہ اسی حالت پر دو یا تین سال رہے، یہاں تک کہ

عَلِیْمُ بْنُ حِزَامٍ اَوْرَا الْبُخْتَرِیَّ بْنَ بِشَامٍ تَنَگَ سَوَگَیْ۔ اِگَر کوئی شخص ان کے پاس کچھ پہنچانا چاہتا تو

ریش سے چھپ چھپا کر ہی پہنچا سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ ابو جہل ابن ہشام، حکیم بن حزام (بن خولید بن اسد)

سے ملا۔ جن کے ساتھ ایک لڑکا تھا اور وہ کچھ گیہوں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔ جو حکیم بن حزام اپنی بھوپھی خدیجہ

تخت خولید کے لیے لے جانا چاہتے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب ابی طالب میں

تھے۔ ابو جہل حکیم بن حزام سے چٹ گیا اور کہا: کیا تو کھانا لے کر بنی ہاشم کے پاس آتا ہے؟ واللہ! تو اور تیرا

کھانا اس مقام سے ہٹ نہیں سکتے۔ جب تک میں تیری رسوائی نہ کر دوں۔ اتنے میں اس کے پاس ابو البختری

بن ہشام (بن الحارث بن اسد) آگیا۔ اس نے ابو جہل سے کہا: یہ بنی ہاشم کے پاس کھانا لے جا رہا ہے۔ ابو البختری

نے کہا: یہ اس کی بھوپھی کا کھانا تھا، جو اس کے پاس بھیجا جا رہا تھا۔ کیا تو بھوپھی کا کھانا روک رہا ہے؟ اسے

بھپوڑ دے۔ ابو جہل نے انکار کیا اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر موقع مل گیا۔ تو ابو البختری نے اونٹ کے

جھڑے کی ہڈی لے کر اسے مارا۔ اس کا سر زخمی کر دیا اور خوب لائیں لگائیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب اس کے

فریب ہی تھے اور یہ واقعہ دیکھ رہے تھے۔ کفار یہ بات ناپسند کرتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ اس واقعے کی

خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جائے گی تو آپ اور آپ کے صحابی قریش کی اس باہمی کشمکش پر خوشیاں

منائیں گے۔ باوجود ان حالات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو دن رات خلوت و جلوت میں اللہ کے

حکم سے تبلیغ فرماتے رہے۔ اس تبلیغ کے بارے میں آپ کسی سے بھی خوف نہ کرتے تھے۔



## کفار قریش اور قرآن مجید

### قریش کی ایذا رسانی

اللہ تعالیٰ نے قریش سے آپ کی حفاظت فرمائی۔ آپ کے چچا اور قوم بنی ہاشم و بنی المطلب آپ کے لیے سینہ سپر ہوئے۔ اور قریش نے آپ کو گرفت میں لینے کا جوارادہ کیا تھا، اس میں یہ لوگ آڑے آ گئے۔ پھر قریش نے آپ سے طعنہ زنی، تمسخر، اور غلط جھتیں کرنی شروع کیں۔ قرآن بھی ان کے نوجوانوں اور ان میں سے ان لوگوں کے متعلق اترنے لگا۔ جنہوں نے آپ کی دشمنی پر کمر باندھ لی تھی۔ ان میں سے بعض کے نام تو ہمیں بتا دیے گئے۔ اور بعض کے متعلق قرآن کا نزول اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عام کافروں کے ذکر میں شامل فرما دیا۔

### ابولہب اور اس کی بیوی

قریش میں سے جن لوگوں کے متعلق قرآن کا نزول ہوا اور ان کا نام بھی ابولہب اور اس کی بیوی لیا گیا۔ ان میں آپ کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب اور اس کی عورت ام جمیل بنت حرب (بن امیہ حماتہ المطلب) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حماتہ المطلب اس لیے رکھا کہ وہ کانٹے اٹھالاتی۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر، جدھر سے آپ تشریف لے جاتے تھے۔ ڈال دیتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے متعلق فرمایا۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝  
مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝  
سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝  
وَأُمُّهُ كَمَا وَلَّىٰ الْمُحْطَبِ ۝  
فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝ (۱۱۱: اتا ۵)

ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے۔ اور وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔ اس کا مال اور اس نے جو کچھ کمایا۔ اس کے کچھ کام نہ آیا۔ منقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہو گا۔ اور اس کی عورت تو لکڑیاں لے رہی ہے اس کے گلے میں موخ کی رسی ہے۔

### تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا: الجید العنق۔ جید کے معنی گردن کے ہیں، اعشیٰ بنی قیس بن ثعلبہ نے کہا ہے:-

يَوْمَ تُبْدَىٰ لَنَا قَتِيلَةٌ عَنْ جِيدِ

جس روز قیدیہ نرم و نازک گردن، جس کی زینت



آبِیْل تَزِیْنَةُ الْأَطْوَاقِ۔ ہنسیاں ہوں، ہم پر ظاہر کرے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جید کی جمع اجیاد ہے۔ اور مسد ایک درخت کا نام ہے، جسے کتان کی طرح کوٹا جاتا ہے۔ اور اس سے رسیاں بٹی جاتی ہیں۔ النابغہ الذبیانی نے جس کا نام زیاد بن عمرو بن معاویہ تھا، کہا ہے:-

مَقْدُودٌ دَقِیْقٌ بِدَیْخِیْسِ النَّحْصِ بَازِلُهَا لَهْ صَرِیْفٌ صَرِیْفٌ الْقَعْوِ بِاَلْمَسَدِ

(شاعر بیل کی فرہی کا بیان کر رہا ہے۔ وہ کتا ہے) وہ بیلوں میں سب سے

جوان گوسالہ ہے۔ گوشت کی زیادتی سے وہ بھرا ہوا ہے۔ اس کے بھس بھس کرنے

کی آواز ایسی ہے، جیسے مونچ کی رسی بٹنے کے وقت پھر کیوں کے پھرنے کی آواز۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور مسد کا واحد مسدۃ ہے۔

حالة الخطب کا واقعہ | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حالۃ الخطب ام جمیل نے جب وہ حصہ قرآن سنا، جو اس کے اور اس کے شوہر کے متعلق نازل ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئی کہ آپ مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ آپ کے پاس ابو بکر صدیقؓ بھی تھے۔ اس کے ہاتھ میں پتھر کا ایک بٹا تھا۔ جب وہ آپ دونوں کے پاس آکر کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے سے اس کی بینائی روک دی۔ اس کی حالت یہ ہو گئی کہ بجز ابو بکرؓ کے وہ اور کسی کو نہیں دیکھتی تھی۔ پھر اس نے کہا: اے ابو بکرؓ! تمہارا دوست کہاں ہے؟ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ میری بجو کر رہا ہے۔ واللہ اگر میں اسے پاتی تو اس کے منہ پر اسی بٹے سے مارتی۔ سن لو۔ واللہ! میں بھی شاعر ہوں۔

پھر اس نے یہ شعر کہا:-

مَذَمَّمًا عَصِيْدًا وَ اَمْرًا اَبِيْنَا وَ دِيْنَهُ قَلِيْنًا

ہم نے ایک قابلِ مذمت شخص کی نافرمانی کی۔ اس کی بات سے انکار کر دیا

اور اس کے دین سے نفرت کی۔

پھر وہ لوٹ گئی تو ابو بکرؓ نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟ فرمایا:-

وَ رَاَتْنِيْ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ بِبَصِيْرِهَا

اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ اللہ نے اس کی

بینائی مجھ سے پھیر دی۔

عَنِّيْ۔



ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول ”و دینہ قلینا“ ابن اسحق سے نہیں، بلکہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحق نے کہا: قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مذقم رکھتے۔ اور اسی نام سے گالیاں دیتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:-

أَلَا تَعْجَبُونَ لِمَا صَوَفَ اللَّهُ  
عَنِّي مِنْ أَدَى قُرَيْشٍ يَسْتُبُونَ  
وَيَهْجُونَ مُذَمَّمًا وَ أَنَا  
مُحَمَّدٌ

کیا تم لوگوں کو اس بات سے تعجب نہیں ہوتا۔ جو  
اللہ نے قریش کی گالیاں مجھ سے پھیر دیں؟ وہ  
”مذمم“ کو گالیاں دیتے ہیں اور ”مذقم“ کی ہجو کرتے ہیں۔  
میں تو محمد ہوں (مذمت کے قابل شخص کی وہ) مذمت کر  
رہے ہیں۔ (اور میں تو محمد ہوں جس کے معنی ہیں،

قابل تعریف اور سراہا ہوا)

(ایک اور شخص جس کے متعلق قرآن نازل ہوا) امیہ بن خلف بن وہب هذا  
بن جمع ہے۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ پر آواز  
کستا اور اشارے کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورت نازل فرمائی:-

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ  
الَّذِي جَمَعَ مَالًا ذَعْدَدَهُ  
خبرانی ہے ہر ایسے آوازے کسے دے، اور  
اشارے کرنے والے کے لیے، جس نے مال جمع  
کیا ہے اور گن گن کر رکھا ہے۔

ہمزہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کھلم کھلا گالیاں دیتا ہے اور آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے۔ حنا  
بن ثابت نے کہا ہے:-

هَمَزُكَ فَاخْتَضَعْتُ لِذَلِكَ نَفْسِي  
بِقَافِيَةٍ تَأْجِبُ كَعَالِشُوا ظ

میں نے تجھ پر ایسے توانی سے آوازے کسے، جو آگ کی طرح شعوزن

تھے۔ تو تر نے ذلت نفس کے سبب عاجزی اور اطاعت اختیار کی۔

یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے اور اسی کی جمع ہمزات ہے۔ لہٰذا اس شخص کو کہتے ہیں جو چھ  
طور پر لوگوں کی عیب جوئی کرتا اور انہیں تکلیف پہنچاتا ہو۔  
رویہ المجاج نے کہا ہے:-

فِي ظِلِّ عَصْرِي وَبَاطِلِي وَ لَمْنِي .  
میری خرافات اور میری عیب جوئیوں نے خود میرے زمانے



کے زیر سایہ پرورش پائی ہے۔

یہ شعر اس کے ایک بحر صر کے قصیدے کا ہے اور اس کی جمع ملنات ہے۔

**عاص بن وائل** | ابن اسحق نے کہا: عاص بن وائل السہمی کا حال یہ ہے کہ خباب بن الارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی مکہ کے لوہار تھے۔ تلواریں بنایا کرتے تھے۔ انہوں نے چند تلواریں عاص بن وائل کے لیے بنائیں۔ اور اس کے ہاتھ بیچیں۔ جب اس کے پاس رقم آئی تو خباب اس کے پاس تقاضے کے لیے پہنچے۔ اس نے کہا: اے خباب! مختارے دوست محمدؐ، جن کے دین پر تم ہو، کیا ان کا یہ دعوے نہیں کہ جنت میں سونا، چاندی، کپڑے، خادم غرض ہر وہ چیز موجود ہے، جو جنت والے چاہیں؟ خباب نے کہا: کیوں نہیں، بے شک، سب کچھ موجود ہے، اس نے کہا: تو اے خباب! مجھے قیامت تک مہلت دو۔ کہ جب میں اس گھر کی جانب لوٹوں تو وہاں تمہارا حق تمہیں ادا کر دوں۔ کیونکہ واللہ! تم اور مختارے ساتھی اللہ کے پاس بہشت کی ان نعمتوں میں مجھ سے زیادہ مرتجح اور حصہ دار نہ ہوں گے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ) نازل فرمایا:

أَفَرَ آيَتِكَ الَّتِي كَفَرْنَا بِهَا يَا تِنَّا  
قَالَ لَأُؤْتِيَنَّكَ مَا لَدَاكَ لَدَاكَ أَطْلَعَمَ  
الْغَيْبِ أَمْ أَنَا أَخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ  
عَهْدًا - كَلَّطَ سَكَتُ مَا يَقُولُ وَ  
لَدَاكَ مِنَ الْعَذَابِ مَدَّةً لَا تَنْزِلُ  
مَا يَقُولُ وَيَا تِنَّا فَرُّ ذَا

(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ ضرور مجھے مال و اولاد دی جائے گی؟ کیا جھانک آیا ہے غیب کو..... (جو جو چیزیں اسے یہاں دی گئی ہیں، اور ان پر اترتا ہے کہ، یہ چیزیں اسے وہاں بھی ملیں گی)

ان چیزوں کا اسے وہاں ملنا تو رہا ایک طرف، اس کے مرتے ہی سب اس سے چھین لی جائیں گی۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے۔ ان سب چیزوں کے ہم وارث ہوں گے۔ اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا۔

**ابو جہل بن ہشام** کے متعلق مجھے جو خبر پہنچی ہے، یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ تو آپ سے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، واللہ! ہمارے معبودوں کو برا کہنا تجھے ضرور چھوڑنا ہوگا۔ ورنہ ہم بھی تیرے معبود کو جس کی تو عبادت کرتا ہے، برا کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آپ پر نازل فرمایا:-



وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ - (۱۰۹:۶)

اللہ کو چھڑ کر جنہیں وہ لوگ پکارتے ہیں۔ انہیں برا نہ کہو، کہ دشمنی کے سبب نادانی سے وہ اللہ کو برا کہنے لگیں۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے معبودوں کو برا کہنے سے احتراز فرمانے لگے۔ صرف انہیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دینے لگے۔

**نضر بن الحارث** (بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی) کی حالت یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتے، قرآن کی تلاوت فرماتے، قریش کو ان عذابوں سے ڈراتے، جو اگلی امتوں پر آچکے ہیں۔ اور آپ اپنے مقام سے اٹھ کر جاتے تو وہ آپ کی جگہ بیٹھ جاتا۔ اور لوگوں کے سامنے رستم، اسفندیار اور شاہان فارس کے حالات بیان کرتا۔ پھر کتا واللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ سے بہتر بیان کرنے والا نہیں اور اس کی باتیں تو صرف پرانے قصے ہیں۔ اس نے بھی ان قصوں کو ویسا ہی لکھ لیا ہے۔ جس طرح میں نے لکھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:-

وَقَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا - قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ - إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا - (۶۵:۲۵)

اور ان لوگوں نے کہا کہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں، انہیں اس نے لکھوا لینا چاہا ہے۔ پس وہی اسے دن رات لکھائے جاتے ہیں، تو کہہ دے کہ اے اس ذات نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کا راز جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا ڈھانک لینے والا، اور رحم کرنے والا ہے۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا:-

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ -

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا ہے:-

ذُلٌّ يَكُلُّ آفَاكٍ أَنْيَمٍ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

برجھوٹے غلط کار شخص کی خرابی ہے۔ جو اس پر پڑھی جاتی ہوئی اللہ کی آیتیں سنتا ہے۔ پھر تکبر سے ہٹ کر تاتا ہے۔ گویا اس نے سنا ہی نہیں



كَانَ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا. فَبَشَّرَهُ  
بَعْدَ ابْنِ إِلِيْمٍ. (۲۵: ۸ تا ۸۶)  
اَلَا اِنَّهُمْ مِنْ اِنْفِكِهِمْ لَيَقُولُوْنَ وَلَدَ  
اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ.  
روئے نے کہا ہے۔

مَا لِیْ مَرِیٍّ اَقَلَ تَوَدَّ  
اَفْکًا.  
کسی آدمی کو جھوٹی غلات واقعات کئے سے  
کیا فائدہ ہوتا ہے۔

یہ شعر اس کے بحر جز کے قصیدے کا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں، ان میں یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ انصر بن الحارث بھی آگیا، اور ان کے ساتھ اسی جگہ بیٹھ گیا۔ مجلس میں قریش کے بہت سے لوگ موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرنے لگے۔ تو انصر بن الحارث درمیان آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے گفتگو فرمائی۔ اور اس کے بعد آپ نے اسے اور ان سب کو یہ آیت پڑھ کر سنائی:-

اِنَّكُمْ دَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ  
اللّٰهِ حَصَبٌ جَعَلْتُمْ اَنْتُمْ لَهَا وَاِرِدُوْنَ.  
لَوْ كَانَ هُوَ لَوْ اِلٰهًا مَا دَدُوْهَا  
وَكُلٌّ فِيْهَا خَالِدُوْنَ - لَهُمْ  
فِيْهَا زَفِيْرٌ وَهُمْ فِيْهَا لَا  
يَسْمَعُوْنَ. (۲۱: ۹۸ تا ۱۰۰)  
بے شک تم اور اللہ کو چھوڑ کر تم جس کی پوجا کرتے  
ہو، وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ تم اس میں جانے  
والے ہو۔ اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں نہ ہاتے  
اور اس میں تم سب ہمیشہ رہنے والے ہو۔ ان کے  
پے اس میں لمبی لمبی سانسیں ہوں گی اور وہ اس میں  
کچھ نہ سن سکیں گے۔

ابن ہشام نے کہا:- حصب جعَلْتُمْ۔ کل ما اوقدت به۔ ہر وہ چیز جس سے  
.... آگ سلگائی جائے۔

ابو ذؤیب المذلی نے جس کا نام خریلہ بن خالد تھا۔ کہا ہے:-

فَاَطْلِفِيْ وَلَا تُوقِدِيْ وَلَا تَأْكُلِيْ مُحْصَبًا  
لِنَارِ الْعُدَاةِ اَنْ تُطَيِّرَ شَكَا تَهَا

دشمنوں کی آگ بجھا۔ اس کو روشن کر کے اس کا ایندھن نہ بن۔ کہ اس کی سختیاں

اڑیں (اور تجھ پر بھی آئیں)۔



یہ بیت اس کی ابیات کی ہے اور بعض روایتوں میں "لَا تَكُ مُحْضًا" ہے۔ جس کے معنی روشن کرنے والا ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے:-

حَضَاتُ لَهُ نَارِي فَأَبْصَرَ ضَوْءَهَا      وَمَا كَانَ لَوْ لَا حَضَاتُ النَّارِ يَهْتَدِي

میں نے اس کے لیے آگ روشن کی۔ تو اس نے اس کی روشنی دیکھی، اگر آگ روشن نہ کی گئی ہوتی تو وہ راہ نہ پاتا۔

ابن اسحق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے، اور عابد و معبود عبد اللہ بن الزبیری السہمی آکر بیٹھا تو ولید بن المغیرہ نے عبد اللہ بن الزبیری سے کہا: واللہ! نصر بن الحارث، ابن عبد المطلب کے لیے آج نہ اٹھا۔ اور نہ (اس کی جگہ اس کی تردید کے لیے) بیٹھا۔ حالانکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعوے سے کہا کہ ہم اور ہمارے وہ معبود، جنہیں ہم پوجتے ہیں، جہنم کا ایندھن ہیں۔ عبد اللہ بن الزبیری نے کہا: سن لو، واللہ! اگر میں اسے پاتا تو قائل کر دیتا۔ محمد سے پوچھو کہ کیا اللہ کے سوا ہر وہ شے، جس کی پوجا لوگ کر رہے ہیں، پوجنے والوں کے ساتھ جہنم میں ہوگی؟ ہم فرشتوں کی پرستش بھی کرتے ہیں، یہود عزیر کی اور نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں۔ ولید نے اور ان لوگوں نے، جو اس کے ساتھ اس مجلس میں تھے، عبد اللہ بن الزبیری کی بات پسند کی اور خیال کیا کہ اس نے حجت قائم کر دی اور بحث میں جیت لیا، اس کے بعد ابن الزبیری کی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

کُلُّ مَنْ أَحَبَّ أَنْ تَعْبُدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَهُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَهُ. إِنَّهُمْ إِنَّمَا يَعْْبُدُونَ أَشْيَاءَ طِينٍ وَ مَنْ أَمَرَ تَهُمْ بِعِبَادَتِهِ.

ہر وہ شخص، جس نے یہ بات پسند کی کہ اللہ کے بغیر اس کی پرستش کی جائے، ان لوگوں کے ساتھ ہو گا۔ جنہوں نے اس کی پرستش کی۔ وہ ترسوت شیا طین اور ان کی پوجا کرتے ہیں۔ جنہوں نے انہیں اپنی پوجا کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:-

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا

بے شبہ وہ لوگ، جن کے لیے ہماری طرف سے پہلے ہی سے اچھی حالت (مقدر) کر دی گئی ہے۔ اس (جہنم) سے دور کیے ہوئے ہیں۔ اس کی آہٹ بھی



اَشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ ۔ دشمنیں گے ۔ اور وہ اپنی من مانی حالت میں ہمیشہ رہیں گے۔ (۱۰۲ تا ۱۰۱)

یعنی عیسیٰ بن مریمؑ، عزیرؑ اور علماء و مشائخ میں سے وہ لوگ، جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزر گئے اور انہیں ان کی پرستش کرنے والے گمراہوں نے اللہ کے بغیر رب بنالیا۔ وہ جو کہتے تھے کہ وہ فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، اس کے متعلق یہ نازل ہوا:-

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا  
سُبْحٰنَہٗ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ  
لَّا یَسْبِقُوْنَہٗۤ اِلَّا الْقَوْلُ ۚ وَھُمْ  
بِاَمْرِیۡ ۙ یَعْمَلُوْنَ  
(الی قولہ)  
(۲۱: ۲۶ تا ۲۷)

اور انہوں نے کہا کہ رحمن نے اولاد بنالی ہے۔  
وہ تو پاک ہے۔ بلکہ رحمتیں تم نے اس کی اولاد  
ٹھہرایا ہے، وہ اس کے معزز بندے ہیں وہ تو اس کی  
مشیت سے پہلے بات تک نہیں کرتے اور وہ اس کے  
حکم کے مطابق (غلاموں کی طرح) کام کرتے ہیں۔ ....  
(خدا نے تعالیٰ کے اس قول تک)

اور ان میں سے جو یہ کہے کہ اس کے بغیر میں معبود ہوں  
تو وہی وہ شخص ہے، جسے ہم جہنم کی سزا دیں گے۔  
ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔  
عیسیٰ بن مریمؑ کے متعلق جو ذکر کیا گیا تھا کہ وہ بھی اللہ کے بغیر کہتے ہیں۔ اور ولید نے اور  
جو لوگ اس کے پاس تھے، انہوں نے اس حجت اور اس دلیل سے غلبہ چاہا تھا۔ اس کے  
متعلق نازل ہوا:-

وَلَمَّا ضَرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ  
مَشْرًا ۚ اِذَا قَوْمٌ مِّنْہٗ  
یَصِدُّوْنَ  
(۲۳: ۵۷)

اور جب ابن مریمؑ کو بطور مثال پیش کیا گیا۔ تو بس تیری  
قوم تو اس کے متعلق شور مچاتی ہے، یا تیری قوم اس  
قول کے سبب سے تیری دعوت کے قبول کرنے سے  
اعراض کرتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریمؑ کا ذکر کیا اور فرمایا:-  
اِنَّ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْہِ  
وَجَعَلْنٰہٗۤ اٰمِلًا ۙ مِّثْلَ نَبِیِّ اِسْمٰہِیْلَ

وہ تو بس ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا ہے  
اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ایک مثال بنایا اور اس کے



وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً  
فِي الْأَرْضِ يَخْلُقُونَ. وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ  
لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُونَ بِهَا.

(۲۴: ۶۱ تا ۶۲)

کے سوا کچھ نہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں میں سے  
ایسے فرشتے بنادیں جو زمین میں (ہماری یا خود تمہاری)  
نیابت کریں۔ اور وہ تو قیامت کا ایک نشان ہے  
لہذا اس کے متعلق تم ہرگز شک نہ کرو۔

یعنی جو معجزے ان کے ہاتھوں ظاہر کیے گئے۔ مثلاً مردوں کا زندہ کرنا۔ اور بیماروں کو  
تندرست کرنا۔ یہ چیزیں قیامت پر یقین کرنے کے لیے کافی دلیلیں ہیں۔ فرماتا ہے کہ تم اس  
میں شک نہ کرو۔

وَاتَّبِعُونِ هَذَا صَوَاطٍ مُسْتَقِيمٌ  
(اور میری پیروی کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے۔)

اخفس بن شریق | الاخفس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی، بنی زہرہ کا حلیف قوم  
کے سربراہ اور وہ دوران لوگوں میں سے تھا۔ جن کی باتیں مافی جاتی تھیں۔  
یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر گرفت اور رد کیا کرتا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے  
اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مِّمِینٍ  
هَمَّا زِمَنًا مَّشَاءَ بَنِیْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ  
مُعْتَدٍ آئِثِمٍ۔ عَثَلٌ بَعْدَ ذَٰلِكَ  
زَیْنِمٍ۔ (۲۸: ۱۳ تا ۱۴)

اور تو ہر ایسے شخص کی بات نہ مان، جو بہت  
قسمیں کھانے والا، ذلیل، طعنہ زن، بچل خورد ہو،  
بھلے کام سے روکنے والا، حد سے بڑھا ہوا۔ گنہگار  
اجڑ، ان سب کے پیچھے بدنام۔

(زینم، ناکارہ نامہ چیز، وہ شخص جو کسی قبیلے میں کا نہ ہو۔ اور اس قبیلے میں شمار ہوتا ہو،  
اللہ تعالیٰ نے زینم اس کے نسب کے عیب کی وجہ سے نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ  
کسی پر نسب کی وجہ سے عیب نہیں لگایا کرتا۔ بلکہ اس نے ایک اصلی صفت پہچان کے لیے  
بیان فرمائی۔ زینم کے معنی کسی قوم میں شمار ہونے والا۔ الحظیم المتمیمی نے جاہلیت میں کہا  
ہے:۔

زَیْنِمٌ تَدَاعَا الرَّجَالُ زِیَادَةً كَمَا زَیْدٌ فِی عَرَضِ الْأَدِیْمِ الْأَكَارِمِ

وہ ناکارہ نامہ چیز ہے۔ یا وہ افراد قوم میں سے نہیں۔ اور ان میں شمار ہو  
رہا ہے۔ اور سب لوگ اسے زیادہ اور ناکارہ ہی سمجھتے ہیں۔ جس طرح چمڑے کی  
چوڑائی میں پاؤں کے چمڑے کو بھی ملا لیا جائے۔



**ولید بن مغیرہ** | ولید بن مغیرہ نے کہا: کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ محمدؐ پر تو وحی نازل ہوا اور مجھے چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ میں قریش کا بڑا شخص اور سردار قریش ہوں پھر ابو مسعود عمرو بن حیرا ثقیفی کو چھوڑ دیا جائے۔

جو بنی ثقیف کا سردار ہے۔ پس ہم دونوں ان دونوں بستیوں کے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں، جیسا کہ مجھے علم ہوا ہے، یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ  
عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْتَيْنِ عَظِيمٍ  
اور انھوں نے کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں میں  
کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ نازل کیا گیا (اللہ  
تعالیٰ کے قول متایجمعون تک) (۳۱:۲۳)

**ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی المعیط** | ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن نجح اور عقبہ بن ابی معیط ان دونوں میں گہرا دوستانہ تھا۔ عقبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا اور آپ کی باتیں سنا کرتا تھا۔ یہ خبر ابی کو پہنچی، تو وہ عقبہ کے پاس آیا۔ اور کہا: کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں ہوئی کہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سنا کرتا ہے؟ پھر اس نے کہا: اگر میں نے تجھ سے بات کی تو تیری صورت دیکھنا میرے لیے حرام ہوگا۔ اور اسے بڑی سخت قسمیں دیں کہ اگر تو اس کے پاس بیٹھے یا اس کی بات سنے یا اس کے پاس جا کر اس کے منہ پر نہ تھو کے (تو تجھے ایسی ایسی قسم) خدا کے دشمن عقبہ بن ابی معیط مردود خدا نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں دونوں کے بارے میں (یہ) نازل فرمایا:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ  
يَقُولُ يَلَيْتَنِي أُتَخَذْتُ مَعَ  
الرَّسُولِ سَبِيلًا - (الی قولہ .....)  
اور (اس روز کو خیال کرو) جس روز ظالم (افسوس  
سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا۔ وہ کہے گا۔ کاش!  
میں نے رسول کے ساتھ (چلنے کے لیے)  
راستہ اختیار کر لیا ہوتا۔ (اللہ تعالیٰ کے قول

للإنسان خذ ولا تترك)

(۲۹:۲۵)

ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ بڑی، جو چوراچورا ہو گئی تھی، لے گیا۔ اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بڑی کے گل ٹر جانے کے بعد اسے اٹھائے گا؟ پھر اس نے اسے چوراچورا کر کے ہوا میں رسول اللہ صلی اللہ

لہ ابوذر نقاش کی روایت سے لکھا ہے کہ جب اس نے تھوکا تو اس کا تھوک اسی کے منہ پر گر پڑا اور اس کے چہرے پر برس پیدا ہو گئی۔



علیہ وسلم کی طرف پھینک دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَعَمْرُاَنَا أَقُولُ ذَٰلِكَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ  
وَأَيَّاتِكَ بَعْدَ مَا تَكُونَانِ هَكَذَا ثُمَّ  
يُدْخِلُكَ اللّٰهُ النَّارَ۔  
ہاں! میں یہی بات کہتا ہوں، کہ اللہ اسے بھی  
اور تجھے بھی، تم دونوں کے ایسی حالت میں  
ہو جانے کے بعد اٹھائے گا۔ پھر تجھے اللہ آگ  
میں ڈال دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:-

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ نَسِيَ خَلْقَهُ۔  
قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ۔  
قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ  
مَرَّةٍ۔ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ۔  
الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ  
الذَّخْصِرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ  
تُوْقِدُونَ۔  
اور اس نے ہمارے لیے مثال تو بتا دی۔ اور  
اپنی پیدائش کو تو بھول ہی گیا، اس نے کہا کہ ہڈیوں  
کو کون زندہ کرے گا، ایسی حالت میں کہ وہ بوسیدہ ہو گئی  
ہوں؟ (اے نبی!) کہہ دے کہ اے وہ ذات زندہ کرے گی  
جس نے اے پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ذات تو ہر مخلوق  
کو خوب جاننے والی ہے۔ جس نے ہرے درخت سے  
آگ پیدا کی۔ پھر دیکھو کہ تم اسی (ہرے درخت) سے  
آگ روشن کرتے ہو۔ (۳۶: ۷۸ تا ۸۰)

مجھے جو اطلاع ملی ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سُورَةُ كَا فِرُونِ كعبۃ اللہ کا طواف فرماتے تھے۔ کہ الاسود بن عبدالمطلب (بن اسد بن

عبدالعزیٰ)، ولید بن المغیرہ، امیہ بن خلف اور العاص بن وائل السہمی، جو انہیں میں کے سن رسیدہ  
افراد تھے۔ آپ کی راہ میں آڑے آگئے۔ اور کہا: اے محمد! اچھا آؤ، ہم اس ذات کی بھی پرستش  
کریں، جس کی پرستش تم کرتے ہو۔ اور تم بھی ان چیزوں کی پرستش کرو، جن کی پرستش ہم کرتے ہیں  
ہم اور تم معاملوں میں شریک ہو جائیں۔ اگر وہ پرستش جو تم کرتے ہو، ہماری پرستش سے بہتر ہو تو  
ہم اس سے مستفید ہوں اور اگر وہ پرستش جو ہم کرتے ہیں، تمہاری پرستش سے بہتر ہو تو تم اس سے  
مستفید ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ”قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ“  
کی پوری سورت نازل فرمائی: (اے نبی!) کہہ دے کہ اے کافرو! میں تو اس کی پرستش نہیں کروں  
گا۔ جس کی پرستش تم کرتے ہو، یعنی اگر تم اللہ کی پرستش بجز اس صورت کے نہیں کرتے کہ تم جس کی  
پرستش کرتے ہو، میں بھی اس کی پرستش کروں تو مجھے تمہاری ایسی پرستش کی ضرورت نہیں۔ تم سب کو



تھارے کاموں کا اور مجھے میرے کاموں کا بدلہ ملے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے کفار کو ڈرانے کے لیے درخت زقوم (لختوہر) کا ذکر فرمایا تو  
**شجرۃ الزقوم** ابوہل بن ہشام نے کہا: اے گروہ قریش! کیا تم جانتے ہو کہ درخت زقوم کیا ہے؟  
 جس سے محمدؐ تھیں ڈرا رہا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، ہمیں علم نہیں۔ ابوہل نے کہا: یثرب کی  
 عورت کھجوریں مکے کے ساتھ۔ واللہ اگر ہمیں ان پر قدرت ہو تو لَنَتَزَقَّمَنَّهَا تَزَقَّمًا۔ ہم تو انھیں  
 بڑے مزے سے نکل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:-

إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامٌ  
 الْاِثْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ  
 كَغَلْيِ الْحَمِيمِ  
 درخت زقوم تو نافرمانوں کا کھانا ہے۔ پگھلی ہوئی  
 دھات کی طرح، گرم پانی کے ابال کی طرح، جو  
 پیٹوں میں جوش مارے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہل ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جو تانبے یا سیسے یا اسی طرح کی کوئی چیز ہو اور  
 اسے گلا دیا جائے۔

حسن بن ابی الحسن سے ہمیں خبر پہنچی۔ انھوں نے کہا: عبداللہ بن مسعود کو فہ کے  
**تشریح مہل** بیت المال پر عمر بن الخطاب کی جانب سے صوبہ دار تھے۔ انھوں نے ایک  
 روز چاندی کے گلانے کا حکم دیا۔ اور وہ گلائی گئی۔ تو اس میں سے مختلف رنگ نمایاں  
 ہوئے۔ انھوں نے کہا: دروازے پر کوئی ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! کہا: انھیں اندر  
 بلاؤ۔ لوگ اندر بلائے گئے تو کہا: مہل کی قریب ترین شبیہ ان چیزوں میں ہے جنھیں تم دیکھتے ہو  
 اسی شاعر نے کہا ہے:-

يَسْقِيهِ رَبِّي حَمِيمَ الْمُهْلِ يَجْنِي عَنْهُ  
 يَشْوِي الْوُجُوهُ فَهْوٌ فِي بَطْنِهِ صَهِصِ  
 اے میرا پروردگار پگھلی ہوئی گرم گرم دھات پلائے گا۔ اور وہ  
 اسے گھونٹ گھونٹ نکلے گا۔ جو اس کا منہ مجلس دے گی۔ اور اس کے پیٹ  
 میں جوش مارے گی۔

عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے کہا ہے:-

فَمَنْ عَاشَ مِنْهُمْ عَاشَ عَبْدًا وَإِنْ يَمُتْ  
 فِي النَّارِ لَيَسْقَى مُهْلَهَا وَصِيدَهَا  
 پس جو شخص ان میں سے زندہ رہے گا۔ وہ غلامی کی حالت میں زندہ  
 رہے گا۔ اور اگر مرے گا تو دوزخ میں جائے گا۔ اسے پگھلی ہوئی دھاتیں اور



اس میں کی پیپ پانی جائے گی۔

بعض نے کہا کہ محل کے معنی جسمانی پیپ کے ہیں، ہمیں خبر ملی ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب پہنچا۔ تو آپ نے دوا استعمال شدہ چادریں دھو کر انھیں کا کفن بنانے کے لیے حکم فرمایا۔ عائشہ صدیقہؓ نے آپ سے عرض کی: بابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان (مستعملہ چادروں) سے بے نیاز بنایا ہے۔ آپ کوئی کفن خرید فرمائیے تو آپ نے فرمایا:-

إِنَّمَا هِيَ سَاعَةٌ حَتَّى يَصِيرَ إِلَى الْمُهْلِ

وہ صرف کچھ مدت کا ہے۔ اس کے بعد تو وہ پیپ میں لتھڑی جائے گا

کسی شاعر نے کہا ہے:-

شَابَ يَا لَمَاءٍ مِنْهُ مُهْلًا كَيْفَ نَحْمَا ثُمَّ عَلَى الْمُتُونِ بَعْدَ التَّهَالِ

اس کی کردہ پیپ میں پانی مل گیا۔ پھر پیٹھ پہلی سیرابی کے بعد دوبارہ سیراب کی گئی۔

شجرہ ملعونہ | ابن اسحق نے کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:-

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنَحْنُ فَهُمْ فَأَيُّ زَيْدٍ هُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

اور (ہم نے) مردود درخت (کا ذکر قرآن میں صرف آزمائش کے لیے کیا) اور ہم انھیں (ایسی چیزوں سے) ڈراتے رہتے ہیں تو یہ (ہمارا ڈانا) ان کی بڑھی ہوئی سرکشی میں انھیں اور بڑھا دیتا ہے۔

عبس و تولى | ولید بن مغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا کھڑا ہوا تھا۔ اور آپ کو اس کے ایمان لانے کی امید بندھ رہی تھی۔ اس حالت میں آپ کے پاس سے ابن

ام مکتوم نابینا گزرے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کیں۔ (وہ) آپ سے قرآن پڑھانے کی استدعا کرنے لگے۔ ان کا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا شاق گزرا کہ آپ کو بیزار کر دیا۔ یہ بیزاری اس لیے ہوئی کہ ولید کے اسلام اختیار کرنے کی امید کے سبب سے آپ اس کی طرف متوجہ تھے۔ ابن ام مکتوم اس مصروفیت میں مغل ہوئے اور جب وہ آپ سے زیادہ گفتگو کرنے لگے تو ترش روئی کے ساتھ آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور انھیں تھپوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:-

عَبَسَ وَتَوَلَّى - أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى - اس نے ترش روئی کی اور لوٹ گیا، اس وجہ سے کہ



القولہ تعالیٰ... فی صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ اس کے پاس اندھا آیاتھا (اللہ تعالیٰ کے قول

مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ (۸۰: اتام) فی صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ تک)

یعنی میں نے تجھے بشارت سنانے والا اور ڈرانے کے لیے بھیجا ہے، کسی کو چھوڑ کر کسی خاص فرد کے لیے میں نے تجھے مخصوص نہیں کیا، پس جو شخص اس کا طالب ہو، اس سے اسے نہ روک، اور جو شخص اسے نہیں چاہتا، اس کی طرف توجہ نہ کر۔

ابن ہشام نے کہا: ابن ام مکتوم بنی عامر بن لوی میں سے ایک شخص تھے۔ ان کا نام عبداللہ اور بعض کہتے ہیں، عمرو تھا۔



## حبشہ سے مسلمانوں کی مراجعت

**مختلف گروہ** | ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہؓ، جنہوں نے سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی۔ انہیں مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ فوراً واپس آ گئے۔ جب مکہ سے قریب ہوئے تو انہیں اطلاع ملی کہ اسلام اختیار کرنے کی خبر، جو ان سے بیان کی گئی تھی، غلط تھی۔ چنانچہ ان میں سے وہی مکہ آئے، جنہوں نے کسی کی پناہ لی، یا چھپ کر آئے۔ ان میں سے جو مکہ میں آ گئے، وہ مدینہ کو ہجرت کرنے تک وہاں رہے۔ پھر آپ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر رہے۔ اور جو لوگ مجبوراً رک گئے، جانے سے روک لیے گئے، انہیں جنگ بدر اور دوسرے واقعات میں شرکت کا موقع نہ ملا۔ اور بعض کا مکہ میں انتقال ہو گیا۔ ان سب کے نام حسب ذیل ہیں:-

**بنی عبد شمس و بنی نوفل** | بنی عبد شمس بن عبد مناف (بن قصی) میں سے عثمان بن عفان (بن ابی العاص بن امیہ بن شمس) اور آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو حذیفہ بن عقبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس) اور ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل، ان کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن جحش بن رثاب۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عقبہ بن غزوٰ، جو قیس عیلان میں سے ان کے حلیف تھے۔ اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام (بن خویلد بن اسد) اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف) اور بنی قصی اور بنی زہرہ | اور سہیل بن سعد بن خزیمہ

اور بنی عبد بن قصی میں سے طلحہ بن عوف (بن وہب بن ابی کبیر بن عبد) اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبد الرحمن بن عوف (بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ) اور ان کے حلیف مقداد بن عمرو، نیز عبد اللہ بن مسعود۔

**بنی مخزوم** | بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوسلمہ بن عبد الاسد (بن بلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)



اوران کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ (بن المغیرہ اور شماس بن عثمان بن الشریکہ بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم) اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ جنہیں ان کے چچا نے مکہ میں روک لیا۔ جنگ بدر، و احد و خندق سے پہلے نہ آ سکے۔ اور عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ، جنہوں نے آپ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کی تھی۔ لیکن ان دونوں مادی بھائیوں ابو جہل بن ہشام اور الحارث بن ہشام نے انہیں پالیا اور واپس مکہ لے گئے۔ وہاں انہیں بند رکھا۔ یہاں تک کہ بدر، احد اور خندق کی جنگیں گزر گئیں اور ان کے حلیفوں میں سے عمار بن یاسر، جن کے متعلق شک ہے کہ وہ حبشہ گئے تھے۔ یا نہیں۔ لمور خزاعہ میں سے معتب بن عوف بن عامر۔

بنی جمح اور بنی سہم | وہب بن حذافہ بن جمح، اوران کے بیٹے السائب بن عثمان، نیز قدام بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون۔

بنی سہم بن عمرو بن مہصیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی) اور ہشام بن العاص بن وائل، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت کر جانے کے بعد مکہ میں قید رہے اور جنگ بدر، احد اور خندق کے بعد آئے۔

بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ، جو حلیف تھے۔ اوران کی بیوی لیلیٰ بنت ابی قیس، عبداللہ بن سہیل بن عمرو، جو ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے روک لیے گئے تھے، لیکن جنگ بدر کے روز مشرکوں کے پاس سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئے۔ اور جنگ میں شریک رہے۔ ابوسیرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ اوران کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو، السکران بن عمرو بن عبد شمس اوران کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس السکران کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے سے پہلے ہی مکہ میں ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ اوران کے حلیفوں میں سے سعد بن خولہ۔

بنی الحارث بن فہر میں سے ابوعبیدہ بن الجراح، جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بنی حارث | تھا۔ اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد اور سہیل بن بیضاء، جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال تھا اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال۔ غرض آپ کے جملہ اصحاب جو سرزمین حبشہ سے مکہ آئے، تینتیس مرد تھے۔







رَكُلٌ نَعِيْمٌ لَا فَحَالَةَ زَائِلٌ  
ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ اس میں کوئی  
شک نہیں۔

**عثمان بن مظعون نے پناہ لوٹا دی** | عثمان نے کہا: یہ تم نے جھوٹ کہا، جنت کی نعمتیں کبھی  
زائل نہ ہوں گی۔ بسید بن ربیعہ نے کہا: اے گدہ قریش!  
تمہارے ہم نشینوں کو تو کبھی تکلیف نہیں دی جایا کرتی تھی۔ یہ تم میں نئی بات کب سے پیدا ہو گئی؟  
انہیں لوگوں میں سے ایک نے کہا: چند کم ظرفوں میں سے، جو اس کے ساتھ والے ہیں، یہ بھی ایک  
کم ظرف شخص ہے۔ جس نے ہمارے دین سے علحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس کی بات سے تم  
اپنے دل پر کوئی اثر نہ لو، تو عثمان نے بھی اس کا جواب دیا، یہاں تک کہ دونوں کا جھگڑا بڑھ گیا۔  
وہ شخص اٹھا اور عثمان کی آنکھ پر ایسا تھپڑ مارا کہ اسے نیلا کر دیا۔ ولید بن المغیرہ پاس ہی تھا۔ اور  
عثمان کی حالت دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا: سُن بابا! واللہ! تیری آنکھ اچھی تھی کہ اسے کوئی صدمہ  
نہ پہنچا، اور تو محفوظ ذمہ داری میں تھا۔ راوی نے کہا: عثمان بن مظعون نے جواب دیا۔ واللہ! میری اچھی  
خاصی آنکھ کو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر وہی آفت آئے جو اس کی ہمسری پر  
آئی۔ اے ابا عبد شمس! واللہ! اس وقت میں ایسی ذات کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے (کہیں) زیادہ  
عزت والی اور تجھ سے (کہیں) زیادہ قدرت والی ہے۔ ولید نے ان سے کہا: آؤ بابا۔ اگر تم اپنی  
پہلی پناہ میں آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ، انھوں نے کہا: نہیں

**ابو سلمہ بن عبدالاسد** | ابن اسحق نے کہا: ابوسلمہ بن عبدالاسد کے متعلق مجھ سے ابواسحق ابن  
یسار نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی۔ جب انھوں  
نے ابوطالب کی پناہ لی تو بنی مخزوم کے چند آدمی ان کے پاس گئے اور کہا: اے ابوطالب! اپنے  
بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو تم نے ہمارے مقابلے میں پناہ دی۔ خیر۔ لیکن یہ تمہیں کیا ہو گیا  
کہ ہمارے آدمی کی حفاظت ہمارے مقابلے میں کرتے ہو۔ انھوں نے کہا: اس نے مجھ سے  
پناہ طلب کی اور وہ میرا بھانجا بھی ہے، اگر میں اپنے بھانجے کی حفاظت نہ کروں گا تو اپنے بھتیجے  
کی بھی حفاظت نہ کروں گا۔ ابولہب کھڑا ہو گیا اور کہا: اے گدہ قریش! واللہ! تم نے اس بڑے  
بوڑھے آدمی کی بہت مخالفت کی۔ اس کی قوم میں سے اس کی پناہ میں آئے ہوئے افراد پر ہمیشہ  
تم لوگ چھاپے مارتے رہے ہو۔ واللہ! تمہیں اس طرح کے سلوک سے باز آنا ہو گا۔ ورنہ ہر اس  
مہم میں، جس میں وہ مستعد ہو کر کھڑا ہو جائے، ہم بھی اس کے ساتھ صف بستہ ہو جائیں گے۔ کہ وہ



اپنے ارادے پورے کر سکے۔ راوی نے کہا: پھر تو سب کے سب کہنے لگے: اے ابو عتبہ! (اس قدر برہمی کی ضرورت نہیں، بلکہ ہم خود ان باتوں سے باز آجائیں گے۔ جہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہی شخص ان سب کا سرغنہ اور حمایتی تھا، پس انہوں نے اسے اس حمایت پر قائم رکھنا چاہا۔ جب ابوطالب نے اس سے ایسے الفاظ سنے جو وہ کہہ رہا تھا تو وہ اس کے متعلق بھی (یہ) امید کرنے لگے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی وہ ان کی صف میں آکھڑا ہو۔

ابوطالب نے ابولسب کو اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر ابھارنے  
اشعار ابی طالب کے لیے یہ اشعار کہے:-

إِنَّ أَمْرًا أَبُو عَتَبَةَ عَمُّهُ لَيْفَى رَوْضَةٍ مَا إِنْ يُسَامُ الْمُظَالِمَا

جس شخص کا چچا ابو عتبہ ہے، بے شبہ وہ شخص ایسی روض پر ہے، جس

کے ساتھ ظلم کا برتاؤ نہیں کیا جاسکتا۔

أَقُولُ لَهُ دَايِنٌ مِنْهُ نَصِيحَتِي أَبَا مُعْتَبٍ ثَبَّتْ سَوَادُكَ قَائِمًا

میں اس سے کہتا ہوں کہ اے ابو معتب! اپنی قوم کا جتنا مستعدی سے مستحکم بنا

لیکن میری نصیحت کہاں اور وہ کہاں؟

فَلَا تَقْبَلَنَّ الْوَمْرَ مَا عِشْتَ خُطَّةً لُسْتُ بِهَا إِمَّا هَبَطْتَ الْمَوَاسِمَا

زمانے میں جب تک تو زندہ رہے، ایسی چیز قبول نہ کر کہ اگر قومی مجموعوں میں سے

کسی مجمع میں تو جائے تو اس چیز کی وجہ سے تجھ پر عیب لگایا جائے۔

وَدَلِ سَبِيلِ الْعَجْنِ غَيْرَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّكَ لَمْ تُخْلَقْ عَلَى الْعَجْنِ لَا زِمَا

لوگوں میں سے جو لوگ مجبوریوں کے تحت کوئی راستہ اختیار کرتے ہیں

وہ مجبوری کا راستہ ان کے لیے چھوڑ دے، کیونکہ یہ بات قطعی ہے کہ تو تو مجبوری کا

راستہ اختیار کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔

وَحَارِبُ فَإِنَّ الْحَرْبَ نِصْفٌ وَلَكِنْ تَرَى أَخَا الْحَرْبِ يُعْطَى الْخُسْفَ حَتَّى يُسَالِمَا

اور جنگ جو بنارہ۔ کیوں کہ جنگ ہی انصاف (حاصل کرنے کا)

ذریعہ ہے۔ جنگ جو کو کبھی تو ذلیل نہ دیکھے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اس سے

صلح کے طالب ہوں۔



وَكَيْفَ وَلَمْ يَجْنُوا عَلَيْكَ عَظِيمَةً وَلَمْ يَخْذُلُوا غَائِمًا أَوْ مُغَايِمًا

تو اپنی قوم سے کس طرح الگ ہوتا ہے۔ حالانکہ انھوں نے کوئی بڑی غلطی کر کے تجھ پر اس کا بار نہیں ڈالا۔ اور نہ انھوں نے تیری مدد سے کنارہ کشی کی، خواہ تیری حالت غنیمت حاصل کرنے والے کی رہی یا ڈنڈ بھرنے والے کی۔

جَزَى اللَّهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوَافِلًا وَتَيْمًا وَحَضْرًا وَمَا عَقُوقًا وَمَا نَمًا

اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بنی عبد شمس، بنی نوفل، بنی تیم اور بنی محزوم کو ان کی سرکشیوں اور غلطیوں کا بدلہ دے۔

بَتَّفِرُ يُقْرِئُ مِنْ بَعْدِ دُرٍّ وَأُلْفَةٍ جَمَاعَةً عَنَّا كَيْمَا يَنَا لُؤْلُؤًا لِمَحَارِمًا

منوعہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لیے انھوں نے ہماری جماعت کی محبت والفت میں جو رکاوٹ ڈالی، اللہ انھیں اس کا بدلہ دے۔

كَذَبْتُمْ دَبَّيْتَ اللَّهُ نُبْرَى مُحَمَّدًا دَلَمَّا تَدْرُ أَيُّ مَالِ الدِّي الشَّعْبِ قَاتِمًا

بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھین لیا جائے گا۔ حالانکہ ابھی تو تم نے راستے کے پاس (دھواں دار گردوغبار کا) تاریک روز دیکھا ہی نہیں۔

ابن اسحق نے کہا: محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے عروہ سے، اور انھوں نے ابو بکر

عائشہؓ سے روایت کی کہ جب ابو بکر صدیقؓ پر مکہ میں سختی ہونے لگی۔ وہاں آپ کو تکلیفیں پہنچنے لگیں، اور قریش کی دست درازیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب

پر حد سے زیادہ دیکھیں تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب

کی۔ آپ نے انھیں اجازت دے دی۔ ابو بکرؓ ہجرت کر کے نکلے۔ یہاں تک کہ جب مکہ سے

ایک روز یا دو روز کی مسافت طے کی تھی تو بنی الحارث بن بکر (بن عبد مناف بن کنانہ والا)

ابن دُغْنَة آپ سے ملا۔ جو ان دنوں احابیش کا سردار تھا، اس کا نام ابن الدغنیہ بھی بتایا گیا ہے۔

ابن اسحق کے بیان کے مطابق بنو حارث بن عبد مناف بن کنانہ، امون بن خزیمہ بن مدکہ اور خزاعہ میں سے بنو

المصطلق اما بیش کہلاتے تھے، ابن ہشام کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپس میں معاہدہ کیا تھا۔ چونکہ یہ معاہدہ احیش نام وادی میں ہوا تھا جو مکہ معظمہ کے نشیب میں ہے، اس لیے یہ لوگ احابیش کہلائے۔



**ابن دُغْنَه کی پناہ** | ابن اسحق نے کہا: زہری نے عروہ سے اور انھوں نے عائشہؓ سے روایت کی۔ ام المؤمنینؓ نے فرمایا: ابن الدغنه نے کہا: اے ابوبکرؓ! کہاں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا: میری قوم نے مجھے نکال دیا، تکلیفیں دیں اور تنگ کر دیا، اس نے کہا: یہ کیوں؟ واللہ! تم تو خاندان کی زینت ہو، آفتوں میں تم مدد کرتے ہو۔ نیکی تمھارا شیوہ ہے اور ناداروں کو کمائی پر لگاتے ہو، واپس چلو، تم میری پناہ میں ہو، پس آپ اس کے ساتھ واپس ہوئے، یہاں تک کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو ابن الدغنه کھڑا ہوا، اور کہا: اے گروہ قریش! میں نے ابن ابی قحافہ کو پناہ دی ہے۔ پس بجز بھلائی کے کوئی شخص ان کی راہ میں حائل نہ ہو۔ ام المؤمنینؓ نے فرمایا: لہذا سب لوگ آپ سے الگ رہنے لگے۔

**تلاوت قرآن میں رفعت** | بنی حجاج کے محلے میں ابوبکرؓ کے گھر کے دروازے کے پاس ہی آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ تھی، آپ رقیق القلب تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو روتے، اس وجہ سے آپ کے پاس لڑکے، غلام، عورتیں کھڑی ہو جاتیں، اور آپ کی اس بیعت کو سب کے سب پسند کرتے۔ قریش کے چند لوگ ابن الدغنه کے پاس گئے، اور اس سے کہا: اے ابن الدغنه! تو نے اس شخص کو اس لیے تو پناہ نہیں دی کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے، جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو اس کا دل بھڑکتا ہے اور (وہ) روتا ہے۔ اس کی ایک خاص بیعت اور ایک خاص طریقہ ہوتا ہے کہ بچوں، عورتوں اور کمزور لوگوں کے متعلق ہمیں خوف ہوتا ہے، شاید وہ انھیں فتنے میں ڈال دے۔ تو اس کے پاس جا اور حکم دے کہ اپنے گھر کے اندر رہے اور اس میں جو چاہے کرے۔

**پناہ لوٹا دی** | اس وجہ سے ابن الدغنه آپ کے پاس آیا اور کہا: اے ابوبکرؓ! میں نے تمھیں اس لیے پناہ نہیں دی کہ تم اپنی قوم کو تکلیف پہنچاؤ۔ تمھاری قوم اس جگہ کو پسند نہیں کرتی جو تم نے نماز کے لیے چن لی ہے۔ اس وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہے۔ لہذا تم اپنے گھر کے اندر رہو اور اس میں تم جو چاہو کرو۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمھیں تمھاری پناہ واپس کر دوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہو جاؤں؟ اس نے کہا: اچھا تو میری پناہ مجھے واپس کر دو۔ آپ نے فرمایا: میں نے تیری پناہ تجھے واپس کر دی۔ صدیقہؓ نے فرمایا: اس کے بعد ابن الدغنه کھڑا ہو گیا، اور کہا: اے گروہ قریش! ابن ابی قحافہ نے میری پناہ مجھے واپس کر دی ہے۔ اب تم اپنے آدمی سے جو چاہو بستاؤ کرو۔



عبدالرحمن بن القاسم نے اپنے والد قاسم بن محمد سے روایت کی: قریش کے کمینوں میں سے ایک کمینہ شخص ایسی حالت میں آپ کو ملا کہ آپ کعبۃ اللہ تشریف لے جا رہے تھے۔ اس نے ذرا سی مٹی آپ کے سر پر ڈال دی۔ ابو بکرؓ کے پاس سے ولید بن المغیرہ یا عاص بن وائلؓ گزرا تو آپ نے فرمایا: ان کمینوں کے کاموں کو کیا تم نہیں دیکھ رہے؟ جواب ملا۔ یہ تو وہ چیز ہے، جو تم اپنی ذات سے خود کر رہے ہو، رادی نے کہا: آپ صرف یہ فرماتے گئے۔ اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔ اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے! اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے!



( تفضیل الصحیفہ، اسامی من تفضہا )

## مُعَاہِدۂ قَرِیش کی شکست

پانچ حق شناس | ان پانچ شخصوں کے نام یہ ہیں جنہوں نے بے انصافی پر مبنی نوشتے کے توڑنے میں کوشش کی :- ہشام بن عمرو العامری، زبیر بن ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی، مطعم بن عدی، ابوالبختری بن ہاشم، زمعہ بن الاسود بن المطلب ابن اسد۔

ہشام بن عمرو کا کارنامہ | ابن اسحاق نے کہا: بنی ہاشم اور بنی المطلب اپنی اسی حالت میں تھے کہ قریش نے ان کے خلاف معاہدہ کر رکھا تھا اور یہ معاہدہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس معاہدے کو توڑنے کے لیے، جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف کیا تھا۔ قریش ہی میں سے چند آدمی آمادہ ہو گئے، ہشام بن عمرو (بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی) نے جو کوشش اس معاملے میں کی۔ وہ کسی اور نے نہیں کی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ فضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کے بھائی کا بیٹا اس کا اخیانی بھائی تھا۔ اور ہشام بنی ہاشم سے اچھے تعلقات رکھتا تھا۔ وہ خود بھی اپنی قوم میں مرتبہ والا تھا۔ وہ غلے کے اونٹ رات کے وقت لاؤ کر وہاں لاتا، جہاں بنی ہاشم اور بنی المطلب شعب ابی طالب میں تھے۔ یہاں تک کہ جب درے کے دہانے پر آتا تو اونٹ کی نکیل نکال ڈالتا اور اس کے پہلو پر مارتا۔ وہ اونٹ درے کے اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ جاتا۔ پھر اونٹ پر کپڑے اور خانہ داری کا ضروری سامان لا کر لاتا اور اس کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرتا۔

زبیر بن ابی امیہ | ابن اسحاق نے کہا: پھر وہ زبیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم کے پاس گیا، جس کی ماں عاتکہ، عبد المطلب کی بیٹی تھی، اور کہا: اے زبیر! کیا تم اس حالت پر خوش ہو کہ تم تو کھانا کھاؤ، کپڑے پہنو، عورتوں کو نکاح میں لاؤ اور مختارے ماموؤں کی جو حالت سبہ وہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز نیچی جاتی ہے اور ان سے کچھ خریدا جاتا

۱۷ اس کا اشارہ اس معاہدے کی طرف ہے، جو بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف کیا گیا تھا اور جس پر شعب ابی طالب میں محصوری کا دور شروع ہوا۔



ہے۔ نہ ان کی بیٹیوں کو کوئی نکاح میں لیتا ہے، اور نہ ان کے نکاح میں کوئی عورت دی جاتی ہے۔ سن لو! میں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ابوالکلم (ابو جہل) بن ہشام کے ماموں ہوتے اور تم اسے اس بات کی طرف بلا تے، جس کی طرف اس نے تمہیں دعوت دی ہے، تو وہ تمہاری بات ہرگز قبول نہ کرتا۔ اس نے کہا: افسوس اے ہشام! آخر کیا کروں؟ میں اکیلا ہی ہوں۔ واللہ! اگر میرے ساتھ کوئی دوسرا ہوتا تو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ اسے توڑ کر رکھ دیتا، اس نے کہا: ایک شخص کو تو تم نے پالیا ہے۔ اس نے کہا: وہ کون؟ کہا: میں۔ زہیر نے اس سے کہا: اپنے لیے ایک اور تیسرے شخص کی تلاش کی بھی ضرورت ہے۔

**مطعم بن عدی** خوش ہو کہ بنی عبد مناف کے دو قبیلے برباد ہو جائیں، تم اپنے سامنے یہ دیکھتے رہو اور اس معاملے میں قریش سے خود بھی موافقت کرو۔ سن لو! واللہ! اگر تم نے انہیں ایسا کرنے دیا تو دیکھ لو گے کہ وہ ان کے بارے میں تمہارے اس برتاؤ کے سبب اور تیز ہو جائیں گے۔ اس نے کہا: افسوس، آخر میں کیا کروں؟ میں تو اکیلا ہی ہوں۔ اس نے کہا: تم نے دوسرے کو بھی تو پالیا ہے۔ اس نے کہا: وہ کون؟ کہا: میں، کہا: ہمارے لیے تیسرے کی بھی تلاش چاہیے۔ اس نے کہا: میں نے یہ بھی کر لیا ہے، کہا: وہ کون ہے؟ کہا: زہیر بن ابی امیہ، کہا: ہمارے لیے چوتھے کی بھی تلاش کرو۔

**ابو البختری بن ہشام** پھر وہ ابو البختری بن ہشام کے پاس پہنچا۔ اور اس سے بھی اسی طرح کہا، جیسا مطعم بن عدی سے کہا تھا۔ اس نے کہا: کیا کوئی ایک شخص بھی ہے جو اس بات میں مدد کرے؟ اس نے کہا: ہاں، کہا: وہ کون ہے؟ کہا: زہیر بن ابی امیہ اور مطعم بن عدی اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا: ہمارے لیے پانچویں کو بھی ڈھونڈو۔

**زعمہ بن الاسود** پس وہ زعمہ بن الاسود بن مطلب بن اسد کے پاس گیا۔ اور اس سے گفتگو کی۔ اس سے ان لوگوں کی رشتہ داری اور حقوق کا ذکر کیا تو اس نے اس سے کہا: کیا جس معاملے کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو، اس میں اور کوئی شخص بھی ہے؟ کہا: ہاں! پھر اس نے تمام کے نام بتائے، تو خطم الجحون نامی مقام پر، جو مکہ کی بلندی کے مقامات میں سے ہے، رات کو ملنے کا وعدہ ہوا۔ اور سب وہاں جمع ہوئے۔

سب نے مل کر ایک رائے قرار دی اور اس نوشتہ معاہدے کے توڑنے کی **نوشتہ توڑنے کا عہد** کو شش کا سب نے عہد کیا۔ زہیر نے کہا: میں تم سب سے سبقت کرتا ہوں۔



کہ پہلا بولنے والا میں ہی ہوں گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو سب اپنی اپنی مجلسوں کی جانب روانہ ہوئے۔ زہیر بن ابی امیہ سویرے ہی ایک قیمتی لباس پہن کر گیا۔ سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔

**زہیر کا اعلان** پھر لوگوں کے پاس آیا اور کہا: اے مکہ والو! کیا ہم تو کھانا کھائیں، اور کپڑے پہنیں اور بنی ہاشم مرتے رہیں، نہ ان سے کچھ خریدا جائے۔ اور نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے۔ اللہ کی قسم! میں (اس وقت تک) نہیں بیٹھوں گا۔ جب تک یہ نامنصفانہ قرابت توڑنے والا نوشتہ چاک نہ کر دیا جائے۔ ابو جہل نے، جو مسجد کے ایک کونے میں تھا، کہا: تو جھوٹا ہے۔ واللہ! وہ ہرگز چاک نہیں کیا جائے گا۔

**مزید تائیدات** زعمہ بن الاسود نے کہا: واللہ! تو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ جب وہ لکھا گیا، اس وقت ہم نے کوئی رضا مندی ظاہر نہیں کی، ابوالختری نے کہا: زعمہ نے سچ کہا، جو کچھ اس میں لکھا گیا، نہ ہم اس پر راضی ہوں گے اور نہ قائم رہیں گے۔ مطعم بن عدی نے کہا: تم دونوں نے سچ کہا اور اس کے سوا جس شخص نے جو کچھ کہا، وہ جھوٹ کہا۔ ہم اس کا غصہ سے اور اس میں جو کچھ لکھا ہے، اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، ہشام بن عمرو نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔ ابو جہل نے کہا: یہ معاملہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور مقام پر رات کو مشورہ اور فیصلہ ہو چکا ہے۔ ابوطالب بھی مسجد میں ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

**معاہدہ دیکھ چاٹ گئی** پس مطعم اس نوشتے کی جانب بڑھا کہ اسے چاک کر ڈالے۔ تو معلوم ہوا کہ بِاسْمِکَ اللّٰہِ کے الفاظ کے سوا دیکھنے سے کھالیا ہے اور اس نوشتے کا لکھنے والا، جو منصور بن عکرمہ تھا۔ اس کا ہاتھ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق شل ہو گیا تھا۔

**رسول اللہ صلعم کا ارشاد** ابن ہشام نے کہا، بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے کہا:

يَا أَعْمَى إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَلَطَ الْأَرْضَ عَلَى  
صِغْفَرٍ قُرَيْشٍ فَلَمْ تَدْعُ فِيهَا اسْمًا  
هُوَ لِلَّهِ إِلَّا أَثْبَتَهُ فِيهَا وَنَفَتَ مِنْهَا  
الظُّلْمَ وَالْقَطِيعَةَ وَالْبُهْتَانَ۔  
اے چچا! اللہ نے دیکھ کو نوشتہ قریش پر غالب کر  
دیا۔ اس نے جتنے اللہ کے نام تھے، وہ تو چھوڑ دیے  
اور جتنی ظلم، زیادتی، رشتے توڑنے اور ہتان کی باتیں  
تھیں، اس نے اس میں سے سب نکال ڈالیں۔

لہ اسلام سے پہلے یہ الفاظ بجائے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھے جایا کرتے تھے۔



انہوں نے پوچھا: کیا آپ کے پروردگار نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی ہے؟ فرمایا: نعم (ہاں) کہا: واللہ! پھر تو تم پر کوئی فتح یاب نہیں ہو سکتا۔

پھر وہ نکل کر قریش کے پاس گئے اور کہا: اے گروہ قریش! میرے بھتیجے ابوطالب کی پیش کش نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ ایسا ایسا ہے، پس تم اپنا لکھا ہوا معاہدہ لاؤ۔ اگر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرے بھتیجے نے کہا ہے تو پھر ہمارے قطع تعلق سے باز آؤ، اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اسے چھوڑ دو۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تمام لوگوں نے کہا: ہم اس پر راضی ہیں اور انہوں نے اسی بات پر عہد و پیمان بھی کر لیا۔ پھر سب نے اسے دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس واقعے نے ان کی بدسلوکی اور بڑھادی اور قریش ہی میں کی ایک جماعت نے اس نوشتے کو تلف کرنے کی وہ کوششیں کیں، جن کا ذکر اوپر ہوا۔

ابن ہشام نے کہا: جب وہ نوشتہ چاک کر دیا گیا اور جو کچھ اس میں لکھا تھا، اشعار ابی طالب سب بے کار ہو گیا تو ابوطالب نے ان لوگوں کی ستائش میں، جنہوں نے اس معاہدے کے توڑنے میں کوشش کی، یہ اشعار کہے :-

الْأَهْلُ أَتَى بَحْرَيْنَا صُنْعُ رَبِّنَا عَلَى نَأْيِهِمُ وَاللَّهُ يَلْتَأِسُ أُرُودُ

کیا ہمارے سمندر پار کے مسافروں کو ہمارے پروردگار کی کار سازی کی بھی کچھ خبر پہنچی ہے کہ ان لوگوں کو دھوراز ملکوں میں ڈال دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ (ان لوگوں پر) بڑا مہربان ہے؟ کیا (کوئی شخص ایسا نہیں؟)۔

فَيُخْبِرُهُمْ أَنَّ الصَّحِيفَةَ مُنَقَّتٌ وَأَنَّ كُلَّ مَا لَمْ يَرْضَهُ اللَّهُ مُفْسِدٌ

جو ان لوگوں کو اس بات کی خبر دیدے کہ نوشتہ معاہدہ چاک کر دیا گیا اور یہ

کہ جس چیز میں اللہ کی رضا مندی نہیں، وہ برباد ہے۔

تَرَادَحًا إِنْ فُلْكَ وَسِحْرٌ مُجْتَمِعٌ وَلَمْ يُلَفَّ بِحُرِّ الْخَيْرِ الدَّهْرِ يَصْعَدُ

اس نوشتے کو بہتان اور جان بوجھ کر جھوٹ نے قوت دی تھی اور کوئی جھوٹ

کبھی ترقی کرتا ہوا نہیں پایا گیا۔

تَدَاغَى لَهَا مَنْ لَيْسَ فِيهَا بِقَرَابَرٍ فَطَائِرُهَا فِي رَأْسِهَا يَتَرَدَّدُ

اس نوشتے کے معاملے میں وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جو اس بات سے مطمئن نہ تھے



اس لیے ان کی قسمت کی غوست کے پرند ان کے سر میں پھڑپھڑا رہے ہیں۔

وَكَانَتْ كِفَاءً وَقَعَةً بِأَثِمَةٍ لِيَقْطَعَ مِنْهَا سَاعِدٌ وَ مَقْلَدٌ

یہ واقعہ ایسا بڑا گناہ تھا کہ اس کے عوض ہاتھ اور گردن کاٹ جاتی، تو سزاوار

تھا۔

وَيُطْعَنُ أَهْلُ الْمَكْتَبِ فِيهِمْ بُؤًا فَرَا لِيَضُّهُمْ مِنْ خَشْيَةِ الشَّرِّ تُرْعَدُ

مکہ کے نیچے کے حصے والے اور اوپر کے حصے والے سفر کیے جا رہے ہیں اور

اس حالت سے بھاگے جا رہے ہیں کہ ان کے شانے برائی کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔

وَيَتْرُكُ حَرَاثٌ يُقَلِّبُ أَمْرًا ابْتِهَمَ فِيهَا عِنْدَ ذَلِكَ وَ يُنْجِدُ

اور کمانے والا شخص (بے روک ٹوک) چھوڑ دیا جاتا ہے کہ انھیں اوقات

میں وہ اپنے معاملے میں تدبیریں کیا کرے۔ کہ وہ خواہ سرزمین حجاز کی پست زمین تمامہ

میں جائے یا بلند حصہ نجد میں سفر کرے۔

وَتَصْعَدُ بَيْنَ الْأَخْشَبِينَ كَتِيبَةً لَهَا حُدُجٌ سَهْمٌ وَقَوْسٌ وَ مِنْ هَذِهِ

اور اخشبین (نامی مکہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان ایسا لشکر چڑھ آئے، جس

کے کڑے کثیر التعداد پھل، تیر، کمان، اور زرم برچھایا تلوار ہیں۔

فَمَنْ يَنْشُ مِنْ حُطَارٍ مَكَّةَ عِزَّهُ فَعِزَّتُنَا فِي بَطْنِ مَكَّةَ أَتَلَدُ

پس اگر ایسا کوئی شخص ہے، جس کی عزت نے سرزمین مکہ کی سکونت و

توطن میں نشوونما پائی ہے، تو ہماری عزت تو دایمہ مکہ پرانی سے پرانی

ہے۔

نَشَأُ نَائِحًا وَ النَّاسُ فِيهَا فَلَا تِلْ فَلَمْ نَنْفَكِكَ نَزْدًا وَ خَيْرًا وَ نُحْمَدُ

ہم نے اس میں اس وقت نشوونما پائی ہے، جب اس میں تھوڑے

سے لوگ تھے۔ لہذا ہماری عزت ہمیشہ بھلائی میں بڑھتی ہی رہی اور ہمیشہ

سرا ہی جاتی رہی ہے۔

وَنُطْعِمُ حَتَّى يَتْرُكَ النَّاسُ فَضْلَهُمْ إِذَا جَعَلَتْ أَيْدِي الْمُفِيضِينَ تَرْعَدُ

ہم کھانا کھاتے ہیں کہ لوگ اپنی فضیلت اور بڑائی چھوڑ دیتے ہیں اور جوئے

کے تیز نکالنے والے کے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔



جَزَى اللَّهُ رَهْطًا بِالْحُجُونِ تَتَابَعُوا عَلَى مَدَى يَهْدِي لِحَرْمٍ وَيُرْشِدُ

اس جماعت کو اللہ جزائے خیر دے۔ جس کے افراد مقام محجون سے ایک کے بعد ایک برسر مجلس پہنچے، جو عقل کی بات کی جانب رہنمائی کرتے اور سیدھی راہ بتا رہے تھے۔

قُعُودًا لَدَى حِطَمِ الْحُجُونِ كَأَنَّهُمْ مَقَادِلُهُ بَنُ هُمْ أَعَزُّوْا فُجِدُ

وہ (مقام) حطم المحجون کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے تھے گویا وہ رؤسا ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ وہ رئیسوں سے بھی زیادہ عزت و شان والے ہیں۔

أَعَانَ عَلَيْهَا كُلُّ صَقْرٍ كَأَنَّهُ إِذَا مَا مَشَى فِي رَفْرِفِ الدَّرْعِ أَحْرَدُ

اس معاملے میں جنھوں نے مدد دی، ان کا ہر فرد گویا ایک شہباز تھا۔ جب وہ

اپنی لمبی لمبی زربوں میں چلنا تو بہت آہستہ چلتا۔

جَرَى عَلَى الْحُلِيِّ الْمَخْطُوبِ كَأَنَّهُ شِهَابٌ بَكْفَى قَارِسٍ يَتَوَقَّدُ

بڑے بڑے اہم معاملوں میں بڑی جرأت کرنے والا ہے۔ گویا وہ ایک چنگاری

ہے، جو آگ لینے والے کے ہاتھوں پر بھڑک رہی ہے۔

مِنَ الْأَكْرَمِينَ مِنْ لُؤْمِي بْنِ غَالِبٍ إِذَا سِيمَ خَسْفًا وَجْهُهُ يَتَرَبَّهْ

وہ ان شریفوں میں سے ہے جو لؤمی بن غالب کی اولاد میں سے ہیں۔ جب کوئی

ذلت کا برتاؤ کیا جائے تو اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے۔

طَوِيلُ النَّجَادِ خَارِجٌ نِصْفُ سَاقِهِ عَلَى وَجْهِهِ تُسْفَى الْعِمَامَةُ وَتَسْعَدُ

وہ دراز قد، جس کی آدھی پنڈلی باہر نکلی رہتی ہے، اس کے چہرے کے طفیل

اہر پانی برساتا اور سعادت حاصل کرتا ہے۔

عَظِيمُ الزَّمَادِ سَيِّدٌ وَابْنُ سَيِّدٍ يَخُصُّ عَلَى مَقَرِّ الضُّيُوفِ وَيَحْشُدُ

بڑا سخی سردار، اور سردار کا بیٹا، مہمانوں کی ضیافت پر دوسروں کو بھی بھارتا

اور جمع کرتا ہے۔

وَيَبْنِي لِابْنَائِهِ الْقَشِيرَةِ صَالِحًا إِذَا نَحْنُ طِفْنَا فِي الْبِلَادِ وَيَمْهَدُ

جب ہم ادھر ادھر شہروں میں گھومتے اور سیاحت کرتے پھرتے ہیں

تو وہ خاندان کے بچوں کے لیے اچھی اچھی بنائیں ڈالتا، اور ان کے لیے تہیں



اٹھاتا رہتا ہے۔

لَقَدْ يَهْدِي الصُّلَحُ كُلُّ مُبْتَدِعٍ عَظِيمِ اللّٰوَاءِ أَمْرُهُ ثُمَّ يُجَمِّدُ

اس صلح کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے والوں کا ہر فرد بے عیب، بڑے جھنڈے والا

اور وہ تھا، جس کے کام کی دیاں تعریف ہوتی تھی۔

قَضَوْا مَا قَضَوْا فِي لَيْلِهِمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا عَلَى مَهَلٍ وَ سَائِرُ النَّاسِ وَقَدْ

انھوں نے جو مناسب سمجھا، راتوں رات فیصلہ کر ڈالا اور باطمینان صبح سویرے مقام

مطلوب پر پہنچ گئے، اس حال میں کہ تمام لوگ سو ہی رہے تھے۔

هُمْ رَجَعُوا سَهْلَ بْنَ أَبِيضٍ رَاضِيًا وَ سَرَّ أَبُو بَكْرٍ بِهَا وَ مُحَمَّدٌ

انھیں لوگوں نے سہل بن بیضا کو راضی کر کے واپس کیا، ابو بکرؓ بھی اس سے

خوش ہو گئے اور محمدؐ بھی (صلی اللہ علیہ وسلم)

مَتَى شَرَكَ الْأَقْوَامُ فِي جُلْ أَهْرِنَا وَ كُنَّا قَدِيمًا قَبْلَهَا نَتَوَدَّدُ

ہمارے بڑے بڑے کاموں میں یہ لوگ کب شریک رہے ہیں، حالانکہ اس

معاملے سے پہلے بھی ہم آپس میں دوستانہ تعلقات ہی سے رہے ہیں۔

وَ كُنَّا قَدِيمًا لَقَرَّ ظِلًا مَصَّةً وَ نُدْرِكُ مَا يَشْتَنَّا وَ لَا نَتَشَدَّدُ

ہماری یہ عادت قدیم سے رہی ہے کہ ظلم کو برقرار نہیں رہنے دیتے اور

ہم جو چاہتے ہیں، حاصل کرتے ہیں اور سختی بھی نہیں کرتے۔

فَيَا لَقَصِي هَلْ لَكُمْ فِي نَفْوِ سِكْمٍ وَ هَلْ لَكُمْ فِي مَاجِيءِ يَمٍ عَدُوٍّ

بس اے بنی قسی! تم پر تعجب ہے!! کیا تم نے کبھی اپنے ذاتی

نفع و نقصان پر بھی غور کیا ہے اور کیا کل پیش آنے والے واقعات پر بھی تم

نے کبھی نظر ڈالی ہے؟

فَاِنِّي وَ اَيَاكُمْ كَمَا قَالَ قَائِلٌ لَّدَيْكَ الْبَيَانُ لَوْ تَكَلَّمْتَ اسْوَدُّ

میری اور تمھاری بس وہی حالت ہے، جیسے کسی کفنے والے نے

کہا ہے۔ (میں تو کچھ بول نہیں سکتا، اے کالے پہاڑ) بولنے کے تمام ذریعے

تیرے ہی پاس ہیں

مطعم بن عدی کا مرثیہ | مطعم بن عدی کے مرنے پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کہا، جس میں



نوشتہ معاہدے کے توڑنے میں مطعم کی کوشش کا ذکر بھی ہے۔

أَيَا عَيْنٍ فَأَبْكِي سَيِّدَ الْقَوْمِ وَاسْتَفْجِي  
يَدُ مَعٍ وَإِنْ أَنْذَفْنَاهُ فَأَسْكَبِي الدَّمَ

اے آنکھ! قوم کے سردار کی موت پر ردا اور آنسو بہا اور اگر آنسوؤں

کو تو نے ختم کر دیا ہے تو خون بہا!

وَبِكِي عَظِيمَ الْمُعْشَرَيْنِ كُلِّيهِمَا عَلَى النَّاسِ مَعْرُوفًا لَهُ مَا تَكَلَّمَا

اور دونوں مشعر میں کے بڑے شخص پر ردا جس کے احسانات لوگوں پر اس

وقت تک رہیں گے، جب تک وہ بات کرتے رہیں گے۔

فَلَوْ كَانَ مَجْدٌ يُخْلِدُ الدَّهْرَ وَاحِدًا مِنَ النَّاسِ الْبَقِيَّ فَجَدُّهُ الْيَوْمَ مُطْعِمًا

اگر کوئی عزت لوگوں میں سے کسی کو زلمنے میں ہمیشہ رکھتی تو مطعم کو اس

کی عزت آج بھی باقی رکھتی۔

أَجَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا عَمِيدَ لِقَاءِ ابْنِي مُهَلٍّ وَأَحْرَمًا

تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے پناہ دی، لہذا جب تک

کوئی لبیک کہنے والا لبیک کتا رہے اور احرام باندھنے والا احرام باندھتا رہے۔

وہ سب تیرے احسانات کے بندے بن گئے۔

فَلَوْ سُئِلْتُ عَنْهُ مَعْدُ بِأَسْرِهَا وَتَحْطَانُ أَوْ بَاقِي بَقِيَّةِ جُرْهُمَا

تمام بنی معد، بنی قحطان اور بنی جرم کے باقی لوگوں سے تیرے متعلق

دریافت کیا جائے۔

لَقَالُوا هُوَ الْمُؤَنَّى بِخَفَرَةٍ جَارِهِ وَذِمَّتِهِ يَوْمًا إِذَا مَا تَذَمَّامًا

تو وہ کہیں گے کہ وہ تو اپنے پناہ گزینوں کی حمایت کو، اور جب کسی روز کسی نے

کسی چیز کی ذمہ داری طلب کی تو اس ذمہ داری کو، پورا کرنے والا ہے۔

فَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ نِيرَةً تَوْقَعُ عَلَى مِثْلِهِ فِيهِمْ أَعَزُّوْا عَظَمًا

پس لوگوں میں کسی ایسے شخص پر روشن سورج نہیں نکلتا، جو ان میں ممدوح

کا سا زیادہ عزت والا اور زیادہ عظمت والا ہو۔

وَأَبَى إِذَا بَابِي دَا عَظَمَ شَيْئًا وَأَنُومَ عَنْ جَابِ إِذَا اللَّيْلُ أَظْلَمًا

اور جب کسی بات سے انکار کر دے تو ممدوح کا سا زیادہ انکار کرنے والا



اور بہترین خصلت و عادت والا۔ اور جب رات اندھیری ہو جائے تو اس وقت

بھی اپنے پناہ گریٹوں سے (بے فکری میں) زیادہ سونے والا ہو۔

دیکھو! اس کی عظمت و شان کے سبب سے اس کے پناہ گزینوں کی جانب کوئی آنکھ اٹھا کر  
بھی نہیں دیکھ سکتا، اس لیے اسے ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے  
وہ بے فکر سو جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: اس کا قول ”کلیھما“ ابن اسحاق نے سوا دوسروں کی روایت  
میں کا ہے: ”أَجَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ مِنْهُمْ“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے  
پناہ دی۔



## طائف سے واپسی اور اشاعتِ اسلام

واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف والوں کے پاس سے لوٹ آئے۔ اور انھیں اپنی تصدیق اور اپنی مدد کی دعوت دی تو انھوں نے آپ کی دعوت قبول نہ کی۔ آپ حراء کی جانب چلے اور الاخنس بن شریق کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ آپ کو پناہ میں لے تو اس نے کہا: میں ایک حلیف کی حیثیت رکھتا ہوں اور حلیف پناہ نہیں دیا کرتا۔ آپ نے سہیل بن عمرو کے پاس کھلا بھیجا۔ اس نے کہا: بنی عامر بنی کعب کے مقابلے میں کبھی پناہ نہیں دیا کرتے، آپ نے مطعم بن عدی کے پاس آدمی بھیجا۔ اس نے آپ کا پیام قبول کیا۔ پھر مطعم اور اس کے گھروالوں نے ہتھیار لگائے اور نکل کر مسجد میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی کھلا بھیجا کہ آپ بھی مسجد میں آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ اس کے پاس نماز ادا فرمائی۔ اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حسان بن ثابت اسی واقعے کا ذکر کر رہے ہیں:-

اشعار حسان بن ثابت | حسان بن ثابت نے ہشام بن عمرو کی بھی تعریف اسی نوحۃ معاہدے کے توڑنے کی وجہ سے کی ہے:-

هَلْ يُؤْفَيْنَ بَنُو أُمَيَّةَ ذِمَّةً عَفْداً كَمَا أَذْفَى جَوَارِ هِشَامِ

کیا بنی امیہ (اپنی) ذمہ داری اور معاہدہ پورا کریں گے، جس طرح ہشام کے

پڑوسیوں نے (اپنی ذمہ داری) پوری کی۔

مِنْ مَعْشَرٍ لَا يَخْدُرُونَ بِجَارِهِمْ لِلْحَارِثِ بْنِ خَيْبٍ ابْنِ مُحَا

وہ حارث بن حبیب بن سحام کے خاندان سے ہے، جو اپنے پناہ گزین سے

بے وفائی نہیں کرتے

وَإِذَا بَنُوا حِصْلَ أَجَارُوا ذِمَّةً أَدُّوا وَأَدُّوا جَارَهُمْ بِسَلَامٍ

اور جب بنی حسل کسی کو پناہ دیتے اور ذمہ لیتے ہیں، تو پورا کرتے ہیں اور



اپنے پناہ گزین کو صحیح سلامت حوالے کرتے ہیں۔

**طفیل دوسی کا واقعہ** | ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ اپنی قوم کی حالت دیکھ کر انھیں نصیحت فرمایا کرتے اور جس آفت میں وہ مبتلا تھے، اس سے نجات کی جانب بلاتے۔ قریش کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ کر دیا تو لوگوں کو، اور عرب کا جو شخص بھی ان کے پاس آتا، اسے آپ سے ڈراتے تھے۔ طفیل بن عمرو الدوسی بیان کرتے ہیں: وہ مکہ میں ایسے وقت آئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں تشریف فرما تھے، ان کی جانب قریش کے بہت سے لوگ گئے، اور طفیل بلند پایہ لوگوں میں سے تھے۔ شاعر اور عقل مند تھے۔ قریش کے ان لوگوں نے ان سے کہا: اے طفیل! تم ہماری بستیوں میں آئے تو ہو، لیکن دیکھو! اس شخص نے، جو ہمیں میں سے ہے، ہمیں سخت مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ ہماری جماعت کو اس نے پرانگندہ کر دیا ہے اور ہمارے معاملے کو پریشان کر ڈالا ہے، اس کی بات جادو کی سی ہوتی ہے۔ بیٹے کو باپ سے، بھائی کو بھائی سے، شوہر کو بیوی سے جدا کر دیتا ہے، ہمارے دل میں تمھارے لیے اور تمھاری قوم کے لیے اس فتنے کا خوف ہے، جو ہم میں داخل ہو چکا ہے، اس لیے نہ تو تم اس شخص سے بات کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو۔ طفیل نے کہا: وہ لوگ میرے ساتھ یہاں تک لگے رہے کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا: اس شخص کی نہ کوئی بات سنوں گا اور نہ اس سے بات کروں گا۔ جب سویرے میں مسجد کی طرف گیا، تو اپنے کانوں میں روٹی ٹھونس لی کہ مبادا اس کی باتوں میں سے کوئی بات میرے کان تک پہنچ جائے۔ اگرچہ اس کے سننے کا ارادہ بھی نہ کروں۔

**قرآن مجید کی تاثیر** | سویرے میں مسجد میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آپ کے قریب ہی جا کھڑا ہوا اور اللہ نے تو آپ کی کوئی نہ کوئی بات سنا دینے کے سوا اور کچھ نہ چاہا۔ میں نے اچھا کلام سنا اور دل میں کہا: میری ماں مجھ پر روئے! واللہ! میں عقل مند ہوں اور شاعر ہوں۔ اچھا بُرا مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کونسی چیز اس سے روکتی ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے، اسے سنوں؟ جو بات وہ پیش کرتا ہے، اگر اچھی ہو تو اسے قبول کروں اور بُری ہو تو اسے چھوڑ دوں۔ پھر میں کچھ دیر بٹھڑ گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانے کو واپس تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب آپ دولت خانے کے اندر تشریف لے گئے، تو



میں بھی اندر چلا گیا اور کہا، اے محمد! آپ کی قوم نے مجھ سے ایسا ایسا کہا ہے اور وہ (سب) باتیں بیان کیں جو انھوں نے کہی تھیں۔ واللہ! وہ آپ کے معاملے سے اس قدر ڈراتے رہے کہ میں نے اپنے کانوں میں روٹی ٹھونس لی تاکہ آپ کی بات نہ سنوں، مگر اللہ نے تو اس کے سوا کوئی بات نہ چاہی کہ آپ کی بات مجھے سنائے۔ میں نے سنی اور اچھی بات سنی۔ پس آپ اپنے اصول مجھے بتائیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اسلام پیش فرمایا اور میرے سامنے **طفیل کا قبول اسلام** | قرآن کی تلاوت فرمائی تو واللہ! اس سے بہتر بات میں نے کبھی نہیں سنی اور نہ ایسے معتدل اصول سنے، کہا: پس میں نے اسلام اختیار کر لیا، سچی بات کی گواہی دی اور کہا، اے اللہ کے نبی! میں ایسا شخص ہوں کہ میری قوم میں لوگ میری بات مانتے ہیں۔ اب میں ان کی جانب لوٹ کر جانے والا ہوں۔ اور انھیں اسلام کی جانب دعوت دوں گا۔ پس اللہ سے دعا کیجیے وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے جو اس دعوت میں میری مددگار ہو۔ فرمایا: **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّہٖ اٰیۃً** یا اللہ اس کے لیے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔

پھر میں اپنی قوم کی طرف چلا۔ یہاں تک کہ جب میں ان دو پہاڑوں کے **خدا کی طرف سے نشانی** | درمیانی راستے میں تھا، جہاں سے بستی مجھے نظر آتی تھی تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چراغ کی سی روشنی پیدا ہو گئی، میں نے کہا: یا اللہ! میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں اسے ظاہر فرما، میں ڈرتا ہوں، وہ خیال کرنے لگیں گے کہ ان کا دین چھوڑنے کے سبب مجھ میں بطور سزا کے یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ پھر تو اس روشنی نے اپنی جگہ بدل دی اور میرے کورے کے سرے پر نمودار ہو گئی۔ کہا: پھر تو تمام بستی والے وہ نور میرے کورے میں قندیل کی طرح اٹکا ہوا دیکھنے لگے اور میں پہاڑوں کے درمیانی راستے سے ان کی جانب اتر رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا اور وہیں صبح ہوئی۔

جب میں اترتا تو میرا باپ میرے پاس آیا اور وہ بڑا بوڑھا تھا۔ میں **باپ اور بیوی کا اسلام** | نے اس سے کہا: ہا با جان! مجھ سے دور رہیے، کیونکہ میں آپ کا نہیں اور آپ میرے نہیں، اس نے کہا: بیٹا! یہ کیوں؟ میں نے کہا: میں نے تو اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا: بیٹا! پھر جو تمہارا دین، وہی میرا دین۔ میں نے کہا: اچھا تو جائیے اور غسل کیجیے۔ اور اپنے کپڑے پاک کر لیجیے، پھر تشریف لائیے کہ آپ



کو میں وہ بات سکھاؤں، جو میں نے معلوم کی ہے۔ وہ چلے گئے، غسل کیا اور کپڑے پاک کر لیے پھر آئے تو میں نے ان کے آگے اسلام پیش کیا، انھوں نے اسے قبول کر لیا۔

پھر میری بیوی آئی تو میں نے کہا: مجھ سے دور رہ، کیونکہ میں تیرا نہیں، اور تو میری نہیں۔ اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیوں؟ کہا: میرے اور تیرے درمیان اسلام نے رکاوٹ ڈال دی ہے اور میں نے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کی ہے، اس نے کہا: پھر تو جو تمھارا دین، وہ میرا دین۔ میں نے کہا: تو (مقام) جنی ذی الشریٰ کو جا اور اس (کے پانی) سے نہادھو (اور) پاک صاف ہو جا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض حمی ذی الشریٰ کہتے ہیں۔ حمی کے معنی رمنا یا محفوظ زمین کے ہیں ذوالشری قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام تھا اور یہ محفوظ زمین ان کے سسرال کی تھی۔ اس زمین میں ان کا ایک چشمہ بھی تھا، اس میں کچھ اٹھلا پانی تھا، جو پہاڑ سے آتا تھا۔ بیوی نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ذی الشریٰ میں بچوں کے لیے تو کچھ خوف نہیں؟ میں نے کہا: نہیں کوئی خوف نہیں۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ پھر وہ چلی گئی اور نہادھو کر آئی تو میں نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پس اس نے اسلام اختیار کر لیا۔

پھر میں نے تمام بنی دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انھوں نے اسلام اختیار کرنے میں دیر کی۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ آیا۔ اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! قبیلہ دوس کی فحش پسندی میرے تبلیغی کام پر غالب آگئی، آپ ان کے لیے بددعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا

اے اللہ! دوس کو سیدھی راہ پر لگا۔

ساتھ ہی مجھے فرمایا:

اِرْجِعْ اِلٰی قَوْمِكَ فَاذْعُرْهُمْ

اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ اور انھیں اسلام کی دعوت

دَارْفُقْ بِهِمْ۔

دیتے رہو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔

پھر تو میں بنی دوس کی سرزمین ہی میں انھیں دعوت اسلام دیتا رہا۔ یہاں خیبر اور مدینہ منورہ تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور بدر، احد اور خندق کے غزوات بھی گزر گئے۔ اس کے بعد اپنی قوم میں کے ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر، جنھوں نے اسلام اختیار کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقام خیبر میں پہنچا۔



پھر ہم مدینہ میں واپس ہوئے تو قبیلہ دوس کے ستر یا اسی گھرانے میں بس گئے۔ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں ملے تو آپ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیں بھی مال خیبر میں سے حصہ عنایت فرمایا۔

اس کے بعد میں ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بت کا جلایا جانا نے آپ کو فتح مکہ عطا فرمائی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے عمرو بن لُحْمہ کے ذوالکفین نامی بت کی جانب جانے کی اجازت مرحمت فرمائیے، تاکہ اسے جلاؤں۔ ابن اسحق نے کہا: پھر طفیل اس بت کی جانب چلے، اس پر آگ لگاتے اور یہ کہتے جاتے تھے: يَا ذَا الْكَفَيْنِ كَسْتُ مِنْ عِبَادِكَ مِثْلًا دَنَا آقَدَمُ مِنْ مِثْلَادِكَ اِنِّي حَشَوْتُ النَّارَ فِيْ فُؤَادِكَ

اے ذوالکفین! میں تیری پوجا کرنے والوں میں سے نہیں۔ ہماری پیدائش تیری پیدائش سے بہت پہلے ہے۔ میں نے تیرے کلیجے میں آگ بھری ہے۔

**طفیل اور فتنہ ارتداد** پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آئے اور آپ کے ساتھ مدینہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ پھر جب عرب مرتد ہو گئے تو مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی بغرض جہاد نکلے۔ یہاں تک کہ مقام طلیحہ اور ساری سرزمین نجد سے فراغت حاصل کر لی۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ پیامہ گئے اور ان کے ساتھ ان کا بیٹا عمرو بھی تھا۔ جس وقت پیامہ کی جانب جا رہے تھے تو ایک خواب دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے، اس کی تعبیر مجھے بتاؤ۔

**خواب اور شہادت** میں نے دیکھا کہ میرا سرمونڈا گیا ہے۔ میرے منہ سے ایک پرند نکلا، اور ایک عورت ملی۔ جس نے مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا مجھے بڑی تیزی سے تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ مجھ تک آنے سے روک دیا گیا۔ لوگوں نے کہا: خواب تو اچھا ہی ہے۔ انھوں نے کہا: واللہ! میں نے تو اس کی ایک تعبیر کی ہے۔ لوگوں نے کہا: وہ کیا؟ کہا: سرکا مونڈا جانا تو اس کا کٹنا ہے۔ جو پرند میرے منہ سے نکلا۔ وہ میری روح ہے، اور وہ عورت، جس نے مجھے اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا، زمین ہے، جو میرے لیے کھودی جائے گی اور میں اس میں غائب ہو جاؤں گا۔ میرے بیٹے کا مجھے تلاش کرنا اور مجھ تک آنے سے روک دیا جانا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ کچھ آفتوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ لیکن جو آفت مجھ پر آئے گی۔ وہ



اس سے بچ جائے گا۔

اللہ ان پر رحمت کرے، وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان کا بیٹا سخت زخمی ہوا۔ لیکن وہ زخموں سے صحت یاب ہو گیا۔ پھر یرموک کے سال عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شہید ہوا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے خلاد بن قرۃ (بن خالد الدوسی) وغیرہ  
اعشیٰ بن قیس کے اشعار نے بنی بکر بن دائل کے بوڑھے اہل علم سے سُن کر بیان کیا کہ بنی  
 قیس بن ثعلبہ (بن عکابہ بن معب بن علی بن بکر بن دائل) کا اعشیٰ اسلام اختیار کرنے کے ارادے  
 سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلا تو آپ کی مدح میں کہا:-

أَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةً أَرْمَدًا      وَبِتَ كَمَا بَاتَ السَّلِيمُ مُسَهَّدًا

آشوب زدہ آنکھ کے رات میں بند نہ ہونے کی مانند کیا تیری بھی آنکھ  
 نہیں لگی۔ اور تو نے بھی رات اس طرح گزاری، جس طرح سانپ کا ڈسا ہوا آدمی  
 گزارتا ہے، یعنی سو نہیں سکتا۔

وَمَا ذَاكَ مِنْ عِشْقِ النِّسَاءِ وَإِنَّمَا      تَنَاسَيْتُ قَبْلَ الْيَوْمِ خُلَّةَ مَهْدَدًا

اور یہ حالت کچھ عورتوں کے عشق کے باعث نہیں ہوئی۔ مہدو کی محبت تو آج

سے بہت پہلے بھول چکا ہوں (مہدو عورت کا نام)

وَلَكِنْ أَرَى الدَّهْرَ الَّذِي هُوَ خَائِنٌ      إِذَا صَلَحَتْ كَفَّايَ عَادًا فَافْسَدًا

لیکن بے ایمان زمانے کی حالت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جب میرے اہل حق کسی

چیز کو درست کرتے ہیں تو وہ دوبارہ اسے بگاڑ دیتا ہے۔

كُؤُلًا وَشُبَّانًا فَقَدْتُ وَثَرْدَةً      فَلِلَّهِ هَذَا الدَّهْرُ كَيْفَ تَرَدَّدًا

بہت سے ادھیڑوں، بہت سے جوانوں اور دولت و ثروت کو میں نے کھو دیا۔

خدا اس زمانے سے سمجھے، اس کا آنا جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔

وَمَا زِلْتُ أَبْغِي الْمَالَ مُذْ أَنَا يَا نَحْ      وَلَيْدًا وَكُهْلًا حِينِ يَشُبُّ دَامِرًا

جوان ہونے سے پیشتر میں جب بچہ اور بے ڈاڑھی موچھ کا تھا نیز جب ادھیڑ

ہوا اور بوڑھا ہو گیا، ہمیشہ مال ہی کی جستجو میں رہا۔

وَأَبْتَدِلُ الْعَيْسَ الْمَرَّانِيْلَ تَغْتَلِي      مَسَافَةَ مَا بَيْنَ التَّجْنِيزِ قَصْوِ خَدَا

اور اب سفید سرخی مائل اونٹوں کو ایسی تیزی چال کے ساتھ، جس میں وہ ایک



دوسرے سے بڑھتے جاتے ہیں، پامال کر رہا ہوں۔

أَلَا أَيْحُذُ السَّائِلِ أَيْنَ يَمْتَمُ فَإِنَّ لَهَا فِي أَهْلِ يَثْرِبَ مَوْعِدًا

اے مجھ سے اس بات کے پوچھنے والو! کہ آخر ان اونٹوں نے کہاں کا

قصد کیا ہے؟ سن لو کہ ان کی وعدہ گاہ یثرب والے لوگوں میں پہنچنا ہے۔

فَإِنْ تَسْأَلِي عَنِّي فَيَا رَبَّ سَائِلِ حَفِيٍّ عَنِ الْأَعْشَى بِمَ حَيْثُ أَصْعَدًا

اگر تم میرے متعلق پوچھتے ہو (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں) کیونکہ اعشیٰ

کے باب میں سوال کرنے والے اور اس کے کرم فرما بہت ہیں، وہ جہاں جاتا ہے

اس کی نسبت پوچھتے رہتے ہیں۔

أَجَدْتُ بِرَجُلَيْهَا لَلْجَاءِ دَرَجَةً يَدَاهَا خِنَاءٌ لَكِنَّا غَيْرَ أَحْرَدًا

اونٹنی نے اپنی تیز رفتاری میں پوری کوشش کی، حتیٰ کہ اس کے اگلے

پاؤں مڑ کر پڑنے لگے اور نرم ہو گئے، لیکن وہ لنگڑاٹی نہیں۔

وَفِيهَا إِذَا مَا هَجَمَتْ عَجْرٌ فَيَسَّةٌ إِذَا خِلَتْ حِرْبَاءَ الظُّهَيْرَةِ أَصِيدًا

دوپہر کے سفر کے درمیان اس اونٹنی کی رفتار میں ایک بے نیازانہ

انداز ہوتا ہے۔ جب تو دھوپ میں بیٹھے ہوئے گرگٹ کو گردن اکڑائے

ہوئے دیکھے۔

وَالَيْتُ لَهَا أَرَى لَهَا مِنْ كَلَالَةٍ وَلَا مِنْ حَفِيٍّ حَتَّى تُلَا فِي مُحَمَّدًا

اور میں نے قسم کھالی ہے کہ کسی شکن یا کھر کے گھس جانے کے

سبب سے میں اس پر رحم نہیں کروں گا۔ یاں تک کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

تک پہنچ جائے۔

مَتَى مَا تُنَاجِي عِنْدَ بَابِ ابْنِ هَاشِمٍ تُدَاجِي وَتُلْفَى مِنْ قَوَا ضِلَّةٍ نَدَى

جب تو ابن ہاشم کے دروازے کے پاس بٹھائی جائے گی۔ تو راحت پائے

گی۔ اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا فیض حاصل کرے گی۔

نَبِيٌّ يَدَى مَا لَا تَرُدُّنَ وَذِكْرُهُ أَغَارَ لَعْنَتِي فِي الْبِلَادِ دَا بُجْدًا

وہ ایسے نبی ہیں، جو ایسی چیزیں ملاحظہ فرماتے ہیں، جنہیں تم لوگ نہیں دیکھتے

اور آپ کی شہرت پست و بلند شہروں میں پھیل گئی ہے۔



لَهُ صَدَقَاتٌ مَا تُغْنِي وَ نَائِلٌ وَلَيْسَ عَطَاءُ الْيَوْمِ مَا نِعَهُ غَدًا

آپ کی خیرات و عطا لگاتار اور بے وقفہ ہے، آج کا دنیا بھر کل دینے کے لیے مانع نہیں ہوتا۔

أَجِدْكَ لَمْ تَمُتْ وَ صَاةٌ مُحَمَّدٍ نَبِيَّ الدَّلِيلِ حَيْثُ أَوْصَى وَ أَشْهَدَا

کیا تیری دوڑ و سوپ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصیحتوں کو نہیں سنا۔ جن کی ہر نصیحت اور ہر گراہی اللہ کی اطلاع پر مبنی ہوتی ہے!

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ التَّقَى وَلَا قَيْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ قَدْ تَزَوَّدَا

جب تو زاد تقویٰ لے کر سفر نہ کرے، اور موت کے بعد ان لوگوں سے ملے، جو اپنے ساتھ ترشہ لے گئے ہیں۔

فَدِمْتَ عَلَى أَنْ لَا تَكُونَ كَمَثَلِهِ فَتُرْصِدَ لِمَوْتِ الَّذِي كَانَ أَوْصَدَا

تو تو پچھتا مے گا۔ کہ تو ان کا سانہ ہوگا۔ اور موت کا منتظر رہے گا۔ جو کبھی تیرے انتظار میں لگی ہوئی تھی۔

فَإِيَّاكَ وَ الْمَيِّتَاتِ لَا تَقْرَبَنَّهَا وَلَا تَأْخُذْ أَشْهَدًا حَيْثُ يُدَّ الْتَفْصِدَا

پس مزار چیزوں سے خود کو بچا، ان کے قریب نہ جا اور خون بہانے کے لیے نیز تیرے لے (بتوں کے لیے قربانیاں نہ کر)

وَلَا النَّصَبَ الْمَنْصُوبَ لَا تَنْسُكَنَّهَ وَلَا تَعْبُدِ الْإِدْثَانَ وَ اللَّهَ فَاعْبُدَا

اور ان بتوں کے پاس قربانیاں نہ کر و عمرتوں کی پوجا چھوڑ دے، اور اللہ کی پرستش کر۔

وَلَا تَقْرَبَنَّ حَرَّةً كَانَ سِرُّهَا عَلَيْكَ حَرَامًا فَانْكُحْنَ أَوْ تَابَدَا

کسی شریف عورت کے قریب نہ جا۔ جس کی شرم گاہ تجھ پر حرام ہے۔ پس شرعی شرطوں سے نکاح کر یا عورتوں سے دور رہ۔

وَذَا الرَّحِمِ الْقُرْبَى فَلَا تَقْطَعْهُ يَعْقِبَةُ وَلَا الْأَسِيرَ الْمُقَيَّدَا

اور قریبی رشتہ داروں سے بطور مزائے تعلقات نہ توڑ، اور نہ قیدیوں سے بدسلوکی کر۔



وَسَبِّحْ عَلَىٰ جِئِنَ الْعَشِيَّاتِ وَالضُّحَىٰ وَلَا تَحْمَدِ الشَّيْطَانَ وَاللَّهَ فَاحْمَدًا

اور رات دن تسبیح میں مصروف رہ، شیطان کی مدح سرائی نہ کر اللہ تعالیٰ

کی حمد و ثنا کر۔

وَلَا تَلْمِزْهُ مِن بَائِثٍ ذِي حِكْمَةٍ وَلَا تُحْشِبَنَّ الْمَالَ ذَلِيلًا وَلَا

حاجتمندوں اور معذوروں کی ہنسی نہ اڑا۔ مال کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ

وہ آدمی کو ہمیشگی عطا کرے گا۔

**اعشیٰ کی کم نصیبی** جب وہ مکہ پہنچا، یا اس کے قریب آیا۔ تو قریش کے مشرکوں میں سے ایک شخص اسے راستے میں ملا۔ اس نے حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانا چاہتا ہے۔ تاکہ اسلام اختیار کرے، اس شخص نے کہا: اے ابوبصیر! اس نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو زنا کو حرام ٹھہرایا ہے، اعشیٰ نے کہا: واللہ! یہ ایسی چیز ہے کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ اس شخص نے کہا: اے ابوبصیر! اس نے تو شراب کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ اعشیٰ نے کہا: ہاں! اس کے متعلق نفس کی کچھ خواہشیں ہیں۔ لیکن اب تو میں لوٹ جاتا ہوں۔ اور اس سال اس کے متعلق سوچ بچار کر لیتا ہوں۔ پھر آؤں گا اور اسلام اختیار کروں گا۔ چنانچہ وہ لوٹ گیا اور اسی سال مر گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آیا۔

**ابو جہل کی بد معاہلی** ابن اسحق نے کہا: اللہ کا دشمن ابو جہل بن ہشام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت اور سخت مخالفت رکھتا تھا، اللہ تعالیٰ اسے آپ کے سامنے ذلیل کر دیتا تھا۔

مجھ سے عبد الملک بن عبد اللہ بن ابی سفیان الثقفی نے (اور وہ خوب یاد رکھنے والے تھے) بیان کیا کہ اراش میں سے ایک شخص آیا۔

ابن ہشام نے کہا: (بعض نے اراشہ کہا ہے) اور وہ مکہ میں چند اونٹ لایا تو ابو جہل نے وہ اونٹ اس سے خرید لیے۔ لیکن ان کی قیمت ادا کرنے کی مدت بڑھاتا رہا۔ وہ اراشی قریش کی مجلس میں آکھڑا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسجد کی ایک طرف تشریف فرما تھے، اراشی نے کہا: اے گروہ قریش! ابوالحکم بن ہشام کے خلاف کوئی شخص میری مدد اور دوسری کرنے والا

لے اراش یا اراشہ ختم قبیلے کی ایک شاخ کا نام



ہے؟ میں تو ایک مسافر راہ رو ہوں، اور اس نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ راوی نے کہا: اس مجلس والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ کر کے کہا: کیا تجھے وہ شخص نظر آ رہا ہے؟ اس کے پاس جا! وہ تیری داد دے گا۔ (ان لوگوں کی غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہنسی اڑانا تھی کیونکہ آپ میں اور ابو جہل میں جو عداوت تھی، اسے سب جانتے تھے)

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امداد** | اراشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑا ہوا گیا اور کہا: اے بندہ خدا! ابوالحکم بن ہشام نے میرا ایک حق دبا رکھا ہے اور میں ایک مسافر راہ گیر ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے کسی ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا، جو اس کے مقابل میری داد دے اور مدد کرے اور میرا حق اس سے دلائے۔ انھوں نے مجھے آپ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے اس سے میرا حق دلا دیجیے! آپ نے فرمایا: انطلق الیہ۔ چل، اس کے پاس چلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ساتھ ہو گئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ جانے کے لیے کھڑے ہو گئے تو ایک شخص سے انھوں نے کہا: پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ وہ کیا کرتا ہے؟

**ابو جہل پر دہشت** | راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے پوچھا: کون ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد فاخرج الی۔ میں محمد ہوں، باہر آ۔ وہ نکل آیا اور حالت اس کی یہ تھی، چہرے میں خون کا ایک قطرہ تک نہ تھا، رنگ سیاہ ہو گیا تھا، آپ نے فرمایا: اَعْطِ هَذَا الرَّجُلَ حَقَّہ۔ اس شخص کا حق اسے دے دے۔ اس نے کہا: بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے، یہاں تک کہ میں اس کا حق اسے دے دوں۔

غرض ابو جہل گھر میں گیا، اس کا جو کچھ حق تھا، وہ لے کر باہر آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ آئے اور اس اراشی سے فرمایا: الحق بشأ نك۔ جا، اپنا کام کر۔ پھر وہ اراشی، اسی مجلس والوں کے پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا: اللہ اس شخص کو جزائے خیر دے۔ واللہ! اس نے میرا حق دلا دیا۔

**ناظر کا بیان** | راوی نے کہا: وہ شخص بھی آیا، جسے انھوں نے آپ کے ساتھ بھجوا دیا تھا، انھوں نے اس سے کہا: افسوس! تو نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے تو ایک عجیب چیز دیکھی۔ محمد (صلعم) نے تو کچھ نہ کیا، بس اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور وہ اس کی جانب نکلا، تو یہ



حالت تھی۔ کہ جان اس میں نہ تھی، جب اس سے کہا گیا کہ اس کا حق دے دے تو اس نے کہا: بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے، یہاں تک کہ میں اس کا حق اسے دے دوں۔ چنانچہ وہ اندر گیا۔ اراشی کا حق لے کر باہر آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔

راوی نے کہا: پھر تھوڑی دیر میں ابو جہل آیا، لوگوں نے کہا: ارے کم بخت! تجھے کیا ہو گیا؟ واللہ! ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا، جیسا تو نے کیا۔

اس نے کہا: کم بختو! واللہ! وہاں کا واقعہ تو یہ تھا کہ اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو رعب سے میری حالت ایک پتلے کی (سی) ہو گئی میں اس کی جانب چلا۔ تو دیکھا کہ اس کے سر کے اوپر ایک زراونٹ کھڑا ہے۔ میں نے ایسا سر، ایسے کندھے اور ایسے دانت کبھی کسی اونٹ کے نہیں دیکھے۔ واللہ! اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔



## کفار کی مخالفت اور اسلام کی اشاعت

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے ابو اسحق بن یسار نے کہا: رکانہ بن عبد یزید بن رکانہ سے کشتی ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف قریش میں سے قوی ترین شخص تھا۔ وہ ایک روز مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنہا ملا۔ آپ نے اس سے فرمایا:-

يَا رَكَانَةُ! اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ وَتَقْبَلُ مَا اَدْعُوكَ اِلَيْهِ .  
اے رکانہ! کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں اور جس طرف میں تجھے بلاتا ہوں، اسے قبول نہیں کرتا؟

اس نے کہا: اگر میں جان لیتا کہ جو بات تم کہتے ہو، سچی ہے تو ضرور بخاری پیروی کرتا۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَفَرَأَيْتَ اِنْ صَرَعْتُكَ اَتَعْلَمُ  
اَنْ مَا اَقُولُ حَقٌّ .  
اچھا! یہ تو بتا کہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، وہ سچ ہے؟

اس نے کہا: ہاں!، آپ نے فرمایا:-

فَقُمُ حَتّٰى اَصَارِعَكَ .  
تو اٹھ کہ میں تجھے سے کشتی لڑوں۔

راوی نے کہا: رکانہ اٹھ کر آپ کی طرف آیا اور آپ سے کشتی لڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑا تو زمین پر اس طرح لٹا دیا کہ وہ بالکل بے بس تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! دوبارہ کشتی لڑو۔ آپ نے اس سے دوبارہ کشتی کی اور پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا: اے محمد! یہ تو عجیب بات ہے کہ تم مجھے پچھاڑتے ہو۔

عجیب تر واقعہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فَاَعْجَبَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ شِئْتَ  
اَنْ اُرِيْكَهٗ اِنْ اَتَّقَيْتُ اللّٰهَ وَ  
اس سے بھی زیادہ عجیب بات اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں، اس شرط سے کہ تو اللہ سے ڈرے



اور میرا حکم مانے!

اَتَّبَعْتَ اَمْرِي

اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:-

اَدْعُوا لَكَ هَذِهِ الشَّجَرَةُ الَّتِي  
تَرَى فَتَأْتِيْنِي .

ہے، بلاؤں تو وہ آجائے گا۔

اس نے کہا: اچھا بلائیے، آپ نے اسے بلایا تو وہ آیا اور آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ راوی نے کہا: پھر آپ نے درخت سے فرمایا:-

اِنْجِيْ اِلٰى مَكَانِكَ .

اپنی جگہ لوٹ جا تو وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا۔  
راوی نے کہا: پھر رکنا اپنی قوم کے پاس گیا۔ اور کہا: اے بنی عبد مناف! روئے زمین کے لوگوں کا اپنے دوست سے جادو میں مقابلہ کراؤ، واللہ! میں نے تو اس سے زیادہ جادوگر کبھی کسی کو نہیں دیکھا۔ پھر اس نے انھیں وہ واقعات سنائے۔ جو اس نے دیکھے تھے اور جو کچھ اسے پیش آیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد حبشہ کے نصرانیوں میں سے، جنھیں آپ کی حبشہ کے نصرانی

خبر معلوم ہوئی، تقریباً بیس آدمی آپ کے پاس اس وقت آئے۔ جب آپ مکہ ہی میں تھے اور آپ کو مسجد ہی میں پایا۔ وہ آپ کے پاس آکر بیٹھے اور گفتگو کی۔ جب قریش کے لوگ کعبۃ اللہ کے اطراف میں اپنی اپنی مجلس میں بیٹھے تھے۔ نصرانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جو سوالات کرنا چاہتے تھے۔ کہ چکے تو آپ نے انھیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی۔ اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ جب قرآن کی تلاوت سُنی تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ انھوں نے دعوت قبول کی اور اللہ پر ایمان لائے، ان کی تصدیق کی اور ان کی کتابوں میں آپ کے متعلق جو اوصاف درج تھے۔ انھوں نے اسے جان لیا۔ پھر جب وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو ابو جہل بن ہشام قریش کے چند لوگوں کے ساتھ ان سے راہ میں آ ملا، اور ان سے کہا: اللہ تمہارے اس قافلے کو محروم رکھے، جسے تمہارے دین کے ان لوگوں نے بھیجا ہے جو تم سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ تم ان کے لیے راہ کا نشیب و فراز دیکھو اور اس شخص کے حالات ان تک پہنچاؤ۔ تم اس شخص کے پاس اطمینان سے بیٹھے بھی نہیں۔ کہ اپنا دین چھوڑ دیا اور اس نے جو کچھ کہا، اس پر تم نے اِقْنَانًا وَصَدَّقْنَا کہہ دیا، تمہارا سا احمق قافلہ تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا (یا اسی طرح کی باتیں کہیں) انھوں نے کہا: تمہیں ہمارا سلام ہے۔ ہم تم سے جہالت میں مقابلہ کرنا نہیں چاہتے



ہم اپنے طریقے پر قائم رہیں، تم اپنے طریقے پر قائم رہو۔ ہم نے اپنے لیے بھلائی کی طلب میں کوتاہی نہیں کی۔ بعض کہتے ہیں، یہ جو قافلہ آیا تھا، نجران کے نصرانیوں کا تھا، اللہ بہتر جانتا ہے، کہ کونسی بات ٹھیک ہے۔

آیات قرآن مجید | کہا جاتا ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق اتریں۔ واللہ اعلم :-

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ  
مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ۔ وَ  
إِذَا أُتِلَ عَلَيْهِمْ قَالُوا آمَنَّا  
بِمِ اللَّهِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا  
مِنْ قَبْلِهِ مُسْلِمِينَ.....  
القولہ..... لَنَا أَعْمَالُنَا وَ  
لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ۔ سَلَامٌ  
عَلَيْكُمْ۔ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ۔  
اس سے پہلے ہم نے جن لوگوں کو کتاب  
دی ہے۔ وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب  
ان پر تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم نے  
اسے مان لیا۔ بے شبہ وہ حق ہے، ہمارے  
پروردگار کی جانب سے ہے، ہم تو اس سے  
پہلے ہی مطیع ہو گئے تھے۔..... اللہ کے اس  
قول تک..... ہمیں ہمارے اعمال اور تمہیں  
تمہارے اعمال، ہمارا تمہیں سلام، ہم بے سمجھ  
لوگوں کو مخاطب بنانا نہیں چاہتے۔

زہری کی روایت | ابن اسحاق نے کہا:- میں نے ابن شہاب الزہری سے ان آیتوں کے  
متعلق پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟ انھوں نے فرمایا:-  
میں اپنے علماء سے ہی سنتا رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اتریں ہیں اور سورہ  
مائدہ کی یہ آیتیں بھی:-

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَبِيلٌ  
وَرُحْبَانًا وَ أَتَاهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔  
..... الی قولہ..... فَالْكَتُبْنَا مَعَ  
الشَّاهِدِينَ۔ (۵: ۸۲ تا ۸۳)  
ان کی یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ ان  
میں کے بعض افراد علماء اور مشائخ ہیں اور بڑائی  
نہیں چاہتے..... اللہ کے اس قول تک..... پس  
(صداقت اسلام پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ  
ہمیں بھی لکھ لیجیے۔

مساکین اسلام کا استہزاء | ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں اپنے  
نادار اصحاب خباب، عمار، ابو فکیہ، یسار (جو صفوان بن امیہ بن  
محرب کے غلام تھے) صیب اور انھیں کے سے لوگوں کے ساتھ تشریف رکھتے تو قریش ان کی



ہنسی اڑاتے اور ان میں کا ہر ایک دوسرے سے کہتا، یہ لوگ اس شخص کے ساتھی ہیں، یہ جیسے کچھ ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو۔ کیا اللہ نے ہم سب میں سے انھیں لوگوں کو ہدایت و حق کی نعمت دے دی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو چیز لایا ہے وہ اگر نیکی بھرتی تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے آگے نہ بڑھتے اور ہمیں چھوڑ کر اللہ انھیں اس نعمت سے مخصوص نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:-

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ  
رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ  
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ  
مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَ  
مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ  
شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ  
مِنَ الظَّالِمِينَ هَٰذَا الَّذِي  
فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ  
لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ  
عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا أَلَيْسَ اللَّهُ  
بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ هَٰذَا  
جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ  
بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ  
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ  
الرَّحْمَةَ إِنَّهُ مِنْ عَمَلٍ  
مِنْكُمْ سُوءٍ أَوْ بِجَهَالَةٍ لَقَدْ  
تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ  
فَإِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(۵۴: ۶)

کفار قریش کا افتراء | اس بات کا بھی مجھے علم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر



لکھ مروہ کے پاس ایک نصرانی لڑکے کی دکان کے قریب تشریف فرما ہوا کرتے تھے، جس کا نام جبر تھا اور وہ ابن المحضری کا غلام تھا۔ اس لیے لوگ کہا کرتے تھے کہ بہت سی باتیں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیش کرتا ہے، وہ صرف ابن المحضری کے چھوکرے جبر نصرانی کی سکھائی ہوئی ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے متعلق نازل فرمایا:-

إِنَّمَا يَعْلَمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي  
يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَبِيْ ذَٰلِكَ  
لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ۔  
(وہ کہتے ہیں، اسے تو ایک آدمی تعلیم دیا کرتا  
ہے، جس کی جانب ناحق ان کا میلان ہے۔ وہ  
تو ایک عجمی شخص ہے اور یہ (قرآن) عربی  
واضح زبان ہے۔)

ابن ہشام نے کہا: يلحدون اليه کے معنی يميلون اليه کے ہیں، یعنی اس کی جانب میلان رکھتے اور الحاد کے معنی ميل عن الحق کے ہیں، یعنی حق سے پھیرنا۔  
روبو بن الحجاج نے کہا ہے:-

إِذَا تَبِعَ الصَّخَّاءُ كُلُّ  
مُلْحِدٍ۔  
جب ناحق کی جانب ہر میلان رکھنے والا صخاک  
کا پیرو بن گیا۔

یہاں صخاک سے مراد صخاک خارجی ہے اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: مجھے یہ بھی خبر ملی ہے، جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر آتا تو عاص بن دائل السہمی کہا کرتا تھا، اچی! اس کا ذکر چھوڑو، بھٹی  
**نزول سورہ کوثر**  
وہ تو ایک بے اولاد ہے، اس کے بعد رہنے والا کوئی نہیں۔ یہ جب مرجائے گا تو اس کی کوئی  
نسل نہ رہے گی۔ اور تمہیں اس سے آرام مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل  
فرمایا:-

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ۔  
بے شبہ ہم نے تجھے خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔

جو تیرے لیے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ الکوثر کے معنی العظیم کے ہیں۔

ابن اسحق نے کہا: بعید بن ربیعہ السکلابی نے کہا ہے:-

وَصَاحِبِ الْمَكُوبِ فُجِعْنَا بِيَوْمِهِ  
وَعِنْدَ التَّرْدَاعِ بَيْتُ الْخَرْكَوْثَرِ

ملکوت والے شخص (کی موت) کے روز تو ہمیں بڑی تکلیف ہوئی، اور

سہ بن اسد بن خزیمہ کے پانی کا ایک مقام ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ امر کے ایک گاؤں کا نام ہے (بقیہ صفحہ ۴۳۳ پر)۔



مقام رداع کے پاس بھی ایک دوسرا گھر ہے، جو بڑی عظمت والے کا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ وہ بڑا اور عظمت والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا ہے کہ یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: محبوب والے سے مراد عوف بن الاحوص (بن جعفر بن کلاب) ہے۔ جو مقام محبوب میں مرا۔ اور عند الرداع بیت آخر کوثر سے مراد شریح بن الاحوص (بن جعفر بن کلاب) ہے، جو مقام رداع میں مرا۔ کوثر سے مراد کثیر ہے اور یہ لفظ کثیر ہی سے نکلا ہے۔ ابن ہشام نے کہا ہے: کمیت بن زید نے ہشام بن عبد الملک بن مروان کی تعریف میں کہا ہے:-

وَأَنْتَ كَثِيرٌ يَا ابْنَ مَرْوَانَ طَيْبٌ      وَكَانَ أَبُوكَ ابْنَ الْعَقَائِلِ كَوْثَرًا

اے مروان کے بیٹے! تو تو اچھا اور عظمت والا ہے ہی۔ لیکن تیرا باپ

تو شریف عورتوں کی اولاد اور بہت بڑی عظمت والا ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: امیہ بن عائد البذلی نے ایک گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا ہے:-

وَيَجِيءُ الْحَقِيقَ إِذَا مَا احْتَدَمَ نَ      حَحْمَ رَنِي كَوْثَرًا كَالْجَلَالِ

قابلِ نگرانی کاموں کی وہ نگرانی کرتا ہے۔ اور جب گورخر مادائیں تیزی

سے بہت دوڑنے لگتی ہیں تو کثرتِ غبار کی جھول میں وہ ہنہانے لگتا ہے۔

شاعر نے کوثر سے کثرتِ غبار مراد لی ہے اور اس کی کثرت کے سبب سے اسے جھول سے

تشبیہ دی ہے۔ اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے جعفر بن عمرو نے (ابن ہشام کے  
**کوثر کے اوصاف و خصائص** بیان کے مطابق یہ جعفر بن عمرو بن جعفر بن عمرو بن امیہ الضمری ہے)

محمد بن شہاب الزہری کے بھائی عبد اللہ بن مسلم سے اور انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی۔

انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت سنا جب آپ سے کہا گیا کہ

اے اللہ کے رسول! کوثر، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے، وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا:-

(بقیہ ماضیہ) جو بنی عبد اللہ بن عدول بن خنیفہ کا ہے۔

(ماضیہ صفحہ ہذا) اے بنی المرج بن کعب کے پانی کا ایک مقام ہے۔



وہ ایک نر ہے۔ جس کا عرض مقام منعام سے  
ایک تک سمجھنا چاہیے۔ ان کے (پانی پینے کے)  
برتن آسمان کے تاروں کے شمار میں ہوں گے اس  
میں ایسے پرند پانی پینے کو آئیں گے، جن کی گردنیں  
اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی۔

نَهْرٌ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ إِلَى  
أَيْلَةٍ أَيْتُهُ كَعَدَدِ نُجُودِ  
السَّمَاءِ تَرِدُهُ طَيْرٌ لَهَا أَغْنَاقٌ  
كَأَغْنَاقِ الْإِبِلِ -

راوی نے کہا: عمر بن الخطاب نے عرض کیا کہ رسول اللہ! وہ تو ضرور نرم دنازک ہوں گے  
فرمایا:-

أَكْلُهُمَا أَوْ نَعَمٌ مِنْهُمَا

ابن اسحق نے کہا: ہم نے اسی حدیث میں یا اس کے سوا کسی دوسری حدیث میں سنا کہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَا يُظْمَأُ  
أَبَدًا  
جس شخص نے اس میں سے پانی پی لیا۔ وہ کبھی  
پیا سا نہ ہوگا۔

ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو اسلام کی  
دعوت دی۔ ان سے گفتگو کی۔ اور انہیں پیام بھی پہنچا دیا تو زمعربن الاسود،  
النضر بن الحارث، الاسود بن عبد یغوث، ابی بن خلف اور العاص بن وائل نے کہا: اے محمد!  
صلی اللہ علیہ وسلم! کاش! تمہارے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا۔ تمہاری جانب سے لوگوں کے ساتھ باتیں  
کرتا اور تمہارے ساتھ ساتھ نظر آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:-

وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ  
وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكَ لَقُضِيَ الْآمُرُ  
ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ. وَلَوْ جَعَلْنَاهُ  
مَلَكَ لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَ  
لَلْبَسْنَا عَلَيْهِمَا مَاءً  
يَلْبَسُونَ -

انہوں نے کہا: اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا  
گیا۔ اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل فرماتے، تو بس  
معاملے کا فیصلہ ہی ہو جاتا (فرشتے کو دیکھنے کا تحمل  
ہی نہ کر سکتے۔ اور بہیت سے دم نکل جاتا، پھر انہیں  
ملت بھی نہ دی جاتی اور اگر ہم (ان کے دیکھ سکے کے  
قابل کوئی فرشتہ بناتے تو اسے (رسول ہی کا سا) کوئی  
مرد بناتے اور (اس صورت میں) انہیں وہی شے لاتی ہو  
جاتے، جن میں وہ اب بھی پڑے ہوئے ہیں۔

(۶: ۹ تا ۱۰)

† † †



ابن اسحاق نے کہا: مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولید  
استہزاء کا انجام | بن المغیرہ، امیہ بن خلف، اور ابو جہل بن ہشام کے پاس سے گزرے تو  
انہوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی۔ اور آپ کی ہنسی اڑانے لگے۔ اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو غصہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سلوک کے متعلق وحی نازل فرمائی :-

وَلَقَدْ اسْتَهْزَیْ بِرُسُلٍ  
مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ  
سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ  
یَسْتَهْزِئُوْنَ (۱۰: ۶)

بے شک تجھ سے پہلے رسولوں کی ہنسی اڑائی  
گئی تو جس چیز کے متعلق انہوں نے ہنسی  
اڑائی۔ اس نے انہیں گھیر لیا۔ جنہوں نے  
ہنسی اڑائی۔



## اسرا اور معراج

**واقعہ اسرا کے راوی** | ابن ہشام کہتے ہیں۔ زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحق المطلبی سے روایت بیان کی:

جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں کے درمیان اسرام پھیل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف، جس کا نام بیت المقدس ہے (واقعہ ایلیم)، رات کے وقت سفر کرایا گیا۔

ابن اسحق نے کہا: جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا سفر بھی ہے۔ اس میں عبد اللہ بن مسعودؓ، ابوسعید خدریؓ، عائشہؓ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، معاویہؓ بن ابی سفیان، حسنؓ بن ابی الحسنؓ بصری، ابن شہابؓ زہری، قتادہؓ وغیرہ اہل علم اور ابوطالب کی بیٹی ام ہانیؓ کی روایتوں کا مجموعہ ہے، ان میں کا ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپ سے روایت کرتا ہے۔ جو اس سے ذکر کیے گئے، آپ کے اس سفر میں اور ان حالات میں، جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں، آزمائش اور (کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی۔ اور یہ اللہ عزوجل کی قدرت و سلطنت کے معاملوں میں سے ایک اہم معاملہ تھا۔ اس میں عقل مندوں کے لیے عبرت ہے، ہدایت و رحمت ہے، اور ایمان داروں، تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جس طرح چاہا، راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتائے، یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنت عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے سے وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے، خوب معائنہ فرمایا۔

**شراب، دودھ اور پانی** | مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں، ان میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا۔

لے ایلیم اس شہر کا ایک نام ہے جس میں بیت المقدس واقع ہے، اسی کو عموماً یروشلم کہتے ہیں۔



اور براق ایک چوپایہ ہے۔ جس پر آپ سے پہلے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے، جو اپنا سُم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے، آپ اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کا ساتھی آپ کو لے کر نکلا۔ آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جا رہے تھے، یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے، اور اس میں ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور چند انبیاء کو (علیہم السلام) پایا، جو آپ کے لیے جمع کیے گئے تھے، آپ نے انھیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ کے پاس تین برتن لائے گئے، ایک برتن میں دودھ، ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا۔

راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

فَمِمْعَتٌ قَائِلَةٌ يَقُولُ حِينَ  
عُرِضَتْ عَلَيَّ - إِنْ أَخَذَ الْمَاءَ  
غَرِقَ، وَغَرِقَتْ أُمَّتُهُ - وَإِنْ  
أَخَذَ الْخَمْرَ غَوَى، وَغَوَتْ  
أُمَّتُهُ - وَإِنْ أَخَذَ اللَّبَنَ  
هُدِيَ وَهُدِيَتْ أُمَّتُهُ - قَالَ  
فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ  
مِنْهُ، فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ - هَدِيْتُ وَهُدِيَتْ  
أُمَّتُكَ يَا مُحَمَّدُ -

جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے،  
تو میں نے کسی کئے دانے کو کئے سنا، اگر اس نے  
پانی لیا (تو خود بھی) ڈوبا اور اس کی امت (بھی)  
ڈوبی۔ اور اگر اس نے شراب پی (تو خود بھی) گمراہ  
ہوا اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی، اور اگر  
اس نے دودھ لیا (تو خود بھی) راہ راست پالی  
اور اس کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔  
فرمایا: پھر تو میں نے دودھ ہی کا برتن لے لیا اور  
اس میں سے پیا۔ تو جبریلؑ نے مجھ سے کہا: اے محمد  
(صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے راہ راست پالی اور آپ کی  
امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔

ابن اسحاق نے کہا: حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے، انھوں نے کہا: رسول  
جبریلؑ کی آمد اور براق

بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ فِي الْحَجْرِ إِذْ جَاءَ فِي  
جِبْرِيلُ، فَهَمَسَ فِيَّ بِقَدَمِهِ،  
فَجَلَسْتُ، فَلَمَّا رَأَى شَيْئًا، فَعُدْتُ  
إِلَى مَضْجَعِي - فَجَاءَ فِي الثَّانِيَةِ  
فَهَمَسَ فِيَّ بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ

اس اثناء میں کہ میں مقام حجرِ حطیم میں سوتا ہوں  
کہ میرے پاس جبریلؑ آئے۔ پھر انھوں نے مجھے  
اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھ کر) بیٹھ گیا۔ میں  
نے کوئی چیز نہ دیکھی۔ تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا  
(گو یا پھر لیٹ گیا، دوبارہ پھر وہ آئے) اور اپنے



فَلَمَّا رَأَى شَيْئًا - فَعُدْتُ إِلَيْهِ  
مَضْجَعِي ، فَجَاءَ فِي الثَّالِثَةِ  
فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ ، فَجَلَسْتُ  
فَأَخَذَ بِعَضُدِي ، فَقُمْتُ مَعَهُ  
فَخَرَجَ بِي إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ ، فَإِذَا  
دَابَّةٌ أَبْيَضُ بَيْنَ الْبُغْلِ وَ  
الْحِمَارِ فِي فَخْذَيْهِ جَنَاحَانِ  
يَحْفِرُ بِهَمَارِ جُلَيْهِ يَضَعُ يَدَهُ  
فِي مَنْتَهَى طَرْفِهِ ، فَحَمَلَنِي عَلَيْهِ  
ثُمَّ خَرَجَ مَعِيَ لَا يَفُوتُنِي وَ  
لَا آفُوتُهُ .

پاؤں سے مجھے دبایا تو میں اٹھ بیٹھا، کچھ نہ دیکھا، تو پھر  
میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹا۔ تیسری بار وہ میرے  
پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں اٹھ  
بیٹھا، انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ  
اٹھ کھڑا ہوا، وہ مجھے لے کر مسجد کے دروازے کی  
طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ  
خچر اور گدھے کے درمیان قد والا موجود ہے، اس  
کی رانوں میں دو پنکھ ہیں، جن سے وہ اپنے دونوں  
پاؤں کو پکڑ رہا ہے۔ (اس کی صفت یہ ہے کہ) اپنی نظر  
کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے، انھوں نے مجھے اس پر  
سوار کرایا، اس کے بعد میرے ساتھ نکل چلے، نہ وہ  
مجھ سے دُور ہوتے اور نہ میں ان سے۔

ابن اسحاق نے کہا: قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا: مجھ سے  
بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

### براق پر سواری

لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لِوَزْكَبَةِ شَمْسٍ  
فَوَضَعَ جَبْرِيلُ يَدَهُ عَلَيَّ  
مَعْرِفَتِهِ ، ثُمَّ قَالَ : أَلَا تَسْتَحْيِي  
يَا بُنَاؤُ مِمَّا تَصْنَعُ . قَوْلَ اللَّهِ مَا  
رَكِبَكَ عَبْدٌ يَلَهُ قَبْلَ مُحَمَّدٍ الْكَرَّمَ  
عَلَى اللَّهِ مِنْهُ . قَالَ : قَا مُتَحَيًّا  
حَتَّى ارْقُضَ عَرَقًا . ثُمَّ قَرَّ  
حَتَّى رَكِبْتُهُ .

جب میں سوار ہونے کے لیے اس (براق) کے  
پاس گیا تو شومخی کرنے لگا۔ جبریلؑ نے اپنا ہاتھ اس  
کی ایال پر رکھا۔ اور کہا: اے براق! تو جو کچھ کر رہا ہے  
اس سے تجھے شرم نہیں آتی؟ اللہ کی قسم! محمدؐ سے پہلے  
تجھ پر کوئی اللہ کا ایسا بندہ سوار نہیں ہوا۔ جو اللہ کے  
ہاں آپ سے زیادہ عزت والا ہو، اس پر براق ایسا  
شرمندہ ہوا کہ پیسے پیسے ہو گیا اور چپ چاپ ٹھہر گیا  
یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔

حسن نے اپنے بیان میں کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور جبریلؑ  
بھی آپ کے ساتھ چلے، یہاں تک کہ آپ کو لے کر بیت المقدس پہنچے۔  
وہاں ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دوسرے چند انبیاء کے ساتھ پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے



ان کی امامت کی اور انھیں نماز پڑھائی، پھر دو برتن لائے گئے۔ ان میں سے ایک میں شراب تھی، اور دوسرے میں دودھ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا برتن لیا اور اس میں سے نوش فرمایا، شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔

راوی نے کہا: جبریلؑ نے کہا: آپ نے فطرت کی راہ پالی، آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

راوی نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب لوٹے اور جب صبح قریش کا انکار ہوئی تو آپ قریش کے پاس پہنچے اور اس واقعے کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا: واللہ! یہ توصات ناقابل قبول ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب قافلہ ایک مہینے میں جاتا اور ایک مہینے میں لوٹ کر آتا ہے، کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ مسافت ایک رات میں طے کر کے واپس مکہ آسکتے تھے۔

راوی نے کہا: اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا، مرتد ہو گئے۔ لوگ ابوبکرؓ کے پاس گئے۔ اور ان سے کہا: اے ابوبکرؓ! کیا تمہیں اپنے دوست کے متعلق اب بھی حسن ظن ہے؟ وہ تو دعویٰ کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا، اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

ابوبکرؓ نے کہا: تو کیا تم انھیں جھٹلاتے ہو؟ انھوں نے کہا: کیوں نہ جھٹلائیں؟ ابوبکرؓ کی تصدیق وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا: واللہ! اگر انھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمہیں اس پر حیرت کیوں ہے؟ واللہ! انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے زمین تک رات یا دن کی ایک گھڑی میں خبر آتی ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ یہ بات تو اس سے بھی زیادہ بعید ہے۔ جس پر تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، اور عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، کیا آپ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے؟ فرمایا: ہاں، عرض کی: اے اللہ کے نبی اس کے اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے، کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَرُفِعَ بَنِي حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ مِرَّةً سَامِنَةً اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے دیکھنے لگا۔



**صدیق کا لقب** | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابو بکرؓ عرض کرتے جاتے تھے، آپ نے سچ فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ جو جو چیز اس میں کی آپ ان سے بیان فرماتے، وہ عرض کرتے جاتے آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہاں تک کہ بیان ختم ہو گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا، اَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَاٰ سَے ابو بکرؓ اتم صدیق ہو، غرض اسی دن آپ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

**لوگوں کے لیے آزمائش** | حسن نے کہا: اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:-

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي اَرَيْنَاكَ  
اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ ۚ وَالشَّجَرَةُ  
الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُحَوِّفُهُمْ  
فَمَا يَزِيدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝

جو نظارہ ہم نے تجھے دکھایا اور جس درخت پر قرآن  
میں لعنت کی گئی، یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے  
صرف ایک آزمائش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے  
ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے سفر (اسرا) کا یہ وہ بیان تھا، جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

**حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ** | ابو بکرؓ کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کا کہنا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مکہ سے غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحانی سفر کرایا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یعقوب بن عتبہ (بن المغیرہ بن الانصاری) نے بیان کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے، وہ اللہ کی طرف کا ایک سچا روایا تھا اور حسن کے اس قول کے سبب سے ان دونوں کے اس قول کا انکار بھی نہیں کیا گیا۔ یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:-

”وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ“

اور اللہ عزوجل کے اس قول کے سبب سے جو ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس نے خبر دی ہے کہ جب آپ نے اپنے فرزند سے کہا:-

يَا بُنَيَّ اِنِّي اَرٰى فِي الْمَنَامِ  
بَيْتًا ۚ فِيْهِ دِيْكٌ خَالٍ ۚ فَذِيْلِكَ

بیٹا! میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے



ذبح کر دیا ہے۔

آتٰی اَذْبَحَكَ -

پھر آپ نے حضرت ابراہیمؑ نے، اس پر عمل بھی کیا۔ میں نے جان لیا کہ اللہ کی جانب سے انبیاء پر جو وحی آتی ہے وہ بیداری میں بھی آتی ہے اور خواب میں بھی۔

ابن اسحق نے کہا: مجھے خبر مل رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:-

تَنَامُ عَيْنِي وَ قَلْبِي يَقْظَانُ۔ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔

پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔ غرض آپ وہاں (بیت المقدس کو) تشریف لے گئے۔ اور اللہ کے حکم سے وہاں آپ نے جو چیزیں دیکھیں، خواہ وہ حالت رویا میں دیکھیں... یا بیداری میں، یہ واقعہ سچا ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب کی روایت کا دعویٰ کیا ہے کہ رسول  
سعید بن المسیب کی روایت | اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو جب اس  
 رات دیکھا تو صحابہؓ سے ان کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا:-

إِمَّا اِبْرَاهِيْمَ فَلَمْ اَرِ رَجُلًا  
 اَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبَكُمْ  
 اَشْبَهَ بِهِ مِنْهُ۔ وَ اَمَّا مُوسٰى  
 فَرَجُلٌ اَدْمُ طَوِيلٍ ضَرْبُ جَعْدٍ  
 اَقْنَمَى كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شُنُوَّةٍ،  
 وَ اَمَّا عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ  
 اَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيْرِ وَالطَّوِيلِ  
 سَبْطُ الشَّعْرِ كَثِيْرٌ خِيْلَانِ  
 الْوَجْهِ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْ  
 دِيْمَاسٍ تَخَالَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءٌ  
 ذَلِيْسَ بِهِ مَاءٌ اَشْبَهَ رِجَالَكُمْ بِهِ  
 عُرْوَةُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ الشَّقِيْفُ۔

ابراہیمؑ کا حلیہ تو یہ تھا کہ میں نے تمہارے دوست  
 (خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا ان سے زیادہ  
 مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ ان کے سوا کسی کو  
 تمہارے دوست سے زیادہ مشابہ دیکھا، اور موسیٰؑ  
 تو ایک گندم گوں، دبے پتلے گھونگھریالے بال والے  
 بلند بن شخص تھے، گویا وہ (قبیلہ) شنوۃ کے لوگوں  
 کے ایک فرد تھے اور عیسیٰ بن مریمؑ ایک سرخ و سفید  
 میانہ قد، سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے  
 خال والے شخص تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حمام سے  
 نکلے تھے۔ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا حالانکہ  
 وہاں پانی نہیں تھا، تم میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ  
 مشابہت عروہ بن مسعودؓ (شقیف) کو ہے۔

ابن ہشام نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ، جس کا ذکر غفرہ کے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ | آزاد غلام عمر بن ابراہیم بن محمد (بن علی بن ابی طالب) کی روایت سے کیا



ہے، یہ سب علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرتے تو کہتے: آپ نہ زیادہ دراز قامت تھے، نہ زیادہ پست قد۔ میاں قامت لوگوں میں تھے۔ اور بہت گھونگھریا لے بال والے تھے، نہ سیدھے بال والے بلکہ سیدھے اور گھونگھریا لے بال والے تھے، نہ بہت فربہ تھے، نہ بہت ڈبلے پتلے، سفید رنگ میں سرخی کی جھلک تھی۔ سرگیں آنکھیں، پھوٹوں کے کنارے دراز، بڑے بڑے جوڑ بند، شانوں کے درمیان کا حصہ بڑا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی تاریک لکیر، سارا جسم بالوں سے خالی، ہتھیلیاں اور تلوے پر گوشت۔ رفتار میں قدم مبارک زمین پر ٹکتے نہ تھے (یعنی تیز رفتار تھے) معلوم ہوتا تھا نشیب کی جانب چل رہے ہیں، جب کسی جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔ اور آپ خاتم النبیین تھے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سخاوت میں سب سے زیادہ سخی، جرأت میں سب سے زیادہ قوی دل، گھگو میں سب سے زیادہ سچے، معاہدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے۔ سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق، پہلے پہل جس نے آپ کو دیکھا، مرعوب ہو گیا اور جس نے آپ کے ساتھ میل ملاپ رکھا، آپ سے محبت کرنے لگا، آپ کی نعت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ جیسا، نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا، نہ آپ کے بعد کسی کو (صلی اللہ علیہ وسلم)

**ام ہانیؓ کی روایت** | ابن اسحاق نے کہا: مجھے ابوطالب کی بیٹی ام ہانیؓ سے، جن کا نام ہند تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سرائے کے متعلق جو روایت پہنچی، اس میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات سفر کرایا گیا، آپ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے ہی پاس آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے عشاء پڑھی، اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے۔ جب فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جگایا اور جب آپ نے صبح کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ لی، تو فرمایا:

يَا أُمَّ هَانِيٍّ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمْ  
الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا نَأَيْتُ بِهَذَا  
الْوَادِي. ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ  
فَصَلَّيْتُ فِيهِ. ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ  
اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں  
کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی، جیسا کہ تم نے بھی  
دیکھا۔ پھر میں بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز  
پڑھی۔ پھر صبح کی نماز بھی تمہارے ساتھ پڑھی،

۱۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ سے زیادہ مشابہت کی مناسبت سے یہاں حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا گیا۔



جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

صَلَوَاتُ الْخَدَاةِ مَعَكُمْ الْآنَ كَمَا تَدْرِينَ۔  
پھر آپ کھڑے ہو گئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ لیا۔ آپ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبضی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) کیا ہوا ہے، میں نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! یہ بات لوگوں سے نہ بیان فرمائیے۔ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور تکلیف دیں گے۔ فرمایا: وَاللّٰهِ لَا خَدَّ ثَنَّهُمْ۔ واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا۔

میں نے اپنی ایک حبشی لونڈی سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جا، تاکہ تو سن سکے، آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے۔ تو آپ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی، وہ حیران ہو گئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی علامت کیا ہے، کیونکہ ہم نے تو اس طرح کے واقعات کبھی سنے نہیں۔ آپ نے فرمایا:-

اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس سے گزرا، جو فلاں وادی میں تھا۔ تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی اس وقت میں شام کی جانب جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا۔ یہاں تک کہ جب مقام صحنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا۔ تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا۔ اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انھوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کا ڈھکنا کھولا اور جو چیز اس میں تھی، وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر دیا ہی اسے ڈھانک دیا۔ اس

آيَةُ ذَلِكَ أَنِّي مَرَرْتُ بِعَجِيرِ  
بَنِي فُلَانٍ بِوَادِيٍّ كَذَا وَكَذَا  
فَأَنْفَرَهُمْ حَسَّ الدَّابَّةِ فَنَدَّ لَهُمْ  
بَعِيرٌ فَقَدَ لَلَهُمْ عَلَيْهِ وَأَنَا مُوَجَّهٌ  
إِلَى الشَّامِ ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا  
كُنْتُ بِصَحْنَانَ مَرَرْتُ بِعَجِيرِ  
بَنِي فُلَانٍ فَوَجَدْتُ الْقَوْمَ  
نِيَامًا مَا دَلَّمُمْ إِنَاءَ فِيهِ مَاءٌ قَدْ  
غَطَّوْا عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَكَشَفْتُ  
غِطَاءَهُ وَشَرِبْتُ مِمَّا فِيهِ ثُمَّ  
غَطَّيْتُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ۔ وَآيَةُ  
ذَلِكَ أَنَّ عَجِيرَهُمْ الْآنَ تُصَرَّبُ

لے تمامہ کا ایک پہاڑ۔ واقعی کے بیان کے مطابق یہ کہ مغلطہ سے پچیس میل ہے۔



کی ایک اور علامت یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت  
مقام بیضاء کے کوہ تنیم سے اتر چکا ہے، اس کے  
آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر دو  
بچے ہیں، ان میں سے ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا  
مختلف رنگوں کا ہے۔

مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةً ۱ لَتَنْجِيحٍ  
يَقْدُسُهَا جَمَلٌ أَدْرَقَ عَلَيْهِ  
غَزَارَتَانِ - أَحَدَاهُمَا سَوْدَاءُ  
وَالْأُخْرَى بَرَقَاءُ -

اہل قافلہ کی تصدیق | ام ہانیؓ نے کہا: پھر لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انہیں پہلا اونٹ نہ  
ملا، جس طرح آپؐ نے بیان فرمایا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ  
چکا تھا)۔ اور ان لوگوں نے قافلے والوں سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے خبر دی  
کہ اس میں پانی بھر کر رکھا تھا اور ڈھانک بھی دیا تھا، جب وہ اٹھے تو اسے انہوں نے اسی طرح ڈھانکا  
ہو پایا۔ جس طرح انہوں نے اسے ڈھانک دیا تھا، لیکن اس میں پانی نہ پایا۔ دوسرے لوگوں سے بھی  
دریافت کیا۔ جو کہ میں آچکے تھے۔ انہوں نے بھی کہا: یہ بالکل سچ ہے۔ بے شک ہمارے اونٹ  
اسی وادی میں، جس کا ذکر کیا گیا ہے، بد کے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک  
شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلارہا تھا۔ حتیٰ کہ ہم نے وہ (اونٹ) پکڑ لیا۔

۱۔ بیضاء، مکہ اور مدینہ کے راستے پر مکہ سے قریب ایک پہاڑی، تنیم مکہ سے کوئی تین چار میل ہوگا۔



## معراج اور سیر سماوات

### واقعہ معراج

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، ابو سعید خدریؓ کی روایت بیان کی، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا،

بیت المقدس میں جو کچھ ہوا، اس سے جب میں فارغ ہوا تو سیڑھی لائی گئی۔ اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمہارے مردے اپنی آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں، جب مرت آتی ہے۔ اس کے بعد میرے ساتھی نے مجھے اس پر چڑھا دیا۔ یہاں تک کہ مجھے لے کر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے تک پہنچا۔ جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھا۔ اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا جس کا نام اسماعیل تھا، اس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے تھے، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے تھے۔

أَمَّا ذَرَعْتُ مِمَّا كَانَ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ  
أُتِيَ يَا لِمَعْرَاجٍ - دَلَّمْ أَرَى شَيْئًا  
قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِي  
يَمُدُّ إِلَيْهِ مَيْتُكُمْ عَيْنَيْهِ إِذَا  
حُضِرَ فَأَصْعَدَ فِي صَاحِبِي فِيهِ  
حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ  
السَّمَاءِ يُقَالُ لَهُ بَابُ الْحِفْظَةِ  
عَلَيْهِ مَلَكٌ مِنْ الْمَلَائِكَةِ  
يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ تَحْتَ يَدَيْهِ  
اثنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدَيْ  
كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ اثنَا عَشَرَ  
أَلْفَ مَلَكٍ

راوی نے کہا: جب یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے تو فرماتے :-  
تیرے پروردگار کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جب مجھے لے کر داخل ہوئے، اس نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہے؟  
کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اس نے کہا کیا بلوائے گئے

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ -  
قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ بِي قَالَ :  
مَنْ هُوَ هَذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ :  
مُحَمَّدٌ - قَالَ أَوَقَدْ بُعِثَ قَالَ :



نَعَمْ قَالَ فَدَعَا لِي خَيْرًا وَ  
قَالَ  
میں؟ کہا: اُن! اس نے میرے لیے بھلائی کی دعا کی  
اور اچلی بات کہی۔

**اہل علم کا بیان** | ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن لوگوں نے حدیث سنی  
سنتی۔ ان سے اہل علم نے سن کر مجھ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا:-

تَلَقَّيْنِي الْمَلَائِكَةُ حِينَ دَخَلْتُ  
السَّمَاءَ الدُّنْيَا - فَلَمْ يَلْقَيْنِي  
مَلَكَ إِلَّا ضَاحِكًا مُسْتَبْشِرًا يَقُولُ  
خَيْرًا وَيَدْعُوَاهُ حَتَّى لَقِيْنِي مَلَكَ  
مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوا  
وَدَعَا بِمِثْلِ مَا يَدْعُوَاهُ إِلَّا أَنَّهُ  
لَمْ يَضْحَكْ وَلَمْ أَرَى مِنْهُ مِنَ  
الْبَشَرِ مِثْلَ مَا رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِهِ  
فَقُلْتُ لِجَبْرِئِيلَ يَا جَبْرِئِيلُ مَنْ  
هَذَا الْمَلَكَ الَّذِي قَالَ لِي كَمَا  
قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ وَلَمْ يَضْحَكْ  
وَلَمْ أَرَى مِنْهُ مِنَ الْبَشَرِ مِثْلَ  
الَّذِي رَأَيْتُ مِنْهُمْ - قَالَ فَقَالَ  
لِي جَبْرِئِيلُ أَمَا إِنَّهُ لَوْ كَانَ ضَحِكًا  
إِلَى أَحَدٍ كَانَ قَبْلَكَ أَوْ كَانَ  
ضَاحِكًا إِلَى أَحَدٍ بَعْدَكَ لَضَحِكْتَ  
إِلَيْكَ وَالِكِنَّهُ لَا يَضْحَكُ  
هَذَا مَا لَكَ خَاوِزُ النَّارِ  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجَبْرِئِيلَ وَ  
هُوَ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى بِالْمَكَانِ الَّذِي

جب میں دنیوی آسمان میں داخل ہوا تو مجھ سے  
فرشتوں نے ملاقات کی اور ہر فرشتہ مجھ سے ہنستے  
ہوئے اور خوشی خوشی مٹاتا۔ اچھی بات کرتا، اور  
اچھی دعا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ فرشتوں میں سے  
ایک مجھ سے ملا۔ اور اس نے بھی ویسی ہی باتیں  
کیں۔ جس طرح دوسروں نے کی تھیں اور ویسی ہی  
دعا دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ مگر وہ نہ  
ہنسا اور نہ اس کے چہرے پر میں نے وہ خوشی  
دیکھی جو دوسروں کے چہروں پر دیکھی تھی۔ میں نے  
جبریلؑ سے کہا: اے جبریل! یہ کون سا فرشتہ ہے؟  
جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی، جیسی تمام  
فرشتوں نے کی۔ لیکن نہ اس نے (دوسروں کی طرح)  
ہنس کر بات کی اور نہ میں نے اس کے چہرے پر  
ویسی خوشی دیکھی، جیسی دوسروں کے چہرے پر۔ ...  
جبریلؑ نے کہا: اگر اس نے آپ سے پہلے کسی اور  
سے ہنس کر بات کی ہوتی یا آپ کے بعد کسی اور سے  
ہنس کر بات کرنے والا ہوتا تو ضرور آپ سے بھی  
ہنس کر بات کرتا۔ لیکن حالت یہ ہے کہ وہ ہنس  
کر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا منتظم مالک  
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں  
نے جبریلؑ سے کہا: وہ اللہ کے پاس اس پر ہے۔



وَصَفَّ لَكُمُ "مُطَاعٌ ثُمَّ آمِينَ"  
 اَلَا تَأْمُرُوهُ اَنْ يُرِيَنِي النَّارُ  
 فَقَالَ: بَلَىٰ يَا مَالِكُ اَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ  
 قَالَ فَكَشَفَ عَنْهَا غِطَاءً هَا  
 فَقَارَتْ وَاُرْتَفَعَتْ حَتَّىٰ ظَنَنْتُ  
 لَتَاخِذَنَّ مَا اَرَىٰ. قَالَ فَقُلْتُ  
 لِجِبْرِيلُ، مَرُّهُ. فَلْيُرِدَّهَا اِلَىٰ  
 مَكَانِهَا، قَالَ: نَأْمَرُهُ. فَقَالَ  
 لَهَا: اَخْبِي فَرَجَعَتْ اِلَىٰ مَكَانِهَا  
 الَّذِي خَرَجَتْ مِنْهُ. فَمَا  
 شَبَّهْتُ رُجُوعَهَا اِلَّا وَقُودَ  
 الظِّلِّ، حَتَّىٰ اِذَا دَخَلْتُ، مِنْ  
 حَيْثُ خَرَجْتُ رَدَّ عَلَيْهَا  
 غِطَاءً هَا

ۛ

جس کے متعلق اس نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ  
 دہاں (کا) امانت دار سردار ہے، کیا تم اسے حکم نہ  
 دو گے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے؟ کہا، کیوں نہیں  
 (مزدور اسے حکم دوں گا): اے مالک! محمد (صلی اللہ  
 علیہ وسلم) کو دوزخ کے عجائبات دکھاؤ۔ فرمایا:  
 پھر تو اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھول دیا۔ پس وہ  
 جوش میں آگیا اور بلند ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں خیال  
 کرنے لگا۔ ان تمام چیزوں کو، جنہیں میں دیکھ رہا  
 ہوں، وہ مزدور گرفت میں لے لے گا۔ میں نے  
 جبریل سے کہا: اے حکم دو کہ اسے اس کی جگہ  
 لوٹا دے۔ فرمایا: انہوں نے حکم دیا۔ اس نے  
 دوزخ سے کہا: خاموش ہو جا۔ پس وہ اپنی اس جگہ  
 چلا گیا جہاں سے وہ نکلتا تھا میں نے اس کے لوٹنے کو  
 سایہ پڑنے کے مشابہ پایا۔ حتیٰ کہ شعلے جہاں سے نکلے تھے  
 وہیں چلے گئے۔ مالک نے اس پر اس کا ڈھکنا رکھ دیا۔

ابوسعید نے اپنی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت  
 کرتے ہوئے کہا: آپ نے فرمایا:-

ابوسعید کی روایت

میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا، تو  
 وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا، اس پر بنی آدم کی  
 روہیں پیش کی جاتی تھیں۔ جب ان میں کی بعض  
 روہیں اس پر پیش کی جاتی تھیں، تو وہ ان کا خیر مقدم  
 کرتا تھا، اسے خوشی ہوتی اور وہ کہتا تھا: اچھی  
 روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی اور جب ان میں  
 کے دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے تو وہ کہتا:  
 حق ہے، تیوری چڑھالیتا۔ اور کہتا: خبیث روح

لَتَا دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا  
 رَأَيْتُ فِيهَا رَجُلًا جَالِسًا تَعْرِضُ  
 عَلَيْهِ اَرْوَاحُ بَنِي اٰدَمَ فَيَقُولُ  
 لِبَعْضِهَا اِذَا عُرِضْتُ عَلَيْهِ خَيْرًا وَّ  
 يُسَمِّيهِ وَيَقُولُ رُوحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ  
 مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُولُ لِبَعْضِهَا  
 اِذَا عُرِضْتُ عَلَيْهِ اَبْسٌ وَيَعْبِسُ  
 بِرُجُومِهِ. وَيَقُولُ رُوحٌ خَمِيْثَةٌ



ہے جو خبیث جسم سے نکل آئی ہے۔ فرمایا: میں نے  
 کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ  
 آپ کے والد آدم ہیں، ان پر ان کی اولاد کی  
 روحوں پیش کی جاتی ہیں، جب ان کے پاس سے  
 ایسا نادر کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے  
 اور کہتے ہیں، اچھی روح اپنے جسم سے نکل ہے  
 اور جب ان کے پاس سے کافر کی روح گزرتی ہے۔  
 تو اسے دیکھ کر ٹھنڈا اور نفرت کرتے ہیں۔ انھیں  
 برا معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں۔ گندے جسم سے  
 گندی روح نکل ہے۔

فرمایا: پھر میں چند لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے  
 ہونٹوں کے سے تھے، ان کے ہاتھوں میں آگ کے  
 ٹکڑے گول پتھروں کی طرح تھے، وہ انھیں اپنے منہوں  
 میں ڈال لیتے تو وہ ان کی پشت میں سے نکلتے۔ میں  
 نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ  
 ظلم سے تیزیوں کے مال کھا جانے والے ہیں۔

فرمایا: پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے  
 سے پیٹ کبھی نہیں دیکھے۔ یہ لوگ آل فرعون  
 کے راستے میں تھے۔ وہ جب دوزخ پر لائے  
 جاتے تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے  
 اور وہ انھیں پا مال کرتے چلے جاتے۔ ان میں اتنی  
 بھی قدرت نہ تھی کہ اپنی اس جگہ سے بٹ جاتے  
 میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انھوں نے  
 کہا: یہ سود خوار ہیں۔

خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيثٍ. قَالَ  
 قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ. قَالَ  
 هَذَا ابْنُكَ اَدَمُ تَعْرِضُ عَلَيْهِ  
 اَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهِ فَاِذَا مَرَّتْ  
 بِهِ رُوحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرَّ  
 بِهَا وَقَالَ رُوحٌ طَيِّبٌ خَرَجَتْ  
 مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ. وَاِذَا مَرَّتْ  
 بِهِ رُوحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ، اَنَفَّ  
 مِنْهَا وَكَرِهَهَا وَسَاءَ ذَالِكُ  
 وَقَالَ رُوحٌ خَبِيثٌ خَرَجَتْ مِنْ  
 جَسَدٍ خَبِيثٍ.

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ  
 مَشَافِرُ كَمَثَافِرِ الْوَيْلِ فِي اَيْدِيهِمْ  
 قِطْعٌ مِنْ تَابِ كَالِ الْفِهَارِ يَقْنُ تَوْنُهَا  
 فِي اَفْئَادِهِمْ فَتَخْرُجُ مِنْ اَدْبَارِهِمْ  
 فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ  
 هَؤُلَاءِ اَكَلَةُ مَالِ الْيَتَامَى طُلُبًا.

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ  
 بُطُونٌ لَمْ اَرِ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيلِ  
 اِلَى فِرْعَوْنَ يَمْشُونَ عَلَيْهِمْ  
 كَالْوَيْلِ الْمَهْيُومَةِ حِينَ يُعْرَضُونَ  
 عَلَى النَّارِ يَطْوُوْنَهَا لَا يَقْدِرُونَ  
 عَلَى اَنْ يَتَحَوَّلُوْنَ مِنْ مَكَانِهِمْ ذَالِكُ  
 قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ. قَالَ  
 هَؤُلَاءِ اَكَلَةُ التَّرْبُو.



قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا بَيْنَ  
 أَيْدِيهِمْ لَحْمٌ سَمِينٌ طَيِّبٌ إِلَى  
 جَنْبِهِ لَحْمٌ غَثٌ مُنْتَنٌ يَأْكُلُونَ  
 مِنَ الْغَثِّ الْمُنْتَنِ وَيُتْرَكُونَ  
 التَّسِينَ الطَّيِّبِ قَالَ قُلْتُ مَنْ  
 هُوَ لَاؤِ يَا جَبْرِيلُ ! قَالَ هُوَ لَاؤِ  
 الَّذِينَ يَتْرَكُونَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ  
 مِنَ النِّسَاءِ وَيَذْهَبُونَ إِلَى مَا حَرَّمَ  
 اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْهُنَّ . قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ  
 نِسَاءً مُعَلَّقَاتٍ بِخُدَيْهِنَّ فَقُلْتُ  
 مَنْ هُوَ لَاؤِ يَا جَبْرِيلُ ! قَالَ هُوَ لَاؤِ  
 الْأَوْتَى أَدْخُلْنَ عَلَى الرِّجَالِ مَنْ  
 لَيْسَ مِنْ أَوْلَادِهِمْ

فرمایا: پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے  
 بہترین چکنہ گوشت اور ان کے بازو میں دُبے  
 جانور کا سڑا ہوا گوشت تھا، جس میں چکنائی نہ تھی اور  
 وہ لوگ وہی سڑا ہوا دُبے جانور کا گوشت کھاتے  
 تھے۔ چکنہ اور بہترین گوشت چھوڑے ہوئے تھے۔  
 میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے  
 کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں میں سے ان عورتوں کو  
 تو چھوڑ دیتے ہیں، جنہیں اللہ نے حلال کیا ہے اور  
 جنہیں ان پر حرام کیا ہے ان کی جانب جلتے ہیں فرمایا  
 پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے ٹکی  
 ہوئی ہیں تو میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں  
 نے کہا: یہ وہ عورتیں ہیں، جنہوں نے (اپنے)  
 مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جو ان کی  
 اولاد میں سے نہ تھا۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث بیان کی اور رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

إِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى  
 امْرَأَةٍ أَدْخَلَتْ عَلَى قَوْمٍ مِنْ لَيْسَ  
 مِنْهُمْ فَأَكَلَ حَرَابَهُمْ وَأَطْلَعَ  
 عَلَى عَوْرَاتِهِمْ .  
 اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے  
 کسی خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو اس کا  
 نہ تھا۔ پھر اس بچے نے ان کا مال معیشت کھا لیا، اور  
 ان کی پرشیدہ چیزیں دیکھ لیں۔

پھر حدیث ابی سعید الخدری کی جانب مراجعت کی۔ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ  
 فَإِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسَى ابْنُ  
 مَرْيَمَ وَيَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا . قَالَ  
 پھر (جبریل!) مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے  
 تو اس میں دیکھا کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن  
 مریم اور یحییٰ بن زکریا موجود ہیں پھر وہ مجھے



ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ  
فَإِذَا فِيهَا رَجُلٌ صُورَتُهُ كَصُورَةِ  
الْقَمَرِ كَيْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ قُلْتُ  
مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَا  
أَخُوكَ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ - قَالَ  
ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ  
فَإِذَا فِيهَا رَجُلٌ فَسَأَلْتُهُ مَنْ هُوَ؟  
قَالَ هَذَا إِدْرِيسُ، قَالَ يَقُولُ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَنَا هُ  
مَكَانًا عَلِيًّا - قَالَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى  
السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا  
كَهْلٌ أَبْيَضُ الرَّاسِ وَالْحَيَّةُ  
عَظِيمٌ الْعُشُونِ كَمَا رَأَى كَهْلًا أَجْمَلًا  
مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟  
قَالَ هَذَا الْمُحَبَّبُ فِي قَوْمِهِ هَارُودُ  
بْنُ عِمْرَانَ - قَالَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي إِلَى  
السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَإِذَا فِيهَا  
رَجُلٌ أَدْمٌ طَوِيلٌ أَقْنَى كَأَنَّهُ  
مِنْ رِجَالِ شَرْعَةٍ فَقُلْتُ لَهُ مَنْ  
هَذَا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ هَذَا أَخُوكَ  
مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ ثُمَّ أَصْعَدَنِي  
إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ - فَإِذَا فِيهَا  
كَهْلٌ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيِّ رَأْسِ  
بَابِ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ يَدْخُلُهُ  
كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ

تیسرے آسمان پر لے گئے تو اس میں دیکھا کہ ایک  
شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی  
سی ہے۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون ہے؟ انھوں نے  
کہا: یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب ہیں۔ فرمایا:  
پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے تو میں نے ایک شخص  
کو دیکھا اور جبریل سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انھوں  
نے کہا: یہ ادريس ہیں، راوی نے کہا: رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے: درفعناہ مکانا  
علیا۔ یعنی کلام مجید میں جو یہ الفاظ ہیں، کہ  
ہم نے اسے بلند جگہ بٹھا دیا تو وہ اسی رتبے کو ظاہر  
کر رہے ہیں، فرمایا: پھر مجھے پانچویں آسمان پر  
لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ادھیر عمر کا ایک شخص  
سفید سر، سفید بڑی ڈاڑھی، میں نے ادھیر عمر کے  
کسی شخص کو اس سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا  
میں نے کہا: جبریل! یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا:  
یہ اپنی قوم کے محبوب ہارود بن عمران ہیں۔  
فرمایا: پھر مجھے چھٹے آسمان پر کی طرف لے گئے، تو  
اس میں دیکھا کہ ایک گندم گوں شخص دراز قامت  
بلند بینی ہے۔ گویا وہ قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں  
سے ہے۔ میں نے کہا: جبریل! یہ کون ہے؟ انھوں  
نے کہا: یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں۔ پھر  
مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ  
ایک میانہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے کے  
پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے، جس میں روزانہ ستر ہزار  
فرشتے داخل ہوتے ہیں، جو قیامت کے دن



تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے ہیں نے اس شخص  
سے مشابہ تمہارے دوست (خود ذات مبارک صلی اللہ  
علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے  
دوست سے زیادہ مشابہ کسی اور کو دیکھا۔ میں نے  
کہا: جبریل! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کے  
والد (یعنی جبریل) ابراہیم ہیں، فرمایا: پھر مجھے لے  
کہ جنت میں داخل ہوئے تو میں نے اس میں ایک  
چھوکی دیکھی اور میں نے اسے دیکھا تو وہ مجھے بہت  
بھلی معلوم ہوئی، میں نے اس سے پوچھا تو کس کی ہے؟  
اس نے کہا: زید بن حارثہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ابن حارثہ کو اس کی خوشخبری  
دے دی۔

لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
لَمَّا رَأَى رَجُلًا أَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَ  
لَا صَاحِبَكُمْ أَشْبَهَ بِهِ مِنْهُ. قَالَ  
قُلْتُ مَنْ هَذَا يَا جَبْرِيْلُ؟ قَالَ  
هَذَا أَبُوكَ اِبْرَاهِيْمُ. قَالَ ثُمَّ  
دَخَلَ بِي إِلَى الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ فِيهَا  
جَارِيَةً فَسَأَلْتُهَا لِمَنْ أَنْتِ وَ  
قَدْ أَحْبَبْتَنِي حِينَ رَأَيْتُهَا  
فَقَالَتْ لَزِيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَبْتَرُ  
بِهَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدُ بْنُ  
حَارِثَةَ.

ابن اسحاق نے کہا: مجھے عبداللہ بن مسعود کے ذریعے سے رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کی روایت پہنچی کہ آپ کو لے کر جبریلؑ ہر آسمان پر جاتے،  
اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تو پوچھا جاتا: اے جبریل! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبریلؑ  
کہتے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہتے، کیا بلوائے گئے ہیں؟ یہ کہتے، ہاں! تو وہ کہتے، اللہ اس بھائی،  
اور دوست کو زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے۔ پھر آپ کو پروردگار  
کے پاس پہنچایا گیا۔ اس نے آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمران کے پاس سے  
گنوا اور وہ تمہارے لیے بڑے اچھے شخص نکلے  
انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں  
فرض کی گئیں؟ میں نے کہا: روزانہ پچاس نمازیں  
انہوں نے کہا: نماز بڑی بوجھل چیز ہے، اور آپ  
کی امت کمزور ہے، اس لیے آپ اپنے پیروں کا

فَأَقْبَلْتُ رَاجِعًا. فَلَمَّا حَضَرْتُ  
مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ. وَنَحِمَ  
الصَّاحِبُ كَانَ لَكُمْ سَأَلَنِي كَمْ  
فَرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ  
خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ  
إِنَّ الصَّلَاةَ ثَقِيْلَةٌ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ



ضَعِيفَةً فَأَرْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ  
 أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَ عَنْ أُمَّتِكَ  
 فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُ رَبِّي أَنْ يُخَفِّفَ  
 عَنِّي وَ عَنْ أُمَّتِي فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ  
 ثَمَّ الصَّوْنُتُ فَمَرَرْتُ عَلَىٰ مُوسَىٰ  
 فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ فَرَجَعْتُ  
 فَسَأَلْتُ اللَّهَ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا ثُمَّ  
 لَمْ يَزَلْ يَقُولُ لِي مِثْلَ ذَلِكَ كُلَّمَا  
 رَجَعْتُ إِلَيْهِ فَأَرْجِعْ فَسَلْ رَبَّكَ  
 حَتَّىٰ أَنْتَهِيَتْ إِلَىٰ أَنْ وَضَعَ ذَلِكَ  
 عَنِّي إِلَّا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ  
 يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ  
 عَلَىٰ مُوسَىٰ

فَقَالَ لِي مِثْلَ ذَلِكَ فَقُلْتُ  
 قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّي وَ سَأَلْتُ اللَّهَ حَتَّىٰ  
 اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَمَا أَنَا بِقَاعِلٍ  
 فَمَنْ أَذَاهُنَّ مِنْكُمْ إِيْمَانًا وَ  
 إِحْسَابًا لَهُنَّ كَانَ لَهُ أَجْرُ  
 خَمْسِينَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً صَلَوَاتُ  
 اللَّهِ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

کے پاس لوٹ کر جائیے اور درخواست کیجیے کہ آپ  
 پر سے اور آپ کی امت پر سے (یہ) بوجھ کم کر  
 دے۔ پس میں واپس گیا اور اپنے پروردگار سے  
 درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے  
 بوجھ کم کر دیا جائے، چنانچہ دس نمازیں کم کر دیں پھر  
 میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا، انھوں نے  
 مجھ سے پھر ویسا ہی کہا۔ میں پھر لوٹ گیا۔ اور  
 درخواست کی تو دس اور کم کر دیں۔ پھر میں موسیٰ  
 کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ  
 لوٹ جائیے اور پروردگار سے درخواست کیجیے۔  
 یہاں تک کہ یہ تخفیف روزانہ پانچ نمازوں تک  
 پہنچ گئی..... پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے  
 پاس سے گزرا۔

پھر انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے  
 کہا: میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور  
 درخواست کی۔ حتیٰ کہ مجھے شرم آنے لگی ہے۔  
 پس اب تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ پس ان نمازوں  
 کو تم میں سے جو شخص ایمانداری سے ثواب سمجھ کر  
 ادا کرے گا۔ اسے پچاس نمازوں کا اجر  
 ملے گا۔ محمد اور آل محمد پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔



## ہنسی اڑانے والوں کا عبرتناک انجام

**پانچ شخص** | ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے حبشہ لانے، تکلیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب سمجھ کر اسے نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر کی روایت بیان کی کہ آپ کی قوم کے ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پانچ تھیں۔ یہ لوگ اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔ یعنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب میں سے الاسود بن المطلب بن اسد البوزمہ، عجے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بد دعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا: **اَللّٰهُمَّ اَعْمُ بَصَرَهُ وَافْشِ كَلْبَهُ وَكَلِّهِ**۔ (یا اللہ اسے اندھا کر دے اور اسے اس لڑکے کی موت پر رُلا۔)

بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبد لیث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔

بنی مخزوم بن یقطہ بن مرہ میں سے الولید بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔

بنی سہم بن عمرو بن مصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل ابن ہشام۔

ابن ہشام نے کہا: العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی خزاعہ میں سے الحارث بن اظلاطلہ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن لوی ابن ملک کان۔

**ارشاد باری تعالیٰ** | مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری:-

فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُوْا وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ . اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَغْنٰی عَنِ الدِّیْنِ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ . فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ .

(اے نبی، جو حکم تجھے دیا گیا ہے۔ اسے صاف دھنکے کی چوٹ، بیان کر۔ اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹا لے۔ تیری حفاظت کے لیے ان ہنسی اڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں۔ پس وہ



قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے)۔

**ایک ایک کو سزا** | مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیر وغیرہ علماء سے روایت کی کہ جبریلؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے۔ جب وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، وہ آکر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے بازو میں کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاس سے الاسود بن المطلب گزرا تو (آپ نے) یا جبریلؑ نے، اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کا پتہ پھینکا تو وہ اندھا ہو گیا۔ الاسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا، وہ استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اور پیٹ پھول کر مرا۔ ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے برسوں پہلے کبھی لگا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا، جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے تہم میں اٹک گیا۔ اس کے پاؤں میں خراش لگ گئی، اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس یہ زخم تازہ ہو گیا۔ اور یہی اس کی موت کا سبب ہوا۔ عاص بن دائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا، وہ اپنے گدھے پر ٹاٹ کو جانے کے ارادے سے نکلا تو گدھا اسے لے کر ایک خاردار درخت پر بیٹھ گیا۔ اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور کانٹا اس کی موت کا سبب بن گیا۔ حارث بن اطلالہ آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا۔ اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور وہ مر گیا۔

**البواز ہیر دوسی** | ابن اسحق نے کہا، جب ولید کا وقت موت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو بلایا۔ جو تین تھے: ہشام بن الولید، ولید بن الولید اور خالد بن ولید، اور ان سے کہا: اے میرے بچے! میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں، انہیں کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا، حالانکہ خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں، لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے آج کے بعد تمہیں گالیاں دی جائیں گی۔ بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے، اسے بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا، البواز ہیر دوسی کے ذمے میری ایک بیوی کا حق ہے۔ وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔

البواز ہیر نے اپنی ایک بیٹی ولید کے نکاح میں دی تھی، پھر اسے ولید کے پاس جانے



سے روک لیا۔ حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ جب ولید بن مغیرہ مر گیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خون بہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا، کہ تمہارے آدمی کے تیر نے اسے مار ڈالا۔ بنی کعب عبد المطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان اشعار میں مقابلہ ہوا اور آپس کے تعلقات نے شدت اختیار کی۔ حالانکہ ولید کو جس شخص کا تیر لگا تھا، وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا۔

عبداللہ بن امیہ (بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم) نے کہا :-

إِنِّي زَعِيمٌ أَنْ تَسِيرُوا فَتَهْرُبُوا      وَأَنْ تَتْرَكُوا الظُّهْرَ أَنْ تَعْوَى ثَعَالِبُهُ

میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تم اپنے وطن سے ہچے جاؤ، اور بھاگ جاؤ۔ مقام ظہران کو (دیران کو) چھوڑو، کہ اس میں کی لومڑیاں (اس میں) چھیتی چلائی رہیں (تو تم آفتوں سے بچ جاؤ گے)۔

وَأَنْ تَتْرَكُوا مَاءَ بَحْنِ عَتْرَ أَطْرَقَا      وَأَنْ تَتَشَأَ لَوْ أَلَّيْ الْأَذَلِكِ أَطَايِبُهُ

وادی اطرقا کے کنارے کے پنگھٹ کو چھوڑ دو، اور پیلو کے درختوں

کے مقامات میں سے کوئی اچھا مقام تلاش کر لو۔

فَإِنَّا أَنْاسٌ لَا تَطْلُجُ دِمَاسُنَا      وَلَا يَتَعَالَى صَاعِدًا مِّنْ بَخَارِبُهُ

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا خون مباح نہیں ہوا کرتا اور جس سے ہم

برسرِ جنگ ہوتے ہیں وہ سربر آوردہ نہیں ہو سکتا۔

ظہران وارا کہ، بنی خزاعہ کی شاخ، بنی کعب کے رہنے کے مقامات تھے، اس کے بعد اس کا جواب

المجون بن ابی المجون، بنی کعب بن عمرو المخزومی کے ایک شخص نے دیا۔ وہ کہتا ہے :-

وَاللَّهِ لَا تُؤْتِي الْوَكِيدَ ظُلَمَةً      وَلَمَّا تَزْدَا يَوْمًا تَزْدُلُ الْكَوَاكِبُ

ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عرض تو واللہ ہم

نہیں دیں گے۔ اور ابھی تم نے ایسا (سخت) معرکہ تو دیکھا ہی نہیں، جس کے

تارے ٹوٹ پڑیں۔

وَيُصْرِعُ مِنْكُمْ مُنْبِئٌ بَعْدَ مُنْبِئٍ      وَتُفَاتِحُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَسْرًا مَّشَارِبُهُ

اور تم میں کا ایک ایک چربی والا کیے بعد دیگرے بکھر ٹا چلا جائے۔ اور



(اس کے) مرنے کے بعد اس کا بالا خانہ زبردستی کھولا جائے، یعنی اس کے محل پر  
دوسروں کا قبضہ ہو جائے۔

إِذَا مَا أَكَلْتُمْ خُبْرَكُمْ وَحَرِيرَكُمْ فَأَكَلَكُمْ بَاكِي الْوَلِيدِ وَنَادَبَهُ  
جب تم اپنی روٹی اور حریرہ کھا لو گے تو تم میں کا ہر ایک ولید پر گریہ و  
ناری کرے گا۔

**جون ابن ابی الجون کے اشعار** | پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہو گیا اور انھیں معلوم ہو گیا کہ  
وہ لوگ صرف بدنامی سے ڈر کر ایسا کر رہے ہیں، اس  
لیے بنی خزاعہ نے انھیں خون بہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ حصے سے وہ دست بردار ہو گئے۔ جب ان  
لوگوں میں صلح ہو گئی تو جون بن ابی الجون نے کہا :-

وَقَائِلَةٌ لَنَا أَصْطَلَحْنَا تَعَجُّبًا لِمَا قَدْ حَمَلْنَا لِلْوَلِيدِ وَتَائِلٌ  
جب ہم نے صلح کر لی تو تعجب سے بعض عورتیں اور بعض مرد کہنے لگے کہ ولید  
کے لیے ہم نے کیوں (خون بہا کا) بار برداشت کیا۔

أَلَمْ تُقْسِمُوا تُوْتُوا الْوَلِيدَ ظَلَامَةً وَلَمَّا تَرَدُّوا يَوْمًا كَثِيرًا الْبَلَاءِ  
(انھوں نے کہا، کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھی کہ ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت  
میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو ناپسند کر دے؟ اور ابھی تو تم نے ایسا (سخت) معرکہ  
دیکھا ہی نہیں، جو غم و اندہ سے پُر ہو۔

فَنَحْنُ خَلَطْنَا الْحَرْبَ بِالسَّلَامِ فَاسْتَوَتْ فَأَمْرَهُمَا أَمِنَّا كُلُّ رَا حِلٍ  
ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح کھل ہوئی اور ہر مسافر بے خوف و خطر اپنی  
پسندیدہ چیزوں کے حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

**مزید اشعار** | اس کے بعد بھی جون بن ابی الجون باز نہ رہا۔ ولید کے قتل پر فخریہ اشعار لکھے  
اور بیان کیا، انھیں لوگوں نے اسے قتل کیا۔ حالانکہ یہ ساری بات غلط تھی،  
غرض ولید جس بات سے ڈرتا تھا، اسے اس کے بچوں اور اس کی قوم کو وہی بدنامی نصیب ہوئی۔  
جون بن ابی الجون نے یہ شعر کہے :-

أَلَا زَعَمَ الْمُغِيرَةُ أَنَّ كَعْبًا بِمَكَّةَ مِنْهُمْ قَدْ ذُرِّيَتْ  
سن لو! بنی مغیرہ نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے، کہ مکہ میں بنی کعب



کی تعداد زیادہ ہے (اور انھیں اکثریت حاصل ہے،

فَلَا تَفْخَرُ مُغِيرَةً أَنْ تَرَاهَا بِهَآ يَمْشِي الْمَعْلَهَجَ وَالْمَهْمِرُ

ہمیں اس حالت میں دیکھ کر بنی مغیرہ فخر نہ کریں کہ مکہ میں آبرو باختہ بھی چلتے

پھرتے ہیں اور صحیح النسب (شریف لوگ) بھی۔

بِهَآ اَبَاءُ نَا بِهَآ وِلْدُنَا كَمَا اُرْسَى بِمَثْبُتِهِ ثَبِيرُ

ہمارے بزرگ یہیں کے ہیں اور ہماری پیدائش بھی یہیں کی ہے جس طرح

کوہ ثبیر اپنی جگہ لنگر انداز ہے۔

وَقَالَ الْمُغِيرَةُ ذَاكَ اِلَّا لِيُحْلَمَ شَأْنُنَا اَوْ يَسْتَشِيرُ

اور بنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری اہمیت کا ہر شخص کو علم

ہو جائے یا (ہمارے خلاف لوگوں کو) ابھارے

فَاِنَّ دَمَ الْوَلِيدِ يُطَلُّ اِنَّا نَطْلُ دِمَاءُ اَنْتَ بِهَآ خَيْرُ

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے، اور ہم اسی طرح بہت سے خون مباح

کر رہے ہیں، جن سے تو خوب واقف ہے۔

كَسَاكَ النَّاتِلُ الْيَمُومُ سَهْمًا ذُعَانًا وَهُوَ مُتَبَلِّغُ بَهِيرُ

مبارک، اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہر آلود تیر (پیوست کر دیا،

اور وہ (غصے سے) بھرا ہوا دم توڑ رہا تھا۔

فَخَرَّ بِطْنِ مَكَّةَ مُسْلِحًا كَانَتْهُ عِنْدَ وَجْبَتِهِ بَعِيرُ

پس وادی مکہ میں دراز ہو کر گرا۔ اس کے گرتے وقت ایسا معلوم ہوا، گویا

ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِيْنِي مِطَالُ اَيِّ هِشَامٍ صَغَارُ جَعْدَةٍ اَلْذُبَابِ خَوْرُ

ابو ہشام (کے خون بہا کی ادائیگی کے وعدوں کو ٹانے کے لیے چھوٹی

چھوٹی گھونگھریا لے بال والی، بہت دودھ دینے والی چند اونٹنیاں میرے لیے

کافی ہو جائیں گی۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر ہشام بن الولید نے ابوازیہر پر حملہ کر دیا۔ جب

ابوسفیان کا اہتمام وہ سوق ذی المجاز میں ہوا۔



ابوازیہر کی بیٹی عاتکہ ابوسفیان بن حرب کے پاس یعنی، ان کے نکاح میں تھی، ابوازیہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے ولید کے حق زوجیت میں اسے قتل کیا تھا، اور جس کے متعلق اس کے باپ نے اسے وصیت کی تھی، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا۔ جنگ بدر بھی گزر چکی تھی، اس جنگ میں مشرکین قریش کے بڑے بڑے سردار قتل اور آفتوں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ یزید بن ابی سفیان نکلا، اور بنی عبد مناف کو جمع کیا۔ ابوسفیان اس وقت ذوالمجاز میں تھا، اور لوگ کہنے لگے: اس نے ابوسفیان کے پاس ان کی سسرال کے لیے امداد بھیجی ہے۔ اور اب وہ اس کا بدلہ لینے والے ہیں۔ جب ابوسفیان نے اپنے بیٹے کی یہ کارگزاری سنی، تو وہ فوراً مکہ آیا، اسے خوف ہوا کہ کہیں ابوازیہر کے متعلق قریش ہی میں جھگڑا نہ ہو جائے، وہ بڑا ہوشیار و متین شخص تھا، اپنی قوم سے اسے بہت محبت تھی، وہ اپنے بیٹے کے پاس اس وقت پہنچا، جب وہ اپنی قوم کے افراد بنی عبد مناف اور مطہیین کے درمیان مسلح تھا۔ اس کے ہاتھ سے برچھلے کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ اسے زمین پر گرا دیا اور کہا: اللہ تیرا منہ کالا کرے! کیا تو چاہتا ہے کہ دوس کے ایک شخص کی خاطر قریش کو آپس میں لڑا دے؟ اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں خون بہا دے دیں گے اور اس معاملے کو رفع دفع کر دیا۔

اس کے بعد حسان بن ثابت اٹھے، ابوازیہر کے خون کے  
**حسان بن ثابت کے اشعار** | بدلے کے لیے لوگوں کو ابھارا، ابوسفیان پر ترک یاری،  
 اور بزدلی کا الزام لگا کر کہا:-

عَدَا أَهْلُ ضَوْجِي ذِي الْمَجَازِ كُلِّهْمَا دَجَارُ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُغَمَّسِ مَا يَغْدُرُ  
 ذی المجاز کی دونوں طرفوں کے لوگ صبح سویرے نکل کھڑے ہوئے۔  
 لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مغمس ہی میں ہیں، اور نکلتے ہیں۔

وَلَمْ يَمْنَعْ الْعَيْرُ الظُّمُوطُ ذِمَّارَةً وَمَا مَنَعَتْ خُزَاةٌ دَالِدَهَا هِنْدُ  
 اور پدوڑے گدھے نے اپنی حمایت کے قابل چیزوں کی بھی حفاظت  
 نہیں کی، اور ہند نے اپنے باپ کی رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا



كَسَاكَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِيدِ ثِيَابَهُ قَابِلَ دَاخِلِفٍ مِثْلَهَا جَدًّا بَعْدُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے پہنا دیے ہیں، خدا کرے!  
یہ کپڑے گھس پس کر اتریں اور اس کے بجائے اس کے سے اور نئے کپڑے  
بھی اس کے بعد ملتے رہیں (پہنا نصیب ہو)

قَضَى وَطَرًا مِنْهُ فَأَصْبَحَ مَا جَدًّا وَأَصْبَحَتْ رِخْوَانًا مَا تَخَبَّتْ وَمَا تَعَدَّدُ

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کر لی اور عزت و شان والا ہو گیا۔  
اور تو بیوقوف بن گیا کہ نہ تیز چل سکتا ہے، نہ دوڑ سکتا ہے۔

فَلَوْ أَنَّ أَشْيَاخًا يَبْدُرُ يُشَاهِدُ دَا لَبَلَّ نِعَالُ الْقَوْمِ مُعْتَبَطُ دَسْرُدُ

پس اگر بدر کے بوڑھے اسے دیکھتے تو ساری قوم کے جوتوں کو تازہ

گلابی خون تر کر دیتا۔

جب ابوسفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو کہا، وہ دوس کے آدمی کے لیے ہم میں  
سے بعض کو بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے، اس نے جو کچھ سوچا، با بہت بُرا سوچا۔

ترکِ ربلو کا حکم | جب طائف والوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
خالد بن ولید کے سود کے بارے میں جو بنی ثقیف پر، گفتگو فرمائی، کیونکہ

خالد کے باپ ولید نے بیٹوں کو وصیت کی تھی، بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ آیتیں  
اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں، جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد نے اس  
سود کا مطالبہ کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ

اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُّوا مَا بَقِيَ

سے ڈرو، جو سود باقی رہ گیا ہے، اسے چھوڑ دو۔

مِنَ الرِّبَا، إِنْ كُنْتُمْ

اگر تم ایماندار ہو، (اس بیان کے آگے تک جو

اس بارے میں ہے)

ضَرَّارِ بْنِ الْخَطَّابِ کی حفاظت | ابو ازہر کے خون کے سلسلے میں کوئی جھگڑا، جس کا ہمیں  
علم ہو، نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ

بچاؤ کر دیا، بجز ایک واقعے کے کہ ضرار بن الخطاب بن مرواس الغمری قریش کے چند لوگوں  
کے ساتھ نکلا، یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے، جو دوس کی



آزاد کردہ لونڈی تھی، اور اس کا نام ام غیلان تھا۔ وہ عورتوں کی کنگھی چوٹی اور دامنوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی۔ قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابوازیر کے بدلے میں مار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی ساتھ والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہو گئیں اور انھیں روک دیا۔  
ضرار کے اشعار | ضرار بن الخطاب نے یہ شعر کہے :-

جَزَا لِّلّٰہِ عَنَّا اُمَّ غَیْلَانَ صَالِحًا      وَنَسَوْتَهَا اِذْ هُنَّ شُعْتُ عَوَاطِلُ

ام غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشان بال اور بے زیور و آرایش تھیں۔

فَهُنَّ دَفَعْنَ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَائِهِ      وَقَدْ بَرَزَتْ لِلسَّائِرِينَ الْمُقَاتِلُ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہو جانے کے بعد سے ہٹا دیا۔ حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

دَعَتْ دَعْوَةً دَدَسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا      بِعِزٍّ وَادَّخَمَهَا لَشَوَاجِرُ الْقَوَائِلِ

(ام غیلان نے) بنی دوس کو (صلح کی جانب) بلایا، تو اس کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں، اور مقابل کے نالوں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا۔ یعنی سب کے سب صلح پر متفق ہو گئے۔

دَعَمَ اجْزَاہُ اللّٰہُ خَیْرًا فَمَا ذِنِیْ      وَمَا بَرَدَتْ مِنْہُ کَذِبِی الْمُفَاصِلُ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس نے سُستی نہیں کی اور میرے پاس اس کے جوڑ بند سرو نہیں ہوئے، یعنی کرشمہ کر تار ہا۔

فَجَرَدْتُ سَیْفِیْ ثُمَّ قُمْتُ بِنَصْلِهِ      دَعْنِ اَیَّ نَفْسٍ بَعْدَ نَفْسِیْ اُقَاتِلُ

پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اور اس کے بعد اس کا پھل لے کر کھڑا ہو گیا۔ میں اپنے نفس کے بچانے کے لیے نہ لڑوں گا تو پھر کس کے لیے لڑوں گا۔

ام جمیل | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ سپر ہو گئی تھی، اس کا نام ام جمیل تھا، اور بعض کہتے ہیں، ام غیلان تھا۔ کیا ممکن ہے

ام جمیل کے ساتھ ام غیلان بھی کھڑی ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ام غیلان کے ساتھ اور لوگ بھی کے لیے سینہ سپر ہوئے ہوں اور ان میں ام جمیل بھی ہو۔



پھر جب عمر بن الخطابؓ (خلافت پر) فائز ہوئے تو آپ کے پاس ام جمیل آئی اور وہ سمجھ رہی تھی کہ آپ ضرار کے بھائی ہیں، جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آگیا۔ آپ نے فرمایا مجھے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے بھائی ہونے کا نہیں اور وہ غازی ہے (ام جمیل سے مخاطب ہو کر فرمایا) تیرا احسان جو اس پر ہے، یعنی ضرار بن الخطاب پر، میں اسے جانتا ہوں۔ پھر آپ نے ام جمیل کو اس لحاظ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافرہ تھی۔



## ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کی وفات

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا** ابن اسحاق نے کہا: جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آ کر ستاتے تھے، وہ ابولہب، الحکم بن ابی العاص بن امیہ، عقبہ بن ابی معیط، عدی بن حمران، اشقی اور ابن الاصداء المذلی تھے، یہ آپ کے پڑوسی تھے، ان میں سے حکم بن ابی العاص کے سوا اور کسی نے اسلام اختیار نہیں کیا، مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں سے بعض تو آپ کے نماز پڑھتے وقت آپ پر بکری کا بچہ دان ڈال دیتے اور بعض آپ کے پکانے کے برتن میں ڈال دیتے، جب وہ پکانے کے لیے رکھا جاتا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرمایا تھا کہ جب نماز ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتے، جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اسے ایک لکڑی پر لے کر نکلتے، دروازے پر کھڑے ہو کر فرماتے:-

أَمَى عَبْدٍ مُنَافٍ أَمَى جَوَايَ هَذَا - اے عبد مناف! یہ کیسی ہمسائیگی ہے (یعنی کیا پڑوسی کا یہی حق ہے جو ادا کیا جا رہا ہے؟)

پھر اسے راستے پر ڈال دیتے، جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبد اللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی۔

**ابوطالب اور خدیجہؓ** ابن اسحاق نے کہا: پھر خدیجہ بنت خویلد اور ابوطالب دونوں کا ایک ہی سال میں انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہؓ کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں اور آپ کے چچا ابوطالب کے انتقال کے باعث، جو آپ کے کاموں میں قوت بازو، نگران کار اور قوم کے مقابلے میں محافظ و مددگار تھے، بے درپے مصیبتیں آنے لگیں، یہ واقعات مدینہ کی جانب آپ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کے ہیں۔ جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو قریش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے ایسے موقعے میسر آ گئے کہ ابوطالب کی زندگی میں ان کی امید بھی نہ ہو سکتی تھی، حتیٰ کہ قریش کے یہود قوفوں میں



سے ایک بیوقوف راستے میں آڑے آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈال دی۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ ابن الزبیر سے روایت کی۔ جب اس بیوقوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر مٹی ڈالی تو آپ اسی حالت میں کہ مٹی آپ کے سر پر تھی، گھر میں تشریف لائے۔ صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی انھیں اور آپ (کے سر پر) کٹی دھونے لگیں، وہ روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے: لَا تَبْكِي يَا بَنِيَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ مَا يَنْعُ آبَاكِ (اے میری پیاری بیٹی! نہ رو، اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے)۔

اسی اثناء میں یہ بھی فرماتے جاتے: مَا نَأَلْتُ مِنْ قُرَيْشٍ شَيْئًا أَكْرَهُهُ حَتَّى مَاتَ أَبُو طَالِبٍ (ابو طالب کے مرنے تک قریش مجھ سے ایسا کوئی برتاؤ نہ کر سکے، جو مجھے ناپسند ہوا ہو)۔

ابن اسحق نے کہا: جب ابو طالب بیمار ہوئے اور ان کی بیماری کی خبر قریش کو ہوئی تو ان میں سے بعض نے کہا: حمزہ اور عمرؓ دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور قریش کے تمام قبیلوں میں محمدؐ کی تبلیغ پھیل چکی ہے، ہمیں چاہیے، ابو طالب کے پاس جائیں کہ وہ اپنے بھتیجے سے ہمارے متعلق (کوئی عہد) لیں اور ہم سے (کوئی عہد) لے کر اسے دیں۔ کیونکہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ ہماری امارت چھین لیں گے۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عباس بن عبد اللہ (بن معبد بن عباس) نے، انھوں نے اپنے بعض خاندان والوں سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت بیان کی، کہا: لوگ ابو طالب کے پاس گئے، اور ان سے گفتگو کی۔ ان میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب اور ان کے علاوہ قوم کے اور برسر آوردہ افراد بھی تھے، ان لوگوں نے کہا: اے ابو طالب! آپ سے ہمارے جیسے تعلقات ہیں، آپ خوب جانتے ہیں، اب آپ کے پاس وہ چیز آچکی ہے۔ جو آپ دیکھ رہے ہیں، اور ہمیں آپ کے متعلق (مر جانے کا) خوف ہے، آپ کے بھتیجے کے، اور ہمارے درمیان جیسے تعلقات ہیں، ان سے بھی آپ واقف ہیں، اس لیے انھیں بلائیے، ان کے لیے ہم سے (عہد) لیجیے اور ہمارے لیے ان سے (عہد) لیجیے۔ کہ وہ ہم (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور ہم ان (پر دست درازی) سے دست کش رہیں، ابو طالب نے آپ کو بلوایا۔ آپ آئے تو کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! یہ لوگ تمہاری قوم کے سربر آوردہ ہیں اور تمہارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ کچھ تم سے (عہد) لیں اور کچھ (عہد) تمہیں دیں۔

دعوت اسلام | ارادی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔



نَعَمْ كَلِمَةً وَاحِدَةً تَعْطُونَ بِهَا  
تَمْلِكُونَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدْمِئُونَ  
لَكُمْ بِهَا الْعَجَمَ۔

اچھا ایک بات کا تم مجھے (قول) دو جس کے  
عوض تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اس کے سبب  
سے عجم بھی تمہاری اطاعت کرنے لگیں گے۔

راوی نے کہا: ابو جہل بولا: بہت اچھا، تمہارے باپ کی قسم! (ایک نہیں) دس باتوں کا قول لو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَ  
تَخْلَعُونَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ۔

اقرار کرو کہ تم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں کہو  
گے اور اس کے سوا جس کی (بھی) تم پوجا کرتے ہو  
اسے چھوڑ دو گے۔

راوی نے کہا: وہ تالیاں بجانے لگے، پھر اس کے بعد کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم یہ  
چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنا دو؟ تمہاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا: پھر انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: واللہ ان باتوں میں سے، جو تم چاہتے ہو  
کسی بات پر بھی یہ شخص تمہیں قول دینے والا نہیں، پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر چلتے رہو،  
یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کر دے۔

راوی نے کہا: پھر وہ لوگ ادھر ادھر چلے گئے اور ابوطالب نے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: بھتیجے! واللہ! تم نے ان سے کوئی بعید

### ابوطالب کی کیفیت

(از عقل) بات کا سوال نہیں کیا، راوی نے کہا: جب ابوطالب نے یہ بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کو خود ان کے متعلق امید پیدا ہو گئی، راوی نے کہا: آپ نے ان سے فرمایا:۔

أَيُّ عَمٍّ فَأَنْتَ فَقُلْهَا اسْتَحِلَّ  
لَكَ بِهَا الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

چچا جان! تو آپ وہی بات کہہ دیجیے تاکہ اس  
کے سبب سے قیامت کے روز میری سفارش آپ  
کے لیے جائز ہو جائے۔

راوی نے کہا: جب انہوں نے اپنے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش دیکھی، تو کہا:۔  
بھتیجے! اگر میرے بعد تم پر اور تمہارے بھائیوں پر طعنہ زنی کا اور قریش کی اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا  
کہ میں نے یہ الفاظ موت کی سختی پر صبر نہ کر کے کہہ دیے ہیں تو ضرور کہتا، اور یہ الفاظ بھی تم سے اس  
لیے کہہ رہا ہوں کہ ان سے تمہیں خوش کر دوں۔

راوی نے کہا: جب موت ابوطالب کے قریب ہو گئی تو عباس نے دیکھا کہ ہونٹ بل رہے



تھے، عباس نے کان لگا کر سنا اور کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ! بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا، جس کے کہنے کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا۔

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَحْأَ أَنْتُمْ۔ میں نے نہیں سنا۔

راوی نے کہا: اس جماعت کے بارے میں، جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور **ص وَالْقُرْآن** آپ نے جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا، اس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:-

ص۔ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ۔  
بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ  
..... (الی قولہ)..... مَا سَمِعْنَا بِهَذَا  
فِي الْمَلِكَةِ الْأَخْتَةِ۔  
ص۔ نصیحت دے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نصیحت میں کوئی نقصان نہیں، بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں (دوبے ہوئے) ہیں۔..... (سے)..... یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سنی..... (تک)

اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے۔ کیونکہ وہ ترکا کرتے تھے (تین خدا ہیں)، اور اللہ تین میں کا تمسک ہے۔

إِنْ هَذَا إِلَّا رَأْيُ اخْتِلَافٍ۔  
اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔  
یہ تو صرف اپنی جانب سے نکال ہوئی بات ہے۔



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر طائف

**طائف میں ورود** ابن اسحق نے کہا: جب ابوطالب کا انتقال ہو گیا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا موقع مل گیا، یہ موقع ابوطالب کے زمانے میں انہیں حاصل نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی حفاظت میں رہیں، آپ اس امید پر تشریف لے گئے کہ اللہ کے پاس سے جوابات آپ لائے ہیں، شاید وہ اسے قبول کر لیں، آپ ان کے پاس تہا تشریف لے گئے۔ ابن اسحق نے کہا: مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچے تو آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے، جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربراہ اور وہ تھے، وہ تین بھائی تھے، عبد یلیل، مسعود اور حبیب بن عمرو (بن عمیر بن عوف بن عکدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، ان میں سے ایک کی زوجیت میں قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی۔

**دعوت اسلام** ان کے پاس جا کر آپ تشریف فرما ہوئے، انہیں اللہ کی جانب دعوت دی۔ اسلام کی اشاعت میں امداد اور مخالفوں کے مقابلے میں معیت کے متعلق گفتگو کی، ان میں سے ایک نے کہا: اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے، تو میں کعبۃ اللہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ دوسرے نے کہا: رسول بنا کر بھیجنے کے لیے کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا؟ تیسرے نے کہا: واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر حقیقت میں تو اللہ کی طرف سے رسول ہے، جیسا کہ تو کہتا ہے تو تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے کہ تجھ سے بات کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے۔ اگر تو اللہ پر افترا کر رہا ہے تو بھی مجھے لازم ہے کہ تجھ سے بات نہ کروں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بنی ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے، مجھ سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا: اِذْ فَعَلْتُمْ فَا كُفُّوا عَنِّي (تم نے جو کیا، کیا، مگر جو کچھ مجھ سے سنا ہے، اسے راز میں رکھو۔)



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی کہ لوگ اس باب میں کچھ نہیں، کیونکہ ان میں زیادہ برگشتگی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔

**مُنکروں کی ہنگامہ آرائی** | ان تینوں نے گفتگو راز میں نہ رکھی، بلکہ اپنے یہاں کے اُدباشوں اور غلاموں کو (ایسا) ابھارا کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ کے ساتھ ہو کر شور مچانے لگے۔ حتیٰ کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے، آپ عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں جانے پر مجبور ہو گئے، جب وہ دونوں اس میں موجود تھے، بنی ثقیف کے اُدباش جو آپ کے ساتھ ہو گئے تھے، واپس ہو گئے تو آپ نے انکوڑ کی بیل کی جانب قصد فرمایا اور سایے میں بیٹھ گئے۔ ربیعہ کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپ کے ساتھ طائف کے اُدباشوں کا برتاؤ بھی دیکھ رہے تھے مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ کو (دہل بنی جمح میں کی ایک عورت ملی تو آپ نے اس سے فرمایا: مَا ذَا لَقَيْنَا مِنْ أَحْمَائِكَ (تو نے دیکھا کہ)، ہمیں تیرے سسرال سے کیا ملا (کیسی آفت اہلوں نے ہم پر ڈھائی،

مجب سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے

تشریف فرما ہوئے تو آپ نے کہا:

**رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

اللَّهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُرُ ضَعْفُ  
قُوَّتِي وَ قِلَّةِ جِيلَتِي وَ هَوَايَ  
عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعِفِينَ وَأَنْتَ  
رَبِّي إِلَى مَنْ تَكَلِّفُنِي إِلَى بَعِيدٍ  
يَتَحَصَّنُنِي أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَكَتْهُ  
أَمْرِي إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ  
كَضَبٌ فَلَا أَبَايَ، وَلَكِنْ عَافَيْتَكَ  
هِيَ أَوْ سَعَى أَعُوذُ بِنُورٍ وَ جَهْلِكَ  
الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ  
وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَهْلُ الدُّنْيَا وَ  
الْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِهِ

یا اللہ! میں اپنی کمزوری، ضعف تدبیر اور لوگوں  
میں اپنی ذلت کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں، اے رحم  
کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے! تو  
کمزوروں کو ترقی پر پہنچانے والا ہے اور قومیری پرورش  
کرنے والا ہے، تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟  
(کیا) ایسے دُور والے کے جو مجھ سے ترش و بد  
پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کے جو میرے معاملے  
کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں تو میں کوئی  
پر و انیس کرتا۔ مگر تیری عافیت میرے لیے بہت  
وسیع ہے، میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ لیتا  
ہوں، جس سے اندھیرے دور ہوتے ہیں۔ دنیا و  
آخرت کے معاملے مدھرتے ہیں، اس بات سے کہ مجھ پر



غَضَبَكَ أَوْ تُحِيلَ عَلَيَّ سَخَطَكَ  
لَكَ الْعُتْبَىٰ حَتَّى تَرْضَىٰ - دَلَّ  
حَوْلَ دَلَّ قُوَّةَ إِلَّا  
يَا اللَّهُ -

تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (مجھے) تیری ہی  
رضامندی کی طلب ہے۔ حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور  
تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر و در کرنے کی قوت ہے  
..... اور نہ نفع حاصل کرنے کی۔

### عداس نصرانی کا واقعہ

ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ سے جو سلوک ہو رہا تھا،  
دیکھا تو ان کے دل میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا۔ انھوں نے اپنے  
ایک نصرانی چھوکرے کو بلایا، جس کا نام عداس تھا اور اس سے کہا: انگور کا ایک خوشہ لے، تھالی میں  
رکھ اور اس شخص کے پاس لے جا، تاکہ اسے وہ کھا۔ اُس نے عداس سے ویسا ہی کیا، وہ خوشہ لے  
کر آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا اور پھر آپ سے کہا: کھائیے! جب رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا: بسم اللہ! اور تناول فرمایا۔ عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا:  
واللہ! یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اس سے فرمایا:-

وَمِنْ أَهْلِ آخَى الْبَلَدِ أَنْتَ يَا  
عَدَّاسُ دَمَا دِيْنُكَ؟

اے عداس! تو کس بستی کا ہے، اور تیرا دین  
کیا ہے؟

### یہودی اور یونس

اس نے کہا: میں نصرانی ہوں اور ینوی کا باشندہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا: أَمِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُؤْنِسُ بْنُ مَتَّى (کیا اس  
نیک شخص کی بستی کا، جس کا نام یونس بن متی تھا؟)  
عداس نے کہا: آپ کو کیا خبر، کہ یونس بن متی کون تھا؟  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذَٰلِكَ أَخِي كَانَ نَبِيًّا ذَا أَنَا نَبِيٌّ (وہ میرے بھائی  
نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں)

یہ سنتے ہی عداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حجب پڑا۔ اور آپ کا سر، ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا۔  
راوی نے کہا: ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے کہنے لگے، تمہارے چھوکرے کو اس  
نے بگاڑ دیا ہے۔ پھر جب وہ ان دونوں کے پاس آیا، تو انھوں نے کہا: ارے کم نخت عداس!  
تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر، ہاتھ اور پاؤں چومنے لگا۔ اس نے کہا: اے میرے سردار! زمین پر  
کوئی چیز ان سے بہتر نہیں، انھوں نے مجھے ایسی بات بتائی، جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان



دونوں نے کہا: ارے کم بخت! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے، تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

**جَنُّوْنَ کا قرآن سُننا** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی ثقیف کی بھلائی سے ناامید ہو گئے۔ تو طائف سے مکہ تشریف لائے، آپ مقام نخلہ میں تھے، رات کو آپ نماز پڑھنے لگے تو آپ کے پاس سے جنوں کی وہ جماعت گزری، جس کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ مجھے ان کے متعلق جو خبر ملی ہے، اس کے لحاظ سے وہ سات جن نصیبین کے رہنے والے تھے وہ تلاوت سنتے رہے اور جب آپ نے نماز سے فراغت پائی تو اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے، اسے ڈرایا، خود انھوں نے ایمان اختیار کیا اور جو کچھ سُننا تھا، اسے قبول کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:-

وَاِذَا صَخَّرْنَا اِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْآنَ .....  
 (الی قولہ تعالیٰ) وَيُحْزِنُكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اِلَيْنَا۔  
 (اے نبی!) اس وقت کہ یاد کر جب ہم نے تیری جانب جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سُن رہے تھے (اس قتل سے).... اور وہ تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا..... تک)

**پھر فرمایا:-**  
 قُلْ اَوْحِيَ اِلَيَّ اَنْتَ اَسْمَعُ  
 نَفْرًا مِّنَ الْجِنِّ (الی آخر القصة)  
 من خبرهم في هذه السورة)  
 (اے نبی!) کہہ! میری جانب وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا (قصے کے آخر تک جو اس سورۃ میں ان کے متعلق خبر ہے)



## قبائل کو دعوتِ اسلام

**قبائل کو دعوت** | ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ صورت حال یہ تھی کہ آپ کی قوم آپ کی مخالفت اور آپ کے دین سے علیحدگی میں پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گئی تھی۔ صرف تھوڑی سی تعداد کمزور لوگوں کی تھی، جو آپ پر ایمان لائے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اجتماع کا موقع آتا، تو مختلف قبیلوں کے پاس جا کر انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے، اور آگاہ کرتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں، ان سے اپنی تصدیق اور حفاظت کا مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے وہ احکام صاف صاف بیان کریں، جن کے لیے آپ مبعوث ہوئے تھے۔

ہمارے ایک دوست نے جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، زید بن اسلم سے اور انہوں نے ربیعہ بن عباد الدؤنی سے بیان کیا یا اس شخص نے بیان کیا، جس سے ابو زناد نے روایت کی۔

**دعوت کے اہم نکات** | مجھ سے حسین بن عبد اللہ (بن عبید اللہ بن عباس) نے بیان کیا، کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے سنا، جن سے میرے والد بیان کر رہے تھے، کہا: میں نوجوان تھا اور اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں کی منزلوں میں ٹھہرے ہوئے فرما رہے تھے:-

یَا بَنِیْ فُلَانٍ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	اے فلاں قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا
اِلَیْکُمْ، یَا مُرْکُکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْا	ہوا آیا ہوں، جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت
اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّ	کہہ دو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ،
اَنْ تَخْلَعُوْا مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ	اور اللہ کے سوا اس کے مقابل ٹھہرائی ہوئی بتیں
دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ هٰذِہِ الْاَشْدَادِ	کو، جن کی تم پرستش کرتے ہو، چھوڑ دو۔ مجھ پر
وَاَنْ تُوْمِنُوْا بِیْ وَتُصَدِّقُوْا بِیْ	ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حفاظت کرو



وَتَمْنَعُونِي حَقِّي أَبَتَنَ عَنِ اللَّهِ  
 کہ اللہ نے جو چیزیں مجھے دے کر بھیجا ہے میں  
 انہیں صاف صاف بیان کروں۔

راوی نے کہا: آپ کے پیچھے ایک بھینگ سرخ و سپید شخص تھا، جس  
 کے دو چوٹیاں تھیں اور عدنی حُلّہ پہنے ہوئے تھا، جب رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم تبلیغ ختم فرماتے تو وہ کہنے لگتا: اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص اس امر کی جانب تمہیں دعوت  
 دیتا ہے۔ کہ تم اپنی گردنوں سے لات و عزّی کا جو انکال پھینکو، بنی مالک بن اقیس کے جن، جو  
 تمہارے حلیف ہیں، ان سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت و گمراہی یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو  
 جاؤ، پس تم اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی بات نہ سُنو۔

راوی نے کہا: میں نے اپنے والد سے پوچھا، باوا جان! یہ کون ہے جو اس شخص کے پیچھے  
 پیچھے چلا جا رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے، یہ اس کا رو کرنا جاتا ہے؟ والد نے جواب دیا: یہ اس شخص  
 کا چچا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے۔

ابن اسحق نے کہا: ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے  
 گئے، بلکہ ان کا سردار تھا اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دی تو انہوں نے بھی انکار کیا۔

محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حصین نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ بنی کلب کی ایک تلخ کے منازل  
 میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی۔ اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کا  
 مسئلہ ان کے سامنے پیش فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ان سے فرماتے تھے:-

يَا بَنِي عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ  
 أَحْسَنَ اسْمَ آبَائِكُمْ۔  
 اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا  
 نام دیا ہے۔

انہوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت قبول نہ کی۔ ایک ساتھی نے عبداللہ بن کعب  
 بنی حنیفہ (بن مالک) سے سنی ہوئی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیفہ کی  
 قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے، انہیں بھی اللہ کی جانب مدعو کیا۔ آپ کی دعوت کا جو جواب انہیں  
 نے دیا۔ عربوں میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ بُرا جواب دینے والا نہ نکلا۔

مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس بھی تشریف لے  
 گئے اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے پیش فرمایا، ان میں سے ایک شخص



نے، جو ہجرۃ بن فراس کہلاتا تھا۔  
 — (ابن ہشام نے سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے: فراس بن عبداللہ بن سلمہ الخیر بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ) کہا، اگر میں اس قرشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے سے سارے عرب کو مضام کر جاؤں، پھر اس نے آپ سے کہا: اچھا، یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے پیش کیے ہوئے دعوے پر تم سے ہم بیعت کر لیں اور اللہ تمہیں ان لوگوں پر غلبہ دے دے جو تمہاری مخالفت کر رہے ہیں، تو کیا تمہارے بعد حکومت ہمیں ملے گی؟  
 آپ نے فرمایا:۔

اَلَا مَرُّ اِلٰی اللّٰهِ يَضَعُ حَيْثُ  
 يَشَاءُ  
 حکومت اللہ کے اختیار میں ہے، وہ جسے چاہے دے۔

اس نے کہا: کیا ہم تمہاری حفاظت کے لیے اپنے گلے عرب کے تیروں کا نشانہ بنائیں، اور جب اللہ تمہیں فتح نصیب کرے تو حکومت ہمیں ملے کے بجائے غیروں کو ملے؟ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں انھوں نے بھی انکار کیا اور جب لوگ (حج سے) واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ گئے اور اپنے ایک بوڑھے کے پاس گئے، جس نے بڑی عمر پائی تھی، حتیٰ کہ اجتماعات میں بھی وہ لوگوں کے ساتھ نہ جاسکتا تھا اور لوگ لوٹ کر اس کے پاس جاتے، جو کچھ اجتماع میں پیش آتا، اس سے بیان کرتے۔

اس سال جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے واقعات دریافت کیے، ان لوگوں نے کہا: ہمارے پاس ایک قرشی جوان جو بنی عبدالمطلب میں سے تھا، آیا، اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی ہے۔ وہ ہمیں اس بات کی دعوت دے رہا تھا کہ ہم اسے دشمنوں سے بچائیں، اس کی حفاظت کریں اور اپنی بستی میں لے آئیں، راوی نے کہا: پھر تو بوڑھے نے اپنے ہاتھ سر پر رکھ لیے اور کہا: اے بنی عامر! کیا اس کو تاہی کی کوئی تلافی ممکن ہے؟ کیا گزرا ہوا موقع واپس آ سکتا ہے؟ (یعنی کیا تم نے اس کے متعلق کچھ غور کیا ہے کہ نتیجہ کیا ہوگا؟) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں فلاں شخص (خود بوڑھے) کی جان ہے، اب تک بنی اسمعیل میں سے کسی نے نبوت کا جھوٹا دعوے نہیں کیا، بے شبہ وہ سچا ہے، تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی؟

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا، اس کے پاس تشریف لے جاتے، قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت



اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے، عرب سے مکہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں نامہ یا فلاں سربرا آوردہ ہے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے، اسے اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے۔

ابن اسحق نے کہا: ہم سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری الظفری نے اپنی قوم کے اشعار سوید (بڑے، بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا: سوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا ج وعمرہ کے لیے مکہ آیا، اسے اس کی قوم نے اپنے یہاں "کامل" کا نام دے رکھا تھا، جس کا سبب اس کی قوت جسمانی، شاعری کے علاوہ سربرا آوردہ اور ذی نسب ہونا تھا، اسی نے یہ شعر کہے ہیں:-

أَوْرَبُ مَنْ تَدْعُو أَصْدَاقًا دَلْوَنَرَى مَقَالَتُهُ يَا لَغَيْبٍ سَاءَ لَكَ مَا يَفْعُرِي

ہاں! بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں، جنہیں تو تو درست (کہہ کے) پکارتا ہے۔ لیکن کاش پیٹھ پیچھے کی اس کی باتوں کا تجھے علم ہوتا تو اس کے توڑ جوڑ تجھے بُرا لگتا۔

مَقَالَتُهُ كَالشَّهْدِ مَا كَانَ شَاهِدًا وَبِالْغَيْبِ مَا ثَوَّرَ عَلَى ثَغْرِ قَةِ النَّحْرِ

جب وہ روبرو ہوتا ہے تو اس کی باتیں چربی کی طرح (زم)، اور پیٹھ پیچھے دگدگی کے گڑھے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت)

يَسْرُكُ بَادِيَهُ وَتَحْتَ أَدِيمِيهِ نَمِيمَةُ غَيْشٍ تَنْبَثَرِي عَقِبِ الظُّلُمِ

اس کا ظاہر تجھے خوش کر دیتا ہے اور اس کی کھال کے نیچے غیر مخلصانہ سرگوشی ہے، جو پیٹھ کے پٹھے کاٹ دیتی ہے۔

تُبِينُ لَكَ الْعَيْنَانِ مَا هُوَ كَاثِمٌ مِنَ الْعَلِّ وَالْبُغْضَاءِ يَا لَنَظْرِ الشَّوْرِ

بعض دیکھنے میں چھپائے رکھتا ہے، اسے اس کی آنکھیں خود

تجھ پر ظاہر کر دیں گی۔

فَرِشْنِي بِخَيْرِ طَلَمًا قَدْ بَدَيْتَنِي وَخَيْرُ الْمَوَالِي مَنْ يُرِيشُ وَلَا يُبْرِئِي

تو نے بڑا زمانہ میری مخالفت میں گزارا، کچھ تو بھلائی سے میری امداد

کر۔ کیونکہ دوستوں میں بہترین شخص وہ ہے، جو امداد و اصلاح کرتا ہے اور کمزور کرنے

کے درپے نہیں رہتا۔



بنی سلیم کے ایک شخص سے جھگڑا | اور اسی نے ذیل کے اشعار بھی کہے ہیں، ان سے متعلقہ واقعہ یہ ہے کہ بنی سلیم میں کی ایک شاخ بنی زعب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سوادنٹوں کے متعلق سوید کا جھگڑا تھا۔ ایک کاہنہ سے فیصلہ ثالثی طلب کیا تو اس نے سوید کے موافق فیصلہ کیا۔ اور کاہنہ کے پاس سے سوید اور بنی سلیم کا شخص وہ دونوں لوٹ کر آئے، ان کے ساتھ کوئی تیسرا شخص نہ تھا، جب اس مقام پر پہنچے، جہاں سے دونوں کے راستے الگ ہوتے تھے تو سوید نے کہا: اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے دے دے، اس نے جواب دیا: میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ سوید نے کہا: جب میرے ہاتھ سے تم نکل جاؤ گے تو انہیں بھیجنے کی ضمانت کون کرتا ہے؟ اس نے کہا: میں۔ سوید نے کہا: ایسا نہیں ہو سکتا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جب تک مجھے میرا مال نہ مل جائے، تو میرے پاس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے گتھ گتھ گئے تو سوید نے بنی سلیم کے آدمی کو زمین پر دے مارا اور رستی سے باندھ لیا۔ پھر اسے لے کر بنی عمرو بن عوف کے احاطے میں گیا اور اس کے پاس ہی رہا، یہاں تک کہ بنی سلیم کے آدمی نے سوید کا حق اسے ادا کر دیا۔

سوید کی حق رسی | اسی کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں:-

لَا يَحْسَبُنِي يَا ابْنَ زُعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَمَنْ كُنْتَ تُزِدُنِي يَا لَغُيُوبٍ وَتُخْتَلُّ

اے ابن زعب بن مالک! مجھے ان لوگوں کا سانہ سمجھ، جنہیں تو مخالفت کر کے ہلاکت میں ڈالتا اور دھوکا دیتا رہا۔

تَحَوَّلْتُ قَبْرُنَا إِذْ صَرَعْتُ بِحِزَّةٍ كَذَلِكَ إِنَّ الْحَاذِمَ الْمُتَحَرِّلُ

جب میں نے غلبہ حاصل کر کے پچھاڑا، تو اپنے مقابل کو پیٹھ پر اٹھا لیا اور عقل مند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

صَرَبْتُ بِهِ أَبْطَ الشِّمَالِ فَلَمْ يَزَلْ عَلَى كُلِّ حَالٍ خَدُّهُ هُوَ أَسْفَلُ

اے میں نے بائیں بغل ماری تو اس کے بعد اس کا رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا۔

بہت سے اشعار میں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے آنے کی خبر سنی، تو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اس کی طرف توجہ فرمائی اور اسے اسلام و اللہ کی جانب دعوت  
 دی تو سید نے آپ سے کہا: شاید آپ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں، جو میرے پاس بھی ہیں رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:-

وَمَا الَّذِي مَعَكَ؟ وہ کیا چیز ہے جو تیرے پاس ہے؟

اس نے کہا: مجلۃ لقمان یعنی صحیفۃ لقمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
 اَعْرِضْهَا عَلَيَّ (اسے میرے سامنے پیش کر)  
 اس نے پیش کیا تو آپ نے فرمایا:-

إِنَّ هَذَا الْكَلَامَ حَسَنٌ وَ الَّذِي مَعِيَ أَفْضَلُ مِنْ هَذَا  
 قُرْآنٌ أَنْزَلَهُ اللَّهُ عَلَيَّ هُوَ  
 هُدًى وَ نُورٌ۔  
 بے شک! یہ کلام تو اچھا ہے۔ مگر جو چیز میرے  
 پاس ہے۔ وہ اس سے بہتر ہے، وہ قرآن ہے  
 جسے اللہ نے مجھ پر اتارا ہے، وہ سراپا ہدایت  
 و نور ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی تو اس نے  
 اس سے دوری اختیار نہ کی اور کہا: بے شک! یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپ کے پاس سے لوٹ  
 کر اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچا اور کھٹوری مدت بعد اسے بنی خزرج نے قتل کر دیا، اس کی قوم کے  
 لوگ کہتے تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہونے کی حیثیت میں قتل ہوا، اس کا قتل جنگ بعاث کے  
 پہلے کا واقعہ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حصین بن عبدالرحمن (بن عمرو بن سعد بن معاذ) نے محمود  
ایاس بن معاذ بن لبید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا، جب ابوالحیسر انس ابن رافع مکہ آیا تو اس  
 کے ساتھ بنی عبد الاشمل کے چند نوجوان بھی تھے، انھیں میں ایاس بن معاذ تھا، یہ لوگ اپنی قوم بنی خزرج  
 کے خلاف قریش سے عہد و پیمان کرنے کے لیے آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی  
 خبر سنی تو ان کے پاس تشریف لے گئے، بیٹھے اور فرمایا:-

هَلْ لَكُمْ فِي خَيْرٍ مَّا جِئْتُمْ  
 لَكُمْ؟ جس بات کے لیے تم آئے ہو، کیا اس سے بہتر  
 کسی چیز کی خواہش ہے؟

راوی نے کہا: وہ بولے: کیا چیز ہے؟ فرمایا:-



اَنَا رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي إِلَى  
الْعِبَادِ أَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا  
اللَّهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْزَلَ  
عَلَيَّ الْكِتَابَ

میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے بندوں کی جانب  
بھیجا ہے کہ اس امر کی جانب بلاؤں، وہ اللہ کی عبادت  
کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں۔  
اور اس نے مجھ پر کتاب بھی اتاری ہے۔

راوی نے کہا: پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے  
جو کم سن تھے، کہا: اے قوم! واللہ! یہ تو اس سے بہتر ہے، جس کے لیے تم آئے ہو، ابوالحیسر انس بن  
رافع نے یہ سن کر وادی کی مٹی دونوں ہاتھوں میں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا، ہمارے  
پاس سے نکل، میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں۔ ایاس  
خاموش ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینہ کی  
جانب لوٹ گئے۔ پھر اوس و خزرج میں جنگ بعاث ہوئی، اس کے بعد چند روز بھی نہ گزرے کہ ایاس  
بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔

محمود بن لبید نے کہا: یہ خبر مجھے ایسے شخص نے دی، جو ایاس کی قوم میں سے تھا اور انتقال کے  
وقت موجود تھا، لوگ مسلسل ان سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ اور  
سُبْحَانَ اللَّهِ سنتے رہے، حتیٰ کہ انتقال ہو گیا۔ وہ اس بات میں کچھ شبہ نہ رکھتے تھے کہ ان کا  
انتقال اسلام پر ہوا، انھیں شعور اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا، جب سے انھوں نے مجلس  
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سن لیا تھا، جو آپ نے فرمایا تھا۔



## انصار اور عقبہ اولے

انصار میں اسلام کی ابتدا | ابن اسحق نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا، نبی کو معزز بنانا اور آپ سے جو وعدے کیے تھے، انھیں پورا کرنا چاہا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ حج میں نکلے، جس میں آپ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے قبیلوں کے پاس پہنچے۔ جس طرح حج کے ہر زمانے میں پہنچا کرتے تھے۔ آپ عقبہ کے پاس تھے، بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی، جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے ملے تو فرمایا:

مَنْ أَنْتُمْ (تم کون ہو؟) انھوں نے کہا: بنی خزرج کے لوگ ہیں، فرمایا: أَمِنْ مَوَالِي يَهُودٍ (کیا یہودیوں کے دوست؟) انھوں نے کہا: ہاں! فرمایا: أَفَلَا تَجْلِسُونَ أَكَلِمَتِكُمْ (کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں؟) انھوں نے کہا: کیوں نہیں (ہم ضرور بیٹھ کر آپ سے گفتگو کریں گے)۔

دعوت اسلام | پھر وہ بیٹھ گئے تو آپ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی، ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا، اللہ تعالیٰ نے انھیں اسلام کے لیے یوں تیار کر دیا تھا کہ ان کے ساتھ یہودی رہتے تھے، وہ اہل کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک و بت پرست تھے اور اپنی بستیوں میں انھیں غلبہ حاصل تھا۔ جب ان میں کوئی لڑائی مچ جھگڑا ہوتا، تو یہودی ان سے کہتے: ابھی چند روز میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے، جس کا زمانہ بہت قریب آچکا ہے ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمہیں عادی و آرام کی طرح قتل کریں گے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف انھیں مدعو کیا تو ان میں سے بعض نے کہا: لوگو! سمجھ لو، واللہ ضرور یہ نبی دی ہی ہے، جس کا ذکر تم سے یہودی کیا کرتے تھے، دیکھو، کہیں وہ اس کی جانب تم پر سبقت نہ لے جائیں۔



غرض جس چیز کی دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، انھوں نے اسے قبول کر لیا۔ آپ کی تصدیق کی اور اسلام اختیار کرتے ہوئے آپ سے عرض کی: ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت و فتنہ جس قدر ان میں ہے، کسی اور قوم میں نہیں، شاید آپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کر دے، ہم ان کے پاس جا بیٹیں گے اور آپ کے معاملہ (نبوت) کی جانب انھیں بھی مدعو کریں گے، انھیں بھی آپ کے اس دین کی طرف دعوت دیں گے جو ہم نے قبول کر لیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے انھیں آپ کے متعلق متفق کر دے تو کوئی آپ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا۔

ابن اسحاق نے کہا، میری اطلاع کے مطابق وہ بنی خزرج کے چھ آدمیوں پہلے خوش نصیب کی جماعت تھی، ان میں بعض بنی النجار میں کے تھے، جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے۔ پھر بنی النجار کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ (بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) میں سے تھے (اور وہ دو آدمی تھے، اسعد بن زرارہ (بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار) جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث (بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار) جو ابن عفراء کہلاتے تھے۔

(ابن ہشام نے کہا: عفراء، عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی بیٹی تھی) ابن اسحاق نے کہا: بعض بنی زریق کے تھے اور بنی زریق میں سے بھی شاخ عامر بن زریق (بن عبد حارثہ بن مالک بن غنم بن غنم بن الخزرج کے)۔ ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں۔

اسی شاخ کے رافع بن مالک (بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق) تھے۔ ابن اسحاق نے کہا: بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساروہ بن تزیید بن جشم بن الخزرج، کی شاخ بنی سواد بن غنم (بن کعب بن سلمہ) کے قطبہ بن عامر (ابن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد) تھے۔ ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کے غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی حرام بن کعب (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے عقبہ بن عامر (بن ثابی بن زید بن حرام) تھے۔

بنی عبید بن عدی (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے جابر بن عبد اللہ (بن رثائب بن النعمان بن سنان بن عبید) تھے۔ جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچے، تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور انھیں اسلام کی دعوت دی، یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا۔



اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

جب آئندہ سال آیا تو زمانہ حج میں انصار کے بارہ آدمی پہنچے۔ اور مقام عقبہ میں **عقبہ اولیٰ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی۔ اسی کا نام عقبہ الاولیٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کے طریقے پر بیعت کی، یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی النجار کی شاخ بنی مالک بن النجار کے اسعد بن زرارہ (بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار) بھی تھے، جو ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے، عوف و معاذ، جو حارث بن رفاعہ (بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار) کے بیٹے تھے اور جن کی ماں کا نام عفرات تھا، بنی عامر بن زریق میں سے رافع بن مالک (بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق) بھی تھے اور ذکوان بن قیس (بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق) بھی۔ (ابن ہشام نے کہا: ذکوان مہاجر بھی ہیں انصاری بھی)

بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج میں سے، جو قواقل کے نام سے مشہور تھے، عبادہ بن الصامت (ابن قیس بن اعرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم)، اور ابو عبد الرحمن بن کانام یزید بن ثعلبہ (بن خزیمہ بن اعرم بن عمرو بن عمارہ) تھا۔ اور بنی غصینہ کی شاخ بلی کے جوان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا: انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان کی پناہ میں کوئی شخص آتا، تو اسے ایک تیر دیتے اور کہتے: تو قتل بہ، بیثرب حیث شئت (یہ تیر لے کر ثرب میں جہاں چاہے جا) نیز قوقلہ ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں..... ابن اسحاق نے کہا: بنی سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن الخزرج) کی شاخ بنی العجلان بن زید (بن غنم بن سالم) میں سے عباس بن عبادہ (بن فضلہ بن مالک بن العجلان) تھے اور بنی سلمہ بن سعد (بن علی بن اسد بن سارہ بن زید بن حشم بن الخزرج) کی شاخ بنی حرام بن کعب (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے عقبہ بن عامر (بن نابی بن زید بن حرام) تھے۔ بنی سواد بن غنم (بن کعب بن سلمہ) میں سے قطیبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اس بیعت میں قبیلہ اوس بن حارثہ (بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ عبد الاشہل بن حشم) بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الادس) میں سے ابوالہیثم بن التیہان موجود تھے، جن کا



نام مالک تھا، (ابن ہشام نے کہا کہ تیمان بتخفیف و تشدید (یا) دونوں طرح کہا جاتا ہے جس طرح میت و میت دونوں طرح کہتے ہیں)۔

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الادس میں سے عذیم بن ساعدہ تھے۔

### پہلی بیعت

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے ابو مرثد بن عبداللہ الیزنی سے انھوں نے عبدالرحمن بن عسید الصنابجی سے انھوں نے عبادہ بن الصامت سے روایت کی، انھوں نے کہا: میں ان لوگوں میں سے ہوں جو (بیعت) عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ہم بارہ آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی سی بیعت کی۔ یہ واقعہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا ہے، ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گے۔ نہ چوری کریں گے، نہ زنا کے مرتکب ہوں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر جھوٹا الزام لگائیں گے۔ اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے، وہ چاہے سزا دے اور چاہے بخش دے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابن شہاب زہری نے ابو امیس عایذ اللہ بن عبداللہ الخولانی سے سن کر ذکر کیا کہ عبداللہ بن الصامت نے ان سے بیان کیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ الاولیٰ کی رات میں بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کے مرتکب ہوں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے۔ نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے۔ اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمہارے لیے جنت ہے۔ اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں مبتلا ہو گئے تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہوگی اور اگر قیامت کے دن تک وہ ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمہارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے سزا دے، چاہے تو بخش دے۔

ابن اسحاق نے کہا: جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر (ابن ہشام بن عبدمناف)، ابن عبدالدار بن قصی، کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں۔ اور



ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں، اسی لیے مصعب کا نام مرقی المدینہ پڑ گیا تھا اور ان کی قیام گاہ ابو امامہ سعد بن زرارہ بن عدس کے پاس تھی، مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ مصعب انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے، کیونکہ اوس و خزرج ایک دوسرے کا امام بننے کو ناپسند کرتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے محمد بن ابی امامہ (بن سہل بن حنیف) نے مدینہ میں پہلی نماز جمعہ اپنے والد ابو امامہ سے اور انھوں نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی، انھوں نے کہا: جب ابو کعب بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا۔ اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابو امامہ سعد بن زرارہ کے لیے دعا کرتے، یہی حالت کئی دن تک رہی، جب وہ اذان سنتے، ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے۔ میں نے دل میں کہا: یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے دریافت نہ کروں۔ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابو امامہ سعد بن زرارہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ ایک جمعہ کو انھیں لے کر اسی طرح نکلا، جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا۔ جب انھوں نے جمعہ کی اذان سنی تو اسعد کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا: باوا جان! یہ کیا بات ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا: اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے، جنھوں نے مدینہ میں بنی بیضار کے پتھر پر مقام کی نشانی زمین میں جس کا نام "نقیع الخصمات" تھا، ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی، کہا، میں نے پوچھا۔ اس روز آپ کتنے آدمی تھے؟ کہا: چالیس۔

اسید بن حضیر | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبید اللہ بن المغیرہ بن معیقب اور عبداللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو بن حزم) نے بیان کیا کہ سعد بن زرارہ، مصعب بن عمیر کو ساتھ لے کر بنی عبدالاشل اور بنی ظفر کے محلے کو جانے کے لیے نکلے اور سعد بن معاذ (بن النعمان بن امر القیس بن زید بن عبدالاشل) کو لے کر، جو سعد بن زرارہ کے خالہ زاد بھائی تھے، بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا، ظفر کا نام کعب بن الحارث (بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الادس) تھا دونوں راویوں نے کہا: اس باولی کے پاس، جس کا نام بڑمرق تھا، وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے، جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دونوں اپنی قوم بنی عبدالاشل کے سردار تھے، اور دونوں اپنی قوم کے دین پر تھے، جب انھوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا: ارے تیرا باپ مر جائے، یہ دونوں شخص



جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں سے کمزوروں کو بیوقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل اٹھیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے منع کر، کیونکہ اسعد بن زرارہ سے میرے جیسے تعلقات ہیں، تو بھی جانتا ہے، اگر ایسے نہ ہوتے تو تجھ سے کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی۔ وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے، مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی، آخر اسعد بن حفصہ نے اپنا چھوٹا برچھالیا اور ان دونوں کی طرف چلا۔ جب اسے اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمیر سے کہا: یہ اپنی قوم کا سردار تمہارے پاس آ رہا ہے۔ لہذا اللہ کے حقوق کا سختی سے لحاظ رکھنا، یعنی سچ کہنے میں لحاظ اور مروت کام میں نہ لانا۔ مصعب نے کہا: اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا: وہ آکر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا: تم ہمارے پاس کمزوروں کو بیوقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو؟ اگر تم دونوں کو جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو۔ مصعب نے ان سے کہا: اچھا تشریف تو رکھیے اور کچھ بات بھی تو سنیے، اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے مطابق ہو تو قبول کیجیے اور اگر ناپسند ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچائیے، انھوں نے کہا: تم نے انصاف کی بات کہی۔

راوی نے کہا: اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے قبول اسلام | پاس آکر بیٹھ گئے۔ مصعب نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا: واللہ ان کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک سے آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا: یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ دونوں نے ان سے کہا: غسل کر لیجیے، پاک صاف ہو جائیے، کپڑے بھی پاک صاف کر لیجیے، اس کے بعد حق کی گواہی دیجیے اور نماز ادا کیجیے۔ اسید کھڑے ہو گئے، غسل کیا، دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے، حق کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا)، اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پھر ان دونوں سے کہا: میرے پیچھے ایک شخص ہے۔ اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی باہر نہ رہے گا۔ میں ابھی اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں، وہ سعد بن معاذ ہے، پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعد اور ان کی قوم کی جانب واپس گئے۔ وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔

جب سعد بن معاذ نے انھیں آتے دیکھا تو کہا: میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید سعد بن معاذ | جس حالت میں گیا تھا، اس سے بالکل جدا حالت میں آ رہا ہے، جب وہ آکر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعد بن معاذ نے کہا: تم نے کیا کیا؟ انھوں نے کہا: ان دونوں سے گفتگو کی۔ واللہ



مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انہیں منع بھی کر دیا ہے۔ دونوں نے اقرار کیا، جیسا چاہو، ہم دیا ہی کریں گے، مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہ، اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے نکلے ہیں، کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا ہے، وہ ہمتارا خالہ زاد بھائی ہے، اسے قتل کر کے تمہیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں، راوی نے کہا: سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا: واللہ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ کام کی بات نہیں کی۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے۔ اور جب انہیں سعدؓ نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسید نے ان دونوں کی باتیں صرف مجھے سنوائی ہیں، وہاں انہیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے، اور اسعد بن زرارہ سے کہا: اے ابوامامہ! سنو! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرتے، کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں سے ظلم ڈھاتے ہو، جنہیں ہم ناپسند کرتے ہیں؟ اسعد بن زرارہ نے (سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے) مصعب بن عمیر سے کہہ دیا تھا، کہ مصعب! واللہ! ہمتارے پاس ایسا سردار آرہا ہے، جس کے پیچھے اس کی قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ ہمتاری پیروی کر لے تو ان کے دشمن بھی باہر نہ رہ سکیں گے، راوی نے کہا: مصعب نے ان سے کہا: کیا آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے؟ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے مطابق ہو اور اس کی جانب آپ کی رغبت ہو تو اسے قبول کر لیجیے اور اگر اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے ناپسندیدہ شے کو دور کر دیں گے۔ سعدؓ نے کہا: تم نے انصاف کی بات کہی، اس کے بعد انہوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ پھر مصعبؓ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ اور قرآن پڑھ کر سنایا۔

ان دونوں نے کہا: واللہ! ہم نے سعدؓ کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے قبول اسلام کی چمک سے آثار اسلام کی شناخت کر لی تھی، سعدؓ نے ان دونوں سے کہا: جب تم اسلام لکھتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو؟ ان دونوں نے کہا: غسل کر لو، پاک صاف ہو جاؤ، کپڑے بھی پاک صاف کر لو، سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا: پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا، کپڑے پاک کر لیے، سچی بات کی گواہی دی۔ (کلمہ توحید پڑھا، اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور قوم کی مجلس کی جانب جانے کے ارادے سے چل نکلے، اسید بن حضیر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔

بنی عبدالاشہل کا اسلام راوی نے کہا: جب قوم نے انہیں آتے دیکھا تو کہا: ہم اللہ کی قسم



کھاتے ہیں کہ سعد تمھارے پاس سے جس انداز پر گیا تھا، اس سے بالکل مختلف انداز پر وہ تمھاری جانب لوٹ رہا ہے۔

جب وہ آکر کھڑے ہو گئے تو کہا: اے بنی عبدالاشئل! تم اپنے درمیان مجھے کیسا سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا: آپ ہمارے سردار، ہم سب میں زیادہ خویش پرور، سب میں بہترین رائے رکھتے ہیں، اور بڑی عقل والے ہیں، انھوں نے کہا: تو تمھارے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے، جب تک تم لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا: اللہ کی قسم، پھر تو بنی عبدالاشئل کے احاطے میں شام تک نہ کوئی غیر مسلم باقی رہا، نہ غیر مسلمہ، سعد و مصعب، سعد بن زرارہ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھرا یا نہ رہا، جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہ ہوں، بجز بنی امیہ بن زید، خطمہ، وائل اور واقف کے گھروں کے۔ جو اوس اللہ کہلاتے اداوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے۔ وہ اس لیے اسلام سے رُکے رہے کہ ان میں ایک شخص ابوقیس بن الاسلت کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے، اس کا نام صیفی تھا، وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قائد بھی۔ اس نے انھیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر، احدا اور خندق کا زمانہ بھی گزر گیا۔

جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے | اشعار صیفی کے باب میں کہا:

أَذَبَ النَّاسُ أَشْيَاءَ أَلَمْتُ يُلَفُّ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذُّلُولِ

اے پروردگار! چند چیزیں گڈمڈ ہو گئی ہیں، جن میں دشواریاں آسانیوں

کے ساتھ خلط ملط کر دی جاتی ہیں۔

أَذَبَ النَّاسُ. أَمَا إِنِّ ضَلَلْنَا فَيَسِّرْنَا لِمَعْرُوفِ السَّبِيلِ

اے پروردگار! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں نیکی کے راستے کی

توفیق عطا فرما۔

فَلَوْلَا رَبَّنَا كُنَّا يَهُودًا وَمَا دِينُ الْيَهُودِ يَذِي شُكُولٍ

اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا

دین بھی کوئی ایسی چیز نہیں، جسے حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔



وَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا نَصَادِي مَعَ الرُّهْبَانِ فِي جَبَلٍ الْجَبِيلِ

اور اگر ہماری پرداخت کرنے والا نہ ہوتا تو ہم نصرانی ہو جاتے، اور

راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلَكِنَّا خَلَقْنَا إِذْ خُلِقْنَا حَنِيفًا ۖ يَنُتْنَا عَنْ كُلِّ جَبِيلٍ

لیکن جب ہمیں پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا کیا گیا کہ تمام اقسام کے

لوگوں سے ہمارا دین تو حید الگ تشکک ہے۔

نَسُوْنُ الْهُدَىٰ تَرْسُفُ مَذْعِنَاتٍ مُّكْشَفَةُ الْمَنَاقِبِ فِي الْجُلُولِ

ہم قربانی کے ہا فورے مہاتے ہیں تو وہ محبوبوں میں کھلے باز اس طرح فرمانبرداری

سے چلتے ہیں، اگر یا مقتید ہیں

ابن ہشام نے کہا: اس کے اشعار، جن کی ابتداء فَلَوْ لَا رَبُّنَا اور وَلَوْلَا رَبُّنَا اور مکشفة المناقب سے ہے، انصاریا خزاعہ کے ایک شخص نے مجھے سنائے۔



## بیعت عقبہ ثانیہ

**انصار کا سفر حج** | پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے گئے، مسلم انصار میں سے جو لوگ حج کو جانے والے تھے، وہ غیر مسلموں کے ساتھ ہی حج کے لیے نکلے اور مکہ پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے درمیانی دن ملنے کی قرارداد کر لی۔ (اور یہ جو کچھ ہوا، اس وقت ہوا) جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کے ذریعے سے اپنے نبی کی مدد کرے، آپ کو غلبہ عطا ہو اسلام کا اعزاز بڑھے اور مشرک داہل شرک ذلیل ہوں۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے معبد بن کعب (بن مالک بن ابی کعب بن القین) بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ میرے بھائی عبد اللہ بن کعب نے، جو انصار میں سب سے بڑا عالم تھا، اپنے والد کعب کی زبانی بیان کیا، کعب ان لوگوں میں سے تھے، جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، انھوں نے بتایا کہ ہم اپنی قوم کے مشرک حاجیوں کے ساتھ نکلے، نماز بھی پڑھتے تھے۔ دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر لی تھی۔ ہمارے ساتھ براء بن معرور بھی تھے، جو بڑے اور ہمارے سردار تھے۔

**براء بن معرور** | جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براء نے ہم سے کہا: لوگو! میری ایک رائے ہے، نہ معلوم تم سب اس سے اتفاق کرتے ہو۔ یا نہیں، ہم نے کہا: وہ کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا: میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں، بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں، ہم نے کہا: بخدا! ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں، اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے، انھوں نے کہا: میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔ ہم نے کہا: لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے۔ کہا: ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آیا تو ہم شام کی جانب اور وہ کعبے کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے، ہم نے ان کے اس عمل پر انھیں برا بھلا کہا: لیکن وہ اسی پر جھے رہے۔ اور رجوع سے انکار کیا۔ مکہ پہنچتے ہی انھوں نے مجھ سے کہا: ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم کے پاس چلو کہ میں نے اس سفر میں جو کچھ کیا ہے، اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں، کیونکہ میں نے نماز کے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی، اب میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ شبہ سا پیدا ہو گیا ہے۔

پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرتے ہوئے نکلے، کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا، آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا، تو اس نے کہا: کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: تو کیا ان کے چچا عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں! (ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے، اس نے کہا: تم مسجد میں جاؤ، عباس کے پاس جو شخص بیٹھا ہے، بس وہی ہے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)۔

ابوہم: پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباس بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات میں ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ہیں ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے، آپ نے عباس سے فرمایا:

هَلْ تَعْرِفُ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا أَبَا الْفَضْلِ (اے ابو الفضل! کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟)

انہوں نے کہا: جی ہاں! یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے۔ اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا: واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا، کہ فرمایا: أَلَشَّاعِرُ؟ یعنی کیا وہ کعب بن مالک، جو شاعر ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! کہا: پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی۔ حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس امر میں میری مخالفت کی۔ حتیٰ کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ شبہ پیدا ہو گیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ اسے کیسا خیال فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: قَدْ كُنْتُ عَلَى قِبْلَةٍ كَوَصَّيْتُ عَلَيْهَا دِمِّي (تم ایک قبلے پر مامور تھے، کاش تم نے اس پر ممبر کیا ہوتا، کہا: پھر تو براء نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی، ان کے متعلقین کا دعویٰ



ہے کہ وہ مرنے تک کعبے ہی جانب نماز پڑھتے رہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی نسبت ہم اس معاملے کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے:

وَمَا مِثْلَ الْمُصَلَّى أَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلًا عَلَى كَعْبَةِ الرَّحْمَنِ بَيْنَ الْمُتَشَاعِرِ

مقامات حج میں کعبۃ الرحمن کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں

میں اولین شخص میں سے ہے۔ (اور اس سے شاعر کی مراد براء بن المعرور ہے۔

اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے،

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے، ان سے ان کے بھائی  
بیعت عقبہ | عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا۔ پھر  
ہم حج کے لیے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے وسط میں ہٹنے  
کی قرارداد کر لی۔ جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور وہ رات آئی، جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی۔ ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے۔ اور وہ ہمارے  
سرداروں میں سے تھے، ہم نے انہیں ساتھ لیا اور اپنا یہ معاملہ اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے  
رہے۔ جو ہمارے ساتھ تھے، عبداللہ کی گفتگو سے اور ان سے کہا: اے ابو جابر! تم ہمارے سرداروں  
میں سے ایک سردار اور سربراہ اور وہ لوگوں میں سے ہو، تم جس حالت میں ہو، ہمیں یہ پسند نہیں کہ کل  
تم آگ کے ایندھن بنو۔ پھر ہم نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی، اس کی بھی انہیں خبر دی، آخر انہوں نے اسلام اختیار کر لیا اور  
ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے۔ پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ سواریوں میں سو رہے، یہاں  
تک کہ جب تھائی رات گزر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیر کی  
چال یعنی دبے پاؤں نکلے۔ یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دورے کے پاس جمع  
ہو گئے، ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب، بنی مازن بن النجار  
کی عورتوں میں سے ایک عورت اور ام فہج اسماء بنت عمرو (بن عدی بن نابی) بنی سلمہ کی عورتوں میں  
سے ایک عورت، یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ پس ہم اس دورے پر جمع ہو کر رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ تشریف لائے، ساتھ آپ کے چچا عباس بن  
عبدالطلب بھی تھے، وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے۔ مگر انہیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں



موجود رہنے اور ان کے بارے میں پختہ ضمانت لینے کی خواہش تھی۔ پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباس بن عبدالمطلب تھے۔

انہوں نے کہا: اے گردہ خنجر! (راوی نے کہا: عرب انصار کے گراں بہا ذمہ داری) اس قبیلے کو اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔ خواہ وہ بنی خنجر ہوں یا بنی ادس، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے، وہ تم لوگ جانتے ہو۔ ہم میں سے ان لوگوں نے، جو ان سے متعلق ہماری رائے سے متفق ہیں، اب تک ان کی حفاظت کی ہے، یہ اپنی قوم میں عزت دالے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں، لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہاری طرف جانے اور تم سے مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں، اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم انہیں جس جانب بلا رہے ہو، وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور مخالفوں سے بچاؤ گے، تو جو بار اپنی خوشی سے سر لیتے ہو، لو۔ اور اگر انہیں لے جانے کے بعد مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا خیال ہو تو اسی وقت دست کش ہو جاؤ۔ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں، تو ہم نے ان سے کہا: آپ نے جو کچھ کہا، ہم نے سُن لیا۔ اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ گفتگو فرمائیے، اپنی ذات اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں، لیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ قرآن کی تلاوت کی، اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا:-

أَبَا يَحْكُمُ عَلَى أَنْ تَمْنَعُونِي  
مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ  
وَأَبْنَاءَكُمْ

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ  
تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے  
جن سے تم اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کی حفاظت  
کرتے ہو۔

برابر بن معرور نے آپ کا دست مبارک تقام لیا اور کہا: اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد مبارک

ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم ان تمام چیزوں سے آپ کی حفاظت کریں گے، جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسول! ہم سے بیعت لے لیجیے، واللہ! ہم سپاہی اور مسلح لوگ ہیں، جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے۔

برابر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہے تھے کہ ابوالثیم بن التیہان نے دخل دیا



اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہودیوں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم یہ تعلقات ان سے قطع کر لیں گے، اگر ہم نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ایسا تو نہ ہوگا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ آئیں گے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا:-

بَلِ الدَّمُ الدَّمُ وَالْهَذْمُ  
الْهَذْمُ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي  
أَحَارِبُ مَنْ حَارِبُكُمْ وَأُسَالِحُ  
مَنْ سَالَمُكُمْ۔

(ایسا نہیں ہوگا، بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمھارا)  
خون (کا مطالبہ) ہوگا۔ اور (میرا) خون (کا معاف  
کرنا) تمھارا، خون (کا معاف کرنا) ہوگا۔ تم مجھ سے ہو جاؤ  
گے اور میں تم سے جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس  
برسر پیکار ہوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے، میں بھی  
اس سے مصالحت کروں گا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے اَلْهَذْمُ اَلْهَذْمُ (بہتریک دال) کہا ہے، جس سے مراد  
حرمت ہے، یعنی میری حرمت تمھاری حرمت ہے اور میرا ذمہ تمھارا ذمہ۔

کعب ابن مالک نے کہا:  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:-

نَقِيبُوكَ تَقَرَّرَ

أَخْرِجُوا إِلَىٰ مِنْكُمْ اثْنَيْ عَشَرَ  
نَقِيبًا لِيَكُونُوا عَلَىٰ قَوْمِهِمْ بِمَا فِيهِمْ  
فَأَخْرِجُوا مِنْهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ لِنَقِيبٍ  
تَسْعَةُ مِّنَ الْخَزَرِجِ - وَثَلَاثَةُ مِّنَ  
الْأُدُوسِ۔

تم لوگ اپنے میں سے بارہ سردار پیش کرو کہ وہ  
اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو اس میں (حکم) ہوں  
تو انھوں نے اپنے میں بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔  
نو خزرج میں سے، اور تین ادوس میں سے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے زیادہ بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحق  
کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابوامامہ السعد بن زرارۃ (بن

نقیبوں کے نام و نسب

عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار، جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا)  
سعد بن الزیع (بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امر القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج  
بن الحارث بن الخزرج) عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امر القیس بن عمرو بن امر القیس الاکبر بن  
مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج) رافع بن مالک (بن العجلان بن عمرو



بن عامر بن ندیق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الحزرج، براۓ بن معرور (بن صخر بن خفساء  
بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن تیزید بن جشم بن  
الحزرج) عبداۃ بن عمرو (بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن  
اسد بن سارہ بن تیزید بن جشم بن الحزرج) عباده بن الصامت (بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن  
غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الحزرج)

ابن ہشام نے کہا ہے: اس کا نام غنم بن عوف ہے، جو سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن  
الحزرج) کا بھائی تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: سعد بن عباده (بن وکیم بن حارثہ بن ابی حزمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الحزرج  
بن ساعدہ بن کعب بن الحزرج) المنذر بن عمرو (بن خنیس بن حارثہ بن لؤذان بن عبد ود بن زید بن  
ثعلبہ بن الحزرج بن ساعدہ بن کعب بن الحزرج)

اوس میں سے اسید بن حضیر (بن سماک بن عتیک بن رافع بن امر القیس بن زید بن عبد الشہل بن  
جشم بن الحارث بن الحزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس) سعد بن خثیمہ (بن الحارث بن مالک بن کعب  
التخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امر القیس بن مالک بن الاوس) رفاعہ بن عبد المنذر (بن زبیر  
بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس)

ابن ہشام نے کہا: اہل علم انھیں میں ابوالہثیم بن الہیمان کا شمار کرتے ہیں  
اشعار کعب بن مالک اور رفاعہ کو نہیں شمار کرتے، ابو زید الانصاری نے مجھے کعب بن مالک  
کے وہ اشعار سنائے، جن میں انھوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے۔

فَا بُلِغَ أَبَتَا أَنَّهُ قَالَ رَايَهُ وَحَانَ غَدَاةَ الشَّعْبِ وَالْحَيْنِ دَاقِعُ

ابنی کر یہ پیام پہنچا دے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہو گیا اور شعبہ الی طالب

کی صبح گزر گئی، احمد (اب) موت آنے والی ہے۔

أَبَى اللَّهُ مَا مَنَّكَ نَفْسُكَ إِنَّهُ رِمِي صَادِ أَمْرُ النَّاسِ رَأْيَ سَامِعِ

تیرے نفس نے (تجھے خوش کرنے کیلئے) جن چیزوں کا آرزو مند بنا دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے

انکار فرما دیا وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگراں (بھی) ہے۔ دیکھنے والا بھی اور سننے والا بھی۔

وَأُبْلِغَ أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَّ النَّا بِأَحْمَدَ نُورٌ مِنْ هُدَى اللَّهِ سَاطِعُ

ابو سفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سبب سے



ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہو گیا ہے۔

فَلَا تُرْعَيْنِ فِي حَشْدِ أُمِّهِ تُرِيدُهُ وَالْبَ وَجَعَتْ كُلَّ مَا أَنْتَ جَامِعٌ

لوگوں کو فساد پر ابھارا اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے، جمع کر، لیکن جو

بات تو چاہتا ہے، اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

وَدُونَكَ فَأَعْلَمُ أَنَّ نَهْضَ عُمُودِنَا أَبَاهُ عَلَيْكَ التَّهْطُ حِينَ تَبَايَعُوا

اس (بات) کو (گرہ میں باندھ) دے، اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے

عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کر دیا ہے (ہم نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عہد کیا ہے، ہم اس کے توڑنے والے نہیں)

أَبَاهُ الْبِرَاءِ وَأَبْنُ عُمَيْرٍ وَكَلاَهُمَا دَأْسَعْدُ يَا بَاهُ عَلَيْكَ وَرَافِعُ

براء اور ابن عمرو دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعد و رافع بھی تیرے

رد ہوا انکار کر رہے ہیں۔

وَسَعْدُ أَبَاهُ السَّاعِدِيُّ وَمُنْذِرُ لَأُفِكَ إِنَّ حَادَلْتَ ذَلِكَ جَادِعُ

اور اس سعد نے بھی، جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے، انکار کیا، اور منذر نے

بھی۔ پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یا درکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے

گی (اس میں تو بہت رسوا ہوگا)

وَمَا ابْنُ رَبِيعٍ إِنْ تَنَادَلْتَ عَبْدَهُ بِمُسْلِمِهِ لَا يُطْمَعَنَّ ثُمَّ طَامِعُ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے کر دے۔ غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا

لالچ نہیں چاہیے۔

وَأَيْضًا فَلَا يُعْطِيكَ ابْنُ رَوَاحَةَ دَاخِفَاؤُهُ مِنْ دُونِهِ السَّخْمُ نَاقِعُ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپ

کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لیے زہر قاتل ہوگا۔

وَفَاءُ بِهِمُ وَالْقَوْلِيُّ ابْنُ صَامِتٍ بِمَنْدُوحَةٍ عَمَّا ثَمَّارٍ يَا فِئَعُ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے قوقلی بن الصامت کو بھی وسعت و

قدرت ہے کہ تو ان چالبازوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند تر رہے۔



أَبُو هَيْثَمٌ أَيْضًا دَفَى بِمِثْلِهِمَا دَفَاءً بِمَا أُعْطِيَ مِنَ الْعَهْدِ خَانِعٌ

ابو ہیشیم نے جو عہد کیا ہے اس کے پورا کرنے میں وہ بھی دیا ہی دفا دار اور

اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا بُنْ حُصَيْنٍ اِنْ اَرَدْتُ بِمِطْمَعٍ فَهَلْ اَنْتَ عَنْ اُخُوَقَةِ الْغَتَّى نَانِعٌ

اگر تو (کوئی چال بازی کرنا) چاہے تو امین حنظل کے پاس بھی کسی امید کی گنجائش نہیں

ترکیا تو اپنی احمق اور گمراہی سے (اب بھی) الگ ہو گا (یا نہیں)؟

دَسَعْدُ أَخُو اَعْمُرٍ وَبْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهُ ضَرُوحٌ لِمَا حَادَلَتْ مِلَافُ مَانِعٌ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ تیرے ارادوں کو ٹھکرانے

والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔

أُولَٰئِكَ نُجُومٌ لَا يُغْنِيكَ مِنْهُمْ عَلَيْكَ يَنْحَسِرُ فِي دُجَى اللَّيْلِ طَالِمٌ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست لے کر بھٹنے میں کوئی اندھیری رات نماند

نہ ہونے دیں گے۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابو الہیثم بن الہیثم ہی کا ذکر کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے منتخب سرداروں سے فرمایا:

مِثْلُ قَوْمٍ فِي قَوْمٍ بِمَا فِيهِمْ

متمناری قوم میں جو کچھ بھی (حادثہ) ہو اس کے

متعلق تم اپنی قوم کے ذمہ دار ہو گئے۔ جس طرح

عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف سے حواری ذمہ دار تھے۔

اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔

أَنْتُمْ عَلَى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ

گفلاء، گفالة الخواریطین

یعسیٰ ابن مریم۔ وَأَنَا كَفِيلٌ

عَلَى قَوْمِي۔

انہوں نے عرض کیا: بہت خوب!

مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو بنی سالم ابن عوف والے عباس بن عبادہ بن فضالة الانصاری نے

کہا:

انصار کا عزم محکم | اے گروہ خزر ج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر بیعت کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! عباس نے کہا: تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ



کالے گورے سب کے خلاف جنگ کرو گے، اگر یہ خیال ہو کہ تمہارا مال کسی آفت سے برباد ہو جائے گا۔ اور تم میں سے بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں گے اور تم ان کی امداد چھوڑ دو گے تو ابھی چھوڑ دو کیونکہ، واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ تمہیں جس طرف دعوت دی جا رہی ہے اسے تم اپنے مال کی بربادی اور بڑے رتبے والوں کے قتل ہونے کے باوجود پورا کر سکو گے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور واللہ! یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، انھوں نے کہا: ہم اسے اپنے مال کی بربادی، اور سربراہ آوردہ لوگوں کی جان کی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں۔ لیکن یا رسول اللہ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہمیں اس کے بدلے کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت! انھوں نے کہا: اچھا تو ہاتھ بڑھائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے بیعت کی، عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہا: عباس نے جو کچھ کہا: صرف اس لیے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو اور عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے کہا: عباس نے جو کچھ کہا، صرف اس لیے کہا کہ لوگوں کو اس وقت تو قبول اسلام سے موخر کر دے، شاید اس کے بعد عبد اللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تھی، خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: سلول، بنی خزاعہ کی ایک عورت کا نام ہے اور وہ ابی بن مالک (بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف ابن الخزرج) کی ماں تھی۔

ابن اسحق نے کہا: بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلا شخص بیعت میں سبقت کا مسئلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، ابوامامہ اسعد بن زرارہ تھے۔ اور بنی عبد الاشمل کہتے ہیں کہ وہ ابوالثیم بن الیقمان ہے۔

ابن اسحق نے کہا: معید بن کعب نے اپنے بھائی عبد اللہ بن کعب سے اور انھوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے روایت کرتے ہوئے کہا: پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی، براہ بن المعرور تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔

پھر جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی تو عقبہ کی چوٹی شیطان کی فتنہ انگیزی پر سے شیطان نے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے زیادہ بلند تھی، چیخ کر کہا: اے گھروں کے رہنے والو! مذم (قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں، ان کے متعلق تمہیں کوئی دل چسپی ہے، یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-



هَذَا أَزْبُ الْعَقَبَةِ هَذَا . ابْنُ  
 أَزْبِ . قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَيُقَالُ  
 أَزْبٌ اسْتَمَعَ أَيْ عَدُوٌّ لِلَّهِ أَمَّا  
 وَاللَّهِ لَا فَرْغَ عَنْكَ لَكَ .

یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازب  
 (بجزہ پر ذر) کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض  
 نے کہا: ابن ازب (بجزہ پر منم) اسے دشمن خداؤں کے  
 کہ واللہ میں تمہیں لیے (تیری سرکوبی کے لیے بھی)  
 فرصت نکالوں گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِرْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ۔ اپنی اپنی سواریوں کی طرف  
 متفرق ہو کر چلے جاؤ۔

عباس بن عبادہ بن فضلہ نے کہا: اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔  
 اگر آپ چاہیں تو منیٰ میں جو لوگ ہیں، ان پر کل ہی ہم لوگ تلواریں بے کر حملہ کر دیں۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَمْ نُؤْمَرْ بِذَلِكَ، وَلَكِنْ اِرْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ  
 (ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور فی الحال اپنی سواریوں کی جانب لوٹ جاؤ، آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی  
 جانب لوٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے۔



## قریش کا جوش انتقام

جب صبح ہوئی تو قریش کے سربراہ اورہ اصحاب سویرے ہی ہماری قیام گاہوں انصار کا تعاقب میں پہنچے اور کہا: اے گروہ خزر ج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے آدمی کے پاس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس لیے آئے تھے کہ اسے ہمارے درمیان سے لے کر نکل جاؤ اور ہم سے جنگ کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں جس سے ہمارا جنگ میں الجھار ہنابہ نسبت مختار سے زیادہ ناپسند ہو، ہماری قوم میں کے چند مشرک اٹھے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

انھوں نے سچ کہا، انھیں اس کا علم ہی نہ تھا، ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے۔ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ان میں حارث بن ہشام (بن مغیرہ مخزومی) بھی تھا۔ جس نے نیا جوتا پہن رکھا تھا۔

میں نے اس ارادے سے، گویا ان لوگوں کی باتوں میں خود بھی شریک ہوں۔ اس سے کہا: اے جابر! تم تو ہماری قوم کے سردار ہو۔ کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ قریش کے اس جوانمرد کا سا ایک جوتا بنواؤ۔ حارث نے یہ بات سن لی، اپنے پاؤں سے جوتا اتار کر میری جانب پھینک دیا اور کہا: بخدا! تم اسے پہن لو۔

ابو جابر نے کہا: خاموش رہو، واللہ! تم نے تو اس جوان کو ناراض کر دیا، پس اس کا جوتا لوٹا دو۔ میں نے کہا: اے واپس نہ دوں گا، واللہ! یہ تو ایک نیک شگون ہے۔ اگر یہ شگون ٹھیک نکلا تو میں اس سے سب کچھ چھین لوں گا۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ یہ لوگ عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا، جیسا کہ کعب نے ذکر کیا ہے۔ اس نے ان سے کہا: واللہ! یہ تو بڑی اہمیت والی چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کرنے والی نہ تھی اور میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو، راوی نے کہا: پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔



لوگ منیٰ سے واپس ہوئے تو یہ لوگ اسی خبر کی چھان بین میں لگ گئے، انہیں سعد بن عبادہ پر ظلم معلوم ہوا کہ ضرور یہ بات ہوئی ہے، اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو (برادر بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج) سے مقام اذخر میں جلے۔ یہ دونوں کے دونوں سرداران قوم تھے۔ منذر تو وہاں سے نکل گیا۔ لیکن سعد کو ان لوگوں نے پکڑ لیا، سواری کے قسے سے ان کے ہاتھ گردن سے باندھ دیے اور اسے لے کر مکہ آئے۔ انہیں مارتے بھی جاتے تھے اور ان کے سر کے بال بھی پکڑ کر کھینچتے جاتے تھے۔ وہ بہت بالوں والے تھے۔ سعد نے کہا: واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں (پھنسا ہوا) تھا کہ ایک ایک ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی، جس میں ایک شخص پاک صاف، گورا، لمبا، حسین، لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ راوی نے کہا: میں نے دل میں کہا: اگر ان لوگوں میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ جب وہ میرے نزدیک ہوا۔ تو اس نے ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا۔

(راوی نے) کہا۔ میں نے دل میں کہہ لیا کہ نہیں، واللہ! اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں، کہا: واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں تھا، وہ مجھے کھینچے لیے پھرتے تھے کہ ایک ایک انہیں میں سے ایک شخص نے مجھ پر ترس کھایا اور کہا: ارے تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں۔

میں نے کہا: کیوں نہیں، واللہ! میں جمیر بن مطعم (ابن عدی بن جمیر بن مطعم اور حارث بن حرب) نوفل بن عبد مناف، کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں، میری بستیوں میں جو لوگ ان پر ظلم کرنا چاہتے تھے، ان سے بچاتا رہا ہوں۔ اور حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، کو بھی بچاتا رہا ہوں۔ اس نے کہا: ارے کم بخت! پھر تو ان دونوں شخصوں کا نام لے کر پکار، تیرے اور ان کے درمیان جو تعلقات ہیں، انہیں یاد دلا۔

میں نے ویسا ہی کیا۔ وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انہیں مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس پایا اور ان سے کہا: بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام ابطح میں پٹ رہا ہے۔ تم دونوں کا نام لے کر پکارتا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمہارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے، ان دونوں نے کہا: وہ ہے کون؟ اس نے کہا: سعد بن عبادہ۔ دونوں نے کہا: اس نے سچ کہا ہے، واللہ! وہ ہماری تجارت کے پانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم سے روکتا تھا۔

سے مکہ سے قریب ایک مقام۔



وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا، وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے ٹھانچہ مارا تھا، وہ بنی عامر بن لوی کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا: جس شخص نے سعد پر ترس کھایا تھا، وہ ابوالنختری بن ہشام تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: پہلا کلام، جو ہجرت کے متعلق کہا گیا ہے، وہ دو شعر ہیں، جو بنی محارب بن فہر کے ایک شخص منرار بن الخطاب بن مرواس نے کہے ہیں:-

تَدَاوَلْتُ سَعْدًا عَنَوَةً فَأَخَذَتْهُ دَكَانَ بِشَفَاءِ لَوْتَدَاكَتُ مُنْذِرًا

میں نے سعد پر غلبہ پایا اور اسے پکڑ لیا۔ اور (میرے دل کو) تشفی ہوئی،

اگر میں منذر کو جا ملتا۔

دَلَوْنِلْتُهُ طَلَّتْ هُنَاكَ جِرَاحُهُ دَكَانَ جِرَاحًا أَنْ تَهَانَ وَتُهْدَرًا

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدم بھی زخم لگائے جاتے، وہ

بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا، اور وہ زخم تھتھے بھی

اسی قسم کے کہ ان کی ذلت کی جائے، اور انھیں جائز سمجھا جائے (یعنی بدلہ لینے

کا حق نہ رہے)

ابن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں ”دکان حقیقاً تھان دھندرا ہے۔“

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب  
اشعار حسان بن ثابت | دیا۔ اور کہا:-

كُنتَ إِلَى سَعْدٍ ذَلَالًا مَرِيئًا مُنْذِرًا إِذَا مَا مَطَايَا الْقُدُومِ أَصْبَحْنَ ضَمْرًا

تو نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر (جیسے) شخص کی خصوصاً جب

ان لوگوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔

فَلَوْلَا أَبُو دَهْبٍ لَمَرَّتْ قَصَائِدُ عَلَى شَرَبِ الْبَرْقَاءِ يَمْحُومِينَ حُسْرًا

پس اگر ابو دہب نہ ہوتا، تو شعر برقار کی چوٹی سے تیزی کے ساتھ

گزر جاتے۔

أَتَفْخَرُ بِاَلْكَتَّانِ لَمَّا لَيْسَتْهُ دَقْدُ تَلْبَسُ الْاَنْبَاطُ رِيْنَطًا مُقْصَرًا

کیا تو کتتان کا لباس پہن کر اتراتا ہے۔ حالانکہ نبلی قوم کے لوگ بھی سفید

سہ صحرا میں ایک مقام۔



دھوئی ہوئی چادرؤں کا استعمال کرتے ہیں۔ (کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے

شرافت کا کوئی رتبہ حاصل کر سکتے ہیں؟)

ذَلِكَ كَالَّذِينَ يَخُلِعُونَ أَثْنَاءَ

یَقْرَأُونَ كِسْفًا أَوْ يَقْرَأُونَ قِصَصًا

پس تو اُنکے دالے کی طرح نہ ہو جا، جو خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ کسریٰ کی

بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَا تَكُنْ كَالَّذِينَ كَانَتْ بِمَعْنَى

عَنِ الثَّكْلِ لَوْ كَانَ الْفُرَادُ تَفَكَّرًا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا، جس کا بچہ مر گیا ہو (اور وہ رات دن اسی کے خیال

میں مبتلائے غم رہتی ہو، اگر اس کے دل میں عقل و تفکر کا جوہر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے

پر غم و اندوہ کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَا تَكُنْ كَالشَّاةِ الَّتِي كَانَتْ حَتْفُهَا

يَحْفَرُ خِلَافَ عِظْمِهَا فَلَمْ تَرْضَ فَحْفًا

اور تو اس بکری کا سانہ ہو جا، جس کی موت اس کے اگلے پاؤں سے کھودی ہوئی

چیز سے ہوئی (اور یہ کھدائی اس کے لیے خوش آئند نہ تھی۔

وَلَا تَكُنْ كَالْغَادِي نَاقِبَلٍ تَحْرَهُ

وَلَمْ يَخْشَ سَهْمًا مِنَ النَّبْلِ مُضْمَرًا

اور اس بھونکنے والے (کتنے) کا سانہ ہو جاؤ، جو چھپے ہوئے تیرا انداز سے

بے خوف گردن باہر نکالے کھڑا ہے۔

فَإِنَّا دَمْنُ يُهْدِي الْقَصَائِدَ نَحْوَنَا

كَمْ تَبْضِعُ تَمَرًا إِلَى الْأَرْضِ خَيْبَرًا

ہماری جانب تصید سے بھیجنے والے کی مثال ایسی ہے، جیسے کوئی شخص سرزمین

خیبر میں کھجور بغرض فروخت لائے (یعنی ہم لوگ تو شعر و شاعری کا چشمہ ہیں۔ ہمارے سامنے

کوئی شخص شعر کس طرح پیش کر سکتا ہے؟)

عمر بن الجموح کا مکتبہ | راوی نے کہا: پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا

حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے بوڑھے، دین شرک

پر باقی تھے۔ جن میں سے عمرو بن الجموح (بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب ابن سلمہ) بھی تھا

اس کے بیٹے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف

حاصل کر لیا تھا۔ عمرو بن الجموح بن سلمہ کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور ان میں سے سربراہ اور وہ

لوگوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سربراہ اور وہ افراد کی طرح بنا



رکھتا تھا، جس کا نام مناة تھا، اسے معبودانہ حیثیت میں رکھتا تھا، اس کی عظمت کرتا اور اسے پاک و صاف رکھتا تھا۔ جب بنی مسلمہ میں کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو بن الجموح وغیرہ نے اسلام قبول کیا اور مقام عقبہ میں حاضر ہو کر آئے، تو لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس پہنچے اور اسے اٹھا کر بنی مسلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں، جس میں لوگوں کی گندگیاں ہوتیں الٹا، سر کے بل ڈال دیتے۔ جب عمرو صبح اٹھتا تو کہتا: ارے کم بختو! ہمارے معبود پر آج کی رات کس نے دست درازی کی؟ پھر وہ سویرے ہی ڈھونڈنے نکلتا، اسے پالیتا تو اسے دھوتا، پاک و صاف کرتا، خوشبو لگاتا اور کہتا: واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کس نے تجھ سے ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے ذیل کر دوں گا۔ جب شام ہوتی اور عمرو سوجاتا تو پھر بت کے ساتھ وہی سلوک ہوتا۔ عمرو سویرے اٹھتا اور اسے ویسی ہی گندگی میں پڑا پاتا۔ جس طرح پہلے پایا تھا تو اسے دھوتا، پاک و صاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔ جب شام ہوتی تو بت سے وہی معاملہ کیا جاتا۔ یہی سلوک کئی بار کیا، تو ایک روز اسے گندگی سے نکال لایا۔ جہاں اسے ڈال دیا گیا تھا، اسے دھو دھلا کر اور خوشبو لگا کر رکھا۔ ایک تلوار اس کے گلے میں لٹکا دی اور کہا: واللہ! میں نے تجھے عجاظ بنا دیا کہ کون تجھ سے یہ معاملہ کر رہا ہے۔ اور تو بھی اُسے دیکھ رہا ہے، اگر تجھ میں کسی طرح کی قوت ہے تو خود اپنی حفاظت کر لے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے، جب شام ہوتی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے بت پر چھاپا مارا، اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی۔ ایک مرا ہوا کتا لے کر اس کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور اسے بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا، جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ جب عمرو بن الجموح صبح اٹھا اور اسے وہاں نہ پایا، جہاں وہ رکھا رہتا تھا تو اسے ڈھونڈنے نکلا، یہاں تک کہ اسے اس گڑھے میں مردہ کتے کے ساتھ اونڈھا پڑا ہوا پایا، جب اس نے اسے دیکھا، اس کی حالت پر غور کی نظر ڈالی۔ اور اس کی قوم سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی، جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا، تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حیثیت حاصل کر لی۔

عمر کے اشعار | جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کا بھی عارفانہ حاصل ہوا، تو اپنے اس بت کا اور اس کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے، ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا، جس نے اسے اس اندھے پن اور گمراہی سے نکالا شکر کرتے ہوئے کہا:



وَاللّٰهُ لَوْ كُنْتَ الْهٰٓكُمُ تَكُنْ اَنْتَ وَكَلْبٌ دَسَطِيْطٌ فِيْ قَرْنٍ  
اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو ایک گڑھے میں کتے کے ساتھ نہ

پڑا رہتا۔

اَنْتَ لِإِلٰهٍ قَالِ الْهٰٓكُمُ تَكُنْ اَلْوَنَ فَتَشْنٰكَ عَنْ سُوْءِ الْغَبْنِ  
بادجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے پر تفت ہے، اب  
تیرے متعلق رائے کی بدترین غلطی ہم پر آشکارا ہو گئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْيَمَنِ الْوَاهِبِ الرَّزَاقِ دَيَّانِ الدِّينِ  
ساری تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے، جو احسانات والا۔ اور صاحب عطا

روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

هُوَ الَّذِي اَنْقَذَنِيْ مِنْ قَبْلِ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ ظُلْمَةٍ قَبْرِ مُرْتَهَنٍ  
وہی ذات ہے، جس نے قبر کے اندھیرے میں پھنسنے سے پہلے ہی  
مجھے (شرک و کفر سے) بچا لیا۔



## عقبہ ثانیہ کی شرطیں، اور حاضرین بیعت

**بیعت کی شرطیں** | ابن اسحق نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دی تو جنگ کے لیے بیعت کی شرطیں ان شرطوں سے علیحدہ تھیں جو عقبہ اولیٰ میں کی گئی تھیں، پہلی بیعت عورتوں کی بیعت کے الفاظ پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی۔ جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے کالے گورے کے ساتھ جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لیے بھی (عہد) لیا، اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں۔ اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لیے جنت کی قرار داد کی۔ مجھ سے عبادہ بن الولید (بن عبادۃ بن الصامت) نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ (بن الصامت) سے، جو (عقبہ دوم کے منتخب) سرداروں میں سے تھے، حدیث بیان کی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر بیعت کی۔ اور عبادہ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے، جنہوں نے آپ سے عقبہ اولیٰ میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی، توانگری، خوشی، مجبوری اور ہر قطعی حکم میں، جو ہمیں دیا جائے، اطاعت و فرماں برداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے۔ ہم جہاں کہیں بھی ہوں، حق بات کہیں گے۔ اور اللہ کے احکام کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

**اوس بن حارثہ اور بنی عبدالاشہل** | ابن اسحق نے کہا: یہ نام ہیں ان لوگوں کے، جو اوس و خزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے، اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، یہ تہتمرد تھے اور دو عورتیں۔

اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الادس میں سے تین شخص: ابید بن حصیر جو منتخب سردار تھے، یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے۔ سلمہ بن سلامہ، یہ بدر میں موجود تھے، اور ابوالہثیم بن التیمان، جن کا نام مالک تھا۔ یہ بھی بدر



میں موجود تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی حارثہ بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الادس  
بنی حارثہ بن الحارث | میں سے تین آدمی، ظہیر بن رافع بن عدی (بن زید بن جشم بن حارثہ)،  
ابو بردہ بن نیار، جن کا نام ہانی بن نیار (بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن دھبان بن غنم بن ذبیان  
بن ہمیم بن کامل بن ذہل بن ہنئی بن ہنی بن عمرو بن انخاف بن قضاعہ) جو ان کے حلیف، اور بدر میں  
حاضر تھے، ظہیر بن المہشم، جو بنی نابی بن مجدہ (بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن  
ادس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدہ بن حارثہ) میں سے تھے۔

بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الادس میں سے پانچ شخص۔ سعد بن خیشمہ، جو  
بنی عمرو بن عوف | منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ  
کر شہادت کا مرتبہ حاصل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحاق نے انھیں بنی عمرو بن عوف کی جانب منسوب کیا ہے۔ حالانکہ یہ  
بنی غنم بن اسلم میں سے تھے۔ کیونکہ بعض اوقات کوئی شخص کسی قوم میں متبنی ہوتا ہے تو وہ انھیں میں  
رہتا تھا اور انھیں کی جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: رفاعہ بن عبد المنذر (بن زہیر بن زید بن امیہ ابن زید بن مالک بن عوف بن  
عمرو) جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور احد کے روز شہید ہوئے، عبد اللہ بن جبیر (بن النعمان  
بن امیہ بن البرک) اور برک کا نام امر القیس تھا (ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الادس) بدر میں  
موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تیر اندازی کرنے  
والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعض نے امیہ بن البرک کہا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا اور معن بن عدی (بن الجعد بن العجلان بن حارثہ بن صبیعتہ) جو ان کے حلیف بنی  
ہنی میں سے تھے۔ بدر، احد، خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ اور  
ابو بکر الصدیقؓ کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

خزرج بن الحارثہ (بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) کی شاخ بنی النجار میں سے، جس  
خزرج بن الحارثہ | کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا، چھ شخص، ابوالیوب خالد بن زید  
(بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار) جو بدر، احد، خندق اور تمام مشاہد میں موجود رہے



اور عند معاویہؓ میں سرزمین روم کے اندر بہ حالت غازی انتقال کیا۔

معاذ بن الحارث (بن رفاعۃ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار) بدر احد، خندق اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ یہ عفرہ کے بیٹے تھے۔

ان کے بھائی عوف بن الحارث بھی بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔ یہ بھی عفرہ کے فرزند تھے۔ ان کے ایک اور بھائی معوذ بن الحارث تھے اور بدر میں موجود تھے۔ اسی میں شہید بھی ہوئے۔ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ابو جہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا۔ یہ بھی عفرہ کے ہی فرزند تھے۔

عمارہ بن حزم (بن زید بن لوزان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار) بدر احد، خندق اور تمام مشاہد میں موجود رہے۔ اور ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے (اسعد بن زرارہ، جو منتخب سردار تھے، بدر سے پہلے ہی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد تعمیر ہو رہی تھی، انتقال کیا۔ یہ ابو امامہ مشہور تھے۔

**بنی عمرو بن مہذول** | بنی عمرو بن مہذول بن عامر بن مالک بن النجار میں سے، سہل بن عتیک بن عمرو، جو بدر میں موجود تھے، ایک ہی شخص۔

**بنی عمرو بن مالک** | اور بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے، جو بنی حدلیہ کہلاتے ہیں، دو شخص۔ حدلیہ، مالک بن زید (مناتہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج) کی بیٹی تھی۔

اوس بن ثابت (بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناتہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار) جو بدر میں موجود تھے۔

ابو طلحہ، جن کا نام زید بن سہل (بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناتہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار) تھا۔ وہ بھی بدر میں تھے۔

بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص۔

**بنی مازن بن النجار** | قیس بن ابی صعصعہ (عمرو بن زید بن عوف بن مہذول بن عمرو بن غنم بن مازن)، جو بدر میں بھی حاضر تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انہیں لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا تھا۔

عمرو بن غزیہ (بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء بن مہذول بن عمرو بن غنم بن مازن) جملہ گیارہ آدمی بنی النجار کے عقبہ میں حاضر تھے۔



ابن ہشام نے کہا ہے: عمرو بن غزیہ (بن عمرو بن ثعلبہ بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء) جس کا ذکر ابن اسحق نے کیا ہے، وہ عمرو بن غزیہ (بن عمرو بن عطیہ بن خنساء) ہے۔

ابن اسحق نے کہا: الحارث بن الخزرج میں سے سات شخص۔

**الحارث بن الخزرج**

سعد بن الربیع، جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے، احد میں شہید ہوئے۔

خارجہ بن زید (بن ابی زبیر بن مالک بن امر القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث) بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

عبد اللہ بن رواحہ، جو منتخب سردار تھے، بدر، احد، خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں (بجز فتح مکہ اور اس کے بعد کی جنگوں کے، موجود رہے) جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امیر مقرر ہوئے تھے، وہیں شہید ہوئے۔

بشیر بن سعد (بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن النعمان بن بشیر) بدر میں حاضر تھے۔

عبد اللہ بن زید (بن ثعلبہ بن عبد ربیع بن زید (مناة) بن الحارث بن الخزرج) بدر میں موجود تھے۔ یہی صاحب ہیں، جنہیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب بیان کیا، آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا۔

خلاد بن سوید (بن ثعلبہ بن عمرو بن حارث بن امر القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج) بدر، احد اور خندق میں حاضر تھے۔ بنی قریظہ کے روز شہید ہوئے۔ بنی قریظہ کے قلعوں میں سے ایک قلعے پر سے ان پر چکی گرائی گئی۔ جس سے سر پھٹ گیا، لوگ کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **إِنَّ لَهُ لَأَجْرًا شَهِيدًا**۔ (ان کے لیے دو شہیدوں کا اجر ہے)

عقبہ بن عمرو (بن ثعلبہ بن اسیرہ بن غسیرة بن جدارة بن عوف بن الحارث بن الخزرج) جن کی کنیت ابو مسعود تھی، یہ حاضرین عقبہ میں سب سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر تھے (عہد معاویہ میں وفات پائی)

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

**بنی بیاضہ بن عامر**

زیاد بن لبید (بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ) بدر

میں بھی موجود تھے۔

فروہ بن عمرو (بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ) بدر میں بھی حاضر تھے۔ بعض نے ودفہ کہا ہے۔



ابن اسحاق نے کہا: خالد بن قیس (بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ) بدر میں بھی تھے۔

**بنی عامر بن زریق** | بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق (بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج) میں سے چار شخص۔

رافع بن مالک، منتخب سردار، ذکوان بن عبد قیس (بن خلدہ بن خالد بن عامر بن زریق) یہ صاحب (مدینہ سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے تھے اور مکہ میں آپ ہی کے ساتھ رہا کرتے تھے اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

عبادہ بن قیس (بن عامر بن خلدہ بن خالد بن عامر بن زریق) نے بدر میں حاضری دی۔

الحارث بن قیس (بن خالد بن عامر بن زریق) بدر میں بھی حاضر رہے۔

**بنی سلمہ بن سعد** | بنی سلمہ بن سعد (بن علی بن اسد بن سارۃ بن تنید بن جشم بن الخزرج) کی شاخ بنی عبید بن عدی (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے گیارہ آدمی۔

البراء بن معرور بن صخر بن خنسا بن سنان بن عبید، منتخب سردار، جن کے متعلق بنی سلمہ کا دعویٰ ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی شرطیں قبول کیں اور منوائیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

ان کے فرزند بشر بن البراء، بدر، احد اور خندق میں حاضر رہے اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکری کے زہر آلود گوشت کا ایک نوالہ کھانے کے سبب وہیں انتقال کر گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سلمہ سے دریافت فرمایا: هَنْ سَيِّدُكُمْ؟ تم میں کا سردار کون ہے؟ تو انھوں نے عرض کی: ہمارا سردار الجعد بن قیس ہے۔ اگرچہ وہ کفوس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے متعلق فرمایا تھا:-

فَأَيُّ دَأْيٍ أَكْبَرُ مِنَ الْبُخْلِ  
سَيِّدُ بَنِي سَلَمَةَ الْأَبْيَضُ الْجَعْدُ  
بَشَرُ ابْنِ الْبَرَاءِ۔  
کفوس سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے؟ بنی سلمہ کا سردار سفید گھونگر یا بے بالوں والا بشر بن البراء ہے۔

سنان بن عیینہ (بن صخر بن خنسا بن سنان بن عبید) بدر میں رہے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔  
الطفیل بن النعمان (بن خنسا بن سنان بن عبید) بدر میں موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔  
معقل بن المنذر (بن سرح بن عبید) بدر میں تھے، ان کے بھائی یزید بن المنذر، بدر میں بھی تھے، مسعود



بن یزید (بن سبیح بن خنساء بن سنان بن عبید) الضحاک بن حارثہ (بن زید بن ثعلبہ بن عبید) بدر میں بھی رہے، یزید بن خذام (بن سبیح بن خنساء بن سنان بن عبید) جباء بن صخر (بن امیر بن خنساء بن سنان بن عبید) بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض جبّار بن صخر بن امیہ بن خنساس بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: الطفیل بن مالک (بن خنساء بن سنان بن عبید) بدر میں بھی تھے۔

بنی سواد اور بنی غنم | اور بنی سواد بن غنم (بن کعب بن سلمہ) کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک (بن ابی کعب بن القین بن کعب) صرف ایک شخص۔

بنی غنم بن سواد (بن غنم بن کعب بن سلمہ) میں سے پانچ آدمی، سلیم بن عمرو (بن حدیدہ بن عمرو بن غنم) بدر میں بھی موجود تھے۔ قطیبہ بن عامر (بن حدیدہ بن عمرو بن غنم) بدر میں بھی موجود تھے۔ ان کے بھائی یزید بن عامر (بن حدیدہ بن عمرو بن غنم) جن کی کنیت ابوالمنذر تھی۔ بدر میں بھی حاضر تھے۔ ابوالیسر، جن کا نام کعب بن عمرو (بن عباد بن عمرو بن غنم) تھا۔ بدر میں بھی تھے۔ صیفی بن سواد بن عباد (بن عمرو بن غنم)

ابن ہشام نے کہا: صیفی بن سواد (بن عباد بن عمرو بن سواد) کے غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔

بنی نابی | ثعلبہ بن غنمہ (بن عدی بن نابی) بدر میں موجود تھے اور خندق میں شہید ہوئے، عمرو بن غنمہ (بن عدی بن نابی) عبس بن عامر (بن عدی بن نابی) بدر میں موجود تھے۔ ان کے حلیف عبداللہ بن انیس، جو قضاہ میں سے تھے۔ خالد بن عمرو (بن عدی بن نابی)

بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی۔

بنی حرام بن کعب | عبداللہ بن عمرو (بن حرام بن ثعلبہ بن حرام) سردار منتخب، بدر میں موجود تھے اور احد کے روز شہید ہوئے۔ ان کے فرزند جابر بن عبداللہ، معاذ بن عمرو (بن الجموح بن زید بن حرام) بدر میں بھی موجود تھے، ثابت بن الجذع اور جنذع کا نام ثعلبہ بن زید (بن الحارث بن حرام) طائف میں شہید ہوئے۔

عمیر بن الحارث (بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام) بدر میں بھی موجود تھے، ابن ہشام نے کہا: عمیر بن الحارث (بن لیدہ بن ثعلبہ)

ابن اسحاق نے کہا: ان کے حلیف خدیج بن سلامہ (بن اوس بن عمرو بن الفرافر) جو قبیلہ بلی میں



سے تھے۔

معاذ بن جبل (بن عمرو بن اوس بن اوس بن عاید بن عدی بن کعب بن عمرو بن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن سارۃ بن تنید بن جشم بن الخزرج) جو بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے، بدر اور تمام مشاہدہ میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام کے اندر طاعون پھیلا اسی سال مقام عمواس میں (ان کا) انتقال ہوا۔ بنی سلمہ نے انھیں اپنا متبنی کر لیا تھا، یہ سہل بن محمد (بن الجعد بن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ) کے مادری بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: اوس بن عباد (بن عدی بن کعب بن عمرو بن اوی بن سعد)

عوف بن خزرج | ابن اسحق نے کہا: بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن خزرج) میں سے چار آدمی۔

عبادہ بن الصامت (بن قیس بن اصرام بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف، سردار منتخب، بدر اور تمام مشاہدہ میں حاضر رہے۔

ابن ہشام نے کہا: غنم بن عوف کو ان کا جدِ امجد قرار دیا ہے، جو سالم بن عوف (بن عمرو بن عوف بن الخزرج) کا بھائی تھا۔

ابن اسحق نے کہا: عباس بن عبادہ (بن فضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف) یہ ان لوگوں میں سے تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانے میں آپ کے پاس چلے گئے اور وہاں آپ کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے، اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہتے تھے، اُحد کے روز شہید ہوئے، ان کے حلیف ابو عبد الرحمن زید بن ثعلبہ (بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عامر) جو بنی عیینہ کی شاخ بتی میں سے تھے، عمرو بن الحارث (بن لبیدہ بن عمرو بن ثعلبہ) جو قواقل کہلاتے تھے، بنی سلیم بن غنم (بن عوف بن الخزرج) میں سے تھے، جو بنی الحبلی کہلاتے تھے، دو آدمی۔

ابن ہشام نے کہا: الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا، (نہ کہ سلیم بن غنم بن عوف) بنی سلیم بن غنم | چونکہ ان کا پیٹ بڑا تھا، اس لیے الحبلی مشہور ہو گئے۔

ابن اسحق نے کہا: رفاعہ بن عمرو بن زید (بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم) بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابو الولید تھی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض رفاعہ بن مالک کہتے ہیں اور مالک، الولید بن عبد اللہ (بن مالک بن



ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحق نے کہا: ان کے حلیف عقبہ بن وہب (بن کلدہ بن الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن ہشہ بن عبد اللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان) بدر میں موجود تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے گئے تھے۔ اس لیے مہاجر انصاری کہلاتے تھے۔

ابن اسحق نے کہا: بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج میں سے دوہی شخص بنی ساعدہ بن کعب تھے، اول سعد بن عبادہ (بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ) جو سردار منتخب تھے۔

دوم منذر بن عمرو (بن خنیس بن حارثہ بن لؤذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ) سردار منتخب، بدر واحد میں حاضر رہے، بیڑ معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر مقرر فرمایا تھا۔ اسی امارت کی حالت میں شہید ہوئے۔ اور یہ اعنق للیموت کہلاتے تھے۔ یعنی موت کی جانب تیز پال سے جانے والے۔

غرض جملہ اشخاص جو بیعتہ عقبہ میں اوس و خزرج میں سے حاضر تھے، تہتر مرد تھے، دو عورتیں بھی تھیں، جن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ دونوں نے بیعت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ صرف ان سے اقرار لے لیتے تھے۔ جب وہ اقرار کر لیتیں تو آپ فرماتے :-

إِذْ هَبْنِ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ۔ جاؤ، میں نے تم سے بیعت لے لی۔

(یہ دو عورتیں) بنی مازن بن نجار میں سے تھیں، ایک نسیبہ بنت کعب (بن عمرو بن عوف بن منذر بن عمرو بن غنم بن مازن) جن کی کنیت ام عمارہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئیں، ان کے ساتھ ان کی بہن، ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید، عبد اللہ بن زید بھی حاضر رہے، حبیب کو یکساں ملے مسلمانہ الکذاب الخنفی نے گرفتار کر لیا تھا۔ وہ ان سے کہتا تھا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے، کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے؟ یہ کہتے: ہاں! پھر وہ کہتا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو یہ کہتے: میں نہیں سنتا۔ وہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا، یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہو گیا۔ وہ ان الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا



جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے۔ جب مسیلہ کا ذکر آتا تو کہتے: میں نہیں سنتا۔ غرض نسیبہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شریک ہوئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسیلہ کو قتل کرادیا۔ وہ اس حالت میں وہاں سے واپس ہوئیں، کہ تلواروں اور برہمنوں کے بارہ زخم انھیں لگے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس حدیث کی روایت مجھے نسیبہ ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ کی وساطت سے سنائی۔

بنی سلمہ میں سے (دوسری عورت) ام بنیع اسماء بنت عمرو (بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ) تھیں۔



## اذن قتال اور آغاز ہجرت

محمد بن اسحق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خونریزی آپ کے لیے حلال نہیں کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے، تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے روکرواں ہو جانے کا حکم تھا۔ قریش آپ کی قوم کے مہاجرین اور آپ کے پیروؤں پر ظلم و جبر کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انھیں دین سے متعلق صبر آزما مصیبتیں پہنچاتے رہے اور بستیوں سے نکال دیا۔ غرض آپ کے پیروؤں میں سے بعض تو اپنے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتوں میں مبتلا تھے، بعض ان کے ملاحوں میں پھنسے ہوئے تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور بعض ان سے بچنے کے لیے دوسرے شہروں میں بھاگ گئے تھے، ان میں سے ایک جماعت سرزمین حبشہ جا چکی تھی، کچھ لوگ مدینہ پہنچ گئے یا ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔

غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی اختیار کی۔ انھیں جو عزت ملنے والی تھی، اسے ٹکرا دیا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا، جو لوگ خدا کے سچے پرستار، توحید کے ماننے والے نہی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے اور دین کی مضبوطی کو تھا منے والے تھے، انھیں تکلیفیں پہنچائیں بلکہ جلا وطن کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دیدی۔ جن پر ظلم و زیادتی ہو رہی تھی، ان کے لیے مدد اور حفاظت کا اذن مل گیا۔

عروہ بن الزبیر اور دوسرے علماء سے مجھے جو کچھ پہنچا، اس میں بتایا گیا ہے کہ اس بارے میں سب سے پہلے یہ آیتیں نازل ہوئی تھیں۔

جن (مومنوں) کے خلاف ظالموں نے جنگ

کر رکھی ہے، اب انھیں بھی (اس کے جواب میں،

جنگ کی رخصت دی جاتی ہے اور اللہ ان کی

مدد کرنے پر ضرور قادر ہے۔ وہ مظلوم ہیں کہ بغیر کسی

سحق کے اپنے گھروں سے نکال دیے گئے۔ ان کا کوئی جرم

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتِلُونَ

بِأَنَّهُمْ ظَلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ

نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ۔ الَّذِينَ

أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ

إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبَّنَا اللَّهُ مَا وَلَدُوا



لَا دَفْعُ اللَّهِ لِلنَّاسِ بَعْضَهُمْ  
بِبَعْضٍ لَّهْدَمَتْ صَوَامِعُ وَ  
بِيَعُ وَصَلَوَاتُ وَ مَسَاجِدُ  
يُذَكِّرُنَّهَا اللَّهُ كَثِيرًا  
وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ  
إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ  
الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّهُمْ فِي  
الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ  
آتَوُا الزَّكَاةَ، أَمَرُوا  
بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ  
الْمُنْكَرِ وَ لِلَّهِ عَاقِبَةُ  
الْأُمُورِ

نہ تھا۔ اگر تھا تو صرف یہ کہ وہ کہتے تھے، ہمارا پروردگار  
اللہ ہے اور دیکھو اگر اللہ بعض آدمیوں کے ہاتھوں، بعض  
آدمیوں کی مافقت نہ کرتا نہ ہوتا (اور ایک گروہ کو دوسرے  
گروہ پر ظلم و تشدد کے لیے بے روک چھوڑ دیتا، تو کسی قوم  
کی عبادت گاہ محفوظ نہ رہتی، خانقاہیں، گرجے، عبادت گاہیں  
مسجدیں، جن میں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔  
سب کبھی کی ڈھائی جاہلی ہوتیں، یاد رکھو جو کوئی اللہ کی سچائی  
کی حمایت کرے گا، ضروری ہے کہ اللہ بھی اس کی مدد فرمائے  
کچھ شبہ نہیں، اللہ یقیناً قوت رکھنے والا اور سب پر غالب ہے  
(یہ مظلوم مسلمان، وہ ہیں کہ اگر ہم نے انھیں زمین میں حساب  
اتنا کر دیا (یعنی ان کا حکم چلنے لگا، تو ناز کا نظم قائم  
کریں گے، زکوٰۃ کی ادائیگی میں سرگرم ہوں گے، نیکیوں کا  
حکم دیں گے، برائیوں سے روکیں گے اور تمام باتوں کا  
انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

یعنی ان کے لیے جنگ صرف اس لیے حلال کر دی کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ لوگوں سے برتاؤ میں ان کی  
کوئی غلطی نہ تھی، بجز اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انھیں غلبہ حاصل ہوا  
انھوں نے ناز قائم کی، زکوٰۃ دی، نیکی کا حکم دیا، اور برائی سے روکا۔ اس سے مراد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔  
اس پر یہ آیت نازل فرمائی:-

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ  
فِتْنَةٌ۔

ان سے اس وقت تک جنگ کرو۔ کہ فتنہ  
باقی نہ رہے۔

یعنی ایمان داروں پر ان کے دین کے متعلق صبر آزمائی نہ ڈھاسکیں۔  
وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ۔

اور دین صرف اللہ کے لیے ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی پرستش ہو اور اس کے ساتھ غیر کی پرستش باقی نہ رہے۔  
ہجرت کا حکم ابن اسحق نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی، انصار کے



مکہ پر ہلا قبیلوں نے اسلام کی اور آپ کے متبعین کی امداد پر بیعت کی۔ اور مسلمان ان کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا کہ ہاجرا صحابہ، اور وہ مسلمان، جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے، مدینہ کی جانب نکلیں، وہاں ہجرت کر جائیں اور اپنے انصار جائیوں سے جائیں۔ فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ  
إِخْوَانًا قَدَانًا تَأْمِنُونَ بِهِمْ  
اللہ نے تمہارے لیے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم  
کر دیا ہے کہ وہاں بے خوف رہ سکو گے۔

پھر تو مکہ کی مکڑیاں نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو پروردگار مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاجرین صحابہ میں سے سب سے پہلے ہجرت  
ابو سلمہ بن عبد الاسد کرنے والے قریش کی شافع بنی مخزوم کے ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن  
عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھے، جن کا نام عبد اللہ تھا۔ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انھوں  
نے مدینہ کی جانب ہجرت کی۔ یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آ گئے  
تھے۔ جب قریش نے انھیں تکلیفیں دیں اور انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی  
تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے میرے والد اسحق بن یسار نے سلمہ بن عبد اللہ بن  
قرم سلمہ کی روایت عمر بن ابی سلمہ سے اور انھوں نے اپنی دادی ام سلمہؓ، رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم کے محل مبارک کی روایت بیان کی۔ جب ابو سلمہ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کر  
لیا تو اپنے اونٹ پر میرے لیے (ام سلمہ کے لیے) کجاوہ کسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا۔ میرے (ٹکے  
سلمہ (بن ابی سلمہ) کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھے لے کر اپنا اونٹ کھینچے ہوئے نکلے، جب انھیں  
بنی مغیرہ بن عبد اللہ (بن عمر بن مخزوم) کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف جھپٹے اور کہا: تم نے اپنی  
ذات کے متعلق تو (محبت میں) ہم پر غلبہ حاصل کر لیا (تمہیں اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو  
چاہو کرو، جہاں چاہو رہو، جو دین چاہو، اختیار کرو۔ لیکن، یہ بتاؤ کہ تمہاری اس بی بی کو ہم کیوں چھوڑیں  
کہ تم اسے لے کر شہر بہ شہر پھرو۔

انھوں نے اونٹ کی ہمارا ابو سلمہ کے ہاتھ سے چھین لیا اور مجھے ان سے لے لیا۔ تب تو ابو سلمہ  
کی جماعت بنی عبد الاسد غصے میں آ گئی اور انھوں نے کہا، جب تم نے ہمارے آدمی سے اس (کی عورت)



کو چھین لیا ہے تو واللہ! ہم بھی اپنے بچے کو اس (کی ماں) کے پاس نہ چھوڑیں گے، پھر میرے بچے سلمہ پر (ایسی) کشمکش ہونے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑے سے ہٹ گیا اور بنی عبدالاسد اسے لے کر چلے گئے، بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابو سلمہ مدینہ چلے گئے۔

میرے، میرے شوہر اور بچے میں جدائی ڈال دی گئی، یعنی ایک دوسرے سے الگ ہو گیا۔

**دردناک حالات** | میری یہ حالت ہو گئی کہ ہر روز صبح نکلتی۔ وادی میں جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی، ایک سال یا اس کے لگ بھگ یہی حالت رہی۔ یہاں تک کہ بنی مغیرہ کا ایک شخص، میرا چچیرا بھائی تھا، میرے پاس سے گزرا۔ میری حالت دیکھی تو اسے مجھ پر رحم آ گیا، اس نے بنی مغیرہ سے کہا: کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تنگ دلی محسوس نہیں کرتے کہ تم نے اس کے شوہر بیٹے، اور خود اس کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔؟ ان لوگوں نے مجھ سے کہا: اگر چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔ (جب مجھے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو) بنی عبدالاسد نے بھی میرے بچے کو لوٹا دیا۔

پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی، بچے کو گود میں بٹھالیا اور شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا۔ میں نے (دل میں) کہا کہ جو بھی مل جائے میں اسے کافی سمجھوں گی، تاکہ (کسی طرح) میں شوہر کے پاس پہنچ جاؤں۔

**عثمان بن طلحہ کی شرافت** | جب میں مقام تنعیم میں پہنچی تو بنی عبدالدار والے عثمان طلحہ بن ابی طلحہ سے ملے، اس نے کہا: اے ابوامیہ کی بیٹی! کہاں کا قصد ہے؟ میں نے کہا:

اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا: کیا تمہارے ساتھ کوئی نہیں؟ میں نے کہا: واللہ! اللہ اور اس بچے کے سوا کوئی نہیں، اس نے کہا: واللہ! تجھے (تنہا) چھوڑا نہیں جاسکتا۔ پھر اس نے اونٹ کی ہمار کپڑی۔ میرے ساتھ ہو گیا اور مجھے لے کر چلا۔ اللہ کی قسم! ایسے عرب مرد کے ساتھ میں کبھی نہیں رہی، جسے میں نے اس سے زیادہ شریف پایا ہو۔ اس کی حالت یہ تھی کہ جب منزل پر پہنچتا تو اونٹ کو بٹھاتا اور میرے پاس سے ہٹ جاتا۔ یہاں تک کہ میں اتر پڑتی تو پھر میرا اونٹ لے کر علیحدہ چلا جاتا، اس پر سے سامان اتارتا اور اسے کسی درخت سے باندھ دیتا۔ پھر الگ کسی درخت کے نیچے جا لیٹتا۔ جب کوچ کا وقت آتا تو میرے اونٹ کے پاس جاتا، لاؤ کر اس پر کجاوہ کستا۔ پھر میرے پاس سے ہٹ جاتا اور کتا کہ سوار ہو جاؤ۔ جب میں سوار ہو جاتی اور ابھی طرح بیٹھ جاتی تو آتا

لے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ تنعیم مکہ معظمہ سے چند میل ہے۔



اور اس کی ہمار پکڑ کر اسے کھینچے جاتا۔ غرض مجھے جس کسی منزل پر اتارتا، وہ میرے ساتھ ہی سلوک کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے مدینہ لاچھوڑا۔ جب اس نے قبا میں بنی عمرو بن عوف کی بستی دیکھی تو کہا: تمھارا شوہر اسی بستی میں ہے (ابو سلمہ واقعی اسی بستی میں اترے ہوئے تھے)، اللہ کا نام لے کر چلی جاؤ، اس کے بعد وہ مکہ لوٹ گیا۔

ام سلمہ کہا کرتی تھیں: خدا کی قسم! کسی اسلامی گھرانے پر ایسی مصیبتیں نازل ہونے کا مجھے علم نہیں جو ابو سلمہ کے گھرانے پر نازل ہوئیں اور میں نے عثمان بن ابی طلحہ سے زیادہ شریف ساتھی کوئی نہیں دیکھا۔ ابن اسحاق نے کہا: ابو سلمہ کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے جو مدینہ آیا، وہ عامر بن ربیعہ تھا۔ جو بنی عدی بن کعب کا حلیف تھا اور ساتھ اس کی بی بی لیل بنت ابی حثمہ (بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب) تھی۔

ان کے بعد عبداللہ بن جحش (بن رثاب بن یحمر بن صبرہ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن بنی جحش | اسد بن خزیمہ) جو بنی امیہ بن عبد شمس کا حلیف تھا، وہ اپنے گھر والوں اور اپنے بھائی عبد بن جحش کو بھی اٹھالایا، جس کی کنیت ابواحمد تھی۔ وہ نابینا تھا۔ مکہ کے بالائی حصے سے نشیبی حصے کی جانب بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتا تھا۔ القرعہ بنت ابی سفیان بن حرب اس کی زوجیت میں تھی۔ اس کی ماں امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھی۔

بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا۔ جس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے۔ وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور عباس بن عبدالمطلب اور ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اسے عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ گھر میں کوئی نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑو دھڑ کر رہے ہیں، جب اس نے یہ حالت دیکھی تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا:-

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا  
يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا التَّكْبَاءُ وَالْجُوبُ

ہر گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آگھرے گی۔ اگرچہ وہ

بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا: بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابو جہل نے کہا: ایک اکیلے شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور و غیر معروف) شخص پر کیا گریہ وزاری کرتا ہے۔



پھر اس نے کہا: یہ سب کچھ میرے بھتیجے کا کام ہے۔ اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی  
ہمارا اتحاد منتشر کر دیا اور ہمارے درمیان فی تعلقات توڑ دیے۔

غرض ابوسلمہ بن عبدالاسد عامر بن ربیعہ، عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابوالوام  
**مہاجرین و مہاجرات** | بن جحش، محلہ بنی عمرو بن عوف واقع قبایہ میں، مبشر بن عبدالمنذر بن زبیر کے پاس  
رہا کرتے تھے، اس کے بعد مہاجرین جوق در جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دودان، جو اسلام اختیار کر چکے  
تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آ گئے، عبداللہ بن جحش  
ان کے بھائی، احمد بن جحش، عکاشہ بن محسن، شجاع و عقبہ، وہب کے دونوں بیٹے اور اربد بن حمیرہ۔

منقذ بن نبیثہ، سعید بن رقیس، محرز بن فضلہ، یزید بن رقیس، قیس بن خابر، عمرو بن محسن، مالک  
بن عمرو، ثقیف بن عمرو، ربیعہ بن اکثم، زبیر بن عبیدہ، تام بن عبیدہ، سنجہ بن عبیدہ، محمد بن عبداللہ بن  
جحش اور ان کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش، ام حبیب بنت جحش، جدامہ بنت جندل، ام قیس  
بنت محسن، ام حبیب بنت ثمامہ، آمنہ بنت رقیس، سنجہ بنت تمیم، حمزہ بنت جحش (یہ سب ہجرت  
کر آئے)

ابو احمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ کے اپنی قوم کو چھوڑ کر اللہ اور اس  
**اشعار ابو احمد بن جحش** | کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت اور دعوت ہجرت کے  
بالاتفاق قبل کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:-

وَلَوْ حَلَفْتُ بَيْنَ الصَّفَا أُمِّ أَحْمَدٍ      وَمَرَدَتْهَا يَا لِلَّهِ بَرَّتْ يَمِينُهَا

اگر ام احمد صفا دمر وہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے، تو وہ اپنی قسم میں  
سچی نہ ملے گی۔

لَنَحْنُ الْأُولَىٰ لِنَايَها ثُمَّ لَمَنْزَلٍ      بِمَكَّةَ حَتَّىٰ عَادَ غُثًا سَمِينُهَا

کہ ہمیں وہ تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نے اسے اس وقت تک نہ چھوڑا  
جب تک وہاں کے موٹے و بے نہ ہو گئے (یا عزت دار ذیل نہ ہوئے)

يَهَا خَبِمَتْ غَنَمُ بْنُ دُودَانَ وَابْتَنَتْ      وَمِنْهَا غَدَتُ غَنَمٌ وَخَفَّ قَطِينُهَا

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈال دیے اور گھر بنا لیے۔ پھر بنی غنم  
نے وہاں سے صبح سویرے کوچ کر دیا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو سفر کرنا  
آسان ہو گیا۔



إِلَى اللَّهِ تَعَدُّ وَبَيْنَ مَثْنَى وَوَاحِدٍ      مُدِينِ رَسُولِ اللَّهِ بِالْحَقِّ دِيْنَهَا  
ایک ایک، دو دو، اللہ کی طرف (ہجرت کر کے) چلے جا رہے ہیں اور اللہ کے  
رسول کا سچا دین ان کا دین بن گیا ہے۔

مزید اشعار | ابوالاحمد بن جحش نے یہ بھی کہا:-

لَمَّا رَأَيْتُنِي أُمَّ أَحْمَدَ غَادِيًا      بِدِيْنَةٍ مِّنْ أَخْشَىٰ بَغِيْبٍ دَارَهُبٍ

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے بھروسے پر صبح سویرے سفر

کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا، جس سے میں بے دیکھے ڈرتا ہوں۔ اور کانپتا ہوں۔

تَقُولُ فَمَا كُنْتَ لَا بُدَّ فَا عِلًا      فَيَتَمُّ بِنَا الْبُلْدَانِ دَلْتُنَا

تو کہتی ہے کہ تمہیں سفر کرنا ہی ہے تو شرب سے دور دوسرے ملک میں

بہیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ دَجْهَنَا      فَمَا يَشَاءُ الرَّحْمَنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ

تو میں نے اس سے کہا (میں نے دوسرے ملک کو ہم نہ جائیں گے) بلکہ

غیرب ہی ہماری توجہ کا قبلہ ہے اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) رحمن جو چاہتا ہے،

بندہ وہی کام کرتا ہے۔

إِلَى اللَّهِ دَجْهِي وَالرَّسُولِ دَمْنُ يُقِيمُ      إِلَى اللَّهِ يَوْمًا دَجْهَهُ لَا يُخَيِّبُ

میری توجہ اللہ اور رسول کی جانب ہے۔ اللہ کی جانب جو شخص بھی کبھی توجہ

کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَبِيْبٍ مِّنَّا حَبِيْمٍ      دَنَا صِيْحَةً تَبْكِي بِدَمْعٍ وَتَنْدَبُ

اور ہم نے کتنے خیر خواہ کاڑھے دوستوں اور خیر خواہ آنسو ہاتی اور چھتی ہلاتی

ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَدْرِي أَنَّ وَتَدْلَا نَائِيْنَا عَنْ يَدَايِنَا      وَنَحْنُ نَدْرِي أَنَّ الرِّغَائِيْبَ نَطْلُبُ

وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں سے دور ہونا اکیلے ہو جانا ہے اور ہم خیال

کرتے ہیں کہ ہم پسندیدہ چیزیں طلب کر رہے ہیں۔

دَعَوْتُ بَنِي غَنَمٍ لِيَحْقِنَ دِمَا يَتِيْعُهُ      وَلِلْحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلتَّائِيْنَ مَلْحَبُ

میں نے بنی غنم کو ان کی جانوں کی حفاظت اور حق کی جانب دعوت دی، جب



لوگوں کے لیے صاف راستہ ہو گیا۔

أَجَابُوا بِحَمْدِ اللَّهِ لَمَّا دَعَاهُمْ إِلَى الْحَقِّ دَائِعٍ وَالنَّجَاةِ فَادْعَبُوا

اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انھیں بلانے والے نے حق کی طرف، اور

نجات کی جانب دعوت دی تو سبھی نے اسے قبول کیا۔

وَكُنَّا أَصْحَابًا لَّنَا فَارَقُوا الْهَضَاةَ أَعَانُوا عَلَيْنَا بِالسَّلَاحِ وَأَجْلَبُوا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی، جنھوں نے حق سے علم کی اختیار کی،

ہمارے خلاف دوسروں کی اعانت کی اور ہتھیاروں سے مدد دی، ایسی مثال تھی،

كَفُوجَيْنِ أَمَّا مِنْهُمَا فَمَوْقِفٌ عَلَى الْحَقِّ مَهْدِيٌّ دَفُوجٌ مُعَذِّبٌ

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق سے ہدایت یافتہ ہے۔

اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔

كَلَفُوا وَتَمَتُّوا كَذِبَةً دَاذَلَهُمُ عَنِ الْحَقِّ إِبْلِيسُ فَنَابُوا وَخَيَّبُوا

انھوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تناوٹ میں رہ گئے، ابلیس نے حق کی راہ سے

ان کے قدم پھینکا دیے تو وہ محروم رہے اور محروم کر دیے گئے۔

دُرُّعْنَا إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ قَطَابٌ دَلَاةٌ الْحَقِّ مِمَّا وَطَّيَبُوا

ہم پیغمبر خدا، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کی طرف لوٹے، حق کی سرپرستی

کرنے والے پاک و صاف ہو گئے، اور پاک و صاف کر دیے گئے۔

تَمَّتْ بِأَرْحَامِهِ الْيَحْيَى قَرِيبَةً وَلَا قُرْبَ يَا أَرْحَامَ إِذْ لَا تَقْرَبُ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔

اور ان رشتوں سے کوئی قرب حاصل نہیں ہوتی، جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

فَأَيُّ بَنٍ أُخْتٍ بَعْدَنَا يَا مَنْتَكُمُ دَايَّةٌ صَحْبُهُ بَعْدَ عَمْرِي تُرْقَبُ

پھر اس کے بعد کونسا بھانجا تم پر بھروسہ کرے گا۔ اور میرے سمدھیانے کے (سے)

تعلقات کے، بعد کس سمدھیانے سے امید کی جاسکے گی۔

سَتَعْلَمُ يَوْمَآ أَيْنَا إِذْ تَزَايَلُوا وَزَيَّلَ أَمْرُ النَّاسِ لِلْحَقِّ أَصَوَّبُ

جب لوگ متفرق ہو جائیں گے اور ان کے درمیانی تعلقات منقطع ہو جائیں گے

تو اس روز تمہیں معلوم ہوگا کہ ہم میں سے کون حق کے راستے پر زیادہ سیدھا چلنے والا ہے۔



ابن ہشام نے کہا: کہ اس کے جن شعروں میں "ولتثناء یثرب اور اذ لا تقرب ہے، وہ ابن اسحاق کے سوا دوسروں سے مروی ہیں، نیز اس کے شعر میں جو "اذ" ہے، اس کے معنی "اذ" کے ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ - یعنی اس وقت جب ظالموں کو کھڑا کیا جائے گا۔

الہو النعم العجلی نے کہا ہے:-

ثُمَّ جَزَاهُ اللَّهُ عَنَّا إِذْ جَزَى جَنَّتَابِ عَدْنٍ فِي الْعَلَاوِي وَالْعَلَا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو بالا خانوں میں

سدا بہار باغ اور اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔



## مہاجرین کی ہجرت اور قیام گاہیں !

**عمرؓ کی روایت** | ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد عمرؓ بن الخطاب اور عیاشؓ بن ابی ربیعہ المخزومی نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ نافعؓ نے جو عبد اللہ بن عمرؓ سے (جن کے آزاد کردہ وہ تھے) اور انھوں نے اپنے والد عمرؓ بن الخطاب کی روایت بیان کی، جب ہم نے یمنی میں نے حضرت عمرؓ نے عیاشؓ بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص بن وائل السہمی نے مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کیا تو مقام سرف سے اوپر اضاۃ بنی غفار کے قریب خاردار درختوں کے پاس ملنے کا وعدہ کیا یہ بھی طے ہو گیا کہ ہم میں سے جو شخص صبح وہاں نہ پہنچا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اسے جبراً روک لیا گیا۔ دونوں ساتھیوں کو چاہیے کہ چلے جائیں۔

دوسرے روز صبح میں اور عیاشؓ بن ربیعہ موعودہ مقام پر پہنچ گئے۔ ہشام کو جبراً روک لیا گیا۔ بڑے فتنے میں پھنس گئے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو نبی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اترے۔ ابو جہل بن ہشام اور حارث بن ہشام نکل کر عیاشؓ بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے۔ یہ ان دونوں کے چھیرے بھائی بھی ہوتے تھے اور مادری بھائی بھی۔

**ابو جہل اور حارث کا فریب** | وہ دونوں ہمارے پاس مدینہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں تھے۔ انھوں نے عیاشؓ سے کہا: تمھاری ماں نے قسم کھالی ہے کہ وہ سر میں کنگھی نہ کرے گی، جب تک تمھیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے سایے میں نہ جائے گی، جب تک تم سے نہ مل لے۔ عیاشؓ کو اپنی والدہ پر رحم آیا۔ میں (حضرت عمرؓ) نے ان سے کہا: اے عیاشؓ! واللہ یہ لوگ تمھیں تمھارے دین سے روگرداں کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔ واللہ! اگر تمھاری ماں کو جو میں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہوگی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔ ہشام نے کہا: میں اپنی ماں کی قسم پوری کر دوں گا، میرا لے سرف۔ مکہ معظمہ سے سات آٹھ یا نو دس میل پر ایک مقام بہ سمت مدینہ منورہ ہے۔ جہاں ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے۔



وہاں کچھ مال ہے، اسے بھی لے لوں گا، میں حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں؟ میں تمہیں اپنا آدھا مال دیے دیتا ہوں مگر ان کے ساتھ واپس نہ جاؤ۔

انہوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ جانے پر اصرار کیا جب

ان سے کہا: اگر تم نے وہی کیا، جو کرنا چاہتے ہو تو میری یہ اونٹنی لے لو کہ یہ منتخب اور مرضی کے مطابق چلنے والی ہے، اس کی پیٹھ پر سے نہ اترنا۔ اگر تمہیں ان لوگوں سے کسی طرح کا دھوکا معلوم ہو تو اس اونٹنی پر بیچ نکلتا۔

اس کے بعد عیاش اسی اونٹنی پر ان دونوں کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب یہ لوگ چلے تو راستے میں ایک مقام پر ان سے ابو جہل نے کہا: واللہ! میں نے اپنے اس اونٹ پر بہت بوجھ لا دیا ہے، کیا تم اپنی اونٹنی تھوڑی دیر کے لیے نہ بیٹھنے دو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ چنانچہ انہوں نے اونٹنی کو بٹھایا اور ان دونوں نے بھی اونٹ بٹھائے تاکہ ایک دوسرے کی سواری پر بیٹھ جائے۔

جب تینوں کے تینوں زمین پر اتر آئے تو ان دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا۔ مل کر رستی میں باندھ لیا۔ اور انہیں لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور انہیں بڑی تکلیفیں دیں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عیاش بن ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں (ابو جہل اور حارث) جب انہیں لیے مکہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت باندھے ہوئے لائے تو انہوں نے کہا: مکہ والو! اپنے یہودہ لوگوں سے اسی طرح کا سلوک کرو جس طرح ہم نے اپنے اس یہودہ عزیز سے کیا ہے؟

ابن اسحاق نے کہا: نافع نے عبد اللہ بن عمرؓ سے اور انہوں نے حضرت

رحمت باری تعالیٰ عمرؓ سے ایک حدیث کی روایت میں حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزمائی تکلیفوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں، اللہ اس کے نہ فرائض قبول کرتا ہے، نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے، جو اللہ کو سچا پتنے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائیں، فرمایا: لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی باتوں کے متعلق جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے، اللہ عز و جل نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔



قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا  
عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن  
رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ  
جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْعَفُوفُ الرَّحِيمُ  
وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ  
مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ  
ثُمَّ لَا تَتَضَرَّوْنَ ۚ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ  
مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ مَن  
قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً  
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۚ

(۵۵-۵۴:۳۹)

(اے نبی) ان لوگوں سے کہہ دے جنہوں نے  
اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے  
ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو  
ڈھانک لیتا ہے۔ بے شبہ وہ بڑا خطا پوش اور  
بڑا رحم والا ہے اور تم پر عذاب آنے سے پہلے  
تم لوگ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور  
اس کے فرمانبردار بنو اور نہ عذاب آنے کے بعد  
پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی اور جو بہترین  
چیز تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف  
اتاری گئی ہے، اس کی پیروی اس وقت سے پہلے  
کر لو کہ تم پر چنانک عذاب آجائے اور تمہیں اس  
کا شعور بھی نہ ہو۔

ہشام کا مدنیہ پہنچنا (حضرت عمرؓ نے فرمایا: پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط میں یہ آیتیں  
لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا: ہشام ابن العاص نے  
کہا: جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں انہیں مقام ذی طوسیٰ میں پڑھتا اور نشیب و فراز میں  
چڑھتا اترتا چلا جاتا تھا۔ مگر ان کا مطلب میری سمجھ میں کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا، یہاں تک  
کہ میں نے دل میں کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے، پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں  
ہماری ہی نسبت اتری ہیں میں اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدنیہ میں رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے جا ملا۔

ایک اور روایت ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا، جس پر میں بھروسہ رکھتا  
ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا:

مَنْ لِي بِعِيَاشِ بْنِ أَبِي ذَبِيحَةَ  
وَهِشَامِ بْنِ الْعَاصِ  
عِيَاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ وَهِشَامِ بْنِ الْعَاصِ  
لَانِي كِي غَزِيٍّ سَعَى كُون تِيَارِ هِي -

ولید بن ولید بن المغیرہ نے عرض کی، میں آپ کے پاس انہیں لائے کے لیے تیار ہوں، اس کے

لے مکہ معظمہ کے نشیبی حصے کا ایک مقام۔



بعد وہ مکہ جانے کو نکل کھڑے ہوئے اور چھپ کر وہاں پہنچے۔ ایک عورت سے ملے، جو کھانا لے جا رہی تھی۔ اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے؟ جواب ملا: میں ان دو قیدیوں کے پاس جا رہی ہوں، ولید اس کے پیچھے ہو لیے اس مقام کو پہچان لیا، جہاں وہ قید تھے۔ وہ ایسا مکان تھا جس کے اوپر چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھانسی کر ولید ان کے پاس پہنچے۔ ایک سفید سخت پتھر (مردہ) لے کر ان کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے انھیں کاٹ دیا۔ اسی لیے ان کی تلوار کو ذوالمرۃ کہا جاتا تھا۔ پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کرایا اور انھیں لیے ہوئے اونٹ کو ہانکتے چلے بھڑک کھائی تو ان کی انگلی خون آلود ہو گئی اور کہا:

مَا أَنْتَ إِلَّا أَصْبَعٌ دَمِيَّتٌ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا لَقَيْتَ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف (ذرا سا) خون بہ گیا اور یہ جو تجھے (تکلیف)

پہنچی، اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (لہذا اس سے ذرا ناخوش نہ ہونا چاہیے)۔

پھر ان دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے۔

ابن اسحاق نے کہا: عمر بن الخطاب، آپ کے اہل خانہ اور قبیلے والے لوگ مدینہ پہنچ گئے۔ یعنی آپ کے بھائی زید بن الخطاب نیز سراقہ بن

**مہاجرین کی فرودگاہیں**

المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبد اللہ، خنیس بن حذافہ السہمی، جو آپ کے داماد اور حفصہ کے پہلے شوہر تھے، جن کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کو اپنی زوجیت میں لیا۔ سعید بن زید (بن عمرو بن نفیل) ان کے حلیف و اقد بن عبد اللہ تھے، ان کے دونوں حلیف خولہ بن ابی خولہ اور مالک بن ابی خولہ (ابن ہشام نے کہا: ابو خولہ بنی عجل بن بحیم بن صعیب بن علی بن کجر بن وائل میں سے تھے)۔

ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس، عاتل، عامر اور خالد، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قبائل رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر کے پاس اترے۔ عیاش بن ابی رعبہ بھی جب مدینہ آئے تو عمرہ کے ساتھ رفاعہ ہی کے گھر ٹھہرے، اس کے بعد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا تو طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان اور صہیب بن سنان، بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف کے پاس مقام سح میں اترے۔

بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ بنی نجار والے سعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: ابو عثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی، انھوں نے کہا: **صہیب کا ایشار** مجھے اطلاع ملی کہ جب صہیب نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے



کہا: تم ہمارے پاس بھک منگوں کی (سی) حالت میں آئے تھے، ہمارے پاس رہ کر مالدار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمھاری ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ! یہ تو نہ ہو سکے گا۔ صہیب نے ان سے کہا: اچھا یہ تباؤ کہ اگر میں اپنا سارا مال تمھیں دے دوں تو میری راہ میں تو حائل نہ ہو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں (یہ ہو سکتا ہے) تو صہیب نے کہا: میں نے اپنا سارا مال تمھیں دے دیا۔ راوی نے کہا: یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا:

رَبِّحْ صُهَيْبٌ دَرَجَةً صُهَيْبٌ  
صُهَيْبٌ فَاُدَّعٰی مِّنْ رَّبِّهِ صُهَيْبٌ فَاُدَّعٰی مِّنْ رَّبِّهِ

ابن اسحاق نے کہا: حمزہ بن عبد المطلب، زید بن حارثہ اور حمزہ کے دونوں حلیف ابو مرثد کثار بن حصن غنوی (ابن ہشام کے نزدیک بعض ابن حصین کہتے ہیں)۔

ان کے بیٹے مرثد غنوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ اور ابو کبشہ بنی عمر بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس قبایں اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ صحیح نہیں) بلکہ یہ لوگ سعد بن خثمہ کے پاس اترے۔ بعض کہتے ہیں، بلکہ حمزہ بن عبد المطلب بنی نجار والے سعد بن زرارہ کے پاس اترے۔ غرض روایتیں مختلف ہیں۔ عبیدہ بن الحارث بن عبد المطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل اور حصین مسطح بن اثاثہ (بن عباد بن المطلب) بنی عبدالدار والے سویط بن سعد بن حرملہ، بنی عبد بن قسّی والے طلیب بن عمیر عقبہ بن غزوہ ان کے آزاد کردہ خباب، العجلان والے عبد اللہ بن سلمہ کے پاس قبایں ٹھہرے۔ عبدالرحمن بن عوف، دوسرے مہاجرین کے ساتھ، بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع کے پاس بلحارث ہی کے احاطے میں، زبیر بن العوام اور ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ، منذر بن عقبہ بن اُحیثہ بن الجلاح کے پاس بہ مقام عصبہ بنی جحجی کے احاطے میں، بنی عبدالدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان کے پاس، بنی عبدالاشہل کے احاطے میں۔ ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم (ابن ہشام نے کہا: سالم بن ابی حذیفہ ثبیئہ بنت یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الادس کے آزاد کردہ تھے۔ جب اس نے انھیں آزاد کیا، الگ ہو کر ابو حذیفہ بن عقبہ کے پاس آگئے اور انھوں نے انھیں متبثی بنایا، اسی لیے ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کہلانے لگے۔ بعض کہتے ہیں کہ ثبیئہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عقبہ کی زوجیت میں تھی، اس نے

۱۔ ان کی کنیت ابوسروح یا ابو مشروح تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہدین شریک رہے۔ خلافت صدیقی میں وفات پائی ۱۷۰ھ ان کا نام سلیم تھا۔ بدر اور دوسرے مشاہدین شریک رہے۔ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔



سالم کو آزاد کیا، اس لیے سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ کھلانے لگے۔

عتبہ بن غزوہ بن جابر بنی عبدالاشہل والے عباد بن بشر بن وقش کے پاس بنی عبدالاشہل کے  
حاطے میں، اور عثمان بن عفان، حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی النجار  
کے احاطے میں اترے۔ یہی وجہ ہے کہ حسان، حضرت عثمانؓ سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ کو شہید  
کیا گیا تو حسان نے آپ کا ماتم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ مہاجرین کے بے بیاہ افراد خیمہ کے پاس اترے  
کیونکہ وہ خود بھی بے بیاہ تھے۔ اللہ ہی کو علم ہے کہ کون سی بات صحیح ہے۔



## رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

**اجازت کا انتظار** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے نکل کر جانے کے بعد مکہ ہی میں ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرماتے رہے اور مہاجرین میں سے علی بن ابی طالب اور ابو بکر بن ابی قحافہ الصدیق رضی اللہ عنہما کے سوا مکہ میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہا جو لوگ گرفتار کر لیے گئے یا انہیں صبر آزما تکلیفوں میں مبتلا کر دیا گیا۔ وہ مستثنیٰ ہیں، ابو بکرؓ بار بار رسول اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے تو آپ فرماتے:

لَا تَجْعَلْ لَعَلَّ اللَّهُ يَجْعَلَ لَكَ مَصَاحِبًا جلدی نہ کرو، شاید اللہ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

ابو بکرؓ کو امید ہوتی تھی کہ آپ ہی ہوں گے۔

**قریش کا مشورہ** | ابن اسحق نے کہا: جب قریش نے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہو گئی جو غیروں اور مکہ سے باہر کے لوگوں پر مشتمل ہے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ آپ کے صحابہؓ ہجرت کر کے ان سے جاملے تو انہوں (قریش) نے جان لیا کہ ان لوگوں (صحابہؓ) نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا ہے۔ اب انہیں خوف پیدا ہوا کہ خود ان پر چڑھائی ہوگی، اور جنگ کا سروسامان ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ سب دارالندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے۔ یہ دارالندوہ قسطنطین بن کلاب کا گھر تھا، جس میں مشورہ کیے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہیں کرتے تھے جب انہیں خوف ہوا تو مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کریں؟

**”یوم الزحمر“** | ابن اسحاق نے کہا: ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنہیں میں چھوٹا نہیں سمجھتا، عبداللہ بن ابی نخیج سے، انہوں نے ابو العجاج مجاہد بن جبرؓ وغیرہ سے، جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے سن کر مجھ سے بیان کیا: کفار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا۔ دارالندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشورہ کرنے کی

جلد اول



قرارداد ہو گئی اور وہ دن آیا جو قرار داد میں طے ہو چکا تھا تو اس دن کا نام یوم الزمۃ رکھا گیا۔

**ابلیس کی شکل شیخ نجد** | ان لوگوں سے ابلیس ایک خوش شکل بوڑھے کی شکل میں آ ملا، اس نے ایک موٹی چادر اوڑھ رکھی تھی اور دارالندہ کے دروازے پر آکر کھڑا ہو گیا۔

سے دروازے پر کھڑا دیکھا تو پوچھا: بڑے میاں، تم کون ہو؟ اس نے کہا میں نجد والوں میں سے ایک شیخ ہوں۔ سنا تھا کہ آپ لوگ ایک قرارداد کے مطابق جمع ہوئے ہیں، میں بھی چلا آیا کہ جو کچھ کہو، سنوں۔ رائے وہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کروں، انھوں نے کہا: اچھی بات ہے آؤ، آفرود بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا۔

**شرکائے مشورہ** | وہاں قریش کے سرغنہ جمع تھے۔ بنی عبد شمس میں سے عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب۔ بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی حبیرہ بن معطم اور حارث بن عامر بن نوفل۔ بنی عبدالدار بن قصی میں سے نصر بن الحارث بن کلدہ۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابو البختری بن ہشام، زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام۔ بنی مخزوم میں سے بوجہل بن ہشام۔ بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور نبیہ۔ بنی جمح میں سے امیہ بن خلف وراں کے ساتھی۔ نیز قریش سے دوسرے لوگ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

**حبس کی تجویز** | اس کے بعد ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو دیکھ ہی چکے ہو۔ واللہ! اب ہمارے سوا دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کی معیت میں ہم اپنے اوپر حملے سے بے خوف نہیں رہ سکتے، اس لیے سب مل کر کوئی رائے سوچو!

راوی نے کہا: سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: اسے لوہے کی ہتھکڑیوں اور پیرٹیوں میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو، جس طرح اس سے پیشتر کے شاعروں مثلاً زہیر، نابغہ پر موت آئی۔

شیخ نجدی نے کہا: نہیں، واللہ! تمہاری یہ رائے ٹھیک نہیں۔ اگر ہم نے اسے قید رکھا، جس طرح تم کہہ رہے ہو تو اس کا حکم بند دروازے کے باہر اس کے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں، اسے تمہارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں، اس کے ذریعے سے وہ اپنی تعداد تمہارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمہاری حکومت پر غلبہ حاصل کر لیں۔ یہ رائے تمہارے لیے کوئی ٹھیک نہیں، کوئی اور تدبیر سوچو۔

**اضراج کی تجویز** | پھر انھوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا: اسے اپنے پاس سے



نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے جلا وطن کر دیں۔ جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ ہمیں کوئی پروا نہ ہونی چاہیے کہ وہ کہاں جاتا ہے یا کہاں جا رہا ہے۔ جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی سروکار نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی درستی اس طرح کر لیں گے، جس طرح پہلے تھی۔ شیخ نجدی نے کہا: نہیں! واللہ! تمہاری یہ رائے بھی ٹھیک نہیں۔ کیا تم نے اس کی شیرینی گنثار، ختمی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس طرح کی پیش کردہ چیز کا غلبہ نہیں دیکھا؟ واللہ! اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے ڈر ہے، وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھہرے گا، اس پر اپنے کلام و گنثار سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے۔ پھر انھیں لے کر تم پر چڑھائے گا۔ ان کے ذریعے سے تمہیں پامال کرے گا۔ کوئی اور رائے سوچو۔

راوی نے کہا: کہ ابو جہل بن ہشام نے کہا: واللہ! میری اس کے متعلق ایک رائے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اب تک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا، اے ابو الحکم وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک ایک جوان مرد، نو عمر قوی، شریف النسب لے لیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار بھی دے دیں۔ یہ سب اس کے پاس پہنچیں، تلواروں سے اس طرح ایک ساتھ ماریں، گویا ایک ہی شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اسے قتل کر دیں۔ پھر ہم اس سے چپن پاسکیں گے، کیونکہ اس طرح اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا، بنی عبدمناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے۔ ہم سے خونبھا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انھیں خونبھا دے دیں گے۔

راوی نے کہا: شیخ نجدی بولا: بات تو بس یہی ہے، جو اس شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جو اس کے سوا اور کوئی رائے ٹھیک نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور کہا آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں، جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

راوی نے کہا: جب رات کا اندھیرا ہوا تو قریش کے منتخب جوان آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرتے لگے کہ آپ سو جائیں تو حملہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا: تم میرے بستر پر لیٹ جا میری یہ سبز حقیری چادر اوڑھ لو اور اسی چادر میں سو جاؤ، ان کی طرف سے کوئی ناپسندیدہ چیز تم تک پہنچ نہ سکے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی چادر اوڑھ کر آرام فرمایا کرتے تھے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت بیان کی کہ جب وہ سب کے سب آپ

کے دروازے پر جمع ہو گئے، جن میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے احکام کی پیروی کرو تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو تمہارے لیے اردن کے باغوں کے سے باغ ہوں گے۔ اگر تم نے یہ نہ کیا تو تمہیں قتل اور ذبح کرنا جائز ہو جائے گا اور جب تم اپنے مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمہارے لیے آگ ہوگی، جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

راوی نے کہا: اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے باہر نکلے اور مٹھی بھر خاک لے کر فرمایا:

نَعَمْ اَنَا اَقُولُ ذَلِكَ ، اَنْتَ  
اَحَدُهُمْ ۔

ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی انہیں میں  
کا ایک ہے جو آگ میں جلائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائیاں چھین لیں اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے اور سورۃ یسین کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

يَسْ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ اِنَّكَ  
لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ  
مُّسْتَقِيمٍ ۝ (الی قولہ) وَجَعَلْنَا مِنْ  
بَيْنِ اَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ  
سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ فَمَا لَا يُبْصِرُوْنَ  
(۸۰-۱:۳۶)

یس۔ (اے انسان کامل) حکمت دلے قرآن کی قسم  
تو (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوؤں میں سے ہے  
(اور) سیدھے راستے پر ہے (ان آیتوں تک آپ  
نے تلاوت فرمائی) اور ہم نے ان کے آگے اور ان  
کے پیچھے ایک قسم کی روک بنا دی ہے اور ان (کی  
آنکھوں) پر پردے ڈال دیے ہیں کہ وہ دیکھتے ہی  
نہیں۔

ایک شخص کی اطلاع | یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ  
ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا، جس کے سر پر آپ نے خاک

نہ ڈالی ہو۔ اس کے بعد پٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے، چلے گئے، پھر ان کے پاس ایک شخص آیا، جو  
ان میں سے نہ تھا اور کہا: تم لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)،  
کا، اس نے کہا: اللہ نے تمہیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے سامنے نکل گیا اور تم میں  
جلد اول



سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو، پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ رہے؟

راوی نے کہا: ان میں سے ہر شخص نے ہاتھ سر پر رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے۔ پھر وہ لوگ (دیواروں پر) چڑھ کر جھانکنے لگے تو بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے علیؑ کو دیکھا اور کہنے لگے: واللہ! بے شبہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک وہ اسی حالت میں رہے، یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علیؑ بستر پر سے اٹھے۔ انھوں نے کہا: واللہ کہنے والے نے سچ کہا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: جو لوگ آپ (کے قتل) کے لیے جمع ہو گئے تھے ان کے متعلق اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی

### قرآن مجید کے ارشادات

آیتیں نازل فرمائیں، ان میں سے یہ بھی ہے:

وَإِذْ يَبْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا  
لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ  
وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ  
الْمُكْرِينَ ۝

(۸ : ۳۰)

اور (اے پیغمبر!) وہ وقت یاد کرو، جب (مکرمین) کافر بخلاف اپنی چھپی تدبیروں میں لگے تھے تاکہ تجھے گرفتار کر رکھیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں اور وہ اپنی مخفی تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ اپنی مخفی تدبیریں کر رہا تھا اور اللہ بہتر تدبیریں کرنے والا ہے۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے:

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرْتَلُ بِهِ  
رَبِّبَ الْمَنُونِ ۝ قُلْ تَدْرِبُونَ أَفَانِي  
مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرْتِلِينَ ۝

(۵۲ : ۳۰-۳۱)

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے۔ ہم اس کی موت کے حادثے کے منتظر رہیں گے (اے نبی!) تو کہہ دے کہ تم بھی انتظار کرو اور بے شبہ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں (تم میرا انجام دیکھتے رہو میں تمہارا انجام دیکھتا ہوں)

ابن ہشام نے کہا: کہ منون کے معنی موت کے ہیں، ربیب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ

موت ہے ابو ذؤیب ہذلی نے کہا ہے:

أَمِنَ الْمَنُونِ وَرَبَّيْهَا تَتَوَجَّعُ  
وَالدَّاهِرُ لَيْسَ بِمُعْتَبَرٍ مِّنْ تَجَزَّعٍ

جلد اول



کیا تو موت اور موت کے نزول سے دردمند ہے؟ حالانکہ زمانہ گھبرانے

والوں یا دردمندوں سے اپنا عتاب دور نہیں کر دیتا۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے:

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تیاری | ابن اسحاق نے کہا: (جس وقت) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالدار شخص تھے اور جب

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا،

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهُ يَجْعَلَ لَكَ

جلدی نہ کر و شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی

ساتھی پیدا کر دے۔

صَاحِبًا

آپ کو اُمید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات مبارک

ہی ہوگی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دواؤں، ٹنیاں خرید لیں اور انھیں اپنے گھر ہی میں

چارا ڈالتے رہے۔ مقصد یہی تھا کہ ان سے سفر ہجرت میں کام لیا جائے۔



## سفر ہجرت

**ہجرت کی اجازت** | ابن اسحاق نے کہا: مجھے ایسے شخص نے، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت سن کر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کے گھر آنے میں کبھی تاثر نہ فرماتے تھے دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام، یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس میں اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت مرحمت فرمائی اور آپ مکہ اور قوم سے نکل گئے۔ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر کو تشریف لائے، حالانکہ اس وقت تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔

جب آپ کو ابو بکرؓ نے دیکھا تو کہا: اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لائے۔ . . . . آپ اندر داخل ہوئے تو ابو بکرؓ آپ کے لیے اپنے تخت سے بٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ ابو بکرؓ کے پاس میں (ام المؤمنین عائشہؓ) اور میری بہن اسماء کے سوا کوئی نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَخْرَجْ عَنِّي مَنْ عِنْدَكَ (جو لوگ تمہارے پاس ہوں، انھیں میرے پاس سے ہٹا دو)۔

ابو بکرؓ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، صرف میری بیٹیاں ہیں، ان کے رہنے میں کیا صرح ہے؟ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اٰذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ وَالْهَجْرَةِ (اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی اجازت مجھے دے دی ہے)۔

ابو بکرؓ نے عرض کی:

الصُّحْبَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: اے اللہ کے رسول! (کیا میں بھی آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں؟) فرمایا: الصُّحْبَةُ (ہاں تم بھی) ساتھ رہو گے۔

**ابو بکرؓ کے انتظامات** | ام المؤمنین نے کہا: مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص خوشی سے روتا ہے، حتیٰ کہ میں نے اس روز اپنے



والد ابو بکرؓ کو دیکھا۔ وہ رو رہے تھے۔ پھر عرض کی: اے اللہ کے نبیؐ، یہ دونوں اونٹنیاں ہیں، جو میں نے  
اسی روز کے لیے رکھی تھیں۔ اس کے بعد آپؐ دونوں نے عبد اللہ بن ارقط کو، جو بنی دامل بن بکر کا ایک  
شخص تھا، اس کی ماں بنی سم بن عمرو کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا، راستہ بتانے کے لیے اجرت پر  
مٹھرایا۔ دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انھیں ایک وقت  
مقررہ تک کے لیے چرائے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہجرت سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی  
خبر علی بن ابی طالب، ابو بکر الصدیق اور آل ابو بکرؓ کے سوا کسی کو نہ ہوئی، علیؓ کو تو میری اطلاع کے  
مطابق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی خبر سنا کر حکم دے دیا تھا کہ مکہ میں رہیں اور لوگوں  
کی جو باتیں، آپؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس رہا کرتی تھیں، وہ سب کو واپس دے دیں۔  
اہل مکہ کا دستور تھا کہ جس چیز کے تلف ہونے کا کسی کو خوف ہوتا۔ وہ آپؐ کے پاس رکھ دیتا، کیونکہ  
آپؐ کی دیانت اور سچائی سب پر آشکارا تھی، صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا عزم فرمایا  
تو ابو بکرؓ بن ابی قحافہ کے گھر تشریف لائے۔ گھر کے پیچھے کی کھڑکی سے  
دونوں نکلے اور کوہ ثور کے ایک غار کا قصد فرمایا، جو مکہ کے نشیبی (جنوبی) جانب ہے۔ دونوں اس  
میں داخل ہو گئے۔ ابو بکرؓ نے اپنے فرزند عبد اللہ کو حکم دیا تھا کہ دن میں لوگ دونوں رسول اللہ  
صلعم اور ابو بکرؓ کے متعلق جو باتیں کریں، سنتے رہیں اور شام کو اگر دن بھر کی خبریں پہنچا جائیں، نیز  
اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم دے دیا تھا کہ آپؐ کی (ابو بکرؓ کی) بکریاں دن میں چراتا رہے  
اور شام کے وقت انھیں غار کے پاس لے آیا کرے۔ شام ہی کے وقت اسما بنت ابی بکرؓ کھانا  
لے آئیں۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا، حسن بن ابی الحسن نے کہا: رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ غار کے پاس رات کے وقت پہنچے تو پہلے ابو بکرؓ اندر گئے۔ غار کو یہ  
دیکھنے کے لیے (ادھر ادھر اٹھولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے  
میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچائیں۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھ ابو بکرؓ غار میں  
خورد و نوش | تین روز رہے قریش نے جب آپؐ کو نہ پایا تو آپؐ کے متعلق ایک سو اونٹ  
جداقل



اس شخص کے لیے مقرر کیے، جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے۔ عبد اللہ بن ابی بکرؓ دن میں قریش کے ساتھ رہا کرتے تھے جو کچھ مشورے ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے متعلق جو کچھ کہتے، سب سنتے، شام ہو جاتی تو تمام خبریں پہنچا جاتے۔ ابو بکرؓ کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکہ والوں کے چرواہوں کے ساتھ بکریاں چراتے۔ شام ہوتی تو ابو بکرؓ کی بکریاں غار کے پاس لے آتے۔ آپ دونوں ان دونوں دوتے دوتے اور انھیں ذبح کرتے۔ جب عبد اللہ بن ابی بکرؓ صبح ان کے پاس سے مکہ جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے چل پڑتے تاکہ ان کے نشان قدم مٹ جائیں، یہاں تک کہ تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بے چینی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی۔ پھر جس شخص کو اجرت پر مقرر کیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا۔ اسماء بنت ابی بکرؓ بھی توشہ دان لے کر آ گئیں، لیکن اس کے بندھن کی رستی بھول آئیں۔ جب دونوں نے قصد سفر کیا اور توشہ دان لٹکانے گئیں تو دیکھا کہ بندھن نہیں۔ چنانچہ اپنا نطق یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا اکھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کر کے اس سے اسے باندھ دیا۔ اسی لیے اسماء بنت ابی بکرؓ کو ذات النطاق کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے، وہ ذات النطاقینؓ کہتے تھے، توجہ یہ ہے کہ جب انھوں نے چاہا، توشہ دان لٹکائیں تو اپنا دوپٹا پھاڑ کر دو حصے کر ڈالے۔ ایک حصے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصے کو کمر سے باندھ لیا۔

ابن اسحاق نے کہا: جب ابو بکرؓ نے دونوں اذنیوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی، اسے آگے رکھا اور عرض کی: آپ پر میرے ماں، باپ فدا، سواری پر تشریف فرما ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ لَا اَدْكُبُ بَعِیْرًا لِّیْسَ لِیْ فِیْہِ اِیْسَ اُوْنْتُ پرنہیں بیٹھتا، جو میرا نہ ہو۔

عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا، یہ آپ کی نذر ہے فرمایا: لَا دَلِیْلَیْنَ مَا الشَّيْءُ الَّذِیْ اُبْتَغَتْہَا بِہِ (نہیں یہ نہیں ہوگا، لیکن تم نے اسے کتنے میں خریدا ہے؟)۔

عرض کی: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ آپ کی ہو گئی۔ اس کے بعد دونوں سوا دیئے اور چلے۔ ابو بکرؓ نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو پیچھے بٹھایا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کر سکیں:



ابن اسحاق نے کہا: مجھے اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت پہنچی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ نکل گئے تو ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی، جس میں ابو جہل بھی تھا، وہ آکر ابو بکرؓ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی۔ انھوں نے کہا: اے ابو بکرؓ کی بیٹی، تیرا باپ کہاں ہے؟ میں نے کہا واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے؟ ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بد معاشی خبیث تھا، اُس نے میرے گال پر ایسا تھپڑ مارا، جس سے میرے کان کی بالی گر پڑی۔

**پہلی صحیح خبر** اسماءؓ نے کہا: پھر وہ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک بے خبری کی حالت میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے، یہاں تک کہ جنوں میں کا ایک شخص مکہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے اور اُس کی آواز سُن رہے تھے۔ لیکن وہ دکھائی نہ دیتا تھا، یہاں تک کہ وہ مکہ کے بلاتے حصے سے یہ کہتا ہوا نکلی گیا:

حَزَّ اللَّهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ حَزَاءٍ ۝ رَفِيقَيْنِ حَلَاخِيمَتِي أُمَّ مَعْبِدٍ

اللہ لوگوں کا پروردگار ان دونوں رفیقوں کو اپنے پاس کی بہترین جزا دے

جو اُمّ معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں۔

هُمَا نَزَلَا بِالْبَرِثَةِ تَرَوَحًا ۝ فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسَى رَفِيقَ مُحَمَّدٍ

وہ اترے تو نیکی کو ساتھ لے ہوئے، پھر خیم ہوتے ہوتے چلے گئے ترقی

اسی نے پائی (اور) وہی پھلا پھولا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہو گیا۔

لِيُعْصِي بَنِي كَعْبٍ مَكَانَ قَتَاتِرِهِمْ ۝ وَمَقْعَدَهَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِمَرْصِدٍ

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے خوش ہونا چاہیے

کہ وہ ایسا نذاروں کے انتظار کرنے اور ٹھہرنے کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: اُمّ معبد بنت کعب بنی کعب کی شاخ خزاعہ کی عورت تھی اور شاعر کا قول حَلَاخِيمَتِي أُمَّ مَعْبِدٍ اور هُمَا نَزَلَا بِالْبَرِثَةِ تَرَوَحًا۔ ابن اسحاق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اسماء بنت ابی بکرؓ نے کہا، جب ہم نے اس (جن) کا قول سنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سمت کا رخ کیا ہے، یعنی معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی



جانب ہے اور وہ چار شخص یہ تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر رضی اللہ عنہ، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ عام بن فہیرہ اور عبد اللہ بن ارقط، جسے راستہ بتانے کی غرض سے مقرر کر لیا تھا (ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ عبد اللہ بن ارقط کہتے ہیں۔)

**ابو بکر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد (بن عبد اللہ بن الزبیر) نے اپنے والد (عباد) سے اور انھوں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سنائی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی نکل گئے تو وہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اپنا سارا مال اٹھالے گئے آپ کے پانچ یا چھ ہزار درہم تھے۔ میرا دادا ابو قحافہ ہمارے گھر آیا، اس وقت اس کی بینائی جاتی رہی تھی۔ اس نے کہا: واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس نے (ابو بکر رضی اللہ عنہ) اپنا مال ساتھ لے جا کر نہیں دکھ دیا، میں نے کہا: آبا جان! ایسا نہیں، وہ ہمارے لیے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ ساتھ ہی بتایا کہ میں نے (اسماءؓ) بہت سے پتھر لیے اور انھیں گھر کے ایک غاق میں رکھا۔ جس میں میرے والد مال رکھا کرتے تھے۔ اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا (ودا کا) ہاتھ پکڑ کر کہا آبا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھیے۔ انھوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا: جب وہ تمہارے لیے یہ چھوڑ گیا ہے تو کچھ ڈر کی بات نہیں، اس نے اچھا کیا، بس یہ تمہارے لیے کافی ہے۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے ہمارے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا، لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے اپنے بزرگ دادا کو تسکین دے دوں۔

**سراقہ کا قصہ تعاقب** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ عبد الرحمن بن مالک بن جشتم نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جشتم سے روایت کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق ایک سوادنٹ (انعام) اس شخص کے لیے مقرر کیے، جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے۔ کہا: میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہمیں میں سے ایک شخص آکر ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا: واللہ! میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تھے۔ میں نے اسے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور کہا: وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے، جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے اس نے کہا شاید راہیسا ہی ہو اور وہ خاموش ہو گیا۔ اس وقت تو میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا، پھر اٹھا، گھر گیا، اور گھوڑا لانے کا حکم دیا، جو بطن وادی میں لمبے رستے سے باندھ کر چرنے کے لیے چھوڑ دیا

بعد ازل







اسے لے لیا اور ترکش میں رکھ کر واپس ہو گیا۔ پھر جو کچھ ہوا تھا، اس کا میں نے کسی سے ذکر نہ کیا اور خاموش رہا، یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین و طائف کی جنگوں سے فارغ ہوئے تو میں یہ تحریر لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں۔ جعرانہ میں آپ سے ملا۔ انصار کے رسالے میں داخل ہوا تو وہ لوگ مجھے برہچھوں سے مارنے لگے اور بولے، ہٹ جا، ہٹ جا، تو چاہتا کیا ہے؟ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا، آپ اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ واللہ! مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا ہے، گریا میں آپ کی پنڈلی دیکھ رہا ہوں، وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گامبھے کی سی سفید اور نرم ہے میں نے تحریر نکال، ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے، میں سراقہ بن جحشم ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یَوْمَ وَقَاءِ ذِی طَرِیٍّ آج کا دن وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے۔

اسے میرے قریب لاؤ۔ آپ کے قریب گیا اور اسلام اختیار کیا۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر دوں، لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آئی تھی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ میرے حوض پر آتے ہیں اور میں نے اسے اپنے اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہے۔ اگر میں انھیں پانی پلاؤں تو کیا کوئی اجر ملے گا؟ فرمایا: نَعَمْ فِیْ كُلِّ ذَاتِ کَبَدٍ حَرَمِیٍّ أَجْرٌ (ہاں، ہر پیاسے حکر والی چیز کے متعلق اجر ہے)، پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کیے۔

ابن ہشام نے کہا: عبدالرحمن، حارث بن مالک بن جحشم کے فرزند تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن راقط (ارقط) جو راستہ بتانے کے لیے ساتھ تھا،

**منازل سفر** آپ کو مکہ کے نشیبی (جنوبی) حصے سے لے کر چلا تو کمندر کے کنارے کنارے سے عسفان کے نیچے سے نکلا۔ پھر آج کے نیچے سے گزرا، قُدید سے آگے نکلا تو خزار اور ثنیۃ المرہ ہوتا ہوا آپ کو لقفا لے گیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ یہ مقام لقفا ہے معقل بن خویلد المذلی نے کہا ہے:

۱۔ جعرانہ (بعض کہتے ہیں ع مکسور اور مشدوہ)، مکہ مکرمہ سے قنور سے ناصیہ پر طائف کے راستے کا ایک مقام ہے  
 ۲۔ عسفان، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جائیں تو اونٹوں کے قافلوں کی دوسری منزل ہے، جو وادی فاطمہ کے بعد آتی ہے۔ یہ مشہور مقام ہے۔ اس روایت میں رابغ کا ذکر نہیں، طبقات ابن سعد میں ذکر آیا ہے۔



نَزِيعًا مُّحَلِّبًا مِّنْ أَهْلِ لِفْتٍ لِّحْيٍ بَيْنَ أَثْلَةٍ وَالثَّامِ

(میں مرح و ستائش کرتا ہوں، اس پردیسی کی، جسے اس کی قوم میں سے نکال لایا گیا ہے۔ جو دوسروں کی امداد کرنے والا اور مقام لغت کے رہنے والوں میں کے اس قبیلے کا ہے جو مقام اثلہ اور نعام کے درمیان رہنے والے ہیں۔)

ابن اسحاق نے کہا: پھر وہ مد لبح لبقا سے مد لبح محاج پہنچا، جسے حجاج بھی کہتے ہیں اور ایک روایت حجاج کی بھی ہے، اگے مرزج ذی العنصرین (جسے ذی العنصرین بھی کہتے ہیں) سے وادی ذی کشد جداجد اور الابرود ہوتے ہوئے ذی سلم کے مقام اعدا میں سے مد لبحہ تعین دہاں سے العبا بید (ابن ہشام کے مطابق العبا بید اور العثیانہ) اگے الفاجہ (ابن ہشام کے قول کے مطابق القاصہ العرج کی طرف اترتا۔)

ایک سواری پیچھے رہ گئی تو اسلم کے ایک شخص نے جس کا نام اوس بن حجر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام ابن الرواء تھا اور اپنا ایک چھوٹا اونٹ مسعود بن حنیدہ ساتھ بھیج دیا۔

راستہ دکھانے والا العرج سے نکلا تو اس نے ”ثنیۃ العائر“ کا راستہ اختیار کیا (اسے ثنیۃ الغائر بھی کہتے ہیں) یہ رکوبہ کے دائیں جانب ہے، وہاں سے وادی رثم، پھر بنی عمرو بن عوف میں بہ مقام قبالیہ ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ پیر کا دن تھا۔ گرمی خاصی بڑھ گئی تھی، سورج نصف النہار کے قریب پہنچ گیا تھا۔

۱۔ تمام مقامات کی تفصیل یہاں درج کرنا مشکل ہے ان میں سے بیشتر کا ذکر یا قوت کی کتاب میں موجود ہے البتہ بعض کے صحیح مقامات متعین نہیں کیے ممکن ہے بعض نام بدل گئے ہوں۔ البتہ یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے راستے چار تھے۔ ایک راستہ جسے طریق مشرقی کہتے تھے اور تین راستے جو رابغ سے ہر کر جاتے تھے بلکہ مکہ معظمہ سے رابغ تک اسی راستہ تھا۔ وہاں سے آگے بڑھ کر تین راستے ہر کر جاتے ہیں۔ ایک راستہ طریق سلطانی جس سے حاجیوں کے قافلے جاتے تھے اور موٹروں کا راستہ بھی بڑی حد تک وہی ہے۔ دوسرا طریق الفرع، تیسرا طریق جبل الغائر یا جبل العائر۔ آخری راستہ مسافت میں سب سے کم، مگر سب سے زیادہ مشکل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت میں ہی راستہ اختیار فرمایا تھا۔ راقم الحروف ایک مرتبہ رات کو راستہ بھول کر طریق الفرع کی بجائے طریق الغائر پر جان نکلا پھر مدینہ منورہ تک اسی راستے پر رہا۔ دو یا تین مقامات راستے میں ایسے ملے جن کے متعلق بتایا جاتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں چند ساعت کے لیے قیام فرمایا تھا۔ یا نماز پڑھی تھی۔



## قبائیں درود

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے محمد بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے میرے قبیلے کے چند لوگوں نے بیان کیا جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا۔ تو ہم صبح کی نماز پڑھ کر اپنے پہاڑی مقام سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھہرے رہتے، یہاں تک کہ دھوپ سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی۔ جب ہم کہیں سایہ نہ پاتے تو واپس چلے آتے۔ یہ واقعہ گرمی کے دنوں کا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا دن آیا تو ہم اس دن بھی اسی طرح انتظار میں بیٹھے رہے، یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں آگئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پہلا شخص جس نے آپ کو دیکھا، ایک یہودی تھا۔ ہم جو کچھ کیا کرتے تھے، اس نے دیکھ لیا تھا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا انتظار کر رہے تھے وہ بلند آواز سے پکارا: اے بنی قیلہ! وہ ذی شان مہستی آگئی (جس کا تم انتظار کر رہے تھے)۔

پھر تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ آپ کھجور کے درخت کے سایے میں ٹھہرے ہوئے تھے اور ساتھ ابو بکرؓ تھے، جو آپ ہی کے ہم عمر تھے۔ ہم میں سے اکثر نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی۔ اگرچہ وہ آپ میں اور ابو بکرؓ میں امتیاز نہ کر سکتے تھے، یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سایہ ہٹا تو ابو بکرؓ اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا، اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔

## قیام کی تفصیل

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیان کے لحاظ سے بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عبید کے ایک شخص کے پاس، بعض کہتے ہیں (نہیں) بلکہ سعد بن خیشمہ کے پاس اترے۔ جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترنے کا ذکر کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم کے پاس آئے یہ انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ قبیلہ اس قبیلے کی دادی کا نام تھا۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۸ ربیع الاول کو پیر کے دن قبائیں تشریف فرما ہوئے تھے۔ یہ شاہ ولی اللہ کا بیان ہے (سرور المخرن) دو شنبہ کا دن ۸ مہی کو تھا، نہ کہ ۱۲ کو جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے۔ مسیحی تقویم کے مطابق تاریخ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء تھی۔ قاضی سلیمان مرحوم و مغفور نے ۲۳ ستمبر تہائی (رحمۃ للعالمین جلد اول ص ۱۱۶)۔

۲۔ یہ غامسے سن رسیدہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تھوڑی مدت بعد وفات پائی۔ جلد اول



کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خثیمہ کے گھر میں لوگوں سے ملنے کے لیے تشریف فرما ہوا کرتے تھے، کیونکہ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی اور بی بی بچے نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سے بے بیاموں کا قیام انہیں کے گھر میں تھا۔ اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خثیمہ کے گھر اترے تھے اور سعد بن خثیمہ کے گھر کو لوگ ”بیت الاغراب“ یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے، واللہ اعلم، ان میں سے کون سی بات درست ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے اور وہ بھی۔ ابو بکر الصدیق بنی الحارث بن الخزرج کے ایک شخص حبیب بن اساف کے پاس مقام سُخ میں اترے۔ ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ آپ کی فرودگاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

**سہل بن حنیف کی نکوکاری** | علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات رہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں جو آپ کے پاس تھیں، واپس دے دیں۔ جب ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے اور آپ کے ساتھ ہی کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔ علی بن ابی طالب کی اقامت قبا میں ایک رات یا دو راتیں رہی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قبا میں ایک مسلمان عورت تھی، جس کا شوہر نہ تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُدھی رات کے اوقات میں اس کے پاس آتا، دروازہ کھٹکھٹاتا۔ وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس عورت کو اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دیتا، یہ لے لیتی، فرمایا: مجھے اس کی حالت پر شبہ ہوا تو میں نے اس سے کہا: اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے، جو ہر رات تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تو نکل کر اس کے پاس جاتی ہے وہ تجھے کچھ نہ کچھ دے جاتا ہے؟ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا دیتا ہے، حالانکہ تو ایک مسلمان عورت ہے، تیرا کوئی شوہر بھی نہیں۔ اس نے کہا: یہ سہل بن حنیف بن وہب ہیں انہیں معلوم ہے کہ میں ایسی عورت ہوں، جس کا کوئی نہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو اپنی قوم کے بتوں پر چھپا پامارتے ہیں اور انہیں توڑ کر اس میں سے کچھ مجھے لادیتے ہیں کہتے ہیں کہ انہیں ایندھن بنا لو۔ جب سہل بن حنیف نے عراق میں وفات پائی تو علی رضی اللہ عنہ ان کے یہ حالات بیان فرماتے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ) کے اس بیان کا ذکر مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے کیا:



## مدینہ میں ورود اور تعمیر مسجد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ مقام قبا بنی عمرو بن عوف کے محلے میں دو شنبہ، چہار شنبہ اور پنج شنبہ تشریف فرما رہے اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا۔ بنی عمرو بن عوف کا اذعان تو یہ ہے کہ آپ ان میں اس سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ واللہ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے اس مسجد میں ادا فرمائی، جو وادی رانونا کے درمیان ہے، جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی، جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں کے ساتھ عتبہ بن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضله حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پاس تشریف فرما ہوں جو تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ آپ نے اونٹنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: خَلُّوا سَبِيلَكُمْ فَإِنَّهَا مَأْمُودَةٌ (اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے مامود ہے)۔

ان لوگوں نے راہ چھوڑ دی اور وہ چلی، یہاں تک کہ جب وہ بنی بیامنہ کے احاطے کے برابر پہنچی تو بنی بیامنہ کے چند افراد کے ساتھ زیاد بن لبید اور فروہ بن عمرو آپ سے آکر ملے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس تشریف رکھیے کہ ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ زیادہ تعداد والوں، ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے فرمایا خَلُّوا سَبِيلَكُمْ (اے بیامنہ! یہ عوامی کی جانب سے آتی ہے، پھر یہ آبادی کے مغربی حصے میں گزرتی ہوئی آگے نکل جاتی ہے جبل احد کی مغربی حد سے قریب داوی تناق میں شامل ہو جاتی ہے۔ ان سب کا پانی زنا میں جاگرتا ہے، جو مدینہ منورہ سے جانب شمال مائل بہ غرب چند میل پر ہے۔



فَاتَّهَمَهَا مَأْمُورَةً (اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور ہے)

ان لوگوں نے راہ چھوڑ دی اور وہ چلی، یہاں تک کہ جب وہ بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو، بنی ساعدہ کے چند لوگوں کو لیے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف رکھیے کہ ہم تعداد، ساز و سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ فرمایا: خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ (اس کی راہ چھوڑ دو، کیونکہ وہ مامور ہے)۔

انہوں نے راستہ چھوڑ دیا اور سانڈنی چلی، یہاں تک کہ جب وہ بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو رشتے کے ماموں ہوتے تھے کہ عبدالمطلب کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو انہیں کے خاندان کی تحفیں تو سلیط بن قیس اور ابوسلیط: اسیرہ بن ابی خارجہ، بنی عدی بن نجار کے چند لوگوں کے ساتھ آکر آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! اپنے ننھیال میں تشریف لایے، جو تعداد، سامان اور عزت میں زیادہ ہیں۔ فرمایا: خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ (اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور ہے)۔

ان لوگوں نے بھی راہ چھوڑ دی اور سانڈنی چلی، یہاں تک کہ جب بنی مالک بن النجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی، جہاں ان دنوں بنی النجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی، جو معاذ بن عفرام کے زیر پرورش تھے۔ جب وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما تھے۔ بیٹھ گئی تو آپ اترے نہیں پھر وہ اٹھی اور کچھ دوڑ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نکیل اسی پر رکھ دی۔ اسے نکیل کے ذریعے سے کسی جانب (موڑا بھی نہیں)۔ آخر وہ پیچھے کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی، جہاں پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد اس نے جسم ہلایا، جم کر بیٹھ گئی اور گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اتریں۔ ابوالیوب خالد بن زید نے آپ کا پالان اٹھالیا اور اسے اپنے گھر میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے پاس نزول فرمایا اور کھجور سکھانے کی مذکورہ بالا جگہ کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عفرام نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ مقام عمرو کے دونوں بیٹوں سہل و سہیل کا ہے، جو یتیم ہیں اور میرے زیر پرورش ہیں میں اس کے متعلق ان دونوں کو راضی کر لوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنا لیجئے۔



## تعمیر مسجد النبی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے، مسجد اور آپ کے رہنے کی جگہیں بننے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوالیوب ہی کے پاس آقا پر میر رہے مسجد کی تعمیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود بنفس نفیس) کام کیا تاکہ مسلمانوں کو اس کی تعمیر میں رغبت ہو۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار دونوں نے اس میں کام کیا اور محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا:

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِيَّ يَعْمَلُ لَذَاكَ مِثَّا الْعَمَلِ الْمُضَلَّلِ

ایسی حالت میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کام میں لگے ہوئے ہیں، ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گمراہ کن ہوگا۔

مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ

زندگی تو صرف آخرت ہی کی زندگی ہے۔

اللَّهُمَّ ارْحَمْ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ

یا اللہ انصار، مہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا: یہ کلام انشرا ہے، رجز نہیں۔ ابن اسحق نے کہا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے:

لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ اللَّهُمَّ ارْحَمْ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ

عمار کے متعلق پیشگوئی | راوی نے کہا: (بناء مسجد کے اعلان میں) عمار بن یاسر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس حالت سے آئے کہ لوگوں نے

انہیں اینٹوں سے گراں بار کر دیا تھا اور عرض کی: اے اللہ کے رسول! لوگوں نے مجھے مار ڈالا ہے۔ پر اس قدر بوجھ لا دیتے ہیں، جو وہ خود نہیں اٹھاتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دست مبارک سے جھٹکتے تھے۔ وہ گھونگر یا لے بال والے تھے اور آپ فرماتے جاتے تھے۔

وَيْحَ ابْنِ سَمِيَّةَ لَيْسُوا بِالَّذِينَ يَقْتُلُونَكَ إِنَّمَا تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَّةُ

افسوس، ابن ام سمیہ۔ یہ لوگ وہ نہیں جو تمہیں قتل کریں گے، تمہیں تو صرف باغی گروہ ہی قتل کرے گا۔

## علی کا رجز

علی بن ابی طالب اس روز یہ رجز پڑھ رہے تھے۔



لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَ يَدَابُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا  
وَمَنْ يُدِي عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے، ان میں قیام و قعود میں بسر کرتا ہے اور وہ

شخص جو گرد و غبار سے کتراتا نظر آتا ہے، دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا: میں نے اس رجز کے متعلق متعدد اہل علم سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا: ہمیں اس کی اطلاع ملی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی خبر نہیں کہ یہ شعر آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں یا آپ کے سوا کسی اور کے۔

ابن اسحاق نے کہا: عمار بن یاسر نے بھی وہی الفاظ لے لیے اور بطور رجز انھیں پڑھنے لگے۔ ابن ہشام نے کہا: جب یہی الفاظ انھوں نے بار بار کہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے پڑھ رہے ہیں جیسا کہ ہم سے زیادہ بن عبد اللہ یحیٰی نے ابن اسحاق کی روایت بیان کی اور ابن اسحاق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا۔

ابن اسحاق نے کہا: ان صاحب نے کہا: اے ابن سمیہ تم آج (صبح) سے جو کچھ کہہ رہے ہو، میں نے سنا ہے۔ واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاشی سے تمہاری ناک کی خبر لوں گا اور ان صاحب کے ہاتھ لاشی بھی تھی۔ راوی نے کہا: اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا، فرمایا:

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَبْتَغُوهُمْ إِلَى  
الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ  
إِنَّ عَمَّارًا جِلْدًا مَّا بَيْنَ عَيْنِي  
وَأَفْنَى

ان لوگوں کو عمار سے کیوں پرغاش ہے؟ وہ  
تو انھیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے  
آگ کی جانب بلاتے ہیں۔ سن لو کہ عمار میری آنکھوں  
اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے (وہ مجھے اس قدر

عزیز ہے)۔

جب انھیں (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) صاحب کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) فغان کی خبر پہنچی تو انھوں نے (اپنا دین) ترک کر دیا اور لوگوں نے ان سے کنارہ کشی کر لی۔

ابن ہشام نے کہا: سفیان بن عیینہ نے ذکر کیا ہے اور انھوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے تعمیر مسجد کی ابتدا کی، وہ عمار ہی رہے۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے گھر ہی میں تشریف فرما رہے، یہاں تک کہ مسجد اور آپ کے

ابو ایوب کا اہتمام میرزا بانی

جلد اول



رہنے کے مقامات بن گئے۔ اس کے بعد ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے، انھوں نے ابو الزہری سے روایت کی، کہا: مجھ سے ابو ایوب نے بیان کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوئے اور میں اور ام ایوب اوپر کی منزل میں لگے۔ میں نے آپ سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں یہ بات ناپ کرتا ہوں اور بڑی بے ادبی سمجھتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے، اس لیے آپ اوپر تشریف لے گئے۔ ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے فرمایا:

إِنَّا أَرْفَقْنَا بِنَا وَبِمَنْ يَغُشَّانَا  
نَكُونُ فِي مَسْجِدِ الْبَيْتِ -  
ہمارے اوردان لوگوں کے لیے، جو ہمارے پاس  
آتے جاتے ہیں؟ یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر  
کے نچلے حصے میں ہیں۔

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے نچلے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے۔ ایک مرتبہ ہمارا ایک بڑا گھڑا، جس میں پانی تھا، ٹوٹ گیا تو میں اور ام ایوب نے اپنی ایک چوٹی، اس کے سوا ہمارے اٹھ مٹھنے کے لیے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرتے گئے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے، جس سے آپ کو تکلیف نہ ہو ہم رات کا کھانا تیار کر کے آپ کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ بچا ہوا کھانا لیں فرماتے (برتن میں) جیسی مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا، میں اور ام ایوب اس مقام کو تلاشی کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لیے اسی مقام سے کھاتے۔

ایک رات کھانا آپ کے پاس بھیجا اور ہم نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طعام

اسے واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی نشان نہ دیکھا: اس لیے میں پرچہ ہو کر آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں: آپ کا شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی اثر نہ دیکھا۔ میں اور ام ایوب برکت حاصل کرنے کے لیے اس مقام کو تلاشی کیا کرتے تھے، جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا، فرمایا:



اِنِّیْ وَجَدْتُ قِیْرَیْنِیْ هَذِهِ الشَّجَرَةُ  
وَاَنَا رَجُلٌ اُنَا جِیْ فَاَمَّا اَنْتُمْ فَكُلُوْهُ  
میں نے اس میں پیاز یا لہسن کی بو پائی اور میں ایسا  
شخص ہوں جس سے سرگوشی کی جاتی ہے، لیکن تم  
(لوگوں کی یہ حالت نہیں، اس لیے تم اسے کھاؤ۔

عرض ہم نے اسے کھا لیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لیے لہسن والا کوئی خاصہ تیار نہ کیا۔  
ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُٹے اور ہجر  
نقطنے میں مبتلایا مقتداؤد کے ان میں سے کوئی شخص مکہ میں باقی نہ رہا، لیکن اہل و عیال  
رمال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب ہجرت کرنے والے صرف یہ  
ہوئے تھے: بنی مطعون جو بنی جمح میں سے تھے، جحش بن رباب جو بنی امیہ کے حلیف تھے۔ بنی بکر  
بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ جب بنی جحش بن رباب اپنے  
سرے نکل گئے تو ابوسفیان بن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انھیں بنی عامر بن لؤی والے  
سرد بن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ بنی جحش کو ابوسفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبد اللہ بن جحش نے  
اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا:

اَلَا تَرْضٰی یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَنْ یُعْطِیْکَ  
اللّٰہُ بِہَا دَارًا خَیْرًا مِّنْہَا فِی الْجَنَّةِ  
قَالَ بَلٰی قَالَ فَذَا لَکَ لَکَ  
اے عبد اللہ! کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ  
تمہیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت  
میں دے؟ عرض کی: کیوں نہیں (مزدور مجھے خوشی ہوگی)

فرمایا: پس وہ تمہارے لیے ہے۔

فتح مکہ اور مسئلہ املاک | اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو ابواحمد  
نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جواب میں تاخیر فرمائی: لوگوں نے ابواحمد سے کہا: اے ابواحمد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات  
کو ناپسند فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں تمہارا جو مال نکل گیا، اس میں (سے) کچھ حصہ بھی تم واپس لو، چنانچہ وہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق عرض کرنے سے باز رہے اور ابوسفیان سے کہا:

اَبْلِغْ اَبَا سَفْیَانَ عَنْ اَمْرِ عَوَا قِبْلَہٗ سَدَامَہٗ

ابوسفیان کو اس معاملے کے متعلق پیغام پہنچا دو، جس کا

انجام نہ امت ہے۔

دَارُ ابْنِ عَمِیْکَ بِعَتْمَا تَقْضٰی بِہَا عَنْکَ الْغَدَامَہٗ

جلد اول



تُو نے اپنے چیرے بھائی کا گھر اس ٹیپے بیچ ڈالا کہ اس سے  
اپنے قرضے ادا کرے۔

وَحَلِيفُكُمْ بِاللّٰهِ رَ — بَ النَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقَسَامَةِ

تمہارا حلیف، قسم پر خدا سے پروردگار عالم انسانیت و مصالحت  
میں کوشش کرنے والا ہے۔

اِذْهَبْ بِهَا اِذْهَبْ بِهَا طَوَّقَهَا طَوَّقَ الْحَمَامَةِ

توقیت لے جا، لے جا۔ تُو نے اسے کبوتر کے حلقہ گردن کی  
طرح گلے کا حلق بنایا ہے۔



## خطبات نبویہ

**مدینہ میں اسلام** | غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے تو آنے والے سز کے صفر تک ابو ایوب انصاری کے ہاں تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کے لیے مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار ہو گیا۔ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا، جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کر لیا ہو۔ صرف (بنی) خطمہ (بنی) واقف (بنی) دامل (بنی) امیہ جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں، شرک پر قائم رہے۔

**پہلا خطبہ** | راوی نے کہا: پہلا خطبہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور جو مجھے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے پہنچا ہے (ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اس بات سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہیں، جو آپ نے نہ کہی ہو) یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا ایسے الفاظ سے فرمائی، جن کا وہ مستحق ہے۔ پھر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَقَدْ مَوَّأ  
لَا نَفْسِيكُمْ تَعْلَمُونَ وَاللَّهِ لَيَصْغَقَنَّ  
أَحَدُكُمْ ثُمَّ لَيَدَّعَنَّ غَنَمَهُ لَيْسَ  
لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَيَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَيْسَ  
لَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ يَحْجِبُهُ  
دُونَهُ أَلَمْ يَأْتِكَ رَسُولِي فَبَلَغَا  
وَآتَيْتَكَ مَا لَا وَافَضَلْتُ عَلَيْكَ  
فَمَا قَدَّ مَتَّ لِنَفْسِكَ فَلْيَنْظُرَنَّ  
يَمِينًا وَشِمَالًا فَلَا يَدْرِي شَيْئًا  
ثُمَّ لَيَنْظُرَنَّ قَدَّ أَمَّهُ فَلَا يَدْرِي

(حمد و ثنا کے بعد) لوگو! اپنی ذات کے لیے کچھ اچھے کام کرو تبصیں معلوم ہونا ضروری ہے کہ تم میں سے ایک ایک شخص صاعقہ موت کا نشانہ بنے گا۔ پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائے گا کہ ان کا کوئی چرواہا نہیں پھر اس سے پروردگار اس طرح گفتگو کرے گا کہ نہ کوئی ترجمان (درمیان) ہوگا اور نہ اس کے سامنے کوئی پردہ ہوگا کہ اسے چھپائے (وہ) فرمائے گا اے بندے! کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی؟ میں نے تجھے مال دیا، تجھ پر اپنا فضل رکھا، تو نے اپنی ذات



غَيْرَ جَهَنَّمَ فَمَنْ أَسْتَطَاعَ أَنْ  
يَقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ  
بِشِقِّ مِنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ، وَ  
مَنْ لَمْ تَجِدْهُ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ  
فَإِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ  
عَشْرُ أََمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ  
ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ  
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ  
وَبَرَكَاتُهُ۔

کے لیے (موت سے) پہلے کیا کیا؟ بندہ اپنے بائیں  
دیکھنے لگے گا اور کچھ نہ پائے گا پھر وہ سامنے دیکھے  
گا، لہذا جس سے ہو سکے، اپنا چہرہ آگ سے بچائے،  
اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ذریعے سے ہو، اسے  
چاہیے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کھجور کا ایک ٹکڑا بھی)  
نہ پائے تو ایک نیک بات ہی کے ذریعے سے ہی،  
کیونکہ اس کا بھی بدلا اسے دیا جائیگا اور ایک نیک کا عوض  
دس گنے سے سات سو گنے تک ہوگا اور تم پر اور اللہ کے  
رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

**دوسرا خطبہ** | ابن اسحاق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ أَحْمَدُا وَ  
اسْتَعِينَهُ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ  
شُرُورِ الْفُسِينَا وَ سَيِّئَاتِ  
أَعْمَلْنَا مَنْ يَهْدِيهِ اللَّهُ فَلَا  
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلْ فَلَا  
هَادِيَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ  
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ  
اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَفْلَحَ  
مَنْ زَيَّنَهُ اللَّهُ فِي قَلْبِهِ وَ  
أَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ مِرْبَعًا الْكُفْرِ  
وَ اخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ  
أَحَادِيثِ النَّاسِ إِنَّهُ أَحْسَنُ  
الْحَدِيثِ وَ أَبْلَغُهُ أَحَبُّوهُ مَا  
أَحَبَّ اللَّهُ وَ أَحَبُّوهُ اللَّهُ مِنْ كُلِّ

کوئی شہد نہیں کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طلب گار  
ہوں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال  
کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، جسے اللہ  
نے ہدایت کی، اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں،  
اور جسے اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لیے کوئی رہنما  
نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ  
کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک  
نہیں، سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے  
اس کتاب کی خوبی جس کے دل نشین کر دی اور اسے  
کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس شخص نے  
دوسرے تمام لوگوں کی باتوں پر اس کتاب کو ترجیح  
دی۔ بے شہد وہ پھلا پھولا اس نے ترقی حاصل  
کر لی بے شہد وہ بہترین اور نہایت بلیغ کلام ہے  
جس چیز سے اللہ کو محبت ہے، تم بھی اس سے



قُلُوبِكُمْ وَلَا تُمْلُوا كَلَامَ اللَّهِ وَ  
ذِكْرَهُ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوبِكُمْ  
فَإِنَّهُ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللَّهُ  
يَخْتَارُ وَيُصْطَفِي فَقَدْ سَمَّا خَيْرَةً  
مِنَ الْأَعْمَالِ وَمُصْطَفَاةً مِّنَ  
الْعِبَادَةِ الصَّالِحَةِ مِنَ الْحَدِيثِ وَ  
مِنَ كُلِّ مَا أُوتِيَ النَّاسُ مِنَ  
الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَأَعْبُدُوا اللَّهَ  
وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتَّقُوا  
حَقَّ تَقَاتِهِ وَاصْدُقُوا اللَّهَ صَالِحِ  
مَا تَقُولُونَ يَا فَوَاهِكُمْ وَتَحَابُّوا  
بِرُوحِ اللَّهِ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ يَغْضِبُ  
أَنْ تَنْكُتَ عَهْدَهُ وَالسَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ -

محبت رکھو۔ پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ  
کے کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ۔ تمہارے  
دل اس سے سخت نہ ہو جائیں کیونکہ وہ جن جن چیزوں  
کو پیدا کرتا ہے، ان میں سے بعض کو برگزیدہ اور  
منتخب بنالیتا ہے اس نے اس کا نام "اعمال میں  
سے برگزیدہ" اور "ہندوں میں سے اپنا منتخب" اور  
کلام میں سے اچھا رکھا ہے۔ ان چیزوں میں سے جو  
لوگوں کو دی گئی ہیں حلال و حرام بھی ہے پس اللہ کی  
عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور  
جیسا اس سے ڈرنا چاہیے، ویسا ہی ڈرو اور  
اللہ کے متعلق سچ کہو کہ یہ جو کچھ تم اپنے من سے کہتے ہو  
اس میں بہترین ہے۔ اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس  
میں محبت رکھو۔ عہد کو توڑنے سے اللہ غضبناک  
ہوتا ہے اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔



## مہاجرین انصار اور یہود کا تاریخی معاہدہ

معاہدے کا متن | ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان  
دین و مال کی حفاظت کا یقین دلایا گیا تھا۔ ان کے حقوق بھی واضح کیے گئے تھے اور ان پر شرطیں  
بھی عائد کی گئی تھیں،

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان اور نہایت  
رحم والا ہے۔ یہ نوشتہ یاد ستادیر ہے محمد صلی اللہ علیہ  
وسلم کی طرف سے جو نبی ہیں، قریش اور اہل یثرب میں سے  
ایمانداروں اور اطاعت گزاروں نیز ان لوگوں کے  
درمیان جو ان کے تابع ہوں، ان کے ساتھ شامل ہر  
جائیں اور ان کے ہمراہ جہاد میں حصہ لیں۔

۱۔ دوسرے لوگوں کے بالمقابل وہ ایک اُمت،  
سیاسی وحدت ہوں گے۔

۲۔ قریش کے مہاجر قبل اسلام کے دستور کے مطابق  
خونہما ادا کیا کریں گے اور اپنے اسیروں کا فدیہ  
ادا کریں گے تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ باہم نیکی، اور  
انصاف کا ہو۔

۳۔ اور بنی حوف کے لوگ اپنے دستور کے مطابق  
خونہما ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے اسیروں کو خود  
فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایمانداروں کا برتاؤ  
باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

جلد اول

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
هَذَا كِتَابٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ  
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ  
مِنْ قُرَيْشٍ وَ يَثْرِبَ وَمَنْ  
تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهِدَ  
مَعَهُمْ۔

۱۔ اِنَّهُمْ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْ دُونِ  
النَّاسِ

۲۔ الْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى  
رَبْعَتِهِمْ يَتَعَاوَنُونَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ  
يَفْدُونَ عَابِدَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ  
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔

۳۔ وَبَنُو حَوْفٍ عَلَى رُبْعَتِهِمْ يَتَعَاوَنُونَ  
مَعَ قَلْبِهِمْ الْأُولَى وَكُلَّ طَائِفَةٍ  
تَفْدِي عَابِدَهَا بِالْمَعْرُوفِ  
وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ۔



۴۔ اور بنی حارث اپنے دستور کے مطابق خونبھا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے اسیروں کو خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایسا نذاروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۵۔ اور بنی ساعدہ اپنے دستور کے مطابق خونبھا ادا کیا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایسا نذاروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۶۔ اور بنی جشم اپنے دستور کے مطابق خونبھا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایسا نذاروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

اور بنی نجار اپنے دستور کے مطابق خونبھا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایسا نذاروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

اور بنی عمرو بن عوف اپنے دستور کے مطابق خونبھا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایسا نذاروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۹۔ اور بنی التبتیت اپنے دستور کے مطابق خونبھا ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر چھڑائے گا تاکہ ایسا نذاروں کا برتاؤ باہم نیکی اور انصاف کا ہو۔

۱۰۔ اور بنی ادس اپنے دستور کے مطابق خونبھا

۴۔ وَبَنُو الْحَارِثِ عَلَى رُبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَ قَلَمِهِمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَائِنَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -

۵۔ وَبَنُو سَاعِدَةَ عَلَى رُبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَ قَلَمِهِمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَائِنَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -

۶۔ وَبَنُو جُثَمٍ عَلَى رُبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَ قَلَمِهِمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَائِنَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -

۷۔ وَبَنُو النَّجَّارِ عَلَى رُبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَ قَلَمِهِمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَائِنَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -

۸۔ وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلَى رُبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَ قَلَمِهِمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَائِنَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -

۹۔ وَبَنُو التَّبَتِيتِ عَلَى رُبْعَتِهِمْ يَتَعَاقِلُونَ مَعَ قَلَمِهِمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَائِنَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -

۱۰۔ وَبَنُو الْأَدَسِ عَلَى رُبْعَتِهِمْ



يَتَعَاقِلُونَ مَعَ اٰقِلِهِمُ الْاُولٰٓئِ وَكُلَّ  
طَائِفَةٍ تَغْدِي غَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ  
وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ -

۱۱- وَاِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرَكُونَ  
مَفْرَحًا بَيْنَهُمْ اَنْ يُعْطُوهُ بِالْمَعْرُوفِ  
فِي فِدَاءٍ اَوْ عَقْلٍ -

ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے قیدی خود فدیہ دے کر  
چھڑائے گا تاکہ ایسا نثاروں کا بڑا دباہم نیکی اور  
انصاف کا ہو۔

۱۱- اور ایسا نثار لوگ کسی مفلس اور زیر بار شخص کو  
بددے بغیر نہ چھوڑیں گے تاکہ اس کا فدیہ یا خیر نہ  
بخوبی ادا ہو سکے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ ”مفرح“ اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض کے بوجھ سے دبا ہوا ہو اور کثیر العیال ہو  
شاعر نے کہا ہے۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُوَدِّيْ اَمَانَةً وَتَحْمِلُ اٰخَرٰى اَفَرَحْتَكَ الْوَدَّاعُ  
جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور دوسری امانت کا بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں  
تجھے بوجھل کر دیں گی۔

۱۲- اور کوئی مومن کسی دوسرے مومن کی اجازت کے  
بغیر اس کے موٹی (معاہداتی بھائی) سے معاہدہ نہ کرے گا۔  
۱۳- اور متقی، ایسا نثار ہر اس شخص کی مخالفت پر کمر بستہ  
رہے گا جو ان میں سے سرکشی کرے جو ظلم یا گناہ یا زیل  
کا مرتکب ہو یا ایسا نثار لوگوں میں فساد پھیلائے ان سب  
کے ہاتھ ایسے شخص کی مخالفت پر ایک ساتھ اٹھیں گے  
خواہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۲- دَاۤ اَنْ لَا يَخَالِفُ مُؤْمِنٌ مُّوَلٰٓئِ  
دُوْنَهُ -

۱۳- وَاِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلٰی مَنْ  
بَغٰى مِنْهُمْ اَوْ اُبْتَغٰى وَسِيْعَةً ظُلْمٍ  
اَوْ اِثْمًا اَوْ عُدُوًّا اَوْ فَسَادٍ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ  
وَ اِنْ اَيَّدِيْهُمْ عَلَيْهِ جَمِيْعًا وَلَوْ كَانَ  
وَلَدًا اَحَدِهِمْ -

۱۴- وَلَا يَقْتُلُ مُؤْمِنٌ مُّوَلٰٓئِ فِيْ كَافِرٍ  
وَلَا تَنْصُرُوْا كَافِرًا عَلٰی مُّوْمِنٍ -

۱۵- وَاِنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَ اِحْدَاۤىِٕ يُجْبٰى عَلَيْهِمْ  
اَدْنَاهُمْ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضُهُمْ مُّوَلٰٓئِ  
بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ -

۱۶- وَاِنَّهُ مَن تَبِعَنَا مِن يَّهٰودَ قَاتٍ  
لَّهٗ النَّصْرُ وَاِلَّا سُوْرَةٌ غَيْرُ مَطْلُوْمٍ مِّنْ

۱۴- اور کوئی ایسا نثار کسی ایسا نثار کو کافر کی خاطر قتل نہ  
کرے گا اور نہ کسی ایسا نثار کے خلاف کافر کی امداد کرے گا۔  
۱۵- اور خدا کا ذمہ ایک ہی ہے مسلمانوں میں سے ادنیٰ  
فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا اور  
ایسا نثار دوسرے لوگوں کے مقابلے میں باہم بھائی بھائی ہیں۔  
۱۶- اور یہودیوں میں سے جو اتباع کرے گا اسے امداد  
سادہ حاصل ہوگی۔ ۱۷- اے لوگوں پر ظلم ہو گا اور نہ ان



وَلَا تُتَّكَرِرْنَ عَلَيْهِمْ

۱۷- وَإِنَّهُ سَلَّمَ الْمُؤْمِنِينَ وَاحِدَةً

لَا يُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُونَ مُؤْمِنٍ فِي

قِتَالٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا عَلَى سَوَاءٍ

وَعَدَلٍ

۱۸- وَإِنَّ كُلَّ غَازِيَةٍ عَزَزَتْ مَعَنَا

يُعَقِّبُ بَعْضُهَا بَعْضًا

۱۹- وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يُبِي بَعْضُهُمْ عَنْ بَعْضٍ

بِمَا نَالُوا وَمَا هُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۲۰- وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَى أَحْسَنِ

هُدًى وَأَقْوَمٍ

۲۱- وَإِنَّهُ لَا يُجِيرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ

وَلَا أَنْفُسًا وَلَا يُجِدُ دُونَهُ عَلَى مُؤْمِنٍ

۲۲- وَإِنَّهُ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتَلًا

عَنْ بَيْتِنَا عَمَّا نَدُّ قَوْدِيهِ إِلَّا أَنْ

يَرْضَى وَلِيُّ الْقَتُولِ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ

عَلَيْهِ كَافَّةٌ وَلَا يَجِلُّ لَهُمْ إِلَّا

قِيَامٌ عَلَيْهِ

۲۳- وَإِنَّهُ لَا يَجِلُّ لِلْمُؤْمِنِ اقْرَبًا

فِي هَذَا الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

الْآخِرِ أَنْ يَنْصُرَ مُحَمَّدًا وَلَا يُؤَدِّيهِ

وَإِنَّهُ مَنْ نَصَرَ هَذَا أَوْ هَذَا فَإِنَّ عَلَيْهِ

لَعْنَةَ اللَّهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدَلٌ

کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۷- ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہوگی۔ اللہ کی راہ میں

جو تو کوئی ایماندار کسی دوسرے ایماندار کو چھوڑ کر دشمن

سے صلح نہیں کرے گا، جب تک یہ صلح سب کے

لیے برابر نہ ہو۔

۱۸- وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کریں گے

ایک دوسرے کے پیچھے ہوں گے۔

۱۹- اور ایماندار اس چیز کا بدلہ لیں گے، جو خدا کی

راہ میں ان کے خون کو پیچھے۔

۲۰- اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ متقی ایماندار سب سے

بہتر اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں۔

۲۱- اور کوئی مشرک قریش کے مال اور جان کو پناہ نہ دیگا

اور نہ ایماندار کے لیے اس سلسلے میں رکاوٹ بنے گا۔

۲۲- اور جو شخص کسی مومن کو ناحق قتل کرے گا اور گلاہوں

سے اس کا ثبوت بھی مل جائے گا تو اس سے قصاص

لیا جائے گا، بجز اس صورت کے کہ مقتول کا دلی خونیہ

پر راضی ہو جائے اور تمام ایماندار اس کی تعمیل کے لیے

اٹھیں گے اور اس کے سوا ان کے لیے کوئی اور عذر نہ

ہوگی۔

۲۳- اور کسی ایماندار کے لیے جو اس نرشتے یا دھڑکے

کے مندرجات کا اقرار کر چکا ہے، نیز خدا اور یوم آخرت

پر ایمان لا چکا ہے، جائز نہیں کہ کسی قدر اٹھانے والے

کی مدد کرے یا دے پناہ دے، جو اسے پناہ دے گا

قیامت کے دن خدا کی لعنت اور غضب کا مستوجب

فہرے گا اور اس سے کوئی نذیر یا بدلہ قبول نہ کیا جائے گا۔



۲۴۔ وَ اِنَّكُمْ مِّنْهَا اَخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَارْتَدَّ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلَى مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔

۲۵۔ وَ اِنَّ الْيَهُودَ يَنْفِقُوْنَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا دَامُوا مُحَارِبِيْنَ ۔

۲۶۔ وَ اِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ اُمَّةٌ مَّعَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْيَهُودِ دِيْنُهُمْ وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ مَّا اِلَيْهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ اَتَمَّ فَاِنَّهُ لَا يُؤْتَعُ إِلَّا نَفْسُهُ وَ اَهْلَ بَيْتِهِ ۔

۲۷۔ وَ اِنَّ يَهُودَ بَنِي التَّجَارِ مِثْلِ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ ۔

۲۸۔ وَ اِنَّ يَهُودَ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ ۔

۲۹۔ وَ اِنَّ يَهُودَ بَنِي سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ ۔

۳۰۔ وَ اِنَّ يَهُودَ بَنِي جِشَمٍ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ ۔

۳۱۔ وَ اِنَّ يَهُودَ بَنِي اَوْسٍ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ ۔

۳۲۔ وَ اِنَّ يَهُودَ بَنِي ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِي عَوْفٍ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَ اَتَمَّ فَاِنَّهُ لَا يُؤْتَعُ إِلَّا نَفْسُهُ وَ

۲۴۔ اور جب کبھی تم میں کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے ۔

۲۵۔ اور یہودی جب تک ایماذاروں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہیں گے، مضارب بھی برواشت کرتے جائیں گے۔

۲۶۔ اور بنی عوف کے یہودی ایماذاروں کے ساتھ ایک اُمت (سیاسی وحدت) تسلیم کیے جاتے ہیں۔ یہودی اپنے دین پر رہیں مسلمان اپنے دین پر خراہ موالی ہوں یا اصل البتہ جو لوگ ظلم اور جرم کے مرتکب ہوں گے وہ اپنی ذات یا گھرانے کے سوا کسی کو ہلاکت و فساد میں نہیں ڈالیں گے۔

۲۷۔ اور بنی بخار کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۲۸۔ بنی حارث کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۲۹۔ اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۰۔ اور بنی جشم کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۱۔ اور بنی اوس کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۳۲۔ اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو، البتہ جو ظلم یا جرم کا ارتکاب کرے گا تو اس کی ذات یا گھرانے

۱۔ ابن ہشام کے نزدیک یومئذ کے معنی سوئیک یا فساد کے ہیں یعنی ہلاکت و فساد میں مبتلا کرنا۔

جلد اول



أَهْلَ بَيْتِهِ

۳۳- وَإِنَّ جَفَنَةَ بَطْنٍ مِنْ تَعْلَبَةَ  
كَأَنْفُسِهِمْ-

۳۴- وَإِنَّ لِبَنِي الشُّطَيْبَةِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ  
بَنِي عَوْفٍ وَإِنَّ الْبَرْدُونَ إِلَّا تُمْ-

۳۵- وَإِنَّ مَوَالِي تَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ

۳۶- وَإِنَّ يَطَانَةَ يَهُودِ  
كَأَنْفُسِهِمْ-

۳۷- إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا  
بِإِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ-

۳۸- وَإِنَّ لَا يَنْجِزَ عَلَى ثَارِ جَنْحٍ  
وَإِنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ وَآهْلَ  
بَيْتِهِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَإِنَّ اللَّهَ  
عَلَىٰ أَمْرِ هَذَا-

۳۹- وَإِنَّ عَلَىٰ الْيَهُودِ وَنَفَقَتُهُمْ وَعَلَىٰ  
الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتُهُمْ

۴۰- وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَىٰ مَنْ حَارَبَ  
أَهْلَ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَإِنَّ بَيْنَهُمُ  
النُّصْرَةَ وَالنَّصِيحَةَ وَالْبَرْدُونَ  
إِلَّا تُمْ-

۴۱- وَإِنَّهُ لَكُمْ يَا قَوْمِ إِصْرٌ ثَقِيلٌ  
وَإِنَّ النَّصْرَ لِلْمُظَلَّمِينَ-

۴۲- وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ

کے سوا کوئی مبتلائے ہلاکت و فساد نہ ہوگا۔

۳۳- اور جفنا بھی بنی ثعلبہ کی شاخ میں۔ انھیں بھی وہی  
حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

۳۴- اور بنی شطیبہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے  
جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔ دفا شعاری ہونہ کہ عہد شکنی

۳۵- اور ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے  
جو اصل کو۔

۳۶- اور یہودیوں کے قبائل کی شاخوں کو بھی وہی حقوق  
حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

۳۷- اور یہ کہ ان میں سے کوئی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)  
کی اجازت کے بغیر جنگ کے لیے نہ نکلے گا۔

۳۸- اور زخم کا بدلا لینے میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے گی  
جو شخص خوریزی کرے تو ذمہ داری اس پر اور اس کے  
گھرانے پر ہوگی، بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو  
اور خدا اس کے ساتھ ہے۔

۳۹- یہودی اپنے خرچ کے ذمہ دار ہوں گے اور مسلمان  
اپنے خرچ کے۔

۴۰- جو کوئی اس دستور العمل کو قبول کرنے والوں کے  
خلاف جنگ کرے تو وہ (یہودی اور مسلمان) ایک  
دوسرے کی مدد کریں گے۔ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی  
پر عمل پیرا رہیں گے اور باہم مشورے کریں گے دفا ان  
کا شیوہ ہوگا نہ کہ عہد شکنی۔

۴۱- کوئی شخص اپنے حلیف کی بدعملی کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا  
جائے گا اور مظلوم کو ہر حال میں مدد دی جائے گی۔

۴۲- یہودی اس وقت تک مصافحت برداشت کرتے



الْمُؤْمِنِينَ مَا ذَا مَوَاحِدٍ بَيْنَ.

رہیں گے جب تک وہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جنگ میں شریک رہیں گے۔

۴۳۔ وَ اِنَّ يَتْرِبَ حَرَامٌ جَوْهَرًا لِاهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ۔

۴۳۔ یثرب کا میدان اس نوشتے کو ماننے والوں کے نزدیک مقدس و محترم ہوگا۔

۴۴۔ وَ اِنَّ الْجَادَ كَالنَّفْسِ غَيْرِ مُضَارٍ وَلَا اَثِمٍ۔

۴۴۔ پناہ گزین سے ویسا ہی بڑاؤ ہوگا جیسا کہ اہل شخص پناہ دہندہ سے ہو رہا ہو۔ نہ اسے کوئی نقصان پہنچایا جائے اور نہ وہ کسی جرم کا مرتکب ہوگا۔

۴۵۔ وَ اِنَّهُ لَا تُحَارُ حُرْمَةً اِلَّا بِاِذْنِ اَهْلِهَا۔

۴۵۔ کسی عورت کو اس کے کنبے والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی۔

۴۶۔ وَ اِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ اَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدِيثٍ اَوْ اسْتِجَارٍ يُخَافُ

۴۶۔ اس نوشتے کو قبول کرنے والوں کے درمیان کوئی نیا معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو جس پر فساد رونما ہونے کا ڈر ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے

فَسَادُهُ فَاِنَّ مَرَدَّهُ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلَى مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلَى اَنْتَقَى مَا فِي

رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹایا جائے گا۔

هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَ اَبَرَّهَا

اس نوشتے میں جو کچھ ہے، اللہ تعالیٰ کو اس پر زیادہ سے زیادہ احتیاط اور وفاداری پسند ہے۔

۴۷۔ وَ اِنَّهُ لَا تُجَارُ قُرْبَشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا۔

۴۷۔ نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ اس شخص کو جو ان کا معاون ہو۔

۴۸۔ وَ اِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ رَكِبَ

۴۸۔ اگر کوئی یثرب پر حملہ آور ہو تو ان (معاہد فریقوں یعنی یہودیوں اور مسلمانوں پر) ایک دوسرے کی امداد و نصرت لازم ہوگی۔

۴۹۔ وَ اِذَا دُعُوا اِلَى صُلْحٍ يُصَالِحُونَهُ وَ يَلْبَسُونَهُ قَالَتْهُمْ يُصَالِحُونَهُ وَ

۴۹۔ اگر انھیں صلح کر لینے اور اس میں شرکت کرنے کی دعوت دی جائے گی تو یہ اسے قبول کر لیں گے اور شریک ہوں گے اسی طرح جب وہ کسی کو صلح کے لیے بلائیں گے

يَلْبَسُونَهُ وَ اِنْهُمْ اِذَا دُعُوا اِلَى مِثْلِ ذَلِكَ فَاِنَّهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ

تو اسے قبول کریں گے اور مسلمانوں پر بھی قبول کرنا لازم

۱۰ یہاں لفظ "خوف" استعمال ہوا ہے یعنی لپٹ و ہمارے زمین مراد بنہ منورہ کا میدان ہے جو مختلف محنتوں سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے۔



- ۵۰۔ ہر شخص کے حصے میں اسی کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہوگا۔
- ۵۱۔ اور اس کے پیروؤں کو۔ اصل ہوں یا موالی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس نوشتے کے ماننے والوں کو حاصل ہیں۔
- ۵۲۔ وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَانْفُسِهِمْ عَلَىٰ مِثْلِ مَا لِيَ أَهْلٍ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمُخْصِنِ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے ”مَعَ الْبِرِّ الْمُخْصِنِ مِنْ أَهْلِ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ“ بھی کہا ہے، یعنی اس نوشتے کے شریکوں سے اچھا برتاؤ اور احسان ہو تو۔

ابن اسحاق نے کہا: بعض روایتوں کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

وَأَنَّ الْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ إِلَّا عَلَىٰ نَفْسِهِ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ أَصْدَقِ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآبِرٌ ۖ اور وفاداری عمد شکنی سے مانع ہوگی۔ ہر شخص کے کیے دھڑے کا نقصان اسی پر ہوگا اور اللہ اس شخص کی حمایت پر ہوگا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ پجائی اور زیادہ وفاداری سے قائم رہے۔

- ۵۲۔ وَإِنَّهُ لَا يَجُولُ هَذَا الْكِتَابُ دُونَ ظُلْمٍ أَوْ إِثْمٍ وَإِنَّ مَنْ خَرَجَ آمِنًا وَمَنْ قَعَدَ آمِنًا بِالْمَدِينَةِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَآثَمَ۔
- ۵۳۔ وَإِنَّ اللَّهَ جَارٌ لِّمَنْ بَرَّ وَالتَّقَىٰ وَمُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

- ۵۲۔ یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم کے آگے نہ آئے گا۔
- جو شخص جنگ کے لیے نکلے، وہ بھی اور جو شخص گھر میں بیٹھا رہے وہ بھی امن کا مستحق ہوگا۔ صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جو ظلم یا جرم کے مرتکب ہوں گے۔
- ۵۳۔ خدا اس شخص کا حامی ہے، جو عمد و اقرار میں قناعت شعار اور پرہیزگار اور اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی اس کے حامی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: کہ یوتغ کے معنی یہلک یا ایفسد کے ہیں۔

۱۔ یہ نہایت اہم دستاویز ہے اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اسے بالکل بجا طور پر دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے (محمد نبوی میں نظام حکمرانی ص ۶۷) اہل یورپ نے اور خود ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے بھی اس کے تمام فقرے (دفعات) بہ اعتبار مضبوطی مفہوم الگ الگ درج کیے ہیں۔ اس کے مختلف حصوں پر تفصیلی بحث کا یہ موقع نہیں، لیکن مختلف مذاہب متبادل و جماعات پر



## مواخات اور دوسرے واقعات

### مواخات

ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب، مہاجرین اور انصار میں بھائی چارا قائم کیا اور مجھے جو خبر ملی ہے، اس کے مطابق آپ نے فرمایا:

لَا أُپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔

تَاخُوَانِي اللّٰهُ اَخَوَيْنِ اَخَوَيْنِ رَاى رَاى دُو دُو شَخْصِ بَهَائِي بَهَائِي بَن جَاوَا۔

پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: هَذَا اَخِي (یہ میرا بھائی ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین، جن کا اللہ کے بندوں میں کوئی مثل و نظیر نہ تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

حمرہ بن عبد المطلب شیر خدا اور شیر رسول خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زید بن حارثہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ، بھائی بھائی قرار پائے۔ جنگِ احد ہونے والی تھی تو حمرہ نے موت کا حادثہ پیش نظر رکھتے ہوئے زید ہی کو وصیت کی تھی۔

### تفصیل مواخات

جعفر بن ابی طالب ذوالجناحین الطیار فی الجنتہ (جنت میں اڑتے پھرتے والے) کا بنی سلمہ والے معاذ بن جبل سے بھائی چارا ہوا۔

ابن ہشام نے کہا: جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ میں) موجود نہ تھے بلکہ سرزمین حبشہ میں تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور بلجارت بن خرزج والے خازن بن زید بن ابی زہیر بھائی بھائی ٹھہرائے گئے۔

ابو عبیدہ بن الجراح، جن کا نام عامر بن عبد اللہ تھا اور بنی عبد الاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان حاشیہ صفحہ لقیۃ: کو ایک نظام کے ماتحت انسانیت کے بہترین مقاصد کے لیے متحد کر دینے کی یہ ایسی دستاویز ہے جس کی نظیر ناپید ہے۔ ہر گروہ کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کے ساتھ سب کو اجتماعی امن و ترقی کی راہ پر لگا دینے کا کوئی نقشہ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا۔ آج بھی اقوام عالم ایسے ہی نظام کے تحت متحد ہو کر عالمی امن کے خواب کی تعبیر کے لیے مؤثر ترین کوشش کر سکتی ہیں۔



بھائی بھائی ٹھہرے۔

عبدالرحمن بن عوف اور بلحارث بن الحخرج والے سعد بن الربیع بھائی بھائی ہوئے۔  
زبیر بن العوام اور بنی عبدالاشہل والے سلمہ بن سلمہ بن وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر  
کا بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن مسعود سے بھائی چارا ہوا تھا۔

عثمان بن عفان اور بنی نجار والے ثابت بن المنذر بھائی بھائی قرار پائے۔

طلحہ بن عبید اللہ اور بنی سلمہ والے کعب بن مالک میں برادری قائم ہوئی۔

سعید بن زید (بن عمرو بن نفیل) اور بنی النجار والے ابی بن کعب میں بھائی چارا ہوا۔

مصعب بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابو ایوب خالد بن زبیر بھائی بھائی ٹھہرے۔

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عباد بن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

بنی مخزوم کے حلیف عمار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی علس والے حذیفہ بن الیمان میں

بھائی چارا ٹھہرا، بعض کہتے ہیں، عمار بن یاسر کا بھائی چارا بلحارث بن الحخرج والے ثابت بن قیس سے

ہوا تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔

ابو ذر بربر بن جنادہ الغفاری کا بھائی چارا بنی ساعدہ بن کعب بن الحخرج والے منذر بن عمرو المعنقی لیت

موت کی جانب تیزی سے جانے والے سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: میں نے متعدد علماء کو ابو ذر جنید بن جنادہ کہتے سنا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی اسد بن عبدالعزی کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عوف بن

بن ساعدہ سے بھائی چارا ہوا۔

سلمان فارسی کا بلحارث بن الحخرج والے ابوالدرداء عویمیر بن ثعلبہ سے۔

ابن ہشام نے کہا: عویمیر بن عامر اور بعض عویمیر بن زید کہتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: ابو بکر کے آزد کردہ بلال رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن کا

بور ویکہ عبداللہ بن عبدالرحمن الحنفی سے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے جن کے درمیان

بھائی چارے کی قرارداد فرمائی، ان سے انہیں کے نام ہمیں معلوم ہوئے۔

## وظائف اور مواخات

جب عمر بن الخطاب نے شام کے وظائف کی ترتیب دی (اور بلال نے بھی شام کی جانب سفر کر کے

جہاد کے لیے وہیں اقامت اختیار کر لی تھی) تو بلال سے دریافت فرمایا: تمہارا وظیفہ کس کے ساتھ رکھیں؟

جلد اول



بلالؓ نے کہا: ابو ریحہ کے ساتھ کیونکہ اس برادری کے سبب سے جس کی فرار واد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور میرے درمیان فرمادی ہے، میں ان سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔

راوی نے کہا: ان کا وظیفہ ابو ریحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور حبشہ کے تمام وظیفے خشم ہی کے ساتھ ملا دیے گئے کیونکہ بلال خشم ہی میں تھے اور اب تک بھی شام میں اس کا انضمام خشم ہی کے ساتھ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: انھیں مہینوں میں ابو امامہ سعد بن زرارہ کا انتقال ہوا۔ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی، وہ ذبحہ (خناق کی ایک قسم) یا شہقہ (شدید

## اسعد بن زرارہ کی وفات

کالی کھانسی میں مبتلا تھے۔

مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکرؓ (بن محمد بن عمرو بن حزم) نے یحییٰ بن عبد اللہ (بن عبد الرحمن بن اسعد بن زرارہ) کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بِئْسَ الْمَيِّتَ أَبُو أَمَامَةَ لِيَهُودَ  
وَمُنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُولُونَ لَنُكَانَ  
نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهُ وَلَا  
أَمَلِكُ لِنَفْسِي وَلَا لِصَاحِبِي مِنَ  
اللَّهِ شَيْئًا

ابو امامہ کی موت یہودیوں اور منافق عربوں کے لیے  
مصیبت کا باعث بن گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص  
(خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوتا تو اس کا دوست (ابو امامہ)  
مر نہ جاتا، حالانکہ اللہ کی مشیت کے خلاف میں نہ اپنی  
ذات کے لیے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لیے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمرؓ (بن قتادہ الانصاری) نے بیان کیا کہ جب  
ابو امامہؓ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا تو بنی النجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

## امارت کا فیصلہ

پاس جمع ہوئے۔ ابو امامہؓ ان کے نقیب یا سردار تھے۔ آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ یہ شخص،  
(ابو امامہؓ) ہم میں جو حیثیت رکھتا تھا، اس سے آپ واقف ہیں، اس لیے ہم میں سے کسی کو ان کا قائم مقام  
مقرر کیجئے جن امور کی اصلاح وہ کیا کرتے تھے، قائم مقام کیا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
أَنْتُمْ أَخَوَالِي وَأَنَا بِمَا فِيكُمْ وَأَنَا  
نَقِيبُكُمْ

تم لوگ رشتے میں میرے ماہوں ہو اور میں ان امور کی  
اصلاح کے لیے موجود ہوں، جو تم میں رونما ہوں اور میں  
تمہارا نقیب (ذمہ دار، انتظام و اصلاح) ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا کہ ان میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں کوئی خصوصیت دی جائے  
یہ بنی نجار کے لیے ایک ایسی فضیلت تھی، جسے وہ اپنی قوم کے مقابلے میں فضیلت خاص شمار کیا کرتے  
تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نقیب تھے۔







سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو اپنی چادر کھینچتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے، میں نے بھی ایسا ہی خواب میں دیکھا ہے، جیسا کہ انھوں نے دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ** (پھر تو اللہ کا شکر ہے)۔

ابن اسحاق نے کہا: اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم ابن الحارث نے محمد بن عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے کی۔

ابن ہشام نے کہا: ابن جریر نے بیان کیا: ان سے عطاء نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر اللیثی سے سنا وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے ناز کے لیے جمع ہونے کے واسطے ناقوس گھنٹے کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمر بن الخطاب گھنٹے کے لیے گڑیاں خریدنا چاہتے تھے کہ یکا یک انھوں نے خواب میں دیکھا، کوئی کہتا ہے گھنٹہ بناؤ بلکہ ناز کے لیے اذان کہو، عمر بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے حاضر ہوئے کہ جو کچھ دیکھا تھا اس سے آپ کو آگاہ کریں۔

**نزول وحی** | وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے متعلق وحی آئی۔ عمر بن کو اس بات کی اطلاع بلال رضی اللہ عنہ کی اذان ہی سے ہوئی جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اطلاع عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَتَدَّ سَبَقَتْ بِذَٰلِكَ وَحِیٌّ** (اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی)۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی، کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا اور بلال رضی اللہ عنہ اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے۔ وہ سحر کے وقت آتے اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے جب وقت ہو جاتا تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور کہتے: یا اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ وہ تیرے دین پر سیدھے قائم ہو جائیں۔ اس عورت نے کہا: اس کے بعد اذان دیتے۔ اللہ کی قسم! ایک رات بھی اس (عمل) کو چھوڑتے ہوئے میں نے انھیں نہیں پایا۔



## ابوقیس بن ابی انس

رب ابراہیم کی عبادت | ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دارالتجرت میں اطمینان نصیب ہوا۔ اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور ماجرین و انصار کو آپ کی سرپرستی میں اللہ نے آپ کے لیے جمع فرمایا تو عدی بن نجار والے ابوقیس صرم بن ابی انس نے کھلا ایمان لایا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ ابوقیس کا سلسلہ نسب یوں ہے، صرم بن ابی انس بن صرم بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار)۔

انہوں نے باہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے بتوں کی پوجا چھوڑ دی تھی جنابت کے موقع غسل کیا کرتے تھے حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن پھر رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے۔ اسے مسجد بنالیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی ناپاک عورت جائے اور نہ ناپاک مرد۔

جب بتوں سے علحدگی اختیار کر لی اور انہیں ناپسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے: میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، انہوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ بڑے بوڑھے آدمی تھے سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت الہی کا اظہار کیا کرتے تھے، اس بارے میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔

ابوقیس کے اشعار | انہیں نے یہ شعر کہے:

يَقُولُ أَبُو قَيْسٍ وَأَضْبَحَ غَادِيًا      أَلَا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ وَصَائِي فَاَفْعَلُوا  
صبح سیرے ابوقیس کہہ رہا ہے، اٹھو اور میری نصیحتوں میں سے جس قدر تم سے

ہو سکے، اس پر عمل کرو۔

وَأَوْصِيكُمْ بِاللَّهِ وَالْبِرِّ وَالتَّقَى      وَاعْدَا ضِيَكُمْ وَالْبِرِّ بِاللَّهِ أَوَّلُ  
جلد اول



اللہ کے ساتھ (جو عہود ہوں، ان میں) اپنے رہنے، پرہیزگاری اور اپنی عزت کا خیال

رکھنے کی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ کے لیے نیکی سب سے مقدم چیز ہے۔

وَإِنْ قَوْمُكُمْ سَادُوا فَلَا تُحْسِدُوا لَهُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ أَهْلَ الرِّيَاسَةِ فَاعْدِلُوا

اور اگر تمہاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سردار

تمہیں نصیب ہو تو تم انصاف سے کام لیا کرو۔

وَإِنْ تَزَلَّتْ إِحْدَى الدَّوَاهِي بِقَوْمِكُمْ فَأَنْفُسُكُمْ دُونَ الْعَشِيرَةِ فَاجْعَلُوا

اور اگر تمہاری قوم پر کوئی آفت نازل ہو تو اپنی جانوں کو اپنے خاندان پر

قربان کر دو۔

وَإِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفُقُوهُمْ وَمَا حَتَلُوكُمْ فِي الْمِلَمَاتِ فَاحْبِلُوا

اور اگر کسی ڈنڈ کا بھاری بوجھ آپڑے تو اس سے نرمی کرو اور آفتوں میں وہ تم پر

بار ڈالیں تو تم اسے برداشت کرو۔

وَإِنْ أَنْتُمْ أَمْعَرْتُمْ فَتَعَفُّوْا وَإِنْ كَانَ فَضْلُ الْخَيْرِ فِيكُمْ فَافْضِلُوا

اور اگر تم نگ دست ہو تو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچو۔ اگر ضرورت سے

زیادہ مال ہو تو ان پر خرچ کرو۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں ہے وَإِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْدُ فُوْهُمْ، یعنی اگر کسی

ڈنڈ کا بار ان پر آپڑے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

مزید اشعار | ابن اسحاق نے کہا: ابو قیس نے یہ بھی کہا ہے۔

سَبَّحُوا لِلَّهِ شَرَقَ حُلَّ صَبَاحٍ طَلَعَتْ شَمْسُهُ وَحُلَّ هِلَالٍ

اللہ تعالیٰ کی تعزیر ہر صبح کے ابلے کے وقت کر دو، جب اس کا سورج نکلے اور

جب چاند نکلے۔

عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَيَانِ لَدَيْنَا لَيْسَ مَا قَالَ رُبَّنَا بِضَلَالٍ

ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے (اس لیے) ہمارے پروردگار

نے جو کچھ فرمایا، وہ رکبھی (مگر) ہی نہیں ہو سکتی۔

وَلَهُ الطَّيْرُ تَسْرِيْدٌ وَتَأْوِي فِي وَكُوْرٍ مِنْ أَمْنَاتِ الْجِبَالِ

وہ پرند جو امن دے پہاڑوں کے گھونسلوں میں رہتے اور آتے جاتے ہیں، وہ سب

جدا دِل



اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاحِ تَرَاهَا وَحِقَافٍ وَفِي ظِلَالِ السَّمَالِ

جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے میں جن جنگلی جانوروں کو تر دیکھتا

ہے، وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ هَوْدَتُ يَهُودُ وَدَانَتْ كُلَّ دِينٍ إِذَا ذَكَرْتَ عُصَالِ

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور اسی کی اطاعت کی ہے اس کے مقابلے

میں جس دین کا بھی تذکرہ کرے، وہ ایک ایسی بیماری ہے جو لادوا ہے۔

وَلَهُ شَمْسُ النَّصَارَى وَقَامُوا كُلَّ عَيْنٍ لِرَبِّهِمْ وَ اخْتِفَالِ

اسی کے لیے نصاریٰ (کڑی) دھوپ میں پتے رہے اور اپنے پروردگار کے لیے

بیدوں اور مجلسوں میں (عبادت کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الرَّاهِبُ الْجَبِيسُ تَرَاهُ رَهْنَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لیے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے، حالانکہ وہ بے فکر

لکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِي الْأَرْحَامِ لَا تَقْطَعُوهَا وَ صَلُّوْهَا قَصِيْرَةً مِنْ طَوَالِ

بچو! رشتہ داروں سے قطع تعلق نہ کرو، ان سے میل ملاپ رکھو، ان کے کوتاہ

(دستوں) پر تم اپنا (دست) کرم دراز کرو یا وہ بڑے خاندان کے شریف ترین ہیں۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي ضِعَافِ الْيَتَامَى رُبَّمَا يَسْتَحِلُّ غَيْرَ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، کیونکہ بعض ناجائز بات جائز

سمجھ لی جاتی ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ لِلْيَتِيْمِ وَلِيًّا عَالِمًا يَحْتَدِي بِغَيْرِ السُّوَالِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے، جو خوب جاننے والا ہے

اور بے پوچھے مہربان سے واقف ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالِ الْيَتِيْمِ لَا تَأْكُلُوْهَا اِنَّ مَالَ الْيَتِيْمِ يَرْعَاهُ وَالِي

اور یتیم کا مال نہ کھاؤ، کیونکہ یتیم کے مال کی بھی ایک حاکم نگرانی کرتا ہے۔

يَا بَنِي النَّخُوْمِ لَا تَخْزُوْهَا اِنَّ خَزْنَ النَّخُوْمِ ذُوْ عِقَالِ

جد اول



ہجڑ! زمین کی حدود میں بددیانتی نہ کرو، کیونکہ حدود میں بددیانتی ترقیوں سے رد کئے والی ہے۔

يَا بَنِي الْاَيَّامِ لَا تَأْمَنُوْهَا وَاْخْذُوْا مَكْرَهَا وَمَرْءَ اللَّيَالِي  
ہجڑ! زمانے اور دن رات کے گزرنے سے بے فکر نہ ہو۔ اس کی چال بازی بے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوْا اَنْ مَّرَّهَا لِنَفَاذِ الْخَ — لَقِيَ مَا كَانَ مِنْ جَدِيْدٍ وَبَالِي  
اور یاد رکھو، کہ اس کا گزرنا مخلوق کو ختم کرنے کے لیے ہے، خواہ وہ نئی پود ہو یا پرانی۔

وَاجْمَعُوْا اَمْرَكُمْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقٰ — وَهِيَ وَتَرْكُ الْغِنَا وَاْخْذُ الْحُلَالِ  
اور اپنے نیک ارادے، پرہیزگاری اختیار کرنے، فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رکھو۔

اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات | ابو نفیس صرمہ نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے جو انہیں اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سبب سے حاصل ہوئی تھی، کہا ہے:

ثَوِي فِي قُرَيْشٍ بِضْعَ عَشْرَةِ حِجَّةٍ يَدْكَرُكَو يَلْتَقِي صَدِيقًا مُّوَاثِيَا  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال سے کچھ زائد وقت تک قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست مل جائے۔

وَيَعْرِضُ فِي اَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهُ فَلَمْ يَرِ مَنْ يُؤَدِي وَلَمْ يَرِدْ اَعْيَا  
اور حجوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا کو بلانے والا ہوتا۔

فَلَمَّا اَتَانَا اَظْهَرَ اللّٰهُ دِيْنَهُ فَاَصْبَحَ مَسْرُوْسًا اِبْطِيْئَةً رَّاضِيًا  
جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔



وَأَلْفَىٰ سَدِيقًا ؕ أَلَمْ أَنْتَ بِهِ النَّوَىٰ ۖ وَكَانَ لَنَا عَوْنًا مِّنَ اللَّهِ بَادِيًا

اور آپ نے ایسا دوست پایا، جس میں آپ کی غریب الوطنی کو الہمینان حاصل  
ہوا۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی  
مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَقْصُ لَنَا مَا قَالَ نُوحٌ لِّقَوْمِهِ ۖ وَمَا قَالَ مُوسَىٰ إِذْ أَجَابَ الْمُنَادِيَا

نوحؑ نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا، وہ آپ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ  
نے (ایک غیب سے) پکارنے والے کو جو جواب دیا، اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وَأَضْمَحَ لَا يَخْشَىٰ مِنَ النَّاسِ وَاحِدًا ۖ قَرِيبًا وَلَا يَخْشَىٰ مِنَ النَّاسِ نَائِبًا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے کسی سے آپ نہیں ڈرتے  
چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دُور والا۔

بَدَلْنَا لَهُ الْأَمْوَالَ مِمَّنْ حُلَّ مَالِنَا ۖ وَأَنْفُسَنَا عِنْدَ الْوَعَا ۖ وَالشَّاسِيَا

ہم نے آپ کے لیے اپنی جائیں اور اپنے مال کا بڑا حصہ جنگوں و بہادر یوں  
میں صرف کیا۔

وَتَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ ۖ وَتَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ أَفْضَلُ هَادِيَا

اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں

کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نَعَادِي الذِّنَىٰ عَادِي مِّنَ النَّاسِ كُلُّهُمْ ۖ جَبِيحًا ۚ وَإِنْ كَانَ الْحَبِيبُ الْمُصَافِيَا

سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار فرماتے ہیں، ہم بھی اس کے

دشمن ہو جاتے ہیں، اگرچہ وہ مخلص دوست ہو۔

أَقُولُ إِذَا أَدْعُوكَ فِي كُلِّ بَيْعَةٍ ۖ تَبَادَلْتَ قَدْ أَكْثَرْتَ لِاسْمِكَ دَاعِيَا

اے بابرکت ہر وقت جب میں عبادت گاہ میں جا کر تجھ سے دعا کرتا ہوں

تو کہتا ہوں کہ میں نے دُعا کرتے ہوئے تیرا نام بہت یا ہے۔

أَقُولُ إِذَا جَاوَزْتَ أَرْضًا مَّخُوفَةً ۖ حَسْبُ نِيكَ لَا تَطْهَرُ عَلَى الْأَعَادِيَا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تو اپنی مہربانیوں

سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔



فَطَا مُعْرِضًا إِنَّ الْحُتُوفَ كَثِيرَةٌ ۖ وَإِنَّكَ لَا تُبْقِي بِنَفْسِكَ بَاقِيًا

منہ پھیرے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ موتیں بہت سی ہیں  
(موت کے اسباب بہت سے ہیں، اور تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید  
بھی نہیں کر سکتا۔

قَوْلَ اللَّهِ مَا يَذَرِي الْفَتَى كَيْفَ يَتَقَى إِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللَّهُ وَاثِيًا

خدا کی قسم! کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ (آفتوں سے) کیونکر بچے  
جب اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا (سبب) اس کے لیے نہ فراہم کر دے۔

وَلَا تَحْفِلُ النَّخْلُ الْمُقِيمَةُ رَبَّهَا إِذَا أَصْبَحَتْ رِيًّا وَ أَصْبَحَ ثَاوِيًا

کھجور کا کھڑا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی فائدہ نہیں دیتا جب  
وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام نے کہا: جس بیت کی ابتدا ”فَطَا مُعْرِضًا“ ہے اور اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا  
قَوْلَ اللَّهِ مَا يَذَرِي الْفَتَى ہے، یہ دونوں شعر (آخری شعر سے پیشتر کے دو) افنون الثعلبی کے ہیں  
جس کا نام صریم بن محشر تھا اور یہ اس کے اشعار میں موجود ہیں۔



## یہود کی کیفیت

### عام روش

ابن السخنی نے کہا: چونکہ اللہ نے عرب میں رسول کو انتخاب فرما کر انہیں خصوصیت عطا فرمائی اس لیے یہودیوں کے علماء نے مخالفت، حسد اور کینے کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنالیا۔ اوس دھڑرج کے کچھ لوگ جو منافق تھے اور اپنی جہالت اپنے باپ دادا کے دین شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جھے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے کے سبب سے انہیں مجبور کر دیا تھا، ایسے لوگوں نے بظاہر تو اسلام اختیار کر لیا اور قتل سے بچنے کے لیے اسے ایک سپر نہالیا لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کے دل (خوامشیں اور آرزوئیں) یہود کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اسلام کے منکر تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے۔ یہود کے علماء کی یہ حالت تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنگ کرتے، سوالات کرتے اور طرح طرح کے شبہات سامنے لاتے کہ حق کو باطل مشتبہ کر دیں، قرآنی آیتیں بھی ان کے حالات اور سوالات کے متعلق نازل ہوتی رہتیں، البتہ حلال و حرام کے متعلق چند مسائل مسلمان بھی پوچھتے رہتے۔

### بنی النضیر | قبیلہ وار ان اعدائے یہود کے نام یہ ہیں:

حُثَی بن اخطب اور ان کے دونوں بھائی، ابو یاسر بن اخطب اور جُدی بن اخطب، سلام بن مشکم، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی سلام بن ابی الحقیق (یہی شخص ابو رافع الا عور کہلاتا تھا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں نے خیبر میں قتل کیا تھا)۔ الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق، عمرو بن جحاش، کعب بن اشرف (جو بنی طی کی شاخ بن نہمان میں کا ایک شخص تھا۔ اس کی ماں بنی نضیر میں سے تھی)، کعب بن اشرف کے حلیف جحاش بن عمرو اور گردم بن قیس بنی نضیر میں کے یہی لوگ تھے۔

بنی ثعلبہ بن الغطفیون میں سے عبد اللہ بن صوریہ الا عور، اس کے زمانے میں حجاز کے اندر تورات کا اس سے بڑا عالم کوئی نہ تھا، ابن مسلوبہ اور مخیر لقی بھی یہود کا ایک عالم تھا اور،

### بنی ثعلبہ



اس نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔

**بنی قینقار** | بنی قینقار میں سے زید بن اللصیت، بعض ابن اللصیت کہتے ہیں: ابن ہشام نے یہی کہا ہے۔

سعد بن ضعیف، محمود بن سحان، عزیر بن ابی عزیر اور عبداللہ بن صیف (ابن ہشام نے کہا: بعض ابن ضعیف کہتے ہیں) سوید بن الحارث، رفاعہ بن قیس، فحاض، اشیع، نعمان بن اضاءہ، بحری بن عمرو، شاس بن قیس، زید بن الحارث، نعمان بن عمرو، سکین بن ابی سکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اوفی، ابوالس، محمود بن حبیہ اور مالک بن صیف (ابن ہشام نے کہا: بعض ابن ضعیف کہتے ہیں)۔

کعب بن راشد عازر، رافع بن ابی رافع، خالد اور ازار بن ابی ازار (ابن ہشام نے کہا: بعض ازربن ابی ازرب کہتے ہیں) رافع بن حارث، رافع بن حرملہ، رافع بن خارجہ، مالک بن عوف، رفاعہ بن زید بن الثابت، عبداللہ بن سلام بن الحارث، جو ان میں کا عالم اور ان میں سب سے زیادہ جاننے والا تھا، اور اس کا نام الحصین تھا۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا، بنی قینقار کے یہی لوگ تھے۔

**بنی قرظہ** | بنی قرظہ میں سے الزبیر بن باطین، دہب، عزال بن شمیل، کعب بن اسد اسی نے بنی قرظہ کی جانب سے معاہدہ کیا تھا، جو جنگ احزاب کے روز اس نے توڑ دیا۔

شمیل بن زید، جبل بن عمرو بن شکینہ، ختام بن زید، قردم بن کعب، دہب بن زید، نافع بن ابی نافع، ابوالنافع، عدی بن زید، الحارث بن عوف، قردم بن زید، اسامہ بن حبیب، رافع بن رُمیلہ، جبل بن ابی قحیشہ اور دہب بن یوزا۔ بنی قرظہ میں سے یہی لوگ تھے۔

**دوسرے قبائل** | بنی زریق کے یہودیوں سے لبید بن عسّم اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں کے پاس جانے سے روکنے کے لیے جادو کیا تھا، بنی حارثہ میں سے کنانہ بن

صوریا، بنی عمرو بن عوف کے یہودیوں سے قردم بن عمرو، بنی النجار کے یہودیوں سے سلسلہ بن برہام۔ غرض یہ لوگ یہود کے علماء، فتنہ انگیز، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے، سوالات کرنے والے اور اسلام کی مخالفت میں فتنے اٹھانے والے تھے تاکہ اس نور کی روشنی گل کر دیں، عبداللہ بن سلام اور حنظل بن ان سے مستثنیٰ ہیں۔

**عبداللہ بن سلام کا اسلام** | ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار کرنے کے واقعات، جن کی انھیں سے ان کے بعض گھروالوں نے روایت کی ہے



یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انھوں نے بتایا: جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا اور آپ کی صفت، آپ کا نام اور آپ کا وہ زمانہ جس کے ہم (لوگ) منتظر تھے، مجھے معلوم ہو گیا تو میں نے اس معاملہ کو خاموشی سے یہاں تک راز میں رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے۔ جب آپ بنی عمرو بن عوف (کے محلہ) قباء میں تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آیا اور آپ کی تشریف کی خبر ایسی حالت میں دی کہ میں کھجور کے ایک درخت کے ادھر کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدة بنت الحارث اس درخت کے نیچے بیٹھی تھی۔ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی تو تکبیر کہی، میری پھوپھی نے تکبیر سنی تو کہا: اللہ تجھے ناکام رکھے۔ واللہ! اگر تو موسیٰ بن عمران کی تشریف آوری کی خبر سنا تو اس سے کچھ زیادہ نہ کرتا۔ میں نے ان سے کہا: پھوپھی جان! اللہ کی قسم! وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے، انھیں کے دین پر ہے اور اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے، جس چیز کے ساتھ وہ بھیجے گئے تھے پھر تو میری پھوپھی نے کہا: بابا! کیا یہ وہی بنی ہیں جن کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ عین قیامت کے قریب بھیجا جائیگا؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھوپھی نے کہا: جی بھی تو تمھاری یہ حالت ہے۔

اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام اختیار کر لیا۔ پھر میں اپنے گھر والوں کی طرت لوٹا اور انھیں حکم دیا تو انھوں نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔ میں نے اپنا اسلام یہود سے پوشیدہ رکھا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! یہود جھوٹی باتیں بنانے والے لوگ ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں ان لوگوں کی نظروں سے چھپا دیجئے اور پیشتر اس کے کہ میرے اسلام کا انھیں علم ہو، آپ ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیے تاکہ وہ آپ کو بتائیں، میں ان میں کسی حیثیت کا شخص ہوں۔ اگر انھیں میرے اسلام کا علم ہو جائے گا تو وہ مجھ پر افتراء پردازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے حجرے میں سے کسی حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا۔ یہودی آپ کے پاس آئے، آپ سے (مختلف قسم کے) سوالات کرنے لگے، پھر آپ نے فرمایا:

اَتُنِي رَجُلٍ الْحَصِينِ بْنِ سَلَامٍ فِيكُمْ (الحصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے؟) انھوں نے کہا: وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ ہم میں کا ماہر اور عالم ہے۔ جب وہ باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور ان سے کہا: اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں، اسے قبول کرو۔ واللہ! تم لوگ خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے اسے رسول ہیں کہ تورات میں آپ کا ذکر، آپ کا نام مبارک اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کو



جانتا ہوں، آپ کی تصدیق کرتا ہوں، اور آپ پر ایمان لاتا ہوں، یہودیوں نے کہا: تم جھوٹے ہو اور مجھ میں عیب نکالنے اور گالیاں دینے لگے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ دردِ غیبت، بے وفا، جھوٹے اور نافرمان ہیں؟ بہر حال میں نے اپنے اور گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا، میری پھوپھی خالدہ بنت الحارث نے بھی اسلام قبول کر لیا اور وہ بھی مسلم بن گئیں۔

**مخیر بقی کا اسلام** | ابن اسحاق نے کہا: مخیر بقی کے واقعات یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم، مالدار تھے۔ نخلستان کی بڑی آمدنی تھی اور اپنے علم کے ذریعے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی صفات کو جانتے تھے۔ ان پر دین کی محبت غالب تھی اور وہ اس پر ایسے جھے رہے کہ جب جنگِ احد کا دن ہوا اور جنگِ اُحدِ شنبہ کے دن ہوئی تھی تو انھوں نے کہا: اے گروہِ یہود! واللہ تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے لیے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امداد بالکل حق ہے۔ وہ بولے: آج تو شنبہ کا روز ہے مخیر بقی نے کہا: تمہارے لیے شنبہ کا روز کچھ نہیں۔ پھر اپنے ہتھیار لیے اور نکل پڑے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے پاس مقامِ اُحد میں جا پہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت کر دی کہ اگر آج میں مار ڈالا جاؤں تو میری ہر طرح کی ملکیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تصرف فرمائیں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انھوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: مُخِيرُ بَقِيٍّ خَيْرٌ يَهُودٍ (مخیر بقی بہتر ہے یہودیوں میں سب سے اچھے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر طرح کی ملکیت پر قبضہ کیا اور مدینہ میں آپ کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوا کرتے تھے۔

**ام المؤمنین صفیہ کی گواہی** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکرؓ (بن محمد بن عمرو بن حزم) نے بیان کیا: مجھے صفیہ بنت حُجّی بن اخطب سے روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا: میں اپنے باپ اور چچا ابویاسر کے بچوں میں سب سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جب کبھی وہ مجھے دیکھتے اور دوسرے بچے بھی ساتھ ہوتے، وہ دوسرے بچوں کو چھوڑ کر مجھے لے لیتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور قبائیں بنی عمرو بن عوف (کے محلہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویرے اندھیرے سے میرے والد حُجّی بن اخطب اور چچا ابویاسر بن اخطب آپ کے

۱۔ معلوم ہے کہ یہودی شنبہ یعنی ہفتے کا روز تعطیل کا روز مناتے تھے اور اس روز کوئی کام کرنا یا جنگ میں حصہ ان کے معمول کے مطابق جائز نہ تھا۔



سپنجے وہ سورج ڈوبنے تک واپس نہ آئے۔ جب وہ آئے، تو دونوں تھکے ماندے ایسی سرت  
 مارے چل رہے تھے، گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ میں ہشاس ہشاس ان کی طرف اسی طرح گئی، جس  
 ہمیشہ جایا کرتی تھی تو اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے بھی میری جانب توجہ نہ کی اور وہ غم میں مبتلا  
 میں نے چچا ابویا سر کو اپنے والد محی بن اخطب سے کہتے سنا، کیا یہ وہی ہے؟ میرے باپ نے کہا  
 ! ہاں، کہا، کیا آپ اسے جانتے ہیں اور تحقیق کر لی ہے؟ کہا: ہاں، کہا پھر آپ کے دل میں اس کے  
 حق کیا خیال ہے؟ کہا، واللہ جب تک زندہ رہوں گا، اس سے دشمنی رہے گی۔



## یہودی سے میل جول رکھنے والے منافق

**منافقین کے نام** | ابن اسحاق نے کہا: اوس وخررج میں کے وہ منافق، جو یہود کی جانب منسوب تھے، ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں، اور اللہ (ہی) بہتر جاننے والا ہے، یہ ہیں اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس اور بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی لوزان بن عمرو بن عوف میں سے زوتی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صا اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدتر ہوتے۔ عمیر بن سعد نے، جو انھیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جلاس نے عمیر کے والد کی وفات کے بعد ان کی والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور یہ اس کی گود میں پلے تھے۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ عمیر نے کہا: اے جلاس! واللہ تمام لوگوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو، مجھ پر احسان کرنے کے لحاظ سے میرے لیے سب میں بہتر ہو اور ایسے شخص کے لیے کوئی ایسا واقعہ پیش آنا، جو وہ ناپسند کرے، مجھ پر بہت گراں ہے، لیکن تم نے ایک ایسی بات کہہ دی کہ اگر تمھارے خلاف اس بات کو اوپر تک پہنچا دوں یعنی اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دوں تو میری جانب سے تمھاری بدنامی ہوگی۔ اگر اس کی اطلاع سے پہلو تھپی کر کے خاموش ہو جاؤں تو میرا دین برباد ہو جائے گا بے شبہ ان دونوں حالتوں میں سے ایک دوسری کی نسبت میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ بات عرض کر دی جو جلاس نے کہی تھی جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسم کھائی کہ عمیر نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ عمیر بن سعد نے جو بات کہی ہے، وہ میں نے نہیں کہی۔

**قرآن مجید کی شہادت** | اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق دیہ آیت، نازل فرمائی۔

يَجْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا

وہ (منافق) اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے



کَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ  
وَهُمُ الْبَاقُونَ يَنْتَظِرُونَ مَا نَقُتُوا  
إِلَّا أَنْ آغْنَاهُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ  
خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتُوبُوا يُعَذِّبُهُمُ  
اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَ  
الْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ  
وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

(۹ و ۱۰)

ابن ہشام کے نزدیک الیم کے معنی موجب یعنی دردناک کے ہیں:

ابن اسحاق نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے (جلاس نے) توبہ کر لی اور اس کی توبہ  
یسی اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہو گیا۔ اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے جس نے المجذ  
بن زیاد البلوی اور قیس بن زید صنبعی کو جنگ احد کے روز قتل کیا۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ احد کے دن نکلا اور  
تھا مناقب۔ جب لوگ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا،  
ورقیش میں جا ملا۔

ابن ہشام نے کہا: المجذ بن زیاد سوید بن صامت کو کسی جنگ میں جو اوس  
خروج کے درمیان ہوئی تھی، مار ڈالا تھا، پھر جب جنگ کا دن آیا تو  
الحارث بن سوید، المجذ بن زیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دے۔ چنانچہ  
اس نے اسے قتل کیا اور صرف اسی ایک کو قتل کیا یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سنی ہے، اس کے قیس بن  
زید کے قتل نہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے جنگ احد کے شہداء میں قیس کا ذکر نہیں کیا۔  
ابن اسحق نے کہا: سوید بن صامت کو معاذ بن عمار نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے دھوکے  
سے تیر مار کر مار ڈالا تھا۔ لوگ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کو حکم فرمایا تھا  
کہ اگر وہ اس پر قابو پالیں تو اسے قتل کر دیں، لیکن وہ آپ سے پنج کر نکل گیا اور مکہ ہی میں رہا کرتا تھا۔ پھر اس نے  
اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کی لیے کہلا بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے۔

۱۔ اصل کتاب میں یہ زیاد "ذال" ہی سے ہے



ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: **کفر بعد ایمان**

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا  
بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ  
حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا  
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

ایسے لوگوں کو اللہ کیزکر ہدایت دے جنہوں نے  
ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، حالانکہ انہوں  
نے گواہی دی تھی کہ رسول سچا ہے اور ان کے  
پاس کھلی نشانیاں، آپکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت  
نہیں دیا کرتا (آخر بیان تک)۔

(۳ : ۸۶)

بنی ضبیعہ بن زید (بن مالک بن عوف بن عمرو بن بن عوف) میں سے بجا و بن عثمان بن عامر۔

بنی لوزان بن عمرو بن عوف، میں سے نبیل بن الحارث، یہ وہی شخص ہے جس  
کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى الشَّيْطَانِ  
فَلْيَنْظُرْ إِلَى نَبْتِ بْنِ الْحَارِثِ

جسے اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھے تو اسے  
چاہیے کہ نبیل بن الحارث کو دیکھ لے۔

یہ شخص جسم تھا، لمبا سیاہ ہونٹ، لٹکے ہوئے، سر کے بال پریشان، لال آنکھیں اور پچکے ہوئے گال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا، آپ کی گفتگو سنتا اس کے بعد پوری  
گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا کہ محمد تو (سرتاپا) کان ہے جس نے اس  
سے کچھ بیان کر دیا، وہ اسے سچا سمجھ لیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ  
وَيَقُولُونَ هُوَ أَذُنٌ قُلْ أَذُنٌ  
خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ  
بِأَسْمَائِهِ وَرَحْمَةِ الَّذِينَ آمَنُوا  
مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ  
اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ  
وسلم) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو بہت سننے والا  
ہے (یعنی کان کا کچا ہے) اسے نبی کہہ دے کہ ہاں وہ  
بہت سننے والا ہے مگر تمہاری بہتری کے لیے وہ اللہ  
پر یقین رکھتا اور ایمانداروں کو بھی سچا مانتا ہے اور  
تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے ان  
کے لیے تو سرتاپا رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے  
رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں انکے لیے دردناک سزا ہے۔

(۹ : ۶۱)

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بلعجلان والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے کہا: رسول اللہ  
جلد اول



صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے تو آپ سے کہا: آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو لمبا سیاہ ٹکے ہوئے ہونٹ، پریشان بال پچکے ہوئے گال والا ہے اور دونوں آنکھیں ایسی سرخ گویا پتلی کی دو ہانڈیاں ہیں، اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ وہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ احتیاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے لحاظ سے یہ حالت بمنزل بن الحارث ہی کی تھی۔

### مسجد ضرار کا بانی

بنی ضبیعہ میں سے ابو حبیہ بن الازعر اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر، یہ دونوں وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکو کاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ آخر بیان تک)۔

معتب جس نے جنگ احد کے روزہ کہا تھا: حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے اللہ عز وجل نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

وَلَمَّا نَفَتْ أَنفُسُهُمْ أَنفُسُهُمْ  
يَقُولُونَ يَا لِلَّهِ عَذِيبٌ أَلِيمٌ  
يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّا الْأَمْرُ كُلُّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا

(۱۵۴: ۳)

اور انہی اخبر القصة،

اور ایک گروہ تھا جسے اس وقت بھی اپنی جانوں ہی کی فکر پڑی تھی اور اللہ کی جناب میں عہد جاہلیت کے سے ظنونِ اولام رکھتا تھا۔ اس گروہ کے لوگ کہتے تھے جو کچھ ہو، اس میں ہمارا اختیار کیا بات تھی، اسے بغیر! تم ان لوگوں سے کہہ دو اس معاملے پر کیا موتوں ہے، تمام باتیں اللہ ہی کے اختیار میں ہیں اصل یہ ہے کہ جو کچھ ان لوگوں کے دلوں میں ہے، تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس معاملے میں ہمارے رفق و کلامانی سے کچھ ہوتا تو میدانِ جنگ میں نہ مارے جاتے (آخر بیان تک)۔

اسی (معتب) نے جنگ اعراب کے روزہ کہا تھا: محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے اور (اب تو) سبالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے فکری سے رفع حاجت کے لیے بھی نہیں جاسکتا اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ

اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک

عبدالاول



فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۖ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ  
وَدَسُّوْهُ إِلَّا غُرُودًا ۝

قسم کی بیماری ہے، کہہ رہے تھے کہ اللہ اور  
اس کے رسولؐ نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا، وہ صرف  
ایک دھوکا تھا۔

(۳۳ : ۱۲)

الحارث بن حاطب :

ابن ہشام نے کہا: اہل علم میں سے جن پر مجھے بھروسہ ہے، انہوں نے بیان کیا کہ معتب بن قثیر اور حاطب  
کے دونوں بیٹے ثعلبہ والحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد اور اصحاب بدر میں سے ہیں۔ منافقوں میں سے نہیں  
اور خود ابن اسحاق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو امیہ بن زید کی اولاد اصحاب بدر میں شمار کیا ہے۔

ابن اسحق نے کہا: سہیل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور بھرنج یہ ان لوگوں میں تھا  
جنہوں نے مسجد ضرار بنائی اور عمرو بن خزام اور عبد اللہ بن نبل۔

مجمع کا معاملہ

بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن العطات اور اس کے دونوں بیٹے زید اور مجمع،  
یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے۔ مجمع کم سن نوجوان تھا۔ قرآن کا بہت کچھ حسرتاً یاد کر لیا تھا اور اس  
مسجد میں انہیں نماز پڑھایا کرتا تھا۔ جب وہ مسجد برباد کر دی گئی اور عمر بن الخطاب کے زمانے میں بنی عمرو بن  
عوف اپنی مسجد میں جو ان کے محلے میں تھی، نماز پڑھنے گئے تو مجمع کے متعلق کہا گیا کہ وہ انہیں نماز پڑھا دیا کرے  
عمرؓ نے فرمایا: نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، کیا یہ شخص مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہیں رہا؟ مجمع نے عمرؓ بن الخطاب  
سے کہا: اے امیر المؤمنین! اس اللہ کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ان لوگوں کے معاملات سے میں بالکل  
بے خبر تھا، لیکن کم سن قاری قرآن تھا اور ان میں سے کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انہوں نے مجھے آگے بڑھا دیا کہ  
میں انہیں نماز پڑھا دیا کروں۔ جو اچھی باتیں انہوں نے بیان کیں، میں انہیں اسی حالت پر سمجھتا تھا۔ لوگوں کا بیان  
ہے کہ عمرؓ نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اللہ اور رسولؐ سے استہزاء

بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن ثابت یہ بھی مسجد ضرار بنانے  
والوں میں سے تھا اور اس نے کہا ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل

بہل رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا  
نُحَاوِصُ وَنُلْعَبُ ۚ قُلْ يَا اللَّهُ وَآيَاتِهِ  
وَدَسُّوْهُ إِلَّا غُرُودًا ۝

اور اگر تم ان لوگوں سے پوچھو (ایسی باتیں کیوں کرتے  
ہو؟) تو یہ ضرور جواب دیں گے: ہم نے تو یونہی جی بہلائے  
کہ ایک بات چھیڑ دی تھی اور منہ ہی مذاق کر رہے تھے۔

تم (ان) کو: کیا تم اللہ کے ساتھ، اس کی آیتوں کے ساتھ

(۶۵ : ۹)

جلد اول



اور اس کے رسول کے ساتھ منہی مذاق کرتے ہو؟

إِلَى أَخِي الْقَصَّةِ،

(آخر بیان تک)

بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خدام بن خالد یہی شخص ہے جس کے گھر میں مسجد ضرار بنی، بشر اور رافع

بن زید۔

بنی النبیٹ میں سے ابن ہشام نے کہا: النبیٹ کا نام عمرو بن مالک بن الاوس ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس کی شاخ بنی حارث بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے مربع بن قنیطی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمد کو جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں سے جانے کی اجازت چاہی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا: اے محمد اگر تم نبی ہو تو میں تو تمہیں اپنے باغ میں سے گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے ہاتھ میں ٹمھی بھر مٹی لی اور کہا: واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ مٹی تمہارے سوا کسی دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے کہ اُسے مار ڈالیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

دَعْوُهُ فَهَذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ  
اے پھوڑو، کیونکہ یہ اندھا دل کا بھی اندھا ہے  
اَعْمَى الْبَصَرِ۔  
اور بینائی کا بھی اندھا ہے۔

پھر بنی اشہل والے سعد بن زید نے اے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اس کا بھائی اوی بن قنیطی ہی وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خندق کے روز کہا تھا: ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں، اس لیے ہمیں جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

يَقُولُونَ إِنَّا بِيَوْمِنَا سُورَةٌ ظَنَّمَا  
ہی بَعُورَةٌ ثُمَّ إِنِّي بِيَوْمِنَا دُونَ الْإِفْرَارِ  
(یہ لوگ، کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں، حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں (یہ لوگ، مرق (جنگ سے) بھاگ جانے کے لیے ایسا کہتے ہیں۔)

(۱۳: ۳۳)

ابن ہشام نے کہا: عورہ کے معنی "معوڑہ للعدو وضائعتہ" دشمن کے لیے کھلے اور برسرِ بادی ہیں، اس کی جمع عورات ہے۔ بالغ الذبیانی نے کہا ہے:

مَتَى تَلَقَّيْهُمْ لَا تَلَقَّ لِلْبَيْتِ عَوْرَةٌ  
وَلَا الْجَارِ مَخْرُومًا وَلَا الْأَمْرَ ضَائِعًا

جب ٹرائی سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑوسی



مخدوم اور برسر بادی ہو۔

یہ شعر اس کے اشعار میں کا ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی گھروالی کے بھی ہیں۔

### حاطب بن امیہ

ابن اسحاق نے کہا: بنی ظفر میں سے جس کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج تھا، حاطب بن امیہ بن رافع۔ یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی میں عمر بسر کر دی۔ اس کا ایک لڑکا تھا، جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور اسے یزید بن حاطب کہتے تھے، جنگ کے روز وہ ایسا زخمی ہو گیا کہ زخموں کے باعث زل سکا، اسے اٹھا کر بنی ظفر کے گھر لایا گیا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں، جب وہ موت کے قریب تھا، انہوں نے کہا: اے حاطب! تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔

راوی نے کہا: اس وقت یزید کے باپ کا نفاق ظاہر ہو گیا اور وہ کہنے لگا: ہاں! باغ حرا کا، واللہ تمہیں لوگوں نے درغلا کر اس مسکین کی جان لے لی۔

ابو طعمہ بشیر بن ابیرق، زہروں کا چور، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت، نازل فرمائی:

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ  
أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ  
خَوًّا نَاثِمًا ۝

اے نبی! ان لوگوں کی جانب داری کر کے جھگڑا نہ کر جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں بے شہہ اللہ ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا، جو بڑا بے دیانت اور بہت گنہگار ہو۔

(۱۴ : ۱۱۷)

انہیں میں بنی ظفر کا حلیف قرمان۔

### قرمان

مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: وہ بے شہہ آگ والوں میں سے ہے۔ جب احد کا دن ہوا تو اس نے خرب جنگ کی، یہاں تک کہ مشرکوں میں کے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہو کر پڑ گیا۔ بنی ظفر کے گھر اٹھ لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا: اے قرمان! تیرے لیے خوش خبری ہے کہ تُو نے آج خوب دادِ شجاعت دی اور راہِ خدا میں تجھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تُو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا: میرے لیے کس بات کی خوش خبری ہے؟ واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے، جب زخم اسے تکلیف دینے لگے اور تکلیف بڑھ گئی تو اس نے ترکش میں سے ایک تیر لیا، اس سے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خود کشتی کر لی۔

جلد اول



## بنی عبدالاشہل

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبدالاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو مشہور ہو نہ خاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں کا ایک شخص تھا،

اس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا:

مَنْ مُبْلِغُ الْفِتْنَةِ أَنْ عُدُوَّهُ أَهْلُ  
أَعْيَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنْ تَتَجَدَّأَ

نمک کو یہ پیام پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر رہ گئیں۔

أَتَحِبُّ يَهُدَا أَنْ يُحَازَ وَدِينَهُمْ  
كِبْدَ الْخِمَارِ وَلَا تَحِبُّ مُحَمَّدًا

کیا تو گدھے کے کلیجے والے کم بخت مجاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت کیا تو گدھے کے کلیجے والے کم بخت مجاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت

رکھتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں رکھتا؟

دِينًا لِعَبْرِي لَا يُوَافِقُ دِينَنَا  
مَا اسْتَنَّ الْفُفْءَ وَخَوَدَا

اپنی جان کی قسم! وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے، جو ہمارے دین سے بھی مطابقت نہیں کرے گا، جب تک فضا میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن مسات

طافوت کو حکم بنانے والے

ترے سے پہلے اور معتب بن قشیر رافع بن زید اور بشر، مسلمان سمجھے جاتے تھے، انہیں کے قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کامنوں کے پاس جانے کے لیے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا،

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ  
أَلَهُمْ أَمْرًا مِمَّا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا  
أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ  
يَتَّخِذُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا  
أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ  
أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا

اے نبی! کیا تو نے نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا  
لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور  
اس چیز پر جو تجھ سے پہلے اتاری گئی ہے وہ چاہتے ہیں  
سرکشوں یا گمراہ سرداروں کے پاس اپنا مقدمہ پیش  
کریں، حالانکہ انہیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ سرکشوں  
کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے، انہیں گمراہ  
جھگڑا کر مطلوب حقیقی سے دور ڈال دے۔

(الحجہ ۴۰ : ۶۰)

(آخر بیان تک)



**بنی نجار اور بنی سلمہ** | خورج کی شاخ بنی النجار میں سے رافع بن ودیعہ، زید بن عمرو، عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل، بنی جشم بن الخورج کی شاخ بنی سلمہ میں سے الجعد بن قیس۔ یہی وہ شخص ہے جو کہتا ہے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے جنگ تبوک میں نہ چلنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی اجازت دے دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسا دیجئے۔ اس کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ اَعِزَّنِي لِي وَلَا تَفْتِنِّي اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا ۗ (۳۹ : ۹)

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال دیجئے (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟ (جنگ سے ڈر کر گھر بیٹھے)

رہنا حقیقت میں ایک فتنے میں گر پڑنا ہے۔

**عبداللہ بن ابی** | بنی عوف بن الخورج میں سے عبداللہ بن ابی بن سلول، یہ شخص تمام منافقوں کا سرغنہ تھا اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے اور اسی نے غزوہ بنی المصطلق میں کہا تھا:

لَسْنَا رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لِيُخْرِجَنَّا  
اَلَا عَزَمْنَاهَا اِلَّا ذَلَّ ۗ (۶۳ : ۸)

بے شک اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹیں گے تو بڑی عزت والا اس میں سے بڑے ذلیل شخص کو ضرور نکال دے گا۔

اسی کے اس قول کے متعلق سورہ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی۔ اس کے متعلق ودیعہ کے باب میں جو بنی عوف میں کا ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوئل، سوید اور داعس کی نسبت جو عبداللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔

**بنی نضیر کے جھوٹے مشورے** | رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بنی النضیر کا محاصرہ فرمایا تو عبداللہ بن ابی اور اس کی قوم ہی کے لوگ تھے جو انہیں خیر خواہانہ مشورے (خفیہ خبریں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ ڈٹے رہو۔ واللہ! اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے۔ اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق وہیں اسی سورت میں پورے واقعات نازل فرمائے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ  
لَا خَوْاٰنِيْهُمْ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ  
اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ  
(اے مخاطب!) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف (غور کی) نظر نہیں ڈالی، جنہوں نے ظاہر واری سے اسلام اختیار کیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں سے اپنے



مَعَكُمْ وَلَا نَطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا  
وَإِنْ قُوَّتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ  
وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ  
(۵۹ : ۱۱)

ان بجائیوں سے جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے کہتے  
ہیں کہ بے شبہہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے  
ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی  
کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی  
تو ہم تمہاری ضرور مدد کریں گے اور اللہ تعالیٰ گواہی  
دیتا ہے کہ بے شبہہ وہ جھوٹے ہیں۔

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس قول میں فرماتا ہے :  
كَمَثَلَ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ  
لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ  
قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ  
رَبَّ الْعَالَمِينَ (۵۹ : ۱۶)

شیطان کی اس حالت کی طرح جب اس نے  
انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا، پھر جب وہ کافر ہو گیا  
تو کہا میں تجھ سے الگ ہوں میں تمام جہان کی پرورش  
کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں۔



## منافقین سے سلوک

**منافق یہودی علماء** | ابن اسحاق نے کہا: یہود کے علماء میں سے جن لوگوں نے اسلام کے دامن میں پناہ لی، دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا۔

بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف، زید بن اللصیت، نعمان بن ادنیٰ بن عمرو اور عثمان بن ادنیٰ زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے عمر بن الخطاب سے سوق بنی قینقاع میں جنگ کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تو یہی وہ شخص ہے جس نے آپ کے متعلق کہا تھا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبر آیا کرتی ہے، وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی خبر پہنچ گئی: جو اللہ کے دشمن نے آپ کی سواری کے بارے میں کہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی کی جانب رہنمائی کی گئی اور آپ نے فرمایا:

إِنَّ قَائِلًا قَالَ يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ  
يَأْتِيهِ خَبْرُ السَّمَاءِ وَلَا يَذَرُنِي  
أَيُّنَ نَاقَتَهُ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَعْلَمُ  
إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللَّهُ وَقَدْ دَلَّنِي اللَّهُ  
عَلَيْهَا فَهِيَ فِي هَذَا الشَّعْبِ  
فَتَدُ احْبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِرِمَامِهَا  
بے شک ایک کہنے والا یہ کہتا ہے: محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے اور خدا کی قسم! بے شک میں نہیں جانتا کہ وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے۔ اب اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کر دی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے کہ ایک درخت نے اس کی نیکیل روک رکھی ہے۔

مسلمانوں میں سے چند آدمی گئے اور اسے وہاں اسی طرح پایا جس طرح اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا تھا:

**رافع بن حرمیلہ** | مجھے خبر ملی ہے کہ جب رافع بن حرمیلہ مراقد اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ اول



نے فرمایا کہ منافقوں کے سر غنوں میں سے ایک بڑا سر غنہ آج مر گیا۔

دفاع بن زید بن التابوت وہ شخص ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی المصطلق سے واپس ہوئے تو زور کی ہوا چلی اور مسلمان خوف زدہ ہو گئے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
لَا تَشَا فُوا فَا تَمَّا هِيَ هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِّنْ عُنَمَاءِ الْكُفَّارِ۔  
تم لوگ نہ ڈرو یہ ہوا تو کافروں کے سر غنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لیے چلی ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دفاع بن زید بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا تھا، جس روز وہ ہوا چلی تھی۔

سلسلہ بن برہام اور کنانہ بن صوریہ تھا۔ یہ منافقین مسجد میں آتے تھے، مسلمانوں کی باتیں سنتے ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین سے مسخرہ بن کرتے تھے۔

ایک روز ان میں سے چند افراد مسجد میں جمع ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چٹے ہوئے آپس میں سرگوشی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو انہیں مسجد سے نکال دیا گیا۔ ابو ایوبؓ خالد بن زید بن کلیبؓ اٹھے اور نبی غنم بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کا جو جاہلیت میں ان کے بتوں کا پیجاری تھا پاؤں پڑھ کر گسیٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اسے مسجد سے باہر نکال دیا، اور وہ کہتا رہا کہ اے ابو ایوبؓ تو مجھے بنو ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے، پھر ابو ایوبؓ بنی نجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے۔ اس کی چادر سینے کے پاس سے پکڑ لی، زور سے جھنجھوڑ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا اور اسے مسجد سے نکال دیا۔ ابو ایوبؓ کہہ رہے تھے: اے خبیث منافق! تجھ پر لعن ہے۔ اے منافق! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دور ہو اور اپنے راستے چلا جا!

عمارہ بن عزم، زید بن عمرو کی جانب بڑھے یہ شخص لمبی داڑھی والا تھا۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور زور سے کھینچتے ہوئے اسے مسجد سے نکال دیا۔ عمارہؓ نے اس کے سینے پر ایسا دو ہتھ مارا کہ وہ گر پڑا راوی نے کہا: وہ کہہ رہا تھا: اے عمارہؓ! تم نے مجھے (خوب) رگڑے دیے عمارہؓ نے کہا: اے منافق! اللہ تجھے دور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لیے معین کر رکھا ہے، وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبردار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے پاس نہ پھسکنا۔

[اصل روایت میں لفظ "لدم" دل، دم، استعمال ہوا۔]

ابن ہشام نے کہا: لدم کے معنی تحصیلوں سے مارنے کے ہیں، تیم بن ابی بن مقبل نے کہا:



وَلِلْفُؤَادِ دَجِيبٌ تَحْتَ آبِهَا  
لَدُمِ الْوَلِيدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْجَهْرِ

اپنی ابرنامی رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی زمین کے پیچھے سے ولید کے پتھر مارنے کی طرح دھڑا دھڑا مار رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابر دل کی رگ کا نام ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: کہ بنی النجار کے ایک صاحب ابو محمد نامی بدری تھے۔ ان کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار تھا وہ قیس بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے قیس کم سن جوان تھا جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی، اس کی گردن میں ہاتھ دے کر دھکیلتے ہوئے مسجد سے باہر کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابو سعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص (جو بلذرة بن الخزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبد اللہ بن الحارث تھا) الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا۔ یہ شخص پٹوں والا تھا۔ اس کے پٹے پکڑ لیے اور اسے سختی سے اسی طرح زمین پر کھینچتے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث! تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا: اے اللہ کے دشمن! بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

بنی عمرو بن عوف کا ایک شخص اپنے بھائی زدی بن الحارث کی طرف بڑھا۔ اسے سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیزاری ظاہر کرتے ہوئے کہا: تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔ غرض یہ وہ منافق تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا تھا:

غرض مجھے یہ خبر ملی ہے، کہ انہیں یہودی علماء اور اوس و خزرج کے منافقوں کے بارے میں ابتدائے سورہ بقرہ کی سو آیتیں نازل ہوئیں۔

### منافقین کے متعلق آیات

واللہ اعلم، اللہ سبحانہ فرماتا ہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَىٰ لِنُفُوسِنَا هَٰذَا الْقِتَابَ وَهُوَ الَّذِي يَرَوُّهُ الْمُتَلَفِّفُونَ  
الْمُرْتَابِينَ فِي الْقُرْآنِ ۚ وَإِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ الصَّافِينَ ۚ

اے (اس کتاب میں) کسی قسم کا شک نہیں، متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔

فِيهِ نَهَىٰ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ۚ (۲: ۱۷۷-۱۷۸)

یعنی ان لوگوں کے لیے جو ہدایت کی جن باتوں کو جانتے ہیں، انہیں چھوڑنے میں اللہ کی سزا سے ڈرتے ہیں اور اس میں جو باتیں مذکور ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی رحمت کی اُمید رکھتے ہیں۔

جلد اول



الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ  
الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ  
ہم، اس میں سے صرف کرتے ہیں۔

یعنی فرض نماز کو جس طرح ادا کرنا چاہیے، اس طرح ادا کرتے اور ثواب سمجھ کر زکوٰۃ دیتے ہیں:  
وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ  
اور مانتے ہیں، اس چیز کو، جو تیری طرف اتاری گئی ہے  
وَمِمَّا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (۳: ۲) اور جو تجھ سے پہلے اتاری گئی ہے۔

یعنی جو چیزیں اللہ عز و جل کے پاس سے آپ لائے ہیں، ان میں وہ آپ کو سچا جانتے ہیں اور آپ سے  
لے کے رسول جو کچھ لائے تھے، اسے بھی سچا جانتے ہیں۔ دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور پہلے  
دل اپنے پروردگار کی طرف سے جو کچھ لائے، اس کے منکر نہیں۔

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (۴: ۲) اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔  
یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت، جنت، دوزخ، حساب اور میزان پر۔  
یہ لوگ اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر، جو آپ سے پہلے ہوئیں اور ان چیزوں پر جو رب  
سے پاس سے آپ کے پاس آئیں، ایمان لا چکے ہیں:  
أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ (۵: ۲) یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت  
پر ہیں۔

یعنی انہیں پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے اور جو کچھ ان کے پاس پہنچا ہے، اس پر  
میں استقامت ہے:

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۵: ۲)  
یہی لوگ نفلح پانے والے اکامیاب، پھولنے پھلنے  
والے ہیں۔

یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی، اسے پایا اور جس برائی سے وہ بھاگے، اس سے نجات حاصل کر لی۔  
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا  
بے شک جن لوگوں نے انکار کیا  
یعنی اس چیز کا انکار کیا، جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے، اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لا چکے،  
آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ  
لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۶: ۲) ان کے لیے برابر ہے چاہے تو انہیں ڈرائے یا نہ  
ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔



یعنی انھوں نے اس ذکر کا انکار کیا، جو آپ کے ذریعے سے ان کے پاس پہنچا۔ اور اس اہم کو قبول نہ کیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔ پس انھوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا، جو آپ کے پاس آئی ہے، اس کا بھی انکار کر دیا، جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس دوسرے پیغمبر لائے ہیں۔ وہ آپ کے ڈرانے اور دھمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے، کیونکہ اس علم کا انکار کر چکے ہیں، جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

**دلوں اور کانوں پر مہریں** ختم اللہ علی قلوبہم  
اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر کر دی ہے اور ان کی بصارتوں پر ایک قسم کا پردہ ڈال دیا گیا ہے۔

یعنی وہ ہدایت کبھی نہیں پاسکتے۔ کیونکہ آپ کے پاس پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اسے جھٹلایا۔ جب تک اس حق بات پر ایمان نہ لائیں جو آپ لائے ہیں، پہلے کی آئی ہوئی تمام حق باتوں کو کھانا انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

اور ان کے لیے اس سبب کہ وہ آپ کی مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں، بڑا عذاب ہے۔

غرض یہ سارا بیان علماء ہیود کے متعلق ہے کہ انھوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ  
اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں، جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر  
وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَفَاَهُمْ يَبُوءُ مِثْقَلِ  
اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں، حالانکہ وہ ایمان  
لانے والے نہیں۔

یعنی اس و خزع میں سے منافقین اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ۔

يُنَادِيْعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا  
وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ  
وَمَا يَشْعُرُونَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ  
فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ  
أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ وَإِذَا  
قِيلَ لَهُمْ لَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے، دعا بازی کرتے ہیں، حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے، کیونکہ وہ (اس کا) احساس نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے، تو اللہ نے ان کی (اس بیماری کو) اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اس سبب کہ وہ



قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۚ أَلَا  
إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ  
لَا يَشْعُرُونَ ۚ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ  
آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا  
أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا  
إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا  
يَعْلَمُونَ ۚ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا  
قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَیْ  
شَیَاطِینِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا  
نَحْنُ مُسْتَهْزَءُونَ ۚ

(۲ : ۹-۱۴)

بھڑ بولتے تھے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں  
فساد نہ کرو تو انہوں نے کہا کہ ہم صرف اصلاح کرنا  
چاہتے ہیں، ہم مومنین اور اہل کتاب کے درمیان،  
اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان کی حالت یہ ہے  
کہ یہ فساد ہی ہیں، لیکن انہیں اپنے فساد ہی ہونے کا  
شعور (بھی) نہیں اور جب ان سے کہا گیا کہ تم بھی ایمان  
آؤ جس طرح (اور) لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تو انہوں  
نے کہا کیا یہ؟ نا سمجھ دیا کم درجے کے، لوگوں نے جس طرح  
ایمان قبول کر لیا ہے، اسی طرح ہم بھی ایمان قبول کر لیں۔  
سُن لو، ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ میں تو نا سمجھ دیا کم  
درجے کے، لیکن وہ (اس بات کو) جانتے نہیں اور جب ان

لوگوں نے ایسے لوگوں سے ملاقات کی، جو ایمان اختیار کر چکے ہیں تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم نے بھی ایمان اختیار  
کر لیا ہے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچے (حتیٰ کو جھٹلانے کا حکم دینے والے یہود) کہہ دیا اس  
میں کچھ شبہ نہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، ہم تو صرف تمہی اڑانے والے ہیں۔  
یعنی ہم صرف ان لوگوں کا مذاق اڑاتے اور ان سے دل لگی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

اللَّهُ يُسَيِّرُ سُرِّيَّهُمْ وَيَمْدُدُهُمْ  
فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۚ

ابن ہشام نے کہا عہمون کے معنی ہیں بیماروں یعنی حیران پھر یہ عرب کہتے ہیں رجل عمہ وعامہ یعنی حیران۔  
روبو بن العجاج ایک شمر کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے :  
أَعْمَى الْهَدَىٰ بِالْجَاهِلِينَ الْعُمَةُ  
ناداقت حیران پھرنے والے لوگوں کو راہ یابی سے اندھا  
کر دیا۔

اور یہ شعر اس کے ایک بحر جز کے قصیدے کا ہے اور عمہ عامہ کی جمع ہے اور عمہ کی جمع عہمون ہے اور عورت  
کو عمہ اور عہلی کہا جاتا ہے :

بہایت کے عوض گمراہی | أَدْلَيْتَ الَّذِينَ  
سی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے عوض گمراہی خریدی  
جلد اول



اشْتَرَوْا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِّحَتْ  
تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

پس ان کی تجارت سود مند نہ ہوئی اور وہ سیدھی راہ  
پر آنے والے ہی نہ تھے۔

ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی اور فرمایا:

مَنْ أَفْقَوْا  
مَنْ أَفْقَوْا كِيَاكِي مَثَال

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی  
پھر جب اس آگ نے اس شخص کا ماحول روشن کر دیا

تو اللہ ان کا نور لے کر چلا گیا اور انہیں اندھیرا  
میں چھوڑ دیا کہ وہ دیکھتے ہی نہیں۔

تَرَكَهُمْ فِي ظُلُمٍ لَا يَبْصُرُونَ ۝ (۱۷: ۲۰)

یعنی نہ حق کو دیکھتے ہیں اور نہ حق کہتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ اس (روشنی) کی وجہ سے کفر کے اندھیرے  
سے نکلے تو انہوں نے اسے کفر و نفاق کے باعث بھجا دیا۔ اللہ نے بھی انہیں کفر کے اندھیرے میں چھوڑ  
دیا، اس لیے وہ ہدایت کو نہیں دیکھتے اور حق پر پائدار و استوار نہیں۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٰ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝

بہرے گونگے، اندھے ہیں (اس لیے وہ اپنی گمراہی  
سے) نہیں لوٹتے۔ (۱۸: ۲۰)

یعنی سیدھی راہ کی طرف نہیں لوٹتے، بھلائی رکے سنتے، بولنے، دیکھنے، سے بہرے، گونگے، اندھے  
ہیں۔ وہ جب تک جس راہ پر ہیں، میں، نجات نہیں پاسکتے:

أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ  
فِيهِ ظُلُمٌ وَدَعْدٌ ۚ

یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس  
میں اندھیرے (بھی) ہیں اور کرکڑ (بھی) اور چمک (بھی)

بَرْقٌ يَّجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ  
مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۗ وَاللَّهُ  
مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ (۱۹: ۲۰)

بجلیوں کے کرکڑوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی  
انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں، حالانکہ اللہ کافروں  
کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے (وہ اس سے بھاگ کر  
کہیں جا نہیں سکتے)۔

ابن اسحاق نے کہا: کہ تمہاری مخالفت اور تمہارے خوف نے انہیں کفر میں ظلمت اور قتل کے خطرے  
میں مبتلا کر رکھا ہے، ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بارش کے طوفان میں ہو۔ کرکڑ اور گرج کے سبب  
موت کے ڈر سے انگلیاں کانوں میں دے لے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے، وہ اس عذاب سے بچ نہیں سکتے  
کیونکہ اللہ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔



يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ  
كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا  
فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ  
قَامُوا

(۱۹ : ۲)

چمک ان کی بینائیوں کو اچک لینے کے قریب  
ہو جاتی ہے ان کی بینائیوں کو چندھیا دیتی ہے یعنی  
حق کی روشنی کی تیزی۔ جب کبھی اس چمک نے انہیں  
روشنی دی، وہ اس میں چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا  
چھا گیا (تو ٹھٹک کر) کھڑے ہو گئے۔

یعنی حق کو پہچانتے ہیں، سچی بات کہنے لگتے ہیں، سچ بول کر سیدھی راہ پر آ بھی جاتے ہیں اور خب حق  
سے پلٹ کر کفر میں چلے جاتے ہیں تو وہ حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ  
وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ  
قَدِيرٌ

(۱۹ : ۲)

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں  
لے جاتا، یعنی اس لیے کہ انہوں نے حق کے پہچانے  
کے بعد اسے چھوڑ دیا۔ بے شبہ اللہ ہر چیز پر قدرت  
رکھنے والا ہے۔



# قرآن مجید کی مزید شہادتیں

اللہ کی فرمانبرداری | پھر فرمایا :

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں  
دونوں کی جانب خطاب ہے یعنی اپنے پروردگار کو  
یکتا مانو۔ جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا، جو تم  
سے پہلے تھے تاکہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ (اس  
کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو جس نے تمہارے لیے  
زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنا دیا اور آسمان سے  
تمہارے لیے رزق اتارا پس کسی کو) اللہ کا ہمسر نہ  
بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو کہ اس کا کوئی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ  
الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ  
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۚ الَّذِي جَعَلَ  
لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً  
وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً  
فَخَرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ ۚ  
فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنْتُمْ  
تَعْلَمُونَ ۚ

ہمسر نہیں)۔

۲ : ۲۱۰-۲۲۰

ابن اسحاق نے کہا: یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو جنہیں تم اس کا ہمسر خیال کرتے ہو، شریک نہ  
بناؤ وہ نہ فائدہ دے سکتے ہیں، نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمہارے لیے کوئی  
پروردگار نہیں، جو تمہیں رزق دیتا ہو۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمہیں  
بلا رہا ہے، وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہ نہیں۔

اگر تم اس چیز کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے  
پر اتاری ہے، شک میں ہو، تو اس کی سی ایک سورت  
رہنا لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے پاس جو لوگ  
حاضر ہوں، ان (سب) کو بلاؤ۔ اگر تم سچے ہو پھر  
اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کر سکو گے

وَأِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ  
مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا  
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ  
وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ  
إِنْ كُنْتُمْ مُدِّ قِيْنَ ۚ فَإِنْ لَمْ

جلد اول



تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّادِ  
الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ  
أَعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ (۲۳: ۲۴)

تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی، پھر اس آگ  
سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں، جو کافروں  
کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی ان لوگوں کے لیے، جو تمہاری طرح کفر پر ہیں۔ پھر انہیں ترغیب دی اور اس عہد کے توڑنے سے  
ڈرایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں (تو انہیں کیا  
معاملہ کرنا ہوگا) پھر ان سے اس وقت کا ذکر فرمایا کہ جب انہیں پیدا کیا تھا (تو ان کی کیا حالت تھی) ان کے باپ  
آدم کی کیا حالت تھی، انہیں کیا واقعات پیش آئے اور جب انہوں نے اس کی اطاعت کے خلاف کیا تو ان  
کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا، پھر فرمایا:

بَنِي إِسْرَٰئِيلَ | اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ

اے اسرائیل کی اولاد! یہود کے علماء سے خطاب ہے  
یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تمہیں دی (تھی) اور  
میرے عہد کو پورا کرو جو میں نے اپنے نبی احمد کے لیے  
لیا تھا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں (تو تمہیں کیا کرنا  
ہوگا) اور تمہاری گردنوں میں (اس عہد کو ڈال کر تمہارے  
لیے لازمی) کر دیا تھا کہ میں تمہارے عہد کو پورا کروں کہ  
آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو عہد تم سے کیا گیا تھا  
اسے پورا کروں اور وہ بوجھ اور بندشیں، جو تمہارا ان ہی  
گناہوں کی وجہ سے تمہاری گردنوں میں پر لگئی تھیں، جو  
تمہاری بدعتوں کی وجہ سے تھیں، انہیں ہلکا کر دوں اور  
مجھ سے ڈرو کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کی جائیں

الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا  
بِعَهْدِي أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَ  
آيَاتِي فَارْهَبُون ۝ وَآمِنُوا بِمَا  
أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ  
وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۝  
وَآيَاتِي فَاتَّقُون ۝ وَلَا تَلْبِسُوا  
الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ  
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(۲۱: ۲۲)

جو تم سے پہلے تمہارے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزائیں نازل ہوئی تھیں جنہیں تم جانتے ہو، امد اس چیز پر  
ایمان لاؤ، جو میں نے اتاری ہے اور تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے اور اس کے انکار  
کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جاؤ، کیونکہ تمہارے پاس وہ علمی باتیں ہیں، جو تمہارے سوا دوسروں کے  
پاس نہیں، اور مجھ سے ڈرو اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ اور سچی بات کو نہ چھپاؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔  
یعنی میرے رسول اور اس کی لائی ہوئی چیز کے متعلق جو کچھ پہچان تمہارے پاس ہے، اسے نہ چھپاؤ  
تمہارے ہاتھوں میں جو کتا ہیں ہیں، ان میں آپ کے حالات بھی موجود ہیں۔



بَنِي إِسْرَٰئِيلَ كِى جَسَارَتِ | اَنَّا مُرْسِدُونَ  
النَّاسِ

کیا تم اور لوگوں کو توبہ کی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے  
آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب (سمادی) پڑھتے  
رہی ہو تو کیا تمہیں ایسے برے کام سے روکنے کے  
لیے عقل نہیں؟

بِالْبُرُودِ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ  
تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۳۴:۲۵)

یعنی تم لوگوں کو توبہ کی اور عہد تورات کے انکار سے منع کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو۔  
اس میں میرا جو عہد میرے رسول کی تصدیق کے متعلق تم سے ہے، اس کا انکار کرتے ہو، وہ میثاق توڑ دیتے  
ہو جو میں نے کیا تھا اور میری کتاب سے جو معلومات تمہیں حاصل ہوئیں، ان سے انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد ان کی بدعتوں اور اختراحوں کا شمار فرمایا، ان سے بچھڑے اور بچھڑے کے ساتھ ان کے  
جو معاملات ہوئے، ان کا ذکر فرمایا۔ ان کی توبہ قبول فرمانے، پھر برگشتہ ہوتے اور ان کے اس قول کا ذکر فرمایا:  
اَرِنَا اللّٰهُ جَهَنَّمَ

ابن اسحق نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا کہ ان پر پہلی گرائی گئی، وہ مر گئے  
پھر انہیں زندہ کیا گیا۔ ان پر بادل کا ساuban پھیلا یا گیا۔ من اور سلویٰ کی نعمتیں ان کی

حُكْمِ خُدا سے سرتابی

گئیں، نیز فرمایا گیا:

اَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا  
حِطَّةٌ۔ (۵۸:۲)

درد ازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ  
اور حطّہ کہو (بوجھ آنا روئے)

یعنی میں تمہیں جو حکم دے رہا ہوں، وہی کہو، اس کے باعث تم سے تمہارے گناہ کا بوجھ اُتار  
دوں گا۔

پھر یہ ذکر فرمایا کہ انہوں نے یہ قول بدل دیا۔ حکم کا مذاق اڑایا اور مذاق اڑانے کے بعد اپنا یہ عہد  
واپس لے لیا۔

ابن ہشام نے کہا: کہ من ایک چیز تھی جو سویرے ان کے درختوں پر گرتی اور شہد کی سی میٹھی ہوتی۔  
وہ اسے اکٹھا کر لاتے، پیتے اور کھاتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں سے اُششی کہتا ہے۔

لَوْ اَطَعِمُوا الْمَتَّ وَالسَّلَوى مَكَانَهُمْ مَا ابْصَرَ النَّاسُ طَعْمًا فِيْهِمْ نَجَعًا

اگر لوگوں کو ان کی اپنی جگہ پر (گھر بیٹھے) من و سلویٰ بھی کھلایا جائے تو لوگ

ایسے کھانے کو کچھ اچھا نہ سمجھیں گے۔  
اور یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے:



سلوی ایک قسم کا پرند ہے، اس کا واحد سلوۃ ہے، بعض کہتے ہیں کہ وہ یہی تھا اور شہد بھی سلوی

کہلاتا ہے۔ خالد ابن زبیر المذلی نے کہا:

وَقَامَ سَمَهَا بِاللهِ حَقًّا لَّأَنْتَ  
الَّذِي مِنَ السَّلَوَى إِذَا مَا نُسُورَهَا

اور اُس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم لوگ شہد سے بھی زیادہ

لذیذ ہو، جب ہم اسے (اس کے چپتوں میں سے) نکالتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: ان کے اس لفظ کو بدل دینے کے متعلق صالح بن کیسان نے التیومۃ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ صالح سے، انھوں نے ابو ہریرہ سے اور ایک اور شخص نے جسے میں جھوٹا نہیں جانتا ابن عباسؓ سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:

دَخَلُوا الْبَابَ الَّذِي أُصِرُّوْا أَنْ  
يَدْخُلُوا مِنْهُ سَجْدًا يَزْحَفُونَ  
وَهُمْ يَقُولُونَ حِنْطٌ فِي شَعِيرٍ۔

ان لوگوں کو جس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے  
داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا، وہ رینگتے اور یہ کہتے  
ہوئے داخل ہوئے "حِنْطٌ فِي شَعِيرٍ" جو میں کہوں۔

موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی طلب کیا۔ حکم ہوا اپنا عصا چٹان پر ماریں۔

فَا نَفَجَرْتُ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔  
تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، ہر قبیلے کے  
لیے ایک چشمہ تھا اور ہر ایک نے اپنا چشمہ معلوم کر لیا۔

(۶۰ : ۲)

## اعلیٰ کے بدلے ادنیٰ کی طلب | بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا:

لَنْ نَصْبِرَ عَلَى طَعَامٍ وَاحِدٍ  
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا  
تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا  
وَفُومِهَا وَعَدَسُهَا وَبَصِلِهَا قَالَ  
الَّذِي هُوَ أَدْنَى  
بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ أَهْبِطُوا مِصْرًا  
فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ۔

(۶۱ : ۲)

ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے، اس لیے  
ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ وہ ان  
چیزوں میں سے جنہیں زمین اُگایا کرتی ہے، اس کی  
ترکاری اور اس کی مکڑھی اور اس کے گیہوں اور اس کی  
مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے لیے کچھ پیدا  
کر دے۔ فرمایا، کیا تم لوگ بدلے میں طلب کرتے ہو  
اس چیز کو، جو ادنیٰ ہے بجائے اس چیز کے جو (اس کے)  
بہتر ہے، تم کسی شہر میں (جا،) اترو۔ پس بے شبہ تھا کہ  
لیے وہ چیز (وہاں) موجود ہے جو تم نے طلب کی ہے۔



ابن اسحاق نے کہا: انھوں نے ایسا نہیں کیا، وہ کسی شہر میں نہیں گئے۔

پتھر سے بھی بڑھ کر سنگ دل | پھر ان پر طور کو بلند فرمانے کا ذکر کیا تاکہ وہ اس چیز کو لیں، جو انھیں دی گئی۔ ان کی صورتوں کے مسخ کیے جانے کا ذکر کیا، جو ان میں واقع ہوا تھا کہ انھیں ان کی بدعتوں کے سبب لنگور بنا دیا۔ اس گائے کا تذکرہ فرمایا، جس کے ذریعے سے انھیں ایک عبرتناک حالت ایک مقتول کے متعلق بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے یہاں تک کہ اس کی حقیقت موسیٰ سے سوالات و جوابات کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر ظاہر فرمادی، اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان فرمایا، حتیٰ کہ وہ پتھر کے سے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے، پھر فرمایا:

اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں، جن سے نہریں  
پھوٹ نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں، جو پھوٹ  
جاتے ہیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور ان میں  
ایسے بھی ہیں، جو اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں (یعنی  
پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں، جو تمہارے ان دلوں  
سے نرم ہیں جنہیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے لیکن اسے  
قبول نہیں کرتے، اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ  
غافل نہیں۔

وَ اِنَّ مِنَ الْجِبَارَةِ لِمَا يَتَفَجَّرُ  
مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَا لِمَا  
يَشَقُّ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ  
وَاِنَّ مِنْهَا لِمَا يَنْبِطُ مِنْ  
خَشْيَةِ اللَّهِ وَاِنَّ اللَّهَ بِغَافِلٍ عَمَّا  
تَعْمَلُونَ ۝

(۲ : ۷۴)

کلام الہی میں تحریف | پھر یہ ذکر آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی ایمان دار، ان (بنی اسرائیل) سے ناامید ہو گئے:

کیا تم لوگ (اس بات کی) امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری  
مانیں گے، حالانکہ ان میں ایک جتھا ایسا بھی تھا (جس  
کے لوگ، اللہ کا کلام سنتے تھے، پھر سمجھنے کے بعد  
بدل دیتے تھے، حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے۔

اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ  
كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ لَيْسَ مَعَهُمْ كَلَامُ  
اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهُ مِنْ بَعْدِ مَا  
عَقِلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (۲ : ۷۵)

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں کہ ان سب نے اللہ کے کلام تورات کو منسا ملکہ وہ فرماتا ہے فرق منہم  
یعنی خاص طور پر ان میں کا ایک گروہ، بعض اہل علم سے مجھے خبر ملی ہے کہ انھوں نے موسیٰ سے کہا کہ اے  
موسیٰ! اللہ کے دیدار میں اور ہم میں تو روک پیدا کر دی گئی (کم از کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں اس کا  
جلداول



کلام ہی سنا دو۔ موسیٰ نے اپنے پروردگار سے اس کی استدعا کی تو اس نے فرمایا: اچھا انھیں حکم دو کہ وہ اپنا لباس  
اک صاف کر لیں اور روزے رکھیں، انھوں نے دیا ہی کیا اور آپ انھیں لے کر چلے یہاں تک کہ طور پر پہنچے  
تب ان پر ابرجھا گیا تو موسیٰ نے انھیں حکم دیا، وہ سجدے میں گر پڑے اور پروردگار نے موسیٰ سے کلام کیا تو  
انھوں نے بھی سنا، اس کی قدرت بڑی ہے، کہ وہ انھیں اوامر اور نواہی سنا رہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ سنا  
ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ سنا اسے سمجھ بھی لیا، پھر موسیٰ انھیں لے کر لوٹ آئے۔ ان میں کی ایک جماعت  
نے وہ باتیں بدل ڈالیں، جن کا انھیں حکم ہوا تھا۔ جب موسیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے یہ حکم دیا ہے تو  
اس جماعت نے جس کا ذکر اللہ عزوجل نے فرمایا ہے، کہا اللہ نے تو صرف یہ فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا،  
جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں جن کی طرف مذکورہ بالا آیت میں اشارہ ہوا ہے، پھر فرمایا:

وَإِذِ الْقَوَّالُ الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ۖ

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو

(۷۶ : ۲)

یعنی تمہارے صاحب اللہ کے رسول ہیں اور خصوصاً تمہاری ہی جانب بھیجے  
گئے ہیں، جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے، عربوں سے یہ بات  
تک کہنا، کیونکہ تم لوگ عربوں کے مقابلے میں اسی وجود پاک کے وسیلے سے فتح طلب کیا کرتے تھے اور وہ انھیں میں  
مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت، اتاری۔

وَإِذِ الْقَوَّالُ الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا  
وَإِذَا اخْتَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا  
أَلَمْ نَحْمَدِ ثَوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ  
لِيُخَاجَا جُؤُوسَهُ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ أَفَلَا  
تَعْقِلُونَ ۝

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو  
ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب  
ان میں کا ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتا تو وہ کہتے  
کیا تم لوگ ان سے وہ بات بیان کر دیتے ہو، جو اللہ  
نے تم پر کھول دی ہے تاکہ وہ اس سے تمہارے رب  
کے پاس تم پر حجت قائم کریں (تمہیں قائل کر دیں) تو  
کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

(۷۶ : ۲)

یعنی تم لوگ اقرار کر لیتے ہو کہ وہ نبی ہے تمہیں یہ بات معلوم  
ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا

تورات کی بشارتوں کا اخفا

گیا ہے۔ وہ تمہیں یہ بات بتائے گا۔ جس نبی کا ہم انتظار کر رہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے  
ہیں، وہ وہی ہے، اس لیے سرے سے اس بات ہی کا انکار کر دو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو



اللہ عزوجل فرماتا ہے :

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ  
مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ هـ وَمِنْهُمْ  
أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا  
أَمَّا فِي

(۲: ۴۴-۴۸)

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو جنہیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے۔

ابن ہشام نے کہا: ابو عبیدہ سے روایت ہے إِلَّا أَمَّا فِي کے معنی الا قراءۃ کے ہیں کیونکہ اُمّی وہ شخص کہلاتا ہے جو پڑھتا ہے اور لکھتا نہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ اسے پڑھتے ضرور ہیں۔ ابو عبیدہ اور یونس سے روایت ہے کہ ان دونوں نے اللہ عزوجل کے اس قول میں اس سے مراد عرب لی ہے اور یہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ عرب تَمَنَّى فی معنی قَرَأَ کہتے ہیں اور اللہ تبارک تعالیٰ کی کتاب میں ہے :

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ  
رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى  
أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

معنی امانی | کہا ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا :

تَمَنَّى كِتَابَ اللَّهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ  
وَآخِرَةَ وَأَنَّى حِمَامُ الْمُقَادِرِ  
اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پڑھی اور رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے پورا پورا حق ادا کر دیا۔

اور اس نے مجھے یہ شعر بھی سنایا :

تَمَنَّى كِتَابَ اللَّهِ فِي اللَّيْلِ خَالِيًا  
تَمَنَّى دَاوُدَ الذَّبُورَ عَلَى رُسُلِ  
رات میں اس نے اللہ کی کتاب تنہائی میں پڑھی، جیسے داؤد (علیہ السلام) زبور کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

امانی کا واحد اُمْنِيَّة ہے اور امانی کے معنی مال وغیرہ کی تمنا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا :

وَأَنَّ هُمْ إِلَّا يَطْنُونَ هـ (۲: ۴۸) اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں۔

یعنی نہ وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں اور نہ وہ باتیں اس میں ہیں، جانتے ہیں جو آپ کی نبوت کا انکار جلد اول



صرف ظن و تخمین سے کر رہے ہیں :

وَقَالُوا لَنْ  
تَمَسَّنَا النَّارُ  
إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ  
عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ تُخْلَفَ اللَّهُ  
عَهْدًا لَا أَمْرَ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا  
لَا تَعْلَمُونَ ۝ (۸۰ : ۲)

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ ہرگز  
نہ چھوئے گی (اے نبی) تو کہہ کیا تم نے اللہ کے  
پاس (سے) کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد  
کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات  
(کے لازم ہونے) کا دعویٰ کر رہے ہو، جسے تم جانتے  
ہی نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے  
اور انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود  
کہا کرتے تھے، دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے۔ اللہ لوگوں کو سزا کے طور پر دنیا کے ہزار سال کے  
عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن آگ میں رکھے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے  
بعد روک دیا جائے گا۔ اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً  
اور اپنا یہ قول نازل فرمایا :

بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ  
بِهَا خَطِيئَتُهُ (۸۱ : ۲)

کیوں نہیں جس نے برائی کی اور اس کی خطائے  
اسے گھیر لیا۔

یعنی جس نے تمہارے کاموں کے سے کام کیے اور ایسی چیز کا انکار کیا جس کا تم نے انکار کیا ہے  
حتیٰ کہ اس کے کفر سے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا تو ایسے لوگ آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔  
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا  
خَالِدُونَ ۝ (۸۲ : ۲)

اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام  
کیے، یہ جنت والے ہیں۔ یہ لوگ ان باغوں میں  
ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی جن لوگوں نے وہ چیز مان لی جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا، جو تم نے چھوڑ دیا  
ہے تو ان کے لیے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انھیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی  
بدی کی جزائیہ اور بدوں کے لیے دائمی اور ابدی ہوگی، جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔



## یہودی بد عہدیاں اور نافرمانیاں

عہد سے اعراض | ابن اسحاق نے کہا کہ پھر انھیں ملامت کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ  
لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَالْوَالِدِينَ  
إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ  
وَالْمَسَاكِينَ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا  
وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ  
ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ  
وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ۝

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (یہ) مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرو گے اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں سے نیکی رکھو گے اور تمہیں علم دیا کہ لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح ادا کرو اور زکوٰۃ دوپہر اس اقرار کے بعد، تم میں سے چند افراد کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم (عادی) روگرداں ہی ہو۔ (۸۳ : ۲)

یعنی تم نے یہ تمام چیزیں چھوڑ دیں اور کسی عیب و نقص کی وجہ سے ترک نہیں کیں (بلکہ تم اس بات کے عادی ہو)۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ  
دِمَآءَ كُمۡ ۝

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤ گے۔ (۸۳ : ۲)

یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خون بہائیں اور ان کے گھروں سے نکال دیں:

حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جب فرعون نے کہا:  
أَمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي  
أَمَنْتُ بِهِ بَنُو إِسْرَٰئِيلَ (۱۰، ۱۱)

اگر میں ایمان لایا اور اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنو اسرائیل ایمان لائے

تو جبریلؑ نے سمندر کی ریت میں ملی ہوئی کیچڑ لی اور اس کے منہ پر ماری۔

بدلاؤ



وَلَا تَخْرُجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ  
ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَسْهَوْنَ  
اور اپنے (لوگوں) کو اپنے گھروں سے نہ نکالو  
گے پھر تم نے (اس بات کا) اقرار بھی کیا ہے اور  
تم گراہی دیتے ہو۔ (۸۴: ۲)

یعنی اس بات کی گراہی دیتے ہو کہ حقیقت میں میں نے تم سے یہ عہد لیا تھا:  
ثُمَّ أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ  
وَتُخْرِجُونَ فِرَاقًا مِّنْكُمْ مِّن دِيَارِهِمْ  
تَطَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِشْحَادِ  
الْعُدَدَانِ ط  
آخر تم (وہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو  
اور تم خود اپنے (میں کی ایک جماعت) کو ان کے  
گھروں سے نکال دیتے ہو، ظلم، زیادتی اور گناہ سے  
ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو۔ (۸۵: ۲)

وَإِنْ يَأْتِ تَوَكُّدُكُمْ أَسَارِي تُفَادُّوهُمْ  
(۸۵: ۲)  
اور اگر وہ تمہارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فریہ  
دے کر انہیں چھڑاتے (بھی) ہو۔

اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے دین کے لحاظ سے یہ بات تمہارے لیے نقصان رساں ہے۔  
وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ (فی کتابکم)  
إِخْرَاجُهُمْ أَفْتَوْا مِنْهُمْ بِنَعْصِ الْكِتَابِ  
وَتَكْفُرُ دُنْ بِنَعْصِ فَمَا جَزَاءُ  
مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ  
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ  
يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَ  
مَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ  
أُولَئِكَ الَّذِينَ اسْتَرَدُّوا الْحَيَاةَ  
الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَخَفَتْ  
عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ  
(۸۶-۸۵: ۲)  
حالانکہ انہیں (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر  
حرام ہے۔ یہ حکم تمہاری کتاب میں موجود ہے تو کیا  
تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور ایک  
حصے کا انکار کرتے ہو؟ کیا تم اس پر ایمان لا کر ان  
کا فدیہ دیتے ہو اور اس کے منکر بن کر انہیں گھروں  
سے نکال دیتے ہو؟ لہذا تم میں سے جو شخص ایسا  
کرے، اس کا بدلہ ہی ہوگا کہ دنیا میں ذلت و رسوائی  
اور قیامت کے دن (وہ سخت ترین عذاب کی طرف  
ٹوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو، ان کاموں کے  
اللہ غافل نہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں آخرت کے بدلے  
میں دنیوی زندگی مولیٰ ہے، اس لیے ان کے عذاب  
میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

غرض انہیں ان کے ان کاموں پر خوب ملامت کی، حالانکہ تورات (ہی) میں  
ان کی باہم خود نریزیوں کو حرام کر دیا تھا اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا، ان پر فرض  
یہود مدنیہ کی روش



ٹھہرا دیا تھا۔ یہ لوگ دو گروہ ہو گئے تھے۔ دوسری جماعت نصیر اور قرظیہ کی تھی اور اوس کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب اوس اور خزرج میں جنگ ہوتی، بنی قینقاع خزرج کے ساتھ نکلتے اور نصیر و قرظیہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر فریق کے حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف حلیفوں کی مدد کرتے حتیٰ کہ وہ آپس میں اپنے خون آپ بہاتے، حالانکہ ان کے ہاتھوں میں تورات تھی۔ وہ جانتے تھے کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں اور کیا کیا حقوق ہیں۔ اوس و خزرج مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ نہ انھیں جنت کا کوئی خیال تھا، نہ دوزخ کا، نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا، نہ قیامت کا، نہ کسی کتاب کا، نہ حلال کا، نہ حرام کا۔ جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر تورات کے حکم کے موافق چھڑا لیتے، اور ایک دوسرے کا فدیہ لے لیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے، ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو) ادا کرتے اور نصیر و قرظیہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے، ان کا فدیہ وہ (خزرج کو) ادا کرتے۔ یہود کے خلاف مشرکوں کی مدد میں جو خونریزیاں کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں مار ڈالتے، ان مقتولوں کے خون مباح ہوتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہ لیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ انھیں اس بات پر طاعت کرتا ہوا فرماتا ہے۔

أَفْتَوْهُ مِثْنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ  
تَوَكَّلُوا عَلَى اللَّهِ  
تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ (۸۵: ۲)

تو کیا تم کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لائے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو؟

یعنی تو تورات کے حکم کے مطابق اس کا فدیہ بھی دیتا ہے اور قتل بھی کرتا ہے، تورات کا تو یہ ہے کہ تو ایسا نہ کر، تو اسے قتل بھی کرتا ہے اور اسے گھر سے بھی نکالتا ہے۔ اس کے خلاف ایسے کی مدد کرتا ہے، جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اور دینی مال و متاع کی خاطر اسے چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے۔

غرض مجھے جو خبر ملی ہے، اس کے پیش نظر اوس و خزرج سے ان کے اس معاملے ہی کے متعلق مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں، پھر فرمایا:

وَلَقَدْ آتَيْنَا  
مُوسَى الْكِتَابَ  
وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا  
عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ (۸۴: ۳)

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس کے پیچھے متعدد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے متعدد نشانیاں دیں۔

یعنی وہ نشانیاں، جو ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی تھیں۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، کھجور سے پرند جلد اول



کی شکل بنانا، پھر اس میں پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا، بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بہت سی خبریں دینا جنہیں وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے اور تورات کو جو ان کے پاس دوبارہ ارسال فرمائی، باوجود اس انجیل کے، جو اللہ نے ان کے پاس بھیجی، پھر ان تمام چیزوں سے ان کے انکار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

أَكَلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى  
أَنفُسُكُمْ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِقْنَا  
كَذَّبْتُمْ وَفَرِقْنَا تَقْتُلُونَ ۝  
(۸۷ : ۲)

تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز  
لے کر آیا، جسے تمہارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم  
نے تکبر کیا۔ پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلادیا اور  
ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو۔

### مستوجب لعنت | پھر فرمایا

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ ط بَلْ لَعَنَهُمُ  
اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۝  
وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ  
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ لَا وَكَانُوا مِن  
قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى  
الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ  
مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ  
فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝  
(۸۸ : ۲ - ۸۹)

اور انہوں نے کہا ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی  
محفوظ ہیں (ان کے دل غلافوں میں نہیں) بلکہ ان کے  
کفر کے سبب سے اللہ کی ان پر پھٹکا رہے اس لیے  
وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے ان  
اللہ کے پاس سے کتاب آئی، جو تصدیق کرنے والی  
ہے اس چیز کی، جو ان کے ساتھ ہے، حالانکہ اس سے  
وہ ان لوگوں پر فتح طلب کرتے تھے، جنہوں نے کفر  
کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی، جسے انہوں نے  
پہچان بھی لیا تو اس سے انکار کر دیا پس کافروں  
پر اللہ کی پھٹکا رہے۔

ابن اسحاق نے کہا: عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت  
کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت  
کی۔ وہ لوگ کہا کرتے تھے، اللہ کی قسم: یہ قصہ ہمارے اور ان کے متعلق نازل ہوا ہے کہ جاہلیت کے  
زمانے میں ہم نے ان پر غلبہ پایا تھا، ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ وہ کہا کرتے کہ اب ایک نبی  
مبعوث ہونے والا ہے، جس کی ہم پیروی کریں گے۔ اس کا زمانہ قریب آچکا ہے۔ ہم اس کے ساتھ ہو کر تمہیں  
جلد اول



عاددارم کی طرح قتل کریں گے۔ جب اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش میں سے مبعوث فرمایا ہم نے اس کی پیروی کی اور انھوں نے انکار کیا، اللہ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ هَ بِسْمَا أَشْتَرُوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝

(۹۰-۸۹-۸۸)

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی، جسے انھوں نے پہچان رہی، یا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے، کیا بُری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انھوں نے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں جو اللہ نے ہماری ہے اور صرف اس ضد سے، کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، اپنا فضل نازل فرماتا ہے، یعنی اس وجہ سے کہ اس نے (اپنا فضل بہ صورت رسول) غیروں کو عنایت فرمادیا۔ وہ ایک غضب پر دوسرے غضب کے سزاوارد ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ انھوں نے اول تو رات کو ضائع کر دیا، حالانکہ وہ ان کے پاس تھی (یعنی اس کے احکام پر عمل نہ کیا)، دوم یہ کہ نئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔ پھر کوہ طور کے ان کے اوپر بلند ہونے اور پروردگار کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنا لینے کے متعلق اللہ ملامت کرتا ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے :

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ

دنیوی زندگی سے محبت

لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ (۹۴ : ۲)

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے ہی لیے ہے تو مرنے کی آرزو کرو، اگر تم سچے ہو۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ جھوٹی ہو، اس کے لیے موت کی دعا کر دو تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا، اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے :



وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ  
آيَاتِنَا لَهُمْ ۖ (۹۵ : ۲)

اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے، اس کے  
سبب وہ برگز اور کبھی ایسی آرزو نہ کریں گے۔

یعنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق انہیں علم ہے، لیکن انکار کر رہے ہیں، کہا جاتا ہے کہ جس دن  
سے یہ فرمایا گیا تھا۔ اگر اس دن وہ موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی بھی یہودی باقی نہ رہتا  
سب مرجھاتے، پھر دنیوی زندگی اور درازی عمر سے ان کی محبت و رغبت کے بارے میں اللہ  
عالی فرماتا ہے:

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ  
عَلَى حَيَاتِهِ ۖ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ  
يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرَ أَلْفَ  
سَنَةٍ ۖ وَمَا هُوَ بِمُزَحِّجِهِ  
مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ ۖ (۹۵ : ۲)

اور بے شبہ تمام لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص  
کرنے والے انہیں کو ترپائے گا (یعنی یہود کو) اور  
روہ) مشرکوں سے بھی (زیادہ حرص میں) ان میں سے  
ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر  
دی جائے (اور اگر ہزار سال کی عمر بھی دی گئی تو) یہ  
اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں۔

یعنی یہ (ہزار سال کی عمر) اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں، کیونکہ مشرک موت کے بعد پھر زندہ  
ہونے کی امید نہیں رکھتا، اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے، یہودی جانتا ہے کہ اس نے اپنے  
پاس کا علم ضائع کر دیا، اس وجہ سے اس کے لیے آخرت میں ذلت و رسوائی ہے (اس لیے وہ درازی  
عمر سے محبت رکھتا ہے، پھر فرمایا:

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ  
نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ  
(۹۶ : ۲)

(اے پیغمبر اسلام!) کہہ دیجئے جو شخص جبریل کا (دوست) تو  
اس کی یہ دشمنی بے جا ہے، کیونکہ اس نے اس (قرآن)  
کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن  
ابی حسیں المکی نے شہزاد حوشب الاشعری کی روایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات

سے حدیث بیان کی کہ یہود کے علماء میں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا:  
اے محمد! ہمیں چار باتیں بتائیے، جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں، اگر بتا دیں تو ہم آپ کی پیروی کر لیں گے،  
آپ کو سچا جانیں گے اور ایمان لائیں گے، راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:  
(اچھا) یہ تم پر اللہ کا عہد و پیمان ہے، اگر میں نے تمہیں  
عَلَيْكُمْ بِذَلِكَ عَهْدُ اللَّهِ وَ مِيثَاقُهُ



لَئِنْ أَنَا أَخْبَرْتُكُمْ بِذَلِكَ لَتُصَدِّقُنِي قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَاسْأَلُوا عَمَّا بَدَأَ لَكُمْ -

اس کی خبر دے دی پھر تم ضرور میری تصدیق کر دو گے  
انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا جس چیز کے متعلق تمہیں  
مناسب معلوم ہو پوچھو۔

پہلا سوال | انہوں نے کہا: ہمیں بتائیے کہ رک کا اپنی ماں سے کیونکر مشابہ ہو جاتا ہے، حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشْتَدُّكُمْ بِاللَّهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ إِنَّ نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيضَاءُ غَلِيظَةٌ وَنُطْفَةُ الْمَرَأَةِ صَفْرَاءُ رَقِيقَةٌ فَأَيَّتُهُمَا غَلَبَتْ صَاحِبَتَهَا كَانَ لَهَا الشَّبَهُ -

میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تمہیں ان کی قسم دیتا ہوں (پس سچ بتاؤ)  
کہ کیا تم جانتے ہو کہ اس بات کا علم ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور  
گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور پتلا ہوتا  
ہے اور ان دونوں میں سے جو بھی دوسرے پر غالب  
آتا ہے (اولاد) اسی سے مشابہ ہوتا ہے۔

انہوں نے کہا: خدایا، یہ سچ ہے۔

دوسرا سوال | پھر انہوں نے کہا، اچھا یہ بتائیے، آپ کی نیند کیسی ہے؟ راوی نے کہا: آپ نے فرمایا:

أَشْتَدُّكُمْ بِاللَّهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ نَوْمَ الَّذِي تَزْعُمُونَ أَنِّي لَسْتُ بِهِ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ -

میں تمہیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں  
تمہیں، ان کی قسم دیتا ہوں (پس بتاؤ کہ) کیا اس بات  
کو جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند جس کے متعلق  
تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے)  
کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے۔

راوی نے کہا: وہ کہنے لگے، خدایا سچ ہے، فرمایا:

فَكَذَلِكَ نَوْمِي تَنَامُ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْظَانُ -

پس میری نیند بھی ایسی ہے، میری آنکھ سوتی ہے  
اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔

تیسرا سوال | پھر انہوں نے کہا:- اچھا ہمیں وہ چیزیں بتائیے جنہیں اسرائیل (حضرت یعقوبؑ) نے اپنی ذات پر حرام ٹھہرایا تھا۔

فرمایا:

بداؤل



میں تمہیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو بنی اسرائیل کو عطا ہوئی تھیں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو انہیں کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے پھر اللہ نے انہیں اس سے صحت دی تو انہوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی ذات پر حرام کر لیا اسی وقت اونٹوں کا گوشت اور (اونٹنیوں کا) دودھ ترک کر دیا۔

أَشْكُرُكُمْ يَا اللَّهُ يَا تَائِمَهُ عِنْدَ  
بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ  
أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ  
الْبَنَانُ الْإِذِلُّ وَلُحُومُهَا وَأَنَّهُ  
أَشْكَلَ شَكْوَى نَعَا فَاهُ اللَّهُ مِنْهَا  
فَحَرَّمَ عَلَى نَفْسِهِ أَحَبَّ الطَّعَامِ  
وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ شَعَرَ اللَّهِ لُحُومِ  
الْإِذِلِّ وَالْبَانِنَا۔

انہوں نے کہا: یا اللہ یہ سچ ہے:

پھر انہوں نے کہا: اچھا ہمیں رُوح کے متعلق کچھ خبر دیجئے، فرمایا:

میں تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں کیا تم اسے جانتے ہو کہ وہ جبریل ہے اور وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے؟

وَتَمَّا سَوَّالٌ | أَشْكُرُكُمْ يَا اللَّهُ  
يَا تَائِمَهُ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ  
تَعْلَمُونَ أَنَّهُ جِبْرِيلٌ وَهُوَ الَّذِي  
يَأْتِيَنِي۔

انہوں نے کہا: یا اللہ! سچ ہے لیکن اے محمد! وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ فرشتہ ہے، جو صرف سختیاں اور غزвияں لاتا ہے اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا: اللہ نے ان کے متعلق یہ آیتیں انازل فرمائیں:

اے نبی! کہہ دے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی، جو اس سے پہلے ہے اور ایسا مذاروں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے یہاں تک کہ فرمایا اور کیا جب کبھی انہوں نے کوئی

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ  
نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا  
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى  
لِّلْمُؤْمِنِينَ (الی قولہ) أَوَكَلَّمَا  
عَاهَدُوا أَعْمَدًا ثُبُتَتْ فَوَلِّقْ مِنْهُمْ  
بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ

جلد اول



رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ  
لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ  
مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ  
كِتَابَ اللَّهِ وَكَرَاهُوا ظُهُورَهُمْ  
لِكَاتِبِهِمْ لَا يَعْلَمُونَ هَٰذَا تَبَعُوا  
مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى  
مُلْكٍ سَلِيمٍ ۝

(۹۶: ۲ - ۱۰۱)

عہد کیا تو ان میں کی ایک جماعت نے اسے پھینک دیا  
بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے اور جب  
ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا، جو کہ  
تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے  
تو جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے اللہ کی کتاب  
کو اپنی ٹیٹھی پیچھے اس طرح ڈال دیا گیا کہ یادہ اسے  
جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے پیچھے مہر لیے، جو  
سیلمان کی حکومت کے زمانے میں شیاطین پر چا کرتے تھے  
یعنی جادو۔

### سیلمان کی شان

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ  
كَفَرُوا يَعْلَمُونَ النَّاسَ السَّاجِدِينَ

(۱۱۱ : ۲)

حالانکہ سیلمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا، بلکہ شیطانوں  
نے کفر اختیار کیا تھا کہ وہ لوگوں کو جادو دکھایا  
کرتے تھے۔

اس کی تفصیل جو مجھے معلوم ہوئی ہے، یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رسولوں میں سیلمان  
علیہ السلام کا ذکر فرمایا تو ان میں کے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تم لوگ محمد کے حالات پر تعجب نہیں کرتے؟  
وہ تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ سیلمان بن داؤد نبی تھے، حالانکہ وہ تو صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے  
ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ  
كَفَرُوا ۝

(۱۰۱ : ۲)

سیلمان کافر نہیں تھے، بلکہ شیاطین (جادو کے پیچھے پڑ  
کر اور اس پر عمل کر کے) کافر ہو گئے۔

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ  
هَٰذَا رُوتَ وَمَا رُوتَ وَمَا يُعْلِمُونَ

(۱۰۲ : ۲)

اور وہ چیز (دیکھاتے تھے) جو ہر روت مارت دو فرستوں  
(یعنی فرشتہ سفت انسانوں یا دو بادشاہوں) پر

بابل میں اُتاری گئی اور وہ تسلیم نہیں دیتے تھے کسی کو۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے بعض ایسے لوگوں نے جنہیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا، حدیث سنائی اور عکرمہ سے روایت کی  
عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی، وہ کہا کرتے تھے کہ اسرائیل نے اپنی ذات پر جو چیز حرام ٹھہرائی تھی، وہ جگر کے دو  
نکلیے ہوئے ٹکڑے، دونوں گردے اور چربی تھی، بجز اس چربی کے جو پیٹھ پر ہو کیونکہ یہ چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور  
انہیں آگ کھا لیا کرتی تھی۔



## یہود و نصاریٰ کے باہم جھگڑے

یہود خیر کے نام نامہ مبارک | ابن اسحق نے کہا، آل زید بن ثابت کے مولیٰ نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے خیر کے یہود کو لکھ بھیجا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَاحِبِ مُوسَى  
وَإِسْحَاقَ، وَالْمُصَدِّقِ لِمَا جَاءَ بِهِ  
مُوسَى إِلَّا أَنَّ اللَّهَ تَدَقَّلَ لَكُمْ  
يَا مَعْشَرَ أَهْلِ التَّوْرَةِ وَإِنَّا لَنَكُفِّرُ  
تَجِدُونَ ذَلِكَ فِي كِتَابِكُمْ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ - وَالَّذِينَ مَعَهُ إِشْدَادٌ  
عَلَى الْكُفَّارِ وَرَحْمَةٌ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ  
رُكْعًا سَجِدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ  
اللَّهِ وَرِضْوَانًا دَسِيبَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ  
مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي  
التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ  
أَخْرَجَ شَطَاءً فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى  
عَلَى سَوْتِهِ يُعْجِبُ الزَّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ  
الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً  
وَأَجْرًا عَظِيمًا وَإِنِّي أَنشُدُكُمْ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللہ کے رسول محمد کی جانب سے جو موسیٰ کا دست اور ان کا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والے ہیں جو موسیٰ لائے تھے، اسے گروہ اہل تورات: بن لو کہ بے شبہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں (اسے مخاطب!) تو انھیں رکوع کرتا، سجدے کرتا اللہ کے فضل اور رضامندی کا طالب دیکھے گا سجدے کے اثر سے ان کی نشانی خود ان کے چہرہ میں نظر آئے گی، یہ ان کی مثال تورات میں (بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے ایک کھیتی کی طرح جس نے اپنا پیٹھا نکالا، پھر اسے مضبوط کر دیا تو وہ مڑا ہو گیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا، کسانوں کو میریت میں ڈالتا ہے تاکہ کافروں کو ان کے بہتے فصے لائے ان میں سے جو لوگ ایمان لائے، در انھوں نے نیک کام کیے ان سے اللہ نے بخشش اور ایک بڑے بڑے کا وعدہ



بِاللّٰهِ وَانْشُدْكُمْ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ وَ  
 اَنْشُدْكُمْ بِالَّذِيْ اُطْعِمَ مَنْ كَانَ  
 قَبْلَكُمْ مِنْ اَسْبَاطِكُمْ الْمَرْقَ وَالسَّلْوَى  
 وَانْشُدْكُمْ بِالَّذِيْ اَيَّبَسَ الْبَحْرَ لَاِبَائِهِمْ  
 حَتّٰى اِنْ جَاءَهُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَ  
 عَمَلِهِمْ اِلَّا اَخْبَرْتَهُمْ نِيْ هَلْ تَجِدُوْنَ  
 فِيْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَنْ  
 تَوْصِيُوْا بِمُحَمَّدٍ فَاِنْ كُنْتُمْ  
 لَا تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فَاِنْ كِتَابَكُمْ  
 فَلَا كُزَّةَ عَلَيْكُمْ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ  
 مِنَ الْغَيِّ فَاذْعُبُوْكُمْ اِلَى اللّٰهِ وَ  
 اِلَى نَبِيِّهِ -

فرمایا ہے اور میں تمہیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور قسم دیتا  
 ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے اور تمہیں قسم  
 دیتا ہوں اس ذات کی جس نے من و سلوی تمہارے  
 ان قبیلوں کو کھلایا، جو تم سے پہلے تھے اور تمہیں قسم  
 دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمہارے بزرگوں  
 کے لیے سمندر کو یہاں تک سکھا دیا کہ انہیں ذمہ  
 اور اس کے کاموں سے چھڑا لیا کہ تم مجھے خبر دو کہ  
 جو چیز اللہ نے تم پر اتاری ہے، کیا تم اس میں یہ لکھا  
 ہوا پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ؟ پھر اگر تم یہ بات  
 اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں  
 وہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی پس میں تم کو اللہ  
 اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔

### اسلام کے شدید دشمن

قرآن مجید کی بعض آیات یہود کے ان عالموں اور کافروں کے متعلق نازل  
 ہوئیں جو آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تاکہ حق  
 باطل کے ساتھ مشتبه کر دیں۔ ان میں سے ایک ابو یاسر بن اخطب تھا۔ عبد اللہ بن عباسؓ اور جابر بن عبد اللہ  
 بن رباب کی روایت کے مطابق جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو یاسر خطب  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتداءً سورہ بقرہ آیت ۱۰۶  
 ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ ابو یاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ  
 اپنے بھائی حبیب بن اخطب کے پاس آیا اور کہا: سنو، واللہ! میں نے محمد کو آیت ۱۰۶ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ  
 لَا رَيْبَ فِيْهِ پر پڑھتے سنا ہے، ان لوگوں نے کہا: تو نے سنا ہے؟ کہا، ہاں تو حبیب بن اخطب  
 ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان لوگوں نے آپ سے کہا، اے محمد!  
 ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ پر جو کچھ اتارا گیا ہے، اس میں آپ الم بھی پڑھتے ہیں، فرمایا ہاں، تو انہوں نے  
 کہا: انہیں جبریلؑ آپ کے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں؟ فرمایا، ہاں! انہوں نے کہا: اللہ نے  
 آپ سے پہلے بھی انبیاء کو بعوث فرمایا ہے، لیکن ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے بجز آپ  
 کے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دنیوی حصہ کیا ہو۔ حبیب بن اخطب اپنے ساتھیوں  
 جلد اول



کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا: الف ایک اور لام میں اور میم چالیس یہ (جملہ) اکثر سال ہوئے کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی اُمت کا دنیوی حصہ اکثر سال ہو؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے محمد! کیا اس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: البص۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور بہت لمبا ہے الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس اور صا د نوے۔ یہ (جملہ) ایک سو اکٹھ سال ہوئے۔ اے محمد! کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا: ہاں، الس۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف ایک اور لام تیس اور سا دس تو دس و سو اکتیس سال ہوئے۔ اے محمد! کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں، فرمایا: ہاں، الیم۔ کہا: واللہ یہ تو اور زیادہ بھاری اور دراز ہے۔ الف ایک لام تیس میم چالیس اور سا دس تو دس و سو اکثر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا: اے محمد! اب تو آپ کا معاملہ ہمارے لیے یہاں تک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے، آپ کو تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابویا سر نے اپنے بھائی حنی بن اخطب اور ان لوگوں سے، جو اس کے ساتھ یہود کے علماء میں سے تھے، کہا: تمہیں کیا خبر شاید محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے یہ سب کے سب جمع کر دیے گئے ہوں اکثر اور ایک سو اکٹھ اور دس و سو اکتیس اور دس و سو اکثر۔ یہ سات سو چونتیس سال ہوئے۔ پھر انھوں نے کہا: اس کا معاملہ ہمارے لیے مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں:

اس قرآن کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحْكَمَاتٌ هُنَّ

مَحْكَمَاتٌ وَتَشَابِهَاتٌ

(۴: ۳)

أَمْ أَنْتَ نَابِ وَأَخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ط

ابن اسحاق نے کہا: میں نے اہل علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے سنا ہے جنہیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیتیں بخران والوں کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق دریافت کرنے آئے تھے۔

مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے بیان کیا کہ انھوں نے سنا ہے، یہ آیتیں یہود ہی کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئیں، لیکن انھوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقعی تھی۔

ابن عباس کے مولیٰ عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں (اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے) یہ ہیں کہ یہود رسول اللہ

پہلی اور بعد کی حالت



صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس و خزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے اس کا بھی انکار کر دیا۔ ان سے معاذ بن جبلؓ نے اور نبی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا: اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمدؐ کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے، جب ہم مشرک تھے۔ تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا، وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا، جسے ہم پہچانیں اور یہ وہ نہیں جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے۔ اللہ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ  
مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا  
مِن قَبْلٍ لَّيْسَتْ فُتِحُوا عَلَى  
الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ  
مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَهُ اللَّهُ  
عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے، حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے، جنھوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جو انھوں نے پہچان لی تو اس سے انکار کر دیا۔ پس مکروں پر اللہ کی بھڑکار ہے۔

(۸۹ : ۲)

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جاتے اور آپ کے بارے میں اللہ نے انھیں جو حکم دیا تھا، اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الضیف نے کہا: واللہ ہمیں محمدؐ کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے متعلق کوئی عہد لیا گیا۔ اللہ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

أَوْ كَلَّمَآ عَاهِدُوا عَهْدًا نَّبَذَا  
فَوَلَّيْنَاهُم مِّنْهُم بَلْ أَكْثَرُهُمْ  
لَا يُؤْمِنُونَ ۝

اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک جماعت نے اسے پھینک دیا بلکہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے۔

(۱۰۰ : ۲)

اور ابو صلوٰۃ الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمدؐ! آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جو ہم جانتے ہوں اور نہ اللہ نے آپ پر کوئی ایسی کھلی نشانی اتاری کہ اس کے سبب سے ہم آپ کی پیروی کریں۔ اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:

جلد اول



وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ  
وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ  
اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی  
نشانیوں آماری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ  
جی کیا کرتے ہیں (۱۹۹ : ۲)

رافع بن حرملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد! ہمارے پاس کوئی  
ایسی کتاب لائیے جو آسمان سے ہم پر اترے کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لیے نہریں بہا دیجئے کہ ہم  
آپ کی پیروی کریں اور آپ کو سچا جانیں۔ اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیت نازل) فرمائی:  
يَا قَوْمِ مَا جَاءَكُمْ مِنْ رُسُلِكُمْ كَمَا سَأَلَ مُوسَىٰ مِنْ  
قَبْلُ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ  
ایمان کے بدلے کفر  
اَمْ تَرْيَدُونَ  
اَنْ تَسْأَلُوْا  
رُسُلَكُمْ كَمَا سَأَلَ مُوسَىٰ مِنْ  
قَبْلُ وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ  
يَا اِيْمَانٍ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ  
یا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوالات  
کرو، جیسے اس سے پہلے (بھی) موسیٰ سے سوالات  
کے گئے تھے اور جو شخص کفر کو ایمان کے عوض  
میں بدل لے تو بے شک اس نے وسط راہ (یا راستے)  
کی ہمواری یا بھلائی کو کھو دیا۔

(۱۰۸ : ۲)

جب عربوں کو اللہ نے اپنی رسالت کی خصوصیت عنایت فرمائی تو ان پر  
حسد اور کفران نعمت  
بنی بنی و دونوں لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کی جس قدر کوشش ہو سکتی، کرتے رہتے تھے

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوْا حَقَّ دَعْوَتِيْ  
وَذَعِيْبُكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَنْ  
يُرَدُّوْكُمْ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ  
كَفَّارًا بِحَسَدِ اَقَمِنَ عِنْدَ اَنْفُسِهِمْ  
مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ  
فَاَعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللّٰهُ  
بِاَمْرٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ  
اہل کتاب میں بہتوں نے ان پر حق ظاہر ہو جانے  
کے بعد اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ خواہش  
کی کہ کاش تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں لوٹا  
کر کافر بنا دیں۔ پس انہیں چھوڑ دو اور ان سے  
منہ پھیر لو، یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) اپنا حکم لا  
بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(۱۰۹ : ۲)

ابن اسحق نے کہا: جب بخران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
اہل بخران اور یہودی علماء  
وسلم کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں گروہوں (یہود و نصاریٰ) میں جھگڑا اٹھ اٹھا تو رافع بن حرملہ نے نصاریٰ  
جلداول



سے کہا: تم کسی ٹھیک بات پر قائم نہیں۔ نیز اس نے عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کر دیا، نجران کے نصرانیوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا: تم کسی صحیح بات پر قائم نہیں اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کا انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ان دونوں کے اقوال بطور نقل نازل فرمائے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتْ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۚ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ قَالَ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ (۲ : ۱۱۳)

اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں گروہ اپنی اپنی کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے بھی انھیں کی سی بات کہہ دی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے۔

یعنی ہر گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی یہود عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس تورات ہے جس میں وہ معاہدہ جو موسیٰ علیہ السلام کی زبانی عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا، موجود ہے، انجیل میں موسیٰ علیہ السلام اور ان کی توراۃ کی تصدیق کا معاہدہ بھی موجود ہے، جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے۔ ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے، جو اس کے مخالف کے ہاتھ میں ہے۔

یہود کا زعم باطل | رافع بن حرملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد! اگر آپ اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں تو اللہ سے کہیے، وہ

ہم سے خراب باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُعَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَنْزِلُنَا آيَةً ۚ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ ۚ فَتَدْبِيرُنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۝ (۲ : ۱۱۸)

اور جو لوگ علم نہیں رکھتے، انھوں نے کہا: اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں) آتی۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے، انھوں نے بھی انھیں کی سی باتیں کیں۔ ان کے دل ایک دوسرے کے سے ہو گئے ہیں ہم نے تو یقین رکھنے والوں کے لیے کھلی کھلی نشانیاں پیش کر دی ہیں۔



عبداللہ بن صوریہ الاغور الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: سیدھی راہ تو وہی ہے، جس پر ہم ہیں۔ اے محمدؐ! ہماری پیروی کیجیے۔ آپ بھی سیدھی راہ پر لگ جائیں گے۔  
**نصاری نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن صوریہ اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:**

**نصاری کا زعم باطل**

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارًا تَهْتَدُوا قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ  
 اور انھوں نے کہا: یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے (اے نبی، تو کہہ دے بلکہ ہم نے تو امت ابراہیمؑ (اختیار کر لی ہے جو) ایک سوا تھے، اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

(۱۲۵: ۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے پُر اقصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا:  
 تِلْكَ أُمَمَةٌ قَدْ خَلَتْ كَمَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مِمَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ  
 وہ ایک جماعت بھی، جو گزر گئی۔ اے وہ (ملے گا) جو اس نے کیا اور تمہیں وہ (ملے گا، جو تم نے کیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے، اس کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔

(۱۴۱: ۲)



## تحويل قبلہ اور یہود کی سفاہتیں

**یہود کی جیل گری** | ابن اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ تشریف لائے ہوئے ، ستر سو اسی مہینا شروع ہو چکا تھا یعنی ماہ رجب ، جب قبلہ کی تحويل شام کی سمت سے کعبے کی سمت ہوئی تو رفاعہ بن قیس ، قردم بن عمرو ، رافع بن ابی رافع ، کعب بن اشرف اور اس کا حلیف حجاج بن عمرو ، ربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی کنانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا : اے محمد ! آپ جس قبلے پر تھے ، اس سے کسی چیز نے آپ کو پھیر دیا۔ آپ کا دعویٰ تو یہ ہے کہ آپ ملتِ ابراہیمی اور دینِ ابراہیمی پر ہیں۔ آپ جس قبلے پر تھے ، اس پر لوٹ آئیں ، ہم آپ کی پیروی کریں گے اور آپ کو سچا مان لیں گے (حقیقت یہ ہے کہ وہ آپ کو دینِ حق سے برگشتہ کر دینا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں :

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ  
مَا وَثَّيْمٌ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا  
عَلَيْهَا قُلْ قُلِّ اللَّهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ  
يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ  
وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا  
لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَ  
يَكُونَ الرُّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا  
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا  
إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرُّسُولَ  
مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ

عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس  
چیز نے انہیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس  
پر وہ تھے کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔  
وہ جسے چاہتا ہے ، سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی  
طرح ہم نے تمہیں بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے  
لیے گواہ بنو اور رسول تمہارے لیے گواہ بنے اور  
جس قبلے پر تُو تھا ، وہ تیرے لیے ہم نے صرف  
اس لیے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے  
اُسے اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں  
کی جانب لوٹ جاتا ہے۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا :  
وَإِنْ كُنْتُمْ لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الَّذِينَ

اور اگرچہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی ، مگر ان لوگوں



هَدَى اللَّهُ

پر کرتی بھاری بات نہ تھی جنہیں اللہ نے سیدھی راہ دکھادی ہے۔

(۱۴۳: ۲)

یعنی جنہیں آزمائش سے گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتادی اور انہیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِيْمَانَكُمْ

اور اللہ ایسا نہیں کرتا کہ تمہارا ایمان برباد کرے۔

(۱۴۳: ۲)

یعنی پہلے قبلے کے متعلق تمہارا ایمان، نبی کی تصدیق، دوسرے قبلے کے باب میں نبی کی پیروی اور اس سلسلے میں نبی کی اطاعت، غرض کوئی نیکی بھی برباد نہ ہوگی، بلکہ اللہ تمہیں اجر عنایت فرمائے گا۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَوُّفٌ رَحِيمٌ

بے شبہ اللہ لوگوں پر مہربانی کرنے والا اور

رحم کرنے والا ہے۔

(۱۴۳: ۲)

نحوہ و طلب حکم الہی

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهُكُمْ شَطْرَهُ

آسمان کی جانب تیرے چہرے کے بار بار پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں، پس بے شبہ ہم تجھے اسی قبلے کی جانب پھیر دیں گے، جسے تو پسند کرتا ہے، پس اب تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے، اور اے محمد کی امت والو! تم جہاں کہیں رہو، اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو۔

(۱۴۴: ۲)

شَطْرَهُ ط

ابن ہشام نے کہا: کہ شطرہ کے معنی خود و قصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب، عمرو بن الحمزہ ابلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے، اور بالہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا:

تَعْدُوْا وَبِنَا شَطْرَ جَمْعٍ وَهِيَ عَاقِدَةٌ

قَدْ كَادَتْ الْعَقْدُ مِنْ إِفَادِهَا الْحَقْبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لیے ہوئے مزدلفہ کی جانب تیز چلی جا رہی ہے حالانکہ دم دبّا

ہوئے ہے اور اس کی گرم رفتاری کے سبب سے دبی ہوئی دُم تنگ کے نیچے تک

پہنچنے کے قریب ہو گئی ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے:

اور قیس بن خویلد المذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے:

بلداول







لہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ  
الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ  
مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكُتُبِ أُولَٰئِكَ  
يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعْنُونَ ۖ

(۲ : ۱۵۹)

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی)  
ہدایت کو جو ہم نے آجاری ہے، بعد اس کے کہ ہم نے  
اسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان (کھی) کر دیا ہے  
وہی ہیں جن پر اللہ لعنت فرماتا ہے اور جو لوگ لعنت  
کرنیوالے ہیں وہ (سب) ان پر لعنت کرتے ہیں۔

**عوت حق کا جواب** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب یہود کو اسلام کی دعوت دی۔  
انہیں اس کی رغبت دلائی اور اللہ کے عذاب و سزا سے ڈرایا تو رافع بن خراجہ  
رمالک بن عوف نے کہا: اے محمد! ہم آپ کی بات نہ مانیں گے، بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے  
س پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے، کیونکہ وہ زیادہ جاننے والے اور ہم سے بہتر تھے، اللہ عز و جل نے  
اس کے اقوال سے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ  
اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا  
عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ  
لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَحْتَدُونَ ۖ

(۲ : ۱۷۰)

اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو کلام نازل فرمایا  
ہے، اس کی پیروی کرو تو انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ ہم  
تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں  
کو پایا ہے اور اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ

**نکار پر اصرار** | جب جنگ بدر کے روز اللہ تعالیٰ نے قریش پر مصیبت ڈھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقار میں جمع کیا اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ وَاسْلِمُوا قَبْلَ  
أَنْ يُبْعِدَ بِكُمْ اللَّهُ بِسُتْلٍ مَا أَصَابَ  
بِهِ قُرَيْشًا ۚ

اے گروہ یہود! اسلام اختیار کر لو، اس سے پہلے  
کہ اللہ تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے، جیسی قریش  
پر ڈالی۔

انہوں نے آپ سے کہا: اے محمد! آپ اس بھلا دے میں نہ رہیں کہ آپ نے قریش کی ایک (ایسی)  
جماعت کو قتل کر ڈالا، جو ناجائز بکا رہی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ! اگر ہم سے جنگ کر دے تو معلوم  
ہوگا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور ہم سا کوئی نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قول کے متعلق یہ آیتیں نازل  
فرمائیں:



قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سِتْرٌ وَاسْتَغْلِبُونَ وَ  
تُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ذَوِیْ السَّيِّئَاتِ  
وَقَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ  
الَّتِیْنِ تَنَافَتْ تَفَاتُلُ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ  
مِثْلَهُمْ رَأًی الْعَیْنِ وَاللَّهُ یُؤَيِّدُ  
بِنَصْرِهِ مَن یَّشَآءُ إِنَّ فِی ذَٰلِكَ  
لَعِبْرَةً لِّذُلِّ الْبَٰصِرَةِ

(۳ : ۱۳)

(اے نبی! جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہہ دے کہ بہت  
جلد تم لوگ مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ  
گے اور وہ بہت بُرا فرشتہ ہے، بے شبہ تمہارے لیے  
ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسری سے مقابل  
ہوئیں۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے  
اور دوسری کافر ہے۔ تم انہیں ان کا ردنا دیکھ رہے تھے  
(اور یہ کچھ خیالی بات دیکھی بلکہ آنکھوں دیکھا) معاشرہ تھا  
اور اللہ اپنی مدد سے جس کی تائید چاہتا ہے، کرتا ہے۔  
بے شبہ اس میں بصیرت والوں (دیکھنے والوں) کے

لیے عبرت ہے۔

کتاب اللہ سے اعراض | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی درگاہ میں جہاں تورات پڑھائی  
جاتی تھی، تشریف لے گئے۔ وہاں یہودی، ایک جماعت موجود تھی  
جسے اللہ کی طرف بلایا۔ النعمان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا:

اے محمد! آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا: عَلٰی مِلَّةِ اِبْرٰهٖمَ وَدِیْنِہٖ دلت ابراہیم اور دین ابراہیم  
پر ہوں۔

ان دونوں نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا فَهَلُمَّ اِلَى التَّوْرَةِ فَهٰی  
بَیِّنَاتٌ وَبَیِّنَاتُکُمْ (اچھا تورات میرے سامنے لاؤ، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی)۔  
انہوں نے اس سے انکار کیا، تو اللہ نے ان کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُولُوْا اَنْصِبًا  
مِّنَ الْکِتَابِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتَابِ  
اللّٰهِ لَیَحْکُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلٰی فَرِیقٌ  
مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۗ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ  
قَالُوْا لَن تَمْسَسَنَا النَّارُ اِلَّا اَبَآمًا  
مَّعْدُوْدَاتٍ مَّ وَغَرَّهُمْ فِی دِیْنِهِمْ  
مَا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ۗ

کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنہیں کتاب  
میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے؟ وہ اللہ کی کتاب کی جانب  
بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے  
پھر بھی، ان کی ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور  
وہ میں ہی روگرداں۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ  
انہوں نے کہہ دیا، بجز چند دنوں کے ہمیں آگ  
ہرگز نہیں چھوئے گی اور جو جھوٹے الزام وہ دیا کرتے



تھے، اس نے انہیں ان کے دین کے متعلق دوسرے

(۲۳: ۲۳-۲۴)

میں ڈال دیا۔

یہود کے علماء اور بخران کے نصاریٰ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے تو

ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی

یہود کے علماء نے کہا ابراہیم تو یہودی تھے، بخران کے نصاریٰ نے کہا: نہیں، ابراہیم نصرانی تھے۔ اللہ نے ان کے متعلق یہ آیتیں انازل فرمائیں:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي  
أَبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَةُ  
وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا  
تَعْقِلُونَ هَٰذَا نَتَمُ هَٰذَا لَا  
عِصَابَ لَكُمْ بِهِ عَلِمُ تَحَاجُّونَ  
فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ  
يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ هَٰذَا  
كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا  
نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا  
مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ  
إِنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ  
اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ  
آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

(۲۴: ۲۳-۲۴)

(اے نبی کہو، اے اہل کتاب! تم ابراہیم کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو، حالانکہ تورات و انجیل نہیں آ ماری گئی، مگر اس کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ دیکھو، یہ تم لوگ ادھی ہو، اگر جس میں تمہیں (کچھ نہ) علم تھا، اس میں جھگڑ ہی چکے۔ پھر ایسی چیز میں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں کچھ علم نہیں؟ اور حقیقت تو، اللہ (ہی) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ کسروی رکھنے والے فرمانبردار (بندے) تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بیشک لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمانداروں (ہی) کا مربی ہے۔

عبداللہ بن صیغ، عدی بن زید اور الحارث بن عوف نے ایک دوسرے

تلبیس الحق بالباطل

سے کہا: کہ آؤ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے، اس پر

صبح کو ایمان لائیں اور شام کے وقت اس کا انکار کر دیں تاکہ ان کے لیے دین میں شبہات پیدا ہو جائیں یہ اس لیے کہ وہ بھی ایسا ہی کریں، جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ

اے کتاب والو! تم حق کو باطل سے کیوں گڈ بٹ

عبداللہ



بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ  
تَعْلَمُونَ ه وَ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ  
أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ  
عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجَّهَ التَّهَارِ  
وَ كَفَرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ  
يَرْجِعُونَ ه وَلَا تَتُومِنُوا إِلَّا لِمَن  
تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّمَا أُنْزِلَ  
هُدًى لِّلَّذِينَ آمَنُوا أَن يُؤْتُوا أَحَدٌ  
مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ  
عِندَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّمَا الْفَضْلُ  
بِيَدِ اللَّهِ ه يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ه  
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ه

(۳ : ۷۳)

کہتے ہو تم جان بوجھ کر حق کو دیکھیں پھیلاتے ہو؛  
اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا جو لوگ ایمان لائے  
ہیں، ان پر جو چیز اتاری گئی ہے، اسے دن کے ابتدائی  
حصے میں مان لو اور آخری حصے میں انکار کر دو، شاید  
کہ وہ (اپنے دین سے) پلٹ جائیں اور (حقیقت میں)  
اس شخص کے سوا، جو تمہارے دین کی پیروی کرے  
(کسی اور کو) نہ مانو (اسے بتی) کہہ دے کہ بے شک  
ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو)  
کہ کسی کو ایسی چیز دی گئی، جو تمہیں دی گئی ہے یا وہ  
تمہارے پروردگار کے پاس تم پر حجت میں غالب  
ہو جائیں گے (اے نبی کہہ دے کہ فضل اللہ (ہی)  
کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، دیتا ہے،  
اور اللہ وسعت والا اور ہر شخص کی قابلیتوں کو  
جانتے والا ہے۔



## فتنہ انگیزیاں اور تفرقہ پر دازیاں

**شیطانِ وسوسے** | جب یہود کے علماء اور نجران کے نصاریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو ابونافع القرظی نے کہا: اے محمد! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں، ہم بھی آپ کی پرستش کریں؟ نجران والے نصرانیوں میں سے ایک شخص الربیس نامی نے کہا: (اور بعض روایتوں میں الربیس اور الربیس بھی ہے) اے محمد! کیا آپ یہی چاہتے ہیں اور اسی (اعتقاد) کی طرف ہمیں بلاتے ہیں؟ یا جس طرح اس نے کہا:

مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَعْبُدَ غَيْرَ اللَّهِ  
أَوْ أَمْرَ بَعِيَادَةٍ غَيْرِهِ فَمَا بِذَلِكَ  
بَعَثَنِي اللَّهُ وَلَا أَمْرَ فِي دَاوُكَمَا  
قَالَ

(میں، اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں)، اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے (یا آپ نے جس طرح فرمایا)۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق فرمایا:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ  
الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ  
يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ  
دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ  
بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا  
كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ (۳ : ۷۹)

(یہ بات) کسی بشر کو نہ دیا نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عنایت فرمائے، پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ، لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ) تم لوگ علماء و فقہاء اور سادات بن جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے رہتے ہو۔

ابن ہشام نے کہا: کہ ربانیتین کے معنی ہیں، عالم، فقیہ اور سردار اور اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے:

**تشریح الفاظ**



لَوْ كُنْتُ مُدْرِكًا فِي الْقُوسِ افْتَنَنِي مِنْهَا الْكَلَامُ وَرَبَّانِي أَحْبَبَ

اگر میں کسی تارک الدنیا راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا تو بھی اس محبوبہ کی باتیں

مجھے اور اس راہب فقیہ و عالم کو بھٹکا دیتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور افتننی نبی تمیم کی زبان ہے اور نبی قیس قتنی کہتے ہیں۔ جریر نے کہا:

لَا وَصَلَ إِذْ صَرَمَتْ هَهُنَا وَلَوْ وَقَفَتْ لَا سَتَنَزَلْتَنِي وَذَا الْمُسْحَيْنِ فِي الْقُوسِ

جب ہند جدا ہو گئی تو (اس سے) ملنے کا کوئی موقع نہ رہا اور اگر (وہ) ٹھہرتی تو

مجھے اور موٹے کپڑے پہن کر خانقاہ میں رہنے والے کو بھی (اپنے) مقام سے،

اتار لیتی (یعنی زہد و تقویٰ پھر دیتا)۔

(قوس) یعنی راہب کی خانقاہ اور ربانی رب سے مشتق ہے جو سید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے: فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا (وہ اپنے سردار کو شراب پلائے گا)۔

فرمایا:

وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

اور وہ تمہیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ارباب بنا لو۔ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا، اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو چکے

ہو؟

(۸۰ : ۳)

ابن اسحاق نے کہا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس عہد کا ذکر فرمایا، جو ان سے اور ان کے انبیاء سے لیا تھا یعنی یہ کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو وہ آپ کی تصدیق کریں اور اپنے آپ پر لازم ہونے کا جو اقرار انہوں نے کیا تھا، اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ

(وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تمہیں کتاب اور حکمت دی ہے اس شرط سے کہ اس کے بعد پھر تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب و حکمت کی تصدیق بھی کرنے والا ہو، جو تمہارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر

جلد اول



ذَٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۖ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ۚ قَالَ  
فَاَشْهَدُوْۤا اَنَّا مَعَكُمْ مِّنَ الشَّٰهِدِيْنَ  
ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کر دے گا، فرمایا، کیا تم نے قبول کیا اور اس (شرط) پر میرے (اس) عہد کا بار اٹھایا؟ انھوں نے کہا، ہم نے قبول کیا، فرمایا: تم

(۳: ۸۱)

(ایک دوسرے کے بارے میں) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں (آخر بیان تک)۔

## انصار میں تفرقے کی کوشش

ابن اسحاق نے کہا: شناس بن قیس، بہت بوڑھا اور کفر کا سرگروہ تھا، مسلمانوں سے سخت کینہ و حسد رکھتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کی ایک مجلس سے اس کا گزر ہوا، جس میں اوس و خزرج کے لوگ ایک جگہ بیٹھے باہم گفتگو کر رہے تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں ان کے درمیان سخت عداوت تھی۔ اب اسلام کی برکت سے ان میں محبت و الفت اور خوشگوار تعلقات دیکھی تو جل گیا اور کہا بنی قیلہ کے سردار ان شہروں میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ واللہ ان کے سرداروں کے اس مقام پر اجتماع سے ہمیں تو چین نہ آئے گا، یہود کے ایک کم سن نوجوان کو حکم دیا اور کہا: ذرا ان کی طرف توجہ کر، ان سے بل جل کر بیٹھ، جنگ بعاث اور اس سے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ان سے کیا کر اور انھیں وہ اشعار سننا، جو انھوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کہے تھے۔ جنگ بعاث وہ جنگ تھی جس میں اوس و خزرج ایک دوسرے سے لڑے تھے اور اس میں خزرج پر اوس کو فتح حاصل ہوئی تھی، اس زمانے میں اوس کا سردار ابو اسید بن حضیر بن سماک الاشہلی اور خزرج کا سردار عمرو بن نعمان البیاضی تھا، یہ دونوں مارے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جنگ بعاث کا جتنا ذکر میں نے کیا، اس کے حالات اس سے بہت زیادہ ہیں پورے حالات بیان کرنے میں وہی مصلحت مانع ہے، جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں یعنی سیرۃ نبوی میں انقطاع کا اندیشہ ہے، جس کا ذکر کر دیا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس یہودی نوجوان نے دیا ہی کیا اسی وقت ان لوگوں میں تو توہمیں میں ہونے لگی، کشمکش شروع ہو گئی،

## اوس و خزرج میں ہنگامہ

فخر و مباہات کا سلسلہ جاری ہو گیا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لیے نیم اتادہ ہو گیا، اوس میں سے بنی حارثہ بن الحارث کا اوس بن قینظلی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں کاخبار بن معمر نامی، یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے مقابلہ کے سے کہا: اگر تم چاہو تو ابھی اس جنگ کی پھر ابتدا کریں۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں اور انھوں نے



کہا، اچھا تمہارے اپنے مقابلے کے لیے یہ سیاہ پتھر بلا مقام (الحجرہ) ہم نے مقرر کر دیا۔ ہتھیار لاؤ، ہتھیار لاؤ  
کا شور مچ گیا اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اپنے ساتھ کے مہاجرین صحابہؓ کو لیا اور ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُ ، اَبَدًا عَمٰى الْجَهْلِيَّةِ وَ اَنَابَيْنِ  
اَطْمَسِرْكُمْ بَعْدَ اَنْ هَذَا الْكُفْرُ اَللّٰهُ  
لِلدِّسْلَامِ وَاَكْرَمَكُمْ بِهِ وَقَطَعَ  
بِهِ عَنْكُمْ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ  
اَسْتَنْفَذَ كُفْرًا مِنْ الْكُفْرِ وَاَلْفَ  
بِهِ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ ۔  
اے گروہ مسلمین! خدا سے ڈرو، خوفِ خدا کرو، کیا  
جاہلیت کے دعووں پر رڑے پڑتے ہو؟ حالانکہ میں  
تم میں موجود ہوں؟ تمہیں اللہ نے اسلام کی ہدایت  
دی، عزت بخشی اور اس اسلام کے ذریعے سے  
جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کر دیں اور اس کے  
ذریعے سے تمہیں کفر سے نجات دلائی اور تمہارے  
دلوں کے درمیان الفت پیدا کر دی۔

پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ ایک شیطانی جھگڑا تھا۔ دشمن کی ایک چال تھی، وہ رو پڑے اور اس و  
خروج کے افراد ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اطاعت  
کی اود آپ کے ہمراہ وہاں سے واپس چلے آئے۔

اللہ کے دشمن شاس بن قیس کی چال سے جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس  
کو اللہ نے بجھا دیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی چال بازی کے متعلق یہ

## قرآن مجید کی شہادت

آیتیں نازل فرمائیں:

قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ  
بِآيَاتِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ شَهِيدٌ عَلٰى  
مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ  
لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ  
مَنْ اٰمَنَ تَبِعُوْنَهَا عِوَجًا وَاَنْتُمْ  
شُهَدَاۗءُ ۚ وَمَا اللّٰهُ بِعَاقِلٍ غَمًا  
تَعْمَلُوْنَ ۝ (۳ : ۹۹)

(اے محمد!) کہہ دے، اے اہل کتاب! اللہ کی آیتوں  
کا تم کیوں انکار کرتے ہو؟ حالانکہ اللہ نگران ہے  
ان کاموں کا جو تم کر رہے ہو، اے اہل کتاب! جو  
لوگ ایمان لائے ہیں، انہیں اللہ کے راستے سے  
کیوں پھیرتے ہو؟ اور انہیں ٹھیک چلاتا چاہتے  
ہو حالانکہ تم گواہ ہو اور اللہ ان کاموں سے غافل  
نہیں جو تم کر رہے ہو۔

اوس بن قنیطی اور جبار بن صخر اور ان دونوں کی قوم کے ان لوگوں کے متعلق  
جو ان کے ساتھ تھے اور شاس نے جاہلیت کے واقعات کے ذریعے سے

## مسلمانوں کو ہدایت

جد اول



جو رخصت اندازی کی تھی، انہوں نے اسی کے سبب سے مذکورہ کارروائی کی، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن قُطِّعُوا  
فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أَوْثَرُوا الْكِتَابَ  
يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرِينَ  
وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُثَلِّمُوا  
عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ  
وَمَنْ يَعْتَصِمِ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ  
إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ يَا أَيُّهَا  
الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ  
تَقَاتِهِ وَلَا تَسْؤُسُوا إِلَّا وَأَنْتُمْ  
مُسْلِمُونَ إِلَى قَوْلِهِ وَأُولَئِكَ  
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اے وہ لوگو! جو ایمان لاپکے ہو، جن لوگوں کو کتاب  
دی گئی ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانو گے  
تو وہ تمہیں تمہارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں  
وٹالیں گے اور تم کس طرح کفر اختیار کرتے ہو؟ حالانکہ  
تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا  
رسول موجود ہے اور جس شخص نے اللہ کے دامن  
کو پکڑ لیا، بے شبہ سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی  
ہو گئی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان اختیار کر چکے ہو،  
اللہ سے جیسا ڈرنا چاہیے ویسا ڈرو اور نہ مڑو مگر  
اس حالت میں کہ تم اطاعت گزار ہو اور اس کے فرمان  
تک کہ ان لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔

### اہل حق کی تحقیر

ابن اسحق نے کہا: جب عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، اس کا بھائی اُسید، اسد بن  
عبید اور ان کے ساتھ یہود کے جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا، مسلمان ہو  
ایمان لائے، تصدیق کی، اسلام سے محبت کرنے لگے اور اس میں انھیں رسوخ حاصل ہو گیا تو یہود  
کے علماء میں سے کافروں نے کہا: محمد پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے ہم میں سے  
بدترین لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں، اگر وہ ہم میں سے بہتر افراد ہوتے تو اپنے باپ دادا کا دین ہی نہ  
چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے۔ اللہ نے ان کے اس قول کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

لَيْسُوا اسْوَاءَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ  
أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ يَتْلُونَ آيَاتِ  
اللَّهِ أَنْعَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ ۝

سب کی حالت ایک سی نہیں۔ اہل کتاب میں ایک  
گروہ ایسا بھی ہے، جو سیدھی راہ پر جا رہا ہے، یہ  
لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے  
اور سجدے کرتے رہتے ہیں۔

(۴۳: ۱۱۱)

ابن ہشام نے کہا کہ اناء اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں  
اور اس کا واحد اناء ہے:



یُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ  
يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ  
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ  
وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّٰلِحِينَ ۝ (۱۱۴:۳)

وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن  
پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے  
اور اچھی باتوں میں ایک دوسرے سے (سبقت کرتے  
ہیں اور یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

یہود سے رازداری کی ممانعت | ابن اسحاق نے کہا: مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا  
کرتا تھا، کیونکہ ان کے پڑوس کے تعلقات بھی تھے، اور  
جاہلیت کے عہد و پیام بھی تھے۔ اللہ نے انہیں رازدار بنانے سے روکنے کے لیے یہ آیتیں نازل  
فرمائیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا  
بِعَهْدِنَا قَسِدًا ؕ دُونَكُمْ لَا يَأْتِيَنَّكُمْ  
خَبْرٌ ؕ أَوَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ  
بَدَلَتْ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهٍ ؕ وَمَا  
تُخْفِي صُدُورُهُمْ ؕ أَكْبَرُ  
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ  
تَعْقِلُونَ ؕ هَٰ أَنتُمْ أَوْلَىٰ بِغِيظِ  
وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ  
بِأَنكِسَابِكُمْ ؕ

اے وہ لوگو! جنہوں نے ایمان قبول کیا ہے، تم  
اپنے لوگوں کے سوا دوسروں کو رازدار نہ بناؤ۔ وہ  
تمہارے درمیان فساد پیدا کرنے میں کسی طرح کی  
کوتاہی نہیں کرتے ان کی خواہش ہے کہ تم دشواری  
میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہو چکی  
ہے اور جو باتیں ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں، وہ  
اس سے بھی بڑی ہیں، ہم نے تمہیں کھلی علامتیں بتا  
دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم رگ تو ان سے  
محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور  
تم تو مکمل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔

(۱۱۹: ۳-۱۱۸)

یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو، اپنی کتاب کو بھی اودان تمام کتابوں کو بھی، جو اس سے پہلے  
گزر چکی ہیں، وہ لوگ تمہاری کتاب کا انکار کرتے ہیں، اس لیے تمہیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے  
تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔

وَإِذَا الْقُوُفُوسُ كُنَّتْ لَمَآ تٍ ؕ وَ  
إِذَا حُلُواْ عَصَا عَلَىٰ أَعْنَاقِهِمْ  
مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُؤْتُوا  
بِقِيَّتِكُمْ ؕ

اور جب انہوں نے تم سے طاقات کی تو کہا ہم نے  
ایمان قبول کر لیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو  
تم پر غصے کے سبب، انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخالف،  
کہہ دے کہ تم اپنے غیظ و غضب ہی میں مر جاؤ اور انہیں)

(۱۱۹: ۴)



## فخاص یہودی کی جسارت

کہا: ابو بکر صدیقؓ یہود کے پاس ان کی درسگاہ میں گئے تو دیکھا کہ بہت سے یہودی ایک شخص کے پاس جمع ہیں جس کا نام فخاص تھا۔ وہ ان کے عالموں اور ماہروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے عالموں میں سے ایک اور عالم اشع بھی۔ ابو بکرؓ نے فخاص سے کہا: افسوس! اللہ سے ڈر اور اسلام اختیار کر کیونکہ اللہ تو اس بات کو جانتا ہے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر تورات و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو۔ فخاص نے ابو بکرؓ سے کہا: واللہ! ابوبکرؓ! ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج نہیں، بلکہ وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے، جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے۔ ہم اس سے بے نیاز ہیں، وہ ہم سے بے نیاز نہیں۔ اگر وہ بے نیاز ہوتا تو ہم سے ہمارے مال قرض نہ مانگتا، جیسا کہ تمہارے دوست کا دعویٰ ہے۔ ہمیں سود سے منع کرتا ہے اور خود ہمیں سود دیتا ہے۔ اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو سود کیوں دیتا ہے

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت

راوی نے کہا: (یہ سنتے ہی) ابو بکرؓ کو غصہ آگیا۔ آپ نے فخاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا اس بات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر ہم میں اور تم میں عہد و پیمان نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن تیرا سر اڑا دیتا پس فخاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا: اے محمدؐ! دیکھیے، آپ کے دوست نے مجھ سے کیسا سلوک کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا: مَا حَمَلْتُكَ عَلَىٰ مَا صَنَعْتَ (جو تم نے کیا، اس کا باعث کیا تھا؟)۔

ابو بکرؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس دشمن خدا نے ایک بڑی نازیبا بات کہی، اس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ ان لوگوں کا محتاج ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے کہنے سے مجھے برائے خدا غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ فخاص یہ سنتے ہی مکر گیا اور کہا: میں نے ایسا نہیں کہا۔

## فخاص کا ردّ اللہ تعالیٰ نے فخاص کے ردّ اور ابو بکرؓ کی تصدیق میں (یہ آیت) نازل فرمائی:

لَعَدَّ سَمِيعَ اللّٰهِ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا  
اِنَّ اللّٰهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ اَغْنِيَا عَنْكَ  
اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنہوں نے  
کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کہ انہوں

نے فخاص کا اشارہ بظاہر اس طرف ہے کہ یہاں مال خرچ کرنے والوں کے لیے آخرت میں زیادہ مال کا وعدہ ہے۔



مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ الْآنِبِيَاءَ بِغَيْرِ  
حَقٍّ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلُوعِ

(۱۸۱: ۳)

نے کہا ہے، ہم اسے اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی  
کلمہ لیتے ہیں اور جب جزا کا وقت آئے گا تو ان سے  
کہیں گے، جلا دینے والے عذاب کا مزہ چکھو۔

### مسلمانوں کو تلقین صبر

اور البوکریہ کو اس معاملے میں غصہ آگیا، اس کے متعلق دیر، نازل فرمایا:

وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ آوَوْا إِلَيْكُمُ  
مِّن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ  
أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا  
وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ

(۱۸۶: ۳)

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے، ان  
سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا ہے،  
مردم تھیں بہت سی تکلیف دہ باتیں سننی ہوں گی اور  
اگر تم صبر کرو اور احتیاط سے کام لو تو یہ قطعی  
(مفید) کاموں میں سے ہے۔

### یہودیوں کے خصائص

فرمایا:

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ آوَوْا  
إِلَيْكَ لَتُبَيِّنَنَّ لِلنَّاسِ وَلَا  
تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ  
ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا  
قَلِيلًا فَبُئْسَ مَا يَشْتَرُونَ لَا تَحْسَبَنَّ  
الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا وَيُحِبُّونَ  
أَنْ يُجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ يُفْعَلُوا أَفَلَا  
تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ  
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(۱۸۸-۱۸۷: ۳)

اور یاد کرو وہ وقت جب ان لوگوں سے عہد لیا  
گیا، جنہیں کتاب دی گئی کہ تمہیں لوگوں سے اسے  
کلمہ کھلا ضرور بیان کرنا ہو گا اور اسے تم چھپانے  
نہیں تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال  
دیا اور اس کے بدلے فخر اسی قیمت لے لی تو کس قدر  
برابر ہے، جو وہ کر رہے ہیں جو لوگ خوش ہو رہے  
میں اپنے اس اکیسے پر کہ انہوں نے قرأت کے  
مضامین اوٹ پٹا لگ بیان کر دیے اور چاہتے ہیں  
کہ جو کام راہِ حق کا، انہوں نے نہیں کیا، اس کی تعریف  
کی جائے۔ ان کے متعلق رنیک، خیال نہ کر پس ان  
کے متعلق یہ خیال نہ کروہ عذاب سے بھڑک جائیں گے  
حالانکہ ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔

یعنی فخاص اور اشع اور ان کے سے علماء یہود نے گمراہی کو لوگوں کے آگے خوشنما بنا کر پیش کیا اور اس کے  
جلد اول



عوض کچھ دنیوی فائدہ حاصل کر رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے  
 در لوگ انھیں عالم کہیں، حالانکہ وہ اہل علم نہیں۔ نہ انھوں نے سیدھے راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی  
 نہ وہ خود صحیح راستے پر ہیں، چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی تعریف کرتے ہوئے، کہیں کہ انھوں نے  
 ایسا اچھا کام کیا۔



## حق و صداقت کے دشمن

**بخل کی تلقین** | ابن اسحاق نے کہا: کہ کعب بن اشرف کا علیف کرؤم بن قیس اور اسامہ بن جلیب نافع بن ابی نافع بحری بن عمرو جیبی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن التابوت انصار کے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے۔ ان سے ان کا میل لگتا تھا اور انھیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو کیونکہ مال کے جاتے رہنے سے تمہارے محتاج ہو جانے کا خوف ہے۔ مال خرچ کرنے میں جلدی بھی اچھی نہیں تمہیں کیا خبر کہ آئندہ کیا حالت ہونے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں:

الَّذِينَ يَبْخُلُونَ دِيَارَهُمْ يُسَوِّدْنَ النَّاسَ  
بِالْبُخْلِ وَيَكُفُّونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ  
مِنْ فَضْلِهِ ۚ (۳۷: ۳۸)

جو لوگ (خود) کجخوسی کرتے ہیں اور وہ اور لوگوں کو بھی کجخوسی کا علم دیتے ہیں اور انھیں اللہ نے جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے، اسے چھپاتے ہیں۔

**اخفائے احکام الہی** | یعنی تورات کے مضامین چھپاتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں:

وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا  
وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ دُمًا  
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا  
بِالْيَوْمِ الْآخِرِ (الی قولہ) ذَکَانَ اللَّهُ  
بِهِمْ عَلِيمًا (۳۸: ۳۹)

اور ہم نے کافروں کے لیے دسواکن عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے (اس کے فرمان تک) اور اللہ انھیں خوب جانتے والا ہے۔

**بدزبانی اور کفر** | ابن اسحاق نے کہا: رفاعہ بن زید بن التابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو زبان توڑ موڑ کر بات چیت کرتا اور کہتا اِدْعُنَا سَمَعَتْ يَا مُحَمَّدُ حَتَّى تُفْرِسَنَا (اے محمد! ہماری طرف تو توجہ کیجئے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں)۔



پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی شروع کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ نازل فرمایا:

الَّذِينَ آمَنُوا أَتُوهُم بِأَنْبَاءٍ مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرونَ الصَّلَاةَ وَ يُرِيدُونَ أَنَّ تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۚ وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَ كَفَىٰ بِاللَّهِ وَلِيًّا ۖ وَ كَفَىٰ بِاللَّهِ نَصِيرًا ۚ هُمِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُخَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَ أَسْمِعْ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَ رَاعِنَا لِيَّا ۖ بِالسِّنِّتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّينِ ۖ وَ لَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا وَ أَسْمِعْ وَ أَنْظِرْنَا لَكِنَّا خَيْرًا لَّهُمْ وَ أَقْوَمًا ۚ وَلَكِن لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ (۴: ۴۴-۴۶)

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا، جنہیں کتاب میں سے کچھ حصہ ملا ہے۔ وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی جھٹک جاؤ اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہر بلا سے کرتا ہے اور اللہ کا مددگار ہوتا رہی (کافی ہے جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے، وہ الفاظ کے مرقعوں کو بدل دیتے ہیں وہ زبان کو توڑ مڑ کر ان لفظوں کو بگاڑ دیتے ہیں کہتے ہیں سمعنا و عسینا اسمع غیر مسموع و راعنا اور اگر وہ اس کے بجائے ہم نے سنی لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور سنیئے اور ہماری جانب بھی توجہ دیجیئے۔ کہتے تو ان کے لیے بہتر اور درست ہوتا، لیکن اللہ نے کفر کے باعث تمہاری تعداد کے سوا انہیں سب کو اپنی رحمت سے دور کر دیا پس وہ ایمان سے محروم ہیں۔

فریاد اصرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء یہود کے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جن میں سے عبد اللہ صوری (یا صوریہ) لاغور اور کعب بن اسد بھی تھے۔ آپ نے فرمایا:

یا مَعْشَرَ يَهُودَ اتَّقُوا اللَّهَ وَ اسْلَمُوا ۖ قَوْلَ اللَّهِ إِنَّمَا لَتَعْلَمُونَ أَنَّ الَّذِي جِئْتُمْ بِهِ لَحَقُّ قَالُوا مَا نَعْرِفُ ذَٰلِكَ يَا مُحَمَّدُ

اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ اللہ تم پر درجہ جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے، انہوں نے کہا! اے محمد! ہم اس بات کو نہیں جانتے۔

آخر انہوں نے جو چیز پہچان لی اسی کا انکار کیا اور کفر پر جم گئے تو اللہ نے ان کے متعلق یہ آیت (نازل ہو) وہ بظاہر سمعنا و اطعنا کہتے (یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی) لیکن لفظ اطعنا زبان مڑ کر اس طرح ادا کرتے کہ ”عسینا“ جاتا۔ اسمع غیر مسموع کے ایک معنی تو یہ ہیں ہماری بات سنئے خدا آپ کو بڑی بات نہ سنانے۔ دوسرے معنی یہ بھی نہر سکتے ہیں کہ ہرے جابو۔ ”راعنا“ کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ ہماری طرف التفات کیجئے، دوسرے معنی چرواہے کے بھی ہیں۔



فرمانی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا  
بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ  
مِّن قَبْلِ أَن تَطْمِئِنُّ وَجُوهُكُمْ  
فَإِنَّهَا عَلَىٰ أَذْبَارِهَا أَوْ تَلْعَنُوهُمْ  
كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ  
أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ ۴۷

اے وہ لوگو! جنہیں کتاب دی گئی، ہم نے جو چیز آری  
ہے، اس پر ایمان لاؤ جو تمہارے ساتھ والی چیز کی  
بھی تصدیق کرنے والی ہے، قبل اس کے کہ ہم چہرے  
لگاڑ دیں اور انہیں میٹھوں کی جانب کریں یا ان  
پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح سبتہ والوں  
پر نازل کیا تھا اور حکم خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے۔

### تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا کہ نطمس کے معنی تمسح و نسوی کے ہیں یعنی صاف کر دیں  
اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے، نہ ناک، نہ منہ اور نہ چہرے کی اور کوئی چیز  
نظر آئے اور فطمسنا عینہم۔ م میں بھی یہی معنی ہیں۔ المطموس العین، اس شخص کو کہتے ہیں جس  
کے دونوں پہلوؤں کے درمیان شکاف نہ ہو اور کہا جاتا ہے طمست الکتاب دالاً شرفاً لا یروی  
منہ شیء یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔

### مخالف ٹولیاں

ابن اسحق نے کہا: قریش غطفان اور بنی قریظہ کے جن لوگوں نے ٹولیاں بنا  
لی تھیں، وہ حبیب بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، ابو رافع، الربیع بن ابی الحقیق،  
ابو عمار، دحوح بن عامر اور ہذہ بن قیس تھے۔ و حوح، ابو عمار اور ہذہ تو بنی دحل سے تھے اور باقی سب  
کے سب بنی النضیر سے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس پہنچے تو قریش نے کہا کہ یہ سب یہود کے علماء  
اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان سے پوچھو کہ تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین؟ پوچھا تو انہوں نے کہا  
تمہارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے (محمد صلعم کے) اور اس کے پیروؤں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو  
اللہ نے ان کے متعلق یہ آیتیں انازل فرمائیں:

أَلَمْ تَسْأَلِ الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا  
مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجَبَتِ وَ  
الطَّاغُوتِ ۝ ۴۸

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ  
حصہ دیا گیا ہے، وہ بت اور شیطان کو مانتے  
ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا جس کسی کی پوجا کی جائے اسے عرب جبت اور  
جو چیز حق سے گمراہ کرے، اسے طاغوت کہتے ہیں۔ جبت کی جمع جبوت اور طاغوت کی جمع  
طواغیت ہے مجھے ابو یوسف سے روایت پہنچی ہے کہ جبت کے معنی سحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی  
جدا اول



ان کے ہیں۔

اور ان لوگوں کے متعلق جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے، کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے ہدایان لائے ہیں، زیادہ سیدھی راہ پر ہیں (اللہ تعالیٰ کے اس اشارہ تک) یا یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انہیں عنایت فرمایا ہے۔ بے شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب حکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے۔

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَذَا لَا يَرْحَمُهُمُ اللَّهُ عَلَىٰ مَا اتَّاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

(۵۴: ۵۳-۵۴)

ابن اسحاق نے کہا: سکین اور عدی بن زید نے کہا: اے محمد! ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کے متعلق یہ نازل فرمایا:

(اے محمد! ہم نے تیری طرف دیسی ہی وحی کی جیسی کہ نوح اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور یوسف و یونس و ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد کو ہم نے زبور دی اور بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور موسیٰ سے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں رسولوں کو (ہم نے) بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا، تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ علیہ والا اور حکمت والا ہے۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالتَّابِثِينَ مِنْ بَعْدِهِ وَ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَ الْأَسْبَاطِ وَ عِيسَىٰ وَ آدَمَ وَ يُوسُفَ وَ هَارُونَ وَ سُلَيْمَانَ وَ آتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَ كَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا وَ رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَ مُنذِرِينَ لِيَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

(۱۶۳: ۱۶۵-۱۶۵)

اور ان کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے ان سے فرمایا:

بعد اول



أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّمَا لَتَعْلَمُونَ إِنِّي رَسُولٌ  
إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ - سنو! واللہ تم لوگ یہ بات ضرور جانتے ہو کہ میں  
تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔

انہوں نے کہا: ہم یہ بات نہیں جانتے اور نہ اس پر گواہی دیتے ہیں، اس قول کے متعلق اللہ تعالیٰ  
نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَعَنَ اللَّهُ يَشْهَدُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ  
أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلَكِ مَكَّةُ  
يَشْهَدُونَ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ه  
(م ۱۶۶)

(تم گواہی نہ دو) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو چیزیں  
نے تیری طرف اتاری ہے، وہ اپنے علم سے اتاری  
ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کا گواہی  
دینا ہی کافی ہے۔

## پتھر گرانے کی سازش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کے پاس قشرف لے گئے تاکہ  
بنی عامر کے ان دو شخصوں کا خون بہا و رسول کرنے کے لیے مدد حاصل  
کریں جنہیں عمرو بن امیہ الضمری نے قتل کر دیا تھا۔ ان کے (بنی النضیر کے) بعض افراد ایک دوسرے  
سے تنہائی میں ملے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: اس وقت محمد جتنا قریب ہے، اتنا قریب  
تم اسے پھر کبھی نہ پاؤ گے۔ اس لیے کوئی ہے جو اس گھر پر چڑھ جائے اور کوئی بڑا سا پتھر اس پر گرا دے؟  
وہ ہمارے لیے اس سے راحت کا باعث ہوگا، عمرو بن جحاش بن کعب نے کہا: میں یہ کام انجام دیتا ہوں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہو گئی تو آپ اس کے پاس سے لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے  
(عمرو بن جحاش کے) اور اس کی قوم کے اس ارادے کے متعلق نازل فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَتَ  
اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا  
إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ  
عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاللَّهُ وَاعْلَىٰ الشَّيْ  
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ه (۵ : ۱۱)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ کی وہ نعمت یاد  
کردو، جب ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تمہاری جانب  
اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک  
دیے اور اللہ سے ڈرو اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی  
پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن اضماء، بحری بن عمرو اور شائس بن عدی کے پاس پہنچے تو انہوں  
نے آپ سے اور آپ نے ان سے گفتگو کی۔ آپ نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور اس کی سبزا سے ڈرایا۔  
ان لوگوں نے نصاریٰ کے قول کی پیروی کرتے ہوئے کہا: اے محمد! آپ ہمیں کیا ڈراتے ہیں؟ واللہ ہم تو  
اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:



اللہ کے پیارے ہونے کا دعویٰ فرمایا :

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ  
أَبْنَاءُ اللَّهِ وَآخِیَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ  
يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ  
بِأَنفُسِكُمْ رَمِیْتُمْ خَلْقًا یَغْفِرُ لِمَن  
یَشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وَاللَّهُ  
مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا  
بَیْنَهُمَا وَإِلَیْهِ الْمَصِیْرُ

(۱۸ : ۵)

اور یہودیوں اور نصاریوں نے کہا، ہم اللہ کے بیٹے  
اور اس کے پیارے ہیں (اے نبیؐ) کہہ، پھر وہ تمہیں  
تمہارے گناہ کی سزا کیوں دیتا ہے؟ (تم اس کے  
بیٹے نہیں، بلکہ ان آدمیوں میں سے ہو جو اس نے پیدا  
کیے ہیں، وہ جسے چاہتا ہے، بخش دیتا ہے اور جسے  
چاہتا ہے، سزا دیتا ہے۔ آسمانوں اور زمین اور جو  
کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) اللہ کی ملک  
ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

ابن اسحق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی، اس کی جانب رغبت  
دلائی اور اللہ کی غیرت اور اس کی سزا سے ڈرایا تو انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جو چیز  
آپ لائے تھے، اسے نہ مانا۔ معاذ بن جبل، سعد بن عبادہ اور عقبہ بن دحبیب نے کہا، اے گروہ یہود! اللہ سے  
ڈرو۔ واللہ! بے شک تم لوگ جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے مبعوث ہونے  
سے پہلے ہم سے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے صفات بتاتے تھے۔ رافع بن حرمیلہ اور دہب بن  
یہودا نے کہا: یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی، نہ اللہ نے موسیٰ کے بعد کوئی کتاب نازل فرمائی اور نہ  
ان کے بعد کوئی بشارت دینے اور ڈرانے والا بھیجا۔ اللہ نے ان اقوال کے متعلق فرمایا:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ  
رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى وَفَاءِ  
مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا  
مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ  
بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ  
شَيْءٍ قَدِيرٌ

(۱۹ : ۵)

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا  
ہے۔ رسولوں کی (آمد کی) سب سے رفتاری (کے زمانے)  
میں وہ تمہارے لیے (ہمارے احکام) بیان کرتا ہے تاکہ  
تمہیں یہ عذر نہ رہے کہ کہنے لگو، ہمارے پاس  
کوئی خوشخبری دینے اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ پس  
اب تمہارے پاس خوشخبری دینے اور ڈرانے والا  
آچکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کے واقعات بیان فرمائے حضرت کو ان سے جو تکلیفیں پہنچی تھیں، انہوں نے  
جلد اول



جو عہد شکنیاں کی تھیں اور احکام الہی کو رو کیا تھا، کھول کر بتایا۔ پاداش میں وہ چالیس سال تک بٹھکتے پھرے۔  
**حکم رحم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع** | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے ابن شہاب الزہری نے

بیان کیا کہ انھوں نے مزینہ کے ایک علم والے شخص سے سنا، جو سعید بن المسیب سے بیان کرتا تھا کہ ابو ہریرہ نے ان سے بیان کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) اپنی مذہبی درسگاہ میں جمع ہوئے اور ان میں سے ایک بیبا ہے ہوئے نے یہود کی ایک بیبا ہی ہوئی عورت سے عمل بد کیا۔ ان لوگوں نے کہا: اس مرد اور عورت کو محمدؐ کے پاس بھیجو اور دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور آپ ہی کو فیصلے کا حکم بنا دو۔ ان دونوں سے وہی تجبیہ کا برتاؤ کیا، جیسے تم کرتے ہو، تو اس شخص کی پیروی کرو اور اُسے سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے اور اگر اس نے ان کے بارے میں سنگباری کا حکم دیا تو یقیناً جان لو کہ وہ بنی ہے جو چیز تمہارے ہاتھوں میں ہے، اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اسے تم سے چھین لے گا نہ تو تمہارے خاندان سے جاتی رہے گی۔

**علمائے یہود سے دریافت** | پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمدؐ! اس بیبا ہے ہوئے شخص نے ایک بیبا ہی ہوئی عورت سے بد عمل کیا ہے ان کے متعلق آپ فیصلہ کیجئے اور ہم نے اس فیصلے کے لیے آپ کو حاکم بنا دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علماء کے پاس درس گاہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا:

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَخْرِجُوا إِلَيَّ  
 عُلَمَاءَكُمْ فَأَخْرِجُوا لِي عَبْدُ اللَّهِ  
 اے گروہ یہود اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ  
 وہ عبد اللہ بن صوری کو لائے۔

بن صوری

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے بنی قریظہ والوں میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوری کے ساتھ ابویاسر بن الخطیب اور وہب بن یہوذ اکو بھی آپ کے سامنے لائے اور کہا: یہ ہمارے علماء ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوالات فرمائے تاکہ معلوم ہو جائے (ان میں کون زیادہ عالم ہے)، یہاں تک کہ ان لوگوں نے عبد اللہ بن صوری کے متعلق کہا کہ تورات کے عالموں میں یہ سب سے بڑھا ہوا ہے۔ لے تجبیہ کے معنی ہیں درخت خرا کے پوست کی رسی پر رخن قارل کر کوڑا بنانا اور اس سے عمل بد کرنے والے مرد و زن کو مارنا۔ پھر دونوں کا منہ کالا کر کے گدھوں پر اس طرح سوار کرنا کہ دونوں کے منہ پیچھے کی طرف ہوں دیہ سزا یہود میں رائج تھی۔



ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بنی قرظہ کے بعض افراد نے بیان کیا ہے کہ ”سب سے زیادہ جاننے والا“ تک ابن اسحق کا قول ہے اور اس کے بعد اس روایت کا تکملہ ہے، جو اس سے پہلے (بیان ہوئی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ صوری سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ وہ ایک فوجی اور ان میں سے زیادہ کم سن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کے سلسلے میں اصرار کرتے ہوئے

یَا ابْنَ صُورِي اَنْشُدْكَ اللّٰهُ اَوْ اَذْكُرْكَ  
بَاَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي اِسْرَآئِيْلَ هَلْ  
تَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ حُكَمَ فِيمَنْ ذَا فِي  
بَعْدَ اَرْحَصَانِهِ بِالرَّجْحِ فِي  
التَّوْرَةِ۔

اے ابن صوری! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں  
اور تجھے اس کی وہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں، جو بنی اسرائیل  
پر تھیں۔ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ نے توراۃ میں اس  
شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو  
سنگساری کا حکم دیا ہے؟

اس نے کہا: الہی سچ ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم! یہ لوگ یقیناً جانتے ہیں کہ آپ (اللہ) کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں، لیکن انہیں آپ سے حسد ہے۔

سزا کا نفاذ

راوی نے کہا: پھر دل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے) نکلے اور فیصلہ صادر فرمایا، چنانچہ ان دونوں کو  
پ کی اس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا، جو بنی غنم بن مالک بن النجار کے محلے میں ہے۔  
اس کے بعد ابن صوری نے کفر اختیار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کیا، تو  
اسحاق نے کہا: اللہ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ  
يُكَافِرُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ  
قَالُوا آمَنَّا بِأَنفُسِهِمْ وَلَمْ  
تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَمِنَ الَّذِينَ  
كَادُوا ۖ سَمِعُوا لَكُذِبَ سَمِعُوا  
لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ

اے رسول! وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں  
جو کفر میں جلدی کرتے ہیں، جو ان لوگوں سے ہیں  
جنہوں نے اپنے منہ سے ہم ایمان لائے، گمہ دیا  
ہے، حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور  
جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان  
میں سے بعض جھوٹ کو لوگوں کی باتوں کو بہت  
شوق سے سنتے ہیں جو تیرے پاس نہیں آئے۔

(۵۱: ۱۴۱)

جلد اول



یعنی وہ لوگ، جنہوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے اور انہیں بعض حکم دیے، جو تحریر پر مبنی تھے، پھر فرمایا:

يُخَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعٍ  
يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخَذُّوْهُ  
وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ (ای الرجم)  
فَاخْذَرُوا (الی آخر القصة)

یہ لوگ کلمات کے استعمالی موقعوں کے معلوم ہونے کے بعد ان کلمے کا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں اگر (محمد کی جانب سے) تمہیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمہیں یہ حکم (رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اسے بچو (آخر بیان تک)۔

(۵۱ : ۴۱)

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے، اس نے اسمعیل بن ابراہیم سے اور اس نے ابو عباس سے سُن کر بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کئے گئے۔ جب یہودی نے پتھر پڑتے دیکھا تو اُٹھ کر ساتھی عورت کی طرف گیا اور اس پر جھک پڑا تاکہ پتھروں سے اسے بچائے، یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ راوی نے کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے نمایاں فرمادی تاکہ ان دونوں کو سزا ملے۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے صالح بن کیسان نے، صالح نے عبد اللہ بن عمر سے سُن کر بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے اور نافع سے اور نافع نے عبد اللہ بن عمرؓ سے سُن کر بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں حکم بنایا گیا تو آپ نے انہیں تورات کے ساتھ بلوایا۔ اُن کا ایک عالم بیٹھ کر تورات پڑھنے لگا اور آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا۔ راوی نے کہا: عبد اللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور کہا: اے اللہ کے نبی! یہ آیت رجم ہے۔ یہ شخص اسے پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمُحَمَّدٌ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ مَا دَعَاكُمْ  
إِلَى تَرْكِ حُكْمِ اللَّهِ وَهُوَ بِأَبْدَانِكُمْ  
اے گروہ یہود! تم پر افسوس ہے، تمہیں اللہ کا حکم چھوڑ دینے کی ترغیب کس (چیز) نے دی، حالانکہ وہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

ان لوگوں نے کہا: سنئے، واللہ! اس حکم پر ہم میں عمل ہوا کرتا تھا، یہاں تک کہ ہم میں سے ایک شخص نے جو شاہی خاندان سے اور بڑی حیثیت والا تھا۔ شادی کے بعد زنا کیا، بادشاہ نے اسے سنگسار کرانے سے روکا۔ اس کے بعد پھر ایک اور شخص نے زنا کیا، بادشاہ نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے لوگوں نے کہا نہیں جلد اول







## فتنہ انگیزی پر فتنہ انگیزی

ابن اسحق نے کہا: کعب بن اسد، ابن صلوبا، عبداللہ بن صوری اور شمس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: چلو، ہم محمد کے پاس چلیں، ممکن ہے ہم اسے دیکھ سکیں، کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے۔ پھر وہ آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء، ان میں بڑی حیثیت والے اور سردار ہیں، اگر ہم نے آپ کی پیروی کر لی تو تمام یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہماری مخالفت نہ کریں گے، بات یہ ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم میں کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے، کیا ہم آپ کو حکم بنادیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ ان کے خلاف اور ہمارے حق میں فیصلہ صادر فرمادیں، ہم آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:-

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ  
وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ  
يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ  
إِلَيْكَ تَعْلَمُ أَنَّهُمْ كَافِرُونَ  
وَأَنْ يُصِيبَهُمْ بَعْضُ ذُنُوبِهِمْ  
وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ  
أَفَحُكْمَ الْحَاہِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ  
أَحْسَنُ مِّنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ  
يُزَيِّنُونَ

اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے ڈرنا کہ وہ تجھے ان میں سے بعض (احکام) سے برگشتہ نہ کر دیں، جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں۔ پھر اگر وہ نہ گردان ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں انہیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے اور بے شبہ لوگوں میں کے اکثر افراد نافرمان ہیں۔ تو کیا یہ نادانی کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والوں کے لیے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟

ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ آئے ان میں ابویاسر بن اخطب، نافع بن ابی نافع، عازر بن ابی عازر، خالد بن

نبوت مسیح سے انکار



ہاں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-  
 اِنَّا بِنَا اِبْنِ اِذَا رَاوَا شَيْعَ مَحْيَ، اَبَ سَ رِيَا فَتَ كِيَا كَ رَسُوْلُوْنَ مِيْنَ سَ اَبَ كَسْ كَسْ پَرَا يَمَانِ رَ كَحَتَ

ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف  
 اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیم واسمعیل واسحق  
 و یعقوب اور ان کے اولاد پر اتاری گئی، اور اس پر جو موسیٰ  
 و عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے پروردگار کی  
 جانب سے عنایت ہوئی، ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں  
 کرتے اور ہم اس کے فرماں بردار ہیں۔

جب عیسیٰ بن مریم کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار کیا اور کہا ہم عیسیٰ بن مریم کو  
 مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو، جو ان پر ایمان رکھتا ہو، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:-

قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ  
 مِنَّا اِلَّا اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ  
 اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ - وَاَنْ  
 اَكْثَرَكُمْ نَافِقُوْنَ

کہہ دے اے اہل کتاب! کیا تم ہم سے صرف اس لیے  
 دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لا چکے  
 ہیں، جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو اس سے  
 پہلے اتاری گئی۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ تم میں سے اکثر  
 نافرمان ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رافع بن مارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف اور رافع بن  
 حریملہ آئے، کہا: اے محمد! کیا آپ کا یہ دعویٰ نہیں کہ آپ ملت و دین ابراہیم پر ہیں۔ ہمارے پاس جو تورات  
 ہے، اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہیں کہ وہ حقیقت میں اللہ کی جانب سے  
 آئی ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا:-

بَلْ وَ لِكَيْتُمْ اَحَدُكُمْ وَ اَحَدُكُمْ  
 مَا فِيْهَا - مِمَّا اَخَذَ عَلَيْكُمْ مِنْ  
 الْبَيْتَانِ فِيْهَا وَ كَتَمْتُمْ مِنْهَا مَا  
 اُمِرْتُمْ اَنْ تَبَيِّنُوْهُ لِلنَّاسِ فَبَرِئْتُ  
 مِنْ اِحْدَاثِكُمْ

کیوں نہیں (بیشک میرا دعویٰ یہی ہے) لیکن تم نے نئی  
 باتیں پیدا کر لی ہیں اور اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اس میں  
 ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں سے  
 اس بات کو چھپا دیا ہے جس کے متعلق تمہیں حکم دیا گیا ہے  
 کہ اسے لوگوں سے واضح طور پر بیان کرو۔ اس لیے میں نے  
 تمہاری نئی باتوں سے علمدگی اختیار کر لی۔



انہوں نے کہا: پھر تو ہم انہیں باتوں پر، جو ہمارے پاس ہیں، جمعے رہیں گے۔  
**اہل حق ہونے کا ادعا** اور ہم سیدھی راہ پر ادرحق پر ہوں گے، نہ آپ پر ایمان لائیں گے اور نہ آپ کی پیروی کریں گے، ان کے متعلق اللہ نے نازل فرمایا:-

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُ عَلَى شَيْءٍ  
 حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ  
 وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ  
 وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ  
 أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا  
 كُفْرًا أَفَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(اے نبی ان سے کہہ، اے اہل کتاب! تم کسی (صحیح) چیز پر نہیں، یہاں تک کہ تم تورات و انجیل اور اس چیز کے پابند نہ ہو جاؤ، جو تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے۔ اور بیشک جو چیز تیرے پروردگار کی جانب سے تیری طرف اتاری گئی ہے وہ ان میں سے بہتوں کو کرکشی اور کفر میں بڑھا دیگی، اس لیے تو کا فرقوم پر غم نہ کھا۔)

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس النعام ابن زید، قردم بن کعب بحری بن عمرو آئے اور کہا: اے محمد! کیا آپ کو اللہ کے ساتھ اس کے سوا کسی اور معبود کا علم نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ - بِذَلِكَ بُعِثْتُ  
 وَإِلَى ذَلِكَ أَدْعُوا -

اللہ (ایسی ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں اسی پر میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں۔

ان لوگوں اور ان کے قول کے متعلق نازل ہوا:-

قُلْ أَنِّي شَيْءٌ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ  
 شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ  
 إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ تُذَرَّكُمْ  
 بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَتَيْكُمْ لَتَشْهَدُونَ  
 أَنَّ مَعَ اللَّهِ الْفِتَّةَ الْآخِرَةَ قُلْ  
 لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ  
 وَاحِدٌ - وَإِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا  
 تُشْرِكُونَ - الَّذِينَ اتَّيْنَاهُمْ  
 الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا  
 يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ - الَّذِينَ

(اے نبی! تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے (ان کا جواب یہی ہونا چاہیے کہ گواہی کے لحاظ سے بھی اللہ سب سے بڑا ہے، اس لیے) تو کہہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تاکہ اس کے ذریعے سے میں تمہیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو (بھی) جس تک یہ پہنچ جائے، کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہیں، تو کہہ، میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا اور ہم کہہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھہراتے ہو میں ان سے (بالکل) علیحدہ ہوں، جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے



وہ اے ایسا پہچانتے ہیں، جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں  
 اور جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے،  
 وہی ایمان نہیں لاتے۔

خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ  
 لَا يُؤْمِنُونَ۔

یہود کے ساتھ مہودت سے ممانعت | رفاعہ بن زید بن التالوت اور سوید بن الحارث نے اظہار  
 اسلام کیا تھا (مگر) منافق ہی رہے، ان دونوں سے  
 مسلمانوں کا میل جول تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق نازل فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا  
 الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا  
 وَكِبْعًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ  
 مِن قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ  
 وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ كُنتُم مِّنْ مِّنِينِ۔  
 وَإِذَا جَاءُوكُم قَالُوا آمَنَّا وَ  
 قَدْ خَلَوْا بِكُفْرٍ، وَهُمْ قَدْ  
 خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا  
 كَانُوا يَكْتُمُونَ۔

اے وہ لوگو جنہوں نے ایمان اختیار کیا ہے! جنہیں تم سے  
 پہلے کتاب دی گئی ہے، ان میں ان لوگوں کو جنہوں نے  
 تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور کافروں کو  
 دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ (کے حکم کی  
 خلاف ورزی سے ڈرو اور جب وہ تمہارے پاس آئے تو  
 کہہ دیا کہ ہم نے ایمان اختیار کر لیا ہے، حالانکہ وہ کفر کے  
 ساتھ داخل ہوئے اور وہ اسی (کفر) کو لیے ہوئے  
 نکل گئے۔ اور جو کچھ وہ چھپائے ہوئے تھے، اسے  
 اللہ خوب جاننے والا ہے۔

قیامت کے متعلق سوال | اجل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 کہا: اے محمد! اگر آپ نبی ہیں جیسا کہ آپ کہتے ہیں تو ہمیں بتائیے کہ  
 قیامت کب ہوگی؟ راوی نے کہا، اللہ نے نازل فرمایا:-

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ  
 مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ  
 رَبِّي لَا يُحِيطُ بِوَقْتِهَا إِلَّا  
 هُوَ۔ تَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ  
 لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً۔  
 يَسْأَلُونَكَ كَذَلِكَ حَتَّىٰ عَنْهَا  
 قُلْ إِنَّمَا عِنْدِي عِلْمٌ عِنْدَ اللَّهِ

وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کی  
 انتہا کب ہے تو کہہ دے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار  
 ہی کے پاس ہے، اسے اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر  
 فرمائے گا، آسمان اور زمین میں وہ بار ہو گئی ہے، وہ تم پر  
 اچانک ہی آئے گی، وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح  
 دریافت کرتے ہیں، گویا تو ان پر بڑا امریان ہے تو وہ  
 تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو نے اس کے



وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

متعلق بڑی چھان بین کی ہے تو کہہ دے، اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

تشریح الفاظ

ابن ہشام نے کہا کہ آیات کے معنی ہٹنی کے ہیں، یعنی کب مٹا دینا کے معنی منتھا ہوا کے ہیں اور اس کی جمع مٹا دینا ہے اور مٹا دینا سفینۃ اس مقام کو کہتے ہیں، جہاں کشتی رکتی ہے اور حنفی عنہا میں تقدیم و تاخیر ہے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یَسْأَلُونَكَ عَنْهَا کَانَكَ حَفِيٍّ بِهِمْ۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے کہ انہیں وہ بات بتا دے گا، جو ان کے سوا دوسروں کو نہ بتائے گا۔ اور حنفی کے معنی السبر المعتد کے ہیں، یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔ کتاب اللہ میں ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ لِیْ حَفِیًّا (وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے، اور اس کی جمع احفیاء ہے۔ حنفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لیے چھان بین کرنا اور اس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے جہی ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام بن مشکم، ابویونس نعمان بن اوفیٰ محمود بن وحیہ، ثناس بن قیس، مالک بن الصیف آئے اور آپ سے کہا: ہم آپ کی پیروی کیونکر کریں حالانکہ آپ نے ہمارا قبیلہ چھوڑ دیا اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان اقوال کے متعلق نازل فرمایا:-

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ۔  
وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ  
ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ۔ يُضَاهِئُونَ  
قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ  
قَاتِلْهُمْ اللَّهُ أَلَّىٰ يُؤْفَكُونَ۔

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یوں کے منکر باتیں ہیں، یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں، جنہوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے، اللہ انہیں غارت کرے، کیسی عقل کی باتیں کیے جا رہے ہیں (آخر بیان تک)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یضاهئون کے معنی "ان لوگوں کی باتیں کفر اختیار کرنے والوں کی باتوں کے مشابہ ہیں۔ مثلاً اگر تم کوئی بات کہو اور دوسرا بھی اسی کی سی بات کہے تو کہتے ہیں وہ یضاهیک (وہ بھی تمہیں سا ہے)۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محمود بن سیمان، نعمان بن اضاءہ، بحری بن عمرو، عزیر بن ابی عزیر، سلام بن مشکم آئے اور کہا: اے محمد! کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ چیز، جو تم پیش کر رہے ہو، حقیقتاً اللہ کی جانب سے ہے؟ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی، جس طرح تورات



منظم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:-

أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْرِفُونَنِّي أَنَا  
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَجِدُونَنِي مَكْتُوبًا  
عِنْدَكُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ  
الْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِهِ مَا  
جَاءُوا بِهِ۔

سن لو، اللہ کی قسم! بے شبہ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ  
اللہ کی جانب سے ہے، تم اسے اپنے پاس (اپنی  
کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو، اور اگر جن و انس (سب)  
اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کا سادہ کلام پیش کریں  
تو وہ (کبھی) پیش نہ کر سکیں گے۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے جس میں فحماص، عبد اللہ بن مسعود، ابن مسلوبا، کنانہ بن الزبیر  
بن ابی الحقیق، اشیع، کعب بن اسید، شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ (بھی) تھے، کہا: اے  
محمد! کیا یہ آپ کو کوئی انسان یا جن تو تعلیم نہیں دیتا؟ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا:-

أَمَّا وَاللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَنِّي أَنَا  
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ  
تَجِدُونَنِي مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ  
فِي التَّوْرَةِ۔

سن لو، اللہ کی قسم! بے شبہ تم لوگ جانتے ہو کہ وہ  
اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا  
رسول ہوں، تم اسے اپنے پاس تورات میں لکھا ہوا  
پاتے ہو۔

انہوں نے کہا: اے محمد! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو  
آسمان سے کتاب کا مطالبہ اس کے لیے جتنے وہ چاہتا ہے، انتظامات فرماتا ہے۔ اور  
جتنی چاہتا ہے، اسے قدرت دیتا ہے، اس لیے آپ ہم پر کوئی آسمانی سے کتاب اتارے کہ ہم اسے  
پڑھیں اور پہچانیں (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے) ورنہ ہم بھی ویسا ہی کلام پیش کریں گے جیسا آپ  
پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں نازل فرمایا:-

قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ  
الْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا  
الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ  
بِعِزَّتِهِمْ لَبَغَّضْنَا ظُهُورَهُمْ۔

(اے نبی، تو کہہ کہ اگر تمام جن و انس اس بات  
پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا  
مثل نہ لاسکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے  
معاون ہوں۔)

ابن جبرین نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور اسی اشتقاق سے عرب کا قول تظاہر داعلیہ  
ہے جس کے معنی تعاونوا علیہ ہیں۔



**ذوالقرنین کے متعلق سوال** | ابن اسحق نے کہا: حنی بن اخطب، کعب بن اسد، ابو نافع، اشیع اور شمیل بن زید نے عبداللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا: عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی، بلکہ تمہارا دوست بادشاہ ہے، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انہیں وہی بیان سنا دیا، جو اللہ کی طرف سے آپ پر ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور آپ نے قریش کو سنایا تھا۔ انہیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں جب انہوں نے انصاریں الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو علماء یہود کے پاس بھیجا تھا۔

**اللہ تعالیٰ پر تعریضات** | ابن ہشام نے کہا: مجھ سے سعید بن جبیر کی یہ روایت بیان کی گئی کہ یہود محمد! اللہ نے تو یہ ساری مخلوق پیدا کی، پھر اسے کس نے پیدا کیا؟ راوی نے کہا: یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار کے لیے غصہ آگیا، یہاں تک کہ آپ کا زنگ متغیر ہو گیا اور آپ ان پر خفا ہوئے، آپ کے پاس جبریل آئے اور تسکین دیتے ہوئے کہا: اے محمد! اپنے پر بار نہ ڈالیے، ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا جواب لائے، جو پوچھی تھی اور کہا:-

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ - اللَّهُ  
الصَّمَدُ - لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ  
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ -  
(اے نبی! کہہ دے، بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے۔  
اللہ سب کا مرجع ہے، نہ اس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی  
سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمر ہے۔)

راوی نے کہا: جب آپ نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو انہوں نے کہا: اے محمد! ہم سے اس کے اوصاف بیان کیجیے کہ اس کی خلقت کیسی ہے؟ اس کا ہاتھ کیسا ہے؟ اس کا بازو کیسا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آگیا۔ اور انہیں ڈانٹا تو آپ کے پاس جبریل آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا، آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب لائے، جس کے متعلق انہوں نے سوالات کیے تھے، اللہ فرماتا ہے:-

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ -  
الْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ -  
وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ  
وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ -  
اور اللہ کا جو مرتبہ ہے، ان لوگوں نے اس کا اندازہ نہیں کیا حالانکہ  
قیامت کے دن ساری زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے سیدھے  
ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوئے ہوئے وہ (ان لوگوں کے تمام خیالات، پاکستہ اور  
یہ لوگ جو شرک کی باتیں کرتے ہیں، وہ اس سے برتر ہے۔)



ابن اسحاق نے کہا، مجھ سے بنی تمیم کے آزاد کردہ غلام عتبہ بن مسلم نے، اس نے مسلمانوں کو ہدایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے اور انھوں نے ابو ہریرہؓ سے روایت بیان کی: انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے:-

يُوشِكُ النَّاسُ أَنْ يَتَسَاءَلُوا نَبِيَّهُمْ  
حَتَّى يَقُولَ قَائِلُهُمْ هَذَا اللَّهُ خَلَقَ  
الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ فَإِذَا قَالُوا  
ذَٰلِكَ فَقُولُوا اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ  
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ  
كُفُوًا أَحَدٌ، ثُمَّ الْيَتَغَلَّ الرَّجُلُ عَنْ  
يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنَ  
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

لوگ اپنے نبی سے سوالات کرنے میں اس حالت کے  
قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ  
یہ اللہ، اس نے تو مخلوق کو پیدا کیا، پھر اللہ کو کس نے پیدا  
کیا؟ پس جب وہ یہ کہیں تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ  
سب کا مرجع ہے، نہ اس نے کسی کو جنما، نہ اسے کسی  
نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے پھر آدمی کو چاہیے  
کہ وہ اپنی بائیں جانب تین وقت تھو کے اور مرد و شیطان  
سے اللہ کی پناہ مانگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صمد اسے کہتے ہیں، جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لی جاتی ہے۔



## وفد نجران

(۱)

**وفد کے اکابر** | ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے، ان ساٹھ میں سے چودہ ان کے سربراہ اور وہ لوگ تھے، پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے، ان میں سے ایک عاقب تھا جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ بجز اس کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے، اس کا نام عبدالمسیح تھا اور دوسرا السید تھا، جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور اجتماعات کا منتظم تھا۔ اس کا نام الایم تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ تھا، جو بنی بکر بن وائل کا ایک فرد، ان کا دینی پیشوا، ماہر عالم، امام اور ان کے درس گاہوں کا افسر تھا، ابو حارثہ نے ان سب میں بلند مرتبہ حاصل کر لیا تھا، وہ مذہبی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ اور اسے اپنے علوم میں خوب مہارت ہو گئی تھی، یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو دینی علوم میں اس کی مہارت کی خبر پہنچی تو انھوں نے اسے بڑا مرتبہ دے دیا اور مال و منال خدم و حشم والا بنا رکھا تھا۔ اس کے لیے کئی کلیے بنادیے تھے اور طرح طرح کے اعزازات دیے تھے۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کھڑے ہوئے، ابو حارثہ اپنے ایک نچر پر سوار ہوا، اس کے بازو ہی میں اس کا ایک بھائی تھا، جس کا نام کو رب بن علقمہ تھا۔

**ابو حارثہ کے احساسات** | ابن ہشام نے کہا: بعض نے اس کا نام ”کرز“ بتایا ہے، ابو حارثہ کے نچر نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے کہا: دور والا برباد ہو جائے، جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ابو حارثہ نے اس سے کہا (وہ نہیں) بلکہ تو برباد ہو جائے کرز نے کہا: بھائی صاحب! یہ کیوں؟ تو اس نے کہا: واللہ یہی وہ نبی ہے، جس کا ہم انتظار کر رہے تھے، کرز نے اس سے کہا: جب آپ جاتے ہیں تو پھر اس پر ایمان لانے سے آپ کو روکنے والی کوئی چیز ہے؟ کہا: ان لوگوں نے ہمارے لیے کیا کچھ کر رکھا ہے، ہمیں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے، مالدار بنا دیا ہے، اور عزت دی ہے۔ حالت یہ ہے کہ انھیں اس کی مخالفت کے سوا ہر بات سے انکار ہے، اگر میں نے ویسا ہی کیا جیسا تیرا خیال ہے تو یہ تمام چیزیں جو تو دیکھ رہا ہے، یہ لوگ چھین لیں گے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بشارت | کرز بن علقمہ نے یہ بات، جو خود اس کے خلاف تھی، دل میں چھپائے رکھی۔ حتیٰ کہ اس کے بعد اسلام اختیار کیا۔ مجھے جو خبریں ملی ہیں، انہیں میں سے یہ بھی ایک خبر ہے کہ وہ خود (کرز بن علقمہ) اس (ابو حارثہ) کے متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ بخران کے رئیسوں نے چند کتابیں ورثے میں پائی تھیں، جو ان کے پاس رکھی تھیں۔ جب ان کا کوئی رئیس مرتا اور ریاست دوسرے کو ملتی تو ان کتابوں پر ان مہروں کے ساتھ، جو ان پر پہلے سے تھیں، ایک مہر خود بھی لگا دیتا اور پہلی مہریں نہ توڑتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وہاں کا جو رئیس تھا وہ ٹھٹھا ہوا باہر نکلا تو ٹھٹھا کر کھائی، اس کے بیٹے نے کہا: دور والا برباد ہو جائے، جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو باپ نے اس سے کہا: ایسا نہ کہہ، کیونکہ وہ نبی ہے اور اس کا نام وضائع یعنی محفوظ کتابوں میں موجود ہے۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے کی توجہ اسی طرف ہوئی۔ اس نے دل کڑا کیا اور مہریں توڑ دیں، ان کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پایا اور اسلام اختیار کر لیا۔ اسلام میں اس کی حالت اچھی رہی، حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے:-

إِلَيْكَ تَخَذُوا قَلْبًا وَضِيئَهَا  
مُعْتَرِضًا فِي بَطْنِهَا جَنِيئَهَا  
مُخَالِفًا دِينَ النَّصَارَى دِينَهَا

(ادٹنی) تیری ہی جانب دھڑ رہی ہے، اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر

رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ اس کے آڑے آ رہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (ادٹنی)

یعنی ادٹنی والے، کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وضین کے معنی حزم الناقة یعنی ادٹنی کے کمر بند، زیر تنگ کے ہیں۔ اور ہشام بن عروہ نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں "معترضا دین النصاری دینھا" بڑھا دیا ہے۔

وفد نصاریٰ کی کمان | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ لوگوں کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے۔ اچھے کپڑے زیب بدن کیے، جُجے پہنے اور چادریں اوڑھے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح زیبا معلوم ہوتے تھے۔ راوی نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے انہیں اس روز دیکھا، کہتے ہیں کہ ان کے بعد ویسا وفد ہم نے کوئی نہیں دیکھا، ان لوگوں کی



نماز کا وقت آچکا تھا، اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا، دعوہم۔ انھیں بھڑو دو (کہ نماز پڑھ لیں)، تو انھوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔

ابن اسحق نے کہا، جو چودہ آدمی، ان لوگوں کے معاملات کا مرجع تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب، جس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔ السید، جس کا نام الایم تھا۔ بنی بکر بن وائل والا ابو حارثہ بن علقمہ، اوس، الحارث، زید، قیس، یزید، نبیہ، خویلد، عمرو۔ خالد، عبد اللہ اور یحییٰ بن صالح۔ سواروں میں سے یہ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو حارثہ بن علقمہ، عاقب عبدالمسیح اور الایم السید نے گفتگو کی۔ باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے، اس میں سے بعض تو عیسیٰ (علیہ السلام) ہی کو خدا کہتے تھے، بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔ غرض نصرانی کی اسی قسم کی باتیں تھیں، وہ اللہ ہے، کہنے والے دلیل پیش کرتے تھے، کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے، بیمار یوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے، وہ کچھڑے پرند کی شکل بناتے اور اس میں چھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا، یہ تمام باتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں، تاکہ وہ انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے، آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا۔ جس کا علم ہو۔ آپ نے گوارے میں بات کی۔ اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی۔ تین میں کا تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل میں اللہ کا ارشاد پیش کرتے، یعنی یہ ہم نے کیا، ہم نے حکم دیا، ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا۔ وہ کہتے تھے کہ اگر اللہ ایک ہوتا تو ہم نے حکم دیا، میں نے کیا، میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا۔ فرماتا، جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ حقیقت یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں سے مراد ہیں، اللہ عیسیٰ اور مریم، پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

جب ان دونوں عالموں نے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آل عمران کا نزول

ان دونوں نے کہا: ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں۔ فرمایا: اَتَكْمَلُكُمْ قَسِيْلًا فَاَسْلِمًا۔ تم دونوں نے اسلام اختیار نہیں کیا، اسلام اختیار کر لو۔ ان دونوں نے کہا: ہم نے آپ سے پہلے اسلام

لے لیجئے، یوحنا جان John - Johanna، ایک ہی نام کی مختلف شکلیں ہیں۔



تیار کر لیا ہے۔ فرمایا:-

كَذَّبْتُمَا يَمُوتُ كَمَا مَاتَ  
الرُّسُلُ دُعَاءُ كُفْرًا يَلَهُ وَكَذَّبَا  
وَعِبَادَ تِلْكَ الصَّلِيبِ وَآكَلْتُمَا  
الْخَنَازِيرَ

تم دونوں نے غلط کیا: تمہارا اللہ کے لیے بیٹھے  
کا ادعا اور صلیب کی پرچا اور سور کے گوشت کا  
استعمال (یہ سب باتیں) تمہیں اسلام اختیار کرنے  
سے مانع ہیں۔

انہوں نے کہا: اے محمد! پھر ان کا باپ کون تھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار  
رہائی اور انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ نے ان کے اس قول اور ان کے تمام مختلف معاملات کے متعلق  
سورہ آل عمران کا ابتدائی حصہ اسی سے اوپر آیتوں تک نازل کرتے ہوئے فرمایا:-

أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِئَةُ الْأُولَى  
الْحَيُّ الْقَيُّومُ

الف، لام، میم۔ اللہ (تو وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی  
معبود نہیں، زندہ ہے، برقرار ہے۔

پس سورۃ کی ابتدا اپنی ذات کی پاکی اور توحید سے فرمائی کہ اس کی ذات ان تمام باتوں سے پاک  
ہے جو وہ کہا کرتے تھے، وہ پیدا کرنے اور حکم دینے میں یکتا ہے، ان امور میں اس کا کوئی شریک نہیں  
تاکہ جو کافرانہ بدعتیں انہوں نے پیدا کر لی تھیں اور اس یکتا ذات کے ہمسر ٹھہرا لیے تھے، اس کا رد ہو۔  
اپنے دوست (پیغمبر) کے متعلق جو ان کا ادعا تھا، وہ خود ان پر حجت ہو اور اسی سے ان کی گمراہی بتا  
دی جائے۔

قرآن، تورات، انجیل اور فرقان پس فرمایا:-

أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِئَةُ الْأُولَى

اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (ہی) نہیں۔

اس کے ادا میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں۔ الٰہی القیوم۔ وہ ایسا زندہ ہے کہ مرنے نہیں، حالانکہ  
ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور رسولی پر چڑھا دیے گئے۔

القیوم۔ پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلط ہے۔ وہ اس پر برقرار ہے۔ (اور) وہ اس مقام  
سے نہیں ہٹے گا۔ حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ جہاں تھے، اس جگہ سے ہٹ گئے، اور  
دوسری جگہ چلے گئے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

اس نے تجھ پر سچائی کی ہوئی کتاب نازل فرمائی

یعنی جن امور میں انہوں نے باہم اختلاف کیا تھا اس میں جو بات سچ تھی، اسے لیے ہوئے۔  
وَأَنزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ۔  
اور اس نے تورات و انجیل بھی اتاری۔



یعنی موزے پر تورات اور عیسے پر انجیل اسی طرح اتاری، جس طرح اس سے پہلے والوں پر اور کتابیں نازل فرمائیں۔

اور فرقان نازل فرمایا۔

وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ

یعنی عیسائی وغیرہ کے متعلق ان کی مختلف جماعتوں نے جو مختلف خیالات قائم کر لیے تھے، ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

بے شبہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا، ان

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ. وَاللَّهُ عَزِيزٌ

دینے والا ہے۔

ذُو انْتِقَامٍ۔

یعنی ان لوگوں کو اللہ سزا دینے والا ہے جنہوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا

ذات باری تعالیٰ کی تنزیہ اور یکتائی

اسے سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

بے شبہ، اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی (نہ زمین

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ

میں اور نہ آسمان میں۔

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ۔

یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں جو چاہا لیا وہ سوچتے ہیں اور عیسائے کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ سے غفلت اور اس کا انکار کر کے عیسائی کو پروردگار اور معبود ٹھہرایا ہے، حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے، وہ اس کے خلاف ہے۔

وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے، صورتیں

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي

بطنیں دیتا ہے۔

الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ۔

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہ نہیں کہ عیسائی بھی ان لوگوں میں سے تھے، جنہیں رحم مادر میں صورت دی گئی۔ اس کا نہ وہ جواب دے سکتے اور نہ انکار کر سکتے ہیں، انہیں بھی ویسی ہی صورت دی گئی جس طرح ان کے سوا آدم کے دوسرے بچوں کو دی گئی۔ پھر جو اس مقام پر تھا، وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے؟ پھر ان شرکاء سے جو انہوں نے ٹھہرا لیے تھے، اپنی ذات کی تنزیہ اور یکتائی کا بیان فرماتا ہے۔

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ و حکمت والا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے، جنہوں نے اس کا انکار کیا، وہ جب چاہے، سزا



دے سکتا ہے اور اپنے بندوں سے وجہ و دلائل بیان کرنے میں حکیم ہے۔

محکمات و متشابہات | هُوَ الَّذِي  
اَنْزَلَ عَلَيْكَ  
الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ  
اُمُّ الْكِتَابِ -

وہی ہے جو تجھ پر کتاب اتار رہا ہے، اس کی  
بعض آیتیں استوار (ماضیہ المراد ما نفع  
اشتباہ) ہیں۔ اور یہی کتاب کی اصل ہیں

ان میں پروردگار عالم کے دلائل ہیں اور بندوں کا (گمراہی سے) بچاؤ ہے۔ اور مخالف و غلط باتوں  
کی مدافعت ہے۔ انہیں ان کے مضمون سے پھیرا نہیں جاسکتا اور نہ ان کے اس مفہوم میں کوئی تغیر ہو  
سکتا ہے۔ وَ اٰخَرُ مُتَشَابِهَاتٍ (اور بعض) دوسری متشابہات ہیں، کہ انہیں ان کے معنی سے پھیرا جا  
سکتا اور ان کی تاویل کی جاسکتی ہے۔ اللہ نے ان کے ذریعے سے بندوں کی آزمائش کی ہے، جس طرح  
حلال و حرام سے آزمائش کی گئی ہے کہ وہ انہیں غلط معنی کی طرف نہ لے جائیں۔ اور انہیں حقیقی معنی سے نہ  
پھیریں۔ اللہ فرماتا ہے :-

فَاَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ  
رَيْحٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ  
مِنْهُ -

تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے (یعنی سیدھی  
راہ سے پھر جانے کی قابلیت ہے، تو وہ لوگ اس میں سے  
متشابہ چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

یعنی ایسے راستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تاکہ اس کے ذریعے سے وہ باتیں سچی ٹھہرائیں  
جو انہوں نے ایجاد اور نئی باتیں پیدا کر لی ہیں تاکہ وہ ان کے لیے حجت بن جائے، حالانکہ جو بات انہوں  
نے کہی ہے، اس میں انہیں شک و شبہ ہی ہے۔

اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ (فتنہ کی جستجو میں)

یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لیے۔

وَ اِبْتِغَاءَ تَاْوِيلٍ - (اور تاویل کی تلاش میں)

یعنی خَلْقْنَا اور قَضَيْنَا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے

سے محکمات سے مقصود وہ مطالب ہیں جو اصل دنیا کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ انسانی عقل کے لیے صاف اور کھلے احکام  
ہیں، مثلاً توحید و رسالت، اور اہم و نواہی، حلال و حرام، متشابہ سے مقصود وہ مطالب ہیں جن کا تعلق مادرائے عقل سے ہے  
اور انسانی علم و حواس کے ذریعے سے ان کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ انہیں حقائق کے لیے قرآن نے غیب اور شہادت کے  
الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یعنی غیر محسوس اور محسوس حقائق۔



میں جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہے، فرماتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ - (اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا)

یعنی اس (خلقنا اور قضینا) کی تاویل، جس کے معنی انھوں نے حسب منشاء لے لیے ہیں۔

إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ سَخُونٌ فِي

الْعِلْمِ يَقُولُونَ أَمَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ

عِنْدِ رَبِّنَا۔

پھر اس میں اختلاف کیونکر ہو سکتا ہے۔ وہ (سب کا سب) ایک ہی کلام ہے، ایک ہی پروردگار

کی جانب سے ہے۔ پھر انھوں نے مشتبہ الفاظ کی تاویل کے لیے ان محکمات کی طرف رجوع کیا۔ جن میں

بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسری تاویل نہیں کرتا۔ ان کی اس بات سے کتاب منظم ہو گئی اور اس کے

ایک حصے نے دوسرے حصے کی تصدیق کر دی، اس کے ذریعے سے حجت نافذ ہو گئی، باطل مٹ گیا، کفر

کا سرکچل دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا يَذْكُرُ إِلَّا أَذْوَاقُ الْبَابِ

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ

هَدَيْتَنَا۔

یعنی اگر نئی باتیں نکال کر ہم اس طرف جھک پڑیں تو ہمارے دلوں کو (اس طرف) جھکنے نہ دے۔

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ

رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

اللہ کے نزدیک مقبول دین | پھر فرمایا:-

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ

إِلَّا هُوَ - وَالشَّيْءُ كَذٌّ وَأَذْوَاقُ

الْعِلْمِ، يَا لِقُطْبِ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ - إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ

اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔

یعنی اے محمد! پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے جس طریقے پر آپ ہیں۔

اسلام ہی ہے۔

جلداول



اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی، انہوں نے (اس سے)  
اختلاف نہیں کیا، مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس  
علم آچکا۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا  
الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمْ  
الْعِلْمُ -

یعنی وہ جو (بذریعہ قرآن) آپ کے پاس آچکا ہے کہ اللہ ایک ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔

آپس کی سرکشی سے اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا  
انکار کرے تو بے شبہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ  
بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ  
فَإِنْ حَاجُّوكَ

یعنی ان کے قول خَلَقْنَا، فَخَلَقْنَا اور اھم ناکہ (تاویل) باطل سے جو وہ پیش کرتے ہیں تو یہ زرا شبہ  
باطل ہے اور اس میں جو سچائی ہے وہ انہوں نے جان لی ہے۔

تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے

یعنی وہ اللہ جو کہتا ہے اور جس نے میری پیروی اختیار کی  
ہے انہوں نے بھی (اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے)

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اور جو ان پڑھیں، ان سے  
کہہ یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں (ان سے کہہ) کیا تم نے

بھی یہ قول تسلیم کر لیا اگر انہوں نے بھی یہ قول مان لیا تو اس میں بھی  
پرگسیسے اور اگر منہ پھیرا تو (کچھ پروا نہ کر) کچھ پرصاف رویا (خداوندی)

پسچا دینا (لازم) ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَحَيِّيَ اللَّهُ وَ  
مَنِ اتَّبَعَنِي وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا  
الْكِتَابَ وَالْأَقْيِسِينَ ءَا سَلِمْتُمْ فَإِنْ  
أَسْلَمُوا فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا  
فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَاللَّهُ بَصِيرٌ  
بِالْعِبَادِ -

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لیے تھے ان  
کا ذکر کیا اور فرمایا:-

جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو  
ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے ایسے افراد کو قتل  
کرتے ہیں تو عدل و انصاف کے احکام دیتے ہیں  
(اس ارشاد تک کہہ، اے اللہ! اے حکومت  
کے مالک:-

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ  
يَهُودُ وَنَصَارَىٰ كَالْفِئَاتِ  
يَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ  
يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ (الہی قولہ)  
قُلِ اللَّهُمَّ مَا لَكَ الْمُلْكُ -

یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے! اے وہ ذات! جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی



فیصلہ نہیں کرتا۔

تُوْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ  
الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ  
وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ  
إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

تو جسے چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے  
حکومت چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور  
جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، (یعنی  
تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں) ابے شبہ تو ہی ہر چیز پر پوری  
قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکتے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

تُؤَيِّزُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُؤَيِّزُ  
النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ  
وَتُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَدْفِقُ مَنْ  
تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو داخل  
کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے  
سے مردے کو نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب  
عنایت فرماتا ہے۔



## وفد نجران

(۲)

اللہ تعالیٰ کی قدرت | تیرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا۔ صرف تو یہ سب کچھ کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میں نے عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے، بیماروں کو شفا دینے، کیچڑ سے پرند کے پیدا کرنے اور غیبی امور کی خبریں دینے کے لیے قوت عطا کر دی تھی کہ اس وجود کو (حضرت عیسیٰ کو) لوگوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اور اس نبوت کی تصدیق ہو، تو دے کہ میں نے بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ اور انھیں چیزوں کے سبب سے تم ان کے معبود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو (اس پر بھی تو غور کر دو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں ایسی چیزیں بھی ہیں، جو میں نے انھیں نہیں دیں۔ (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا، نبوت کا عہدہ جسے چاہنا سے دینا، دن میں رات کا اور رات میں دن کا داخل کرنا، مردے سے زندے کا اور زندے سے مردے کا نکالنا اور نیکیوں یا بدوں میں سے جسے چاہنا، بے حساب رزق دینا، غرض یہ تمام باتیں وہ یوں، جن پر میں نے عیسیٰ کو قدرت نہیں دی۔ اور جن کا انھیں مالک نہیں بنایا۔ لیکن تمہیں ان چیزوں سے کوئی عبرت نہ حاصل ہوئی۔ اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہوتیں، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگ رہے تھے، اور ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل ہو رہے تھے۔ پھر ایا مذاروں کو نصیحت فرمائی اور انھیں ڈرایا۔

اس کے بعد فرمایا:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ - راے بنی ان سے، کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔

اللہ کی محبت کا طریقہ

یعنی اگر تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ (تمہارے کام) اللہ کی محبت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لیے ہوتے، ہیں۔

تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں محبوب بنائے گا۔

اور تمہارے لیے تمہارے گناہ ڈھانک لے گا (یعنی تمہارے

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ



رَّحِيمٌ - قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ  
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ  
الْكَافِرِينَ -

گزشتہ کفریہ اعمال، اور اللہ بڑا پردہ پوش اور بڑا  
جبران ہے، کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔  
کیونکہ تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ  
پاتے ہو، پھر اگر انہوں نے روگردانی کی (یعنی کفر پراستے سے)  
تو بے شبہ اللہ کا فرد کو دوست نہیں رکھتا۔

پھر ان کے آگے عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات پیش فرمائے کہ اللہ نے جس کام کا ارادہ فرمایا اس  
کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَ  
نُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ ذَالِ عِمْرَانٍ  
عَلَى الْعَالَمِينَ - ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا  
مِنْ بَعْضٍ - وَاللَّهُ سَمِيعٌ  
عَلِيمٌ -

بے شک اللہ نے آدم اور نوح کو اور ابراہیم اور آل عمران  
کے گھرانوں کو تمام جہانوں میں سے برگزیدگی عطا فرمائی  
یہ ایک نسل تھی جس میں سے بعض بعض سے پیدا ہوئے، جو  
ایک دوسرے سے نکل کر پھیلے۔ اور اللہ دعائیں خوب  
سننے والا، مصالح عالم کا جاننے والا ہے۔

اس کے بعد عمران کی بیوی اور اس کے قول کا ذکر فرمایا۔  
**مریم کی پیدائش** | إِذْ قَالَتِ احْشَرَاءُ  
عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا  
فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا -  
یعنی میں نے اسے نذر کر دیا، اور اسے اللہ کی غلامی کے لیے آزاد کر دیا۔ کہ اس سے کسی ذریعہ  
کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

فَتَقَبَّلَ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ  
الْعَلِيمُ - فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ  
رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَى - وَاللَّهُ  
أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ - وَلَئِنَّ الذَّكَرَ  
كَانَ أُنْثَى -

پس مجھ سے (یہ نذر) قبول فرما۔ بے شبہ تو خوب سننے  
والا اور خوب جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے (لڑکے  
کی جگہ) لڑکی جنی تو کہا، اے پروردگار! میں نے اسے جنا  
تو ہے لیکن حالت یہ ہے کہ وہ لڑکی ہے، حالانکہ جو کچھ  
بھی اس نے جنا تھا، اللہ اس سے خوب واقف تھا اور  
لڑکا لڑکی کی طرح نہیں۔

یعنی اس مقصد کے لیے، جس کے لیے میں نے اسے آزاد کیا اور بطور نذر پیش کش کیا تھا (وہ لڑکے



کی مثل خدمت بجا نہیں لاسکتی،

وَاتِي بِحَبْلِهَا مَرْيَمَ - وَآتِي  
أَعْيُنُهَا يَدَكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ  
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - فَتَقَبَّلَهَا  
رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا  
حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا -

اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور  
اس سے پھیلنے والی اولاد کو مرد و شیطان سے پس تیری  
ہی پناہ میں دیتی ہوں۔ تو اس کے پروردگار نے اسے  
بڑی خوبی سے قبول فرمایا اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی  
اور اس کی نگرانی زکریا نے کی۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ کفلہا کے معنی ضمہا کے ہیں، یعنی اسے اپنے ساتھ رکھا۔

ابن اسحاق نے کہا: غرض اس لڑکی کی یتیمی کے ساتھ ہی اس کا حال اور زکریا کی کیفیت بتائی۔ انھوں  
نے جو دعا کی تھی اور جو کچھ انھیں عطا ہوا تھا، اس کا ذکر فرمایا، یعنی انھیں کبھی عنایت فرمائے گئے، اس کے  
بعد مریم اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا:-

يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ  
وَدَخَلَكِ دَارَ صُطْفَاكِ عَلَى  
نِسَاءِ الْعَالَمِينَ - يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي  
لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ  
الْوَاعِكِينَ -

اے مریم! بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمایا، اور  
تجھے پاک کر دیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھے ترجیح  
دی، اے مریم! اپنے پروردگار کے لیے عبادت میں  
چپ۔ چپ کھڑی رہ اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں  
کے ساتھ رکوع کر۔ (اور)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ  
نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَهَآ  
كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ  
أَتَيْهِمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ -

یٰغیب کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے، جو ہم تیری جانب  
بذریعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھی یعنی  
ان کے ساتھ نہ تھا۔ جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ  
ان میں کون مریم کی نگرانی کرے۔

ابن ہشام نے کہا: اقلامہم کے معنی سہا مہم کے ہیں، یعنی ان کے وہ تیر جن کے ذریعے  
سے انھوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی کی تھی تو زکریا کا تیر نکلا تھا، آخر مریم کو زکریا نے اپنے  
ساتھ رکھا۔ یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جرجیس راہب نے کی جو بنی اسرائیل کا



ایک بڑھی تھی۔ مریم کو (اپنے پاس) لے جانے کا تیرا اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا۔ ذکر یا نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا۔ اس لیے ذکر یا انہیں اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی کون کرے، جریج راہب کا تیر نگرانی کے لیے نکلا اور اسی نے نگرانی کی۔

وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ  
اور (اے نبی) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان کے پاس نہ تھا۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔  
دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ آپ کو ان باتوں کی خبر دے رہا تھا، جنہیں بنی اسرائیل چھپاتے تھے۔ حالانکہ ان باتوں کے متعلق انہیں علم تھا۔ اس طرح اللہ چاہتا تھا کہ اس کے رسول پاک کی نبوت ثابت ہو جائے اور بنی اسرائیل پر حجت قائم ہو۔ پھر فرمایا:

بِشَارَتِ عِيسَى | إِذْ قَالَتِ الْمَلَايِكَةُ يَا  
مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ  
بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى  
ابْنُ مَرْيَمَ۔  
(وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمے کی خوشخبری دیتا ہے جو اس کی جانب سے ہے، اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔

یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے، نہ وہ جو تم ان کے متعلق کہتے ہو۔

دُجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ  
دَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَكَلَّمَ النَّاسَ فِي  
الْمَهْدِ ذَكَرَهُ دَمِنَ الصَّالِحِينَ۔  
دنیا و آخرت میں وہ عزت و آبرو دالے تھے (یعنی اللہ کے پاس) اور وہ مقربین میں سے تھے اور گہوارے میں لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ادھر عمر میں (زندگی کے بعد) بھی وہ باتیں کریں گے، اور نیکوں میں سے تھے۔

گویا اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو حضرت عیسیٰ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے، جو آپ کی عمر کے تغیرات میں واقع ہوتے رہے، جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی کم سنی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں، البتہ اللہ نے عیسیٰ کو گہوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ یہ چیز آپ کی نبوت کے لیے ایک علامت ہو اور زندوں کو اپنی قدرت کے کرشمے دکھائے۔

قَالَتْ رَبِّ اَنۡیَ یَکُونُ لِیۡ ذٰلٰکَ  
وَ لَہٗ یُؤَسِّسُنِیۡ بَشَرًا قَالَ کَذٰلِکَ  
مریم نے کہا: اے میرے پروردگار! میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا (تک) نہیں فرمایا:



اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ۔ یوں ہی (ہوگا) اللہ جو چاہتا ہے، پیدا کر دیتا ہے۔

یعنی وہ جو چاہتا ہے، بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے، پیدا کر دیتا ہے، بشر ہو یا غیر بشر۔  
إِذَا تَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کر لیا تو اسے صرف "ہو" کہہ دیتا ہے، وہ ہو جاتی ہے۔

اور جیسی وہ چاہتا ہے، ویسی ہی ہو جاتی ہے۔

**نبوت عیسیٰ** | پھر مریم علیہا السلام کو اس بات کی خبر دی کہ عیسیٰ (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے۔ فرمایا:-

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ۔ اور وہ اسے جنس کتب کی اور حکمت اور تورات کی تعلیم (کا شرف عنایت) فرمائے گا۔

تورات ان لوگوں (بنی اسرائیل) میں موجود تھی، جو آپ سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کے وقت سے چلی آ رہی تھی۔

وَالْإِنْجِيلَ۔ اور انجیل کی بھی (تعلیم دے گا)۔

ایک اور کتاب جو اللہ عز و جل نے انھیں نئی عنایت فرمائی، ان لوگوں کے پاس بجز اس کی یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی، اور وہ (عیسیٰ) ان کے (موسیٰ کے) بعد انبیاء میں سے ہونے والے تھے۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَآئِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ۔ (اور ہم نے اسے) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا، اس نے کہا: بے شبہ میں پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔

ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے اور یہ کہ میں اس کی جانب سے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

إِنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطَّيْرِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِأَمْرِ اللَّهِ۔ بے شبہ میں تمہارے لیے کیچڑ سے پرندوں کی سی شکل پیدا کرتا ہوں۔ پھر اس میں پھونکتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ بن جاتا ہے۔

اور اس اللہ کے حکم سے، جس نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے، جو میرا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے۔

وَأُتْرِي الْأَكْمَةَ وَالزَّبْرَصَ۔ اور میں پیدائشی اندھے اور کور بھی (چنگا کر دیتا)



وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَ  
أُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا  
تَدْخُلُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنْ فِي  
ذَٰلِكَ لَآيَةٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ  
مُؤْمِنِينَ - وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ  
يَدَيَّ مِنَ الْتَوْرَةِ وَلَا حِلَّ  
لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ  
عَلَيْكُمْ -

ہوں اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور  
میں تم کو بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں  
میں جمع رکھتے ہو بے شبہ اس میں تمہارے لیے نشانی ہے  
اس بات پر کہ میں تمہاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا  
ہوں اگر تم ایماندار ہو اور میں اس تورات کی تصدیق کرنے  
والا رہنا کر بھیجا گیا ہوں جو میرے سامنے ہے (یعنی پہلے  
آپ کی ہے) اور میں بھیجا گیا ہوں تاکہ بعض ایسی چیزیں  
تمہارے لیے جائز نہ دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں

یعنی یہ بتا دوں کہ وہ تم پر حلال تھیں۔ تم نے انہیں چھوڑ دیا تھا۔ اب تم پر سے بوجھ ہٹا کرنے کے  
لیے انہیں تمہارے لیے جائز کر دوں تاکہ تمہیں سہولت ہو، دشواری سے تم نکل جاؤ۔

اور میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی جانب  
سے نشانی لے کر آیا ہوں، اس لیے اللہ سے ڈرو۔  
اور میری بات مانو۔ بے شک اللہ میرا بھی رب ہے  
اور تمہارا بھی۔

وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ  
مِّنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ  
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا إِنَّ اللَّهَ رَبِّي  
وَرَبُّكُمْ -

یعنی آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے متعلق لوگ جو کچھ کہہ رہے تھے، اس سے اپنی بے تعلقی کے اظہار اور  
ان لوگوں پر حجت کے قیام کے لیے فرماتے ہیں۔  
فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ۔  
یعنی یہی وہ سیدھی راہ ہے، جس پر چلنے کے لیے میں نے تمہیں شوق دلایا اور یہی ہدایت لے کر  
میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر کا احساس کیا (اور اپنی  
ذات پلان کی دست دہیزی دیکھی) تو کہا کلمۃ اللہ کی بڑی  
کے لیے کون میری مدد کرنے والے ہیں؟ حواریوں نے  
کہا: اللہ کے رسول (اور اس کے کلمے کے ہم مددگار ہیں  
ہم اللہ پر ایمان لائے۔

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمْ الْكُفْرَ  
قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ  
الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا  
بِاللَّهِ -

ان کا یہی قول ایسا تھا جس کے سبب سے انہوں نے اپنے پروردگار کی جانب سے نصیحت



حاصل کر لی۔

وَأَشْهَدُ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ۔ اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

ان لوگوں کی روش ایسی نہ تھی جیسی روش ان حجت کرنے والوں کی ہے۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا آتَيْتَنَا وَاتَّبَعْنَا  
الرَّسُولَ فَاصْنُنَا مَعَ  
الشَّاهِدِينَ۔

اے ہمارے پروردگار! جو کچھ تو نے نازل فرمایا ہم اس پر  
ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی  
ہے۔ اس لیے ہمیں اپنے اور اپنے رسول کے گواہوں کے  
دفعہ میں رکھ لے۔

یہود کا ارادہ قتل | پھر جب وہ لوگ آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے تو آپ کو اپنی جانب اٹھا  
لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرٌ

اور انھوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ

بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تر خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے۔

پھر انھیں بتایا اور اس عقیدے کا رد فرمایا، جسے وہ مان چکے تھے کہ یہود نے آپ کو (عیسیٰ کو)

سولی دے دی۔ فرمایا:-

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

(وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تجھے

اپر لے لے لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھا لینے

والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کی ناپاک

سمجھت، سے تجھے پاک کر دینے والا ہوں اور جن لوگوں نے

تیرا پیروی کی، انھیں ان لوگوں پر قیامت تک برتری دینے

والا ہوں جنھوں نے کفر کیا۔

وَرَافِعَكَ إِلَىٰ ذَا عَرْشِكَ مِنَ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاجْعَلِ الْذِينَ

اتَّبَعُواكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ

يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

+

پھر واقعات بتائے، یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا:-

ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ

(اے محمد! یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے

جو ہم تجھے بڑھ کر سناتے ہیں۔

وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ۔

یعنی عیسیٰ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کیے، ان میں یہ وہ قطعی اور

فیصلہ کن حق بات ہے، جس میں باطل کا ذرا بھی لگاؤ نہیں، اس لیے اس کے سوا کسی خبر کو قبول

نہ کیا جائے۔



عِيسَىٰ اور آدم کی مثال | اِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ  
عِنْدَ اللّٰهِ

كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقْنَاهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ  
كُنْ فَيَكُونُ . الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا  
تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ .

اس کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مثال کی  
سی ہے کہ اسے مٹی سے پیدا کیا۔ اس کے بعد اس سے  
کہا کہ ہو تو (وہ پیدا ہو گیا اور بر مخلوق اسی طرح) ہو باقی  
ہے، یہی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے اس لیے  
شک و شبہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو۔

یعنی اگرچہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک نہ کر۔ کیونکہ میں نے آدم کو  
مٹی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت اور مرد کے پیدا کیا تھا، وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت، خون، بال اور چہرے  
کے پوست سے مرکب تھے، اس لیے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر کچھ اس سے زیادہ عجیب نہیں۔

اس لیے تیرے پاس اس علم کے آنے کے بعد جو (لوگ)  
اس کے متعلق تجھ سے حجت کریں۔ تو تو کہہ کہ آدم  
اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں اور اپنی اپنی ذاتوں  
کو بلائیں، اس کے بعد اگر یہ دزاری سے دعا مانگیں اور  
تجھ کوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دعا) کریں۔

فَمَنْ حَاخَلَ فِيهِ مِنْ  
اٰتِىَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ  
نَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَ  
نِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ ثُمَّ  
نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى  
الْكَاذِبِينَ .

ابن مشام نے کہا کہ ابو عبیدہ نے کہا نبیہل کے معنی لعنت کی دعا کرنے کے ہیں۔

عرب کہتے ہیں بہل اللہ فلانا۔ اسی لعنة اللہ علیہ اور ہللة اللہ کے معنی لعنة اللہ کے  
ہیں اور نبہل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا:-

اِنَّ هَذَا الْمَوْءُ الْقَصَصُ الْحَقُّ  
وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ . وَاِنَّ اللّٰهَ  
لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ . فَاِنْ تَوَلَّوْا  
فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِاَلْمُفْسِدِيْنَ .

توحيد پر اتفاق کی دعوت | قُلْ يٰٓاَهْلَ  
الْكِتَابِ تَعَالَوْا  
اِلٰى كَلِمَةٍ سَوّآءٍ بَيْنِنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ

بے شک یہ (یعنی جو خبریں عیسیٰ کے متعلق لایا ہوں) یقیناً  
یہی حقیقی بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور  
بے شبہ اللہ غالب اور بڑی رحمت والا ہے، پھر اگر انھوں نے  
روگردانی کی تو بے شبہ اللہ فساد دیوں کو خوب جاننے والا ہے  
کہ اسے اہل کتاب! آدم اس بات کی طرف جو ہم میں آدم میں  
راست راہ مستم ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش  
نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور



إِلَّا اللَّهُ وَلَا تُشْرِكْ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ  
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ  
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا  
مُسْلِمُونَ -

اور اللہ کو چھوڑ کر ہم میں کے بعض بعض کو رب  
نہ بنالیں۔ پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو تم  
لوگ ان سے کہو کہ (دیکھو) گواہ رہو کہ ہم تو...  
اطاعت گزار ہیں۔

پس آپ نے انھیں انصاف کی ایک بات کی جانب دعوت دی اور انھیں  
وفد نجران کی صلح

لا جواب کر دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی طرف سے یہ خبر آئی اور آپ کے ادران  
کے درمیان جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا، اگرچہ وہ آپ کے ان دعووں کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ  
کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ آپ نے مباہلے کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا: اے  
ابوالقاسم! ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجیے، آپ نے جو دعوت دی ہے، اس میں ہم جو  
کچھ کرنا چاہیں، اس کا باہم فیصلہ کر کے پھر آپ کے پاس آئیں گے۔ غرض وہ آپ کے پاس سے واپس  
ہوئے، اس کے بعد ان لوگوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا، تنہائی میں گفتگو کی۔  
اس سے کہا: اے عبدالمسیح! تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اے گردہ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو  
کہ محمدؐ بے شبہ (اللہ کی طرف سے) بھیجا ہوا نبی ہے، تمہیں اپنے دوست کے اس فیصلے کی بھی خبر پہنچ چکی  
ہے، یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی سے کبھی مباہلہ نہیں کیا، جن میں کا کوئی بڑا بڑا باقی رہا ہو اور  
کم عمر چلے پھولے ہوں، یاد رہے کہ اگر تم نے مباہلہ کیا تو تمہاری جڑیں تک اکھاڑ دی جائیں گی، اگر تمہیں  
اپنے دین کی محبت کے سوا دوسری کسی بات سے انکار ہو اور جو کچھ کہہ چکے ہو، اسی پر (تم) جے رہنا چاہتے  
ہو تو اس شخص سے صلح کر لو اور اپنے شہروں کی جانب واپس جاؤ۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے ابوالقاسم! ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا  
کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں، ہم اپنے مقام کو لوٹ جائیں اور اپنے  
دین پر رہیں، لیکن آپ اپنے اصحاب میں سے کسی ایسے شخص کو جسے آپ ہمارے لیے پسند فرمائیں۔  
ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے، کیونکہ ہمارے  
خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے مطابق ہیں۔

محمد بن جعفر نے کہا: یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔  
ابو عبیدہؓ کا تقرّر

إِنِّي نَوَيْتُ الْعَشِيَّةَ أَلْعَثُ  
تم لوگ شام کو میرے پاس آؤ، میں ایک قوی امانت



راوی نے کہا: عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی جو خواہش مجھے اس دن بخشی وہی امارت کی خواہش مجھے کبھی نہ ہوئی۔ صرف اس امید پر کہ میں ان اوصاف والا ہوں، یعنی قوی و امین، اس لیے ظہر کے وقت دھوپ میں پہنچ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی اور سلام پھیرا پھر آپ نے اپنی سیدھی جانب اور بائیں جانب ملاحظہ فرمایا تو میں اونچا ہو کر آپ کے سامنے جا رہا تھا کہ آپ مجھے ملاحظہ فرمائیں، آپ اپنی نظر سے تلاش فرما رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی نظر نور ابو عبیدہ بن الجراح پر پڑی۔ انھیں بلا کر فرمایا: اُخْرِجْ مَعَهُمْ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ۔ ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے مطابق فیصلہ کیا کرو۔ عمرؓ نے کہا: ابو عبیدہؓ اس جماعت کے ساتھ گئے۔



## منافقین اور آب و ہوائِ مدینہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عامر بن عمر بن قتادہ نے جس طرح بیان کیا، وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے، تو وہاں کے مشرکوں کا سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول العوفی تھا، جو بنی العوف کی شاخ بنی الجلی میں سے تھا۔ اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی برتری کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے، اوس و خزرج کی جماعتوں میں سے کسی فرد پر کبھی یہ دونوں جماعتیں متفق نہ ہوئیں، نہ اس شخص سے پہلے اور نہ اس کے بعد یہاں تک کہ اسلام کا ظہور ہوا۔

ہاں! اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی قبیلہ اوس میں تھا، جو اس میں سربراہ اور وہ ابو عامر عبد عمرو مطاع تھا، اس کا نام ابو عامر عبد عمرو صیفی بن النعمان تھا، جو بنی صبیغہ بن زید میں سے تھا۔ یہی شخص حنظلہ الغسیل کا باپ تھا، جن کے جنگ احد میں شہید ہونے پر فرشتوں نے انہیں غسل دیا تھا، ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت اختیار کر لی تھی، موٹے کپڑے پہنا کرتا اور راہربانوں کی طرح غرض یہ دونوں برتری سے محروم ہو گئے۔ گویا عام دنیا دارانہ نقطہ نگاہ پیش نظر رکھا جائے تو اسلام سے انہیں نقصان پہنچا۔

عبد اللہ بن ابی کے لیے تو اس کی قوم نے تاج تیار کر لیا تھا، تاکہ پناہ کے منافع اسلام اپنا حاکم بنالیں۔ اس اثنا میں اللہ نے اپنا رسول ان کے پاس بھیجا۔ جب قوم ابن ابی سے پھر کرا اسلام کی طرف ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا۔ اور سمجھنے لگا کہ اس سے حکومت اسلام نے چھین لی۔ جب دیکھا کہ اس کی قوم اسلام کے سوا کوئی بات نہیں مانتی تو خود بھی ناجار اسلام میں داخل ہو گیا، لیکن نفاق اور کینے پر جمار بنا۔

ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات نہ مانی، جب اس کی قوم اسلام پر کفر اور خسرو ج متفق ہو گئی تو وہ اس سے بھی الگ ہو گیا۔ اور دوس سے کچھ زائد ایسے انفراد



لے کر مکہ کی جانب نکل گیا، جنھوں نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی۔ جیسا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض گھروالوں سے حدیث سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

لَا تَقُولُوا النَّازِهُبُ وَلَكِنْ قُولُوا الْفَاسِقُ  
اسے رابب (اللہ سے ڈرانے والا) نہیں، فاسق (نافرمان) کہو۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے جعفر عبد اللہ بن ابی المحکم نے بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو (انھوں نے صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پائی تھی، احادیث سنی تھیں اور بہت روایتیں بیان کرنے والے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اس دین کی حقیقت کیا ہے، جسے لے کر آپ آئے ہیں؟ فرمایا:-

جِئْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ دِينَ اِبْرَاهِيمَ  
میں ابراہیم کا کیسوی والا دین لایا ہوں۔  
اس نے کہا: میں تو اسی دین پر ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
اَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا۔  
تو اس دین پر نہیں۔

اس نے کہا: کیوں نہیں، میں تو اسی دین پر ہوں، لیکن اے محمد! آپ نے حنیفیت میں ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہیں۔ آپ نے فرمایا:-

مَا فَعَلْتُ وَلَكِنِّي جِئْتُ بِهَذَا  
میں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ میں اسے روشن اور پاک  
بَيَضَاءً نَقِيَّةً  
صاف حالت میں لایا ہوں۔

اس نے کہا، اللہ جھوٹے کو وطن سے نکالے اور مسافرت و تمنائی میں موت اپنے جھوٹ پر گواہی دے، وہ ان الفاظ سے بے زعم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کر رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَجَلُ مَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللهُ  
ہاں ہاں جس نے جھوٹ کہا، اللہ اس سے ایسا  
ذَالِكَ بِهِ۔  
ہی بنا دے۔

غرض اس دشمن خدا ہی کی یہ حالت ہوئی کہ نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا۔ جب عبد عمرو کا انجام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا تو وہ طائف کی طرف چل دیا۔ جب طائف والوں نے اسلام اختیار کر لیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وطن سے نکالا ہوا



غربت میں تنہا مر گیا۔

اس کے ساتھ علقمہ بن علاشہ (بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب) اور کنانہ بن عبد یالیل (بن عمرو بن عمیر الثقفی) بھی نکل گئے تھے۔ جب وہ مرا تو اس کی میراث کے متعلق ان دونوں نے قیصر روم کے پاس مقدمہ پیش کیا۔ قیصر نے کہا: متمدن لوگ متمدن لوگوں کے وارث ہوا کرتے ہیں اور غیر متمدن غیر متمدن کے۔ آخر اس نے کنانہ بن عبد یالیل کو غیر متمدن ہونے کے سبب سے وارث ٹھہرایا۔ اور علقمہ کو وارث نہ بنایا۔ تو کعب ابن مالک نے ابو عامر کے اس رویے کے متعلق کہا:-

مَعَاذَ اللَّهِ مِنْ عَمَلٍ خَبِيثٍ كَسَعِيكَ فِي الْعَشِيرَةِ عَبْدُ عَمْرِو

اے عبد عمرو! بڑے عمل سے خدا پناہ میں رکھے، جیسا کہ تیرا عمل، اے عبد عمرو!

تیرے خاندان کے خلاف تھا۔

فَمَا مَّا قُلْتُ لِي شَرٌّ وَ زَخْلٌ فَقَدْ مَا بَعَثَ إِلَيْنَا نَارِيكَ

اگر تو یہ کہے کہ مجھے تو برتری حاصل ہے اور میں غلستان کا مالک ہوں تو

تو نے ایمان کو کفر کے معاوضے میں بہت زمانہ پہلے بیچ ڈالا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: عبد اللہ بن ابی اپنی قوم میں برتری کے درجے پر قائم رہا اور مدینہ میں ادھر ادھر جاتا آتا رہا۔ یہاں تک کہ اسلام اس پر غالب آگیا، مجبوراً وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے محمد بن مسلم زہری نے بواسطہ عروہ بن الزبیر | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اساتذہ بن زید بن حارثہ کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار ہوئے، جس کی خوگیر پر ایک فذ کی چادر پر مٹی ہوئی تھی۔ پوست صبرا کی رسی کی لگام تھی۔ آپ نے مجھے پیچھے بٹھالیا اور سعد بن عبادہ کی بیماری میں مزاج پر سی کے لیے تشریف لے چلے۔ آپ عبد اللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے مزاج نامی قلعے میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا: مزاج نامی قلعے کا نام ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس کے ارد گرد قوم دالے بیٹھے تھے۔ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد است جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا تو پاس سے یونہی گزر جانا آپ کو نامناسب معلوم ہوا۔ اس لیے اتر پڑے اور سلام کیا، حقوڑی دیر بیٹھ گئے۔ آپ نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی، اللہ کے نام سے



نصیحت کی۔ پرہیزگاری کی تلقین فرمائی، خوش خبری سنائی اور خوف دلایا۔ راوی نے کہا: وہ چپ چاپ تھا، کوئی بات نہ کر رہا تھا۔

**منافق کا جواب** | جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما چکے تو اس نے کہا: جناب! آپ کی ان باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں، اگر یہ سچی ہیں، لیکن آپ اپنے گھر میں بیٹھیے۔ اور جو شخص ان باتوں کو سننے کے لیے آئے، اس سے بیان کیجیے، جو آپ کے پاس نہ آئے، اسے ان باتوں سے تکلیف نہ دیجیے۔ اور اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کیجیے۔ جو وہ ناپسند کرتا ہو۔

**عبداللہ بن رواحہ کی حق گوئی** | (راوی نے) کہا: عبداللہ بن رواحہ نے، جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے تھے۔ کہا: آپ کیوں ایسا نہ کریں۔ ہماری مجلسوں، ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں ایسی باتیں آپ ضرور کیا کیجیے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بخدا ہمیں بے انتہا پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں، جن کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ان کی جانب رہنمائی کی۔ آخر عبداللہ بن ابی نے اپنی قوم کی یہ کھلی ڈلی مخالفت دیکھی تو کہا:

مَتَى مَا يَكُنْ مَوْلَاكَ خَصْمُكَ لَا تَذَلْ      يَذَلُّ دَيْصُوعُكَ الَّذِينَ تُصَارِعُ

جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے

تو ہشت مشمت کرتا رہتا ہے، وہ تجھے پچھاڑ دیں گے۔

دَهْلٌ يَهْلُصُ الْبَاذِي بِغَيْرِ جَنَاحٍ      وَإِنْ جُدَّ يَوْمًا رَيْشُهُ فَهُوَ وَاقِعٌ

کیا باز اپنے باندہ نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے؟ اور اگر کبھی اس کے پر

اکھاڑ دیے جائیں تو وہ ضرور گر پڑے گا۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحق کے دوسرے شعر کی روایت دوسروں سے ہے۔

**سعد بن معاذ کی گزارش** | ابن اسحق نے کہا: مجھے زہری نے، اس نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے اسامہ بن زید سے روایت سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے، اس حالت میں کہ آپ کے چہرہ مبارک پر ان باتوں کی علامتیں تھیں۔ جو دشمن خدا، ابن ابی نے کہی تھیں۔ سعدؓ نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کے چہرہ مبارک میں کچھ تغیر دیکھ رہا ہوں۔ گویا آپ نے ایسی بات سماعت فرمائی ہے۔ جو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ فرمایا: "اجل! ہاں! پھر آپ نے ان باتوں کی اطلاع دی، جو ابن ابی نے کہی تھیں۔ سعدؓ نے کہا: یا رسول اللہ! اس سے نرمی فرمائیے۔ کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے



پاس ایسے وقت لایا، ہم اس کے لیے تاج تیار کر رہے تھے۔ اس لیے وہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت چھین لی۔

**مدینہ میں وبائی بخار** | ابن اسحاق نے کہا: مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ نے، انھوں نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے حضرت عائشہؓ کی روایت سنائی۔ ام المومنینؓ نے فرمایا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ اللہ کی سرزمین مدینہ میں سب سے بڑھ کر وبائی بخار کا شکار تھی۔ آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا میں مبتلا ہو گئے۔ لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔

**ام المومنینؓ کی روایت** | ابوبکرؓ اور ابوبکرؓ کے آزاد کردہ فہیرہ و بلالؓ، ابوبکرؓ ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے، میں ان کے پاس عیادت کو گئی۔ یہ واقعہ ہمارے پرے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ دیکھا کہ تکلیف کی شدت سے ان لوگوں کی حالت ایسی تھی جو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ میں ابوبکرؓ کے نزدیک گئی اور کہا: بابا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ: فرمایا۔

كُلُّ امْرِئٍ مَّصْبُغٌ فِيْ اَهْلِيْهِ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِيْهِ

ہر شخص اپنے گھروالوں میں دن گزار رہا ہے (اور ہم اپنے وطن سے دُور ہیں)

میں! حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے قصبے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

میں نے کہا: واللہ! بابا جان کو اس کا ہوش نہیں، جو وہ کہہ رہے ہیں۔

**عامر بن فہیرہؓ** | پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا: عامر! تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا:۔

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ اِنَّ الْجَبَانَ حَتَفَهُ مِنْ قُوِّهِ

میں نے موت کا ذوق چکھنے سے پہلے اسے پایا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے بیٹھے

بٹھائے آگرتی ہے، وہ اس طرح کے خطوں میں مبتلا ہو کر باور نہ موت نہیں مرا کرتا۔

كُلُّ امْرِئٍ مُّجَاهِدٌ بِطَوَّقِهِ كَالشَّوْرِ يَخْمِيْ جِلْدَهُ يَرْذُقُهُ

ہر شخص اپنی قوت کے مطابق بچاؤ کی کوشش کرتا ہے، جس طرح بیل اپنے آپ کو



سینگوں کے ذریعے سے محفوظ کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: طوقہ کے معنی طاقت کے ہیں۔

ام المؤمنین نے کہا: واللہ! عامر جو کچھ کہہ رہا ہے، اسے اس کا بوش نہیں۔

**بلال رضی اللہ عنہ** بلال کی حالت یہ تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا، گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے یہ کہتے:۔

أَلَا كَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَ كَيْلَةً يَفْعَزُ وَحَوِيٍّ إِذْ خَرَّ وَجِيلٌ

کیا ایسا نہیں ہوگا! کاش! مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں کوئی رات مقام فح (حوالی کہ میں

بھی اس طرح بسر کر سکوں گا کہ میرے گرد ذخرا ورجیل (نامی بوئیں) ہوں

وَهَلْ أُرِدُنَ يَوْمًا مَيَاةَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُونَنِي شَامَةً وَطِفِلٌ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جاسکوں گا؟ اور کیا (کوہ) شامہ و طفیل

بھی مجھے نظر آئیں گے؟

ابن ہشام نے کہا: شامہ و طفیل دو پہاڑوں کے نام ہیں۔ (ام المؤمنین نے) کہا۔

میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا** بیان کیں۔ ساتھ ہی کہا: یہ لوگ ہلکی ہلکی باتیں کرتے ہیں اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں، اسے سمجھتے بھی نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا

یا اللہ! ہمارے لیے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنائے جیسا

حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ

تو نے مکہ کو ہمارے لیے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِهَا وَصَاحِبِهَا وَ

اور ہمارے لیے اس کے مد و صاع (انا ج کے چیلوں میں برکت

النُّقْلُ وَبَاءَهَا إِلَى مَحَبَّتِهَا

عطا فرما۔ اور اس کو بارگاہ نبویہ کی جانب منتقل فرما دے

ابن اسحاق نے کہا: ابن شہاب الزہری نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے یہ روایت بیان کی کہ

لے فح مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک مقام ہے اور وہاں اس نام کی ایک وادی ہے۔

لے ایک چشمہ مکہ مکرمہ سے تھوڑے فاصلے پر تھا، جہاں ایام جاہلیت میں بازار لگتا تھا۔

لے شامہ اور طفیل مکہ مکرمہ کے نزدیک دو پہاڑیاں ہیں۔

لے اس مقام کا تلفظ مینوع، مفقہ کے وزن پر ہے، یہ مقام جحفہ سے قریب تھا۔ جحفہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے پر مکہ مکرمہ سے کوئی پانچ

منزل پر تھا اور غالباً اب بھی ہے، اہل شام کی یہ میقات تھا اور کہا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں شام و مصر کے قافلہ کا حجاج اسی مقام پر ملتے تھے۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب جب مدینہ آئے تو انھیں (صحابہ کرام کو) مدینہ کے بخار نے آگھیرا۔ یہاں تک کہ وہ بیماری سے تنگ آ گئے۔ لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بچا لیا، یہاں تک کہ اصحاب بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔

وہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

نمازِ قاعد

إِعْلَمُوا أَنَّ صَلَاةَ الْقَائِدِ عَلَى  
الْيَتَصِفُ مِنْ صَلَاةِ الْقَائِدِ۔

ترجمہ: بات جان لو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز کی آدمی ہوتی ہے۔

راوی نے کہا: باوجود کمزوری اور بیماری کے فضیلت حاصل کرنے کے لیے مسلمان کھڑے ہونے کی تکلیف بھی برداشت کرنے لگے۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے لیے تیاری فرمائی۔ اللہ نے آپ کو آس پاس کے مشرکوں اور عرب کے مشرکوں سے جہاد کرنے کا حکم دے دیا تھا، یہ آپ کے مبعوث ہونے سے تیرہ سال بعد کا واقعہ ہے۔



## غزوات کا آغاز

### تاریخ ہجرت

مذکورہ اسناد سے عبدالملک بن ہشام نے کہا: ہمیں زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحاق المطہبی کی روایت سنائی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو اس وقت جب آفتاب سخت ہو چکا اور سر پر آنے کے قریب تھا، ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں مدینہ تشریف لائے۔ ابن ہشام نے کہا: یہی تاریخ ہجرت ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تین سال کے تھے۔ یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرہ سال بعد ہوا۔ آپ ربیع الاول کے باقی دن ربیع الآخر، جمادی الاول، جمادی الآخرہ، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ تک اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے بارہویں مہینے کے آغاز پر صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ ابن ہشام نے کہا: مدینہ میں سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا۔

### غزوہ ودان

ابن اسحاق نے کہا: (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے نکلے، یہاں تک کہ آپ ودان تک پہنچے، غزوۃ الابداء بھی یہی ہے۔ آپ کا ارادہ قریش اور بنی ضمرہ بن بکر (بن عبدمناتہ بن کنانہ) کا تھا، اس میں بنو منقرہ نے آپ سے صلح کر لی۔ جس نے آپ سے صلح کی، وہ فحشی بن عمرو النضمری اور اپنے زمانے میں ان لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے۔ اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا۔ صفر کے باقی دن اور ربیع الاول کا ابتدائی دور آپ مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں فرع ایک مشہور ضلع ہے۔ ودان ابدالاء اسی ضلع کے مقامات ہیں، جدہ اور مکہ مکرمہ سے جو راستہ ساحل کے ساتھ شام کی طرف جاتا ہے، اس پر مکہ اور مدینہ کے تقریباً وسط میں رابغ واقع ہے۔ رابغ سے شمال کی طرف جائیں تو سب سے پہلے ابوا آتا ہے، مستند روایت کے مطابق اسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ مدینہ سے واپسی پر فوت ہوئیں اور وہیں انہیں دفن کیا گیا، ابواسے مشرقی جانب فرع ہے جو پورے ضلع کا صدر مقام ہے۔ ودان بھی قریب ہی ہے، اس غزوے کو غزوۃ ودان کے علاوہ غزوہ ابواغالب اس لیے کہنے لگے کہ ابواء ودان سے زیادہ مشہور تھا۔



مدینہ ہی میں تشریف فرما ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آپ کا پہلا غزوہ ہے۔

**سریہ عبیدہ بن الحارث** | ابن اسحاق نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مدینہ کے اسی زمانے میں عبیدہ بن الحارث (بن المطلب بن عبد مناف بن قصی) کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو سب مہاجرین تھے، اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ وہ چلتے چلتے حجاز کے ایک چٹنے کے پاس پہنچے۔ جو ثنیۃ المرہ کے نیچے واقع تھا۔ وہاں انھیں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی، لیکن ان میں کوئی جنگ نہ ہوئی، بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں مارا گیا۔ فریقین ایک دوسرے کے مقابلے سے ہٹ گئے۔ مسلمانوں کے پاس مکہ بھی موجود تھی۔ مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف المقداد بن عمرو البهرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوہ بن جابر المازنی مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے۔ یہ دونوں مسلمان تھے، لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے نکلے تھے۔ قریش کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابن ابی عمرو بن العلاء نے ابی عمرو المدنی کی روایت سنائی کہ ان پر مکرز بن حفص بن الاخیف سردار تھا جو بنی معیض بن عامر بن لؤئی بن غالب بن فہر کا ایک شخص تھا۔ ابن اسحاق نے کہا، غزوہ عبیدہ بن الحارث کے متعلق ابو بکر صدیق نے کہا:-

**ابو بکر سے منسوب اشعار** | ابن ہشام کا بیان ہے کہ اکثر علماء شعر نے ابو بکرؓ کی جانب اس قصیدے کی نسبت سے انکار کیا ہے:-

أَمِنْ طَيْفٍ سَلَمَى يَأْلَمُ طَاحِ الدَّمَائِثِ      أَرَقْتُ وَأَمْرِي فِي الْعَشِيرَةِ حَادِثِ

کیا نرم زمین کی ریتل ندیوں کے پاس رہنے والے سلمیٰ کے خیال میں اور خاندان

میں کسی حادثے کے رونما ہونے کی فکر سے تیری نیند اڑ گئی؟

تَرَى مِنْ لُؤَيٍّ مُرْقَةً لَا يَبْصُدُهَا      عَنِ الْكُفْرِ تَزْكِيَّةً لَا بَعْثُ بَاعِثِ

بنی لؤئی میں تو تفریق دیکھ رہا ہے، جنھیں کفر سے نہ کوئی نصیحت پھرتی ہے۔

اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

۱۔ یہ ایک پہاڑ ہے۔ جس کا ذکر سفر ہجرت میں بھی آیا ہے۔ سب نے المرہ کو بہت شدید راہ لکھا ہے۔ یا قوت نے تخفیف راہ کی تصریح کی ہے۔



رَسُولٌ آتَاهُمْ صَادِقٌ فَتَكَذَّبُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا لَسْتَ فِينَا بِمَا كُنْتَ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا۔ تراخوں نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں

(زیادہ دن رہنے والا نہیں)۔

إِذَا مَا دَعَوْنَاهُمْ إِلَى الْحَقِّ أَذْبَرُوا وَهَرُّوا هَرِيرَ الْحُجْرَاتِ اللَّوَاهِثِ

جب ہم نے انہیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ پیچھے ہٹ گئے اور

مجبور ہو کر بلوں میں چھپنے والے اور اپنے ہوئے زبان نکالنے والوں کی طرح

آوازیں نکالنے لگے۔

وَكَمْ قَدْ مَنَنْتَنَا فِيهِمْ بِقَرَابَةٍ وَتَذَرُكَ التَّقَى شَيْءٌ لَّمْ غَيْرُكَ كَارِثٌ

اور ہم نے قرابت کے سبب سے ان سے بار بار صلہ رحم کیا اور پرہیزگاری کا چھوڑ

دینا تو ان کے لیے ایسی چیز ہے جس کا کوئی غم ہی نہیں۔

فَإِنْ يَرْجِعُوا عَنْ كُفْرِهِمْ وَعَقُوبَتِهِمْ فَمَا طَبَيَّاتُ الْحِلِّ مِثْلَ الْخَبَائِثِ

پس اگر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے تائب ہو جائیں تو کس قدر بہتر ہو اس لیے کہ

سلاں پاک چیزیں نعمیت چیزوں کی طرح نہیں۔

فَإِنْ يَرْكَبُوا طَغْيَانَهُمْ وَضَلَّ لَهْمٌ فَلَيْسَ عَذَابُ اللَّهِ عَنْهُمْ بِلَا يَثُ

پھر اگر وہ اپنی سرکشی اور گمراہی (کے گھوڑوں ہی) پر سوار رہیں تو اللہ تعالیٰ کا

عذاب ان سے دیر کرنے والا نہیں۔

وَنَحْنُ أَنْاسٌ مِنْ ذُرِّيَّةٍ غَالِبٍ لَنَا الْغَيْثُ مِنْهَا فِي الْفُرُوعِ الْأَنْثَاءِ

اور ہم تو بھی غالب میں سے چرٹی کے لوگ ہیں، ہمیں ان کی بہت سی جمع

ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَأُولَى بَرَبِ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً حَرَّ جَنِّ تُحْدِي فِي السَّمِيجِ الرَّثَائِثِ

شام کے وقت پر یہ پال چلنے والی دراز قد ادھنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں

جو بوسیدہ چمڑوں کے مزے پنے ہوئے ہانگی جاتی ہیں۔

كَأُذِمَ ظَبَاءٌ حَوْلَ مَكَّةَ عَكْفٌ يَرُدُّنَ حَيَاضَ الْبَيْرِ ذَاتِ النَّبَائِثِ

گندم گوں پیٹھ اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح مکہ کے آس پاس مقیم ہیں اور

باؤلی کے کچڑ والے حوضوں پر پانی پینے آتی ہیں۔



لَبِئْسَ لَمُؤْمِنِينَ قُلُوبُهُمْ ضَلَّوْا لِبِهِمْ      ذَلِكُمْ إِذَا آتَيْتُ قَوْلًا يَخَافُ

اگر وہ جلد اپنی گمراہی سے ہوش میں نہ آئیں اور میں نے جب کسی بات

پر قسم کھائی ہے تو (کبھی ایسی) قسم کو میں نے نہیں توڑا۔

لَتَبْتَذُرْنَهُمْ عَادَةً ذَاتُ مُصَدِّقٍ      تَحِيَّاتُ أَطْهَارَ النَّسَاءِ الطَّوَامِثِ

تو بہت جلد ان پر حقیقتاً ایک ایسا حملہ ہوگا، جو، جو ان عورتوں کے پاکی کے دنوں

کو (مردوں کی ہم بستری سے، محروم کر دے گا۔

تَغَادُرُ قَتْلَى تَعْصِبُ الظُّلْمَ خَوْلَهُمْ      وَلَا تَرَأَى الْكُفَّارَ رَأْفَ ابْنِ حَارِثٍ

(وہ حملہ، مقتولوں کو ایسی حالت میں کر دے گا کہ ان کے گرد پرندوں

کی ٹکڑیاں کی ٹکڑیاں اکٹھی ہوں گی۔ اور وہ ابن حارث کی طرح کافروں پر رحم

نہیں کریں گے۔

فَأُبَلِّغُ بَنِي سَهْمٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً      وَكَلَّ كَفُورٌ يَبْتَغِي الشَّرَّ بَا حَبِثِ

(اے مخاطب!) یہ جو تیرے پاس پیام ہے، یہ بنی سہم اور ہراس ناقہ دان کو

پہنچا دے۔ جو فساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو، کہ

فَإِنْ تَشَعُّوْا عِزِّي عَلَى سُوْعَرٍ رَايَكُمْ      فَإِنِّي مِنْ إِعْمَارِ ضِلْكُمْ غَيْرُ شَاعِثِ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبروریزی چاہتے ہو تو میں تمہاری

آبرودوں پر خاک ڈالنا نہیں چاہتا۔

ابن زبیری کے جوابی اشعار | ان اشعار کا جواب عبداللہ بن الزبیری السہمی نے یوں دیا:-

أَمِنْ رَسْمٍ دَايِرَ أَقْفَاتٍ يَا لَعْنَاتِثِ      بَكَيْتَ بَعِيْنٍ دَمْعُهَا غَيْرُ لَا يَشِثِ

کیا اس گھر کے کھنڈوں پر جنہیں ریت کے ٹیلوں نے بھرنا دیا ہے، تو ایسی

آنکھ سے رو رہا ہے، جس کے آنسو تھمتے ہی نہیں۔

وَمِنْ عَجَبِ الْأَيَّامِ وَالذَّهْرِ كُلِّهِ      لَكُمَّ عَجَبٌ مِنْ سَائِقَاتِ وَحَادِثِ

زمانے کے عجائبات میں سے (یہ بھی ایک بات ہے،) مالاکہ زمانے کی سب باتیں

اپنے اپنے کے قابل ہیں، چاہے وہ پرانی ہوں یا نئی۔

لَجَيْشٍ آتَانَا ذِي عَمٍّ أَمْرٍ يَقُوْدُكَ      عُبَيْدَةُ يُدْعَى فِي الْمَبَاجِ ابْنِ حَارِثِ

(مجاہدات زمانہ میں سے ہے، وہ لشکر جو ہمارے (مقابلے کے) لیے آیا ہے



کثیر التعداد ہے اور اس کی قیادت عبیدہ کر رہا ہے، جو جنگوں میں ابن حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لِنَتْرُكَ أَصْنَامًا بِمَكَّةَ عُمْكَنَا مَوَارِيثُ مَوْرُثٍ كَرِيعٍ لَوَارِثِ  
تاکہ ہم وہ بت چھوڑ دیں جو مکہ میں جے ہوئے ہیں اور وارثوں کے لیے عزت والے اسلاف کی میراث ہیں۔

قَلَمًا لَقِينَاهُمْ بِسُمْرٍ رُدَّ يَنْبِئَةٍ وَجُرُودٍ عِتَاقٍ فِي الْعَجَاجِ كَوَاهِثِ  
پھر جب ہم نے ان سے گندم گون ردینی یعنی نیزوں اور چھوٹے بال والے شریف گھوڑوں کے ذریعے سے جو گردوغبار میں (دوڑے ہوئے) بانپ رہے تھے، مقابلہ کیا۔

وَبَيْضٍ كَانَتْ الْمِلْحَ فَوْقَ مُتُونِهَا بِأَيْدِي كُفَاةٍ كَاللِّيُوثِ الْعَوَاطِثِ  
اور سفید (چمکتی تھوڑوں) کے ذریعے سے جن کی پیٹھوں پر چربی ہے اور وہ ایسے سورماؤں کے ہاتھوں میں ہیں جو شیروں کی طرح فساد یں۔

لَقِينَاهُمْ بِهَا إِصْعَارَ مَنْ كَانَ مَائِلًا وَكُشْفَى الرُّحُولِ عَاجِلًا غَيْرَ لَاقِثِ  
ہم ان (مذکورہ چیزوں) کے ذریعے سے ٹکڑے گردن ٹیڑھی رکھنے والوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتے ہیں اور بغیر ملت کے (جذبہ انتقام کو فوری تسلی دیتے ہیں۔

فَلَقَرُوا عَلَى خَوْفٍ شَدِيدٍ وَهَيْبَةٍ دَاخَجَبَهُمْ أَمْرٌ لَهُمْ أَهْرٌ رَاثِثِ  
پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے اور انھیں ایسا طریقہ پسند آیا، جیسا کسی کام کے کرنے میں دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْ أَلْهَمَهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا نَاحَ نِسْوَةٍ أَيَا مَيَّ لَهُمْ مِنْ بَيْنِ نَسْءٍ وَطَامِثِ  
اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آجاتے)، تو ان کی بیوہ عورتیں حیض کے دنوں اور حمل کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ غَوْدِرَتْ قَتْلَى يُخَيِّرُ عَنْهُمْ حَفِيٌّ بِهِمْ أَوْ غَافِلٌ غَيْرُ بَاحِثِ  
اور (ان کے) مقتول اس حالت میں پڑے رہتے کہ ان کے حالات کی تلاش و جستجو کرنے والا اور جستجو نہ کرنے والا اور غفلت میں رہنے والا دونوں ان کے



متعلق خبر دے سکتے۔

فَمَا أَبْلَغُ أَبَا بَكْرٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً      فَمَا أَنْتَ عَنْ رِاعْتِ مِنْ فِطْرٍ بِمَا كَيْتَ

پس (اے مخاطب!) یہ تیرے پاس جو ایک پیام ہے، یہ ابو بکرؓ کو پہنچا دے کہ

بنی نضر کی عزت ابرو سے ٹور کئے والا نہیں۔

وَلَمَّا تَجِبَ مِثْنَى يَمِينٍ غَلِيظَةً      تُجَدُّ دُحْرُ بَا حَلْفَةٍ غَيْرَ حَانِثٍ

اور جب کبھی میری کوئی سخت قسم اور ایسی قسم جو میں توڑنے والا نہیں۔

واجب العمل ہو جاتی ہے تو ایک نئی جنگ چھیڑ دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: ہم نے اس میں سے ایک شعر چھوڑ دیا ہے اور اکثر علماء شعر اس قصیدے  
بن الزبیری کا کلام نہیں مانتے۔

ابن اسحق نے کہا: بعض افراد کا بیان ہے کہ سعد بن ابی وقاص  
حدائق سے منسوب اشعار نے اس تیر اندازی کے متعلق کہا ہے۔

أَلَا هَلْ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ آتِي      حَمِيْتُ صَحَابَتِي بِصُدُورِ نَبِيلٍ

سنو جی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیر کے

اگلے حصوں سے (یا تیروں کے سینوں سے) اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے؟

أَذْرَدِيهَا أَوْ أَمْلَكُمُ ذِيَا دَا      بِكُلِّ حُزُونَةٍ يَكُلُّ سَهْلٍ

پتھر پل زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انھیں تیروں سے ان لوگوں کے سامنے

والے حصے کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

فَمَا يَعْتَدُ رَأْمٌ فِي عَدُوِّ      يَسْهِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَبْلِي

غرض اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے کوئی تیر مارنے والا دشمن کے لیے

تیر تیار نہ رکھے گا۔

وَذَالِكَ أَنَّ دِيْنَكَ دِيْنُ صِدْقٍ      وَذُو حَقٍّ أَتَيْتَ بِهِ وَعَدْلٍ

اور یہ اس لیے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے اس کے ذریعے سے

حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

يُنَجِّي الْمُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَخْزِي      بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامِ مَهْلٍ

اسی دین کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی اور کافروں کو نجات کے باعث



ملت سے رہنے کے مقام میں رسوا ہوں گے۔

فَلَا قَدْ غَوَيْتَ فُلَا تَعْصِيْنِي غَوَيْتَ الْحَيَّ وَيُحْكَمُ يَا ابْنُ جَحْصِل

پس اے جاہل! اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے، تو تو گمراہ ہو چکا ہے۔ اس

لیے مجھ پر عیب نہ لگا۔ ذرا تو ٹھہر اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے،

ابن ہشام نے کہا، اکثر علمائے شعر ان اشعار کی نسبت سعد کی جانب کرنے سے انکاری ہیں۔

ابن اسحق نے کہا، مجھے جو خبر پہنچی ہے، اس کے لحاظ سے عبیدہ بن الحارث، جو پرچم لے کر گئے

تھے وہ پہلا پرچم تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں کسی مسلمان کے لیے باندھا۔ بعض

علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ ابواء سے تشریف لانے تو مدینہ پہنچنے سے

بھی پہلے عبیدہ کو روانہ فرمایا تھا۔

اسی زمانے میں حمزہؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم کو عیص کی جانب ساحل بحر (سیف البحر) صریہ حمزہؓ تیس مہاجر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ جن میں انصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ

ابو جہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے، جس کے ساتھ مکہ کے تین سو سوار تھے۔ مجدی بن عمرو الجہنی

ان لوگوں کے درمیان حائل ہو گیا اور دونوں جماعتوں سے اس کی صلح تھی۔ چنانچہ یہ لوگ ایک دوسرے

کے مقابلے سے لوٹ گئے اور ان میں جنگ نہ ہوئی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہؓ کا پرچم پہلا پرچم تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے

کسی کے لیے باندھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حمزہؓ اور عبیدہؓ ایک ہی ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اس لیے

لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حمزہؓ نے اس کے متعلق شعر کہے اور بیان کیا کہ پہلا پرچم انہیں

کا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا، اگر حمزہؓ نے واقعی ایسا کہا تو مشیت الہی سے انہوں

نے سچ ہی کہا، کیونکہ وہ سچ کے سوا دوسری بات تو کہہ ہی نہ سکتے تھے۔ اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت

کیا تھی۔ لیکن ہم نے اپنے پاس کے اہل علم سے یہی سنا ہے کہ پہلا جھنڈا عبیدہ بن الحارث کے لیے باندھا

گیا۔ ان لوگوں کے بیان کے مطابق حمزہؓ نے جو کچھ کہا ہے، وہ یہ ہے:-

حمزہؓ سے منسوب اشعار | ابن ہشام نے کہا، اکثر علماء شعر حمزہؓ کی طرف ان اشعار کی نسبت سے انکار کرتے ہیں:-

أَلَا يَا لِقَوْمِي لِلتَّحَلُّمِ وَالْجَهْلِ دَلِمَنْقُصٍ مِنْ دَائِي الْيَرْجَالِ وَاللَّعْقَلِ

سُنو تو، میری قوم کی جمالت! اور بے اصل خیالات اور مروانہ عقل و رائے کی



کو تابی پر توجہ ہے۔

وَاللَّزَّارِكِينَ بِالنِّظَالِ لَمُ نَطًا لَهُمْ حُرْمَاتٌ مِّنْ سَوَامٍ وَلَا أَهْلٍ

چراگاہ جن کے چھوٹے بوٹے اونٹوں اور گھریں رہنے والوں کے محفوظ

مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا، ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچھی بات ہے۔

كَأَنَّا تَبَكَّنَاهُمْ وَلَا تَبَلَّ عِندَنَا لَهُمْ غَيْرُ أَهْلِ بِالْعَفَادِ وَلَا الْعَدَلِ

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے۔ حالانکہ ہیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں۔

بجز اس کے کہ ہم انہیں پاکدامنی اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں

وَأَمَّا بِسُلَامٍ فَلَا يَقْبَلُونَهُ وَيُنْزِلُ مِنْهُمْ مِثْلَ مَنَزَلَةِ الْفَضْلِ

اور اسام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ جو وہ قبول نہیں کرتے اور اس تبلیغ کا ان کے

پاس یا وہ کوئی کا سار جہ ہے۔

فَمَا بَرَّحُوا حَتَّى ابْتَدَرْتُ لِفَارَةٍ لَهُمْ حَيْثُ حَلُّوا ابْتَغَى رَاحَةَ الْفَضْلِ

پس انہوں نے اپنی حالت نہیں بدلی۔ یہاں تک کہ وہ جہاں اترے ہیں نے نصیحت

کا میدان حاصل کرنے کے لیے تیزی سے ان پر چھا پامارا۔

يَا أَيُّهَا رَسُولُ اللَّهِ أَوَّلَ حَافِقٍ عَلَيْهِ لَوَاءٌ لَّهُ يَكُنْ لَاحٍ مِّنْ قَبْلِي

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پہلا پرچم کٹا تھا، ایسا پرچم میرے اس

واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہ ہوا تھا۔

لَوَاءٌ لَدَيْهِ التَّصَوُّ مِنْ رُوحِي كَرَامَةً إِلَيْهِ عَنِ يَزِيدِ فَعُلُهُ أَفْضَلُ الْفَعُولِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے مجھ کی مدد اس کے ساتھ تھی، جس

کا ہر کام بہترین ہے۔

عَشِيَّةً سَادُوا حَاشِدِينَ وَكُلُّنَا مَرَّاجِلُهُ مِنْ غِيظِ أَصْحَابِهِ تَغْلِي

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے، حالت یہ تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کی

ریگیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں۔

فَلَمَّا اتَّزَعَيْنَا أَنَا خُورًا فَعَقَلُوا مَطَايَا دَعَقَلْنَا مَدَى عَرٍّ مِّنَ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آگئے تو انہوں نے اپنے اونٹ

بٹھائے اور سوار یوں کے پاؤں باندھ دیے۔ ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے



اپنی ساریوں کے پاؤں باندھ دیے۔

فَقُلْنَا لَهُ خَبْلُ الْإِذْلَةِ مَصِيْرُنَا وَمَا لَكُمْ إِلَّا الضَّلَالَةُ مِنْ خَبْلٍ

پھر ہم نے ان سے کہا: ہماری بازگشت تو خداوندی تعلق سے اور تمہارا تعلق گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَنَارَ أَبُو جَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًا فَخَابَ وَرَدَّ اللَّهُ كَيْدَ ابْنِ جَهْلٍ

پھر تو ابو جہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے ارادے سے، محروم رہا (جو کہنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ تعالیٰ نے ابو جہل کی پابازی روک دی۔

وَمَا نَحْنُ إِلَّا فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا وَهُمْ يَأْتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلٍ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دوسو، اس کے بعد ایک اور زیادہ  
فَيَا لَوْ تَطِيعُوا غَوَا تَحْكُمُ وَفِيئُوا إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْمُنْهَجِ السَّهْلِ  
تو اے بنی لوی! اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو، اور اسلام، جو ایک سہل  
راستہ ہے، اس کی طرف آؤ۔

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُصِيبَ عَلَيْكُمْ عَذَابٌ تَدْعُونَا لِتَدَامَةِ الشَّكْلِ

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو، اس وقت تم پہچانو اور  
وادیلو کرو۔

ابو جہل سے منسوب اشعار | ابو جہل نے ان اشعار کے جواب میں کہا:-

تَجَبَّتْ لِأَسْبَابِ الْحَفِيظَةِ وَالْجَهْلِ وَبِالْشَّاعِبِينَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبَطْلِ

غمیے اور جہالت کے اسباب اور جوش مخالفت پر، نیز غلط باتوں کے متعلق  
پرہیز پکار کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلَيْتَا رَكِبَيْنِ مَا وَجَدْنَا حَبْدُودَنَا عَلَيْهِ ذَوِي الْأَحْسَابِ وَالْهُدَى الْجَسَلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ،  
دادا کو پایا، اسے سمجھنے والوں پر اچنبھا ہوتا ہے۔

أَتُونَا بِأَنْفِكَ كَيْ يُضَلُّوا عَقُولُنَا وَلَيْسَ مُضِلًّا إِذْ كُفِّ عَقْلُ ذِي عَقْلٍ

ان لوگوں نے آپ کی بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں، لیکن



ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی  
فَقُلْنَا لَهُمْ يَا قَوْمَنَا لَا تَخَالِفُوا عَلَى قَوْمِكُمْ إِنَّ الْخِلَافَ مَدَى الْجَهْلِ  
تو ہم نے ان سے کہا: اے ہماری قوم کے لوگ! اپنی قوم کی مخالفت نہ کرو۔

کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔  
فَيَا نَكْمُ إِنَّ تَفْعَلُوا تَدْعُمُ نِسْوَةً لَّهُنَّ بَوَالٍ بِالنَّرِيَّةِ وَالشُّكْلِ  
پھر اگر تم نے ایسا کیا تو رونے والی عورتیں اُسے مصیبت اور اُسے پیاروں  
سے جدا کر دے گی۔

وَإِنْ تَرْجِعُوا عَمَّا قَعَلْتُمْ فَيَا نَنَا  
بَنُو عَمَلِكُمْ أَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالْفَضْلِ  
اور جو کچھ تم نے کیا ہے، اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے پیچھے  
بھائی اور حمایت کرنے والے اور فضیلت والے ہیں۔

فَقَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا مُّحَمَّدًا رِضًى لِّذِي الْأَحْلَامِ مِنَّا وَذِي فَضْلِ  
ان لوگوں نے ہم سے کہا، ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں کے  
عقل مندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے مطابق پایا ہے۔

فَلَمَّا أَبَوْا إِلَّا الْخِلَافَ وَزَيَّنُوا جَمَاعَ الْأُمُورِ بِالْقَبِيحِ مِنَ الْفَعْلِ  
پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے  
مجموعے کو برے کام سے زینت دی۔

تَيَمَّنَتْهُمْ بِالسَّاحِلَيْنِ بَغَارَةً يَدُورُ كَهُمْ كَالْعَصْفِ لَيْسَ بِذِي أَصْلِ  
میں نے ان پر ساحل سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ انہیں اس درخت کے  
سوکھے ہوئے پتے کا چھڑا بنا دیا جائے۔ جس کی جڑ نہ ہو۔

فَوَرَعَنِي مُجْدِي عَنْهُمْ وَصُحْبَتِي وَقَدْ وَانْصَفَا فِي رِيَا لَشَيْفٍ وَبِالنَّبْلِ  
(لیکن) اس کے بعد مجھ ہی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے)  
روک لیا، ان لوگوں نے تمہاروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

إِلَّا عَلَيْنَا وَاجِبٌ لَا نُضِيعُهُ آمِنٌ قَوَاهُ غَيْرُ مُنْتَكِبٍ الْحَبْلِ  
(اس مجھ ہی کے ان تعلقات کے سبب سے، جن کا نہ توڑنا ہم پر لازم ہے۔ مجھے رک  
جانا پڑا، اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں، وہ تعلقات توڑنے والا نہیں۔



فَلَوْلَا ابْنُ عَمْرٍو دَكُنْتُ غَادَتٌ مِنْهُمْ مَرَجِمٌ لِلطَّيْرِ الْكُفُوفِ يَلَا تَبْلُ

پس اگر ابن عمرو نہ ہوتا (مجہدی) تو ان لوگوں سے ایسی جنگ ہوتی کہ جو میدان

جنگ میں رہنے والے پرندے فائدہ اٹھاتے اور اس کے بدے کا کوئی اندیشہ نہ ہوتا۔

وَلَكِنَّهُ إِلَى يَالٍ فَقَلَصَتْ يَا نَيْمَانَا حَدُّ السُّيُوفِ عَيْنَ الْقَتْلِ

لیکن اس نے (مجہدی نے) ایسے تعلقات کی قسمیں دیں کہ قتل کرنے سے تلواروں

کی باڑھیں ہمارے ہاتھوں میں کوتاہ ہو گئیں۔

فَإِنْ تُبْقِنِي الْوَيَامُ أَرْجِعْ عَلَيْهِمْ بِيضُ يَفَاقِ الْحَدَّ مُحَدَّثَةِ الصَّقِلِ

پھر اگر زمانہ مجھے رکھے تو سفید چکیل پتل باڑھ والی نئی صیقل کی ہوائی (تلواریں) لے

کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا۔

يَا بَيْدَى حَمَاقَةً مِنْ لُؤَيٍّ بِنِ غَالِبٍ كِرَامِ الْمَسَاعِي فِي الْجُدُوبَةِ وَالْمَحَلِ

اے تلواریں! بنی لؤی بن غالب کے ان حمایتیوں کے ہاتھوں میں ہوں گی۔ جن کی

کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل عزت ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: اکثر علماء شعر نے ان شعروں کو ابو جہل کی طرف منسوب کرنے سے انکار

کیا ہے۔



## غزوہ بدر کے مقامات

ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں قریش سے غزوہ بواط جنگ کا ارادہ فرما کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا: مدینہ پر السائب بن عثمان بن مظعون کو عامل بنایا۔ ابن اسحق نے کہا: آپ صنوع رضوی کے مقام بواط تک پہنچے، پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہ ہوا۔ پھر آپ نے ربیع الآخر کا باقی حصہ اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصہ مدینہ ہی میں بسر فرمایا۔

پھر قریش سے جنگ کے لیے نکلے اور مدینہ پر ابوسلمہ بن عبد الاسد کو عامل بنایا۔

## غزوہ عثیرہ

ابن اسحق نے کہا: آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے اور ابن ازہر کے پتھر سے مقام میں ایک درخت کے نیچے نزول فرمایا، جسے ذات الساق کہتے تھے۔ وہاں آپ نے نماز پڑھی اور اس جگہ آپ کی ایک مسجد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) وہاں کھانا تیار کیا گیا۔ جو آپ نے لوگوں کے ساتھ تناول فرمایا۔ وہاں جس مقام پر دیگ کے لیے چولہا بنایا گیا۔ وہ بھی معلوم ہے اور ایک چٹنے سے آپ کے لیے پانی لایا گیا جس کا نام المشرب تھا۔

پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا اور الخفاف کو بائیں جانب چھوڑ دیا۔ پھر ایک پہاڑی ندی کے رستے سے گزرے، جس کا نام شعبہ عبد اللہ تھا۔ آج بھی (یعنی سیرت ابن ہشام کی ترتیب کے وقت) اس کا یہی نام ہے۔ پھر بائیں جانب کے نشیب کی طرف چلے، حتیٰ کہ میل میں تشریف لائے۔

لے بواط ایک وادی بھی ہے اور اطراف رضوی کا ایک پہاڑ بھی۔ لے یا قرۃ کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن احمد بن محمد کی ایک زمینی تھی جس کا نام الخفاق تھا۔ اور یہ مدینہ منورہ کے نواحی میں تھی۔ لے میل وادی الصفراء کے قریب ایک بستی ہے، جہاں پانی کا ایک بڑا چشمہ ہے۔ اسے البیہرہ کہتے ہیں۔



وہاں کے سنگم الصبوعہ نام پر نزول فرمایا۔ اور ایک باؤلی سے پانی لے کر ایک سبزہ زار کی راہ اختیار فرمائی۔ جس کا نام سبزہ زار علیؑ تھا۔ یہاں تک کہ صغیرات الیثام کے پاس عام راستے سے مل گئے۔ آگے بڑھ کر آپ نے وادی ینبوع میں العشرہ نامی مقام پر نزول فرمایا، وہاں آپ نے جمادی الاولیٰ اور جمادی الآخرہ کی چند راتیں بسر فرمائیں۔ یہیں بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی عمرو سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے، کوئی جنگ نہ ہوئی اور اسی غزوہ میں آپ نے علیؑ کے متعلق وہ الفاظ فرمائے، جو مشہور ہیں۔

**علیؑ اور لقب البو تراب** | ابن اسحق نے کہا: مجھے یزید بن محمد بن خثیم المحاربی سے، اسے محمد بن کعب القرظی سے، اسے ابو یزید محمد بن خثیم سے، اور اسے عمار بن یاسر سے روایت پہنچی کہ میں اور علیؑ بن ابی طالب غزوہ عثیرہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند آدمی دیکھے، جو اپنے کسی نخلستان کے ایک چٹنے پر کام کر رہے تھے۔ علیؑ نے مجھ سے کہا: اے ابو الیقظان! کیا تمہیں بھی کچھ (اس کام سے) دل چسپی ہے؟ اور ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ وہ کس طرح کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلیے! غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی مصروفیتیں دیکھتے رہے۔ پھر ہمیں نیند آنے لگی۔ تو میں اور علیؑ وہاں سے چلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ کر سو گئے۔

واللہ! ہمیں کسی نے نہ اٹھایا، یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں چونکایا۔ ہم جس مٹی پر سو گئے تھے۔ اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ بن ابی طالب کو گرد و غبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا:-

مَا لَكَ يَا أَبَا ترَابٍ

اے ابو تراب! تمہاری یہ کیا حالت ہے؟

پھر آپ نے فرمایا:-

أَلَا أَحَدٌ تُكْسَمُ يَا شَيْحِي النَّاسِ

کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کروں جو تمام

رَجُلَيْنِ -

لوگوں میں زیادہ بہشت ہیں۔

۱۔ یاقوت کے بیان کے مطابق مدینہ منورہ سے اٹھائیس میل پر ہے۔

۲۔ یاقوت نے اسے صغیرات الیثام بھی لکھا ہے۔ بہر حال یہ غزوہ عثیرہ کی ایک منزل تھی اور غزوہ بدر کے لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام سے گزرے تھے۔ ۳۔ ینبوع کے نواحی کا ایک مقام ہے۔



ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ضرور بیان فرمائیے، فرمایا:  
 أَحْمِیْ ثُمَّ ذَا الَّذِیْ عَقَرَ النَّاقَةَ  
 قَوْمٌ مِّنْهُمْ جِئْتُ بِہُمْ لَمْ یَكُنْ لَہُمْ رِجَالٌ کَانَ بَیْنَہُمْ  
 اے علی! وہ شخص جو تمہارے اس مقام پر وار کرے گا۔

(آپ نے دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا)  
 حَتَّىٰ یَبْلُغَ مِنْهَا هَذِهِ۔  
 یہاں تک کہ تر ہو جائے گی، اس مزب کے سبب۔

(اور آپ نے ان کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔)

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کا نام ابوتراب صرت اس وجہ سے رکھا تھا کہ جب آپ  
 بیتنا فاطمہؓ سے خفا ہوتے، نہ گفتگو کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جو انھیں (سیدہ کی) بُری معلوم  
 ہو۔ بجز اس کے کہ آپ تھوڑی سی مٹی لے کر سر پر ڈال لیتے، راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 آپ کے سر پر مٹی دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ وہ فاطمہؓ سے ناراض ہیں اور فرماتے:-

مَا لَکَ یَا أَبَا تُرَابٍ  
 اے ابوتراب تمہیں یہ کیا ہو گیا؟  
 خدایا بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون سی روایت صحیح ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد  
 بن ابی وقاص کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا۔ وہ نکل  
 سرزمین حجاز کے مقام خرار تک پہنچے۔ پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہ ہوا۔  
 ابن ہشام نے کہا: سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے مطابق حمزہؓ کی روانگی کے بعد  
 نہ تھی۔

ابن اسحاق نے کہا: غزوہ العشرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف  
 لائے تو بجز چند راتوں کے، جو گنتی میں دس (تک) بھی نہ پہنچی تھیں، مدینہ میں  
 م نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الغفیری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی  
 ش میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے مطابق زید بن حارثہ کو حاکم بنایا۔

ابن اسحاق نے کہا: یہاں تک کہ آپ صلح بدر کی اس وادی تک پہنچے، جس کا نام سفوان تھا۔ کرز  
 جابرؓ کو نکل گیا اور آپ نے اسے نہ پایا، اسی کا نام غزوہ بدر الاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف  
 لائے۔ کتنے ہیں کہ یہ ایک وادی ہے، نیز ایک مقام جو حنفیہ کے قریب بتایا جاتا ہے۔



لائے اور جمادی الاخریٰ کے باقی حصے، نیز رجب و شعبان تک مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔

**سریہ عبداللہ بن جحش** | غزوہ بدر اولیٰ سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبداللہ بن جحش بن رباب الاسدی کو مہاجرین میں سے آٹھ افراد کے ساتھ روانہ فرمایا، انصار میں سے کوئی بھی ان میں شریک نہ تھا۔ انھیں ایک تحریر لکھ دی اور حکم دیا کہ اس تحریر کو نہ دیکھیں اور دو دن تک چلتے رہیں۔ پھر تحریر دیکھیں، اس میں جو حکم دیا گیا ہے، اس کے مطابق عمل پیرا ہوں، ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کریں۔ عبداللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے (حسب ذیل) تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے (۱) ابو حذیفہ بن عتبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس) اور انھیں کے حلیفوں میں سے (۲) ایک عبداللہ بن جحش، جو اس وقت سب کے سردار تھے، دوسرے (۳) عکامہ بن محسن بن صرثان، جو بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے۔

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے (۴) ان کے حلیف عتبہ بن غزوہ ابن جابر، بنی زہرہ بن کلاب میں سے (۵) سعد بن ابی وقاص، بنی عدی بن کعب میں سے ان کے حلیف (۶) عامر بن ربیعہ، جو بنی عدی کی شاخ غزیرہ وائل میں سے تھے، بنی تمیم میں سے ان کے حلیف (۷) واقد بن عبداللہ (بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع)، بنی سعد بن لیث میں سے (۸) خالد بن بکیران کے حلیف تھے اور بنی الحارث بن فہر میں سے (۹) سہیل بن بیضار۔

**نخلہ جانے کا حکم** | عبداللہ بن جحش نے دو دن تک چلنے کے بعد تحریر کھول کر دیکھی۔ اس میں

إِذَا أَنْظَرْتُ فِي كِتَابِي هَذَا فَأَمِمْ  
حَتَّى تَنْزِلَ نَخْلَةٌ بَيْنَ مَكَّةَ وَ  
الطَّائِفِ فَتَرَصَّدِي بِهَا قُرْآنًا وَتَقْلَمِ  
لَنَا مِنْ أَحْبَابِهِمْ -

جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک چلو کہ مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ میں اترو اور وہاں رہ کر قریش کی کارروائیوں کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے ہمیں آگاہ کرو۔

جب عبداللہ بن جحش نے یہ تحریر دیکھی تو کہا: بے پرو چشم! پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں نخلہ جاؤں، وہاں سے قریش کے حالات کی نگرانی کرتا رہوں اور ان کی خبروں کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں۔ تم میں سے کسی کو مجبور کرنے سے مجھے آپ نے منع فرمایا ہے۔ تم میں سے

اس طرح عبداللہ بن جحش کو شامل کر کے نو مہاجرین ہوئے۔ یہ نخلہ مکہ و طائف کے درمیان مشہور مقام ہے طائف سے واپسی کے وقت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مقام نخلہ قیام فرمایا تھا۔



شہید ہونا چاہتا ہے اور شہادت سے اسے محبت ہے وہ ساتھ چلے اور جو اسے ناپسند کرتا ہے وہ لوٹ  
 گئے، میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جانے والا ہوں (یہ کہہ کر) وہ نکل کھڑے ہوئے، ان کے ساتھ  
 ان کے ساتھی بھی ہو لیے اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ ہٹا۔ وہ (سب) حجاز کی راہ چلے یہاں تک کہ جب فرع نامی  
 حد بن پہنچے، جسے بحران بھی کہا جاتا تھا تو سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوہ کا وہ اونٹ کھو گیا جسے وہ دونوں  
 اپنے پیچھے لارہے تھے۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے باقی ساتھی نخل  
 میں جا کر اتر پڑے۔ ان کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ گزرا، جو منقہ، چمڑا اور دوسرا تجارتی سامان لے جا  
 رہا تھا، اس میں عمرو بن المعتمر بھی تھا۔

ابن ہشام نے کہا: اس حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا، بعض کہتے  
 ہیں مالک بن عباد بنی صدف سے، صدف کا نام عمرو بن مالک تھا۔

### قافلہ قریش سے جھڑپ

ابن السکون بن اشرس بن کندہ سے تھا، جسے کندہ بھی کہا گیا ہے۔  
 ابن اسحاق نے کہا: اس قافلے میں عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ المخزومی، اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ  
 المخزومی اور الحکم بن کیسان، ہشام بن المغیرہ کا آزاد غلام بھی تھا جب ان لوگوں نے انھیں (مہاجرین کو)  
 دیکھا تو ہیبت زدہ ہو گئے اور وہ قریب ہی اترے تھے، عکاشہ بن محسن نے جا کر انھیں دیکھا، عکاشہ کا سر  
 منڈا ہوا تھا۔ جب اسے دیکھا، مطمئن ہو گئے اور سمجھے، عمرہ کرنے والے لوگ ہیں، ان سے کوئی خوف نہیں۔  
 یہ واقعہ ماہ رجب کے آخری دن کا تھا۔ مہاجرین نے باہم سلاح کی اور کہا: واللہ اگر ان لوگوں کو  
 آج رات چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور ان پر ہاتھ نہ اٹھا سکو گے۔ اگر انھیں قتل کیا تو یہ  
 قتل ماہ حرام میں ہوگا۔

غرض وہ متزدد رہے اور پیش قدمی کرنے سے ڈرے۔ پھر حملے کے لیے دل مضبوط کیے اور فیصلہ  
 ہوا کہ ان میں سے جس جس کو قتل کیا جا سکے، قتل کر دیا جائے اور جو کچھ ان کے پاس ہے، سب  
 لیا جائے۔ واقعہ بن عبداللہ التیمی نے عمرو بن المعتمر پر ایک تیر بھینکا اور اسے قتل کر دیا، عثمان بن عبداللہ  
 اور الحکم بن کیسان کو قید کر لیا، نوفل بن عبداللہ بچ کر نکل گیا۔

عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کو  
 مدینہ منورہ میں وروا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ پہنچے، عبداللہ بن جحش  
 کے بعض متعلقین نے کہا ہے کہ عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا تھا، ہمیں جو کچھ غنیمت میں ملے اس  
 کا پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا، یہ واقعہ غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا، اللہ کی



جانب سے فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ اس لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قافلے کے اونٹوں میں کا پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی سارا اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر لیا تھا۔  
ابن اسحق نے کہا: جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:-

مَا آمَرْتُكُمْ بِقِتَالٍ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ  
میں نے تمہیں ماہ حرام میں کسی جنگ کا حکم نہیں دیا تھا۔

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کا معاملہ ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرما دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر وہ لوگ ہچکچائے اور خیال کیا کہ تباہ ہو گئے، دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پر بے دے کی۔

**قریش اور یہود کی چہ میگوئیاں** | قریش تو کہنے لگے کہ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا۔ ماہ حرام میں خونریزی کی۔ ماہ حرام میں مال لوٹا، اور لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کا جواب دے رہے تھے، وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا، وہ شعبان میں کیا، یہود نے اس واقعے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فال بنالیا اور کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقعہ بن عبد اللہ نے قتل کیا ہے، عمرو سے واضح ہے کہ عمرت الحرب (جنگ لمبی ہو گئی) حضرمی سے واضح ہے کہ حضرت الحرب (جنگ سر پر آگئی)، اور واقعہ سے واضح ہے قدرت الحرب (جنگ کا شعلہ بھڑک اٹھا)، پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ تفاعل کی آفت انہیں پر ڈالی، اور انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔

**قرآن مجید کا فیصلہ** | جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسولؐ پر ایہ آیت نازل فرمائی:-

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ - قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ -  
لوگ تجھ سے ماہ حرام کے متعلق (یعنی، اس میں جنگ کرنے کے متعلق) دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔



یعنی اگر تم نے انہیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انہوں نے تو تمہیں اللہ کے انکار کے ساتھ اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے روکا ہے، تمہیں نکالنا، جو وہاں کے رہنے والے تھے اللہ کے پاس اس قتل سے بڑا گناہ تھا، جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ - اور دین سے پھرنے کے لیے ایذا میں دنیا قتل سے بہت زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

**دین سے برگشتہ کرنے کی کوششیں** | یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھرنے کے لیے (طرح طرح کی) ایذا میں دیا کرتے تھے کہ انہیں ان کے ایمان لانے کے

بعد کفر کی طرف پھیر لیں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس سے بھی زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا - اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ موقع پائیں تو تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں۔

یعنی اس پر مزید یہ ہے کہ اس بدترین اور اس سے بڑے (گناہ) پر وہ جے ہوئے ہیں، نہ اس سے تائب ہونے والے ہیں اور نہ اس سے الگ ہونے والے ہیں۔ جب قرآن یہ حکم لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کا وہ خوف دہرا اس دور فرما دیا جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرمایا۔

**قریش کی طرف سے فدیہ** | قریش نے عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان کی رفاہی کے لیے فدیہ بھیجا۔

لَا نُفِدُ بَكُمْ مَوْهُمَا حَتَّى يَقْدَمَ صَاحِبَانَا فَإِنَّا نَخْشَاكُمَا عَلَيْهِمَا فَإِنِ يَقْتُلُوهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمَا۔ ہم ان دونوں کے متعلق تمہارا فدیہ اس وقت تک قبول نہ کریں گے جب تک ہمارے دونوں دوست نہ آجائیں (یعنی سید بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوہ) کیونکہ ان دونوں کے متعلق میں تم سے اندیشہ ہے پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمہارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لے کر ان دونوں قیدیوں کو رہا فرما دیا۔ الحکم بن کیسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اچھے مسلم رہے، عثمان بن عبد اللہ مکہ والوں کے پاس چلا گیا اور کفر ہی کی حالت میں مرا۔

**اللہ کی رحمت** | جب عبد اللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف دہرا اس جاتا رہا جس میں وہ



نزل آیات تک جتلاتے، تو انہیں اجر کی امید ہوئی اور انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ جو کچھ ہوا، یہ غزوہ تھا اور ہمیں اس کے متعلق مجاہدوں کا ساتھ دیا جائے گا؟ تو ان کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:-

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا  
وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ  
يَرْجُونَ رَحْمَةً مِّنَ اللَّهِ. وَاللَّهُ غَفُورٌ  
رَّحِيمٌ۔

بے شبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی، اور  
اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے  
ہیں اور اللہ (تعالیٰ) تو (غرضوں کو) بڑا ڈھانک لینے  
والا اور بڑا مہربان ہے۔

پس اللہ (تعالیٰ) نے تو انہیں اس معاملے میں بڑی امید دلائی، اس حدیث کی روایت زہری اور زبیر  
بن رومان سے ہے اور انہوں نے عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہے۔

**مال غنیمت کی تقسیم** | ابن اسحاق نے کہا: عبد اللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے بیان کیا کہ اللہ  
(تعالیٰ) نے جب (مال) غنیمت کو جائز کر دیا اور اس کی تقسیم کی تو چار خمس  
(۴/۵) تو ان لوگوں کے لیے مقرر فرمایا جنہوں نے غنیمت حاصل کی، پانچواں حصہ (۱/۵) اللہ (تعالیٰ) اور  
اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مقرر فرمایا، یہ تقسیم اسی کے مطابق ہو گئی جو عبد اللہ بن جحش  
نے قافلے کے اونٹوں میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا: یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی عمرو بن العسری پہلا شخص تھا، جسے  
مسلمانوں نے قتل کیا، عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان پہلے قیدی تھے جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔  
**عبد اللہ بن جحش کے اشعار** | ابن اسحاق نے کہا: غزوہ عبد اللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا:  
ڈالا اس میں خونریزی کی، مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو ابو بکر صدیقؓ نے یہ شعر کہے اور بعض کہتے  
ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ نے نہیں بلکہ عبد اللہ بن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: یہ شعر عبد اللہ بن جحش ہی کے ہیں:-  
تَعَذُّونَ قَتْلًا فِي الْحَرَامِ عَظِيمَةٍ      وَأَعْظَمَ مِنْهُ لَوْبِي الرُّشْدَ دَائِدُ

تم لوگ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو۔ حالانکہ  
اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ کو دیکھے تو اس سے بڑے گناہ  
حسب ذیل ہیں:-



صَدُّوْكُمْ عَمَّا يَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَكَفُّرُيْهِ وَاللّٰهُ رَاٰ وَشَهِدُ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی مخالفت اور آپ سے تم لوگوں کا انکار

خدا یہ سب کچھ دیکھتا ہے اور اس کا گواہ ہے۔

وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللّٰهِ أَهْلَهُ لِيَتَوَيَّرَ يَلَهُ فِي الْبَيْتِ سَاجِدٌ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو تمھارا (اس لیے) نکالنا کہ اللہ کے

گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے۔

فَإِنَّا وَإِنْ عَزِيزٌ مُّمُوْنًا بِقَتْلِهِ وَأَرْجَفَ بِالْإِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدٌ

اگرچہ تم ہم پر اس کے قتل کا عیب لگاؤ اور باغی اور حاسد لوگ اگرچہ (ایسی خبروں

کے ذریعے سے نظام، اسلام میں بے چینی پیدا کرنا چاہیں، بے شک۔

مَسْقِيْنَا مِنْ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحِنَا يَخْلَعُ لَمَّا أُدْقِدَ الْحَرَابَ وَاقِدٌ

ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو مقام نخدین ہم نے سیراب کیا

تب واقعہ نے جنگ کی آگ بھڑکائی۔

دَمَاقًا ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عُثْمَانُ بَيْنَنَا يَنَازِعُهُ غُلٌّ مِنَ الْقَيْدِ عَائِدٌ

عثمان بن عبد اللہ ہمارے پاس ہے۔ خون آلودہ تسمے نے اسے جکڑ رکھا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے سے

اٹھارہویں مہینے کے آغاز پر شعبان میں قبلے کی تحویل ہوئی۔



## قافلہ قریش اور لشکر قریش

**قافلہ قریش** | ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے آرہا ہے۔ اس قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے۔ اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس افراد ہیں جن میں مخزمہ بن نوفل (بن اُبیہ بن عبد مناف بن زہرہ) اور عمرو بن العاص (بن مائل بن ہشام) بھی ہیں۔ (ابن ہشام کے بیان کے مطابق عمرو ابن العاص بن مائل بن ہاشمی)

ابن اسحاق نے کہا: مجھے محمد بن مسلم الزہری، عاصم بن عمر بن قتادہ، عبد اللہ بن ابی بکر، اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی۔ (ہر ایک نے مجھے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا) اور میں نے بدر کے جو واقعات لکھے ہیں ان میں ان سب کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام سے ابوسفیان کے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:۔

هَذِهِ عَيْرُ قُرَيْشٍ فِيْهَا  
أَمْوَالُهُمْ فَأَخْرُجُوا إِلَيْهَا لَعَلَّ  
اللَّهُ يَنْقِلُكُمْ هَا -

یہ قریش کا قافلہ ہے اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو، شاید اللہ تمہیں اس میں سے کچھ غنیمت دلا دے۔

لوگوں نے آپ کی ترغیب کا اثر قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، البتہ بعض نے سستی کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے خیال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: جنگ درپیش ہے۔

ابوسفیان حجاز سے قریب ہوا تو خبریں دریافت کرنے لگا۔ جو سوار ملتے، ان سے سوال کرتا۔ کیونکہ اس پر خوف طاری تھا، بعض سواروں سے اسے اطلاع ملی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیرے اوپر قافلے کے لیے اپنے ساتھیوں کو نکلنے کی دعوت دی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ احتیاطی تدبیروں میں لگ گیا، اور ضمزم بن عمرو الغفاری کو اجرت دے کر مکہ روانہ کیا، اسے حکم دیا، کہ



قریش کے پاس جائے اور مال کی حفاظت کے لیے نکلنے کا مطالبہ کرے۔ یہ خبر سنا دے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قافلے کے لیے آڑے آچکے ہیں۔ ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف چلا گیا۔

**عاتکہ کا خواب** | ابن اسحق نے کہا: مجھے ایسے شخص نے جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا، عکرمہ سے اھوں نے ابن عباسؓ کی روایت سے اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیرؓ کی روایت سے حدیث سنائی۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب دیکھا، جس نے اسے پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوا بھیجا، اور ان سے کہا: بھائی جان! واللہ! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا، مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر اس کے سبب سے کوئی برائی اور مصیبت آئے، اس لیے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے مخفی رکھیے، اھوں نے عاتکہ سے کہا: تو نے کیا دیکھا ہے؟ کہا: میں نے ایک سوار دیکھا، جو اپنے اونٹ پر آیا، اور (وادی) ابطح میں کھڑا ہو گیا۔ پھر نہایت بلند آواز سے چلایا: سنو! اے بے وفاؤ! اپنے بچھڑنے کی جگہوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکل چلو، میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے، اونٹ اسے لیے ہوئے خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا۔ وہ پھر اسی طرح چلایا: سنو! اے غدارو! اپنے بچھڑنے کے مقام کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل جاؤ۔ پھر اونٹ اسے لیے ہوئے ابوقیس پر نمودار ہوا، اور وہ اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان لی اور اسے لٹھکا دیا، وہ لٹھکتی ہوئی پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی، مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھرا کوئی احاطہ باقی نہ رہا کہ اس چٹان کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں نہ گیا ہو۔ عباسؓ نے کہا: واللہ! یہ تو ایک اہم خواب ہے، مگر دیکھ، تو اسے چھپا، اور کسی سے بیان نہ کر۔

پھر عباسؓ نکلے تو ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے، جو ان کا دوست تھا، یہ خواب بیان کیا اور اسے پوشیدہ رکھنے کے لیے بھی کہا۔ ولید نے اسے اپنے باپ عتبہ سے کہا اور یہ بات مکہ میں یہاں تک پھیل گئی کہ قریش میں جا بجا اسی کا چرچا ہونے لگا۔ عباسؓ نے کہا: جب میں سویرے بیت اللہ کا طواف کرنے نکلا تو ابو جہل بن ہشام قریش کے ایک مجمع میں بیٹھا تھا اور سب کے سب عاتکہ کے خواب کے متعلق بات چیت کر رہے تھے۔



**عباس اور ابو جہل** جب ابو جہل نے مجھے دیکھا تو کہا اے ابوالفضل! طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا۔ میں فارغ ہوا تو جا کر ان کے سامنے بیٹھ گیا، ابو جہل نے مجھ سے کہا: اے بنی عبدالمطلب! تم میں یہ نئی ہتھیہ کب سے پیدا ہوئی ہے؟ میں نے کہا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: اجی وہی خواب جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ میں نے کہا: آخر اس نے کیا دیکھا؟ وہ بولا: اے بنی عبدالمطلب! کیا تمہیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا؟ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ عاتکہ نے تو دعویٰ کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کی غرض سے نکل جانے کے لیے اس سے کہا گیا ہے۔ ہم بھی ان تین دنوں میں انتظار کریں گے۔ جو وہ کہہ رہی ہے، سچ تو وہی ہوگا۔ اگر تین روز گزر گئے اور یہ بات سچ نہ نکلی تو ہم تمہارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ حرم والوں میں سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا: میں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا، بجز اس کے کہ میں نے اس خواب کا انکار کیا اور کہا کہ عاتکہ نے کچھ نہیں دیکھا، پھر ہم ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور جب شام ہوئی تو بنی عبدالمطلب میں سے کوئی عورت باقی نہ رہی، جس نے میرے پاس آکر نہ کہا ہو، کیا تم نے گوارا کر لیا کہ وہ بدکار، خبیث ہتھارے مردوں پر نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ جائے؟ تم سنتے رہے اور جو کچھ سنا اس سے ہتھیں کچھ بھی غیرت نہ آئی؟ میں نے کہا: واللہ! میں نے اسے کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا، اللہ کی قسم! میں اس سے تعارض کروں گا، اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کہیں تو ضرور میں تمہاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا۔

**ضمضم غفاری کی آمد** عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں غصے سے بے خود رہا اور یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک اچھا موقع کھو دیا۔ میری خواہش تھی کہ میں اس میں اسے پھانسا، پھر میں مسجد میں گیا تو اسے اس حالت میں دیکھا کہ اللہ میں اس کی جانب جا رہا ہوں۔ اور اس کی راہ میں سائل ہوں۔ تاکہ وہ دوبارہ ان باتوں میں سے جو اس نے پہلے کہی تھیں کوئی بات کہے اور میں اس سے بھڑک جاؤں، وہ بلا پتل، تیز مزاج، تیز زبان اور تیز نظر تھا۔ ایک اکی تیز چلتا ہوا مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا۔ میں نے دل میں کہا: اس پر اللہ کی لعنت ہو، کیا یہ تمام حرکات اس خوف سے ہیں کہ میں اسے صلواتیں سناؤں گا؟ اس نے اچانک ایک ایسی بات سنی، جو میں نے نہیں سنی، یعنی ضمضم بن عمرو غفاری کی آواز سنی، جو بطن وادی میں اپنا اونٹ ٹھہرانے ہوئے چھج رہا تھا، اونٹ کی ناک کاٹ دی تھی، کجا دا الٹ دیا تھا، گرتا پھڑ لیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا: اے گروہ



قریش! تمہارے سامان والے اونٹ، تمہارے سامان والے اونٹ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی گھات میں بیٹھے ہیں۔ اپنا مال بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے پاسکو گے، فریاد! فریاد!۔

اس پکار نے مجھے ابو جہل سے اور ابو جہل کو مجھ سے اپنی جانب پھیر لیا۔ لوگوں نے قریش کی تیاری | پھرتی سے تیاری کی۔ اور کہنے لگے، کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں؟ واللہ! ان پر بہت جلد واقع ہو جائے گا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اب ان لوگوں کی دو ٹولیاں ہو گئیں، کچھ تو نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو جانے کے لیے ابھارنے لگے۔ قریش سب کے سب اسی چکر میں آ گئے اور ان کے سر پر آدودہ لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا۔ بجز ابولسب بن عبدالمطلب کے جو رہ گیا تھا اور اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا۔ اس سے پہلے چار ہزار درہم کا جو اس کے اس پر تھے تقاضا کر چکا تھا۔ وہ ان درہموں سے خالی ہاتھ اور مفلس ہو چکا تھا۔ لہذا اس نے رقم کے عوض میں اسے اس کام پر مقرر کر دیا۔ وہ اس کی جگہ چلا گیا اور ابولسب رہ گیا۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن یحییٰ نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف نے گھری میں بیٹھے رہنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ یہ بوڑھا شاندار ڈیل ڈول کا اور بجاری بھرم تھا۔ اس کے پاس عتبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا، جب وہ مسجد میں اپنے لوگوں کے درمیان بیٹھا تھا اور ایک انکیٹی اٹھا لیا، جس میں آگ اور گرہ تھا، وہ اس کے سامنے لاکر رکھ دی اور کہا اسے ابوعلی! بخور کہ تم بھی تو عورتوں میں سے ہو، اس نے کہا: اللہ تجھے بدمعورت بنادے اور جو کام تو نے کیا ہے اسے بھی بدناما دے۔

پھر اس نے بھی تیاری کی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔ جب یہ لوگ تیاری سے فارغ ہوئے اور نکلنے کا ارادہ کیا تو وہ جنگ یاد آ گئی، جو ان کے اور بنی بکر بن عبدمنافہ بن کنانہ کے درمیان تھی۔ انھوں نے کہا: ہمیں ڈر ہے، کہیں وہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کر دیں۔

بعض بنی عامر نے مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب کی جو بنی بکر اور قریش کا اختلاف | روایت بیان کی ہے، اس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں تھی، اس کا سبب حفص ابن الاغیت کا بیٹا تھا۔ جو بنی معیش بن عامر بن لؤئی کا ایک شخص تھا۔ وہ ایک گشہ ادنیٰ کی تلاش



میں مقام ضجنان تک نکل گیا۔ وہ کمسن لڑکا تھا، اس کے سر پر چوڑیاں تھیں اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا، پاک صاف نکھرے ہوئے رنگ کا تھا، عامر بن یزید بن عامر بن الملوچ کے پاس سے گزرا جو بنی یسر بن عوف بن کعب (بن عامر بن لیث بن بکر بن عبدمناة بن کنانہ) کا ایک شخص ضجنان ہی میں تھا اور ان دونوں بنی بکر کا سردار تھا۔ وہ لڑکے کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پوچھا، اسے لڑکے! تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں حفص بن الاخیف القرشی کا لڑکا ہوں۔ جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو عامر بن یزید نے کہا: اسے بنی بکر! کیا قریش کے ذمے تمہارا کوئی خون نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! بخدا! ہمارے بہت سے خون ان کے ذمے ہیں۔ اس نے کہا، اگر کسی نے اس لڑکے کو اپنے کسی آدمی کے بجائے قتل کر دیا تو اس نے اپنے خون کا پورا معاوضہ لے لیا۔ پس بنی بکر کا ایک شخص اس کے پیچھے ہو گیا اور اسے اس خون کے عوض مار ڈالا، جو قریش کے ذمے تھا، قریش نے اس کے متعلق گفتگو کی، تو عامر بن یزید نے کہا: اسے گروہ قریش! ہمارے بہت سے خون تمہارے ذمے تھے اس لیے ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اب جو چاہو، کرو۔ اگر تم چاہو تو تمہارے ذمے جو کچھ ہو، وہ ادا کر دو اور جو کچھ ہمارے ذمے ہو گا، ہم ادا کر دیں گے، اگر تم چاہو تو یہ خون کا معاملہ ہے، ایک شخص کا بدلہ ایک شخص سے۔ تمہارا خون جو ہمارے ذمے ہے اس سے باز آ جاؤ، ہم اس خون سے باز آئیں گے۔ جو ہمارا تمہارے ذمے ہے، چونکہ قبیلہ قریش کی اس شاخ میں لڑکے کے خون کی کوئی اہمیت نہ تھی۔ لہذا انہوں نے کہا: بہت خوب! جان کا بدلہ جان۔ اس لڑکے کو بھول گئے اور اس کا خون بہا طلب نہ کیا، اس لڑکے کا بھائی مکرز بن حفص بن الاخیف مر الظہران کے پاس سے جا رہا تھا کہ اچانک اس نے عامر بن یزید بن عامر بن الملوچ کو اپنے ایک اونٹ پر سوار دیکھا، اسے دیکھتے ہی عامر پاس گیا، اپنا اونٹ بٹھایا، اس نے تلوار باندھ رکھی تھی، مکرز تلوار لے کر اس پر پہل پڑا۔ اور اسے قتل کر ڈالا۔ پھر اس کے پیٹ میں اسی کی تلوار تیزی سے گھمائی، پھر اسے مکہ لا کر راتوں رات کعبے کے پردوں سے لٹکا دیا۔ صبح قریش جاگے اور عامر بن یزید بن عامر کی تلوار کعبے کے پردوں سے لٹکی ہوئی دیکھی تو بولے: بے شبہ یہ تلوار عامر بن یزید کی ہے۔ اس پر مکرز بن حفص نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا ہے۔

یہ ان کے حالات تھے۔ غرض وہ اپنے یہاں کی اسی جنگ میں پھنسے ہوئے تھے کہ لوگوں میں اسلام پھیل گیا اور وہ اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے، یہاں تک کہ قریش نے بدر کی طرف جانے کا ارادہ کر

لے نغمان کا صحیح مقام معلوم نہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے ایک منزل پر ہے۔ واقعہ ہی نے بتایا کہ یہ مکہ مکرمہ سے پچیس میل کے فاصلے پر ہے۔



لیا، اس وقت انہیں وہ تعلقات یاد آئے، جہان میں اور بنی بکر میں تھے اور ان سے ڈرنے لگے۔

**مکرز بن حفص کے اشعار** مکرز بن حفص نے عامر کو قتل کرنے کے متعلق کہا ہے :-

لَمَّا رَأَيْتُ أَنَّهُ هُوَ عَامِرٌ      تَذَكَّرْتُ أَشْلَاءَ الْحَبِيبِ الْمَلْتَبِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ عامر ہے تو مجھے اپنے پیارے بھائی کے اعضاء

کے ٹکڑے، جو گوشت سے الگ تھے، یاد آ گئے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِي إِنَّهُ هُوَ عَامِرٌ      فَلَا تُرْهِبْنِيهِ وَانْظُرِي أَيْ مَرْكَبِ

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ بے شبہ عامر ہی ہے، اس سے تو نہ ڈر اور

دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَأَيَقُنْتُ أَيْ إِنْ أَجَلُّهُ حَتُوبَةٌ      مَتَى مَا أُصِيبُهُ بِالْفَرَّافِ يَعْطِبِ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک کاری ضرب لگاؤں اور وہ تھوڑے

زور سے برساؤں تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهُ جَانِبِي وَالْقَيْتُ كُلَّ كَيْفِ      عَلَى بَطْلِ شَاكِي السِّلَاحِ مُجَرَّبِ

میں نے اس کے لیے اپنے دل کی حفاظت کی (دل کڑا کیا) اور ایک

ایسے سونا پر دار کیا جو تجربہ کار اور ہتھیار لگائے ہوئے تھا۔

وَلَمْ أَكُ لَمَّا أَلْتَفْتُ رُوعِي وَرُوعُهُ      عَصَاةَ هَجْنٍ مِنْ نِسَاءٍ وَلَا أَبِ

اور جب میرا دھیان اور اس کا دھیان ایک دوسرے سے دست و

گریبان ہوئے تو (ظاہر ہو گیا کہ) میں نہ عورتوں کی جانب سے دغے نطفے کا تھا

اور نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهِ وَتَرَى لَمَّا أُنْسَ ذُحْلُهُ      إِذَا مَا تَنَاسَى ذُحْلُهُ كُلُّ غَيْبِ

میں نے اس سے انتقام لے لیا اور میں انتقام کو بھول گیا اور ایسے انتقام کو

مرنے بے عقل لوگ بھول جاتے ہیں

ابن ہشام نے کہا، الغیب وہ شخص ہے، جسے عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیب ہرنوں

اور شترمرغوں کے زروں کو کہتے ہیں۔ خلیل نے کہا، الغیب (بعین مہملہ) کے معنی اس شخص کے ہیں، جو

مکرز ہو اور انتقام نہ لے سکے۔



**سراقہ کی ذمہ داری** | ابن اسحق نے کہا: مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی، انھوں نے کہا: جب قریش نے چلنے کا ارادہ کر لیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے، تو وہ ارادہ بدل دینے کے قریب ہو گئے تھے، اتنے میں ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی کی صورت میں ان کے سامنے آیا، جو بنی کنانہ کے سربراہ اور وہ لوگوں میں سے تھا، اور کہا: اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی، جسے تم ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں، آخر وہ لوگ فوراً نکل کھڑے ہوئے۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی** | ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ رمضان کی چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

ابن ہشام نے کہا: رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد (پیر کے دن) نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو نماز پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا، کہتے ہیں، ان کا نام عبداللہ بن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لؤی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روماء سے ابولبابہ کو واپس فرمایا اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحق نے کہا: مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کو پرچم عنایت فرمایا۔ ابن ہشام نے کہا: اس کا رنگ سفید تھا۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم** | ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو سیاہ پرچم تھے، ان دونوں میں سے ایک تو علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ

تھا۔ جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ۔ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری بیٹھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیؓ بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر، حمزہؓ بن عبد المطلب، زید بن حارثہ، اور ابوبکرؓ بن ابی بکرؓ دو ان سے دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ، ایک اونٹ پر، ابو بکرؓ، عمرؓ اور عبدالرحمنؓ بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سے سوار ہوتے تھے۔

ابن اسحق نے کہا: لشکر کے پچھلے حصے پر بنی مازن بن النجار والے قیس بن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا۔ ابن ہشام کے قول کے مطابق انصار کا پرچم سعد بن معاذ کے ساتھ تھا۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر** | مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ کے پہاڑوں کے درمیان سے تشریف لے چلے۔ پھر عقیق، اس کے بعد ذی الحلیفہ، پھر اولات الجیش سے گزرے۔



(ابن ہشام نے اسے ذات الجیش بتایا ہے،

پھر آپ ترابن، مل، غمیس الحام، صغیرات الیمام اور سیالہ ہوتے ہوئے فج الروحاء پہنچے، بعد ازاں شنو کہ پر عام راستہ اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ آپ "عرق النبیہ" تشریف فرما ہوئے۔ (ابن ہشام نے اس مقام کا نام "النبیہ" بتایا۔ اعراب میں سے ایک شخص ملا، اس سے قریش کے متعلق پوچھا گیا، لیکن اسے کوئی خبر نہ تھی، اس سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو۔ اس نے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ جواب اثبات میں ملا تو اس نے آپ کو سلام کیا۔ ساتھ ہی کہا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو بتائیے: میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ سلمہ بن سلمہ بن وقش نے سوال سنتے ہی کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھو، ادھر آ، میں تجھے بتاتا ہوں، تو اس پر چڑھ بیٹھا اور اسے تجھ سے حمل رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس بس! تم نے اس آدمی کو فحش بات کہی اور سلمہ سے روئے مبارک پھیر لیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیج میں نزول فرمایا، اسی مقام کا نام بئر الروحاء ہے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ المنصرف میں پہنچے تو مکہ کا راستہ بائیں جانب چھوڑ دیا۔ اور النازیہ کی دائیں جانب سے بدر کا ارادہ فرمایا۔ پھر ایک وادی کو قطع کیا جو صفراء کی تنگ گھاٹی اور النازیہ کے درمیان ہے اور اسے "حقان" کہتے ہیں۔ صفراء کے قریب پہنچے تو بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اص بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء کو بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ ابوسفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبریں معلوم کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے آگے نکل گئے، اس کے بعد جب آپ صفراء کے سامنے آئے، جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے، لوگوں نے کہا: ان میں ایک کو تو مریج کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مخزومی، وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا، کہ بنو النزار اور بنو حرقاق، بنی غفار کی دونوں شاخیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا۔ چنانچہ آپ نے ان ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں سے فال لی، ان دونوں پہاڑوں اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر سیدھی طرف کی راہ ایک وادی میں اختیار فرمائی، جسے ذفران کہا جاتا تھا، اسے طے فرمانے کے بعد اتر پڑے، وہاں آپ کو

لے صقیق، ذی الحلیفہ اور اولات الجیش یا ذات الجیش مدینہ منورہ سے تقوڑے فاصے پر ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں ذی الحلیفہ کو آج عموماً آباد علی کہتے ہیں، باقی مقامات بھی آگے تقوڑی تقوڑی دور ہیں۔



اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے نکل پڑے ہیں۔

**قریش کے متعلق خبر** | آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابو بکر صدیقؓ

اسٹھے اور خوب تقریر کی۔ پھر عمرؓ بن الخطاب اسٹھے اور خوب تقریر کی۔ پھر مقدادؓ بن عمرو اسٹھے اور کہا: یا رسول اللہ! اللہ (تعالیٰ) آپ کو جو کام مناسب بتائے، وہ کیجیے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، واللہ! ہم آپ سے وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا، یعنی:-

اِذْ هَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَاقْبَلَا نَا

اِذْ هَبْنَا قَاعِدُوْنَ۔

کریں، ہم بے شبہ ہیں جیسے رہنے والے ہیں۔

بلکہ ہم کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور لڑیں، ہم بھی آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برکت الغاد تک بھی لے چلیں تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی ان کے لیے دعا فرمائی، پھر فرمایا: اَشِيْرُوْ عَلٰی اَيُّهَا النَّاسُ (لوگو! مجھے مشورہ دو!)

**انصار کی طرف روئے سخن** | یہاں لوگوں سے مرپ کی مراد انصار تھے، یہ اس لیے فرمایا کہ وہ بھی شامل تھے، جب انھوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی

تو کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں، جب تک آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں۔ جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں تو آپ ہماری ذمہ داری میں ہوں گے، ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے، جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا، کہیں انصار یہ نہ سمجھتے ہوں، آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ کر دے، اور ان پر لازم نہیں کہ آپ انھیں ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں۔

**سعد بن معاذ کی تقریر** | پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعد بن معاذؓ نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! واللہ! شاید آپ ہم سے

خطاب فرما رہے ہیں۔ فرمایا: ہاں! عرض کی: بے شبہ ہم آپ پر ایمان لا چکے، ہم نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے، وہ حق ہے۔ اس پر ہم آپ کو قول

لے برکت الغاد میں بتایا جاتا ہے، بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ جملہ ہی ہے، بہر حال زیر غور تقریر میں اس سے مقصود انتہائی دور افتادہ مقام ہے۔



دے چکے اور آپ کی فرمانبرداری و اطاعت پر مستحکم وعدے کر چکے، اس لیے یا رسول اللہ! آپ جہاں چاہیں، تشریف لے چلیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اگر آپ سمندر بھی ہمارے سامنے لے آئیں اور اس میں داخل ہوں تو ہم آپ کے ساتھ داخل ہو جائیں گے اور ہمارا ایک بھی شخص پیچھے نہ ہٹے گا، ہم اس بات کو ناپسند نہیں کرتے کہ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر دشمن سے مقابل ہوں۔ ہم جنگ کرنے کے لیے بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔ امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا۔ جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ غرض آپ ہمیں ہمراہ لے کر چلے چلیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی تقریر سے خوش ہوئے اور ان کی باتیں آپ کے لیے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا:-

سَيُرَوُّوْا دَا اَنْبَشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ  
وَعَدَ فِيْ اَحَدِ الطَّائِفَتَيْنِ  
وَاللّٰهُ! لَكُمْ فِى الْاَنْ اَنْظُرُ اِلَى  
مَصَارِيْعِ النُّوْمِ۔

چلو اور غرض ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں  
میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ! اس وقت  
گریا میں بے شبہ ان لوگوں کے بچھڑنے کے مقامات  
دیکھ رہا ہوں۔

**بدر میں ورود** | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑوں پر سے چلے جن کا نام الاما فر تھا۔ وہاں سے ایک بستی کی جانب نزول فرمایا، جس کا نام الدبہ تھا اور الحنان کو جو ایک ٹیلا بڑے پاڑ کی طرح تھا، سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا۔ پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر نکلے (ابن ہشام نے کہا کہ وہ ابو بکر صدیقؓ تھے) مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا، آپ عرب کے ایک شیخ کے پاس جا کر ٹھہر گئے، اس سے قریش، محمد اور آپ کے ساتھیوں کے متعلق پوچھا اور دریافت کیا، آیا ان کے متعلق خبریں ملیں؟ شیخ نے جواب دیا، میں تمہیں اس وقت تک کچھ نہ بتاؤں گا، جب تک مجھے یہ نہ بتا دو کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا (اِذَا اَخْبَرْتَنَا اَخْبَرْنَاكَ۔ جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمہیں بتائیں گے)، اس نے کہا: کیا وہ اس کے معادنے میں؟ فرمایا: نعم (ہاں!) شیخ نے کہا: مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں روز نکلے

**بوڑھے سے گفتگو** | جس نے مجھے خبر دی ہے۔ اگر اس نے سچ کہا تو آج وہ فلاں فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، مجھے یہ بھی خبر ملی



ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے، جس نے مجھے خبر دی، اگر اس نے سچ کہا ہے تو آج وہ لوگ فلاں فلاں جگہ ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں قریش تھے، جب وہ خبر سنانے سے فارغ ہوا تو کہا: تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَحْنُ مِنْ مَاءِ (ہم پانی سے ہیں)، اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے، راوی نے کہا: وہ کسے لگا: پانی سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟ ابن ہشام نے کہا: وہ بوڑھا سفیان الضمری تھا۔

**قریش کی تعداد** | ابن اسحق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے، شام ہوئی تو علی بن ابی طالب، الزبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چٹے کی جانب روانہ فرمایا، کہ وہاں آپ کے لیے مفید خبروں کی جستجو کریں، مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انھیں پانی لے جانے والی ایک جماعت ملی۔ جس میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام، البریسار عریض بھی تھے، یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا: ہم قریش کے لیے پانی لے جانے والے ہیں انھوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ان کے لیے پانی لے جائیں، لوگوں نے بات قبول نہ کی اور انھیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابوسفیان کے ملازم ہوں گے، اس لیے انھیں زد و کوب کی۔ جب انھیں بہت تنگ کیا تو انھوں نے کہہ دیا کہ ہاں ہم ابوسفیان کے ملازم ہیں، اس پر انھیں چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، دونوں سجدے ادا فرمائے، سلام پھیرا اور فرمایا:۔

إِذَا صَدَقَاكُمْ ضَرَبْتُمُوهُمَا، وَ  
إِذَا كَذَبَاكُمْ تَرَكْتُمُوهُمَا صَدَقَا  
دَاللَّهُ! أَتَهُمَا لِقَائِشٍ - أَخْبَرَانِي  
عَنْ قُرَيْشٍ -

جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے زد و کوب کی  
اور جب انھوں نے جھوٹ کہا، تو انھیں چھوڑ دیا۔ واللہ  
ان دونوں نے سچ کہا (پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور  
فرمایا، مجھے قریش کے متعلق خبر دو!)

انھوں نے کہا: وہ لوگ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں، جو دور نظر آ رہا ہے (وہ ٹیلا عقنقل تھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ لوگ کتنے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: بہت ہیں، تعداد پوچھی گئی تو بتایا کہ معلوم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزانہ کتنے اونٹ کاٹے جاتے

لے عقنقل بدر کے عین جذب میں تھا، بدر سے نکل کر مکہ کی طرف جاتے تھے۔ قرآن میں اسی سمت کو عدۃ القصویٰ (دور کا ناکا) کہا گیا ہے (ملاحظہ ہو سورۃ النفال)



ہیں؟ جواب دیا: کہ کسی روز نواہ کسی روز دس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ نوسو اور ایک ہزار کے درمیان ہیں۔ پھر پوچھا: ان میں قریش کے سربراہ آوردہ لوگوں میں سے کون کون ہیں؟

**قریش کے سردار** | کہا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبحتری بن ہشام، حکیم ابن حزام، نوفل بن خویلد، الحارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی بن نوفل، النضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، ابوہل بن ہشام، امیر بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور ثنبہ، سہیل بن عمرو، اور عمرو بن عبدود۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: مکہ نے تمہارے مقابلے کے لیے اپنے جگہ کے ٹکڑے ڈال دیے ہیں۔

**ابوسفیان کا بیچ نکلتا** | ابن اسحق نے کہا: بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزعباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے، وہاں ایک ٹیلے کے پاس پانی کے قریب اونٹ بٹھائے، اور مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے۔ مجدی بن عمرو الجہنی بھی پانی کے پاس ہی تھا۔ عدی اور بسبس نے پانی کی طرف آنے والی لڑکیوں میں سے دو کی آوازیں سنیں، جو قرضے کی رقم کے متعلق جھگڑ رہی تھیں، ایک ساتھ والی سے کہہ رہی تھی: کل قافلہ آئے گا، یا پرسوں، میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی، مجدی نے کہا: وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسری سے چھڑا دیا۔ عدی اور بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اونٹوں پر بٹھ کر چلے آئے، جو کچھ سنا تھا، اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی۔

ادھر ابوسفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور اگر اسی پانی کے پاس اترا۔ مجدی بن عمرو سے کہا: کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے؟ اس نے کہا: میں نے دو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ وہ دونوں سوار اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے تھے، مشک بھری اور چلے گئے۔ ابوسفیان ان کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور اونٹوں کی میٹکیاں لے کر انہیں تڑا تو ان میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں۔ یہ دیکھ کر بولا: واللہ! یہ تو یثرب کا چارہ ہے، اس کے بعد ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر منہ میں لگا کر انہیں راستے سے پھیر دیا، انہیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے روانہ ہو گیا۔

**جہیم کا خواب** | قریش آئے، اور جب الجحفہ میں اترے تو جہیم بن القلت (بن مخزومہ بن المطلب بن عبدمناف) نے ایک خواب دیکھا اور کہا: میں اس عالم میں تھا، جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے، میں سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا، ایک شخص کو دیکھا، جو گھوڑے پر



آیا اور کھڑا ہو گیا، اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا: عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ ابوالحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور فلال فلال مارے گئے، اس نے ان لوگوں کے نام گن دیے جو قریش کے سربراہ اور وہ افراد میں سے بدر کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے پر ایک ضرب لگا کر اسے لشکر میں چھوڑ دیا، لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جسے اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا۔ راوی نے کہا: یہ خبر ابو جہل کو پہنچی تو کہا: بنی مطلب کا یہ ایک اور نبی ہے۔ کل مقابلہ ہو گا تو معلوم ہو گا کہ مقتول کون ہے؟

**ابو جہل کی ضد** | ابن اسحاق نے کہا: جب ابوسفیان قافلہ بچائے گیا تو قریش سے کہلا بھیجا کہ تم تو لیے واپس جاؤ، لیکن ابو جہل بن ہشام نے کہا: واللہ! جب تک ہم بدر نہ پہنچ جائیں، نہیں لوٹیں گے (بدر عرب کے میدان میں سے ایک میل تھا، جہاں ان کے لیے ہر سال بازار لگتا تھا) وہاں ہم تین دن رہیں گے۔ کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے، کھانا کھلائیں گے، شراب پلائیں گے، گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی، عرب میں ہماری شہرت ہوگی، ہمارے جانے اور اکٹھے ہونے کی خبر پھیلے گی۔ پھر ہمارا عرب داب ان پر چھا جائے گا، اس لیے چلنا چاہیے۔

**اخنس کی واپسی** | اخنس بن شریق (بن عمرو بن دہب الشقی) بنی زہرہ کا حلیف تھا جب وہ الحجۃ میں تھے، اخنس نے کہا: اے بنی زہرہ! اللہ نے تمہارا مال بچالیا اور تمہارا دوست معزمہ بن نوفل بھی بچ گیا۔ تم تو صرف اسے اور مال بچانے نکلے تھے۔ اس لیے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو مجھ پر لگاؤ اور لوٹ چلو۔ کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں۔ ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے (یعنی ابو جہل) آخر وہ لوٹ گئے اور جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اخنس کی بات مانی اور وہ ان میں ایسا شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی، جس کے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں، بجز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں سے ایک بھی نہ نکلا، بنی زہرہ، اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔ جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے ایک بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب واپس ہو گئے، طالب بن ابی طالب بھی ساتھ تھا، اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سوال و جواب ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے بنی ہاشم! اگرچہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو، لیکن تمہیں محمد سے الفت ہے۔ یہ سن کر طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ واپس ہو گیا، جو مکہ کو لوٹ گئے۔ طالب ہی نے کہا ہے:-



لَا هُمْ إِلَّا يَفْزُونَ طَالِبٌ      فِي عَصَبَةِ مُخَالِفٍ مُحَارِبٌ  
 فِي مِقْنَبٍ مِنْ هَذِهِ الْمُقَاتِلِ      فَلْيَكُنِ الْمُسْلُوبُ غَيْرَ السَّالِبِ  
 وَ لْيَكُنِ الْمَغْلُوبُ غَيْرَ الْغَالِبِ

یا اللہ! اگر طالب کسی جنگ میں ایسی جماعت کے ساتھ نکلے، جو مخالف اور  
 (خود مجھے سے) برسرِ جنگ ہو اور ان رسالوں میں سے ایسے رسالے میں نکلے تو ایسا کر کہ  
 جس کا مال لوٹا جا رہا ہو، وہ لوٹنے والا نہ ہو، مغلوب ہو، غالب نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا: اس کے قول فلیکن الملوب اور و لیکن المغلوب کی روایت  
 شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔



## غزوہ بدر

(۱)

## قریش کا پڑاؤ

ابن اسحق نے کہا: قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے ادھر لعنتقل اور بطن وادی کے اُس طرف اترے۔ اس بطن وادی کا نام یلیل تھا، جو بدر اور اس ٹیلے کے درمیان تھی، جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام لعنتقل تھا۔

بدر کی باؤلیاں بطن یلیل کے اس طرف مدینہ کی جانب تھیں۔ اللہ نے مینہ برسا دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بارش کے سبب سے یہ فائدہ ہوا کہ زمین کے اجزاء ایک دوسرے سے متصل ہو کر منبسط ہو گئے اور چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی، قریش پر بارش کے سبب سے ایسی مصیبت آگئی کہ آپ کے مقابلے میں انھیں چلنا پھرنا تک مشکل ہو گیا۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلے میں تیزی سے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے قریب تھے چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا:

بنی سلمہ کے بعض افراد سے مجھے خبر ملی۔ الجناب بن المنذر بن الجوح نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں مطلع فرمائیے، کیا یہ مقام ایسا ہے کہ اس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں؟ یا یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے کوئی تدبیر ہے؟ فرمایا:

بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ الْمَكِيدَةُ (نہیں، بلکہ یہ ایک رائے اور جنگی تدبیر ہے۔)

عرض کی: یا رسول اللہ! تو یہ مقام کوئی اچھی جگہ نہیں۔ آپ آگے تشریف لے چلیے۔ ہم اس چشمے کے پاس اتریں گے، جو قریش سے بہت قریب ہے۔ اس کے پیچھے جتنے چشمے یا گڑھے ہیں، انھیں ناکارہ کر دیں۔ وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں، ان لوگوں سے جنگ کریں تاکہ ہمیں پینے کو پانی

۱۔ بظاہر مطلب یہ ہے کہ جہاں اسلامی لشکر تھا، وہاں ریتی زمین میں جماؤ پیدا ہو گیا اس لیے نقل و حرکت میں سہولت پیدا ہو گئی۔ جدھر قریش کا لشکر تھا، ادھر زمین نشیبی تھی اور بارش کے باعث وہاں کیچڑا ہو گئی



مقتار ہے اور انہیں نہ ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ أَشَدَّتْ بِالدَّأْيِ  
تم نے صحیح رائے دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے، یہاں تک کہ جب قریش سے قریب تریں چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔ پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ ناکارہ کر دیے گئے۔ جس چشمے پر آپ اترے تھے، اس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھرنے کے) برتن ڈال دیے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان

نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم آپ کے لیے ایک سائبان تیار کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس سواریاں تیار رہیں، اس کے بعد ہم دشمن سے مقابلہ کریں۔ پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا اور دشمن پر فتح نصیب ہوئی تو ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ اگر کوئی دوسری صورت پیش آئے گی تو آپ سواری ہو کر قوم کے ان لوگوں سے مل جائیے، جو ہمارے پیچھے ہیں! بہت سے ایسے لوگ آپ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے ہیں اور آپ کی محبت میں ہم ان سے بڑھ کر نہیں اگر انہیں یہ خیال ہو تا کہ آپ کو جنگ کرنی ہوگی تو وہ پیچھے نہ رہ جاتے۔ اللہ ان کے ذریعے سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر جہاد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ کے لیے سائبان بنایا گیا اور آپ اسی میں تشریف فرما رہے۔

ابن اسحاق نے کہا: جب صبح ہوئی تو قریش (اپنے مقام سے) نکل کر سامنے آئے

قریش کی آمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں العتقل نامی ٹیلے، سے جہاں وہ دادی

میں آ رہے تھے اترتے دیکھا تو منہ فرمایا:

اللَّهُمَّ هَذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ  
بِحَيْلٍ بِهَا وَفَخَرَهَا مُخَادَكُ وَتَكْذِبُ  
رَسُولَكَ، اللَّهُمَّ فَصْرَكَ الَّذِي  
وَعَدْتَنِي، اللَّهُمَّ اجْنُبْهُمْ  
الْعُدَاةَ۔  
یا اللہ! یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر و غرور کے  
ساتھ آگئے ہیں، تیری مخالفت کرتے ہیں اور  
تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔ یا اللہ! تیری اُس  
مدد کا طالب ہوں، جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔  
یا اللہ! آج صبح ان کو ہلاک کر دے۔

جدا قتل



جب عقبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں ایک سرخ اونٹ پر سوار دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ يَكُنْ فِي أَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْأَخْبَرِ  
ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی۔ اگر اس کی بات مانی تو راہِ راست پر آجائیں گے۔

**قریش کا غرور** | جب قریش خفاف بن ایام بن رخصہ الغفاری کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایام بن رخصہ الغفاری نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے قابل چند اونٹ ان کے لیے بطور ہدیہ دیے کہ بھیجا تھا اور اس کے ذریعے سے پیغام دیا تھا کہ اگر چاہو تو ہم ہتھیاروں اور آدمیوں سے بھی مدد کے لیے تیار ہیں۔ قریش نے ان کے بیٹے کے ذریعے سے ہی کہلا بھیجا کہ خدا کرے، تم سے رشتہ داری قائم رہے، جو کچھ تم پر لازم تھا، وہ تم نے پورا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم! اگر ہم مسلمانوں سے جنگ کر رہے ہیں تو ان کے مقابل ہم میں کوئی کمزوری نہیں اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں بھی سکت نہیں۔

**رحمۃ للعالمین کی شانِ رحمت** | جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آئے، ان میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انھیں پانی پینے کے لیے چھوڑ دو۔ اس روز جس شخص نے اس سے پانی پیا، وہ قتل ہوا، مجز حکیم بن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے بلکہ اس کے بعد انھوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں اچھے رہے۔ وہ جب کبھی کوئی تاکید یا قسم کھاتے تو کہتے تھے: نہیں، ایسا نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے مجھے بدر کے دن کی ہلاکت سے بچا لیا۔

**قریش کو نیک مشورہ** | ابن اسحاق نے کہا: مجھے ابواسحق بن یسار وغیرہ نے اپنے انصار اساتذہ کی روایت سنائی کہ جب قریش اطمینان سے لشکر گاہ میں بیٹھ گئے تو عمرو بن دہب الجہمی کو بھیجا، محمد کے ساتھیوں کا اندازہ کراؤ، اس نے گھوڑا لشکر کے گرد دوڑایا، پھر لوٹ گیا اور جا کر کہا، تین سو سے کچھ زیادہ یا کچھ کم ہیں، لیکن ذرا مجھے مہلت دو، یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد بھی ہے؟ پھر وہ اس دادی میں



ت دور تک چلا گیا اور کوئی چیز نہ دیکھی تو اس نے واپس ہو کر کہا میں نے کوئی چیز دیکھی تو نہیں، لیکن لوگو! میں نے دیکھا کہ بلائیں موتوں کو اٹھائے لارہی ہیں۔ یثرب کی اونٹنیوں پر موتیں دھری ہیں ان لوگوں کے سے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے اور نہ کوئی پناہ گاہ ہے میں تو یہی خیال کرتا ہوں ان کا کوئی شخص تمہارے کسی شخص کو قتل کیے بغیر قتل نہ ہوگا۔ جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر نہیں بن کر دیں گے تو پھر جینے میں کیا لطف باقی رہ جائے گا۔ اب جو چاہو سو چو اور رائے دو۔ جب حکیم بن زام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومتے لگا۔ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابوالولید! تو تو قریش کا میں اور سردار ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں، کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ میں تیرا ذکر خیر رہے؟ اس نے کہا: اے حکیم! وہ کیا بات ہے؟ کہا: تو سب لوگوں کو لے کر لوٹ اور عمرو بن الحضرمی، جو تیرا حلیف تھا، اس کا بار خود اٹھالے۔ اس نے کہا: مجھے یہ منظور ہے، تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال، کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا۔ اس کا خون بہا میرے ذمے ہے، بلکہ اس کا جو کیا گیا، اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہوگی (اچھا) تو ابن الحنظلہ کے پاس جا، کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں پھوٹ ڈالنے کا ڈر نہیں، یعنی ابوہل کے سوا۔

پھر عتبہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہو گیا اور کہا: اے گروہ قریش! واللہ! تم محمد اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کر کے کیا حاصل کرو گے؟ اگر تم لوگوں نے انہیں مار ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی صورت دیکھنے سے اس لیے کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچیرے بھائی یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا۔ لہذا پلٹ چلو اور محمد کو سارے عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر عربوں نے اسے قتل کر دیا تو یہ وہی بات ہے جو تم چاہتے ہو۔ اگر اس کے سوا کوئی صورت پیش آئی تو اس کے سامنے حقیقت ہوگی کہ جو سلوک اس سے تم کرنا چاہتے تھے، وہ نہ کیا۔

حکیم نے کہا: پھر میں ابوہل کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ایک زرہ اس نے صندوق ابوہل کی شرائط کی گیزی سے نکالی ہے اور اسے تیار کر رہا ہے۔

میں نے کہا: اے ابوالحکم! عتبہ نے مجھے تیرے پاس پیام دے کر بھیجا ہے (اور جو کچھ کہلا بھیجا تھا وہ سب کہا: وہ بولا، واللہ! جب سے اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے، اس کا سینہ سہرا اور چھپڑا پھول گیا ہے) وہ خوف زدہ ہو گیا ہے (اللہ! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ جب تک ہم میں سے ابن مشام نے کہا کہ حنظلہ سے ابوہل کی ماں کی طرف اشارہ ہے اس کا نام اسماء تھا اور وہ مخزوم کی بیٹی تھی مخزوم بنی نضل سے ابن دارم بن مالک، بن حنظلہ، بن مالک بن زید، بن مناة، بن تمیم بنی سے تھا۔



اور محمدؐ میں اللہ فیصلہ نہ کر دے، ہم واپس نہ ہوں گے۔ عتبہ نے جو کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے محمدؐ اور اس کے ساتھی (تعداد میں) ایک ذبح کیا ہوا اونٹ کھانے والے ہیں۔ انہیں میں اس کا بیٹا بھی ہے وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے۔

پھر اس نے عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دے کر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو لے کر لوٹ جانا چاہتا ہے، جب تیرے (بھائی) کے خون کا بدلہ تیری آنکھوں کے سامنے ہے، اٹھ قریش سے ایفائے عہد کا مطالبہ کر اور اپنے بھائی کا خون انہیں یاد دلا۔

غرض عامر بن الحضرمی اٹھا اور اس نے حالات وضاحت سے بیان کیے

### عامر حضرمی کی فریاد

اس کے بعد چلائے لگا: ہائے عمرو! ہائے عمرو! اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی پھر گئی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا۔ ارادہ جنگ پر جس کے لیے وہ نکلے تھے، سب کے سب مستعد ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی، اسے درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابو جہل کی اس بات کی خبر پہنچی تو اس نے کہا: اس بزدل کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس کا پھیپھڑا اور سینہ پھولا ہے، میرا یا خود اس کا؟

ابن ہشام نے کہا: سُحر کے معنی ہیں شش اور اس کے گرد و پیش، نافر سے اوپر والی وہ سب چیزیں شامل ہیں جن سے حلق تعلق رکھتا ہے۔ نافر کے نیچے کی چیزوں کو قصب کہا جاتا ہے، انہیں معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے، جو آپ نے فرمایا ہے:

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيْيٍ يَجْرُ قُصْبَهُ  
فِي النَّارِ

میں نے عمرو بن لُحَیّ کو دیکھا کہ وہ اپنا نیچے کا دھڑ  
آگ میں کھینچے لیے جا رہا ہے۔

یہ بات مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔

پھر عتبہ نے سر پر پہننے کے لیے خود کی تلاش کی اس کی کھوپڑی بڑی تھی، لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا، جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو سر پر ایک چادر لپیٹ لی۔

ابن اسحاق نے کہا: الاسود بن عبد الاسد المخزومی، ایک اکھڑ اور بد طینت شخص تھا وہ نکل اکھڑا ہوا اور کہا: میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں

### اسود مخزومی کا قتل

کے حوض میں سے پانی پیوں گا یا اسے توڑ ڈالوں گا یا اس کے لیے مرجاؤں گا۔ جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبد المطلب بڑھے۔ دونوں مقابل ہوئے تو حمزہؓ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ پٹلی کے درمیان سے کٹ گئی۔ وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ پیٹھ کے بل گرا، اس کے پاؤں



دن کی دھاریں اس کے ساتھیوں کی طرف تیزی سے بہ رہی تھیں۔ پھر وہ رنگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور  
اس میں جا پڑا۔ وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہؓ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور حوض ہی میں اس پر وار  
کر کے مار ڈالا۔

**عتبہ بن ربیعہ کا قتل** | کہا: اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے ساتھ  
نکلا، جب وہ صفت سے الگ ہوا تو مقابلے کے لیے طلب کرنے پر  
اس کی جانب انصار میں سے تین نوجوان، الحارث کے دونوں بیٹے عوف و معوذہ بن کی ماں کا نام عضرہ  
تھا اور ایک اور شخص جس کا نام عبد اللہ بن رواحہ تھا، نکلے۔ عتبہ اور اس کے ساتھیوں نے پوچھا، تم  
کون ہو؟ انھوں نے بتایا: انصار، عتبہ اور اس کے ساتھی بولے: ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں اور  
ہمیں سے کسی نے پکار کر کہا: اے محمد! ہماری قوم میں سے ایسے لوگ بھیج، جو ہمارے ہمسر ہوں۔  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عبیدہ بن الحارث! تم اٹھو اور اے حمزہ! تم اٹھو اور اے علی!  
تم اٹھو۔

یہ لوگ اٹھے اور عتبہ وغیرہ کے قریب گئے تو انھوں نے کہا: تم کون ہو؟ عبیدہ نے حمزہؓ اور علیؓ  
کے نام بتائے تو مقابل والوں نے کہا: ہاں مقابل شریف ہیں۔ اس کے بعد عبیدہ جو سب سے زیادہ سن رسیدہ  
تھے، عتبہ بن ربیعہ سے برسرِ جنگ ہوئے۔ حمزہؓ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علیؓ نے ولید بن عتبہ  
سے جنگ کی۔ حمزہؓ نے تو شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور حملت بھی نہ دی کہ قتل کر دیا۔ علیؓ نے بھی ولید  
کو فوراً قتل کر ڈالا۔ عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر دو وار کیے۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنے مقابل  
والے کو بٹھا دیا۔ دونوں ہی ناقابلِ حرکت ہو گئے۔ حمزہؓ اور علیؓ نے تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور اسے  
فوراً قتل کر ڈالا پھر اپنے ساتھی کو اٹھا کر صحابہؓ کے پاس لے آئے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ماسم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ انصار کے نوجوانوں نے اپنا نسب  
بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا: ہم شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں۔  
اس کے بعد دونوں گروہ ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
و سلم نے صحابہ کو تاکید فرما رکھی تھی کہ جب تک آپ حکم نہ دیں، حملہ نہ کیا جائے۔ یہ بھی

فرما دیا تھا: کہ

اِنْ اِخْتَفَعَكُمْ الْقَوْمُ فَانْفَعُوهُمْ

اگر ان لوگوں نے تمہیں گھیر لیا تو اپنی مدافعت

کے لیے ان پر تیرے ساتھ رہو۔

عَنْكُمْ بِاللَّبْلِ

بعد ازل



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھان میں ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ واقعہ بدرِ جمعہ کے روز سترھویں رمضان کی صبحؓ ہوا یہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین کی روایت ہے۔

### اسلامی صفوں کی درستی

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے جہان بن واسع بن جہان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں۔ آپ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا جس سے صفیں سیدھی کر رہے تھے جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے تو وہ صفت سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چھبویا اور فرمایا: اے سواد برابر ہو جاؤ۔

### سواد کی عجیب حرکت

انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو حق و عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلا لینے دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا: اچھل دلا لے لو یہ سنتے ہی سواد آپ سے لیٹ گئے اور شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا: اے سواد! تمہیں اس پر کس بات نے ابھارا ہے؟

عرض کی: یا رسول اللہ! جو واقعات درپیش ہیں، انھیں تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، اس لیے میں نے چاہا، آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دعائے خیر دی۔

### رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں درست فرمائیں، تو ساٹھان کی جانب مراجعت فرمائی اور اس میں داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ تھا آپ اپنے پروردگار سے وعدہ امداد پورا کرنے کے متعلق دعائیں کر رہے تھے، جو دعائیں آپ نے کیں ان میں یہ الفاظ بھی تھے:

اللَّهُمَّ إِنْ تَهَلَّتْ هَذِهِ الْعَصَابَةُ  
يَا اللَّهُ! اگر تُو نے آج اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو  
الْيَوْمَ لَا تَعْبُدُ - پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی۔

۱۳ مارچ ۱۹۷۷ء

ابن ہشام نے کہا اس کا نام سواد بن غزیہؓ ہوا۔ بالتشدید بھی بتایا جاتا ہے سواد ایک اور انصاری کا نام تھا۔

مبادل



ابوبکرؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دعاؤں میں کمی فرمائیے، کیونکہ اللہ نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے، اسے ضرور پورا فرمائے گا۔

**بشارت فتح** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان ہی میں تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی، اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا:

اَبَشِّرِيَا اَبَا بَكْرٍ اَتَاكَ نَصْرُ اللَّهِ هَذَا  
جَبْرِيلُ اخِذًا بِعَيْنَانِ فَرَسٍ يَقُوْدُهُ  
عَلَى شَايَاكَ النَّقْعُ يَعْنِي الْغُبَارَ

اے ابوبکر! خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی  
امداد آگئی۔ یہ جبریل ہیں گھوڑے کی باگ تھامے  
ہوئے اسے کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے  
کے دانتوں پر غبار ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: اس وقت حالت یہ تھی کہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہمع کو ایک تیرا لگیا اور وہ شہید ہو گئے۔ یہ مسلمانوں کے پہلے مقتول تھے۔ پھر بنی عدی بن النجار کے ایک شخص حارث بن سراہم نامی کی جانب ایک تیر پھینکا گیا، جو حوض سے پانی پی رہے تھے، تیر نے ان کا گلا چھید ڈالا اور وہ بھی شہید ہوئے۔

کہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب نکلے اور انہیں ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا  
يُقَاتِلُهُمُ الْيَوْمَ رَجُلٌ فَيُقْتَلُ  
صَاحِبًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا عَيِّدًا  
مُذْبِرًا إِلَّا ادْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج  
جو بھی شخص ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور میرے  
ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا، آگے بڑھتا ہوا ہوگا۔  
پیٹھ پھرانے والا نہ ہوگا تو اللہ اسے جنت میں داخل  
فرمائے گا۔

**صحابہ کی شان فداکاری** بنی سلمہ کے عمیر بن الحمام کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں جنہیں وہ کھا رہے تھے۔ انہوں نے کہا: آہا ہا، کیا میرے اور جنت کے درمیان

بس اتنا ہی فصل ہے کہ میں ان لوگوں کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں (راوی نے کہا) پھر انہوں نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک کر تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ عوف ابن الحارث جن کی والدہ عصفرا تھی کہا، یا رسول اللہ! پروردگار کو اپنے بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے؟ فرمایا جب وہ بے زرہ ہو



اور اپنا ہاتھ دشمن کے خون میں ڈبو دے۔

انہوں نے زہر پہن رکھی تھی وہ اتار کر پھینک دی، تلوار لی اور جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے نبی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کی روایت سنائی۔ جب لوگ مقلبے میں ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے تو ابو جہل نے کہا: یا اللہ! ہم میں سے جو شخص رشتوں کا زیادہ توڑنے والا اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے، اسے آج ہلاک کر دے۔ وہ خود اپنی بربادی کا دروازہ آپ کھولنے والا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کر کے فرمایا

**دشمن کی طرف کنکریاں پھینکنا**

شَاهَتِ الْوُجُوهُ (چہرے بگڑ جائیں) اور ان کنکریوں سے انھیں مارا۔ اس کے بعد اپنے اصحاب کو حکم فرمایا: حملہ کرو پھر قریش کو شکست ہو گئی۔ اللہ نے ان کے بہت سے سوراخوں کو قتل کر ڈالا، اور ان کے بہت سے سر بر آوردہ لوگوں کو قید کر دیا۔ جب مسلمان قریش کو قید کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں تشریف فرما تھے۔ سعد بن معاذ تلوار حائل کیے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ کچھ اور انصار بھی تھے، وہ پہرہ دے رہے تھے کہ مبادا دشمن آپ پر حملہ آور ہوں۔ قیدی پکڑے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کی پیشانی پر ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ کیے اور فرمایا: اے سعد! معلوم ہوتا ہے تمہیں قیدیوں کی گرفتاری پسند نہیں، سعد نے عرض کی، جی ہاں! یا رسول اللہ! اہل شرک کے لیے یہ پہلی آفت ہے، جو ان پر نازل ہوئی۔ مجھے یہی پسند تھا کہ انہیں زندہ چھوڑنے کے بجائے خوب قتل کرتا۔

ابن اسحاق نے کہا: عباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض گھروالوں سے اور انہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے مجھے یہ روایت

**مجبوروں کے متعلق ارشاد**

سنائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لیے) باہر نکالا گیا اور انہیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں۔ اس لیے تم سے کوئی شخص نبی ہاشم کے کسی شخص سے ملے تو اسے قتل نہ کرے اور جو

إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ رِجَالًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِهِمْ قَدْ أُخْرِجُوا كَرْهًا لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَا يَقْتُلْهُ وَمَنْ



لَقِيَ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ  
 بْنُ أَسَدٍ فَلَا يَقْتُلُهُ وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ  
 بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَقْتُلُهُ فَإِنَّهُ إِنَّمَا  
 أَخْرَجَ مُسْتَكْرَهًا -

ابو البختری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے  
 تو اسے قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب سے ملے تو  
 انہیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے  
 ہیں۔

ابو حذیفہ نے کہا: ہم اپنے باپ دادا، بیٹوں، پوتوں، بھائیوں اور اپنے  
 خاندان کے لوگوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔

ابو حذیفہ کی پشیمانی

واللہ! اگر میں اس سے ملوں تو ضرور تلوار کا نوالہ بنا دوں گا (لا لجمنہ)  
 ابن ہشام نے کہا: بعض نے لا لجمنہ کے بجائے "لا لجمنہ" کہا ہے، یعنی تلوار کو اس کی  
 حکام بنا دوں گا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابو حفص  
 عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو حفص کی کنیت  
 سے خطاب فرمایا:

أَيُّزَبْ وَجْهَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ  
 بِالسَّيْفِ

کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری  
 جائے گی؟

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں، کیونکہ واللہ وہ منافق  
 ہو گیا ہے۔ ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس کلمے سے جو میں نے اس روز کہہ دیا تھا، بے خوف نہیں اور  
 ہمیشہ مجھے اس کا دھڑکا لگا رہے گا، بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے، حتیٰ کہ جنگ یمامہ  
 میں انہیں شہادت نصیب ہوئی۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو البختری کے قتل سے  
 صرف اس بناء پر منع فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے

ابو البختری کا قتل

زمانے میں وہ لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کسی آپ کو تکلیف نہ پہنچاتا تھا۔ اس سے کبھی کوئی ایسی بات  
 سر نہ ہوئی، جو آپ کو بری معلوم ہو۔ یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا، جنہوں نے اس نوشتے کی خلاف  
 ورزی کی تھی، جو قریش نے نبی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ اس شخص کا مقابلہ المجذر بن زیادہ  
 البلوہی سے ہوا، جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف کی شاخ میں سے تھا۔ المجذر نے ابو البختری  
 سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے قتل سے منع فرمایا ہے۔ ابو البختری کے ساتھ ایک  
 جلد اڈل



ہم رکاب بھی تھا، جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا، اس کا نام جنادہ بن مُلَیْحَجہ (نبت زہیر بن الحارث بن اسد) تھا اور وہ بنی لیث میں سے تھا۔ ابو البختری نے کہا: میرے ساتھی کو بھی قتل نہ کرو گے؛ المجذر نے کہا: نہیں، واللہ! ہم تیرے ہم رکاب کو نہ چھوڑیں گے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے اکیلے کے لیے حکم فرمایا ہے۔ ابو البختری بولا: واللہ! ایسا نہیں ہو سکتا، میں اور وہ دونوں مل کر مریں گے مگر کی عورتیں کہیں میرے متعلق یہ نہ کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کے لیے ہم رکاب کو چھوڑ دیا۔ جب المجذر نے اسے مقابل میں آنے کے لیے کہا اور بحرِ جنگ کے چارہ رجز یہ اشعار

لَسْتُ لِيُسْلِمَ ابْنُ حَذْرَةَ ذَمِيْلَكُ      حَتَّى يَمُوْتَ اَوْ يَرَى سَبِيْلَكُ

ایک شریف عورت کا بیٹا اپنے ہم رکاب کو ہرگز حوالے نہ کرے گا، حتیٰ کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہم رکاب کے لیے کوئی راہ نکالے۔

غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجذر بن زیاد نے اسے قتل کر دیا۔ المجذر بن زیاد کے بیان کے مطابق المجذر نے ابو البختری کے قتل کے متعلق کہا:

اِمَّا جَهِلْتُ اَوْ نَسِيتُ نَسَبِي      فَاتَّيْتُ النَّسَبَةَ اِنِّيْ مِنْ بَلِيْ

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو یہ نسبت (اپنے

دماغ میں) خوب جھانک کر میں بنی بلی میں سے ہوں۔

اَلطَّاعِنِيْنَ بِرِمَاحِ الْيَزْرِئِيْ      وَالضَّارِبِيْنَ اَلْكَبْشَ حَتَّى يَنْجَحِيْ

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں اور سردارِ قوم پر اس وقت تک دار

کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشَرِ بَيْتِمْ مِنْ اَبِيْهِ الْبُخْتَرِيْ      اَوْ كَبَشْرَنْ بِمِثْلِهَا مِثِّيْ بَنِيْ

البختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوشخبری سنا دو، یا تم دونوں میرے

بچوں کو اسی طرح کی خوشخبری سنا دو۔

اَنَا الَّذِيْ يُقَالُ اَصْلِيْ مِنْ بَلِيْ      اَطْعُنْ بِالصَّعْدَةِ حَتَّى تَنْشُرْنِيْ

میں ہی وہ ہوں، جس کے متعلق کہا جاتا ہے ————— کہ میری اہل

بنی بلی ہے ————— یہاں تک نیزے کے دار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ)

مرد جائے۔



وَاعِظُ الْقِرْنَ بَعْضُ بِمَشْرِقِ أَرْزَمُ لِمَوْتِ كَارِزَامِ الْمَرِي  
فَلَا تَرَى مُجَذَّادًا يَفْرِى فَرِي

اور اپنے مقابل والے کو مشرق تلوار سے قتل کرتا ہوں۔ موت کے لیے میں اس  
اوٹمنی کی طرح کراہتا ہوں، جس کا دودھ اس کے تھن میں اڑ گیا ہو۔ پس تو مجذذ کو عجیب باتیں  
کرتا مہوانہ دیکھے گا (میں جو کہتا ہوں، وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا: المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ ابن اسحق کے سوا دوسروں کی روایت  
ہے اور مرمری کے معنی اس اوٹمنی کے ہیں، جس کا دودھ مشکل اتاراجاتا ہو۔

ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد المجذذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی،  
اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے اس کے متعلق بہت کوشش  
کی کہ وہ قید ہو جائے تو اسے آپ کی خدمت میں حاضر کروں، لیکن اس نے جنگ کے سوا کوئی بات  
زمانی تو میں نے جنگ کی اور اسے مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا: ابوالبحتری کا نام العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا۔



## غزوہ بدر

(۲)

## امیہ بن خلف

ابن اسحاق نے کہا: مجھے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے والد کی روایت سنائی۔ ابن اسحاق نے کہا یہی حدیث عبد اللہ بن ابی بکر نے بھی بیان کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے بھی عبد الرحمن بن عوف کی روایت وہی سنائی کہ انھوں نے کہا: امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام عبد عمرو تھا۔ جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبد الرحمن رکھ لیا اور ہم لوگ مکہ ہی میں تھے۔ وہ مجھ سے ملا کرتا اور کہا کرتا تھا: اے عبد عمرو! کیا تمہیں ایسے نام سے نفرت ہے، جس سے تمہارے والد نے نامزد کیا؟ میں کہتا تھا: ہاں، تو وہ کہتا تھا: میں رحمن کو نہیں جانتا، اس لیے میرے اور اپنے درمیان کوئی ایسی چیز مقرر کر لو، جس کے ذریعے سے میں تمہیں پکارا کروں۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ تم اپنے پہلے نام سے مجھے جواب نہیں دیتے اور میرا سال یہ ہے کہ میں تمہیں ایسے نام سے نہ پکاروں گا، جو میں نہیں جانتا (جب وہ مجھے عبد عمرو کے نام سے پکارتا تو میں اسے جواب نہ دیتا تھا) میں نے اس سے کہا: اے ابو علی! تو جو چاہے، مقرر کر لے اس نے کہا تو عبد اللہ ہے، میں نے مان لیا۔ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اسے ”عبد اللہ“ کہتا۔ میں اسے جواب دیتا اور باتیں کیا کرتا، یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ اس کا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔ میرے ساتھ چند زخمی تھے۔ جو میں نے ٹوٹ میں حاصل کی تھیں اور میں انہیں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو ”یا عبد عمرو“ کہہ کر پکارا۔ میں نے اس کا جواب نہ دیا۔ پھر اس نے یا عبد اللہ کہہ کر پکارا میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: تمہیں میرا بھی کچھ دھیان ہے، میں تمہارے لیے ان زخمیوں سے، جو تمہارے ساتھ ہیں، بہتر ہوں (یعنی مجھے گرفتار کر لو) میں نے کہا واللہ! یہ تو بہت ہی اچھا ہے، چنانچہ میں نے زخمی پھینک دیں، امیہ اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ کہہ رہا تھا: آج کے دن کا سادہ دن میں نے کبھی نہیں دیکھا، کیا تمہیں دودھ کی ضرورت نہیں؟ پھر میں ان دونوں کو لے کر نکلا۔

ابن ہشام نے کہا: دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کر لے گا، اسے وہ بہت دودھ

جلد اول



والی اوستیاں قدیہ میں دے کر چھوٹے گا۔

بلالؓ کا ہنگامہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھے عبدالواحد بن ابی عون نے، اس نے سعید بن ابراہیم سے انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے عبدالرحمن بن عوف سے روایت سنائی کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے ایسی حالت میں کہا کہ میں اس کے اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ اے عبداللہ! وہ شخص کون ہے جس نے سینے پر شتر مرغ کے پر لگا رکھے ہیں؟ میں نے کہا: وہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا: یہی تو وہ شخص ہے، جس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے۔

عبدالرحمن نے کہا: واللہ! اس کے بعد میں دونوں کو کھینچے لیے جا رہا تھا کہ یکا یک بلالؓ نے اسے میرے ساتھ دیکھا۔ یہ وہی شخص تھا، جو مکہ میں بلالؓ کو اسلام ترک کرنے کے لیے تکلیفیں دیا کرتا تھا اور انھیں مکہ کی ریت جو بہت گرم تھی کی طرف لے جایا کرتا تھا۔ جب وہ خوب گرم ہو جاتی تو انھیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا، پھر لانے کا علم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا۔ پھر کہتا: تم اسی حالت میں رہو گے یا محمدؐ کا دین چھوڑ دو گے؟ بلالؓ اُحد کہتے۔ جب بلالؓ نے اسے دیکھا تو کہا یہ تو کفر کا سرگردہ امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ میں نے کہا: اے بلالؓ! کیا میرے دو قیدیوں کے متعلق تم ایسا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا: اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ میں نے کہا: اے ابن السوء! کیا تو سُن رہا ہے؟ انھوں نے کہا: اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ پھر وہ بلند آواز سے چلائے اے انصار! اللہ! یہ کفر کا سردار امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ آخر لوگوں نے ہمیں کنگن کی طرح گھیر لیا میں (اسے) بچا رہا تھا ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے گڑ کے پاؤں پر ماری، وہ گر پڑا، امیہ نے ایک پیچ ماری کہ میں نے ویسی پیچ کبھی نہ سنی تھی۔ میں نے کہا اب اپنے آپ کو بچا کہ تیرے لیے نجات نہیں، کیونکہ اللہ میں تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔ آخر ان لوگوں نے تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ عبدالرحمن کہا کرتے تھے، اللہ بلالؓ پر رحم کرے، میری ذریعہ بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انھوں نے مجھے دُکھ پہنچایا۔

فرشتوں کی حاضری

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے ابن عباسؓ کی روایت بیان کی کہ نبی غفار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا دیکھ میں اور میرا ایک چچا ابھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ ہم مشرک تھے اور دیکھ رہے تھے کہ جنگ میں آفت کس پر آتی ہے۔ پھر ہم جلد اول



بھی لڑنے والوں کے ساتھ لڑ میں شریک ہو جائیں۔ غرض ہم پہاڑ ہی پر تھے کہ ابر کا ایک ٹکڑا ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سنی۔ ایک کہنے والے کو یہ کہتے سنا: جزوم! آگے بڑھو۔ میرے چچیرے بھائی کے دل کا پردہ بھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر مگر گیا۔ میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تھا، پھر دل تھما۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بنی ساعدہ کے بعض افراد سے اور انھوں نے ابواسید مالک بن ربیعہ سے، جو جنگ بدر میں حاضر تھے، روایت بیان کی یہ واقعہ ان کی بینائی جاتے رہنے کے بعد کا ہے، اگر میں آج بدر میں ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ کھائی بتاتا، جس میں سے فرشتے نکلے تھے، اس میں مجھے کسی طرح کا شک ہے، نہ شبہ۔

مجھ سے ابواسحق نے بیان کیا۔ انھوں نے بنی مازن بن النجار کے چند لوگوں سے اور انھوں نے ابوداؤد المازنی سے سنا، جو بدر میں حاضر تھے۔ کہا: اس روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اسے ماروں، یکایک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا، قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اسے میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا، جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا۔ اس نے عبداللہ بن الحارث کے آزاد کردہ منقسم سے اور انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن کے شملے انھوں نے پیٹھوں پر چھوڑ رکھے تھے اور حنین کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علیؓ بن ابی طالب نے کہا: عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا، جن کے شملے انھوں نے پیٹھوں پر چھوڑ رکھے تھے، بجز جبریلؑ کے کہ ان کے سر پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ایسے شخص نے جسے میں جھوٹا نہیں سمجھتا اس نے منقسم سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور معرکہ میں جنگ نہیں کی۔ وہ دوسری جنگوں میں بطور شمار بڑھانے والوں کے اور بطور مدد کرنے والوں کے شامل ہوتے تھے کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

ابو جہل | ابن اسحاق نے کہا: اس روز ابو جہل جنگ کزتا اور یہ رجز پڑھتا ہوا آیا:



مَا تَنْقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانَ مِثِّي بَاذِلُ عَامِيْنَ حَدِيثُ سِنِّي  
لِمِثْلِ هَذَا وَلَدَاتْنِي اُمِّي

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوئے رہتے ہیں۔ ایسی جنگیں بھی مجھ سے انتقام  
نہیں لے سکتیں۔ میں اونٹ کا دو سالہ بیٹھا اور تیز دانتوں والا ہوں۔ میری ماں نے مجھ کو  
ایسے ہی کاموں کے لیے جنا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بدر کے روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار "احد، احد" تھا  
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن سے فارغ ہوئے تو ابو جہل بن ہشام  
کے متعلق حکم فرمایا: اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے، مجھ سے ثور بن زید  
نے انھوں نے عکرمہ سے، انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کی۔ عبد اللہ بن ابی بکرؓ نے بھی مجھ سے  
یہی بیان کیا، جس شخص نے پہلے پہل ابو جہل سے مقابلہ کیا، وہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن  
المجموع تھے۔ انھوں نے لوگوں سے سنا کہ ابو جہل درختوں میں لپٹے ہوئے درخت کی طرح ہے۔  
فی مثل الحرجہ (لوگوں کے عین درمیان ہے)۔

ابن ہشام نے کہا: "الحرجہ" کے معنی اس درخت کے ہیں، جو درختوں میں لپٹا ہوا ہو۔ حدیث  
میں عمرو بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گاؤں والے سے "الحرجہ" کے معنی  
پوچھے تو اس نے کہا: یہ لفظ ایسے درخت کے لیے بولا جاتا ہے، جو بہت سے درختوں کے درمیان  
ہو اور اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

معاذ بن عمرو کی جواںمردی  
میں نے معاذ بن عمروؓ نے، لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابو جہل تک کوئی  
پہنچ نہیں سکتا تھا۔ انھوں نے کہا: جب یہ بات سنی تو ابو جہل  
ہی کو اپنا مقصود بنا لیا اور اسی کی جانب پہنچنے کا ارادہ کر لیا۔ جب وہ میری دسترس میں آگیا تو  
اس پر حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدمی پنڈلی کے پاس سے اڑادی۔ واللہ جب  
وہ اڑی تو مجھے ایسا معلوم ہوا، جیسے کوئی کھجور کی گھٹلی گھٹلیوں کے کھلنے والے پتھر کے نیچے سے  
اس وقت اڑتی ہے۔ جب اس پر پتھر کی ضرب پڑتی ہے۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے  
پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ کٹ گیا اور میرے بازو کی کھال سے ٹکٹکے لگا۔ اس سبب سے جنگ  
میرے لیے بڑی دشوار ہو گئی اور میں دن بھر ایسی حالت سے روتا رہا کہ ہاتھ پیچھے کھینچے پھرتا تھا۔  
جب وہ میرے لیے تکلیف دہ ہو گیا تو میں نے اس پر پاؤں رکھا، اسے کھینچا اور نکال کر پھینک دیا۔  
بدادول



ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے۔

### معوذ بن عضر

پھر ابو جہل کے پاس سے معوذ بن عضر گزرے، اس حال میں کہ وہ لنگڑا پڑا ہوا تھا۔ انھوں نے بھی وار کیا، اسے زمین سے لگا دیا اور وہیں چھوڑ دیا اور وہیں چھوڑ دیا، حالانکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی، معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابو جہل کے پاس سے اس وقت گزرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔

مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تھا:

اَلنَّظْرُوْا اِنْ خَفِيَ عَلَيْكُمْ فِي الْقَتْلِ  
اِلَى اَثَرِ جُبُوْحٍ فَاِذْ كَبَسَتْ فَاِتَى  
اَذْ دَحْمَتُ اَنَا وَهُوَ يَوْمًا عَلٰى  
مَا دُبَّهٖ لِعَبْدِ اللّٰهِ جُبَدَانِ  
وَنَحْنُ غُلَامَانِ وَكُنْتُ اَشَقَّ  
مِنْهُ بِسَيْرِ قَدْ قَعْنَتْهُ فَوَقَعَ  
عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَحُجَّشَ فِى اِحْكَامِهَا  
جَحْشًا لَمْ يَزَلْ اَثَرُهُ يَدُ -

اگر وہ مقتولوں میں تم سے چھپنا جائے تو اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان دیکھو، کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جبرعان کے پاس کی دعوت میں میرے اور اس کے درمیان کشمکش ہوئی اور در آنحالیکہ ہم دونوں کم سن تھے میں اس کی نسبت کچھ کمزور اور دھلا پتلا ہی تھا میں نے اسے دھکیل دیا تو وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اس کے ایک گھٹنے پر کچھ فرائش آگئی تھی جس کا نشان اس پر سے ابھی دور نہیں ہوا۔

### عبداللہ بن مسعود

عبداللہ بن مسعود نے کہا: میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں پایا پچانا اور اس کی گردن پر پاؤں رکھا۔ اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار برائی سختی سے گرفتار کیا تھا۔ اذیت پہنچائی تھی اور کتے مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا: کہ اے دشمن خدا! کیا تجھے اللہ نے رسوا نہیں کیا؟ اس نے کہا: مجھے کس بات نے ذلیل کیا، کیا تم نے مجھ سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے؟ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردش زمانہ کس کے موافق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

### ابو جہل کا سر

ابن اسحاق نے کہا: بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ابن مسعود نے کہا کرتے تھے، اس نے مجھ سے کہا: اے بکریوں کے ذلیل چرواہے! تو بہت ادنیٰ جگہ چڑھ گیا ہے۔ پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا، اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے



پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ دشمن خدا ابو جہل کا سر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ  
الذی لا الہ غیریہ! لوگو! اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔  
پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر  
ادا فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علماء  
نے بھی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے سعید بن العاص سے، جب وہ آپ کے پاس سے گزر رہے  
تھے، کہا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے، میں سمجھتا ہوں، تم یہ  
خیال کرتے ہو کہ تمہارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے اور حقیقت میں میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل  
کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ ہاں میں نے اپنے ماموں العاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے اور تمہارے  
باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح، جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے  
زمین کھود رہا تھا، میں اس سے کترا کے نکل گیا۔ اس کے چپیرے بھائی علی نے اس کا قصد کیا اور اسے  
قتل کیا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محسن بن حزنہ  
عکاشہ کی تلوار | الاسدی نے تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی۔  
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جلانے کی لکڑیوں میں سے ایک  
لکڑی انھیں عنایت کرتے ہوئے فرمایا: قَاتِلْ بِهَذَا يَا عَكَاشَةُ! اے عکاشہ! تم اسی سے  
جنگ کرو۔

جب انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اور اسے ہلایا تو وہ ان کے ہاتھ میں  
لمبی، سخت پیٹھ کی اور چمکتے (ہوئے) لوہے کی تلوار بن گئی۔ اس سے انھوں نے یہاں تک جنگ  
کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اس تلوار کا نام العون تھا اور وہ ہر وقت ان کے پاس  
رہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی کو لیے وہ جنگوں میں شریک ہوتے تھے جتنی کہ  
مرتدوں سے جو جنگ ہوتی، اس میں وہ شہید ہو جاتے اور تلوار اس وقت بھی ان کے ساتھ تھی، انھیں  
طلیحہ بن خویلد الاسدی نے قتل کیا۔

طلیحہ کے اشعار | اسی کے متعلق طلیحہ نے کہا ہے:



فَمَا ظَنُّكُمْ بِالْقَوْمِ إِذْ تَقْتُلُونَهُمْ  
فَإِنْ تَكُ أَذًى وَادُّوا صَبِينَ وَنِسْوَةً  
نَصَبْتُ لَهُمْ صَدَادَ الْحَيَالَةِ إِنَّهَا  
فَيَوْمًا تَرَاهَا فِي الْجَلَالِ مَصُونَةً  
عَشِيرَةً غَادَرْتُ ابْنُ أَقْرَمٍ ثَاوِيًا  
أَلَيْسُوا وَإِنْ لَمْ يَنْسِلُوا بِرِجَالٍ  
فَلَنْ يَذْهَبُوا فَرَعًا بِقَتْلِ حَبَالٍ  
مُعَاوِدَةً قِيلَ الْكُمَاةُ نَزَالٍ  
وَيَوْمًا تَرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ جَلَالٍ  
وَعَكَاشَةُ الْغَنِيِّ عِنْدَ فَجَالٍ

ان لوگوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جب تم انہیں قتل کر رہے ہو۔ اگرچہ  
ان لوگوں نے اسلام اختیار نہیں کیا (لیکن) کیا وہ آدمی نہیں؟ (یا بہادر نہیں؟) اگر  
عورتیں ہر تیس یا دس اونٹ کی تعداد سے کم کا قافلہ ہوتا تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا  
(لیکن میرے بیٹے) حبال کو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص کے یوں ہی ہرگز نہ جاسکو گے  
میں نے اپنی حار نامی گھوڑی کے سینے کو ان لوگوں کی مقاومت کے لیے تکلیفیں دیں  
بے شبہ یہ گھوڑی ہتھیار بند سرداروں کو بار بار مقابلے کے لیے طلب کرنے والی ہے  
کسی روز اسے جھول میں محفوظ دیکھیے گا اور کبھی اسے بے جھول کے دیکھے گا۔ وہ  
شام یاد کرو جب میں نے ابن اقرم اور عکاشہ الغنی کو میدان جنگ میں پیوند خاک  
کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا: حبال طلحہ الخولید کا بیٹا تھا اور ابن اقرم سے ثابت بن اقرام الانصاری

ہے۔

بشارت جنت | ابن اسحاق نے کہا: یہ عکاشہ بن محسن وہی ہیں، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم نے فرمایا تھا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا  
مِّنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ  
الْبَدْرِ -  
میری امت میں سے ستر ہزار چودھویں رات  
کے چاند کی (سی) صورت والے جنت میں داخل  
ہوں گے۔

تو عکاشہ نے عرس کی تھی: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے  
آپ نے فرمایا:

إِنَّكَ مِنْهُمْ أَوْ قَالَ أَللَّهُمَّ اجْعَلْهُ  
مِنْهُمْ -  
تم انہیں میں سے ہو یا یہ فرمایا: یا اللہ! اے  
انہیں میں سے کر دے!



انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے  
یہ ان میں سے کر دے۔ فرمایا:

سَبَقْتُ بِهَا عُمَا شَةَ وَبَدَدْتُ  
الدَّعْوَةَ۔  
اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی اور دعا  
ٹھنڈی ہو گئی۔

مجھے جو خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا (مِثَاخِيزُ فَارِسٍ فِي الْعَرَبِ) عرب کا بہترین شہسوار ہم میں سے ہے۔  
لوگوں نے پوچھا: وہ کون ہے یا رسول اللہ! فرمایا عکاشہ بن مُخَصِّن (عکاشہ بن محسن)  
کہا، ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یا رسول اللہ! وہ بھی تو ہمیں میں سے ہے فرمایا:  
لَيْسَ مِنْكُمْ وَلَكِنَّهُ مِثَالُ الْحِلْفِ  
وہ تم میں سے نہیں، لیکن حلیف ہونے کی وجہ  
سے ہم میں شمار ہوتا ہے۔

ابو بکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو ملکا را۔ وہ اس روز مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا،  
یہ نصیبت! میرا مال کہاں ہے؟ عبدالرحمن نے کہا:  
لَمْ يَبْقَ غَيْرُ شِكَّةٍ وَ يَعْبُوبُ  
وَصَارَ يَمُوتُ مُلَّالَ الشَّيْبِ  
بجز ہتھیار اور طرارے بھرنے والے تیز گھوڑے اور اس تلوار کے، جو بوڑھے  
گراہوں کو قتل کرتی ہے، اور کچھ باقی نہیں رہا۔

یہ وہ بات ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدر اور دمی کی روایت سے میں نے سنی۔

مشرکین کی لاشیں | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن رومان نے، اس نے عروہ بن الزبیر  
سے اور انھوں نے (ام المومنین) عائشہؓ کی روایت سے یہ بیان کیا کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دیا گیا: بجز امیہ بن خلف  
کے، اس کی لاش زرہ میں پھول گئی تھی۔ جب اسے اٹھانے گئے تو اس کا جوڑ جوڑ الگ ہو گیا۔ چنانچہ  
سے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا اور اوپر سے مٹی پتھر ڈال کر لاش چھپا دی۔ گڑھے میں ڈال چکنے کے  
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا:

يَا أَهْلَ الْقَلَيْبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ  
رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب

اے دل والو! تمہارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے سچا پایا؟  
بلداقول



مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا، بے شبہ میں نے اسے سچا پایا۔  
 اُمّ المؤمنین نے کہا: آپ کے اصحاب نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا آپ مرے ہوؤں سے گفتگو فرماتے ہیں؟ فرمایا:

لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ  
 ان لوگوں نے (اب، جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا، وہ سچا ہے۔

اُمّ المؤمنین نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے لَقَدْ سَمِعُوا مَا قُلْتُ لَهُمْ (جو کچھ میں نے کہا، اُن لوگوں نے سُن لیا) حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لَقَدْ عَلِمُوا (بے شک ان لوگوں نے جان لیا) فرمایا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سنا۔

يَا أَهْلَ الْقَلَيْبِ يَا عُثْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ  
 وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيعَةَ وَيَا أُمِّيَّةَ  
 بْنَ خَلْفٍ وَيَا أَبَا جَهْلٍ بْنَ  
 هِشَامٍ فَعَدَّ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ  
 فِي الْقَلَيْبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ  
 رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي تَدُّ وَجَدْتُ  
 وَعَدَ فِي رَبِّي حَقًّا۔  
 اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے  
 شیبہ بن ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے  
 ابو جہل بن ہشام اور جتنے اس گڑھے میں  
 تھے ان (سب) کے نام شمار فرمائے، تمہارے  
 پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، کیا تم نے  
 اسے سچا پایا؟ مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ  
 وعدہ فرمایا تھا، میں نے اسے سچا پایا۔

مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑکل گئے؟ آپ نے فرمایا:

مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ  
 وَلَكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ  
 يُجِيبُونِي۔  
 میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، اسے تم ان سے زیادہ  
 سننے والے نہیں، لیکن وہ لوگ مجھے جواب  
 دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جو کچھ فرمایا، وہ یہ تھا:

يَا أَهْلَ الْقَلَيْبِ بِشَيْبَةَ  
 اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لیے اسکی  
 حمد ادا کرو۔



النَّبِيِّ كُنْتُمْ يَنْبِيتُكُمْ كَذَّبْتُمُونِي وَ  
 صَدَّقَنِي النَّاسُ وَآخَرَجْتُمُونِي  
 وَأَوَانِي النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُونِي وَ  
 نَصَرَنِي النَّاسُ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا  
 وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا -

قوم کے برے لوگ تھے، تم نے مجھے جھٹلایا،  
 دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی اور تم نے  
 مجھے گھر سے نکالا، دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ  
 دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی، دوسرے لوگوں  
 نے مدد کی (اس کے بعد آپ نے فرمایا) تمہارے  
 پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے سچی پایا؟

ابن اسحاق نے کہا:

حسان بن ثابت نے کہا ہے:

حسان بن ثابت کے اشعار

عَرَفْتُ دِيَارَ ذَيْبٍ بِالْكَثِيبِ كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَدْقِ الْقَشِيبِ  
 میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا، جس طرح خراب کاغذ  
 پر خط پہچان لیا جاتا ہے۔

تَدَّ أَوَّلَهَا الدِّيَاحُ وَكُلَّ جَوْنٍ مِّنَ الْوَسْمِيِّ مِنْهُ سِرٌّ سَكُوبٍ  
 ان گھروں پر ہوائیں چلتی ہیں اور ہر سیاہ بادل ان پر بڑی مقدار میں  
 پانی برساتا ہے۔

كَأَمْسَى رَسْمُهَا خَلْقًا وَأَمْسَتْ يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيبِ  
 ان کے نشان بوسیدہ ہو گئے ہیں اور وہ اجڑے پڑے ہیں جہاں کبھی  
 محبوب رہتا تھا۔

فَدَعُ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ وَرَدَّ حَرَادَةَ الصَّدْرِ الْكَثِيبِ  
 ہر وقت ان کی یاد تازہ رکھنے کا طریقہ چھوڑ دے اور اپنے اندر دلیلیں  
 سینے کی حرارت بھالے۔

وَخَيْرٌ بِالَّذِي لَا عَيْبَ فِيهِ بِصِدْقٍ غَيْرِ إِخْبَارِ الْكَذُوبِ  
 ان بھولے قصوں کو چھوڑ کر سچی بات سنا، جس کے سنانے میں  
 کوئی مضائقہ نہیں۔

بِمَا صَنَعَ الْمَلِيكَ عِدَاةَ بَدَارٍ لَنَا فِي الْمُشْرِكِينَ مِنَ النَّصِيبِ  
 سنا کہ بدر کے دن خدا نے مقتدر نے ہمیں مشرکین پر کامیابی عطا فرمائی۔

جلد اول



عَدَاةً كَانَتْ جَمْعَهُمْ حِدَاءً بَدَأَتْ أَذْكَانُهُ جَنْحَ الْعُرُوبِ

وہ دن جب ان کا گروہ کوہِ حرا کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ اس کی بنیادیں زوال کے وقت جھک گئیں۔

فَلَا قَيْنَاهُمْ مِتًّا بِجَمْعٍ كَأَسَدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَشَيْبِ

ہم نے ایک ایسی جماعت سے ان کا مقابلہ کیا، جس کے بوڑھے اور جوان سب جنگل کے شیر تھے۔

أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَادَرُوهُ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِي لَفْحِ الْحُرُوبِ

ان لوگوں نے شعلہ لائے جنگ کی لپیٹ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کی۔

بِأَيْدِيهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٍ وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاطِي الْكَعُوبِ

ان کے ہاتھوں میں باڑھ دی ہوئی تلواریں تھیں اور موٹی موٹی گرہوں والے نیزے۔

بَنُو الْعَوْفِ الْغَطَارِفُ وَأَذَرْتُهُا بَنُو النَّجَّارِ فِي الدِّينِ الصَّلِيبِ

مردارانِ بنی العوف، جنہیں دین میں محکم بنی النجار نے مدد دی تھی۔

فَعَادَرْنَا أَبَا جَهْلٍ صَرِيْعًا وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجُبُوبِ

پس ہم نے ابو جہل کو پچھڑا دیا اور عتبہ کو سخت زمین پر پڑا ہوا چھوڑا

وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِي رِجَالٍ ذَوِي حَسَبٍ إِذْ أَسْبَوُا أَحْسِبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا، جن کے نسب اگر تباہے جائیں تو بڑے

نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے؟)۔

يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ لَمَّا قَدْ فَتَاهُمْ كِبَاكِبٌ فِي الْقَلِيبِ

جب ہم نے ان کے حجتے کے حجتے گڑھے میں ڈالے تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

وسلم) انہیں پکار کر فرماتے تھے:

أَلَمْ تَجِدُوا كَلَامِي كَانَ حَقًّا وَأَمْرُ اللَّهِ يَأْخُذُ بِالْقُلُوبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم دلوں کو (بھی) پکڑ

لیتا ہے؟



فَمَا نَطَقُوا وَلَوْ نَطَقُوا لَقَالُوا صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَا رَأْيٍ مُصِيبٍ

انہوں نے کوئی بات نہ کی اور اگر وہ بات کرتے تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا

اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عقبہ بن ربیعہ

**ابو حذیفہ کی شانِ ایمان**

کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ بن عقبہ کے چہرے کی جانب ملاحظہ فرمایا۔ دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے

فرمایا:

يَا أَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ تَدْخُلُكَ مِنْ شَأْنِ أَيْنِكَ شَيْءٌ

اے ابو حذیفہ! اپنے باپ کی حالت دیکھنے سے

شاید تمہارے دل میں کوئی بات پیدا ہو گئی ہے۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے۔ انہوں نے عرض کی، نہیں، یا رسول اللہ! واللہ! میں نے اپنے باپ کے کفر یا اس کے مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا، لیکن میں اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ عقلمند، حلیم اور برتر صفات والا ہے، اس لیے مجھے امید تھی کہ یہ صفات اسلام کی جانب اس کی رہنمائی کریں گے، مگر جب میں نے دیکھا کہ وہ نشانہ آفت بنا اور کفر کی حالت میں مرا تو میرے دل میں جو امید تھی، اس کے پورا نہ ہونے پر رنج ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے دعائے خیر کی۔

ابن اسحاق نے کہا: ہمیں جو خبر ملی ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان

**ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ**

نوجوانوں کے متعلق اترتا ہے، جو بدر میں قتل ہوئے ہیں:

جن لوگوں کو فرشتوں نے ایسی حالت میں دُعا

دی کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے

ان سے، انہوں نے کہا: تم کس (بُری) حالت

میں تھے۔ انہوں نے کہا: ہم سرزمینِ مکہ میں بے بس

تھے۔ انہوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی

کہ تم اس میں (کسی اور طرف) ہجرت کر جاتے؟ تو

ایسے ہی لوگ وہ ہیں، جن کی پناہ گاہ جہنم اور وہ

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْغُلَاظِ كَانُوا

ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ؟

قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي

الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ

اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا؟

قَالُوا لَيْسَ مَا دُرِجُهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ

مَصِيرًا



یہ چند مسلم نوجوان تھے۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے الحارث بن زمرہ بن الاسود بن عبد المطلب، بنی مخزوم میں سے ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ (بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) نیز ابو قیس بن الولید بن المغیرہ، بنی جحج میں سے علی بن امیہ (بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جحج) بنی سہم میں سے العاص بن مہرہ (بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم)۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ کے زمانے میں انھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ دادا اور خاندان والوں نے انھیں قید رکھا۔ دین پلٹانے کے لیے تکلیفیں دیں تو انھوں نے اسلام چھوڑ دیا اور فتنے میں مبتلا ہو گئے اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور سب کے سب مارے گئے۔

---



## اسیرانِ بدر

### مالِ غنیمت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لشکر میں جو مال غنیمت ہے، وہ اکٹھا کیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا۔ جن لوگوں نے وہ مال جمع کیا تھا، انھوں نے کہا: یہ ہمارا ہے۔ جو لوگ دشمن سے برسرِ مقابلہ تھے اور دشمن کی تلاش میں نکل گئے تھے، انھوں نے کہا: واللہ! اگر ہم نہ ہوتے تو تم اس مال تک کہاں پہنچ سکتے تھے؟ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تنہا ہی طرف نہ آنے دیا اور تم نے یہ سب کچھ پایا۔ جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آجائے، انھوں نے کہا: واللہ! تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں۔ ہم نے دشمنوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی مشکلیں ہمیں دے دی تھیں اور ہم قتل کر سکتے تھے۔ واللہ! ہم نے مال لوٹنے کے ایسے موقعے بھی دیکھے کہ اس کے لینے سے منع کرنے والا کوئی نہ تھا، لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن کے حملے کا خوف تھا اور ہم آپ کی حفاظت ہی میں لگے رہے۔ لہذا ہم سے زیادہ تم اس مال کے حق دار نہیں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد الرحمن بن حارث وغیرہ نے انھوں نے سلیمان بن موسیٰ سے انھوں نے نکلول سے ابوامامہ الباہلی کی روایت بیان کی (ابن ہشام نے کہا: ابوامامہ کا نام صدیق بن عجلان تھا) میں نے عبد اللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق کے متعلق دریافت کیا، تو انھوں نے کہا: یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی۔ جب مالِ غنیمت کے متعلق ہم میں اختلاف ہونے لگا اور اس سلسلے میں ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے یہ معاملہ ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دے دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان بواء (یعنی) مساوی تقسیم فرمادی عن بواء کے معنی علی السواء یعنی مساویانہ ہیں۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے اور ان سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابواسید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت بیان کی کہ بدر کے روز مجھے بنی عازہ الخزرجیہ کی تلوار ملی تھی جس کا نام مرزبان تھا، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مالِ غنیمت کے لوٹا دینے



کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لا کر مال غنیمت میں ڈال دی۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے۔ یہ بات الارقم ابی الارقم نے جان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تلوار طلب کر لی تو آپ نے انھیں دے دی۔

### فتح کے قاصد

ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ کو العالمیہ (مدینہ کا بلند حصہ) اور زید بن حارثہ کو السافلہ (مدینہ کا نشیبی حصہ) فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لیے روانہ فرمایا، جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی تھی۔ اسامہ بن زید نے کہا: ہمیں یہ خبر اس وقت پہنچی، جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ پر، جو عثمان بن عفان کی زوجیت میں تھیں، مٹی برابر کر دی تھی (انھیں دفن کر دیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے ساتھ مجھے بھی (رقیہ کی خبر گیری کے لیے) چھوڑ دیا تھا۔ ہمیں خبر ملی کہ زید بن حارثہ آئے ہیں تو میں بھی ان کے پاس پہنچا۔ وہ مسجد میں کھڑے تھے۔ لوگوں نے انھیں گھیر لیا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، ابو البختری العاص بن ہشام، امیہ بن خلف اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے۔ میں نے کہا: آبا جان! کیا یہ صحیح ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! بٹیا، واللہ صحیح ہے۔

### پدر سے مراجعت

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی مدینہ کی جانب اس طرح ہوئی کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی تھے، جن میں عتبہ بن ابی معیط، النضر بن الحارث بھی تھے اور وہ مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا۔ مال غنیمت کی نگرانی پر عبید اللہ بن کعب (بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار) کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گونے کہا: (ابن ہشام نے اس کا نام عدی بن ابی الزغباء بتایا ہے)۔

أَقِمْ لَهَا صُدُورَهَا يَا بُسْبُسُ لَيْسَ بِذِي الطَّلَحِ لَهَا مُعَرَّسُ

اے بسبس! ذی الطلح میں اس کا گلے کے لیے رات گزارنے کا کوئی مقام نہیں

اس لیے اونٹوں کو چلتے کے لیے تیار رکھ۔

وَلَا بِصَحْرَاءٍ غَمِيرٍ مَحْبَسُ إِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تَخْبِسُ

اور صحرا غمیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں اور ایسے لوگوں کی سواریوں کو (ناموزوں



مقام پر اتار کر، ذیل نہیں کیا جاسکتا۔

فَحَنَلَهَا عَلَى الطَّرِيقِ أَكْبَسُ      فَتَمَّا نَصَرَ اللَّهُ وَفَرَّ الْأَخْنَسُ

اس لیے ان اونٹوں کو لیے ہوئے راستے پر چلے چلنا ہی ہوشیاری ہے۔ اللہ

نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور اخنس تو بھاگ ہی گیا۔

**فتح کی مبارک باد** | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے، یہاں تک کہ جب الصفراء گھاٹی سے نکلے تو اس گھاٹی اور التازیہ کے درمیان سیر نامی ایک ٹیلے

پر ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ یہیں آپ نے مال غنیمت کی مساویانہ تقسیم فرمادی

جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلایا تھا۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحا

پر پہنچے تو مسلمان اس فتح کی تسنیت پیش کرنے کے لیے آپ سے آئے، جو اللہ نے آپ کو اور آپ

کے ساتھی مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان کے بیان کے مطابق

سلمہ بن سلامہ نے ان سے کہا: تم ہمیں کس بات کی مبارک باد دیتے ہو؟ واللہ ہم کو تو صرف گنچے بڑھوں

سے مقابلہ پیش آیا، قربانی کے اونٹوں کی مانند ان کے زانو بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کی

قربانی کر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

أَمِي ابْنِ أَخِي أَوْ لَيْثُ الْمَلَاءِ      بَابُ رَحْمَةٍ (دہی تو سرگروہ تھے۔

ابن ہشام نے کہا: الملاء کے معنی اشراف و رؤسا کے ہیں۔

**نضراور عقبہ کا قتل** | ابن اسحاق نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام الصفراء میں

تشریف لائے تھے تو نضر بن الحارث قتل ہوا، مکہ کے بعض اہل علم

نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب نے اسے قتل کیا۔

پھر آپ وہاں سے نکلے اور جب عرق انطبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط قتل

ہوا۔ اسے بنی العجمان کے عبد اللہ بن سلمہ نے قید کیا تھا۔

اسے بنی عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے

ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے کیا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ

اہل علم نے بیان کیا۔

ابن اسحاق نے کہا: اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیہانی کے آزاد کردہ ابو ہند رسول اللہ صلی اللہ



علیہ وسلم سے آکر ملے، جو اپنے ساتھ ایک چھوٹی مشک (حمیت) میں حبس بھر کر لائے تھے (نبیر کھجور اور گھسی ملا کر ایک کھانا بنایا جاتا ہے، جسے حبس کہتے ہیں)۔

یہ ابوہند جنگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اس کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگیاں بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَبُو هِنْدٍ إِمْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ  
كَأَنَّكَ حَوْكَةٌ وَأَنْتِ حَوْكَةُ الْيَبَلِ۔

ابوہند انصار میں سے ہیں، ان کے ساتھ بیاہ  
شادی کا رشتہ قائم کرو۔

صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے اس فرمان کی تعمیل کی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے، یہاں تک کہ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینہ تشریف لائے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن اسد زرارہ نے کہا: قیدی

ام المؤمنین سوڈہ کا بیان

اس وقت لائے گئے، جب ام المؤمنین سوڈہ بنت زمعہ عذراء اور اس کے رشتہ داروں کے پاس اس کے دونوں بیٹوں عوف اور متوذ کی تعزیت کے لیے موجود تھیں۔ یہ واقعہ عورتوں پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے، ام المؤمنین کہتی تھیں: واللہ! میں ان کے پاس ہی تھی کہ قیدیوں کے لائے جانے کی اطلاع ملی تو میں گھر لوٹی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر ہی میں تھے تو دیکھا کہ ابو یزید سہیل بن عمرو حجرے کے ایک کونے میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ رستی سے گردن میں بندھے ہوئے ہیں واللہ! جب میں نے ابو یزید کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہہ دیا۔ اے ابو یزید! تم لوگوں نے قیدی بننا قبول کر لیا، عزت کی موت مرکبوں نہ گئے؟ واللہ حجرے میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سوا کوئی مجھے ہوش میں نہ لایا اور آپ نے فرمایا:۔

يَا سَوْدَةُُ اَعْلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَى

اے سوڈہ! کیا عز و جلال والے اللہ اور اس

رَسُولِهِ تَحْزَنُ

کے رسول کی مخالفت پر ابھار رہی ہو؟

میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے

جب میں نے ابو یزید کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے دیکھے تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور

یہ تمام باتیں کہ دیں۔



ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بنی عبدالدار کے نبیہ  
بن وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

بدریوں سے حسن سلوک کی ہدایت

سلم قیدیوں کو لے کر تشریف لائے، انہیں اپنے اصحاب میں بانٹ دیا اور فرمایا:  
اِسْتَوْصُوا بِالْاُسَادَى خَيْرًا قیدیوں سے نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو۔

مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ خود ابو عزیز نے کہا: میرے  
س سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصار کا ایک شخص جس نے مجھے قیدی میں رکھا تھا، گزرے تو اس  
نے (میرے بھائی نے) کہا: اس پر اپنی گرفت مضبوط رکھنا کیونکہ اس کی ماں سا زو سامان والی ہے  
سایدہ اس کا فدیہ دے کر تم سے بچھڑ والے۔

اس نے کہا: جب بدر سے مجھے لے کر آرہے تھے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا۔ ان کی  
حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتا اور شام کا کھانا لاتے تو ہماری نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جو نصیحت انہیں فرمائی تھی، اس کی وجہ سے وہ لوگ خصوصاً مجھے روٹی دیتے اور خود کھجور  
کھاتے۔ ان میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہ پڑا جو مجھے نہ دیا ہو۔ مجھے شرم دامن گیر ہوتی  
تھی اس سے واپس کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور چھو تا تک نہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا: النضر بن الحارث کے بعد بدر میں مشرکین کا علم بردار ابو عزیز ہی تھا۔ جب  
اس کے بھائی مصعب نے ابولیس سے، جنہوں نے اسے قید کیا تھا، مذکورہ بالا الفاظ کہے تو ابو عزیز  
نے ان سے کہا: بھائی صاحب! کیا آپ کو میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے؟ مصعب نے  
جواب دیا: تو میرا بھائی نہیں، بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔

پھر اس کی (ابو عزیز کی) ماں نے پوچھا کہ فدیہ کی زیادہ سے زیادہ مقدار جس کی ادائی پر کسی قریشی  
کو چھوڑا گیا ہے، کیا ہے؟ بتایا گیا کہ چار ہزار درہم۔ اس نے چار ہزار درہم فدیہ بھیج کر اسے چھڑا  
لیا۔

ابن اسحاق نے کہا: قریش کے آفت زدہ افراد میں سے جو پہلا شخص مکہ پہنچا  
وہ الحیسمان بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس طرف

مکہ میں گھر گھر ماتم

کی کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو الحکم بن ہشام، امیہ بن خلف، زمعہ بن  
الاسود، الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابو البختری بن ہشام سب قتل ہو گئے۔ جب وہ  
شرناد قریش کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر (حلیم) میں بیٹھا تھا، کہنے لگا: واللہ!



اگر شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو۔ لوگوں نے اس سے کہا: اچھا، صفوان بن امیہ کے متعلق کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہے۔ واللہ! بے شبہ میں نے اس کا باپ اور بھائی اس وقت دیکھے ہیں، جب وہ قتل ہو رہے تھے۔

### شکست کی خبریں

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے حسین بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابورافعؓ نے کہا: میں عباس بن عبد المطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس، ام الفضل اور میں، تینوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ عباس اپنی قوم سے ڈرتے، ان کی مخالفت ناپسند کرتے اور اپنا اسلام چھپاتے تھے۔ وہ بہت مالدار تھے۔ ان کا مال لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ ابولہب بدر میں شریک نہ تھا۔ اس نے اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا۔ تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا۔ جو شخص نہ گیا اور رہ گیا، اس نے اپنے بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا۔ جب بدر کے آفت زدہ قریشیوں کی خبر اس کے (ابولہب کے) پاس آئی تو اللہ نے اسے ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوت و اعزاز کا احساس کیا۔ ابورافعؓ نے کہا میں ضعیف تھا۔ تیر بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور زمزم کے پاس کے خیمے میں انھیں چھپا کرتا تھا۔ واللہ! میں اسی خیمے میں بیٹھا تھا اور تیر چھیل رہا تھا اور میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی تھیں۔ جو خبر مل چکی تھی، اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا۔ یکایک ابولہب بڑی طرح پاؤں گسیٹتا ہوا آیا، خیمے کے کنارے بیٹھ گیا۔ اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا: یہ لو، ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب آگیا۔

ابن ہشام نے کہا: ابوسفیان کا نام المغیرہ تھا۔

### ابولہب کا انجام

ابولہب نے اس سے (ابوسفیان بن الحارث سے) کہا: میرے پاس آؤ، تجھے تو سب کچھ معلوم ہوگا۔ آخر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ کھڑے تھے۔ ابولہب نے کہا: بابا! مجھے بتاؤ، ان لوگوں کی کیا حالت رہی؟ اس نے کہا: واللہ! واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیے (اپنی مشکیں کسوا دیں) وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے، قیدی بنا رہے تھے۔ اللہ کی قسم اس کے باوجود لوگوں پر میں نے کوئی ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہو گئے تھے، جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ واللہ! وہ



کوئی چیز نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز ان کے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔

ابو رافع نے کہا: میں نے خیمے کی پلٹائیں ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر کہا: واللہ! وہ تو فرشتے تھے ابولہب نے ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔ میں نے بھی اس کا بدلایا تو اس نے مجھے اٹھالیا اور زمین پر دے مارا۔ پھر میرے اوپر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ میں کمزور تھا۔ ام فضل خیمے کی ایک لکڑی لے کر اس کی طرف بڑھیں۔ اس سے ایسا مارا کہ اس کا سر بڑی طرح پھٹ گیا اور کہا: اس کا سردار پاس نہ ہونے کے سبب سے ٹوٹنے سے کمزور سمجھ لیا۔ پھر ابولہب اٹھ کر ذلت سے چلا گیا۔ واللہ! وہ سات روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اسے مرضِ عدسہ میں مبتلا کر دیا، جس نے اس کی جان لے لی۔

**نوحہ و ماتم کی ممانعت** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد کی روایت بیان کی کہ (پہلے تو) قریش نے اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کی، پھر کہا: ایسا نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ اس حالت پر خوش ہوں گے۔ اپنے قیدیوں کی رہائی کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجو اور کچھ اٹھا کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ محمد اور اس کے ساتھی فدیے میں سختی کرنے لگیں۔

الاسود بن المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے: زمعہ بن الاسود عقیل بن الاسود اور الحارث بن زمعہ۔ وہ اپنی اولاد پر رونا چاہتا تھا۔ وہ اسی شش و پنج میں تھا کہ ایک رات کو بیکار رونے کی آواز سنی، اس کی بیٹائی جاچکی تھی، لہذا اپنے ایک غلام سے کہا: دیکھ تو پکار کر رونا جائز قرار دیا گیا ہے؟ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رونا رہے ہیں؟ تاکہ میں بھی ابوبکر یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے اندر آگ لگ گئی ہے؟

**الاسود بن المطلب کا نوحہ** | جب غلام واپس آیا تو اس نے کہا: وہ ایک عورت ہے، جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھوجانے پر رونا رہی ہے اسی قح

پر الاسود نے کہا:

أَتَبْكِي أَنْ يَفْضَلَ لَهَا بَعِيرٌ وَيَمْنَعَهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُودُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھوجانے پر روتی ہے اور سونے سے بے خوابی

اسے روک رہی ہے؟

لے عدسہ ایک بیماری ہے جس میں سہم پر سرخ دانے نکھ آتے ہیں۔ یہ چیچک کی ایک قسم ہے، جسے ملک بتاتے ہیں۔

جلد اول



فَلَا تَبْكِي عَلَى بَعْدٍ وَلَكِنْ عَلَى بَدَدٍ تَقْتَصِرَتِ الْجَدُودُ

اے عورت! جو ان اونٹ کے کھوجانے پر نہ رو بلکہ واقعہ بدر پر رو، جس روز نصیباً پھوٹ گیا۔

عَلَى بَدَدٍ سَدَاةُ بَنِي هُصَيْنٍ وَمَخْرُومٌ دَرَهْطِ أَبِي الْوَلِيدِ

بدر پر رو، بنی ہصیص کے بہترین فرزندوں پر رو، بنی مخروم پر رو، اور ابوالولید کی جماعت پر رو۔

وَبِكِّي إِنَّ بَكِيَّتَ عَلَى عَقِيلٍ وَبِكِّي حَارِثًا أَسَدَ الْأَسُودِ

اور اگر تجھے رونا ہے تو عقیل پر رو اور حارث پر رو، جو شیروں کا شیر تھا۔

وَبِكِّيهِمْ وَلَا تَسْئِي جَمِيعًا وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةٍ مِنْ نَدِيدٍ

اور ان سب پر رو، رونے سے ہیزار نہ ہو اور ابو حکیم کا تو کوئی مد مقابل ہی نہ تھا۔

إِلَّا قَدْ سَارَ وَبَعْدَهُمْ دَجَالًا وَلَوْلَا يَوْمُ بَدَدٍ لَحْدَ يَسُودُوا

سن لو، ان لوگوں کے بعد ایسے لوگ سردار بن گئے ہیں کہ اگر جنگ بدر نہ ہوتی ہوتی تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے۔

ابن اسحق نے کہا: قیدیوں میں ابووداعہ بن ضعیفۃ السہمی بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابووداعہ

إِنَّ لَهُ بِمَكَّةَ ابْنًا كَيْسًا،

مکہ میں اس کا ایک ہوشیار لڑکا ہے، جو تاجر،

تَاجِرًا ذَا مَالٍ وَكَأَنَّكُمْ بِهِ

اور مالدار ہے گویا وہ تمہارے پاس اپنے باپ

قَدْ جَاءَكُمْ فِي طَلَبٍ قَدَاءِ أَبِيهِ

کا فدیہ دے کر پھڑانے کے لیے آچکا ہے۔

جب قریش نے یہ کہا، کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر پھڑانے کے متعلق جلدی نہ کرو تا کہ

محمد اور اس کے ساتھی سختی نہ کریں تو مطلب بن ابی وداعہ نے، جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے، کہا: تم سچ کہتے ہو، جلدی نہ کرنا چاہیے اور خود

رات کو چھپ کر نکل گیا۔ مدنیہ پہنچا اور چار ہزار درہم دے کر اپنے باپ کو پھڑا کر واپس

لے گیا۔



قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے آدمی بھیجے تو مکرز بن حفص ابن الانخیف ،  
**سہیل بن عمرو** نے اسیر کیا تھا۔ اس نے کہا:

أَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَا أَبْتَغِي أَسِيرًا بِهِ مِنْ جَمِيعِ الْأُمَمِ

میں نے سہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی

اسیر کرنا نہیں چاہتا۔

وَخِنْدَفٌ تَعْلَمُ أَنَّ الْفَتَى فَتَاهَا سُهَيْلٌ إِذَا يُظْلَمُ

اور بنی خندف جانتے ہیں کہ سہیل ہی قبیلے کا جوان مرد ہے۔ جب ظلم کا بدلہ لینے

کا موقع آجائے، جوان مرد ہے، جب وہ ظلم کا بدلہ لینا چاہے۔

ضَرَبْتُ بِهِ الشَّفْرَ حَتَّى انْتَنَى وَآكُرَهُتُ نَفْسِي عَلَى ذِي الْعِلْمِ

میں نے اس پر تلوار ماری حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور ہونٹ کٹے سے جنگ کے

لیے میں نے اپنے نفس کو مجبور کیا۔

سہیل کا پچھلا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا، بعض علماء شعر مالک بن الدخشم کی جانب اس شعر کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

**مشکہ کی ممانعت** ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بنی عامر بن لؤی کے، محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے رینچے اور اوپر کے (دو دو دانت توڑ دوں کہ اس کی زبان ٹٹک جائے اور آپ کے خلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لیے کبھی کھڑا نہ ہو سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا امْثِلُ بِهِ فَيُمَثِّلَ اللَّهُ فِي

نہیں، میں اس کو مشکہ نہ کروں گا کہ اللہ مجھے

بھی مشکہ کر دے گا۔ اگرچہ میں نبی ہوں۔

وَأَنْ كُنْتُ نَبِيًّا۔

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے اسی حدیث میں فرمایا:

إِنَّهُ عَسَى أَنْ يَقُومَ مَقَامًا لَا

بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے، وہ ایسے

مقام پر کھڑا ہوگا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو۔

تَذُمَّهُ۔

بدادول

لے کان، ناک یا ایسے اعضا کا ٹٹنا جن سے صورت بگڑ جائے۔



ابن ہشام نے کہا: انشاء اللہ اس حدیث کا ذکر تقریباً ہم اس کے مقام پر کریں گے۔

**مکرز کے اشعار** | ابن اسحاق نے کہا: جب مکرز نے ان لوگوں سے سہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضامندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا: اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ، دے دو، اس نے کہا: اس کے پاؤں کے بجائے میرا پاؤں رکھ لو اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمہارے پاس اپنا فدیہ ارسال کرے، چنانچہ سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو اپنے پاس قید رکھا تو مکرز نے کہا:

فَدَايْتُ بِأَذْوَادِ ثَمَانٍ سَبَا فَتًى يَنَالُ الصَّيْبَ عَظْمَهَا لَا الْمَوَالِيَا

میں نے آٹھ قیمتی اونٹ اس نوجوان کے چھڑانے کے لیے دیے۔ نادان

غلام نہیں شرفا ہی ادا کرتے ہیں۔

رَهْنَتْ يَدِي وَالْمَالُ أَيْسَرُ مِنْ يَدِي عَلَى وَلِيكِي خَشِيتُ الْخَاذِيَا

میں نے اپنے ہاتھ کو رہن کر دیا، حالانکہ اپنے آپ کو رہن کرنے کی نسبت مال کا

رہن کرنا آسان تھا، لیکن میں رسوائیوں سے ڈرا۔

وَقُلْنَا سَهِيلٌ خَيْرُنَا فَادُّهُ يَوْمَئِذٍ لَا يَنْبَاءَنَا حَتَّى تُدِيرَ الْأَمَانِيَا

اور ہم نے کہا: سہیل ہم میں سے بہترین شخص ہے، اس لیے ہمارے بچوں کے

واسطے اسی کو لے جاؤ تاکہ ہم اپنی اُمیدوں میں رکاوٹ نہ بنے، رونق پائیں۔

ابن ہشام نے کہا: بعض علماء شعر ان اشعار کو مکرز کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

**عمرو بن ابی سفیان** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ بدر کے قیدیوں میں عمرو بن ابی سفیان بن حرب بھی تھا اور وہ عقبہ بن معیط کا نواسہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا: عمرو بن ابی سفیان کی ماں ابو عمرو کی بیٹی اور ابو معیط بن ابی عمرو کی بہن تھی اور علی بن ابی طالب نے اسے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ ابو سفیان سے کہا گیا، اپنے بچے عمرو

کا فدیہ دے تو اس نے کہا: کیا خوب، میرا خون بھی یہی ہے اور مال بھی جائے۔ انھوں نے حنظلہ کو قتل کر ہی دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں۔ اسے انھیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو۔ جب تک ان کا جی چاہے، اسے قید رکھیں۔ کہا: وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ نبی عمرو بن عوف کی شاخ بنی معادیہ کے سعد بن نعان بن اکال عمرہ کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ



نوجوان بیوی بھی تھی۔ یہ سن رسیدہ مسلمان تھے۔ اور وہ مقام فقیع اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے۔ وہیں سے عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ جو سلوک ان سے کہا گیا، اس کا انھیں اندیشہ تک بھی نہ تھا۔ یعنی یہ گمان بھی نہ تھا کہ مکہ میں قید کر لیے جائیں گے۔ قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرہ کے لیے آئے تو اس سے بھلائی کے سوا کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے۔ غرض ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں ان پر ظلم اور زیادتی کی۔ انھیں اور ان کے بیٹے عمرو کو قید کر لیا۔

**ابوسفیان کے اشعار** | ابوسفیان نے کہا:

أَرْهَطَ بَنَ أَكَالٍ أَحْيَبُوا دَعَاءَا      تَعَا قَدْ تُحَدُّ لَا تُسْلِمُوا السَّيِّدَ الْكَهْلَا

اے بنی اکال کی جماعت! اس کی پکار کا جواب دو۔ وہ تمہارے ہاتھ سے نکل

گیا لیکن ایسے سن رسیدہ سردار کو (دشمن کے ہاتھوں میں) نہ چھوڑ دو۔

فَاتَ بَنِي عَمْرٍو وَ لِسَامُ أَذِلَّةٌ      لَسُنٌ لَّمْ يَكْفُوا عَنْ أُسْبِرِهِمُ الْكِبَلَا

کیونکہ بنی عمرو ذلیل اور فرومایہ شمار ہوں گے، اگر انھوں نے اپنے ایسے قیدی

کو، جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔

حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا:

لَوْ كَانَ سَعْدٌ يَوْمَ مَكَّةَ مُطْلَقًا      لَأَكْثَرَ فِيكُمْ قَبْلَ أَنْ يُؤَسَّرَ الْقَتْلَا

مکہ میں اس کی گرفتاری کے روز اگر سعد آزاد و موتا تو قید ہونے سے پہلے وہ تم

میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالتا۔

بِعَضْبٍ حُسَامٍ أَوْ بِصَفْرَاءَ نَبْعَةٍ      تَحْنُ إِذَا مَا أَنْبَضَتْ تَحْقِرُ النَّبْلَا

اپنی تیز تلوار سے قتل کر دیتا یا نبعہ (درخت کی لکڑی) کی زر و کمان سے جسے

تیر پھینکنے کے لیے کھینچا جائے تو اس میں زناٹے کی آواز آتی ہے۔

بنی عمرو بن عمرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ کو اس کی اطلاع دی اور استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے تاکہ اس کے بدلے وہ اپنا آدمی چھڑالائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ استدعا منظور فرمائی۔ انھوں نے عمرو کو ابوسفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

**ابوالعاص بن الزریع** | ابن اسحاق نے کہا: قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور

لے مدینہ منورہ کے پاس ایک مقام۔



آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس (بھی تھے۔  
ابن ہشام نے کہا: انھیں خراش بن الصمنۃ بنی حرام کے ایک شخص نے قید کیا تھا۔

### قریش کی پیشکش

ابن اسحق نے کہا: ابو العاص کا شمار مکہ کے ان لوگوں میں تھا، جو مال امانت اور تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے، یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے اور ام المومنین خدیجہؓ ان کی خالہ تھیں۔ خدیجہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ زینب سے ان کا نکاح کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اختلاف نہیں فرمایا کرتے تھے۔ یہ واقعہ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے زینبؓ کا نکاح ابو العاص سے کر دیا اور وہ (جناب خدیجہؓ) ابو العاص کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں۔ جب اللہ نے اپنے رسول کو اپنی نبوت کی عزت عطا فرمائی تو آپ پر خدیجہؓ اور صاحبزادیاں تو ایمان لائیں، آپ کی تصدیق کی، اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ لائے ہیں، وہ سچ ہے اور ان سب نے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا، لیکن ابو العاص شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہؓ یا تم کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا۔ جب آپ نے قریش کو اللہ کے احکام پہنچانے اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتداء کی اور ان لوگوں نے کہا: تم نے محمدؐ کو فکر سے سبکدوش کر دیا ہے، چاہیے کہ بیٹیوں کو اس کے پاس جا کر کہا: تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے، قریش کی کسی عورت کو پسند کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دامادی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

### عتبہ بن ابولہب

پھر وہ لوگ عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا: محمدؐ کی بیٹی کو طلاق دے دے، قریش کی جو عورت تو چاہے، ہم اس سے تیرا نکاح کیے دیتے ہیں۔ اس نے کہا: اگر تم میرا نکاح ابان بن سعید بن العاص کی بیٹی یا سعید بن العاص سے کر دو تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں۔ انھوں نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے انھیں، (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو) چھوڑ دیا۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا۔ اس طرح اللہ نے اس کے ہاتھوں سے چھڑایا اور صاحبزادی کی عزت رکھ لی اور عتبہ کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان سے صاحبزادی کا نکاح ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مجبوری کے تحت (ایسے تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ ناجائز۔ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابو العاص بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی، لیکن انھیں ان سے الگ کر لینے کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا، اس لیے وہ (صاحبزادی صاحبہ) باوجود جلد اول

لے تباہ کیا ہے کہ رقیہؓ کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے ہوا تھا اور کلثومؓ کا عتبہ بن ابولہب سے پھر دونوں نے صاحبزادیوں کو چھوڑ دیا تھا۔



اپنے اسلام کے ابو العاص ہی کے ساتھ رہیں، حالانکہ وہ اپنے شرک پر تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انھیں میں ابو العاص بن الربیع بھی تھے۔ بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الربیع نے اپنے والد عباد سے **زینب کا ہار** عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے رقم ارسال کی تو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابو العاص کی رہائی کے لیے کچھ مال بھیجا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی ارسال کی، جسے خدیجہ نے رخصت کے وقت انھیں پہنا کر ابو العاص کے پاس روانہ کیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مالا ملاحظہ فرمائی تو آپ کا دل بہت بھر آیا اور فرمایا:

اِنْ رَاَيْتُمْ اَنْ تَطْلِقُوْا لَهَا اَسِيْرَهَا  
وَتَرْدُوْا عَلَيْهَا مَا لَهَا فَاَفْعَلُوْا  
ان لوگوں نے کہا: اچھا، یا رسول اللہ! انھوں نے ابو العاص کو چھوڑ دیا اور بنی زینب کا جو کچھ مال تھا، وہ واپس کر دیا۔



## زینب کا سفر مدینہ اور ابوالعاص کا اسلام

### سفر کی تیاری

کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے اقرار لے لیا تھا یا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کر لیا تھا کہ زینب کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی ایک شرط تھی، لیکن یہ بات نہ ابوالعاص کی جانب سے ظاہر ہوئی، نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تاکہ معلوم ہو جاتا، حقیقت کیا تھی جب ابوالعاص کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور انصار میں سے ایک شخص کو اسی وقت روانہ کرتے ہوئے فرمایا:

كُونَا بِبَطْنِ يَأْجُجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا  
زَيْنَبٌ فَتُصَحِّبَا هَا حَتَّى تَأْتِيَا نِي  
یہا۔

تم دونوں (جا کر) بطن یانج میں رہو، یہاں تک  
کہ تمھارے پاس سے زینب گزرے جب ایسا  
ہو تو اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اسے میرے  
پاس لاؤ۔

وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد یا اس سے کچھ کم زیادہ کا تھا اور جب کہ ابوالعاص مکہ پہنچے تو انھوں نے زینب کو والد ماجد سے جا ملنے کی اجازت دے دی اور وہ جانے کی تیاری کرنے لگیں۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے خود بی بی زینب کی یہ روایت بیان کی کہ جب میں والد بزرگوار سے جا کر ملنے کی تیاری مکہ میں کر رہی تھی، مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہندملی اور اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کی بیٹی! کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جا ملنے کا ارادہ رکھتی ہو؟ (بی بی زینب نے) کہا: میں نے کہا: میرا یہ ارادہ تو نہیں۔ اس نے کہا: اے میری چھیری بہن ایسا نہ کہو (مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمہیں کسی سامان کی ضرورت ہو، جو سفر میں آرام دے، یا والد تک پہنچنے کے لیے رقم کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے سکتی ہو۔ اس لیے (اطلاع دینے میں مجھ سے غل

لے یا نج مکہ معظمہ سے اکٹھ میل کے فاصلے پر ہے۔



نہ کرو، کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی جو مردوں کے درمیان پیدا ہو چکی ہے (نبی زینبؓ نے کہا: واللہ! میں نے تو یہی سمجھا کہ وہ جو کچھ کہتی ہے، وہی کرے گی، لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور اپنا ارادہ اس سے پھپھائے رکھا اور تیاری کر لی۔

**روانگی اور رکاوٹ** جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور کنانہ بن الرزیمع اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں۔ کنانہ نے کمان اور ترکش،

لے لیا اور صاحبزادی کو لے کر دن کے وقت اونٹ کی نکیل کھینچتا ہوا لے چلا، اس حال میں کہ وہ ہودج میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور تلاش میں نکل پڑے، حتیٰ کہ انھوں نے عیسیٰ ذی ظہریؑ میں جانیا، پہلا شخص، جو ان تک پہنچا، وہ ہبار بن اسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزیٰ الفہریؑ تھا۔ زینبؓ اپنے ہودج ہی میں تھیں کہ ہبار نے انھیں برچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انھیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ان کا دیور بیٹھ گیا اور اپنے ترکش کے تیر زمین پر پھینکتے ہوئے کہا، واللہ! جو شخص میرے نزدیک آئے، اسے میں تیر کا نشانہ بناؤں گا۔ آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے۔ ابوسفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لیے ہوئے آیا اور کنانہ سے کہا: اے شخص! تیر روک لے کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لیے۔

**اعتراف ذلت** ابوسفیان آگے بڑھا اور پاس کھڑے ہو کر کہا: تُو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ اس عورت کو لے کر دن دہاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے۔

تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا بھی علم ہے اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی، وہ بھی تجھے معلوم ہے۔ ایسی حالت میں جب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کو تُو کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائے گا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی ہمارے ضعف اور ذلت سے رونما ہوا ہے، جو ہمیں پہنچی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہمارے ضعف اور کمزوری کے باعث ہوا ہے۔ اپنی عمر کی قسم! ہمیں بیٹی کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے، لیکن اس وقت تُو اس کو لے کر لوٹ جا، یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہتے لگیں کہ ہم نے اسے لوٹا دیا ہے۔ پھر چپکے سے لے کر نکل جا اور اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔

راوی نے کہا: کنانہ نے ویسا ہی کیا اور زینبؓ چند روز وہیں رہیں، یہاں تک کہ آوازیں خاموش

۱۔ مکہ معظمہ سے قریب ایک مقام جو مدینہ منورہ جانے والے راستے پر تنعیم کے برابر ہے، مکہ معظمہ سے پانچ سو چالیس میل پر ہے۔



ہو گئیں۔ پھر کنا نہ انھیں لے کر رات کے وقت نکلا اور لے جا کر انھیں زبید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا۔ وہ دونوں انھیں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

**ابو خیشمہ کے اشعار** | ابن اسحق نے کہا: عبد اللہ بن رواحہ یا بنی سالم بن عوف کے ابو خیشمہ نے بی بی زینبؓ کے واقعے کے متعلق کہا ہے:

ابن ہشام نے کہا یہ اشعار ابو خیشمہ کے ہیں:

أَنَا فِي الدِّنَى لَا يَقْدِرُ وَالنَّاسُ قَدَدَا لِيَزِينَبَ فِيهِمْ مِنْ عُقُوقٍ وَمَا تَمَدَّ

میرے پاس اس واقعہ کی خبر پہنچی جس کا تعلق زینبؓ سے ہے۔ ان سے حد درجہ مجرمانہ سلوک کیا گیا، جس کا تصور بھی لوگ نہیں کر سکتے۔

وَإِخْرَاجَهَا لَمْ يُخْزِفْهَا مُحَمَّدٌ عَلَى مَا قَطَّ وَبَيْنَنَا عِطْرُ مَنْشَمٍ

وہ زینبؓ کا (مکہ سے) نکال لانا تھا، جس میں محمدؐ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی طرح کی رسوائی نہیں ہوئی، باوجود اس کے کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں ان میں منحوس عطر مہک رہا تھا۔

وَأَمْسَى أَبُو سَفْيَانَ مِنْ حِلْفِ ضَمْضَمٍ وَمِنْ حَدِيثِنَا فِي رَغَمِ أَنْفٍ وَمَنْدَمٍ

اور ابوسفیان اپنے حلیف ضمضم کے متعلق اور ہم سے لڑائی مول لینے

کے سبب سے ذلیل و نامدوم ہو چکا تھا۔

قَرْنَا ابْنَةَ عَمْرٍَا وَمَوْلَى يَمِينِهِ يَذِنِي حَلَّتْ جَلْدَ الصَّلَاةِ صَلِّ مُحْكِمٍ

ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف کو حلقوں (اور) جھنکار والی مضبوط

رزنجیر میں جکڑ دیا۔

فَأَقْسَمْتُ لَا تَنْفَكُ مِنَّا كَتَائِبٌ سَرَاةُ خَيْبِيسٍ مِنْ لُهَا مِ مَسْوَمٍ

پھر میں نے قسم کھالی کہ ہمارے لشکر کی ٹولیوں، سرداروں اور ایک خاص

نشان والے سپاہیوں میں کبھی کمی نہ ہوگی۔

تَرَوْعُ قُرَيْشًا الْكَفْرَ حَتَّى نَعْلَمَهَا بِخَاطِمَةِ فَوْقِ الْأُنُوفِ بِمَيْسَمٍ

کفر کی ٹولیوں کو ڈراتے رہیں گے، حتیٰ کہ بار بار حملہ کر کے ان کی ناکوں میں دباغ

دینے والے آلے کے ذریعے سے نکیل ڈال دیں گے۔



نَزَّلَهُمْ الْكَنَافَ نَجْدًا وَنَخْلَةً وَإِنْ يَتَّبِعُوا بِالْخَيْلِ وَالرَّجُلِ نَجْمًا

ہم نجد (سطح مرتفع) و نخلہ (کھجوریں) کے اطراف و اکناف میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لے کر تھامہ (نشیبی زمین) میں اتربائیں تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

بَدَا لَهَا هَرَحٌ حَتَّى لَا يُعَوِّجَ سِرْدِينَا وَنُلْحِقُهُمْ أَثْنَاءَ عَادٍ وَجُرْهُمِ

ابد تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) اور سیدھے راستے سے کبھی ادھر ادھر نہ ہوں گے۔ اور ہم انہیں عاد و جرہم کے نشانات سے ملا دیں گے (برباد و ہلاک کر دیں گے)۔

وَيَنْدَمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيعُوا مُحَمَّدًا عَلَى أَمْرِهِمْ وَأَمَى حِينَ تَنْدَمُ

اور وہ قوم اپنے کیے پر پچھتائے گی، جس نے محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچھتائے گی، جب پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔

فَأَبْلَغُ آبَا سُفْيَانَ إِذَا لَقِيتَهُ لَعْنُ أَمْتٍ لَمْ تُخْلِصْ سُجُودًا وَسَلَامًا

(اے مخالف!) اگر تو ابوسفیان سے ملے تو اسے یہ پیغام پہنچا دے کہ اگر تو خلوص سے نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَأَبْشِرْ بِخَيْرٍ فِي الْحَيَاةِ مُعْجَلٍ وَسُرْبَالٍ قَارٍ خَالِدًا فِي جَهَنَّمَ

زندگی ہنی میں فوری رسوائی و ذلت تیرے حصے میں آئے گی اور جہنم میں روغن قار کا لباس تجھے ملے گا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں ”وسر بال نادر“ بھی آیا ہے، یعنی آگ کے کپڑے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن الحضرمی ہے، جو قیدیوں میں تھا۔ الحضرمی

اور عرب بن امیہ کے درمیان معاہدہ تھا:

ابن ہشام نے کہا: ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن الحارث بن الحضرمی ہے اور عامر بن

الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا ہے) بدر میں قتل ہو چکا تھا۔

جب وہ لوگ لوٹ گئے، جو زینب کی جانب نکلے تھے اور ان سے اور مہذبیت عتبہ

سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا:



أَفِي السَّلَاحِ أَعْيَادًا جَفَاءً وَغِلَظَةً وَفِي الْحَرْبِ أَشْبَاهَ النَّسَاءِ الْعَوَارِلِ

کیا صلح و آشتی کی حالت میں (لوگ) بے وفائی اور سختی میں گدھوں کی طرح اور حالت جنگ میں جیٹن والی عورتوں کی طرح ہیں۔

**کنانہ کے اشعار** | جب کنانہ بن الربیع نے زینب کو ان دونوں شخصوں کے حوالے کیا تو زینب کے متعلق کہا:

عَجَبْتُ لِهَبَارٍ وَأَوْبَاشٍ قَوْمِهِ يَرْبِذُونَ اخْضَارِي بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ

میں ہمارا اور اس کی قوم کے اوباشوں سے حیران ہوں کہ وہ چاہتے ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سے جو میرا معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے۔

وَلَسْتُ أَبَالِي مَا حَبِيبٌ عَدِيٌّ لَهُمْ وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَبَضَاتِي بِأَلْمِئَةٍ

اور جب تک میں زندہ ہوں، ان کی بڑی تعداد کی کوئی پروا نہیں کرتا، جب تک میرا ہاتھ ہندی تلوار مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔

**رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان** | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے اس

نے بکیر بن عبد اللہ بن الاشج سے، انھوں نے سلیمان بن یسار سے اور انھوں نے ابواسحق الدوسی سے ابوہریرہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ فرمائی، میں بھی اس میں تھا اور ہمیں حکم فرمایا:

إِنْ ظَفِرْتُكُمْ بِهَيْبَارٍ نِسِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّجُلِ الْأَخِيرِ الَّذِي سَبَقَ مَعَهُ إِلَى زَيْنَبَ فَخَرِّتُوهُمَا بِالنَّارِ۔

اگر تم جبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص پر، جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا تھا، قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں نافع بن عبد قیس بتایا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ہم سے کہا بھیجا:

إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ بِتَخْرِيقِ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا ثُمَّ دَرَأَيْتُمَا أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ

بجے شبہ میں نے تمہیں ان دونوں آدمیوں کے تعلق حکم دیا تھا کہ اگر تم انہیں گرفتار کرو تو جلاؤ۔ اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے کہ اللہ کے



أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ  
ظَهَرَ تَمَّ بِهِمَا فَأَقْتُلُوهُمَا  
کے سوا کسی شخص کے لیے یہ بات سزاوار نہیں، وہ  
آگ کی سزا دے اس لیے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انہیں  
قتل کر دینا۔

**ابو العاص کا تجارتی مال**  
ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد ابو العاص مکہ میں رہے اور بنی ہاشم  
زینبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں رہیں۔ اسلام  
نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی، یہاں تک کہ فتح (مکہ) سے تھوڑی دیر پہلے ابو العاص شام کی  
جانب تجارت کے لیے نکل گئے۔ یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی بے فکر تھے اور قریش کے  
بہت سے افراد نے بھی تجارت کی غرض سے انہیں مال دے دیا تھا۔ جب وہ تجارت سے فارغ  
ہوئے اور لوٹ کر آنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے  
انہیں جالیا اور جو کچھ ان کے پاس تھا، وہ لے لیا، لیکن وہ خود بیچ نکلے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ جماعت  
حاصل کیا ہوا مال لے کر مدینہ آ گئی تو ابو العاص بھی رات کی تاریکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی صاحبزادی زینبؓ کے پاس آ گئے۔ ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے پناہ دے دی یہ اپنے  
مال کی طلب کے لیے آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی، سب کے  
سب ناز پر دھننے لگے۔

**زینبؓ کی پناہ**  
اس وقت زینبؓ نے عورتوں کے چہرے سے بہ آواز بلند کہا: لوگو! میں  
نے ابو العاص بن الربیع کو پناہ دی ہے (راوی نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو لوگوں کی جانب توجہ کرتے ہوئے فرمایا، لوگو! کیا وہ تم نے بھی سنا جو میں

نے سنا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! فرمایا:  
أَمَّا وَاللَّهِ لَنْ تَسْمَعُوا مُحَمَّدٌ بَيِّنَةٌ  
مَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى  
تَسْمَعُوا مَا سَمِعْتُمْ إِنَّهُ يُجِيرُ  
عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ  
سن لو! اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد  
کی جان ہے، مجھے کسی بات کا علم نہ تھا، یہاں تک  
کہ میں نے وہ آواز سنی، جو تم نے بھی سنی بات یہ ہے  
کہ مسلمانوں کی طرف سے ایک ادنیٰ شخص بھی پناہ  
دینے کا حق رکھتا ہے۔

**مال کی واپسی** | پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی کے پاس واپس تشریف لے گئے اور  
جلد اول



فرمایا :

بیٹی! اس کی خاطر داری کرنا اور اسے اپنے ساتھ  
خلوت میں نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لیے  
حلال نہیں۔

أُمِّي بُنَيَّةٌ إِكْرَمِي مَتَوَاكُ وَلَا  
يَخْلُصَنَّ إِلَيْكَ فَاتَّكَ لَا تَحْلِينَ  
لَهُ.

ابن اسحق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس  
جماعت سے، جس نے ابوالعاص کا مال لے لیا تھا، کہلا بھیجا :

یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے، اس کا تو تمہیں  
علم ہے۔ اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے  
اگر تم اس سے نیک سلوک کرو اور اس کا مال لوٹا  
دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے اور اگر تم ایسا کرنے  
سے انکار کرو تو تمہیں اس کا زیادہ حق ہے، کیونکہ وہ  
اللہ کی راہ میں آیا ہے جس نے وہ تمہیں غنیمت میں  
عنایت فرمایا ہے۔

إِنَّ هَذَا الرَّجُلُ مَتَا حَيْثُ قَدْ  
عَلِمْتُمْ وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهُ مَا لَا  
فَانْ تُحْسِنُوا وَتَرُدُّوا عَلَيْهِ الَّذِي  
لَهُ فَإِنَّا نَحِبُّ ذَلِكَ وَإِنْ أَبَيْتُمْ  
فَهُوَ فِي عِزِّ اللَّهِ الَّذِي أَفَاءَ عَلَيْكُمْ  
فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ.

آخر ان لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ایسا نہ ہوگا بلکہ ان کا مال انہیں واپس کر دیں گے چنانچہ مال  
انہیں لوٹا دیا، یہاں تک کہ کوئی شخص ڈول، کوئی مشک، کوئی لوٹا لاتا اور کوئی ٹیرٹھے سروالی لکڑی  
لا رہا تھا جو گٹھڑیوں کے اٹھانے کے لیے ان میں لگائی جاتی ہے، اس طرح ان کا سارا مال واپس کر دیا  
گیا اور ان میں سے کوئی چیز گم نہ ہوئی، اس کے بعد ابوالعاص سب کچھ مکہ اٹھا لے گئے اور قریش  
کے ہر سامان والے کو اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اسے اس کا حصہ ادا کر دیا۔

پھر کہا: اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال میرے پاس رہ چکا ہے؟  
انہوں نے کہا: اللہ تمہیں جزائے خیر دے، کچھ باقی نہ رہا۔ ہم نے تمہیں پورا حق

اعلان اسلام

ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ  
کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ واللہ! مجھے آپ کے پاس اسلام اختیار کرنے سے کوئی امر  
مانع نہ تھا۔ بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو، میں نے صرف تمہارا مال کھانا چاہا۔ پس اب کہ اللہ  
نے تمہارا مال تم تک پہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہو گئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ نکلے  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

جلد اول



ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے داؤد بن الحصین نے، اس نے عکرمہ سے ابن عباس کی حدیث بیان کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینبؓ کو چھ سال بعد ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دے دیا اور کسی طرح کی تجدید نہ کی۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہؓ نے بیان کیا: جب ابوالعاص شام سے مشرکوں کا مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمہیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے، اس شرط پر کہ یہ سارا مال تم لے لو کیونکہ یہ مشرکوں کا مال ہے۔ ابوالعاص نے کہا: میں اپنے اسلام کی ابتداء امانت میں خیانت سے کروں تو کس قدر بُرا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے عبدالوارث بن سعید التتوری نے اور اس نے داؤد بن ابی مہد سے عامر الشعیبی کی روایت اسی طرح بیان کی جس طرح ابو عبیدہؓ نے ابوالعاص کے متعلق مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

ابن اسحاق نے کہا: جو قیدی فدیہ لیے بغیر بطور احسان چھوڑ دیے گئے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں، وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے ابوالعاص بن الربیع (بن عبد العزی بن عبد الشمس بن عبد مناف) ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ ارسال کیا تھا۔ بنی مخزوم بن قیظم میں سے المطلب (بن حنطیب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم) تھا، جسے بنی الحارث المخزرج کے ایک شخص نے پکڑا تھا۔ وہ انہیں کے ہاتھوں میں دے دیا گیا انھوں نے اسے چھوڑا اور وہ اپنی قوم سے جا ملا۔

ابن ہشام نے کہا: بنی نجار کے ابوالیوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا: صفی بن ابی رفاعہ (بن عامر بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔ انہیں لوگوں میں چھوڑ دیا گیا، جنہوں نے اسے پکڑا تھا۔ جب کوئی اس کے فدیہ کو نہ لایا تو اس سے اقرار کیا گیا کہ وہ فدیہ خود بھیج دے گا اور اسے چھوڑ دیا تو اس نے انہیں کچھ بھی ادا نہ کیا۔ حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا ہے:

وَمَا كَانَ صَيْغِي كَيْفِي أَمَّا نَهْ قَفَا تَعْلَبُ أَعْيَا بَبْعُ السَّوَادِ

میں نے ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کرتا وہ تو لومڑی کی گردن کے

ماند تھا، جو پانی پینے کے کسی مقام پر تھک گئی تھی۔

بعد ازل



ابن ہشام نے کہا: یہ شعر ان کے اشعار میں کا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: ابو عروہ بن عبداللہ بن عثمان بن امیہ بن حذافہ بن جحج، جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور کہا: یا رسول اللہ! آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا مال نہیں۔ میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں، اس لیے آپ مجھ پر احسان فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرے گا۔ ابو عروہ اس سلوک کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مداحی کرتا اور قوم میں آپ کی فضیلت بیان کرتا ہوا کہتا ہے۔

### ابو عروہ کے اشعار

مَنْ مُبْدِعٌ عَنِّي الرَّسُولُ مُحَمَّدًا يَا نَكَ حَقَّ وَالْمَلِيكَ حَمِيدًا

میری جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیام پہنچانے والا کون ہے

کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ حقیقی قابل حمد و ثنا ہے۔

وَأَنْتَ أَمْرٌ تَدْعُونَا إِلَى الْحَقِّ وَالْهُدَى عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ الْغَطِيمِ شَرِيدًا

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب بلاتے ہیں آپ کی

سچائی پر عظمت والے اللہ کی جانب سے گواہ موجود ہیں۔

وَأَنْتَ أَمْرٌ بُوِئْتَ فِينَا مَبْأَعَةً لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصَعُودٌ

اور آپ ایسے ہیں کہ ہم میں آپ نے اونچا مقام حاصل فرمایا ہے جس کی سیر

پر چڑھنا ایک لحاظ سے نہایت آسان اور ایک لحاظ سے نہایت مشکل ہے۔

فَإِنَّكَ مَنْ حَادَبْتَهُ لَمَحَارِبٍ شَفِئْتُ وَمَنْ سَأَلْتَهُ لَسَعِيرٍ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جس سے نبرد آزما ہوں، وہ بد نصیب و دشمن ہے

اور جس سے آپ صلح فرمائیں، وہ خوش نصیب ہے۔

وَلَكِنْ إِذَا ذُكِرْتُ بَدَرًا دَاوَاهُكَ تَأَوَّبَ مَائِي حَسْرَةً وَقَعُودٌ

لیکن مجھے جب بدرا اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے تو حسرت و کم ہمتی، جو

مجھ میں موجود ہے، مجھے گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا: اس روز مشرکوں کا قدیر چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا، لیکن

جس شخص کے پاس کچھ نہ تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا۔

عمیر بن وہب کا ارادہ | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر



کی روایت بیان کی کہ بدر میں قریش پر جو مصیبت نازل ہوئی اس سے کچھ ہی دن بعد عمیر بن وہب الجحفی مقام حجر میں صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ قریش کے شیطانوں میں کا ایک شیطان تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا۔ جب تک آپ مکہ میں تھے، اس کی طرف سے دکھ ہی پہنچتے رہے۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔ ابن ہشام نے کہا اسے بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے اسیر کیا تھا۔

مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا: واللہ! ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں عمیر نے کہا: واللہ! تو نے سچ کہا، میں، اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا، جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے، جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لیے) جاتا کہ انہیں قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لیے ایک سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے (راوی نے) کہا۔ صفوان نے اسے غنیمت جانا اور کہا: میں یہ قرض تمہاری جانب سے ادا کر دیتا ہوں۔ تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے۔ جب تک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے بس کی کوئی شے ایسی نہ ہوگی، جو انہیں دینے سے عاجز رہوں، عمیر نے کہا: اچھا تو میری اور اپنی یہ گفتگو راز میں رکھو۔ صفوان نے یہ بات بیان کی۔

پھر عمیر نے تلوار تیر کرنے کے لیے دی، تیر کرنے کے بعد اسے زہرا لود بھی کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ مدینہ چلا آیا۔ عمر رضی بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے درمیان بدر ہی کے متعلق باتیں کر رہے تھے، کہہ رہے تھے، اللہ نے انہیں عزت عطا فرمائی اور دشمن کی نامرادی دکھائی دیکھا کہ ان کی نظر عمیر بن وہب پر پڑی، جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور وہ تلوار حائل کیے ہوئے تھا۔ عمر رضی نے کہا: واللہ! یہ کتنا اللہ کا دشمن کوئی بدی لیے بغیر نہیں آیا۔ یہ وہی شخص ہے، جس نے ہمارے درمیان جنگ کی آگ بھڑکائی اور یہی ہے وہ جس نے بدر کے روز ہمارے تعداد کا تخمینہ قریش کو بتایا تھا۔ پھر عمر رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کا دشمن عمیر بن وہب تلوار حائل کیے ہوئے آیا، فرمایا: فا دخلہ علی (اسے اندر میرے پاس لانا) راوی نے کہا: عمر آئے، اس کی تلوار گردن ہی میں اس کے گریبان سے طاکر کچڑلی اور ساتھ جو انصار تھے، ان سے کہا: اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس بٹھاؤ۔



لیکن آپ کے متعلق اس نصیبت سے احتیاط کرو کہ یہ بھروسے کے قابل نہیں، پھر اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے گئے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات

جب آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عمرؓ اُسے پکڑے ہوئے ہیں، تو فرمایا: اَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ، اُدْنُ يَا عُمَيْرُ! اے عمرؓ! اُسے چھوڑ دو۔ اے عمیر! نزدیک آؤ۔

وہ نزدیک گیا اور اَنْعِمُوا صَبَاحًا یعنی تمہارا دن اچھا گزرے کہا، یہ زمانہ جاہلیت کا سلام تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَدَاكَرَمْنَا اللّٰهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ  
مِّنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ يَا السَّلَامِ  
تَحِيَّةَ اَهْلِ الْجَنَّةِ -

اے عمیر! ہمیں اللہ نے ایک ایسی دعا کی عزت عطا فرمائی ہے، جو تمہاری دعا سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے، جو جنت والوں کی دعا ہے۔

اس نے کہا: سنیے، واللہ! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے بہت کم زمانے سے واقف ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمیر! تمہیں کونسی چیز لائی ہے؟ کہا: میں اس قیدی کے لیے آیا ہوں، جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجئے۔ آپ نے فرمایا پھر یہ تلوار تمہارے گلے میں کیوں ہے؟ اس نے کہا، اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے، وہ ہمارے کچھ بھی کام نہ آئیں! آپ نے فرمایا: مجھ سے سچ سچ کہہ دو! تم کس لیے آئے ہو؟ اس نے کہا: میں بجز اس کے اور کسی کام کے لیے نہیں آیا:

## راز کا افشاء فرمایا:

بَلْ قَعَدْتَ اَنْتَ وَصَفْوَانُ بِنِ  
اُمَيَّةَ فِي الْحَبْرِ فَذَكَرْتُمَا ،  
اَصْحَابَ الْقَلِيْبِ مِنْ قُرَيْشِ  
ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دَيْنٌ عَلَيَّ دَعِيَالٌ  
عِنْدِي لَخَرَجْتُ حَتَّى اَقْتُلَ مُحَمَّدًا  
فَتَحْمِلَ لَكَ صَفْوَانُ يَدَ بَيْتٍ وَ

کیوں نہیں؟ تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے اور تم دونوں نے قریش کے گڑھے میں پڑے ہوئے لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا: اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے پاس بال بچے نہ ہوتے تو میں نکلتا مگر محمد کو قتل کروں صفوان بن امیہ نے تمہارے قرض اور تمہارے



عَيَّاكَ عَلَىٰ أَنْ تَقْتُلَنِي لَهُ وَ  
اللَّهُ حَائِلٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ  
ذَلِكَ

قرض اور تمہارے بچوں کا بار اپنے ذمے لے لیا،  
اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کرو۔ حالانکہ میرے  
اور تمہارے اس ارادے کی تکمیل کے درمیان حائل

ہے، تم اپنا یہ ارادہ پورا نہیں کر سکتے۔

**اعلان اسلام**  
عمیر نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم آپ کو اس بات میں بھڑکا خیال کرتے تھے، جو آپ ہمارے  
گے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے اور جو آپ پر وحی اتر ا کرتی تھی۔ یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے  
اور صفوان کے سوا کوئی اور نہ تھا، اس لیے واللہ! میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی  
اور نہیں لایا، پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھا دی اور مجھے اس طرح ہانک لایا  
پھر انھوں نے سچی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَقَهُوْا اَخَاكُمْ فِي دِيْنِهِ وَ اَقْرِءُوْهُ  
الْقُرْآنَ وَ اَطْلِقُوْا لَهُ اَسْبِيْرَهُ  
فَفَعَلُوْا

اپنے بھائی کو تعلیم دو اور انھیں قرآن پڑھاؤ،  
اور ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کر دو۔ سب  
نے ویسا ہی کیا۔

پھر انھوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اللہ کا نور بجھانے میں کوشاں تھا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے  
دین پر تھے، ان کی ایذا رسانی میں بہت سخت تھا۔ اب چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں، میں مکہ  
جھاؤں اور انھیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاؤں تاکہ اللہ انھیں سیدھی راہ پر لائے، ورنہ  
انھیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔

آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دے دی اور وہ مکہ چلے گئے۔ جب عمیر بن وہب  
مکہ سے نکلے تھے تو وہاں صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا تھا: لوگو! خوش ہو جاؤ اب چند روز میں ایک ایسے  
واقعے کی خبر آئے گی کہ تمہیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی۔ جو قافلے مدینے کی طرف سے آتے تھے۔ ان سے  
عمیر کے متعلق دریافت کرتا رہتا، حتیٰ کہ ایک سوار آیا تو اس نے عمیر کے اسلام لانے کی خبر سنائی۔ اس نے  
قسم کھائی کہ وہ ان سے نہ کبھی کوئی بات کرے گا ورنہ انھیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا،

**عمیر کی اسلامی خدمت**  
ابن اسحاق نے کہا: جب عمیر مکہ آئے اور اسلام کی دعوت دینے کے  
لیے وہاں رہ گئے، جو ان کی مخالفت کرتا۔ اسے سخت ایذا میں دینے

لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔



## ابلیس بہ شکل سراقہ

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنہوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ وہ سراقہ کی شکل اختیار کیے ہوئے پیچھے کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا: اے سراقہ! کہاں جا رہے ہو؟ وہ چلا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

وَإِذْ زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمًا لَهُمْ  
وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ  
النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ  
اور (وہ وقت یاد کرو) جب شیطان نے ان کے  
کام ان کے لیے اچھے کر دکھائے اور کہا: لوگوں  
میں سے کوئی آج تم پر غالب ہونے والا نہیں اور  
میں تمہارا ساتھی ہوں۔ (۳۸: ۸)

بیان فرمایا کہ ابلیس نے انہیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن حشتم کے مشابہ بن کر پہنچا، جب ان لوگوں نے اپنے اور بنی کعبہ بن مناة بن کنانہ کے درمیانی تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا، جو ان کے درمیان تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَمَّا تَرَا آخِرَتِ الْفَيْتَاتِ (۳۸: ۸)  
اور اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر کو فرشتوں کی شکل میں دیکھا، جن کے ذریعے سے اللہ نے اپنے رسول اور ایمانداروں کی مدد ان کے دشمن کے مقابل میں کی تھی۔

نَكَصَ عَلَى عَقَبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي  
بِرِيءٍ مِّنْكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ  
پچھے کی جانب لوٹ گیا اور کہا: میں تو تم سے الگ  
ہوں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں، جو تم نہیں دیکھ  
رہے۔ (۳۸: ۸)

دشمن خدا نے سچ کہا: اس نے وہ چیز دیکھی، جو انہوں نے نہیں دیکھی اور کہا:  
إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ  
میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا  
دینے والا ہے۔ (۳۸: ۸)

غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں سراقہ کی صورت میں دیکھتے تھے اور اسے  
اجنبی نہ سمجھتے تھے، حتیٰ کہ جب بدر کا روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں مدھبڑ مہوئی تو وہ اٹے پاؤں  
لوٹ گیا غرض وہ انہیں (مقام جنگ تک) لایا اور انہیں بے یار چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق نے کہا:  
حسان بن ثابت کے اشعار

جلد اول



قَوْمِي الَّذِينَ هُمْ آوَدَ أَبْيَهُمْ وَصَدَّقُوهُ وَأَهْلَ الْأَرْضِ كُفَّارُ

میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کو پناہ دی اور ان کی تصدیق  
ایسی حالت میں کی کہ زمین والے کافر تھے۔

إِلَّا خَصَائِصَ أَقْوَامٍ هُمْ سَلَفُ لِقَاءِ لِحِينَ مَعَ الْأَنْصَارِ أَنْصَارُ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں جو ان کے پیشرو تھے۔

(یہ لوگ) نیکوں کی مدد کرنے والوں کے ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُسْتَبْشِرِينَ بِقَسَمِ اللَّهِ قَوْلُهُمْ لَمَّا آتَاهُمْ كَرِيمُ الْأَرْضِ مُخْتَارُ

جب ان کے پاس شریف القسب برگزیدہ (نبی) آیا تو وہ خدا کی قسم پر خوش

ہو گئے (کہ انہیں یہ سعادت حاصل ہو گئی)۔

أَهْلًا وَسَهْلًا فَفِي أَمْنٍ وَفِي سَعَةٍ بِنِعْمِ النَّبِيِّ وَنِعْمِ الْقَسَمِ وَالْجَادُ

اور ان کا قول آہل و سہل و تمنا یعنی آپ کے لیے یہی مقام سزاوار اور

آرام دہ ہے۔ آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے (ہمارا نصیب

بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔

فَأَنْزَلُوهُ بَدَارٍ لَا يَخَافُ بِهَا مَنْ كَانَ جَارَهُمْ دَارَ أَهْلِ الدَّارِ

انہوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا، جس میں کسی طرح کا خوف و خطر

نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی گھر گھر کہا جانے کا مستحق ہے۔

وَقَا سَمُوهُمْ بِهَا الْأَمْوَالِ إِذْ قَدِمُوا مُهَاجِرِينَ وَقَسَمُ الْجَا حِدِ النَّارِ

جب وہ لوگ ہجرت کر کے آئے تو انہوں نے اپنے پڑوسی کو حصہ دار بنایا

اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سِرْنَا وَسَارُوا إِلَى بَدْرِ لِحَيْتِهِمْ لَوْ يَعْلَمُونَ يَقِينُ الْعِلْمِ لَا سَارُوا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنی موت کی پیش قدمی کے لیے

چلے۔ اگر انہیں (موت) کا یقینی علم ہوتا تو بدر کی جانب نہ چل کھڑے

ہوتے۔

دَلَّاهُمْ بِمُرُورِ ثَمَّ أَسْلَمَهُمْ إِنَّ الْخَبِيثَ لِمَنْ وَالَا غَوَّارُ

انہیں وہ قریب سے راہ بتاتا لایا اور اس کے بعد اس نے دوستی چھوڑ دی

جلد اول



اس پید کی حالت ہی یہ ہے کہ جو شخص اس سے یارا نہ کرے وہ اسے دھوکا دینے والا ہے۔

وَقَالَ إِنِّي لَكُمْ جَارٌ فَأَوْرَدَهُمْ شَرَّ الْمَوَارِدِ فِيهِ الْخِزْيِ وَالْعَارُ

اور اس نے کہا: میں تمہارا حمایتی ہوں اور انہیں ایسے گھاٹ پر لا اتارا جو بدترین تھا، جس میں ذلت و رسوائی ہی تھی۔

ثُمَّ التَّقِينَا فَوَلَّوْا عَنْ سَرَائِهِمْ مِنْ مُنْجِدِينَ وَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ عَادُوا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین افراد چھوڑ کر سٹیج پھیر کے بھاگے۔ ان میں کے بعض تو اونچے مقامات پر (چلے گئے) اور بعض نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی)۔

ابن ہشام نے کہا: ان کا قول "لَمَّا اتَاهُ كَرِيمُ الْأَصْلِ مُخْتَارًا" ابو زید انصاری نے سنایا ہے:

حاجیوں کو کھانا کھلانے والے قریش | ابن اسحق نے کہا: قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے العباس بن عبد المطلب تھے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔

بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل، یہ دونوں باری باری یہ کام انجام دیا کرتے تھے۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ابوالبحتری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری۔

بنی عبدالدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث (بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی مخزوم بن یقطمہ میں سے ابو جہل ابن ہشام (ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم)۔

بنی جمح میں سے امیہ بن خلف (بن وہب بن حذافہ بن جمح) بنی سہم بن عمرو میں سے الحجاج بن عامر

(بن حذیفہ بن سعد بن سہم) کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ باری باری۔



بنی عامر بن لؤتی میں سے سہیل بن عمرو (بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر)۔  
 ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے  
 روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی الغنومی کا  
 گھوڑا بھی تھا، جس کا نام "السیل" تھا۔ المقداد بن عمرو البہرانی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بجزبہ تھا اور  
 بعض نے کہا ہے کہ سبجہ تھا۔ الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام الیعسوب تھا۔  
 ابن ہشام نے کہا: کہ بدر میں مشرکین کے ساتھ ایک سو گھوڑے تھے۔



# سُورَةُ الْاِنْفَالِ کا نزول !

(۱)

آیہ انفال کا نزول | ابن اسحاق نے کہا: جب واقعہ بدر ہو چکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق قرآن مجید میں سورہ انفال پورے کا پورا نال فرمایا:

يَسْمَعُونَ نَارًا مِّنَ الْاِنْفَالِ ط قُلِ  
الْاِنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ جَاءَتْكُمُ  
اللّٰهُ وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ  
وَاطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ اِنْ كُنْتُمْ  
مُّؤْمِنِينَ ۝ (۸ : ۱)

(۱) اے نبی! تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کا ہے اس لیے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو اور اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اگر تم ایماندار ہو۔

عبادہ بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی۔ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لے لیا، جب اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور اسے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹا دیا۔ آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی (عن بوا) تقسیم فرما دیا (عن بوا) کے معنی (علی السواء) ہیں، یعنی برابر برابر۔ اسی میں اللہ کا تقویٰ، اس کی اطاعت اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔

روانگی کے متعلق اس وقت کی کیفیت | اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی، جب انھیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے فرمایا:

كَمَا اَخْرَجْتَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ  
بِالْحَقِّ ۝ وَاِنَّ فِرْعٰنَ قَاتِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ  
لَكٰذِبٌ ۝ هُوَ يَجَادِلُكَ فِي الْحَقِّ

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (ایک امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ انکار کیا تھا اور  
کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا۔ تجھ سے (امر)

جلد اول



حق میں اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد ٹھکرتے ہیں  
گو یا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور  
وہ (اس موت کو) دیکھ رہے ہیں۔

بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى  
الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝

(۸ : ۵ - ۶)

یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے اور قریش کے چل پڑنے کی خبر، جو انہیں ملی تھی، اس کے  
سننے کے سبب سے:

اور (یاد کرو اس وقت کو) جب اللہ تم سے وعدہ  
کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ  
تمہارے لیے (مقرر کر دیا گیا) ہے اور تم چاہتے  
کہ قوت نہ رکھنے والا گروہ تمہارے (مقابلے کے لیے) ہو۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى  
الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ  
أَن تَغِيُرَ ذَاتِ الشُّوْكَةِ تَكُونُ  
لَكُمْ ۝

(۸ : ۷)

اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے  
سے حق کو استحکام دے اور کافروں کے پیچھے  
رہنے والوں (مک) کو کاٹ دے۔

يَعْنِي غَنِيْمَتِ مَلْ جَائِے اور جنگ نہ ہو۔  
وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَيِّقَ الْحَقَّ بِكَلِمَتِهِ  
وَيَقْطَعَ دَائِرَ الْكَافِرِينَ ۝

(۸ : ۸)

یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے سے قریش کے سورماؤں اور ان میں سے سرداروں کے  
ساتھ مد بھیڑ کرادے۔

جب تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر  
رہے تھے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ  
رَبَّكُمْ ۝ (۸ : ۸)

عَدَدُ نَصْرَتِ الْمَلِی

یعنی جب انہوں نے اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی تعداد کی کثرت دیکھی تو وہ اس سے دعا کرنے  
لگے۔

تو اس نے تمہاری دعا قبول کر لی

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ۝ (۸ : ۸)

تمہاری دعا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے سبب سے:

کہ میں تمہیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں کے  
ذریعے سے امداد دینے والا ہوں۔

أَنَّا مُسَدِّدُكُمْ بِأَلْفِ مَلَكَةٍ  
مُّرَدِّفِينَ ۝ (۸ : ۹)

(وہ وقت یاد کرو) جب چھارہ ہی نفی تم پر اونکھ رہے  
اس کی جانب سے بے خوفی۔

إِذْ يُغْشِيَكُمْ الْعُتَا سُ أَمْنَةً  
مِّنْهُ ۝ (۸ : ۱۱)

عبداللہ



یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری حتیٰ کہ تم کسی سے نہ ڈر کر سو گئے۔

وَيَنْزِلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ

اور وہ وقت یاد کرو جب وہ آسمان سے تم

پر بارش نازل فرما رہا تھا۔

(۸ : ۱۱)

اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے، جو اسی رات ہوئی۔ اس نے مشرکوں کو چشموں کی جانب بڑھنے سے

روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک راستہ مل گیا:

لِيُطَهِّرَكُمْ بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ

رِجْسَ الشَّيْطَانِ وَيُزَيِّنَ عَلَىٰ

قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ

تاکہ تمہیں اس (پانی) کے ذریعے پاک و

سات کر دے اور شیطان کی گندگی تم سے دور کر

دے اور تاکہ تمہارے دلوں کو قوی بنا دے اور

اس کے ذریعے تمہارے قدم جما دے۔

(۸ : ۱۱)

یعنی تمہارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کر دے کہ وہ انہیں ان کے دشمنوں سے ڈرا رہا تھا

اور ان کے لیے زمین کو سخت بنا دیا تاکہ وہ اس مقام تک پہنچ جائیں، جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے

میں سبقت کر کے پہنچ گئے۔ پھر فرمایا:

فَرَشْتُوں کا وظیفہ | اِذْ يُوحِي رَبُّكَ

اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ

اِنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سَاَلُكِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

الرَّغْبَ فَاَضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ

وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ

وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاِنَّ

اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

(۸ : ۱۲-۱۳)

جب تیرا پروردگار فرشتوں کی جانب وحی فرما رہا

تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس لیے جن لوگوں

نے ایمان اختیار کیا ہے، انہیں ثابت قدم رکھو

یعنی ایسا نڈاردوں کی امداد کرو۔ عنقریب میں ان

لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا، جنہوں

نے کفر کیا ہے۔ پس گروہوں پر مارو۔ یہ (سزا انہیں)

اس لیے دی جا رہی ہے کہ انہوں نے اللہ اور

اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو بھی اللہ

اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے ایسی

ہی سزا ملتی ہے) کیونکہ اللہ سخت سزا دینے

والا ہے:

مسلمانوں کو ثابت قدمی کا حکم | پھر فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ

جِلْدًا

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تمہاری



الَّذِينَ كَفَرُوا زُحُفًا فَلَا تَوَلَّوْهُمْ  
الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ  
دُبْرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّصًا فَلْيَقْتَالَ  
مُتَحَرِّصًا إِلَىٰ فِتْنَةٍ فَقَدْ بَاءَ  
بِنَضْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَلَهُ جَنَّتُمْ  
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ (۸ : ۱۶)

مذہبیر ان لوگوں سے ہو جنہوں نے کفر اختیار کیا  
ہے، اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے  
آگے پیٹھ نہ پھیرو۔ ایسے وقت جو جنگ ہی کی خاطر  
پیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے  
لیے تیز جا رہا ہو، تو بے شبہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق  
ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یعنی انہیں ان کے دشمن پر اُبھارنے کے لیے فرمایا تاکہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے  
رک کر پیچھے نہ ہٹیں، حالانکہ اللہ نے ان کے لیے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے جو نکریاں  
انہیں پھینک ماری تھیں، اس کے متعلق فرمایا:

وَمَا دَمِيَّتْ إِذْ دَمِيَّتْ وَلَكِنَّ  
اللَّهَ دَمِيٌّ ج (۸ : ۱۷)

اور جب تُو نے نکریاں پھینک ماریں تو تُو نے  
نہیں پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کی جو امداد کی، وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں  
انہیں شکست دیتے وقت جو بات ڈالی، وہ نہ ڈالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وہ اثر نہ ہوا ہوتا  
جو ہوتا۔

وَلَيْسَ بِلِي السُّوءِ مَنِ بَدَأَ  
حَسَنًا (۸ : ۱۷)

اور تاکہ ایمانداروں کو اپنی جانب سے بہترین آزمائش  
میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا بھروسہ ہو جائے)۔

یعنی تعداد کی کمی کے باوجود انہیں دشمن پر غالب کر کے اپنی اس نعمت کا علم دے جو ان پر  
ہے تاکہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔

ابو جہل کے قول کا جواب | پھر فرمایا:

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ  
اگر تم انصاف کی فتح چاہتے ہو تو میں ایسی فتح تو  
تمہارے پاس آگئی۔ (۸ : ۱۹)

ابو جہل کے قول کا جواب ہے جو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ! ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور  
ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے، اسے آج صبح ہلاک کر دے اور امتفتاح  
کے معنی دعائیں انصاف کرنے کے ہیں۔



وَإِنْ تَنَتَّمُوا فُھُو خَیْرٌ لَّکُمْ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدَّ ۚ  
اور اگر تم باز آ جاؤ (قریش سے خطاب ہے) تو وہ تمہارے  
لیجے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو  
ہم بھی دوبارہ (ویسا ہی) کریں گے۔ (۱۹ : ۸)

یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی، ویسی ہی دوبارہ ڈالی جائے گی۔  
وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْکُمْ فِئْتِکُمْ شَیْئًا  
اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے  
وَلَوْ کَثُرَتْ ۚ وَآتَ اللّٰہُ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ  
گی اگرچہ وہ زیادہ ہو اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اللہ  
ایمانداروں کے ساتھ ہے۔ (۱۹ : ۸)

یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں ایمانداروں کے ساتھ ہوں  
ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا۔  
اللہ اور رسول کی اطاعت | پھر فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰہَ  
اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، اللہ اور اس کے  
وَرَسُولَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنہٗ وَ  
رسول کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھيرو،  
أَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۚ (۲۰ : ۸)  
حالانکہ تم (اس کا کلام) سنتے ہو۔

یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو، حالانکہ تم اس کی بات سنتے ہو اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ  
تم اس کے طرفداروں میں سے ہو۔

وَلَا تَتَّكِبُوا کَالَّذِیْنَ قَالُوا سَمِعْنَا  
اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا  
وَهُمْ لَا یَسْمَعُونَ ۚ (۲۱ : ۸)  
ہم نے سن لیا حالانکہ وہ (کوئی بات نہیں) سنتے۔

یعنی منافقوں کے مثل نہ ہو جاؤ، جو آپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور راز میں  
آپ کے احکام کے خلاف کیا کرتے ہیں۔

إِنَّ شَرَّ الدِّیْنِ دَیْنُ عِنْدَ اللّٰہِ  
(روئے زمین پر) چلنے والوں میں اللہ کے پاس  
الضَّمُّ الْبَیِّنُ لَا یَعْقِلُونَ ۚ  
بدترین دین جو برے، گونگے ہیں اور عقل (بھی)  
نہیں رکھتے۔ (۲۲ : ۸)

(یعنی جن منافقوں کی طرح ہونے سے میں نے تمہیں منع کیا ہے وہ بھلائی سے گونگے ہیں کوئی  
اچھی بات منہ سے نہیں نکالتے) حق سے برے ہیں (کوئی سچی بات سن نہیں سکتے) عقل نہیں رکھتے۔  
یعنی اس (نا فرمانی کا) جو بڑا انجام ہوگا اور جو سزا انہیں ملیگی، اسے نہیں جانتے۔



وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِتْنَتَهُمْ خَيْرًا إِلَّا سَمِعَهُمْ ۚ  
اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انہیں  
سناتا۔ (۲۳ : ۸)

یعنی جو بات انہوں نے اپنی زبانوں سے کہی، وہی بات ان کے لیے اثر انداز بنا دیتا، لیکن  
کے دلوں کی استعدادوں نے ان کے اس قول کی مخالفت کی۔

وَلَوْ أَسْمِعْتَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ  
اور اگر وہ اب بھی سنا دے ان کو تو بھی پٹھ پھیر دیں  
مُعْرِضُونَ ۝ (۲۳ : ۸)  
اور وہ ہیں ہی روگرداں۔

دوسری جگہ فرمایا :  
وَلَوْ خَرَجُوا مَعَكُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ  
اور اگر وہ تمہارے ساتھ نکلتے تو بھی پٹھ پھیر دیتے  
مُعْرِضُونَ ۝  
اور وہ ہیں ہی روگرداں۔

یعنی جس کام کے لیے وہ نکلتے، اس میں سے کچھ بھی پورا نہ کرتے۔

### بیات بخش دعوت فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا  
اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ اللہ اور اس  
لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ  
کے رسول کے احکام کو قبول کرو جب وہ تمہیں  
لِمَا يُحْيِيكُمْ ۚ (۲۴ : ۸)  
ایسی چیز کی جانب دعوت دے، جو تمہیں زندگی  
بخشنے والی ہے۔

یعنی جنگ کی جانب جس کے ذریعے سے اللہ نے دولت کے بعد تمہیں عزت دی، کمزوری  
کے بعد تمہیں زور آور بنایا اور ان کے مجبور کروانے کے بعد اسی جنگ کی بدولت تم سے دشمن  
بروز فتح کیا۔

وَإِذْ كُنتُمْ إِذْ أَنْتُمْ قَتِيلٌ  
اور یاد کرو وہ وقت جب تم قتلوارے اور سرزمین  
مُسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ  
(مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے  
أَنْ يَتَخَفَكُمُ النَّاسُ قَاتِلِكُمْ  
کہ لوگ تمہیں چٹ کر جائیں تو اس نے تمہیں  
وَأَيَّدَكُمْ بِنِصْرِهِ ۚ وَرَزَقَكُمْ  
پناہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور تمہیں  
مِّنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝  
اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تاکہ تم قدر کرو۔ اے  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخَوْا اللَّهَ  
وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ اور رسول اللہ کی



وَالرَّسُولَ وَتَحُولُوا أَمَانًا تَكُونُوا أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (۲۶: ۸-۲۷)

خیانت اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو، حالانکہ تم علم رکھتے ہو۔

یعنی یہ نہ کرو کہ رسول کے سامنے آؤ تو اسے خوش کرنے کے لیے اظہارِ حق کرو اور خفیہ خفیہ غیروں کے آگے مخالفت کرنے لگو کیونکہ یہ امانتوں کی بربادی اور خود اپنی ذات سے خیانت ہے۔

**تقویٰ کی برکات** | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ (۲۹: ۸)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ سے ڈرو تو اللہ تمہیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہوں کا تم سے کفارہ کر دے گا۔ اور تمہیں ڈھانک لے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یعنی حق و باطل کا امتیاز جس کے ذریعے سے تمہارے حق کو غلبہ عطا فرمائے گا! اور اس کے ذریعے سے ان لوگوں کے باطل کی آگ، کو بجھا دے گا، جنہوں نے تمہاری مخالفت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وہ نعمت یا دولتی، جو آپ پر اس وقت ہوئی، جب ان لوگوں نے آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کر دیں یا جلا وطن کر دیں۔

وَيَمْكُرُونَ وَيَكُرُّ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ۝ (۳۰: ۸)

اور وہ بھی خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا ہے اور اللہ تو تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیریں کرنے والا ہے۔

یعنی میں نے ان کے مقابل اپنے اسبابِ محکمہ کے ذریعے سے ایسی خفیہ تدبیریں کیں کہ تجھے ان سے چھڑا لیا۔

**قریش کی نادانی** | اس کے بعد قریش کی ناجذبہ کاری، بے عقلی اور خود اپنے خلاف انصاف طلبی کی دعا کا ذکر فرماتا ہے۔

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ (۳۲: ۸)

اور (وہ وقت یاد کرو) جب انہوں نے کہا یا اللہ اگر یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو،

یعنی جو چیز محمد نے پیش کی ہے :

فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ (۳۲: ۸)

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسائے۔



یعنی جس طرح تُو نے لوٹ کی قوم پر پیچھے برسا ئے تھے۔

أَوِ امْتَنَّا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ۖ يٰكُوْنِي تَكْلِيْفٌ دِهْ عَذَابِہِم بِہِمۡ پَر لّا۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب جو ہم سے پہلے کی کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔ وہ کہا کرتے تھے: اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی حالت ہیں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں۔ اس ایسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو، یہاں تک کہ اس نے مینا نہ نکال لے۔ ان کا یہ قول اس وقت کا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں تشریف فرما ہے۔ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی نادانی، بے وقوفی اور خود اپنے نفس کے خلاف کی فتح کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے، جب انھیں ان کی بد اعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دی گئی تھی۔

اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انھیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انھیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ؕ (۲۳: ۸)

یعنی ان کے اس قول کی یاد دلا رہا ہے۔ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمد ہمارے درمیان ہے۔

فرمایا:

اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ دے (اگرچہ تو ان کے درمیان ہوا اگرچہ وہ استغفار کرتے رہیں، جس طرح وہ کہتے ہیں)۔ حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھرتے ہیں۔

وَمَا لَهُمْ اِلَّا يُّعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ (۲۴: ۸)

وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ السَّجْدِ الْحَرَامِ (۲۴: ۸)

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں، آپ کو اور آپ کے پیروں کو۔

حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں، اس کے (حقیقی) سرپرست تو من مقلد لوگ ہیں۔

وَمَا كَانُوْا اَوَّلِيَّآءَ ؕ اِنْ اَوْ لِيَّآؤُہٗ اِلَّا الْمُنٰفِقُوْنَ (۳۴: ۸)

یعنی جو لوگ اس کے حرم کی جیسی چاہیے عظمت کرتے ہیں اور اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا

جد اول



کرتے ہیں (آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں)۔

وَالَّذِينَ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۳۴: ۸) اور لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔  
وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصَدِيَةً (۳۵: ۸) اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور  
تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی۔

یعنی وہ مقدس گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اسی کے سبب سے (دشمن کی) مدافعت ہوتی ہے۔

**تشریح الفاظ** | ابن ہشام نے کہا: مُكَاءٌ کے معنی (سیٹی) اور تصدیق کے معنی تصفیق (تالی) کے ہیں۔ عمنترہ بن عمرو بن شداد العبسی نے کہا ہے:

وَلَرُبَّ قَرْنٍ تَرَكْتُ مُجَدًّا لَّهِ تَسْكُونُ فَرِيضَتُهُ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ

اور میں نے بعض مقابل والوں کو زمین پر (ایسا) پچھاڑا کہ ان کے شانوں کے گوشت سے ہونٹ کٹے اونٹ کی یا چھڑوں کی طرح آواز نکلی رہی تھی۔

شاعر کی مراد برہمی کے دار سے خون کے شرابوں کی آواز ہے، جو سیٹی کی طرح نکل رہی ہو۔ یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے اور الطرماح بن حکیم الطائی نے کہا ہے:

لَهَا كَلِمَاتٌ دِيْعَتٌ صَدَاةٌ وَرَكْعَةٌ بِسُحُودٍ أَنْ أَعْلَى ابْنِي شَيْمَامَ الْبَوَائِنِ

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شمام (نامی پہاڑ) کی بلندیوں پر اس کے ابنی شمام

(نامی) ایک دوسرے کے مقابل کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر محفوظ مقاموں پر چڑھنا شروع

کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور پھر خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب بدکتی ہے تو پاؤں چٹان پر مارتی جاتی ہے، پھر سنتی ہوئی خاموش کھڑی ہو جاتی ہے۔ اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تالی کی سی آواز دیتا ہے۔ صدق ان کے معنی الحدز کے ہیں یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے۔ ابنی شمام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

**عذاب قتل** | ابن اسحاق نے کہا: یہ وہ باتیں تھیں جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں۔ یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انھیں ان کا حکم دیا گیا تھا۔

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (۳۵: ۸) تو اس کفر کے عوض میں جو تم کرتے تھے عذاب پکڑو۔

جلد اولیٰ (۳۵: ۸)



یعنی قتل کا عذاب جو بدر کے روزان پر ڈالا گیا۔

امم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت | ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اور اس نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت

بیان کی (امم المؤمنین نے) کہا: یَا أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ کے نزول اور اسی سورت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول:

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِيَ النَّعْمَةِ  
وَمَقْلُهُمْ قَلِيلًا ۚ إِنَّ لَدَيْنَا  
أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۚ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ  
وَعَذَابًا أَلِيمًا ۚ

مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے  
دلوں کو چھوڑ دو اور انہیں تھوڑی سی مدت کے  
بے شہہ ہمارے پاس بیڑیاں یا عبرتناک سزائیں  
ہیں اور بھرپور آگ ہے اور گلے میں پھنسنے والی غذا  
ہے اور دردناک عذاب ہے۔

(۴۳: ۱۱-۱۳)

کے نزول میں تھوڑا سا وقفہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قریش پر واقعہ بدر کی مصیبت ڈالی۔  
ابن ہشام نے کہا: "انکال" کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں، اس کا دھڑکنی "تہے" رو بہ ابن العجاج  
نے کہا ہے:

يَكْفِيكَ نِكْلِي بَعْنِي كُلِّ نِكْلٍ  
ہر قید سے سرکشی کے لیے میرے پاس کی قید تیرے  
لیے کافی ہو جائے گی۔

اور یہ مصرع اس کے ایک رجز کا ہے:

مسلمانوں سے جنگ کے ارادے | ابن اسحاق نے کہا: پھر فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا  
أَمْوَالَهُمْ لَيَصَدُّوْنَ عَنْ سَبِيلِ  
اللَّهِ ۚ فَسَيَنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ  
حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۚ وَالَّذِينَ  
كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُخْشَرُونَ ۚ

جن لوگوں نے کفر کیا ہے، وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے  
کے لیے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انہیں جلد  
وہ مال (اور بھی) خرچ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد یہ  
خرچ کرنا ان کے لیے حسرت کا سبب ہوگا، اس  
پر مزید یہ کہ وہ مغلوب بھی ہوں گے اور جن لوگوں  
نے کفر کیا ہے، وہ جہنم (ایک گھر ہے) میں جمع  
کیے جائیں گے۔

(۸: ۳۶)



یعنی جو لوگ ابوسفیان یا دوسرے ارباب مال و ثروت کے پاس گئے تھے  
 کافروں کے لیے ہمت | اور سوال کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے

مالی امداد دی جائے تو انھوں نے یہی کیا، پھر فرمایا:

قُلْ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنْتَهِسُوا  
 يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ  
 يَعُودُوا (محرک) فَقَدْ مَضَتْ  
 سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ (۲۷ : ۱۰)

اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دو۔ جنہوں نے  
 کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر گیا، وہ  
 انھیں بخش دیا جائے گا اور اگر انھوں نے (بجھ  
 سے جنگ) دوبارہ کی تو سپہ لوگوں کا طریقہ تو (بلور  
 نمونہ) گزر ہی چکا ہے۔

یعنی ان میں سے جو لوگ بدر میں قتل کیے گئے۔



## سُورَةُ الْاَنْفَالِ کا نزول

جنگ کی غرض و غایت پھر فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ  
وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ

(۸ : ۱۳۹)

اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ مذہب اسلام  
اختیار کرنے والوں کے لیے ایذا رسانی باقی نہ رہے  
اور اللہ کا دین قانون جزا سب سب جاری ہو جائے۔

یعنی یہاں تک کہ کسی ایماندار کو اس کے دین سے پھیرنے کے لیے ایذا نہ دی جائے، اور اللہ کی خالص  
یکتائی جس میں کسی شریک کا کوئی شائبہ نہ ہو، قائم ہو جائے۔ اللہ کے سوا جتنے ہمسر ہوں انہیں تباہ کر دیا  
جائے۔

بہترین محافظ اور حمایتی فَإِنْ اَنْتُمْ

فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَإِنْ  
تَوَلَّوْا فَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلَاكُمْ ۖ

(۸ : ۳۹ - ۴۰)

تو اگر وہ باز آگئے تو بے شبہ اللہ ان اعمال کو جو وہ  
کرتے ہیں، دیکھنے والا ہے اور اگر انھوں نے تمھارے  
حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے  
جس پر وہ (جسے ہوئے ہیں) تو اللہ تمھارا محافظ ہے۔

جس نے تمھیں عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمھاری کمی کے ان کے مقابلے میں  
تمھاری مدد کی:

نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ (۸ : ۴۰) وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا حمایتی ہے۔

پھر اس نے انہیں تقسیم غنیمت کی اطلاع دی اور جب ان کے لیے  
یہ غنیمت جائز قرار دی، تو اس کے متعلق اپنے احکام بتائے اور

مال غنیمت کی تقسیم

فرمایا:

وَأَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ

فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَ

لِأَيِّ الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ

اور یہ جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا

ہے، اس کا پانچواں حصہ اور رسول اللہ کا ہے اور

قربت داروں کا اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں



وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ  
بِاللهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا يَوْمَ  
الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّلَاقِ الْجَمْعَانِ ط  
وَاللهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(۳۱ : ۸)

کا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اس چیز پر  
ایمان لائے ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر  
امتیاز کے روز اتاری ہے، جس دن دو جماعتیں  
ایک دوسرے سے بھڑک گئی تھیں اور اللہ ہر چیز پر  
قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیا، تمہاری اور ان کی جماعتیں  
ایک دوسرے سے مقابل ہو گئیں۔

نقشہ احوال بدر  
اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدَاوَةِ  
الدُّنْيَا وَهَمُّ  
بِالْعُدَاوَةِ الْقُسْوٰی وَالرَّكْبِ اَسْفَلَ  
مِنْكُمْ

(۳۲ : ۸)

جب تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے اور وہ  
وادی کے اُدھر کے کنارے تھے، مکہ کی جانب  
اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

یعنی ابوسنیان کا قافلہ جس کے لینے کے لیے تم نکلے تھے اور وہ اس کی حفاظت کے لیے نکلے تھے  
تمہاری جانب سے کوئی مقام تعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

وَلَوْ تَوَاعَوْا بَعَثْنَا فِی  
السَّيْحَةِ ۝

(۳۲ : ۸)

اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے  
بھی کرتے تو وقت و مقام موعود میں ضرور (کچھ نہ کچھ) مختلف ہوتے

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمہارے اور ان کے وعدوں کی بناء پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی  
زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمہیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑکتے۔

وَلَحِثْنَا لَیْقَظِنَّیْ اللّٰهُ اَمْسَدًا كَانَ  
مَفْعُوْلًا ۝

(۳۲ : ۸)

اور لیکن (یہ سب کچھ) اس لیے (ہوا) کہ اللہ اس کام  
کو پورا کر دے، جو فیصلہ شدہ تھا۔

تاکہ اپنی قدرت سے وہ بات پوری کر دے جو اس کے ارادے میں تھی یعنی اسلام اور مسلمانوں کو  
عزت ملے کفر اور کافر ذلیل ہوں۔ یہ ارادہ پورا ہو گیا۔

پھر فرمایا :

اِتِمَامِ حِجَتِ  
لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ  
عَنْ بَیْتِنَا وَیَحْیٰی مَنْ  
حٰی عَنْ بَیْتِنَا ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ لَاسَمِیْعٌ

تاکہ جو بھی ہلاک ہو، وہ حجت قائم ہونے کے بعد  
ہلاک ہو اور جو بھی زندہ رہے، وہ حجت قائم ہونے  
کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت

جلد اول



جاننے والا ہے۔

(۸ : ۳۲)

عَلَيْهِمْ

یعنی جو بھی شخص کفر اختیار کرے، وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور محبت قائم ہونے کے بعد ایسا کرے اور جو بھی شخص ایمان اختیار کرے، وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس کے بعد آپ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لیے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب اس کے بعد فرمایا :

اے نبی! وہ وقت یاد کرو جب اللہ نے تیرے خواب میں انہیں کم کر کے بتایا اور اگر تجھے ان کی تعداد بڑھا کر بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاملہ (جنگ) میں اختلاف کرتے، لیکن اللہ نے بچایا۔ بے شبہ وہ دلوں کی حالت خوب جاننے والا ہے۔

إِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا  
وَلَوْ أَرَاكُمْ كَثِيرًا لَفَشَلْتُمْ  
وَلَتَنَا ذَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ اللَّهَ  
سَلَّمَ إِنَّهُ عَلَيْهِ يُدَاتِ الصُّدُورَ  
(۸ : ۳۳)

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا، وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی، جس کے ذریعے سے مسلمانوں کو دشمن پر دلیر بنا دیا، کمزوریاں کا خیال دل سے دور کر دیا، جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا، کیونکہ جو قوتیں ان میں موجود تھیں، ان سے وہ واقف تھا۔

اور وہ وقت یاد کرو۔ تم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تو تمہیں تمہاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم بتائی اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمہاری تعداد کم تھا، تاکہ اللہ امر فیصل شدہ پورا کر دے۔

وَإِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ إِذَا الْتَقَيْتُمْ فِي  
أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّدُكُمْ فِي  
أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا مَخْفُوعًا  
(۸ : ۳۴)

ثبات قدم اور ذکر اللہ

تاکہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں۔ جن سے وہ انتقام لینا چاہتا تھا، انتقام پورا ہوا اور اپنی حفاظت میں کے جن لوگوں پر وہ تمام نعمت کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ پھر مسلمانوں کو نصیحتیں فرمائیں، سمجھایا اور جنگ میں انہیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا، وہ راہ انہیں بتاتے ہوئے فرمایا :

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب تم کسی بھی جماعت کے مقابل ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً  
(۸ : ۳۵)

یعنی راہ خدا کی جنگ میں

مباداؤں



فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (۳۵:۸) ترجمہ رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو۔

یعنی اس کی یاد جس کے لیے تم نے جانیں نثار کر دیں اور جو بیعت تم نے اس سے کی ہے، اس کے پورا کرنے کو یاد رکھو۔

لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ ۝ وَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِجَالُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (۳۵:۸-۳۶)

تاکہ تم پھلو پھلو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے (اور اختلاف نہ کرو کہ تمہارا معاملہ بگڑ جائے گا) اور تمہاری ہوا (جو بندھی ہے) جاتی رہے گی (تمہارا رب زائل ہو جائیگا) اور صبر کرو، بے شبہ اللہ نصیر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ لَبَطْرًا وَّ رِشَآءَ النَّاسِ (۳۷:۸)

اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اڑتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان بتاتے ہوئے نکلے ہیں۔

ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے سہے نہ بنو، جنہوں نے کہا تھا، جب تک ہم بدر نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ وہاں جانور کاٹیں گے، شراب پیئیں گے، گانے والی لونڈیاں گائیں بجائیں گے اور عرب ہمارے حالات سنیں گے یعنی تمہارے کام دکھاوے اور شہرت کی خاطر نہ ہوں اور نہ اس لیے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لیے خالص کرو اور (تمہارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبی کی تائید کی خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسی کے لیے کرو اور اس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہ بنو۔

پھر فرمایا:

وَ اِذْ ذٰلِكَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمٰلَهُمْ ۚ وَ قَالَ لَا غٰلِبَ لَكُمْ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ (۳۸:۸)

اور وہ وقت یاد کرو جب شیطان نے ان کے کام ان کے سامنے سنوار کر پیش کیے اور کہا: آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں (ہو سکتا)۔

ابن مشام نے کہا: اس آیت کی تفسیر گزر چکی ہے۔

اہل کفر کا ذکر | ابن اسحاق نے کہا: اس کے بعد اللہ نے اہل کفر کا ذکر فرمایا اور موت کے وقت بعد اقول



انہیں جس سالت کا سامنا ہوگا، پھر ان کے صفات بیان فرمائے اور اپنے شی کو ان کے متعلق خبر دینی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا:

فَاِمَّا تَنْفَقَتْ سُدِّي الْحَدَبِ فَتَنْفَقَتْ  
مَنْ حَلَفَهُمْ تَعْلَمُهُمْ يَدَا كَرُونَه

(۵۷ : ۸)

تو اب چاہیے جیسی سالت میں انہیں پانی اسی کے مطابق سلوک کرو، اگر تم روائی میں انہیں موجود پاؤ تو ایسی سزا دو کہ جو لوگ ان کے پس پشت میں (یعنی مشرکین مکہ) انہیں بجائے دیکھ کر خود بھی بھاگ کر دے ہوں اور ہو سکتا ہے کہ عبرت پکڑیں۔

یعنی انہیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے عبرت کا سبب ہوں تاکہ انہیں سمجھ آئے۔

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا  
سَتَفَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ  
وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدَا  
اللَّهِ وَعَدَا كُذِّ (النی قولہ) وَمَا تُنْفِقُوا  
مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ  
وَأَنْتُمْ لَا تَغْلِبُونَ (۶۰ : ۸)

اور تم تیار کر رکھو ان کے لیے (مقابلے کے لیے سامان جنگ، جتنا تم سے ہو سکے اور یا مستعد گھوڑے، جن کے ذریعے سے تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہو) یہاں تک کہ فرمایا، اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، وہ تمہاری جانب پوری پوری سنبھالی جائے گی اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کا جو اجر ہوگا اور دنیا میں اس کا فوری مساو مندر ضائع نہ جائے گا۔

### صلح کا میلان | پھر فرمایا :

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاِجْبِهِمْ لَهُا  
مَأْلُ هُوَ جَا - (۶۱ : ۸)

یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لیے صلح کی دعوت دیں تو اس شرط پر ان سے صلح کر لے۔  
وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّيِّعُ  
الْعَلِيمُ (۶۱ : ۸)

اور اللہ پر بھروسہ کر، اللہ تیرے لیے کافی ہے پشہر اللہ تو بڑا سننے والا اور بڑا اجاڑنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: جنحو السلام کے معنی مَا لُوا إِلَيْكَ لِسْلَامٍ میں یعنی صلح کے لیے تیری طرف مائل ہوں۔ الجنوح کے معنی الميل کے ہیں لبید

بن ربیعہ نے کہا ہے:



جُنُوحَ الْهَاءِ الْيَكِي عَلَى يَدَيْهِ مُكَيِّبًا يَجْتَلِي نُقَبَ النَّصَالِ

اور اس طرح جھکا ہوا ہے جس طرح صیقل کرنے والا تیر کا زنگ دور کر کے اسے جلا

دینے کے لیے سر نیچے کیے ہوئے اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ شاعر کی مراد وہ صیقل کرنے والا ہے، جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے النقب کے معنی تلوار کے زنگ کے ہیں یجتلی کے معنی تلوار کو جلا دینا ہے اور السلم کے معنی صلح کے ہیں۔ اللہ کی کتاب میں ہے:

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ  
تو تم کمزور نہ ہو جاؤ اور صلح کے طالب نہ بنو تمہیں برتر  
رہو گے۔

اور ایک قرأت میں إِلَى السَّلْمِ آیا ہے اور وہ بھی انہیں معنی میں ہے۔ زہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا:  
وَقَدْ قُلْتُمْ أَنْ تَدَارِكِ السَّلْمَ وَاسْعًا بِنَالٍ وَمَعْرُوفٍ مِنَ الْقَوْلِ تَسْلَمُ  
حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رواج کے مطابق شرطوں سے ہمیں  
صلح حاصل ہو تو ہم صلح کر لیں گے۔

اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے:

ابن ہشام نے کہا: مجھے حسن بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے وَإِنْ  
جَنَحُوا لِلْسَّلَامِ كَمَنْعِي لِلْسَّلَامِ كَيْسٍ أَوْ رَأَيْتُ كَيْسَ كِتَابٍ فِيهِ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي  
السَّلَامِ كَافَّةً  
اسے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم سب کے  
سب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

بعض نے فِي السَّلَامِ پڑھا ہے اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیر بن ابی الصلت نے کہا ہے:  
فَمَا أَنَا بُوَ السَّلَامِ حِينَ تُنَادِيهِمْ رُسُلُ اللَّهِ وَمَا كَانُوا لَهُ عَصَدًا  
جب اللہ کے رسول انہیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں ہوتے  
اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ جو ڈول لمبا بنایا جاتا ہے، اسے عرب سلمہ کہتے ہیں۔  
بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شخص طرفہ بن العبد نامی اپنی اونٹنی کی تعریف میں کہتا ہے۔

لَهَا مِرْفَقَانِ افْتَلَانِ كَأَنَّمَا تَمُرٌ بِسَلْبِي دَارِجٍ مُتَشَدِّدٍ

اس (اونٹنی) کے اگلے پاؤں کے دونوں جوڑ اس طرح مڑے ہوئے ہیں، گویا وہ



باولی سے پانی ناکر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دو ڈول لیکر  
گزر رہی ہے۔ جس طرح کم فاصلے پر پانی لے جانے والا زیادہ پانی لے جانے کے لیے  
بھرے ہوئے دو دو ڈول لے جاتا ہے اور اسے اپنے کپڑوں سے نہ لگنے کے لیے  
دور رکھتا ہے، اسی طرح اس کے پاؤں کے دونوں جوڑ باہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں۔  
بعض روایتوں میں دالچ آیا ہے اور یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

اور اگر وہ چاہیں کہ تجھے دھوکا دیں تو بے شبہ  
تیرے لیے اللہ کافی ہے۔

وَإِنْ يُرِيدُوا  
أَنْ يَخْدَعُوكَ

شریب کا اندلشہ

فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ (۸ : ۶۲)

یعنی اس دھوکے سے بچاؤ کے لیے اللہ موجود ہے (ان کی فریب دہی کے بعد خدائی تدبیریں بھی ہیں)

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے توی کر دیا  
منفعت کے بعد اور ایسا نڈاروں (کی مدد سے اور ان  
کے دلوں میں محبت پیدا کر دی جو کچھ زمین میں ہے  
اگر تو وہ سارے کا سارا خرچ کر دیتا تو بھی ان کے  
دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا، لیکن اللہ نے ان میں محبت  
پیدا کر دی اپنے دین کے ذریعے سے جس پر ان سب  
کو جمع کر دیا ہے بے شبہ وہ غالب حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِبَصَرِهِ  
وَبِالْمُؤْمِنِينَ ۚ وَالْأَفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ  
لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا  
مَا أَلْفَتْ بِينَ قُلُوبِهِمْ ۚ وَإِنَّ  
اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(۸ : ۶۳)

مسلمانوں کی شان شجاعت | پھر فرمایا:

اے نبی اللہ تیرے لیے کافی ہے اور ان مومنوں  
کے لیے بھی جنہوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے  
اے نبی! ایسا نڈاروں کو جنگ کرنے کی ترغیب  
دے اگر تم میں سے صبر کرنے والے ہیں ہوں تو  
وہ سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے سو  
ہوں تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے، ان میں سے  
ہزار پر غالب رہیں گے، کیونکہ وہ سچے کے بیٹے  
میں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ  
اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۚ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ  
حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ  
إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ  
يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ  
مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِنَ الَّذِينَ  
كَفَرُوا ۚ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ

(۸ : ۶۴-۶۵)

جلد اول



یعنی ان کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں، نہ کسی حق بات کے لیے ہے اور نہ بھلائی بُرائی کی قیاس پر مبنی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے اُس نے عطا بن ابی رباح سے عبداللہ بن عباسؓ کی روایت بیان کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

**کلم سے کلم درجہ شجاعت**

تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور بیس کا دوسو سے اور سو کا ہزار سے جنگ کرنا انھیں دہرا سخت معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تخفیف کر دی اور دوسری آیت نے اسے منسوخ کر دیا، اس کے بعد فرمایا:

أَلَا نَحْفَظَ اللَّهَ عَنْكُمْ وَعِلْمَ أَنَّ  
فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ  
مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ  
وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا  
أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ - (۸ : ۶۶)

اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لیے اگر تم میں سے صبر کرنے والے سو ہوں تو وہ دوسو پر غلبہ حاصل کریں اور اگر تم میں سے ہزار ہوں تو وہ کھم الہی دو ہزار پر غالب رہیں۔

کہا، اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو سمجھتے تھے کہ ان سے بھاگنا سزاوار نہیں جب اس سے بھی کم ہوتے تو سمجھتے تھے، ان سے جنگ کرنا واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا جائز ہے۔

ابن اسحق نے کہا: اس کے بعد اللہ نے دشمن کو قید کرنے اور غنیمت کے لینے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے دشمن میں سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**پانچ خاص عطیے**

نَصَرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ  
لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا  
وَأُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ  
أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّلْ لِي  
كَانَ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّقَاعَةَ  
خَمْسٌ لَمْ تُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي

مجھے رعب کے ذریعے سے مدد دی گئی اور زمین میرے لیے مسجد گاہ اور پاک بنادی گئی اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا اور غنیمتیں میرے لیے جائز کر دی گئیں اور میرے لیے پہلے کسی نبی کے لیے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شقاعت عطا فرمائی گئی۔ (پانچ چیزیں مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔)



## دنیا نہیں آخرت | ابن اسحق نے کہا: پھر فرمایا:

مَا كَانَ لِنَبِيِّ رَأَى قَبْلَكَ أَنْ يَكُونَ لَهُ  
أَسْرَى (من عدوہ) حَتَّى يُنْجِنَ فِي  
الْأَرْضِ ط (۸ : ۶۷)

کسی نبی کو حق نہ تھا آپ سے پہلے کہ اس کے پاس  
دشمن قیدی بنے رہیں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب  
خویریزی نہ کرے۔

یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کرے حتیٰ کہ انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دے۔  
تُرِيدُونَ عَرَصَ الدُّنْيَا ط (۸ : ۶۷)

تم دنیاوی ساز و سامان چاہتے ہو۔

یعنی لوگوں کو قید کر کے ان کے فدیے کی رقم کے طالب ہو۔

وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ط (۸ : ۶۷)

اور اللہ تو انجام (کی درست) چاہتا ہے۔

یعنی ان کا قتل تاکہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے، اس کا غلبہ ہو جس کے ذریعے سے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

كُلَّا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ

اگر سابقہ نوشتہ الہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی

گرفتار کیے اور غنیمتوں کا مال حاصل کیا، اس کے

متعلق تمہیں ضرور دردناک عذاب بھجوا لیتا۔

لَا تَحْزَنُوا (ای من الاسارى والمعانہ)

عَذَابٌ عَظِيمٌ (۸ : ۶۸)

یعنی اگر یہ میری عادت سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی ممانعت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا

اور نہ تو ضرور تمہیں اس کیے پر عذاب دیتا۔ یعنی اللہ نے انھیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر آپ کے لیے اور آپ کی

امت کے لیے اپنی رحمت سے مال غنیمت جائز کر دیا۔ پھر فرمایا:

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَ

لہذا جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے، اس میں

سے کھاؤ، اس حال میں کہ وہ حلال اور پاک ہے اور

اللہ سے ڈرتے رہو بے شبہ اللہ بڑا مہربان ہے

(۸ : ۶۹)

والا اور بڑا مہربان ہے۔

## مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق | اس کے بعد فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ

اے نبی! ان لوگوں سے کہ دے جو تمہیں سے کسی

کے ہاتھ میں بطور قیدی کے ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے

دلوں میں کوئی بھلائی دیکھے گا، تو اس سے بہتر چیز

خَيْرًا يُؤْتِيكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أَخَذَ مِنْكُمْ



وَيُغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ (غلطیوں کو) بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

(۸ : ۷۰)

مسلمانوں کو آپس میں قرابت وارانہ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی۔ مہاجرین و انصار میں دینی رشتہ داری قائم فرمادی۔ اسی طرح کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے محبت قرار دی اور فرمایا :  
إِلَّا تَفْعَلُوا لَإِنَّكُمْ فِي الْأَرْضِ وَ فُسَادٌ كَبِيرٌ (۸ : ۷۳)

اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

یعنی اگر ایماندار، دوسروں کو چھوڑ کر آپس میں رشتہ و تعلق پیدا نہ کریں گے۔ اگرچہ دوسرے خونی رشتہ ہی ہوں تو دنیا میں فتنہ و فساد پیدا ہو جائے گا۔ حق و باطل میں امتیاز باقی نہ رہے گا۔

مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارا قائم کرنے کے بعد پھر میراث خونی مسئلہ میراث رشتہ داروں ہی کی طرف لوٹا دی اور فرمایا :

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا  
وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ  
وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى  
بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ  
شَيْءٍ عَلِيمٌ (۸ : ۷۵)

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمھارے ساتھ جہاد کیا تو وہ تمھیں میں سے ہیں اور نواسۃ الہی کے لحاظ سے بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں، یعنی میراث کے لحاظ سے بے شبہ اللہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتے والا ہے۔



## شُرکائے بدر — مہاجرین

**تبی مطلب** ابن اسحق نے کہا: یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں، جو بدر میں حاضر تھے قریش کی شاخ ہاشم بن عبد مناف (بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ) میں سے۔

- ۱۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔
- ۲۔ اللہ اور رسول اللہ کے شیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔
- ۳۔ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔
- ۴۔ زید بن حارثہ (بن شریل بن کعب بن عبد العزی بن امرؤ القیس الکلبی) جن پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام فرمایا تھا۔
- ابن ہشام نے کہا: زید بن حارثہ بن شریل بن کعب بن عبد العزی بن امرؤ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذر بن زید اللہ بن رفیدہ بن ثور بن کعب بن وبرہ۔
- ۵۔ ابن اسحق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ آنسہ۔
- ۶۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو کبشہ۔
- ابن ہشام نے کہا: آنسہ حبشی اور ابو کبشہ فارسی تھے۔
- ۷۔ ابن اسحق نے کہا: ابو مرثد کنانہ بن حصین (بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن جریر بن سعد بن سعد ظریف بن جہان بن غنم بن غنی بن یحضر بن سعد بن قیس بن عیلان)۔
- ابن ہشام نے کہا: کنانہ بن حصین۔
- ۸۔ ابن اسحاق نے کہا: ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد، حمزہ بن عبد المطلب کا حلیف۔
- ۹۔ عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔
- ۱۰۔ الطفیل بن الحارث۔
- ۱۱۔ الحصین بن الحارث۔



یہ مینوں بھائی تھے۔

۱۲۔ مسطح، جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن المطلب تھا۔  
یہ کل بارہ آدمی تھے۔

## بنی عبد شمس | بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے۔

۱۔ عثمان بن عفان (بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس) جو اپنی بیوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کے پاس (تیمارداری کے لیے) رہ گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے انہیں حصہ دیا۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا اجر فرما: واجدك (ہاں) تیرا اجر بھی ثابت ہے۔

۲۔ ابو حذیفہ بن عتبہ (بن ربیعہ بن عبد شمس)۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو حذیفہ کا نام ہشتم تھا۔

۳۔ ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم

ابن ہشام نے کہا: سالم جو شبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے، اس شرط سے آزاد کیے ہوئے تھے کہ انہیں ولادہ حاصل نہ ہوگی۔ وہ بے یار و مددگار ہو کر ابو حذیفہ کے پاس آ گئے۔ ابو حذیفہ نے انہیں متبثی بنا لیا۔ بعض کہتے ہیں شبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی، اس لیے جب اس نے سالم کو بشرط مذکور آزاد کیا۔ تو سالم کو مولیٰ ابی حذیفہ کہتے تھے۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: بعض کا دعویٰ ہے کہ ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس کے آزاد کردہ صبیح نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے کی تیاری کر لی تھی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ابو سلمہ بن عبد الاسد (بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن محزم) انہیں اپنے اونٹ پر اٹھالے گئے۔ اس کے بعد صبیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے۔

## بنی اسد بن خزیمہ | حلفاء بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ میں سے:

۱۔ عبد اللہ بن جحش (بن رباب بن یمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔

۲۔ عکاشہ بن محسن (بن حُزَیْمَان بن قلیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔

۳۔ شجاع بن وہب (بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔

جلد اول



۴۔ شجاع کے بھائی عقبہ بن دہب۔

۵۔ یزید بن رقیس بن رباب بن یحز بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

۶۔ ابوسنان بن محسن بن حُشان بن قیس (عکاشہ بن محسن کے بھائی)۔

۷۔ اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان۔

۸۔ محرز بن فضلہ (بن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد)۔

۹۔ ربیعہ بن اکثم بن سنجہ (بن عمرو بن کبیر بن عامر غنم بن دودان بن اسد)۔

بنی کبیر کے حلیف اور بنی نوفل | خلفائے بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے۔

۱۔ ثقف بن عمرو۔

۲۔ مالک بن عمرو۔

۳۔ مدلج بن عمرو۔

ابن ہشام نے کہا: مدلاج بن عمرو۔

یہ تینوں بھائی تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: یہ لوگ بنی حجر میں سے بنی سلیم والے ہیں اور ابو مخشی ان کے حلیف۔

ابن ہشام نے کہا: ابو مخشی بنی طی میں سے تھے اور ان کا نام سوید بن مخشی تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

۴۔ عقبہ بن غزوہ بن جابر بن دہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ

بن خصفہ بن قیس بن عیلان)۔

۵۔ اور عقبہ بن غزوہ کے آزاد کردہ خباب۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ | بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قسّی میں سے تین شخص۔

۱۔ الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد

۲۔ حاطب بن ابی بلتعہ

۳۔ حاطب کے آزاد کردہ سعد۔

ابن ہشام نے کہا: حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی لخم سے تھا اور سعد بنی کلب سے تھا۔

جلد اول



بنی عبدالدار بن قصی | ابن اسحاق نے کہا: بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص -

۱- مصعب بن عمیر (بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی) -

۲- سوہیل بن سعد بن حریملہ بن مالک بن حمیلہ بن السباق بن عبدالدار -

بنی زہرہ | بنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص:

۱- عبدالرحمن بن عوف (بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ)

۲- سعد بن ابی وقاص اور ابو وقاص کا نام مالک بن اسیب بن عبد مناف بن زہرہ تھا -

۳- ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص -

۴- ان کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن الشریذ بن بزل بن فایش بن دُرَیم بن الیقین بن اہوذ بن ہبیر بن عمرو بن الحاف بن قضاعة -

ابن ہشام نے کہا: بعض نے دبیر بن ثور اور بزل بن فاس بن ذر کہا ہے -

۵- ابن اسحاق نے کہا: عبد اللہ بن مسعود بن الحارث بن شمع بن مخزوم بن صاہل بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن بزیل -

۶- مسعود بن ربیعہ (بن عمرو بن سعد بن عبدالعزی بن حمالہ بن غالب بن محکم بن عابد بن سبیح بن المون بن خزیمہ، جو القارہ سے تھے -

ابن ہشام نے کہا: القارہ لقب ہے اور انھیں کے متعلق کہا گیا ہے -

فَتَدَانَصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَهَا  
وَكَاثُوا دِمَاةً -

یعنی جس نے القارہ کا تیر اندازی سے مقابلہ کیا اس نے اسے نصف کر دیا۔ یہ لوگ تیر انداز تھے۔

۷- ابن ہشام نے کہا: ذوالشمالین بن عبد عمرو بن فضلہ بن غبشان بن سلیم بن ملک بن افسس بن حارث بن عمرو بن عامر، جو خزاعہ میں سے تھے -

ابن ہشام نے کہا: انھیں ذوالشمالین اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا -

۸- ابن اسحاق نے کہا: خباب بن الارت -

ابن ہشام نے کہا: خباب بن الارت بنی تمیم میں سے تھے، ان کی اولاد بھی ہے اور وہ کوفہ میں رہتے ہیں۔  
بعد ازل



بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعی میں سے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی تیم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔  
**بنی تیم بن مرہ** ۱۔ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ آپ کا نام عتیق بن عثمان (بن عامر بن عمرو بن کعب

بن سعد بن تیم تھا۔)

ابن ہشام نے کہا: ابو بکر کا نام عبد اللہ تھا اور عتیق آپ کا لقب تھا، جو خوبصورتی اور شرافت کے سبب مشہور ہوا۔

۲۔ ابن اسحق نے کہا: ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہلال بن بلال بنی جمح کے غلاموں میں سے تھے۔ انھیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے امیر بن خلف سے خریدا تھا۔ ہلال بن بلال کے بیٹے تھے، ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

۳۔ عامر بن فہیرہ

ابن ہشام نے کہا: عامر بن فہیرہ بنی اسد کے غلاموں میں سے تھے اور سیاہ فام تھے۔ انھیں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خریدا تھا۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: صہیب بن سنان جو نمر بن قاسط میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: النمر بن قاسط بن تنب بن اقصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بعض کہتے ہیں اقصی بن دُعمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں، صہیب، عبد اللہ بن جُدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ بعض کہتے ہیں، وہ رومی تھے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ النمر بن قاسط میں سے تھے، رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انھیں رومیوں ہی سے خریدا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی گئی ہے کہ صَہِیْبُ سَابِقُ الدَّوْمِ صَہِیْبُ تَمَامِ رُومِیُوں پر سبقت رکھتے ہیں۔

۵۔ ابن اسحاق نے کہا: طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم، یہ شام کے رہنے والے تھے۔ بدر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے بعد آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انھیں بھی (غنیمت بدر میں سے) حصہ غنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بھی اجر ملے گا، فرمایا تمہارا اجر بھی ثابت ہے۔

ابن اسحاق نے کہا:

**بنی مخزوم** بنی مخزوم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

۱۔ ابوسلمہ بن عبد الاسد اور ابوسلمہ کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

۲۔ شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

جلد اول



ابن ہشام نے کہا: شماس کا نام عثمان تھا۔ شماس ان کا نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ (شماس) زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا تھا اور بہت خوبصورت تھا۔ لوگ اس کی خوب صورتی دیکھ کر حیران ہو گئے تو عقبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا مامول تھا، کہا کہ میں تمہارے پاس اس سے زیادہ خوب رو شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لایا تو ان کا نام شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب الزہری وغیرہ نے کیا ہے۔

۳۔ ابن اسحق نے کہا: ارقم بن ابی الارقم۔ ابو الارقم کا نام عبد مناف بن اسد تھا۔ اسد کی کنیت، ابو جندب تھی۔ وہ عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

۴۔ عمار بن یاسر۔

ابن ہشام نے کہا: عمار بن یاسر غسانی مذہب کی شاخ میں سے تھے۔

۵۔ ابن اسحق نے کہا: معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عقیف بن کلیب بن حبشہ بن سلول بن کعب بن عمرو۔ بنی مخزوم کے حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے جنہیں عیہامہ کہا جاتا تھا، وہ یہی ہیں۔

بنی عدی بن کعب میں سے  
چودہ شخص:

بنی عدی بن کعب

۱۔ عمر بن الخطاب بن نفیل (بن عبد العزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی)

۲۔ ان کے بھائی زید بن الخطاب۔

۳۔ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہج، جو بنی دالوں میں سے تھے بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے جو سب سے پہلے شہید ہوئے، وہ یہی تھے۔ انہیں تیر لگا تھا۔

ابن ہشام نے کہا: مہج بنی نعل بن عدنان میں سے تھے۔

۴۔ ابن اسحق نے کہا: عمرو بن سراقہ بن المعتز بن انس بن اذاعہ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح

بن عدی۔

۵۔ اور ان کا بھائی عبد اللہ بن سراقہ۔

۶۔ واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عزی بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناہ بن تمیم

جو ان کے حلیف تھے۔

۷۔ خولی بن ابی خولی۔

۸۔ اور مالک بن ابی خولی، ان کے دونوں حلیف۔

جد اول



ابن ہشام نے کہا: ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعوب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے۔  
 ۹۔ ابن اسحاق نے کہا: عامر بن ربیعہ، جو آل الخطاب کے حلیف عنز بن وائل میں سے تھے۔  
 ابن ہشام نے کہا: عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افضی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ بعض کہتے ہیں، افضی بن دغمی بن جدیلہ  
 ۱۰۔ ابن اسحاق نے کہا: عامر بن البکیر (بن عبد یلیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث) میں سے۔

۱۱۔ عاقل بن البکیر

۱۲۔ خالد بن البکیر

۱۳۔ اور ایاس بن البکیر، بنی عدی بن کعب کے حلیف

۱۴۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی

بن کعب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انہیں (غنیمت بدر میں سے حصہ عنایت فرمایا، انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا؟ فرمایا: ہاں اجر بھی۔

### بنی جمح اور بنی سہم | بنی جمح بن عمرو بن مہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص

۱۔ عثمان بن مظعون (حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۲۔ ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

۳۔ قدامتہ بن مظعون۔

۴۔ اور عبد اللہ بن مظعون

یہ دونوں عثمان بن مظعون کے بھائی تھے۔

۵۔ معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

بنی سہم بن عمرو بن مہصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

۶۔ خنیس بن حذافہ (بن قیس بن عدی بن سہم)

### بنی مالک بن حسل | بنی عامر بن لؤی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے پانچ شخص،

جد اول



۱۔ ابوسبرقہ بن ابی رستم بن عبدالعزیٰ بن ابی قلیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل۔

۲۔ عبداللہ بن مخزوم بن عبدالعزیٰ بن ابی قلیس بن عبدود بن نصر بن مالک۔

۳۔ عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر میں آکر اترے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔

۴۔ سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔

۵۔ اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔

ابن اسحاق نے کہا: سعد بن خولہ یمن کے تھے۔

بغرض جملہ مہاجرین جو بدر میں حاضر تھے اور جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ اور اجر عطا فرمایا، وہ سب تراسی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: ابن اسحاق کے سوا دوسرے بہت سے اہل علم سے بدری مہاجرین میں نبی عامر بن لؤئی میں سے وہب بن ابی سرح اور حاطب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاض بن ابی بکر کا بھی ذکر کیا ہے (مگر یا ان تینوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو مہاجرین ۸۶ نہیں گے)۔



## نثر کائے بدر — اوس

بنی عبد الاشهل

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشهل بن شیم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔

- ۱۔ سعد بن معاذ (بن النعمان بن امرأ القیس بن زید بن عبد الاشهل)۔
- ۲۔ عمرو بن معاذ بن النعمان۔
- ۳۔ الحارث بن انس (بن رافع بن امرأ القیس)۔
- ۴۔ الحارث بن اوس (بن معاذ بن النعمان)۔
- ۵۔ بنی عبید بن کعب بن عبد الاشهل میں سعد بن زید (بن مالک بن عبید)، بنی زعور بن عبد الاشهل میں سے۔

- ۶۔ سلمہ بن سلامہ (بن وقش زعبہ بن زعور)۔
- ۷۔ عباد بن بشر (بن وقش بن زعبہ بن زعور)۔
- ۸۔ سلمہ بن ثابت بن وقش۔
- ۹۔ رافع بن یزید (بن کزبن سکن بن زعور)۔
- ۱۰۔ الحارث بن خزامہ (بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج) جو بنی عوف بن الخزرج میں سے بنی عبد الاشهل کے حلیف۔
- ۱۱۔ بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ (بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن الحارثہ بن الحارث)۔
- ۱۲۔ بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم (بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث)۔

ابن ہشام نے کہا: اسلم بن حریس بن عدی۔

جد اول



۱۳۔ ابن اسحاق نے کہا: ابوالمیثم بن الیہمان۔

۱۴۔ اور عبید بن الیہمان۔

ابن ہشام نے کہا: بعض عتیک بن الیہمان کہتے ہیں۔

۱۵۔ ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن سہل۔

ابن ہشام نے کہا: عبداللہ بن سہل بنی زعوراء کے اور بعض نے کہا، غسان کے ساتھ۔

**بنی سواد اور بنی رزاح** | ابن اسحاق نے کہا: بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص۔

۱۔ ابن اسحق نے کہا: قتادہ بن النعمان (بن زید بن عامر بن سواد)۔

۲۔ عبید بن ادس (بن مالک بن سواد)۔

ابن ہشام نے کہا: عبید بن ادس وہ ہیں جنہیں مقرن کہا جاتا تھا، کیونکہ انہوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ گردیا تھا اور انہیں نے اس روز عقیل بن ابو طالب کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی۔

۳۔ نصر بن الحارث بن عبد۔

۴۔ معتب بن عبد۔

۵۔ اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلی کے عبداللہ بن طارق۔

**بنی حارثہ اور بنی ضبیعہ** | بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین شخص۔

۱۔ مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق نے کہا: ابو عبس بن جبر (بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ)۔

۳۔ اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابو بردہ بن نیار جن کا نام ہانی بن نیار (بن عمرو بن عبید

بن کلاب بن دہان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کابل بن ذہل بن مہتی بن بلی بن عمرو بن الحارث بن قضاہ) تھا۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی عمرو بن عوف بن ادس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن

عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔



۴۔ عامر بن ثابت بن قیس ہی ابو الالاح بن عصمہ بن مالک بن امیہ بن ضبیعہ تھا۔

۵۔ معتب بن قشیر (ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ)۔

۶۔ ابو ملیل بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ)۔

ابن ہشام نے کہا: عمیر بن معبد

۸۔ ابن اسحاق نے کہا: سہل بن حنیف (بن واہب بن العکیم بن مجدعہ بن الحارث) بن عمرو۔

عمرو ہی وہ شخص ہے، یخرج بن حنش (بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا تھا)۔

**بنی امیہ بن زید** | بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نو شخص۔

۱۔ مبشر بن عبد المنذر (بن زبیر بن زید بن امیہ)۔

۲۔ رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر۔

۳۔ سعد بن عبید (بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ)۔

۴۔ عویم بن ساعدہ۔

۵۔ رافع بن عنجدہ۔

ابن ہشام نے کہا: عنجدہ ان کی ماں تھی۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا: عبید بن ابی عبید۔

۷۔ ثعلبہ بن حاطب۔

۸۔ ابولبابہ بن عبد المنذر۔

۹۔ الحارث بن حاطب۔

آخری دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے۔ آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا۔  
ابولبابہ کو مدینہ پر امیر مقرر فرمایا تھا اور اصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے غنایت فرمائے تھے۔

ابن ہشام نے کہا: آپ نے انھیں الرواحد سے واپس فرمایا تھا۔

زید حاطب، عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا اور ابولبابہ کا نام بشیر تھا۔

ابن اسحاق نے کہا:

**بنی عبیدہ بن زید بن مالک** | بنی عبیدہ بن زید بن مالک میں سے سات شخص۔

۱۔ انیس بن قتادہ (بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبیدہ)۔

بعد ازل



۲۔ ان کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن (الجعد بن العجلان بن ضبیعہ)۔

۳۔ ثابت بن اقرام (بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان)۔

۴۔ عبد اللہ بن سلمہ (بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان)۔

۵۔ زید بن اسلم (بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان)۔

۶۔ ربیع بن رافع (بن زید بن حارثہ بن الجعد بن العجلان)۔

۷۔ اور عاصم بن عدی (بن الجعد بن العجلان) نکلے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں واپس فرمادیا اور اصحاب بدر کے ساتھ حصّہ عطا فرمایا:

### بنی ثعلبہ بن عمرو | بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص:

۱۔ عبد اللہ بن جبیر (بن النعمان بن امیہ بن البرک) اور البرک کا نام امراء القیس بن ثعلبہ تھا۔

۲۔ عاصم بن قیس۔

ابن ہشام نے کہا: عاصم بن قیس (بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)۔

۳۔ ابن اسحاق نے کہا: ابو نضیح بن ثابت (بن النعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)۔

۴۔ ابو حنہ۔ ابن ہشام نے کہا: یہ ابو نضیح کے بھائی تھے۔ بعض نے ابو حنیہ کہا ہے اور امراء القیس

کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔

۵۔ ابن اسحاق نے کہا: سالم بن عمیر (بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے ثابت بن عمرو بھی کہا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا: الحارث بن نعمان (بن امیہ بن امراء القیس بن ثعلبہ)۔

۷۔ خوات بن جبیر بن النعمان، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب بدر کے ساتھ

حصّہ عطا فرمایا:

### بنی حجبی | بنی حجبی بن کلفہ (بن عوف بن عمرو بن عوف) میں سے دو شخص۔

۱۔ منذر بن محمد (بن عقیقہ بن اُحیجہ بن الجراح بن الحریش بن حجبی بن کلفہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے الحریش بن حجبی کہا ہے۔

۲۔ ابن اسحق نے کہا: ان کے حلفاء بنی اُنیف میں سے ابو عقیل بن عبد اللہ (بن ثعلبہ بن تیہان

جلد اول



بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن اُنَیف بن حُثَم بن عبد اللہ بن تیم بن اریش بن عامر بن عَمیلہ بن قسَمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحارث بن قضا عمر)۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی غنم بن السلم بن امراء القیس بن مالک بن الاوس میں سے  
بنی غنم بن السلم | پانچ آدمی۔

۱۔ سعد بن خثیمہ (بن الحارث بن مالک بن کعب بن النخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم)۔

۲۔ منذر بن قدامہ بن عرفجہ۔

۳۔ مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔

ابن ہشام نے کہا: عرفجہ بن کعب (بن النخاط بن کعب بن حارثہ بن غنم)۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: الحارث بن عرفجہ۔

۵۔ اور بنی غنم کے آزاد کردہ تمیم۔

ابن ہشام نے کہا: تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد کردہ تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں  
بنی معاویہ بن مالک | سے تین آدمی۔

۱۔ جبر بن عتیک (بن الحارث بن قیس بن حبیشہ بن الحارث بن امیہ بن معاویہ)۔

۲۔ مالک بن نمیلہ، ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے۔

۳۔ اور ان کے حلیف بنی بلی کے النعمان بن عصر۔

غرض اوس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جنہیں اپنے  
بھائی اور اجر عطا فرمایا، وہ اکٹھے آدمی تھے۔



## شُرکائے بدر — خزرج

بنی امراء القیس | ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار الخزرج بن الحارث بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی الحارث بن الخزرج کے قبیلہ بنی امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے چار شخص۔

۱۔ خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس۔

۲۔ سعد بن ربیع (بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس)۔

۳۔ عبداللہ بن رواحہ (بن ثعلبہ بن امراء القیس بن عمرو بن امراء القیس)۔

۴۔ خلاد بن سوید (بن ثعلبہ بن عمرو بن حارث بن امراء القیس)۔

بنی زید اور بنی عدی | بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے دو شخص۔

۱۔ بشیر بن سعد (بن ثعلبہ بن خلاص بن زید)۔

۲۔ سماک بن سعد (برادر بشیر)۔

بنی عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے تین آدمی۔

۳۔ سبیح بن قیس (بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی)۔

۴۔ عباد بن قیس بن عیشہ (برادر سبیح)۔

ابن ہشام نے کہا، بعض نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق نے کہا: عبداللہ بن عبس۔

بنی احمر، بنی حشم، بنی زید | بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے ایک ہی شخص۔

۱۔ یزید بن الحارث (بن قیس بن مالک بن احمر) انہیں کو ابن قُحْم بھی کہا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: قُحْم ان کی والدہ کا نام ہے اور وہ بنی القین بن جسر کی عورت تھی۔

بلداؤل



ابن اسحاق نے کہا: بنی حثم بن الحارث بن الخزرج اور زید بن الحارث بن الخزرج میں سے جو توام تھے، چار شخص۔

۲۔ خبیب بن اساف (بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن حثم)۔

۳۔ عبد اللہ بن زید (بن ثعلبہ بن عبد ربیع بن زید)۔

۴۔ حریش بن زید (بن ثعلبہ (اور عبد اللہ))۔

سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شرکت بدر کا) دعویٰ کیا گیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: سفیان بن نسر (بن عمرو بن الحارث بن کعب بن زید)۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج میں سے بنی جدارہ اور بنی ابجر چار آدمی۔

۱۔ تمیم بن یعار (بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ)۔

۲۔ بنی حارثہ میں سے عبد اللہ بن عمیر۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے عبد اللہ بن عمیر (بن عدی بن امیہ بن جدارہ) کہا ہے۔

۳۔ ابن اسحاق نے کہا: زید بن المزین (بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ، ابن ہشام نے کہا: زید

بن المری)۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: عبد اللہ بن عطفہ (بن عدی بن امیہ بن جدارہ)۔

بنی الابجر میں سے جنہیں بنو خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں، ایک شخص۔

۵۔ عبد اللہ بن ریح بن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر۔

بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج

میں سے جنہیں بنو الحبل بھی کہتے ہیں، دو شخص۔

بنی عوف و جزء

ابن ہشام نے کہا: الحبل کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا، اس کا پیٹ بڑا ہونے کے سبب سے الحبل مشہور ہو گیا۔

۱۔ عبد اللہ بن عبد اللہ (بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید) جو ابن سلول کے نام سے مشہور

تھا۔ سلول ایک عورت کا نام تھا، جو ابی کی ماں تھی۔

۲۔ ادس بن خولی بن عبد اللہ بن الحارث بن عبید۔

بنی جزء بن عدی (بن مالک بن سالم بن غنم) میں سے کچھ شخص۔

جلد اول



- ۳۔ زید بن دویعہ (بن عمرو بن قیس بن جزد)
- ۴۔ بنی عبد اللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب بن کلدہ۔
- ۵۔ رفاعہ بن عمرو (بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم)۔
- ۶۔ ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر بن والے۔
- ابن ہشام نے کہا: بعض نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی شاخ قضاعہ میں سے تھے۔
- ۷۔ ابن اسحاق نے کہا: ابو خمیسہ معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم بن سالم بن غنم)۔
- ابن ہشام نے کہا: معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم اور بعض نے کہا: عبادہ بن قیس بن المقدم۔
- ۸۔ ابن اسحاق نے کہا: ان کے حلیف عامر بن البکیر۔
- ابن ہشام نے کہا: عامر بن البکیر اور بعض عامر بن البکیر کہتے ہیں۔
- ابن اسحاق نے کہا: بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص

### بنی اصرام، بنی دعد

- ۱۔ نوقل بن عبد اللہ بن نضله بن مالک بن العجلان۔
- بنی اصرام بن قمر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔
- ابن ہشام نے کہا: یہ غنم بن عوف ہے، جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے ابن اسحاق نے گہر دیا ہے۔
- ۲۔ عبادہ بن الصامت (بن قیس بن اصرام)۔
- ۳۔ ادس بن الصامت (برادر عبادہ)۔
- بنی دعد بن قمر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص۔
- ۴۔ النعمان بن مالک بن ثعلبہ بن دعد۔ یہ النعمان وہ ہیں جنہیں قوئل کہا جاتا تھا۔
- بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوزان بن سالم میں سے ایک شخص۔

### بنی قریوش، بنی مرضحہ، بنی لوزان

ابن ہشام نے کہا: بعض نے قریوش بن غنم کہا ہے۔

- ۱۔ ثابت بن بزال بن عمرو بن قریوش۔
- بنی مرضحہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم۔
- ۲۔ مالک بن الدخشم بن مرضحہ۔



ابن ہشام نے کہا: مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرثدہ۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی لوزان بن سالم میں سے تیس آدمی۔

۳۔ ربیع بن ایاس (بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوزان)۔

۴۔ ورقہ بن ایاس (برادر ربیع)۔

۵۔ ان کے حلیف عمرو بن ایاس مین دالے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے کہا: عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا: غصینہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

**بنی غصینہ**

۱۔ المجذربن زیاد (بن عمرو بن زمر بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ بن عمرو بن ثیرہ بن مشنہ

بن قسر بن تیم بن اریش بن عامر بن علیلہ بن قسیمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاء۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے تیم بن اریش کو تیم بن ارشہ اور فران بن بلی کو فاران بن بلی کہا ہے۔

المجذربن کا نام عبد اللہ ہے۔

۲۔ ابن اسحق نے کہا: عبادہ بن الخثعاش (بن عمرو بن زمرہ)

۳۔ خباب بن ثعلبہ (بن خزمر بن اصرام بن عمرو بن عمارہ)

ابن ہشام نے کہا: بعض نے خثعاش بن ثعلبہ کہا ہے۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: عبد اللہ بن ثعلبہ (بن خزمر بن اصرام اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ بنی

بہرا میں ان کے حلیف غنہ بن ربیعہ (بن خالد بن معاویہ) بھی بدر میں حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا: عتبہ بن بہز بن سلیم میں سے ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کی

شاخ بنی ثعلبہ بن الخزرج میں ساعدہ میں سے دو شخص۔

**بنی ساعدہ، بنی بدی، بنی طریفت**

۱۔ ابودجانہ (ساک) بن اوس بن غرثہ۔

ابن ہشام نے کہا: ابودجانہ ساک بن اوس بن غرثہ بن لوزان بن عمرو بن زید بن ثعلبہ۔

۲۔ ابن اسحاق نے کہا: المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوزان بن عمرو بن زید بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے المنذر بن خنیس کہا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی البدی بن عامر بن عوف بن سارثہ بن عمرو بن الخزرج بن ساعدہ میں سے

جلد اول



و شخص۔

- ۳۔ ابواسید مالک بن ربیعہ بن البدی۔
- ۴۔ مالک بن مسعود، وہ البدی کی طرف منسوب ہیں۔
- ابن ہشام نے کہا: مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک بن مسعود بن البدی ہے۔
- ابن اسحاق نے کہا: بنی طریف بن الخزرج بن ساعدہ میں سے ایک شخص۔
- ۵۔ عبد ربہ بن حق (بن ادس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف)۔

### جہینہ

جہینہ میں سے ان کے جو حلیف تھے، ان میں سے پانچ شخص۔

- ۱۔ کعب بن حمار بن ثعلبہ۔
- ابن ہشام نے کہا: بعض نے کعب بن حمار کہا ہے اور غبشان میں سے تھے۔
- ۲۔ ابن اسحاق نے کہا: ضمہ
- ۳۔ زیاد
- ۴۔ عمرو کے بیٹے لیسس۔
- ابن ہشام نے کہا: ضمہ اور زیاد بشر کے بیٹے تھے۔
- ۵۔ ابن اسحق نے کہا: بنی بلی کے عبد اللہ بن عامر۔

بنی حُثَمَہ بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساروہ بن تزیید بن حُثَمَہ بن الخزرج کے قبیلے بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے بارہ شخص۔

- ۱۔ خراش بن الصمہ (بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام)۔
- ۲۔ الجباب بن المنذر (بن الجموح بن زید بن حرام)۔
- ۳۔ عمیر بن الحام بن الجموح بن زید بن حرام)۔
- ۴۔ خراش بن الصمہ کے آزاد کردہ تیم۔
- ۵۔ عبد اللہ بن عمرو (بن حرام بن ثعلبہ بن حرام)۔
- ۶۔ معاذ بن عمرو بن الجموح۔
- ۷۔ مُعَوِّذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام)۔
- ۸۔ غلاد بن عمرو (بن الجموح بن زید بن حرام)۔

جلد اول



- ۹۔ عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔  
 ۱۰۔ ان کے آزاد کردہ حبیب بن اسود۔  
 ۱۱۔ ثابت بن ثعلبہ (بن زید بن الحارث بن حرام) یہ وہ ثعلبہ ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔  
 ۱۲۔ عمیر بن الحارث (بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام)۔  
 ابن ہشام نے کہا: یہاں جہاں جہاں المجموع آیا ہے، اس سے مراد المجموع بن زید بن حرام ہے۔  
 جزید بن الصمہ کے کہ وہ الصمہ بن عمرو بن المجموع بن حرام ہے۔  
 ابن ہشام نے کہا: عمیر بن الحارث بن لبده بن ثعلبہ ہے۔  
 ابن اسحق نے کہا: بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے نو آدمی۔

- ۱۔ بشر بن البراء بن معرور بن صخر بن مالک بن خنساء۔
- ۲۔ الطفیل بن مالک بن خنساء۔
- ۳۔ الطفیل بن النعمان بن خنساء۔
- ۴۔ سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء۔
- ۵۔ عبداللہ بن الجعد بن قیس بن صخر بن خنساء۔
- ۶۔ عقبہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء۔
- ۷۔ جبار بن صخر بن امیر بن خنساء۔
- ۸۔ خارجہ بن حمیر۔
- ۹۔ عبداللہ بن حمیر، آخری دونوں اشجح ربنی دہان) میں سے بنی عبید کے حلیف تھے۔  
 ابن ہشام نے کہا: بعض نے جبار بن صخر بن امیر بن خنساء کہا ہے۔

بنی خنساء | ابن اسحق نے کہا:  
 بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے سات شخص۔

- ۱۔ یزید بن المنذر (بن سرح بن خنساء)۔
  - ۲۔ معقل بن المنذر (بن سرح بن خنساء)۔
  - ۳۔ عبداللہ بن النعمان بن بلدہ۔ ابن ہشام نے کہا: بعض نے بلدہ اور بلدہ کہا ہے۔
  - ۴۔ ابن اسحاق نے کہا: القحاک بن حارثہ (بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی)۔
- جلد اول



۵۔ سواد بن زریق (بن ثعلبہ بن عبید بن عدی)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ کہا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا: معبد بن قیس (بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ)

اور بعض نے بروایت ابن ہشام معبد بن قیس (بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ) کہا ہے۔

۷۔ ابن اسحاق: عبد اللہ بن قیس (بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم)۔

بنی النعمان بن سنان بن عبید سے

چار شخص۔

**بنی نعمان اور بنی سواد**

۱۔ عبد اللہ بن عبد مناف بن النعمان۔

۲۔ جابر بن عبد اللہ بن رباب بن النعمان۔

۳۔ خلیدہ بن قیس بن النعمان۔

۴۔ ان کے آزاد کردہ النعمان بن سنان۔

بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد میں سے چار شخص۔

ابن ہشام نے کہا: عمرو بن سواد ہے، سواد کا کوئی لڑکا غنم نام کا نہ تھا۔

۵۔ ابو المنذر یزید بن عامر بن حدیدہ

۶۔ سلیم بن عمرو بن حدیدہ۔

۷۔ قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔

۸۔ سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عنترہ۔

ابن ہشام نے کہا: عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے

چھ شخص۔

**بنی عدی بن نابی**

۱۔ عبس بن عامر بن عدی

۲۔ ثعلبہ بن غنم بن عدی

۳۔ ابو الیسر کعب بن (عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد)۔

۴۔ سہل بن قیس (بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد)۔

۵۔ عمرو بن طلق (بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم)۔

جلد اول



۶۔ معاذ بن جبل (بن عمرو بن ادس بن عایذ بن عدی بن کعب بن عدی بن ادی بن سعد بن علی بن سعد بن سارودہ بن تزیید بن جشم بن الحخرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر) ابن ہشام نے کہا: ادس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔ ابن اسحاق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لیے شمار کیا ہے کہ اگرچہ وہ ان میں سے نہ تھے لیکن بہتے انھیں میں تھے۔

ابن اسحق نے کہا: جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا، وہ معاذ بن جبل، عبداللہ بن انیس اور ثعلبہ بن غنمہ (رضی اللہ عنہم) تھے، یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم میں سے تھے۔

ابن اسحق نے کہا: بنی زریق بن عامر بن زریق (بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن بنی زریق) بن جشم بن الحخرج کی شاخ بنی مغلہ بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے عامر بن الازرق کہا ہے۔

۱۔ قیس بن محسن بن خالد بن مغلہ۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے قیس بن حصن کہا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق نے کہا: ابو خالد الحارث بن قیس بن خالد بن مغلہ۔

۳۔ جبیر بن ایاس بن خالد بن مغلہ۔

۴۔ ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مغلہ۔

۵۔ عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مغلہ (برادر ابو عبادہ)۔

۶۔ ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مغلہ۔

۷۔ مسعود بن خلدہ بن عامر بن مغلہ۔

بنی خالد اور بنی خلدہ  
بنی خالد بن عامر بن زریق میں سے  
ایک صاحب:

۱۔ عباد بن قیس (بن عامر بن خالد)

بنی خلدہ بن عامر بن زریق میں سے پانچ شخص۔

۲۔ سعد بن یزید بن الفاکہ بن زید بن خلدہ)۔

۳۔ الفاکہ بن بشر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ)۔

ابن ہشام نے کہا: یسر بن الفاکہ۔

جلد اول



۴۔ ابن اسحق نے کہا: معاذ بن معص بن قیس بن خلدہ۔

۵۔ عابد بن معص بن قیس بن خلدہ (برادر معاذ)۔

بنی عجلان اور بنی بیاضہ | بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق میں سے:  
تین آدمی۔

۱۔ رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان:

۲۔ خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان (برادر رفاعہ)

۳۔ عبید بن زید بن عامر بن العجلان۔

بنی بیاضہ بن عامر بن زریق میں سے چھ آدمی۔

۴۔ زیاد بن لبید (بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ)۔

۵۔ فروہ بن عمرو (بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے ودفہ کہا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا: خالد بن قیس (بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ)۔

۷۔ رجیلہ بن ثعلبہ (بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے رجیلہ کہا ہے:

۸۔ ابن اسحاق نے کہا: عطیہ بن نویرہ (بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ)۔

۹۔ خلیفہ بن عدی (بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ)۔

ابن ہشام نے کہا: بعض نے علیقہ کہا ہے۔

بنی حبیب، بنی ثعلبہ، بنی عسیرہ، بنی عمرو | ابن اسحق نے کہا: بنی حبیب بن عبد حارثہ  
بن مالک بن غضب بن حُثَم بن الحزرج میں  
سے ایک صاحب۔

۱۔ رافع بن المعل بن لوزان (بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناة بن حبیب)۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی النجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الحزرج کی شاخ بنی غنم بن مالک

بن النجار کے قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔

۲۔ ابوالایوب خالد بن زید (بن کلیب بن ثعلبہ)۔

بنی عسیرہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔

جد اول



- ۳۔ ثابت بن خالد بن النعمان بن خنساء بن عسیرہ)۔
- ابن ہشام نے کہا: بعض نے عسیرہ کو عشیرہ بھی کہا ہے۔
- ابن اسحاق نے کہا: بنی عمرو بن عبد شمس بن غنم میں سے دؤ آدمی۔
- ۴۔ عمارہ بن حزم (بن زید بن لوزان بن عمرو)۔
- ۵۔ سراقہ بن کعب بن عبد العزی بن عزیرہ بن عمرو۔

بنی عبید بن ثعلبہ اور بنی عائد بنی عبیدہ بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب :

- ۱۔ حارثہ بن النعمان (بن زید بن عبید)۔
- ۲۔ سلیم بن قیس بن قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید تھا۔
- ابن ہشام نے کہا: حارثہ بن النعمان بن نفع بن زید۔
- ابن اسحاق نے کہا: بنی عائد بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
- ابن ہشام نے کہا: بعض نے عابد کہا ہے۔
- ۳۔ سہیل بن رافع (بن ابی عمرو بن عائد)۔
- ۴۔ ان کے حلیف جہینہ کے عدی بن ابی الزغباء۔

بنی زید بن ثعلبہ اور بنی سواد بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص :

- ۱۔ مسعود بن اوس بن زید۔
- ۲۔ ابو خزیمہ بن اوس (بن زید بن اصرم بن زید)۔
- ۳۔ رافع بن الحارث بن سواد بن زید۔
- بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی۔

۴۔ عوف

۵۔ معوذ

- ۶۔ معاذ، یہ دونوں الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے، عفرات کے بطن سے تھے۔
- ابن ہشام نے کہا: عفرات بنت عبیدہ بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور بعض نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے۔



۷۔ ابن اسحاق نے کہا: النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔ ابن ہشام نے کہا: بعض نے نعمان کہا ہے

۸۔ ابن اسحاق نے کہا: عامر بن مغلہ بن الحارث بن سواد۔

۹۔ عبد اللہ بن قیس (بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد)۔

۱۰۔ بنی اشجع میں سے ان کے حلیف، عصیمہ۔

۱۱۔ بنی جہینہ میں سے ان کے حلیف ودیعہ بن عمرو۔

۱۲۔ ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

۱۳۔ ان کا دعویٰ ہے کہ الحارث بن عفرہ کے آزاد کردہ ابو الحمراء بھی بدری ہیں۔

ابن ہشام نے کہا: ابو الحمراء الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے۔

بنی عامر اور بنی عمرو بن مالک | ابن اسحاق نے کہا: بنی عامر بن مالک بن النجار اور عامر کا نام مبذول تھا) کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول میں سے تین صاحب۔

۱۔ ثعلبہ بن عمرو بن محسن بن عمرو بن عتیک۔

۲۔ سہل بن عتیک (بن النعمان بن عمرو بن عتیک)۔

۳۔ اور الحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک۔ مقام الروحاء میں ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حصّہ عطا فرمایا۔

بنی عمرو بن مالک بن النجار۔ جو نبیؐ کو ہلاکتیں پہنچاتے تھے، کی شاخ بنی قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا: حذیلہ بنت مالک (بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارث بن مالک بن غضب بن جُشم بن الخزرج) معاویہ بن عمرو بن مالک النجار کی ماں تھی، اس لیے بنی معاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: ابی بن کعب بن قیس۔

۵۔ انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

بنی عدی بن عمرو | ابن ہشام نے کہا: یہ لوگ بنی مغالہ بنت عوف (بن عبد مناة بن عمرو بن

مالک بن کنانہ بن خزیمہ) ہیں۔ بعض کہتے ہیں مغالہ بنی زریق کی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی، اس لیے بنی عدی اسی کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

بمذاول



- ۱- اوس بن ثابت (بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی)۔
- ۲- ابو شیخ ابی بن ثابت (بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی)۔
- ابن ہشام نے کہا: ابو شیخ ابی بن ثابت، حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔
- ۳- ابن اسحق نے کہا: ابو طلحہ زید بن سہل (بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی)۔
- بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے آٹھ شخص۔
- ۴- حارث بن سراقہ (بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر)۔
- ۵- عمرو بن ثعلبہ (بن دہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر) اور اسی کی کنیت ابو حکیم تھی۔
- ۶- سلیط بن قیس (بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر)۔
- ۷- ابو سلیط جس کا نام اسیرہ بن عمرو تھا۔ عمرو کی کنیت ابو خازرہ بن قیس (بن مالک بن عدی بن عامر)۔

بن عامر)۔

- ۸- ثابت بن خنساء (بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر)۔
- ۹- عامر بن امیہ (بن زید بن الحساس بن مالک بن عدی بن عامر)۔
- ۱۰- المحرز بن عامر (بن مالک بن عدی بن عامر)۔
- ۱۱- سواد بن غزیہ بن اہیب جو بنی بلی میں سے ان کے حلیف تھے۔
- ابن ہشام نے کہا: بعض نے سواد کہا ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: بنی حرام بن جندب (بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار) میں سے چار شخص۔

بنی حرام او بنی مازن

- ۱- ابو زید قیس بن سکین (بن قیس بن زعورہ بن حرام)۔
- ۲- ابو الاعور بن الحارث بن ظالم (بن عبس بن حرام)۔
- ابن ہشام نے کہا: بعض نے ابو الاعور الحارث بن ظالم کہا ہے۔
- ۳- ابن اسحاق نے کہا: سلیم بن بلحان۔
- ۴- حرام بن بلحان (برادر سلیم) بلحان کا نام مالک بن خالد (بن زید بن حرام) تھا۔
- بنی مازن بن النجار کی شاخ بنی عوف بن میندول (بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار) میں سے تین شخص۔
- ۵- قیس بن ابی سعید ابو سعید کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔

بعد ازل



۶۔ عبداللہ بن کعب (بن عمرو بن عوف)

۷۔ بنی اسد بن خزیمہ میں سے اس کے حلیف عصیمہ۔

بنی خنساء بنی ثعلبہ اور بنی دینار | بنی خنساء بن مبدول (بن عمرو بن غنم بن مازن) میں سے دو شخص۔

۱۔ ابو داؤد غمیر بن عامر بن مالک بن خنساء۔

۲۔ سراقہ بن عمرو (بن عطیہ بن خنساء)۔

بنی ثعلبہ بن مازن النجار میں سے ایک صاحب۔

۳۔ قیس بن مخلد بن ثعلبہ (بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ)۔

بنی دینار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبد الاشہل (بن حارثہ بن دینار بن النجار) میں سے پانچ آدمی۔

۴۔ النعمان بن عبد عمرو بن مسعود۔

۵۔ الفتحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔

۶۔ سلیم بن الحارث (بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار) جو عبد عمرو کے دونوں بیٹوں الفتحاک اور النعمان کے مادری بھائی تھے۔

۷۔ جابر بن خالد بن عبد الاشہل بن حارثہ۔

۸۔ سعد بن سمیل بن عبد الاشہل۔

بنی قیس بن مالک (بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار) میں سے :  
بنی قیس دو آدمی۔

۱۔ کعب بن زید بن قیس۔

۲۔ ان کے حلیف بحیر بن ابی بحیر۔

ابن ہشام نے کہا: بحیر بنی عبس بن بغیض بن ریش بن عطفان کی شاخ بنی خزیمہ بنی رواحہ کے ہیں۔

مزید اصحاب | ابن اسحاق نے کہا: غرض بنی الخزرج میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے، وہ جملہ ایک سو ستتر (۱۷۰) آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ بنی خزرج میں سے جو اصحاب بدر میں موجود تھے، ان میں جلد اول



قتی العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الحزرج کے، عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان  
 ودرلیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور عصمہ بن الحصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد  
 عارثہ بن مالک بن غضب بن حشتم بن الحزرج کی شاخ بنی زریق کے ہلال بن المصلح بن لوزان بن عارثہ بن  
 عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناہ بن حبیب بھی تھے۔

ابن اسحاق نے کہا: غرض حملہ مسلمان، مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے اور جنہیں حصہ اور اجر  
 عطا فرمایا گیا (وہ سب) تین سو چودہ آدمی تھے۔ مہاجرین میں سے تراسی (۸۳) اوس میں سے اکسٹھ (۶۱)  
 ودرخزرج میں سے ایک سو ستر (۱۷۰)۔



## مسلمان شہداء اور قریش کے مقتول و اسیر

شہدائے بدر | بدر کے روز جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک جنگ تھے ان میں سے شہداء کی تفصیل یہ ہے:

قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک صاحب عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے۔ انھیں عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ عتبہ نے عبیدہ کا پاؤں کاٹ دیا تھا۔ زخم کے باعث انھوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔ بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص، عمیر بن ابی وقاص و بن ابیب بن عبد مناف ابن زہرہ اجوا بن ہشام کے قول کے مطابق سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے، اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضله بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں سے تھے۔ وہ بنی زہرہ کے حلیف تھے۔

بنی عدی بن کعب بن لؤئی میں سے دو شخص۔ عاتل بن البکیر اور یہ بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اور مہج عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ۔

بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص، صفوان بن بیضاء انصار میں سے بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص، سعد بن خثیمہ اور بشر بن عبد المنذر بن زہیر۔ بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص، یزید بن الحارث جو ابن فہم کہلاتے تھے۔

بنی سلمہ کی شاخ بنی عرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے ایک شخص، عمیر بن الحمام۔ بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن حشم میں سے ایک شخص، رافع بن المعلہ۔ بنی النجار میں سے ایک شخص، حارثہ بن سراقہ بن الحارث۔ بنی غنم بن مالک بن النجار میں سے دو شخص، عوف و معوذ۔ یہ دونوں الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے، اور دونوں عفرات کے بطن سے تھے، جملہ آٹھ آدمی۔

مقتولین قریش، بنی عبد شمس | بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے، ان کی کیفیت یہ ہے قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ



شخص تھے۔

۱۔ حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس۔ بقول ابن ہشام اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ زید بن حارثہ نے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ، علی اور زید رضی اللہ عنہم مشترک تھے۔ ابن ہشام ہی نے یہ ذکر کیا ہے۔

۲۔ ابن اسحق نے کہا، الحارث بن المحضرمی۔

۳۔ عامر بن المحضرمی۔

دونوں حضرمی بنی عبد شمس کے حلیف تھے۔ عامر کو عمار بن یاسر نے اور الحارث کو بقول ابن ہشام، عثمان بن عسر (اوس کے حلیف) نے قتل کیا۔

۴۔ ان کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر

۵۔ اور اس کا بیٹا۔

عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابو حذلیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

۶۔ ابن اسحق نے کہا: عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس (کوالتزیر بن العوام نے

قتل کیا۔

۷۔ العاص بن سعید بن العاص بن امیہ) کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۸۔ عقبہ بن ابی معیط (بن ابی عمرو) بن امیہ بن عبد شمس، عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے بہت

سیری قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۹۔ ابن اسحاق نے کہا: عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

۱۰۔ ابن اسحاق نے کہا: شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

۱۱۔ ولید بن عقبہ بن ربیعہ کو

۱۲۔ عامر بن عبد اللہ کو، جو بنی انار بن بغیض کا حلیف تھا، علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

بنی نوفل اور بنی اسد | بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔

۱۔ الحارث بن عامر بن نوفل کو بعض کے بیان کے مطابق بنی الحارثہ بن الخزرج والے خبیب

جلد اول



بن اساف نے قتل کیا۔

۲۔ طعیمہ بن عدی بن نوفل کو علی بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں، حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے پانچ شخص۔

۳۔ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا: اسے بنی حرام والے ثابت بن الجذع نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں، حمزہ، علی اور ثابت رضی اللہ عنہم تینوں نے مل کر قتل کیا۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: الحارث بن زمعہ۔

ابن ہشام نے کہا: اسے عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۵۔ عقیل بن الاسود بن المطلب کو یقول ابن ہشام حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

۶۔ ابوالبحتری العاص بن ہشام (بن الحارث بن اسد) کو المجذع بن ذیاد البلوئی نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: ابوالبحتری العاص بن ہاشم۔

۷۔ ابن اسحق نے کہا: نوفل بن خویلد بن اسد اور اسی کا نام ابن العدویہ عدی خزاعہ تھا۔ اسی نے

ابو بکر الصدیقؓ اور طلحہ بن عبید اللہ کو، اختیار اسلام کے وقت ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔ اسی لیے ان دونوں کا نام قرینین (ایک دوسرے سے ملا کر باندھے ہوئے) پڑ گیا تھا۔ یہ شخص قریش کے شامین میں سے تھا، اسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

**بنی عبد الدار اور بنی تیمم | بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔**

۱۔ النضر بن الحارث (بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار) کو، بعض کے بیان کے مطابق

الصفر میں علی بن ابی طالب نے بہ حالت قید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا: مقام اُشبیل میں، ابن ہشام نے کہا: بعض نے النضر بن الحارث (بن علقمہ بن

کلدہ بن عبد مناف) کہا ہے۔

۲۔ ابن اسحاق نے کہا: زید بن مویس، جو عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن الدار کا آزاد کردہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا: اسے ابو بکرؓ کے آزاد کردہ بلال بن رباح اور زید نے قتل کیا زید بنی اذن

۵۔ یہ مقام بدر اور صفر کے درمیان ہے۔



بن مالک بن عمرو بن تیمم میں سے تھے اور بنی عبدالدار کے حلیف تھے بعض کہتے ہیں کہ اسے المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔

ابن اسحق نے کہا: بنی تیمم بن مرہ میں سے دو شخص

۲۔ عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیمم۔

ابن ہشام نے کہا: اسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا، بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف نے۔

۳۔ ابن اسحاق نے کہا: عثمان بن مالک (بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب) اسے مصیب

بن سنان نے قتل کیا۔

**بنی مخزوم** | بنی مخزوم بن یفطہ بن مرہ میں سے ست آدمی۔

۱۔ ابو جہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام (بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم) تھا۔ معاذ بن عمرو بن الجموح نے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔ عکرمہ بن ابو جہل نے معاذ پر وار کر کے ان کا ہاتھ الگ کر دیا اس کے بعد معوذ بن عفران نے زبردست ضرب لگا کر ابو جہل کو زمین پر گرا دیا۔ اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو جہل کو مقتولوں میں تلاش کر دو عبد اللہ بن مسعود نے ابو جہل کا کام تمام کر کے سر کاٹ لیا۔

۲۔ العاص بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم۔ اسے عمر بن الخطاب نے قتل کیا۔

۳۔ یزید بن عبد اللہ، بنی تیمم میں سے تھا اور بنی مخزوم کا حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا: وہ بنی تیمم کی شاخ بنی عمرو بن تیمم سے تھا اور بہادر تھا، اسے عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

۴۔ ابن اسحاق نے کہا: ابو مسافع الاشعری۔ یہ بھی بنی مخزوم کا حلیف تھا۔ اسے بقول ابن ہشام ابو جہانہ الساعدی نے قتل کیا۔

۵۔ حرملہ بن عمرو۔ یہ بھی حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا: اسے بلحارث بن الحخرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر نے بعض کہتے ہیں علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرملہ بنی اسد میں سے تھا۔

۶۔ ابن اسحاق نے کہا: مسعود بن ابی امیہ بن المغیرہ۔ اسے بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۷۔ ابو قیس بن الولید بن المغیرہ۔



- ابن ہشام نے کہا: اسے حمزہ بن المطلب نے۔ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔  
 ۸۔ ابن اسحق نے کہا: ابو قیس بن النفاکہ بن المغیرہ، اسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔  
 ابن ہشام نے کہا: بعض کے قول کے مطابق اسے عمار بن یاسر نے قتل کیا۔  
 ۹۔ ابن اسحاق نے کہا: رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، اسے بقول  
 ابن ہشام بلحارث بن الخزرج کے سعد بن زید نے قتل کیا۔  
 ۱۰۔ المنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ اسے بقول ابن ہشام بنی عبید (بن زید بن مالک بن عوف)  
 کے حلیف معن بن عدی (بن الجعد بن العجلان) نے قتل کیا۔  
 ۱۱۔ عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ۔ اسے بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے  
 قتل کیا۔

- ۱۲۔ ابن اسحاق نے کہا: السائب بن ابی السائب بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔  
 ابن ہشام نے کہا: السائب بن ابی السائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تھا جس کے  
 متعلق آپ کی حدیث ہے۔

نَعَمْ الشَّرِيكَ السَّائِبُ لَا يُشَارِي وَلَا يُمَارِي

السائب بہترین شریک ہے کہ نہ وہ اصرار کرتا ہے، نہ جھگڑتا ہے۔

ہماری اطلاعات کے مطابق اس نے اسلام اختیار کیا اور اللہ بہتر جانتا ہے وہ اسلام میں بھی بہتر  
 تھا۔ ابن شہاب الزہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ  
 السائب بن ابی السائب (بن عائذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم) ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے  
 قریش میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور آپ نے انہیں الجوانہ  
 کے روز خنین کی غنیمت میں سے بھی حصہ عطا فرمایا تھا۔

- ابن ہشام نے کہا: ابن اسحاق کے سوا بھی بعض نے بیان کیا ہے کہ اسے الزبیر العوام نے قتل کیا۔  
 ۱۳۔ ابن اسحاق نے کہا: الاسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، اسے حمزہ بن  
 عبد المطلب نے قتل کیا۔

- ۱۴۔ حاجب بن السائب (بن عویمر بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم)۔  
 ابن ہشام نے کہا: عائذ بن عمران بن مخزوم۔ بعض نے حاجب بن السائب کہا ہے: حاجب بن  
 السائب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔



۱۵- ابن اسحق نے کہا: عومیر بن السائب بن عومیر کو نعمان بن مالک القوتلی نے بقول ابن ہشام مقابلے میں قتل کیا۔

۱۶- عمرو بن سفیان۔

۱۷- جابر بن سفیان۔

یہ دونوں بنی طے میں سے تھے اور بنی مخزوم کے حلیف تھے۔ عمرو کو یزید بن رقیش اور جابر کو ابو بردہ نے قتل کیا۔

**بنی سہم**

ابن اسحاق نے کہا: بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤئی میں سے پانچ شخص۔  
۱- منبہ بن الحجاج (بن عامر بن حذلیف بن سعد بن سہم) سے بنی سلمہ کے ابو الیسر نے قتل کیا۔  
۲- اس کا بیٹا العاص بن منبہ بن الحجاج۔ اسے بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔  
۳- نبیہ بن الحجاج بن عامر۔ اسے بقول ابن ہشام حمزہ بن عبد المطلب اور سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۴- ابو العاص بن قیس (بن عدی بن سعد بن سہم)

ابن ہشام نے کہا: اسے علی بن ابی طالب نے قتل کیا؛ بعض کہتے ہیں کہ النعمان بن مالک القوتلی نے اور بعض کہتے ہیں، ابو دجّانہ نے۔

۵- ابن اسحاق نے کہا: عاصم بن عوف (بن ضبیہ بن سحید بن سعد بن سہم) اسے بقول ابن ہشام بنی سلمہ والے ابو الیسر نے قتل کیا۔

**بنی جمح**

بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤئی میں سے تین شخص:

۱- امیہ بن خلف بن دہب (بن حذافہ بن جمح) سے بنی مازن کے ایک انصاری نے قتل کیا۔  
ابن ہشام کے نزدیک بعض کا بیان ہے کہ اسے معاذ بن غفرار، خازر بن زید اور ضبیہ بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

۲- ابن اسحاق نے کہا: امیہ کا بیٹا علی بن امیہ بن خلف۔ اسے عمار بن یاسر نے قتل کیا۔  
۳- اور ادس بن معیر (بن لؤذان بن سعد بن جمح) اسے بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ بعض نے کہا ہے اسے الحُصَیْن بن الحارث بن المطلب اور عثمان بن مظعون نے مل کر قتل کیا۔



بنی عامر | ابن اسحاق نے کہا: بنی عامر بن لؤی میں سے دو شخص۔

۱۔ معاویہ بن عامر، جو عبد القیس میں سے تھا اور بنی عامر کا حلیف تھا۔ اسے علی بن ابی طالب نے اور بقول ابن ہشام بعض نے کہا، عکاشہ بن محسن نے اسے قتل کیا۔

۲۔ ابن اسحاق نے کہا: معبد بن وہب جو بنی کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث میں سے بنی عامر کا حلیف تھا۔ معبد کو بکیر کے بیٹوں خالد اور ایاس نے اور بقول ابن ہشام بعض نے کہا، ابو جابر نے قتل کیا۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق بدر کے حملہ مقتولوں کی تعداد پچاس تھی۔

ابن ہشام نے کہا: مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمرو کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ بدر کے مقتول مشترک ستر تھے اور اتنے ہی قیدی تھے۔ ابن عباسؓ اور سعید بن المسیب

تعداد کا فیصلہ

کا یہی قول ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

أَوَلَمْ نَأْتِكُمْ مَّصِيبَةً قَدْ  
أَصَبْتُمْ مِثْلَهَا

کیا جس وقت (جنگ احد میں) تم پر مصیبت  
آئی، اس سے دگنی مصیبت تم (جنگ بدر میں)  
دشمنوں پر ڈال چکے؟

(۳ : ۱۶۵)

یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے۔ جنگ احد میں شہید ہونے والے مسلمان ستر تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے بدر کے دن دشمن پر اس سے دگنی مصیبت ڈالی تھی، جتنی احد کے دن شہادت کی صورت میں تم پر پڑی یعنی بدر میں ستر دشمن قتل اور ستر اسیر ہوئے۔ ابو زید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا:

فَأَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعْطَنُ مِنْهُمْ  
سَبْعُونَ عُنْبَةً مِنْهُمْ وَالْأَسْوَدُ

پانی کے گڑھے میں، جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں (ادھاں)، ان کے ستر آدمی جا کر ڈٹ

گئے، جن میں عنبہ اور الاسود بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا: شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے، جس میں جنگ احد کا بیان ہے، انشا اللہ عنقریب موقع میں اس کا ذکر کر دوں گا۔

بقیہ مقتولین | ان ستر میں سے، جن لوگوں کا ذکر ابن اسحق نے نہیں کیا، ان میں سے چند یہ ہیں:

جلد اول



بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص :

۱۔ وہب بن الحارث (بنی انار بن نبیض میں سے بنی عبد شمس کا حلیف)۔

۲۔ عامر بن زید بن والول میں سے (حلیف)۔

بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص

۳۔ عقبہ بن زید بن والول میں سے (حلیف)۔

۴۔ عمیر، ان کا آزاد کردہ۔

بنی عبد الدار بن قصتی میں سے دو شخص،

۵۔ نبیہ بن زید بن ملیص۔

۶۔ عبیدہ بن سلیط بنی قیس میں سے (حلیف)

۷۔ مالک بن عبید اللہ بن عثمان، جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مر گیا، اس لیے اسے مقتولوں میں شمار کیا گیا۔

۸۔ بعض کے قول کے مطابق عمرو بن عبد اللہ بن جدعان۔

بنی مخزوم بن یفطہ میں سے سات شخص

۹۔ حذلیہ بن ابی حذلیہ بن المغیرہ، اسے سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

۱۰۔ ہشام بن ابی حذلیہ بن المغیرہ، اسے صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

۱۱۔ زہیر بن ابی رفاعہ، اسے ابواسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔

۱۲۔ السائب بن ابی رفاعہ، اسے عبدالرحمن بن عوف نے قتل کیا۔

۱۳۔ عائذ بن السائب بن عویر، یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد ندیہ دے کر رہا ہوا، لیکن حمزہ بن

عبد المطلب کے ہاتھ سے اسے جو زخم لگا تھا، اس کی وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔

۱۴۔ عمیر بنی طٹی میں سے (حلیف)

۱۵۔ خیبار القارہ میں سے (حلیف)

۱۶۔ بنی جمح بن عمرو میں سے ایک شخص سبرہ بن مالک (حلیف)

بنی سہم میں سے دو شخص

۱۷۔ الحارث بن نبیہ بن الحجاج، اسے صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

۱۸۔ عامر بن ابی عوف بن ضبیرہ (برادر عاصم) اسے عبد اللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا، بعض کہتے ہیں



البرد جاتے۔

ابن اسحاق نے کہا: قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن  
حسب ذیل قید ہوئے، بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے:

- ۱۔ عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔
- ۲۔ نوفل بن الحارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔
- بنی المطلب بن عبد مناف میں سے دو شخص۔
- ۳۔ السائب بن عبید (بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب)
- ۴۔ نعمان بن عمرو بن علقمہ بن عبد المطلب۔

بنی عبد شمس | بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے سات شخص:

- ۱۔ عمرو بن ابی سفیان (بن حرب بن امیہ بن عبد شمس)۔
- ۲۔ الحارث بن ابی وجزہ (بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس)۔
- بقول ابن ہشام بعض نے ابن ابی حرقہ کہا ہے۔
- ۳۔ ابوالعاص بن نوفل بن عبد شمس۔
- ۴۔ ابوالعاص بن الربیع (بن عبد العزی بن عبد شمس)۔
- ۵۔ ان کے حلیفوں میں سے ابوریشہ بن ابی عمرو۔
- ۶۔ عمرو بن الازرق۔
- ۷۔ عقبہ بن الحارث بن الحضرمی۔

بنی نوفل و بنی عبد الدار | بنی نوفل بن عبد مناف میں سے تین شخص۔

- ۱۔ عدی بن الحنیار بن عدی بن نوفل۔
- ۲۔ عثمان بن عبد شمس (بن اخی غزوٰ بن جابر) بنی مازن بن منصور میں سے (حلیف)
- ۳۔ ابو ثور (حلیف)
- بنی عبد الدار بن قصتی میں سے دو شخص۔
- ۴۔ ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

جلداول



۵۔ الاسود بن عامر (حلیف) یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی الاسود بن عامر بن عمرو بن الحارث بن السباق ہیں۔  
 بنی اسد اور بنی مخزوم | بنی الاسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے تین شخص۔

۱۔ السائب بن ابی جہش بن المطلب بن اسد۔

۲۔ المحویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔

ابن ہشام نے کہا: یہ الحارث بن عائد بن عثمان بن اسد ہے۔

۳۔ ابن اسحاق نے کہا: سالم بن شہاخ (حلیف)

بنی مخزوم بن یفط بن مرہ میں سے نو شخص۔

۴۔ خالد بن ہشام بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔

۵۔ امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ۔

۶۔ الولید بن الولید بن المغیرہ۔

۷۔ عثمان بن عبد اللہ بن المغیرہ (بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔

۸۔ ابو المنذر بن ابی رفاعہ (بن عائد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔

۹۔ صیفی بن ابی رفاعہ۔

۱۰۔ ابو عطاء عبد اللہ بن ابی السائب (بن عائد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم)۔

۱۱۔ المطلب بن حنطب (بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم)۔

۱۲۔ خالد بن الاعلم (حلیف) اس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جو شکست

کھا کر پیٹھ پھیر کے بھاگا اور اسی نے یہ شعر کہا:

وَلَسْنَا عَلَى الْاَذْبَارِ تَدْمِي كُلُّوْمُنَا وَلَكِنْ عَلَى اَقْدَامِنَا يَقْطُرُ الدَّمُ

ہم وہ نہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے (بجے) وہ ہیں کہ خون

ہمارے سامنے کے حصیوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: لسنا علی الاعقاب کی بھی روایت آئی ہے۔ خالد بن الاعلم خزاعہ میں سے

اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عقیل میں سے تھا۔

بنی سہم | ابن اسحاق نے کہا: بنی سہم بن عمرو بن ہبیس بن کعب میں سے چار شخص۔

۱۔ ابو دواع بن ضبیرہ (بن سعید بن سعد بن سہم) یہی وہ پہلا شخص تھا جو بدر کے قیدیوں میں سے

فدیے پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے المطلب بن ابی دواع نے ادا کیا۔

جلد اول



۲۔ فروہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم۔

۳۔ خنظلہ بن قبیصہ (بن حذافہ بن سعید بن سہم)۔

۴۔ الحجاج بن الحارث (بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم)۔

بنی جمح | بنی جمح بن عمرو بن ہبیس بن کعب بن سہم سے پانچ شخص۔

۱۔ عبد اللہ بن ابی (بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۲۔ ابو عزرہ عمرو بن عبد اللہ (بن عثمان بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۳۔ الفاکہ امیہ بن خلف کا آزاد کردہ، اس کی آزادی کے بعد رباح بن المغیرت نے اپنے نسب

میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اس بات کا مدعی تھا کہ وہ بنی شامخ بن محارب بن فہر کا ہے بعض کہتے ہیں کہ الفاکہ جردل بن حذیم (بن عوف بن غنص بن شامخ بن محارب بن فہر کا بیٹا تھا۔

۴۔ وہب بن عمیر (بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

۵۔ ربیعہ بن دراج (بن الغیس بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح)۔

بنی عامر اور بنی حارث | بنی عامر بن لؤئی میں سے تین شخص:

۱۔ سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر، اسے بنی سالم بن عوف

کے مالک بن الدخشم نے گرفتار کیا تھا۔

۲۔ عبد بن زمعہ (بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر)۔

۳۔ عبد الرحمن بن مشنؤ (بن و قدان بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص۔

۴۔ الطفیل بن ابی قنیع۔

۵۔ عقبہ بن عمرو بن ججم

ابن اسحاق نے کہا: غرض جملہ تین تالیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

مزید نام | ابن ہشام نے کہا: جملہ تعداد میں سے ایک شخص چھوٹ گیا ہے جس کا نام کانھوں نے ذکر نہیں کیا۔ اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحاق نے ذکر کیے، وہ یہ

ہیں:

۱۔ بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عقبہ، جو بنی فہر میں سے ان کا حلیف تھا۔

جلد اول



- بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص :
- ۲۔ عقیل بن عمرو (حلیف) اس کا بھائی۔
  - ۳۔ تیمم بن عمرو۔
  - ۴۔ تیمم کا بیٹا۔
  - بنی عبد شمس بن مناف میں سے دو شخص :
  - ۵۔ خالد بن اسید بن ابی العیص۔
  - ۶۔ ابو العریض یسار جراحہ العاص بن امیہ کا آزاد کردہ تھا۔
  - بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص۔
  - ۷۔ نہمان، ان کا آزاد کردہ۔
  - بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ایک شخص۔
  - ۸۔ عبد اللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث
  - بنی عبد الدار بن قصی میں سے ایک شخص :
  - ۹۔ عقیل (مینی حلیف)
  - بنی تیمم بن مرہ میں سے دو شخص :
  - ۱۰۔ مسافع بن عیاض (بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیمم)
  - ۱۱۔ ادربا بن الزہیر (حلیف)
  - بنی مخزوم بن یغظہ میں سے ایک شخص۔
  - ۱۲۔ قیس بن السائب۔
  - بنی جمح بن عمرو میں سے پانچ شخص۔
  - ۱۳۔ عمرو بن ابی بن خلف۔
  - ۱۴۔ ابو رہم بن عبد اللہ (حلیف)۔
  - ۱۵۔ ایک اور حلیف، جس کا نام میرے پاس سے جاتا رہا۔
  - ۱۶۔ امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص، جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا۔
  - ۱۷۔ امیہ بن خلف کا غلام
  - ابو رافع۔



بنی سم بن عمرو میں سے ایک شخص۔

۱۸۔ اسلم، نبیہ بن الحجاج کا آزاد کردہ

بنی عامر بن لؤئی میں سے دو شخص۔

۱۹۔ حبیب بن ہابر۔

۲۰۔ اور السائب بن مالک۔

بنی الحارث بن فہر میں سے دو صاحب۔

۲۱۔ شافع۔

۲۲۔ شقیع۔ مینی حلیف۔



# جنگ بدر کے متعلق اشعار

(۱)

حضرت حمزہ <sup>رضی اللہ عنہ</sup> ابن اسحاق نے کہا: جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے، ان میں سے حمزہ بن المطلب کا کلام بھی ہے (اللہ ان پر رحم فرمائے)، ابن ہشام کے نزدیک اکثر علمائے شعر ان اشعار نیز ان کے جوابی اشعار کا انکار کرتے ہیں۔

الْحُمُتُ تَرَامُرًا كَانَ مِنْ تَجَبُّبِ الدَّهْرِ      وَلِلْحَيِّينَ أَسْبَابُ قَبِيلَةٍ الْأَهْلِ  
(اے مخاطب!) کیا تو نے زمانہ بھر کے عجیب واقعے پر غور نہیں کیا اور موت کے

لیے بھی اسباب ہوتے ہیں، جن کا معاملہ ظاہر ہے۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا أَنْ قَوْمًا أَفَادَهُمْ      فَنَاحُوا تَوَاصَوْا بِالْعُقُوقِ وَبِالْكُفْرِ  
اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ قوم کو (خیر خواہی اور نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انہوں نے نافرمانی اور انکار سے عہد شکنی کی۔

عَشِيَّةً رَاحُوا لِحُبِّبٍ رَجَعَهُمْ      فَكَانُوا دَهُونًا لِلرَّحِيَّةِ مِنْ بَدْرِ  
جس شام وہ اپنا جتھلے کہ بدر کی جانب چلے ہیں تو وہ بدر کی سنگ بستہ بادل (ہی) میں ہمیشہ رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيرَ لَمْ نَبْغِ غَيْرَهَا      فَسَارُوا إِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلَى قَدَارِ  
ہم تو قافے کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس کے سوا ہمارا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدر کے ٹھہرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے مقابل ہو گئے۔

فَلَمَّا التَّقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَشُوبَةً      لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالشُّقَّةِ السُّمْرِ  
پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو ہمارے لیے گندم گوں میدھے کیے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے سوا واپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی۔



وَضَرْبٍ بَيْنِي يَحْتَلِي الْهَامَ حَدَاها مُشْتَهَرَةً الْاَلْوَانِ بَيْنَةَ الْاَشْرِ

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی) تلواروں سے مارنے کے جن کی دھاریں گردنوں

کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

وَنَحْنُ تَرَكْنَا عُتْبَةَ الْغَيِّ ثَاوِيًا وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلِ تَجَرَّجَمَ فِي الْجَفْرِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو پیوند خاک کر کے پھوڑا اور شیبہ کو مقتولوں میں

بڑی باؤل کے درمیان پھیر دیا یا اڑھکتا ہوا پھوڑا ہے۔

وَعَمْرٍ وَثَوِي فَيَسَنُّ ثَوِي مِنْ حُمَلَتِهِمْ فَشَقَّتْ جُيُوبُ النَّائِحَاتِ عَلَى عَمْرٍ

ان لوگوں کے حمایتی جو پیوند خاک ہو گئے، ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہو گیا،

اس لیے فوج خواں عورتوں کے گریبان عمرو کے ماتم میں تارتا رہ گئے۔

جُيُوبُ نِسَاءٍ مِّنْ لُّؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامٍ تَفَرَّغْنَ الذَّوَابَّ مِنْ فِيهِمْ

ان شریف عورتوں کے گریبان جو لؤی بن غالب کی ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں

سے نکلی ہیں۔

اَوَّلَيْكَ قَوْمٌ قَتَلُوا فِي ضَلَالٍ لِهَمٍّ وَخَلُّوا لِيَوَاءَ غَيْرِ مُحْتَظِرِ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مار ڈالے گئے اور پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ

مرتے دم تک اس کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِيَوَاءَ ضَلَالٍ قَادَ ابْلِيسُ اَهْلَهُ فَنَحَّاسَ بِهِمْ اِنَّ الْغَيْبُتَ اِلَى عَدَارِ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم والوں کی قیادت ابلیس نے کی، آخر ان سے بے

وفائی کی اور پرچم تو یہ ہے کہ وہ پییر بے وفائی ہی کی طرف (جائے والا) ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ اِذْ عَايَنَ الْاَمْرَ وَاصْنَعَا بَرِئْتُ اِلَيْكُمْ مَا بِي الْيَوْمَ مِنْ صَبْرٍ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور پر دیکھ لیا قرآن سے کہا: میں

اپنی غلطی سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ آج مجھ میں صبر کا بار نہیں۔

فَاِنِّي اَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَاِنِّي اَخَافُ عِقَابَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو قَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جنہیں تم نہیں دیکھ رہے اور بات یہ ہے میں

سزائے الہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔



فَقَدَّاهُمْ لِلْحَيِّنِ حَتَّى تَوَرَّهُوا وَكَانَ بِمَا لَمْ يَخْبُرِ الْقَوْمُ ذَا خُبَرِ

آخر وہ انہیں موت کے لیے بڑھا لایا، یہاں تک کہ وہ بھنور میں چنس کے

رہ گئے اور جس بات کی اس نے انہیں خبر نہیں دی، وہ اسے خوب جانتا۔

تھا۔

كَفَانُوا عِدَاةَ الْبِرِّ الْفَاجِحُنَا ثَلَاثُ مِثْمِينَ كَالسَّامَةِ الزُّهْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) بادی پر پہنچنے کی صبح کو ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے)

سفید نراؤٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِينَا جُنُودُ اللَّهِ حِينَ يُبَدِّلُنَا بِهِمْ فِي مَقَامٍ ثُمَّ مَسْتَوْضِحُ الدَّكْرِ

اور ہم میں اللہ کا شکر تھا۔ جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری

مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توجیہ پاتے تھے (ہم سے) پرچھتے تھے کہ آخر وہ

لوگ کون تھے۔

فَشَدَّ بِهِمْ جَبْرِيلُ تَحْتَ لَوَائِنَا لَدَى مَا ذَرَقَ فِيهِ مَنَائِيَاهُمْ تَجْدِي

غرض ہمارے پرچم کے نیچے وہ کر جبریل نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی)

سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) موتیں چلی آ رہی تھیں۔

جواب حارث بن ہشام | اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا:

أَلَا يَا الْقَوْمِي لِلصَّبَابَةِ وَالْهَجَرِ وَلِلْحُزْنِ مِنِّي وَالْخَرَارَةِ فِي الصَّدْرِ

اے قوم! سن، عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن۔

اکا حال، سن۔

وَلَيْسَ مَعِ مِنْ عَيْنِي جُودٌ أَكَانَتْهُ فَرِيدٌ هَوَى مِنْ سِلَكِ نَاطِلِيهِ يَجْرِي

اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگنے کا حال سن، گویا (ان میں) کا

میرا آنسو، ذرا قیم ہے، جو لڑی پر رونے والے کی لڑی سے نکل کر تیزی سے گرا

جا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطْلِ الْخُلُوشِ الْمَائِلِ إِذْ ثَوَى رَهَيْنَ مَقَامِ لِّلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

شیریں خصال بہادر پر (آنکھیں) رو رہی ہیں، کیونکہ وہ بدر کی شگ بستر باؤلی میں

جلد اول



ہمیشہ کے لیے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

فَلَا تَبْعُدَنَّ يَا عَمْرُو مِنْ ذِي قَرَابَةٍ      وَمِنْ ذِي نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ عُمْرٍ

اے عمرو! جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور ساتھ بیٹھنے والوں

(کے دلوں) سے دُور نہ ہو۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ صَادِقُوا مِثْلَكَ دَوْلَةً      فَلَا بُدَّ لِلْأَيَّامِ مِنْ دَوَلِ الدَّهْرِ

اگر کسی قوم نے اتفاقاً طور سے تجھ پر غلبہ پایا ہے تو زمانے میں انقلابات زمانہ

کا ہونا تو ضروری ہے۔

فَقَدْ كُنْتُ فِي صَوْفِ الزَّمَانِ الَّذِي مَضَى      تُرِيهِمْ هُوَ أَنَا مِنْكَ ذَا سُبُلٍ وَعُزْرِ

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو اپنی بہادری، سے

انھیں ذلت کی سخت راہیں دکھاتا رہا ہے۔

فَإِنْ لَا أَمْتُ يَا عَمْرُو أَتُرَكُّ تَائِسًا      وَلَا أَلْبَقِ بَقِيًّا فِي إِخَاءٍ وَلَا صِهْرٍ

اے عمرو! اگر میں نہ مراد زندہ رہا، تو تیرا بدلہ لے کر چھوڑوں گا اور کسی قرابت یا

سمدھیانے کے لحاظ سے کسی طرح کا رحم نہ کروں گا۔

وَأَقْطَعُ ظَهْرًا مِنْ تَجَالٍ بِعَشِيرٍ      كِرَامٍ عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا قَطَعُوا ظَهْرِي

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے، میں بھی ان کی کمر ان کے عزیز ترین

رشتہ داروں کے اقل کے ذریعے سے توڑ دوں گا۔

أَعْرَهُمْ مَا جَمَعُوا مِنْ وَشِيظَةٍ      وَنَحْنُ الصَّمِيمُ فِي الْقَبَائِلِ مِنْ فُحْرِ

پر اگندہ مشرودہ دامن کو جو ان لوگوں نے جمع کر لیا ہے اس نے انھیں مغرور بنا دیا

ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں میں سے ہیں۔

فَيَا لَوْ تَيَّ ذَبَبُوا عَنْ حَرِيمِكُمْ      وَأَبِيَّةٍ لَا تَتْرُكُوهَا لِذِي الْفَخْرِ

پس اے بنی لؤئی! اپنی اُبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو اور انھیں فخر

کرنے والے کے لیے نہ چھوڑو۔

تَوَارِثَهَا أَبَاؤُكُمْ وَوَرِثَتُمْ      أَوَاسِيَّتَهَا وَالْبَيْتَ ذَا السَّقْفِ وَالسَّيْرِ

تمہارے بزرگوں نے اور تم نے انھیں اور چھپت اور پردوں والے گھر اور اس

کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔



فَمَا لِحَالِهِمْ تَدَارَدَ هَلَاكُكُمْ فَلَا تَعْنِدُوا لَهُ أَلْ غَالِبَ مِنْ عَذْرِ

ایک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمہاری بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ پس

اے آل غالب! اسے کسی عذریں معذور نہ جانو۔

وَجَدُوا لِمَنْ عَادَيْتُمْ وَتَوَازَدُوا وَكُونُوا جَمِيعًا فِي التَّاسِيَةِ وَفِي الصَّبْرِ

اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے، ان کے مقابلے کے لیے کوشش کرو۔

اور ایک دوسرے کی حمایت کرو اور صبر و تحمل میں سب کے سب مشفق رہو۔

لَعَلَّكُمْ أَنْ تَشَارُوا بِأَخِيكُمْ وَلَا شَيْءَ إِنْ لَمْ تَشَارُوا بِإِذَى عَمْرٍو

شاید تم اپنے بھائی کا بدلہ لے سکو۔ اگر تم نے بدلہ نہ لیا تو تم عمرو کے کسی قسم کا

تعلق رکھنے والا نہیں۔

بِمُطَرِدَاتٍ فِي الْأَكْفِ كَأَنَّهُمَا دَمِيضٌ تُطِيرُ أَلْهَامَ بَيْنَهُ الْأَثَرِ

ہاتھوں میں لپکنے والی (تکڑاؤں) کے ذریعے سے جو بجلی کی چمک کی طرح ہیں،

گردن اڑا دیتی ہیں، نمایاں جوہر والی ہیں۔

كَأَنَّ مَدَابَّ الذَّرَفِ فَوْقَ مُتُونِهَا إِذَا اجْتَرَدَتْ يَوْمًا لِأَعْدَائِهَا الْخُذْرَ

جب وہ کسی وقت اپنے چند سے دشمنوں کے لیے برہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی پیٹھوں

پر (جوہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں) گویا چیونٹیوں کے رنگنے کے نشانات ہیں۔

ابن اسحق نے کہا: علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق کہا ہے، ابن مسعود

سأبني إلی طالب

کہتے ہیں، مجھے کوئی شخص نہ ملا جو ان اشعار یا ان کے جواب سے واقف ہو

نے یہ اشعار اس لیے لکھ دیے ہیں کہ بعض نے کہا ہے، عمرو بن عبد اللہ بن جعدان بدر کے روز قتل ہوا۔

اسحاق نے مقتولین بدر میں اس کا ذکر نہیں کیا اور ان اشعار میں ذکر آ گیا ہے:

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَبْلَى رَسُولَهُ بَلَاءَ عَزِيزٍ ذِي أَقْتِدَارٍ وَذِي فَضْلِ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے؟ ایسا امتحان

جیسے عزت و اقتدار و فضل والوں کا ان کی عزت و اقتدار و فضیلت کے زیادہ کرنے

کے لیے کیا جاتا ہے۔

بِمَا أُنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ فَلَا قُوَاهُ أَنَا مِنْ أَسَادٍ وَمِنْ قَتْلِ

ایسا امتحان جس کے ذریعے سے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی۔ آخر انہوں

جدا اول



نے قتل و اسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَأَمْسَى رَسُولُ اللَّهِ قَدْ عَزَّزَ نَصْرُهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَرْسِلَ بِالْعَدْلِ

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے والوں، کو بھی عزت حاصل ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، تو انصاف رہی، کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللَّهِ مُنْزَلٍ مُبَيِّنَةٍ آيَاتِهِ لِيَذِيَ الْعَقْلِ

اور آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتاری ہوئی (حق و باطل میں) فرق ڈالنے والی پیرزے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے واضح ہیں۔

فَأَمْسُوا بِحَمْدِ اللَّهِ الْمُجْتَمِعِي الشَّامِلِ قَامِنَ أَقْوَامٍ بِذَلِكَ وَآيَقِنُوا

تو کچھ لوگوں نے اسے مان لیا اور یقین کر لیا تو بھلا وہ اپنی تمام پرانہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہو گئے۔

وَأَنْكَرَ أَقْوَامٌ فَزَاعَتْ قُلُوبُهُمْ فَزَادَهُمْ ذُو الْعَرْشِ خَبَلًا عَلَى خَبَلٍ

اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیر ٹیر ہو گئے اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی زیادتی کر دی۔

وَأَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدَأَ رَسُولُهُ وَقَوْمًا غَضًا بِأَعْلَاهُمْ أَحْسَنُ الْفَعْلِ

اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت دے دی اور اس قوم کو قدرت دے دی جو غضب آلود تھی اور ان کا دیہ، کام بہترین کام تھا کہ ان کا غم بھی خدا کے لیے تھا۔

بِأَيْدِيهِمْ بَيْضٌ خِفَافٌ عَصُوبَاهَا وَقَدْ حَادَتْ تَوُّهَا بِالْجَلَامِ وَالصَّقْلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک (تلواریں تھیں) جن سے انھوں نے وار کیے اور ان تلواروں کے جلا دینے اور صیقل کرنے میں انھوں نے وقت صرف کیا تھا

فَلَمْ تَرَ كُؤَامِنَ نَاشِئِي ذِي حِمْيَةٍ صَرِيحًا وَمِنْ ذِي نَجْدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلٍ

پس انھوں نے ان میں سے کتنے حمیت والے نوجوانوں اور رعب و داب والے ادھیروں (تجربہ کاروں) کو کچھا ڈالا۔

جلد اول



تَبَيَّنَتْ عَيُونُ النَّائِمَاتِ عَلَيْهِمْ تَجَوَّدُ بِأَسْبَالِ الرَّشَاشِ وَيَا لَوَبِلِ

ان پر رونے والیوں کی آنکھیں بھر پڑی اور موسلا دھار بارش سے رات بھر

سغاوت کرتی رہتی ہیں۔

نَوَائِحُ تَتَعَى عُتْبَةَ الْغَيِّ وَابْنَهُ وَشَيْبَةَ تَنْعَاكَ وَتَتَعَى أَبَا جَهْلٍ

رونے والیاں گراہ عتبہ، اس کے بیٹے، شیبہ اور ابو جہل کے مرنے کی خبریں

سناتی رہتی ہیں۔

وَذَا الرَّجُلِ تَتَعَى وَابْنُ جُدْعَانَ فِيهِمْ مُسْلَبَةً حَرَّى مُبَيَّنَةً الشُّكُلِ

اور ایک پاؤں والے (نگرے) الاسود بن عبد الاسد المخزومی کی سنانی سنانی

ہیں۔ ابن جدرمان بھی انہیں میں ہے۔ اس حالت سے کہ وہ ماتمی سیاہ لباس پہنے

ہوئے ہیں۔ ان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی جدائی (ان کے چہروں

سے) عیاں ہے۔

ثَوْنِي مِنْهُمْ فِي بَيْتِ بَدْرٍ عَصَابَةٌ ذَوِي نَجْدَاتٍ فِي الْحُرُوبِ وَفِي الْمَعْلِ

توان کی ایک قومی جماعت۔ جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی

کو بدر کی باؤلی میں پروا ہوا دیکھیے گا۔

دَعَا الْغَيِّ مِنْهُمْ مَنْ دَعَا فَأَجَابَهُ وَلِلْغَيِّ أَسْبَابُ مُرَمَّقَةٍ الْوَصْلِ

ان میں سے بہتوں کو گراہی نے دعوت دی تو انہوں نے دعوت قبول

کر لی اور گراہی کی (جانب کھینچنے والی) بہت سی رسیاں ہیں (اگرچہ) ان میں اتصالی

کشش کمزور ہے۔

فَأَصْحُو السَّيِّدِ دَارِ الْجَحِيلِ يَبْعَزِلُ عَنِ الشَّعْبِ وَالْعُدَاوَانِ فِي أَشْغَلِ الشُّغْلِ

آخر وہ بھر پڑتے ہوئے گھر کے پاس بیٹھ دیکار، ظلم اور زیادتی سے الگ تھلک

زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں دن چڑھے پہنچ گئے۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا، اور

جواب حارث بن ہشام

کہا:

عَجِبْتُ لِأَقْوَامٍ تَغْتَنِّي سَفِيهِمْ بِمَا مَرَّ سَفَاةً ذِي إِعْتِرَاضٍ وَذِي بَطْلٍ

مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں کے نادان، نادانی، قابل اعتراض اور

جدا اول



بھوٹ سے بھری ہوئی باتیں (بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تَفَتَّى بِقَتْلَى يَوْمٍ بَذَارٍ تَتَا بَعُؤَا كِرَامَ الْمَسَاعِي مِنْ غُلَامٍ وَمِنْ كَهْلٍ

بدر کے روز مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے ہیں جن میں سے کم عمروں اور

سن رسیدہ لوگوں کی نکاتار شریفانہ کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

مَصَالِبَتْ بِمِصْرٍ مِّنْ لُّؤَيِّ ابْنِ غَالِبٍ مَّطَاعِينٍ فِي الْمَيْجَا مَطَاعِيمٍ فِي الْمَحَلِّ

روشن چہرے والے، بہادر، بنی غالب کی اعلیٰ شاخوں کے جنگ میں نیرہ باز

اور قحط میں کھانا کھلانے والے۔

أُصِيبُوا إِكْرَامًا لَمْ يَدْبِعُوا عَشِيرَةً بِقَوْمٍ سِوَاهُمْ نَازِحِي الدَّارِ وَالْأَصْلِ

وہ باعزت موت مرے۔ انہوں نے اپنی قوم کے سوا دھن اور نسب کے لحاظ

سے دودر والی دوسری قوم کے عوض میں اپنا خاندان فروخت نہیں کیا۔

كَمَا أَصْبَحَتْ عَسَانٌ فِيكُمْ يَطَانَةٌ لَكُمْ بَدَلًا مِّثْلًا فَيَا لَكَ مِنْ فِعْلٍ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمہارے رازدار اور گہرے دوست

ہو گئے ہیں، تعجب ہے کہ ایسے بھی کام ہوا کرتے ہیں۔

عُقُوقًا وَإِثْمًا بَيْتًا وَقَطِيعَةً يَرَى جُورَكُمْ فِيهَا ذُوُ الرَّاْيِ وَالْعَقْلِ

(تم لوگوں کے مذکورہ کام، نیکی کی مخالفت، سرسج گناہ اور رشتہ شکنی سے ہوئے

ہیں عقل و رائے والے ان کاموں میں تمہاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فَلَا تَفْرَحُوا أَنْ تَقْتُلُوهُمْ فَقَتْلُهُمْ لَكُمْ كَأَيُّنْ خَبَلًا مُّقِيمًا عَلَى خَبَلٍ

اگر تم انہیں قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا، کیونکہ ان کا قتل تمہارے لیے

دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ قَدْ مَضَوْا لِسَبِيلِهِمْ وَخَيْرُ الْمَنَآيَا مَا يَكُونُ مِنَ الْقَتْلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ مفائقہ نہیں) موتوں

میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فَإِنَّ كُمْ كُنْ تَبْرَحُوا بَعْدَ قَتْلِهِمْ شَيْئًا هَوَاكُمُ غَيْرُ مُجْتَمِعِ الشَّمْلِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم پسندیدہ چیزوں سے دُور پریشان قوتوں کی

شیرازہ بندی نہ کر سکو گے۔



يَقْعِدُ ابْنُ جَدَّانَ الْحَيِّدِ فَعَالَهُ وَ عَثْبَةً وَ الْمَدْعُو فَيْكُمُ أَبَا جَهْلٍ

قابل ستائش کاموں والے ابن جدعان، عتبہ اور جو تم میں ابو جہل مشہور ہے، ان

لوگوں کی عدم موجودگی سے (مذکورہ بالا بڑائیاں رونما ہوں گی)۔

و شَيْبَةً فَيْهِمْ وَ الْوَلِيدُ فَيْهِمْ أُمِّيَّةَ مَا وَى الْمُعْتَرِينَ وَ ذُو الرَّجْلِ

اور شیبہ، وہ بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں اور سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک

پاؤں والا ان سب کا ایک ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے۔

أُولَئِكَ كَأَبٍ لَّكَ ثُمَّ لَا تَبْكُ غَيْرَهُمْ نَوَاحٍ تُدْعَوُ بِالرَّزِيَّةِ وَ التَّكْلِ

عزیزوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں کو چاہیے کہ انہیں

لوگوں پر رومیں اور اس کے بعد ان کے سوا کسی اور پر نہ رویں۔

وَقُولُوا لِأَهْلِ الْمَكْتَبَيْنِ تَجَاشَدُوا وَ سِيرُوا إِلَى أَطَامٍ يَثْرِبُ ذِي النَّخْلِ

مکہ کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہہ دو کہ لشکر جمع کر لو اور نخلستان والے

یثرب کے قلعوں کی طرف چلو۔

جَمِيعًا وَ حَامُوا آلَ كَعْبٍ وَ ذَبُّوا بِخَالِصَةِ الْأَلْوَانِ مُعَدَّةَ الْقَتْلِ

سب مل کر (چلو)، اور بنی کعب کو گھیر لو۔ خالص رنگوں والی اور نئی صیقل کی

ہوئی (تعدادوں) سے مدافعت کرو۔

وَإِلَّا فَيَتَوَخَّأُ خَائِفِينَ وَ أَصْبَحُوا أَذَلَّ لَوْطِ الْوَاطِئِينَ مِنَ النَّعْلِ

ورنہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جوتوں سے پامال کرنے والوں کی پامالی

کی نہایت ذلیل حالت میں دن بسر کرو۔

عَلَى أَسْنَى وَاللَّاتِ يَا قَوْمَ فَاغْلَمُوا بِكُمْ وَ اثِقُوا أَنْ لَا تُقِيمُوا عَلَى تَبْلِ

وَالْبَيْضِ وَالْبَيْضِ الْقَوَاطِعِ وَالنَّبْلِ سَوَى جَمْعِكُمْ لِلْسَّابِغَاتِ وَ اللَّقْنَا

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم تم پر پر را بھر دیا ہونے

کے باوجود میں تم سے کہتا ہوں کہ تم بڑی زرہیں نیزے خود چمکتی ہوئی کاٹنے والی

(طراریں) اور تیر جمع کیے بغیر دشمن سے بدلا لینے کے لیے کھڑے نہ ہونا۔

ضرار بن الخطاب | ضرار بن الخطاب بن مرواس، محارب بن نمر کے بھائی نے کہا ہے:



عَجَبْتُ لِفَخْرِ الْأَوْسِ وَالْحَيْنِ دَائِرُ عَلَيْهِمْ عِدَاؤُ الدَّهْرِ فِيهِ بَصَائِرُ  
اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہوں، حالانکہ کل ان پر بھی موت کا پھیرا ہونے  
والا ہے اور زمانے میں عبرتناک واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرُ بَنِي النَّجَّارِ إِنْ كَانَ مَعْشَرُ أُصَيْبُوا بِبَدْرِ كُلِّهُمْ ثُمَّ صَابِرُ  
اور بنی النجار کے فخر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر صرف اس بات پر ہے)  
کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا مبتلائے مصیبت ہو گیا، وہ وہ دلائل ثابت قدم  
رہا۔

فَإِنْ تَلَّكَ قَتْلَى عَوْدَتْ مِنْ رِجَالِهَا فَإِنَّا رِجَالٌ بَعْدَهُمْ سَنَعَا دِ سُرُ  
اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے پڑی ہوئی ہیں تو (کیا)  
حرج ہے کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرَدِي بِنَا الْجُرُودَ الْعَنَاجِمُ وَسُطُكُمُ بَنِي الْأَوْسِ حَتَّى يَشْفِيَ النَّفْسِ ثَائِرُ  
اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز گھوڑے ہیں (اپنی)  
پیٹھوں پر، لیے ہوئے تمہارا وسط کا حصہ پامال کرتے ہوں گے، خشتی کہ بدلا لینے والا  
دل کو تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنِي النَّجَّارِ سَوْفَ نَكْرُهَا لَهَا بِالْقَنَاءِ وَالسَّادِرِ عَيْنَ ذَرِافِرُ  
اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے سے دوسرا حملہ ہم بنی النجار  
کے درمیانی حصے پر کریں گے، جس کے لیے نیزوں اور زرہ پوشوں کے بار بردار  
بھی ہوں گے۔

فَتَتْرُكُ صَرْعَى تَعْصِبُ الطَّيْرِ حَوْلَهُمْ وَلَيْسَ لَهُمْ إِلَّا الْأَمَاتِي نَا صِرُ  
پھر ہم انہیں اس طرح بھڑا ہوا چھوڑیں گے کہ انہیں پرندوں کی ٹکڑیاں  
گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز بھڑائی آرزوؤں کے کوئی ان کی مدد کرنے والا  
نہ ہوگا۔

وَتَبْكِي سِرِّمْ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ لِسُوَّةُ لَهْتِ يَهَا لَيْلُ عَنِ النُّومِ مَسَاهِرُ  
اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی۔ ان عمدتوں کو اس مقام پر ایسی  
رات ہوگی، جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوں گی۔  
جلد اول



وَذَلِكَ إِنَّمَا لَا تَزَالُ سَيُوفُنَا يَهِنُ دَمُ مِثْمَا يُحَارِبُن مَسَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لیے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا

ہوگا جن سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَإِنْ تَنْظَرُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ فَإِنَّهَا بِأَحْمَدَ أَمْسَى جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف یہی ہے کہ تمہارا نصیب

دہم میں کے ایک فرد احمد کے ساتھ ہو گیا ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

وَبِالنَّفَرِ الْأَخْيَارِهِمْ أَوْلِيَاءُ يُجَامُونَ فِي اللَّأْوِ وَالْمَوْتُ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے، جو اس کے رشتہ دار ہیں لیکن (اگر)

موت تو موجود ہے۔

يُعَدُّ أَبُو بَكْرٍ وَحَمَزَةُ فِيهِمْ وَيُدْعَى عَلَى وَسْطِ مَنْ أَنْتَ ذَاكِرُ

ابو بکرؓ اور حمزہؓ کا انہیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا ہے

ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علیؓ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعَى أَبُو حَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمْ وَسَعْدُ إِذَا مَا كَانَ فِي الْعَرَبِ حَاضِرُ

اور جو ابو حفص (عمر) مشہور ہے اور عثمانؓ بھی انہیں افراد میں سے ہے اور سعد

ہے جب وہ کسی جنگ میں موجود ہے۔

أَوَّلَيْكَ لَأَمِنْ نَتَجَّتْ فِي دِيَارِهَا بَنُو الْأَوْسِ وَالنَّجَّارِ حِينَ تَفَاخِرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے)، نہ کہ وہ لوگ جو بنی لادس

اور بنی النجار والے ہیں، جنہوں نے اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی

ہے، جب وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَالَكِنْ أَبَوْهُمْ مِنْ لُؤَيٍّ بَنِ غَالِبٍ إِذَا عُدَّتِ الْأَنْسَابُ كَعَبٍ وَعَامِرُ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جائیں تو ان مذکورہ لوگوں کا

جد اعلیٰ لؤئی بن غالب میں سے ہوگا۔

هُمْ الطَّاعِنُونَ الْغَيْلَ فِي كُلِّ مَعْرٍ عَدَاةَ الْهَيَّاجِ الْأَطْيَبُونَ الْأَكَاثِرُ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور

اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے ہیں۔

جلد اول



اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا:

عَجَبْتُ لِامْرِئِ اللَّهِ وَاللَّهِ قَادِرٌ عَلَى مَا أَرَادَ لَيْسَ بِاللَّهِ قَاهِرٌ

میں اللہ تعالیٰ کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا

اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

قَتَلَنِي يَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نُلَاقِي مَعْشَرًا بَعَوًا وَسَبِيلُ الْبَغْيِ بِالنَّاسِ جَارٌ

بدر کے روز اُس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں

جنہوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے

والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوا وَاسْتَفَرُّوا مِنْ يَدِهِمْ مِنَ النَّاسِ حَتَّى جَمَعَهُمْ مُتَّكَا شُرُ

حالانکہ انہوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے

والے تھے، انہوں نے ان سے جنگ کے لیے نکلنے کا یہاں تک کہ مطالبہ کیا کہ ان

کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

وَسَارَتْ إِلَيْنَا لَا تُحَاوِلْ غَيْرَنَا بِاجْمَعِهَا كَعَبْ جَبِيْعٌ وَعَامِرٌ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا

کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جملہ بنی کعب اور بنی عامر ہمارے مقابل آ گئے۔

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ وَالْأَدُسُ حَوْلَهُ لَهُ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيزٌ وَنَاصِرٌ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف

بنی ادس ہیں، اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے

والے ہیں۔

وَجَمْعُ بَنِي النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَاعِهِ يَبْسُوْنَ فِي الْمَآذِي وَالنَّقْعُ ثَائِرٌ

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے اور وہ سفید اور نرم

زردیوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد و غبار اڑا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ وَكُلُّهُمْ مُجَاهِدٌ لِأَصْحَابِهِ مُسْتَبِجِلُ النَّفْسِ صَابِرٌ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کو شان تھا کہ اپنے ساتھیوں

کے لیے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔



شَهِدْنَا بِأَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرٌ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں

اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیغام رساں غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

وَقَدْ عُدَّتْ بِبُيُوتِ خِفَافٍ كَأَنَّهُا

اور سفید چمکتی ہوئی، ہلکی (تلواریں)، برہنہ کر لی گئیں، گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے

والا تیری آنکھوں کے سامنے انھیں حرکت دے رہا ہے۔

بِهِتَ أَبَدًا نَا جَمَعَهُمْ فَتَبَدَّدُوا

انھیں تلواروں کے ذریعے سے ہم نے ان کی جماعت برباد کر دی اور وہ پریشان

ہو گئے اور جو نافرمان تھا، وہ موت سے ملاقات کر رہا تھا۔

فَكَتَبَ أَبُو جَهْلٍ صَرِيحًا لَوَجْهِهِ

آخر ابو جہل نے منہ کے بل پٹختی کھائی اور عقبہ کو انھوں نے ایسی حالت میں

چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَالشَّيْبَةَ وَالتَّيْمَةَ غَادَرْنَ فِي الْوَعَى

اور شیبہ کو اور تیمی کو انھوں نے پیچ پکار میں چھوڑ دیا اور یہ دونوں کے

دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

فَأَمْسُوا وَتَوَدُّ النَّارُ فِي مُسْتَقَرِّهَا

غرض آگ کی قرار گاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے اور ہر منکر جہنم ہی میں منتقل

ہونے والا ہے۔

تَنَلَّتْ عَلَيْهِمْ وَهِيَ قَدْ شَبَّ حَمِيرًا

اس حالت میں کہ اس کی گرمی شباب پر ہے۔ ————— وہ ان پر شعلہ زنی

کر رہی ہے۔ ————— جو لوہے اور پتھروں کی تختیوں سے بھری ہوئی ہے

(یا سلگنے والی ہے)۔

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ قَالَ أَقْبِلُوا

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب)

آگے بڑھو تو انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تُو تو صرف ایک جادوگر ہے۔



لَا مَرِ ارَادَ اللهُ اَنْ يَهْلِكَوا بِهِ  
وَلَكِنَّ لِمَرِ حَمَّةُ اللهِ زَا جِرْ

ان کی مذکورہ حالت، اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا، وہ اسی میں  
ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا، اسے روکنے والا بھی  
کوئی نہیں۔



## جنگ بدر کے متعلق اشعار

(۲)

مقتولین بدر کا مرثیہ | عبداللہ بن الزبیری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرثیے میں کہا ہے۔

ابن ہشام کے بیان کے مطابق بعض نے کہا ہے کہ یہ اشعار اُحشی بن زرارہ بن النباش کے ہیں جو بنی اسید بن عمرو بن تیمم میں سے تھا اور بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔ ابن اسحاق نے اسے بنی عبد الدار کا حلیف بتایا ہے:

مَا ذَا بَدْرٍ وَمَا ذَا حَوْلَةٍ مِنْ فَتِيَّةٍ بِيضِ الْوُجُوهِ كِرَامِ

بدر اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آگئی) ہے کہ گورے گورے چہرے والے

شریف نوجوانوں نے۔

تَرَكَوْا نُبْيَهُمَا خَلْفَهُمْ وَمُنَبَّهُمَا وَابْنِي دَبِيعَةَ خَيْرِ خَصْمٍ فِتَامِ

نُبئیہ، غنہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو، جو لوگوں کی (ان) جماعتوں کے بڑے

مخالف تھے، پیچھے چھوڑ دیا۔

وَالْحَارِثُ الْفَيَّاضُ يَبْرُقُ وَجْهُهُ كَالْبَدْرِ جَلَى لَيْلَةٍ الْإِظْلَامِ

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا، جس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا تھا، جس نے

اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔

وَالْعَاصِي بْنُ مُنَبِّهِ ذَا مِرَّةٍ رُمَحًا تَيْمَمًا غَيْرَ ذِي أَوْصَامِ

اور منبہ کے بیٹے عاصی کو (چھوڑ دیا) جو قوی اور (لبا گویا) پورا نیزہ تھا اور

میدوں والا نہ تھا۔

تَنَمَّى بِهِ أَغْرَاقُهُ وَجُبْدُ دُدُّهُ وَمَا شَرُّ الْأَحْوَالِ وَالْأَعْمَامِ

اس (عاصی) کے ذریعے سے اس (منبہ) کے اصلی صفات، اس کی استعداد اور

ماموں، چچاؤں کے صفات حمیدہ پرورش پاتے تھے۔

بدا اول



وَإِذْ أَبْكَىٰ بَالِئٌ فَأَعْوَلَ شَجْوَدًا      فَعَلَىٰ الرَّئِيسِ الْمَاجِدِ ابْنِ هِشَامٍ

اور جب کوئی رونے والا رویا اور اپنے غم کا اظہار یا وار بلند کیا تو (سمجھ لو کہ)

عزت و شان والے سردار ابن ہشام ہی پر آواز بلند کر رہا ہے۔

حَيَّا إِلَٰهَهُ أَبَا الْوَلِيدِ وَرَهْطَهُ      رَبُّ الْأَنَامِ وَخَصَمَهُمْ بِسَلَامٍ

ابو الولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور مخلوق کی پرورش کرنے

والا انھیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔

اس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا: اور کہا۔

أَبَدْتُ بَكْتَ عَيْنَاكَ ثُمَّ تَبَادَرَتْ      يَدَايُ تَعْلُ عُرُودَ بَهَا سَبَّحَامٍ

(مرثیہ کہہ) اور دو خدا کرے کہ تیری آنکھیں (ہمیشہ) روتی ہی رہیں۔ پھر

بہنے والا خون نے نکلیں اور گوشہائے چشم کو بار بار سیراب کرتی رہیں۔

مَا ذَا إِلَيْكَ بِالدِّينِ تَتَابَعُوا      هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

اس (مرثیہ) کے ذریعے سے ان لوگوں پر رویا، جو یکے بعد دیگرے

چل بسے تو نے کیا کیا (کیا کام کیا؟) ان لوگوں کے قابل تعریف کاموں کا ذکر

کیوں نہ کیا؟

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَا جَدَّ إِذْ أَهَمَّتْ      سَمِعَ الْخَلَائِقِ صَادِقَ الْإِقْدَامِ

اور ہم میں کی بزرگ، بہت والی، وسیع الاخلاق اور جو کام شروع کرے،

اسے پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا؟

أَعْنِي النَّبِيَّ أَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدَى      وَأَبْرَمَ مَنْ يُؤْتِي عَلَى الْأَقْسَامِ

میری مراد اس نبی سے ہے، جو سخی اور اعلیٰ صفات والا ہے اور قسمیں

کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے۔

فَلْيَسْلُهُ وَالْيَسْلُ مَا يَدْعُو إِلَهُ      كَانَ الْمُدَّاحَ ثُمَّ غَيْرَ كَهَامٍ

پس بے شبہ۔ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ بلاتا ہے، اس

کی سی چیز، قابل ستائش ہے پھر قابل تعریف صفات کے ساتھ کسی قسم کی کمزوری

رکھنے والا نہیں۔

حسان بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے:

جلد اول



تَبَدَّلْتُ فَرْوَادَكَ فِي الْمَنَامِ خَرِيدَةً تَشْفِي الصَّجِيعَ بِبَارِدٍ بَسَامٍ

ایک دوشیزہ نے خواب میں تیرے دل کو پیار بنا دیا ہے جو ٹھنڈے سکرانے

والے (دانتوں سے اپنے) ہم بستر کو بھلا چکا کر دیتی ہے۔

كَأَلَمِيسَةٍ تَخْلِطُهُ بِمَاءٍ مَحَابَةِ أَوْ عَالِيَةٍ كَدَامِ الدَّابِغِ مُدَامٍ

جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملا لے (تو اس سے شفا حاصل

ہوتی ہے) یا مذہب جو جانور کے خون کی سی پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔

الِیْسَ هِيَ: نَجْمُ الْحَقِیْبَةِ بُوَصْهَا مُتَنَضِّدًا بِلَهَاءٍ غَیْرٍ وَشِیْكَةٍ اَلْاَقْسَامِ

اُبھری ہوئی گھڑی والی (بڑے کو لمے والی) گویا اس کے کو لمے تہ بہ تہ ہیں

بھولی بھالی قسموں کے نزدیک نہ جانے والی۔

بُنِیْتُ عَلَى قَطَنِ اَجَمٍّ كَأَنَّكَ فُضِّلًا اِذَا قَعَدَتْ مَدَالِیْكَ رُحَامِ

اس کی کوکھ (یا کمر) بغیر بڑی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ مکلف لباس سے

اگ ہو کر (نیم برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا (وہ) شگِ مَرَمَر کی سل ہے۔

وَتَكَادُ تَكْسَلُ اَنْ تَجِئَیْ فِی رَاشِہَا فِی جِسْمِ خُرْعَبَةٍ وَحُسْنِ قَوَامِ

جسم کی نزاکت، نرمی اور فطری حُسن میں (اس کی حالت یہ ہے) کہ اسے بستر

تک آنا پاد ہے۔

اَمَّا النَّهَارُ فَلَا اُفْتَرِذُكَ رَہَا وَاللَّیْلُ تُؤْزِعُنِیْ بِہَا اَحْلَامِیْ

(میرا سارا) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور ساری رات میرے خواب مجھے

اسی کی شیفہ بنائے رکھتے ہیں۔

اَقْسَمْتُ اَنْسَاہَا وَ اَتْرُکُ ذِکْرَہَا حَتّٰی تُغَیِّبَ فِی الصَّرِیْحِ عِظَامِیْ

(مذکورہ صفات کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو) میں نے قسم کھالی کہ اسے کبھی

نہ بھولوں گا اور اس کی یاد (کبھی نہ) چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (سر و گل کر

نہیں) نہایت و نابود اور غائب ہو جائیں۔

یَا مَنْ لِّعَاذِلَةٍ تَلُوْمٌ سَفَاہَةٌ وَلَعَدَا عَصِیْتُ عَلَى الْهَوٰی لَوَامِیْ

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (ملامت کرنے سے روکے،



حالاںکہ محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی (کڑی بات) میں نے نہیں مانی۔

يَكُونُ عَلَيَّ بِسُحْرَةٍ بَعْدَ الْكُدَى وَتَقَارِبٍ مِنْ حَادِثِ الْاَيَّامِ

(ایک رات، زمانے کے اس انقلاب (واقعہ بد) کے قریب (میری) ذرا سی

مہند کے بعد سویرے سے پہلے وہ عورت میرے پاس آئی۔

زَعَمْتُ بِأَنَّ الْمَوْءَ يَكْرُبُ عُمْرَكَ عَدَمٌ لِمُعْتَكِرٍ مِنَ الْأَصْرَامِ

(اور) اس نے دعوے سے کہا کہ اونٹوں کے گھٹوں کے ہجوم کا نہ ہونا آدمی

کی عمر کو غم داندہ بنا دیتا ہے (لوگ مال و جاہ کی فکر میں عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتُ كَاذِبَةً لَدَنِى حَدَّثَتْنِى فَجَوْتُ مُنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ

(میں نے اس سے کہا) جو بات تو مجھ سے بیان کر رہی ہے، اگر تو

(اس میں) جھوٹی ہے تو تو (مجھ سے) اس طرح پنج کر نکل جائے، جس طرح مارٹ

بن ہشام پنج کر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُونَهُمْ وَ نَجَا بِرَأْسِ طِمْرَةٍ وَلِجَامِ

کہ اپنے دوستوں کے لیے سینہ سپر ہونے کے بجائے اس نے انہیں چھوڑ دیا۔

اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور نگام تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَذَرُ الْعَنَّا جَيْحُ الْجِيَادِ بِقُفْرَةٍ مَرَّ الدَّ مُؤَلِّ بِحُصْدٍ وَ رَجَامِ

بہتر میں اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح (اپنے پیچھے) چھوڑ

چلے جا رہے تھے، جس طرح پتھر سے بندھی ہوئی مضبوط رستی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا

چلا جاتا ہے۔

مَلَأَتْ بِهِ الْفَرْجَيْنِ فَأَدْمَدَتْ يَمِ وَ ثَوَى أَحَبَّتُهُ بِشَرِّ مَقَامِ

ان گھوڑوں نے اس دوڑ سے (اتھوں اور پاؤں کے درمیانی) شگاف بھر

لیے تھے اور اس سے ان میں مہمان پیدا ہو گیا تھا، حالانکہ اس کے دوست بڑی بڑی جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُو أَبِيهِ دَرَهْطُهُ فِي مَعْرِكِ نَصَرَ إِلَالَهُ بِهِ ذَوِي الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے میں (پہنسی

ہوئی) تھی ————— جس میں معبود حقیقی نے مسلمانوں کو فتحیاب

فرمایا :

بداوّل



لَحَنَتَهُمْ وَاللَّهُ يُنْفِذُ أَمْرَهُ حَرْبٌ يُشَبُّ سَعِيدُهُ بِضِرَامٍ  
ایسی جنگ نے انہیں پیس ڈالا، جس کے شعلوں کو ایندھن سے بھر دیا جا  
رہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

لَوْ لَا إِلَٰهٌ دَجَرِيهَا لَتَرَكْنَهُ جَزَا السِّبَاعِ وَدُسْنَهُ بِحَوَامِي  
اگر معبود (حقیقی کو اس کا بچانا مقصود) نہ ہوتا اور ان (گھوڑوں) کی دور  
نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے  
پامال کر ڈالتے۔

مِنْ بَيْنِ مَا سُورٍ يُشَدُّ وَثَاقُهُ صَقْرٍ إِذَا لَقِيَ الْأَسِنَّةَ حَامِي  
(وہ دو حالتوں کے) درمیان (ہوتا یا تو) قیدی ہوتا، جس کی مشکلیں ایک  
ایسا بہادر کس دیتا، جو نیزوں کے مقابلے میں بھی حمایت کرنے والا ہے۔  
وَمُجَدَّلٍ لَا يَسْتَجِيبُ لِدَعْوَةٍ حَتَّى تَزُولَ شَوْمُخُ الْأَعْلَامِ  
اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا جواب نہ دیتا،  
یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں نہ پہاڑ اپنی جگہ سے سٹیں گے اور  
نہ وہ جواب دے گا۔

بِأَلْعَادِ وَالذَّلِ الْمُبَيِّنِ إِذَا رَأَى بَيْضَ السُّيُوفِ تَسْوِقُ كُلُّهُمَا  
صریح ذلت و خواری کی حالت میں (پڑا رہتا، جب دیکھتا کہ سفید (چمکتی  
ہوئی) تلواریں مستقل مزاج سرداروں کو ہانکتی لیے جا رہی ہیں۔  
بَيْدَى أَعْدَا إِذَا انْتَهَى لَمْ يُجْزِهَا نَسَبُ الْفِقْصَارِ سَمِينَدَاجٍ مِقْدَامِ  
(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چمکے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں  
جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی  
ذلت نہ نصیب ہوتی (اس کے) آباؤ اجداد تمام باہمت تھے، اس سردار کے ہاتھ  
میں ہر تین جو دشمن کی پروا نہ کر کے، اگے بڑھنے والا ہے۔

بَيْضٌ إِذَا لَقِيَ حَدِيدًا أَصْمَمَتْ كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ عَمَامِ  
وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی تلواریں) ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں  
تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے ساتھ  
جلد اول



کے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔

حارث بن ہشام کے جوابی اشعار | بقول ابن ہشام الحارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے:

اللَّهُ أَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتَّى حَبَوَا مُهْرِي بِأَشَقَرِ مَزِيدٍ

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی جب تک

ان لوگوں نے میرے بھیرے کو سرخ کف دار (خون) میں آلود نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ أَقَاتِلُ وَاحِدًا أُقْتَلُ وَلَا يَبْنِي عُدُوِّي مَشْرِيدًا

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں ایک جنگ کرتا رہا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ

میں موجود رہنا میرے دشمن کو کسی طرح مجبور نہ کرے گا۔

فَصَدَرْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيهِمْ كَلِمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدٍ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا، حالانکہ احباب ان میں (پرے ہوئے) تھے

اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلایا جاسکے۔

ابن اسحاق نے کہا: الحارث نے یہ اشعار جنگِ بدر سے اپنے بھاگنے کے غدر میں کہے:

ابن ہشام نے کہا: ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش ہونے کی

وجہ سے چھوڑ دیے ہیں:

ابن اسحاق نے کہا: حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے:

نَقَذْتُ عِلْمِي قَرْلِيْشَ يَوْمَ بَدْرٍ عَدَاةَ الْأُسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيدِ

بدر کے دن، جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا، قریش نے

ہمان لیا۔

بِأَنَا حِينَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِي حِمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ ابْنِ الْوَلِيدِ

کہ ہم شیرانِ جنگ ہیں، جب نیزوں کے سراپک دوسرے سے مل جائے

میں، بالخصوص ابوالولید کا دن یاد کرو۔

قَتَلْنَا ابْنَ رَبِيعَةَ يَوْمَ سَارَا إِلَيْنَا فِي مَضَا عَفَةِ الْحَدِيدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے لوہے کی دوہری زردہوں میں ہمارے مقابلے

کے لیے چلے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

جلد اول



يَطْعِمُ يَوْمَ الْمَسْغِيَةِ يَدَا نَحْ يَوْمَ الْمَغْلَبَةِ

بھوک (اور قحط سالی) کے زمانے میں کھانا کھلاتا تھا، غلبے کے

وقت مدافعت کرتا تھا۔

إِنِّي عَلَيْهِ حَرِيْبَةٌ مَلْهُوْفَةٌ مُسْتَدْبَةٌ

مجھے اس پر غم و غصہ ہے۔ افسوس سے پُر اور عقل سے عاری

ہو گئی ہوں۔

لَنْهَيْطَنَ يَثْرِبَهُ بِغَارَةٍ مُنْثَعِبَةٍ

ہم یثرب پر ضرور ایک بہ پرٹنے والے حملے کے ساتھ نازل

ہوں گے۔

فِيهِ الْخِيُولُ مُقَرَّبَةٌ كُلُّ سَوَادٍ سَلْبَةٍ

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مشکلی

گھوڑے ہوں گے۔

صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس نے گڑھے

صفیہ بنت مسافر کا مرثیہ | میں ڈالے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر

کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

يَا مَنْ لِعَيْنٍ قَدْ أَهَا عَائِدُ الرَّمْدِ حَدَّ النَّهَارِ وَقَرْنُ الشَّمْسِ لَحْيقِدِ

اس آنکھ کی فریاد کو پہنچنے والا بھی کوئی ہے جس کا غاشاک دن

کے آخری حصے میں بھی آشوب اور زخم چشم بن گیا ہے اور آفتاب کے ایک

کنارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لاسکتا؟

أُخْبِرْتُ أَنَّ سَرَاةَ الْأَكْرَمِيِّنَ مَعًا قَدْ أَحْدَزَتْهُمْ مَنَايَا هُمْ إِلَى أَمَدِ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی موتوں نے

ایک وقت خاص پر ایک ساتھ جمع کر دیا۔

وَقَرَّ بِالنُّقُومِ أَصْحَابُ الرِّكَابِ وَلَمْ تَعْطِفْ عَدَا تَيْدِ أُمٍّ عَلَى وَلَدِ

اور سواری والے لوگ قوم کو لے کر بھاگ گئے اور اس روز صبح کی

کسی ماں نے بچے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

جلد اول



تَوَمِّي صَفِيٍّ وَلَا تَنْسَى قَدَابَتَهُمْ وَإِنْ بَكَيْتَ فَمَا تَبْكِيَيْنَ مِنْ بَعْدِ

اے صفیہ! اٹھ! اور ان کی قربت کو نہ بھلا۔ اگر تو روئے تو دُور سے نہ رو۔

كَانُوا سُقُوبَ سَمَاءِ الْبَيْتِ فَانْفَقَتْ فَأَضْمَمَ السَّنَكُ مِنْهَا غَيْرَ ذِي عَمِيدٍ

وہ گھر کی چھت کے ستون تھے۔ وہ ٹوٹ گئے تو اس کا اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا: ”کانوا سقوب“ جس شعر میں ہے، اس کی روایت مجھے بعض علماء شعر سے مل ہے۔ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے:

أَلَا يَا مَنْ لِعَيْنٍ لَلَّتْ — بَكِيٍّ دَمْعُهَا فَنَانٌ

ایسی آنکھ جس کے آنسو ختم ہو رہے ہیں، اس کی فریاد سننے والا کیا کوئی نہیں؟

كَهَضْبِي دَالِجٍ يَسْقِي خِلَالَ الْغَيْثِ السَّانِ

(جن آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے باؤل سے حوض تک پانی لے جانے والے کے ددڑوں ڈول، جو بھرنے اور قریب کے حوض کے

درمیان بھی پانی بہا رہے ہوں۔

وَمَا لَيْتُ غَرِيفَ دُوٍّ — أَطَا فَيْرَ وَاسْنَانُ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کیا بکھا جو پنچوں اور دانوں والا ہے؟

أَبُو شَبْلِينَ وَتَابُ شَدِيدُ الْبَطْشِ غَرُثَانُ

(اور) دو کم سن شیروں کا باپ ہے، خوب حملہ کرنے والا سخت

گرفت والا اور بھوکا ہے۔

كَحَبِيٍّ إِذْ تَوَلَّى وَجْوهُ الْقَوْمِ الْوَوَانُ

(وہ شیر) میرے دوست کا سا ہے، اس کے لوٹنے سے

لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑنے لگے۔

وَبِالْحَصَفِ حُسَامٌ صَا — رِمٌ أَبْيَضُ ذُكْرَانُ

اور ہاتھ میں سفید فولاد کی تیز تلوار ہے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ النُّجْلَا — مِنْهَا مُزِيدٌ أَبَانُ

جلد اول



اسے میرے دوست (تو نیزے سے کشادہ زخم لگانے والا ہے جس سے

کف دار گرم (خون بہتا ہے)۔

بن ہشام نے کہا: بعض روایتوں میں اس کا قول "وما لیث الی آخذہ" سابقہ دونوں شعروں سے ملحدہ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا: ہند بنت اشامہ بن عباد بن المطلب نے عبیدہ ابن الحارث بن المطلب کا مرثیہ کہا:

لَقَدْ ضَمَّتِ الصَّفْرَاءُ حُجْدًا وَ سُوْدُودًا وَ حِلْمًا اَصِيْلًا وَ اَفْرَ اللَّبِّ وَ الْعَقْلِ  
(مقام صفراء نے بزرگی، سرداری، مستمہ علم اور مغزو عقل کی بڑی مقدار

اپنے میں رکھ لی۔

عَبِيْدَةُ قَا بُكِيْهِ لِاَضْيَافِ عُذْبَةٍ وَ اَرْصَلَتْهُوْیْ لِاَشْعَثِ كَالْحِجْدَلِ

(اس نے) عبیدہ کو (اپنے میں رکھ لیا) پس مسافر مہانوں اور ان بیواؤں

کے لیے جو اس کے پاس پریشانی میں آیا کرتی تھیں، تو اس پر رو، جو یکے دوسرے

کے تنے کی طرح تھا۔

وَبِكِيْهِ لِاَلْقَوَامِ فِي كُلِّ شَتْوَةٍ اِذَا اَحْمَدَ آفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحِلِ

اور اس پر ان لوگوں کے لیے رو، جو ہر سما میں آسمان کے کنارے قحط

کے سبب مرغ ہو جانے کے وقت (اس کے پاس آیا کرتے تھے)۔

وَبِكِيْهِ لِاَلْاَيَّامِ وَ الرِّجْحِ زَفْوَتْ وَ تَشْبِيْبٍ قَدْ رَطَّالَ مَا اَزْبَدَتْ تَغْلٰی

اور قیموں کے لیے رد، جب سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے تو انہیں اس کے

پاس پناہ ملتی تھی)۔ اور دیگوں کے نیچے آگ روشن کرنے کے لیے رو، جو بڑی مدت

تک جوش زن اور کف انداز رہتی تھیں۔

فَاِنْ تُصْبِحُ النَّيْرَانُ قَدْ مَاتَ ضَوْؤُهَا فَقَدْ كَانَ يُدْكِيْهِنَّ بِالْحَطَبِ الْجَزَلِ

اگر آگ بجھ جاتی تو وہ اسے موٹی موٹی لکڑیوں کے ایندھن سے سلگایا کرتا تھا۔

لِطَارِقِ لَيْلٍ اَوْ لِمُسْتَمِيسِ الْغَتْرِ وَ مَسْتَبِيْمٍ اَضْحٰی لَدَيْهِ عَلٰی رَمْلِ

مذکورہ سرد سامان ارات کو کسی آنے والے یا مینافٹ کے طالب اور اس راہ گم کرنے

والے کے لیے ہوا کرتے تھے جو ہمیشہ آہستہ آہستہ کتے کی آواز نکال کر خود کو اس پر ظاہر کرتا تھا۔

جدا اول



ابن ہشام نے کہا: اکثر علماء شعر نے ہند کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔

قتیلہ بنت حارث کے اشعار | ابن اسحق نے کہا: القفر بن الحارث کی بہن قتیلہ بنت الحارث نے کہا ہے:

يَا ذَا كِبَا إِنَّ الْأَثِيلَ مَطْنَةٌ مِنْ صَلِيمٍ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَقِّعٌ

اے سوار (مقام) اٹیل کے متعلق مجھے پانچویں صبیح (پانچ روز) سے بدگمانی ہے۔ اور تو تو بڑے وقت پر آیا (اچھے وقت آیا، جب تیری ضرورت تھی)۔

أَبْلَغُ بِهَا مَيْتًا بِأَنَّ تَحْيِيَّةً مَا إِنَّ تَزَالُ بِهَا الْجَائِبُ تَحْفِقُ

وہاں (مقام اٹیل) کی ایک میت کو، جب تک شریف (دو ٹنیاں) وہاں سے تیز

آتی جاتی رہیں، باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِثْنِي إِيْلِكَ وَعَبْرَةٌ مَسْفُوحَةٌ جَادَتْ بِوَإِغْفَارٍ وَأُخْرَتْ تَخْنُقُ

میری طرف سے تجھے (دعا کے بقا پہنچے) اور ایسے آنسو (پہنچیں) جو لگاتار اپنے

بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعُنِي النَّصْرُ إِنَّ نَادِيْتُ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيْتٌ لَا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نصر میری پکار کو سنے گا؟ جو مردہ بات نہ کر سکے، وہ

کیوں کر سن سکے گا؟

أَمَحَمَّدٌ يَا خَيْرَ ضُرَى كَرِيمَةٍ فِي قَوْمِهَا وَالْفَعْلُ فَحْلٌ مُعْرِقٌ

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اے اپنی قوم کی شریف عورت کی بہترین

اولاد! شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ ضَرْكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا مَنَ الْفَتَى وَهُوَ الْبَغِيضُ الْمُنْحِقُ

آپ کا کیا نقصان ہوتا، اگر آپ احسان کرتے (اور اسے چھوڑ دیتے)

کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے ہوئے جوان مرد نے

احسان کیا ہے۔

أَوْ كُنْتَ قَابِلَ فِدَايَةٍ فَلَيْسَ فَنَنْ بِأَعَزَّ مَا يَخْلُو بِمِ مَا يُنْفِقُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو مصارف زیادہ سے زیادہ دشوار تر ہیں ہوتے

وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کیے جاتے۔

جلد اول



قَالَ نَصْرُ اقْرَبُ مَنْ اَسْرَتْ قَرَابَةُ ۚ وَ اَحَقُّهُمْ اِنْ كَانَ عِتْقُ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا، ان سب میں انصاف تو قریب ترین  
قرابت والا تھا اور اس بات کا زیادہ حق دار تھا کہ اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی

تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

طَلَّتْ سَيُوفُ بَنِي اَيُّبَ تَنَوَّشُهُ ۚ لِلّٰهِ اَرْحَامُ هُنَاكَ تَشَقُّ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں۔ برائے

خدا یہاں قرابت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

صَبْرًا يُقَادُ اِلَى الْمَنِيَّةِ مُتَعَبًا ۚ رَسْفُ الْمُقَيَّدِ وَهُوَ عَانِ مَوْثِقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں

بندھے ہیں، وہ تھکا ماندہ ہے، بیڑیوں میں شکل پاؤں اٹھا رہا ہے اور زنجیروں

میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا: بعض لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا:

لَوْ يَلْعَنِي هَذَا قَبْلَ قَتْلِهِ ۚ اس کے قتل ہونے سے پہلے، اگر میرے پاس

یہ شعر پہنچ جاتا تو ضرور میں اس پر احسان کرتا۔ لَمَنْنْتُ عَلَيْهِ۔

ابن اسحاق نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے رمضان کے آخر یا شوال ۳۰ھ

میں فارغ ہوئے۔

Kbuda Bakhsh O.P. Library	
Patna	
Acc No.....	14200
Date.....	8-3-29
Section.....	



## تاریخ و سیاست

تاریخ فرشتہ : ملا محمد قاسم فرشتہ - ترجمہ : عبدالحی خواجہ  
صفحات : ۱۸۸۳ - سائز  $4\frac{1}{2} \times 10$   
مسلم عہد کی عظیم تاریخی داستان - اہم دستاویز اور مشہور مقامات کی تشریح -  
مکمل ۲ جلدوں میں - قیمت : ۶۵/- روپے

منتخب التواریخ : ملا عبدالقادر بدایونی - ترجمہ : محمود احمد فاروقی  
صفحات : ۸۷۸ - سائز  $4\frac{1}{2} \times 10$   
محمود غزنوی سے عہد اکبری تک کا مکمل سبازہ - نظام التواریخ کا انتخاب -  
قیمت : ۳۰/- روپے

تاریخ اشاعت اسلام : شیخ محمد اسماعیل پانی پتی  
صفحات : ۵۸۸ - سائز  $4\frac{1}{2} \times 10$   
عہد نبوی سے دور حاضر تک کی اسلامی تبلیغ و اشاعت کی مکمل و جامع تاریخ  
قیمت : ۲۰/- روپے

تاریخ اسلام : مصنف :- نشر جالندھری  
صفحات : ۱۰۸۰ - سائز  $4\frac{1}{2} \times 10$   
زمانہ قدیم سے دور حاضر تک کی اسلامی دنیا کی مستند اور جامع تاریخ -  
قیمت : ۳۰/- روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز - لاہور - حیدر آباد - کراچی



14200

KROPI



**امامت و سیاست :** سید رئیس احمد جعفری  
 صفحات : ۴۴۰ - سائز ۹ x ۱۰  
 خلافت اسلامیہ کے دور کا ایک کامیاب اور تحقیقی جائزہ - تاریخی حقائق کا مرقع -  
 قیمت :- ۲۵/- روپے

**مختصر تاریخ اسلام :** مولانا غلام رسول مہر  
 صفحات : ۴۸۰ - سائز ۹ x ۱۰  
 ابتدائے اسلام سے لے کر دورِ حاضر تک کے مسلمانوں کی مختصر لیکن جامع تاریخ  
 قیمت :- ۱۵/- روپے

**تاریخ تہذیب (حصہ اول) :** کریں برٹن - ترجمہ : غلام رسول مہر  
 صفحات ۸۱۶ - سائز ۹ x ۱۰  
 ابتدائے عہدِ تاریخ سے لے کر تک اقوامِ عالم کی تہذیبوں کی مکمل تاریخ  
 قیمت :- ۲۵/- روپے

**تاریخ تہذیب (حصہ دوم) :** کریں برٹن - ترجمہ : غلام رسول مہر  
 صفحات ۹۴۲ - سائز ۹ x ۱۰  
 ۱۵۰۰ء سے زمانہ حال تک دنیا کی مختلف تہذیبوں کے مفصل حالات  
 قیمت :- ۲۵/- روپے

**ہماری عظیم تہذیب :** ڈاکٹر غلام جیلانی برقی  
 صفحات ۳۰۸ - سائز ۹ x ۱۰  
 ہماری ثقافت پر ایک زندہ جاوید تصنیف جسے برقی صاحب نے نہایت  
 عرق ریزی سے مرتب کیا ہے - قیمت :- ۱۰/- روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز - لاہور - حیدر آباد - کراچی



تاریخ شام : فلپ کے حقی - ترجمہ : غلام رسول مہر  
صفحات : ۵۵۲ سائز : ۵/۴ x ۱۰

عہد قدیم سے دورِ حاضر تک اہل شام کے مکمل و جامع حالات۔

— قیمت :- ۳۰/- روپے

تاریخ لبنان : فلپ کے حقی - ترجمہ : غلام رسول مہر  
صفحات : ۵۰۴ - سائز : ۵/۴ x ۱۰

لبنان کے قدیم واقعات - مصر، بابل، اشور، کلدان، ایران اور روم کی مفصل

اور مکمل تاریخ۔ — قیمت :- ۲۵/- روپے

انسائیکلو پیڈیا (جلد اول) : ولیم۔ ایل۔ لینگر، ترجمہ : غلام رسول مہر  
صفحات ۴۶۶، سائز ۵ x ۵/۴

مشرقِ اولیٰ اور مشرقِ اوسط کے متعلق انیسویں اور بیسویں صدی کی مختصر

اور جامع تاریخ۔ — قیمت :- ۱۵/- روپے

انسائیکلو پیڈیا (جلد دوم) : ولیم۔ ایل۔ لینگر۔ ترجمہ : غلام رسول مہر  
صفحات ۵۰۸ - سائز ۵ x ۵/۴

ابتداء سے لے کر نپولین بونا پارٹ کے عہد تک کے واقعات مع

ضروری حواشی کے۔ — قیمت :- ۱۸/- روپے

انسائیکلو پیڈیا (جلد سوم) : ولیم۔ ایل۔ لینگر۔ ترجمہ : غلام رسول مہر  
صفحات ۶۶۶، سائز ۵ x ۵/۴

انقلابِ فرانس سے لے کر عہدِ حاضر تک کی مکمل تاریخ مع ضروری حواشی کے۔

— قیمت :- ۲۵/- روپے

---

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشرز - لاہور - حیدر آباد - کراچی